وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ

فہم الحدیث

ان روایات پر محدثین، دیوبند، بریلوی اور اہلحدیث علماء کا اتفاق ہے

جلد اوّل

میاں محمد جمیل ایم اے

فاضل اردو۔ علوم اسلامیہ

ابوھریرہ رضی اللہ عنہ اکیڈمی

۳۷۔ کریم بلاک، اقبال ٹاؤن، لاہور

فون نمبر 5417233



سُبحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمدِهٖ سُبحَانَ اللّٰهِ العَظِيمِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیتَ عَلٰی اِبرَاهِیمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبرَاهِیمَ اِنَّكَ حَمِیدٌ مَّجِیدٌ

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکتَ عَلٰی اِبرَاهِیمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبرَاهِیمَ اِنَّكَ حَمِیدٌ مَّجِیدٌ

ترجمہ و تفہیم............میاں محمد جمیل ایم اے

اشاعت اوّل..........................اکتوبر 2003ء

اشاعت دوم..........................جنوری 2004ء

اشاعت سوئم..........................اکتوبر 2004ء

اشاعت چہارم..........................ستمبر 2005ء

صفحات..........................616

قیمت..........................300

ناشر

ابوہریرہ اکیڈمی 37- کریم بلاک اقبال ٹاؤن لاہور۔ فون: 5417233

ملنے کے مراکز: مکتبہ دارالسلام' نعمانی کتب خانہ' مکتبہ سلفیہ' مکتبہ قدوسیہ اردو بازار لاہور

تعارف فہم الحدیث

میں نے فہم الحدیث میں حدیث کی روانی، کلام رسول ﷺ کا تسلسل اور نبوت کے معجزۂ خطابت کو حتی المقدور قائم رکھنے کی کوشش کرتے ہوئے یہ اہتمام کیا ہے کہ احادیث کا ترجمہ اور تشریح اس انداز میں عام فہم ہو کہ عام آدمی کی سمجھ میں آسکے۔ اسی لیے ابتدا میں باب کا مفہوم اور آخر میں باب کا خلاصہ اس طرح ذکر کرنے کی کوشش کی ہے کہ تعلیم یافتہ طبقے کو کم از کم 80% مسائل کسی عالم دین سے پوچھنے کی ضرورت باقی نہ رہے پھر اس بات کا بھی خیال رکھا کہ فرقہ واریت کی بجائے حدیث کی تشریح اور مفہوم وہی بیان کیا جائے جو رسالتِ مآب ﷺ کے فرمان کا مقصد ہے۔ رب کریم کے حضور عاجزانہ التجا ہے کہ وہ اسے ہم سب کے لیے دنیا اور آخرت کی کامیابیوں کا ذریعہ بنائے۔

آمین یا ارحم الراحمین

میاں محمد جمیل ایم اے

آئینۂ کتاب

عذاب قبر کا ثبوت-5

کتاب وسنت کو مضبوطی کے ساتھ پکڑنا-6

علم کی عظمت وفضیلت-7

غسل کا طریقہ-13

جنبی کے ساتھ میل جول-14

پانی کے بارے میں احکامات-15

نجاستوں کی صفائی-16

موزوں پر مسح-17

تیمم کا طریقہ-18

مسنون غسل-19

حیض کے مسائل-20

استحاضہ کے مسائل-21

نماز کا اجر وثواب-22

نمازوں کے اوقات-23

مساجد اور نماز ادا کرنے کے مقامات-29

نماز میں جسم کو ڈھانپنا-30

سترہ کا بیان-31

نماز ادا کرنے کا طریقہ-32

نماز کی پہلی تکبیر کے بعد کیا پڑھنا چاہیے-33

قبروں کی زیارت-81



آئینہ حدیث

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَاَنْزَلْنَا اِلَیْکَ الذِّکْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْھِمْ وَلَعَلَّھُمْ یَتَفَکَّرُوْنَ O .(پ ۱۴ نحل ۴۴)

ہم نے تجھ پر ذکر نازل کیا تا کہ آپ لوگوں کے سامنے کھول کر بیان فرمائیں جو ان کی طرف اتارا گیا ہے اس لیے کہ وہ غور وفکر کریں

وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی O اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی O (پ ۲۷ النجم ۳۔۴)

اور وہ اپنی مرضی سے کچھ نہیں کہتے مگر جو ان کی طرف وحی کی جاتی ہے

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ (پ ۲۱۔النجم ۴۳)

یقیناً رسول اللہ ﷺ کی زندگی تمہارے لیے بہترین نمونہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے نبی آخر الزمان کی نبوت کے اغراض ومقاصد کا ذکر کرتے ہوئے ایک مقصد یہ بیان فرمایا کہ آپ ﷺ زبانی اور عملی طور پر لوگوں کے سامنے واضح فرمائیں کہ تمہارا خالق و مالک تم سے کیا چاہتا اور تمہیں کس طرح دیکھنا پسند کرتا ہے۔ یہ مقصد لوگوں کے ہاتھوں میں محض ایک دستاویز تھما دینے سے حاصل نہیں ہوسکتا تھا جب تک خدائی پیغام کے مفہوم کا تعین اور ان پر عمل کر کے نہ دکھلایا جائے۔ قرآن مجید کی اس تشریح اور عملی تعبیر کو نبی کریم ﷺ کی مرضی پر چھوڑنے کی بجائے آپ ﷺ کو اس بات کا پابند فرمایا گیا کہ قرآن کی وہی تشریح ہونی چاہیے جو اللہ تعالیٰ آپ کی طرف وحی فرمائیں۔ گویا کہ قرآن کی عملی اور معنوی تشریح فرمان الٰہی کے تابع ہوگی جس کی قرآن حکیم نے وضاحت اور گارنٹی دی ہے۔ جب پیغام الٰہی کی تشریح رسول بھی اپنی مرضی سے نہیں کرسکتا تو کسی دوسرے شخص کو یہ حق کیونکر دیا جاسکتا ہے کہ وہ قرآن کی تشریح اپنی مرضی سے کرتا پھرے یا آپ ﷺ کی قولی اور فعلی تفسیر کو ٹھکرانے کی جسارت کرے اور پھر مسلمان بھی رہے؟

حدیث کا دستاویزی ثبوت: رسول معظم ﷺ نے ابتداً نہایت مختصر وقت کے لیے اپنے فرامین لکھنے سے منع فرمایا تھا تا کہ لکھنے والوں کو قرآن کے الفاظ اور اسلوب کا اندازہ ہو سکے اور وہ قرآن اور آپ ﷺ کے فرمان کا فرق سمجھ سکیں۔ جوں ہی کاتبانِ وحی قرآن اور آپ کے فرمان میں فرق جان چکے تو حکم ہوا جو کچھ میں کہتا جاؤں اس کو ضبط تحریر میں لاتے جاؤ۔

چنانچہ صحابہ ؓ نے نبی کریم ﷺ کے دم واپسیں تک آپ ﷺ کے ایک ایک حرف اور عمل کو احاطہ تحریر میں محفوظ فرمایا۔ اس طرح صحابہ ؓ کے پاس بیش بہا احادیث کا تحریری ریکارڈ جمع ہوا۔ جس میں بعض کے مخطوطے آج بھی دنیا کی لائبریریوں میں پائے جاتے ہیں۔ یہی وہ مستند ریکارڈ ہے جس کو محدثین نے بے مثال احتیاط کے ساتھ اپنی کتابوں میں درج فرمایا جس کا اعتراف اسلام کے بدترین دشمنوں نے بھی کیا ہے۔ جس کا ہم آگے چل کر ذکر کریں گے۔

صحابہ ؓ کی تدوین حدیث کی دستاویزات

صحابہ کرام نے قرآن مجید اور آپ کے ارشادات کو بڑے اہتمام اور تیز کے ساتھ محفوظ فرمایا۔ جس کے سینکڑوں ثبوت اور

درجنوں دستاویزات آج بھی موجود ہیں۔جن میں سے یہاں چندایک کا ثبوت پیش خدمت ہے۔

الصحیفۃ الصحیحہ

حضرت ابوہریرۃ کے شاگرد ھمامؒ بن منبہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے میرے استاذِ گرامی حضرت ابوہریرہؓ نے رسول محترم ﷺ کے ڈیڑھ صد ارشادات نقل کروائے۔جس کا نام انہوں نے الصحیفۃ الصحیحہ رکھا۔تاریخی ریکارڈ کے مطابق یہ صحیفہ نسل در نسل چلتا ہوا امام احمد بن حنبلؒ کے مبارک ہاتھوں میں پہنچا تو انہوں نے مسند احمد میں اس کو من وعن شامل فرمایا اس رسالے کے دو قلمی نسخے شام اور برلن کی لائبریریوں میں اب تک محفوظ ہیں۔جس کی نقل حاصل کر کے فاضل مکرم ڈاکٹر حمید اللہ نے 1956ء میں شائع کروایا۔ کیونکہ یہ رسالہ ھمام بن منبہ نے تالیف کیا تھا اس لیے ڈاکٹر حمید اللہ نے اسے صحیفہ ھمام منبہ کے نام سے شائع کیا ہے۔

الصحیفۃ الصادقۃ

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ وہ خوش قسمت اور سعادت مند جوان ہیں جو عدمِ کتابت کے دور میں بھی اچھی طرح لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔یہی وہ جوانِ رعنا ہیں جنکو ایک مرتبہ اکابر صحابہ نے یہ کہہ کر حدیث لکھنے سے منع کیا تھا کہ آپ کیوں رسول کریم ﷺ کی ہر بات درج کیے جا رہے ہیں؟ اس لیے کہ آپ کبھی بے تکلفی کے عالم میں ہوتے ہیں اور کبھی بتقاضاءِ بشریت خفا اور کسی پر ناراض ہوتے ہیں۔ایسی صورتحال میں آپ کا ہر ارشاد لکھنے کی ضرورت نہیں۔عبداللہ بن عمروؓ کچھ ایام لکھنے سے کنارہ کش ہوئے تو اچانک رسول کریم ﷺ کی توجہ ان کی طرف مبذول ہوئی آپ ﷺ استفسار فرماتے ہیں کہ عبد اللہ آپ نے میرے فرامین لکھنے کیوں چھوڑ دیے؟ تب انہوں نے پورا ماجرا عرض کیا۔آپ فرماتے ہیں کہ عبداللہ جو کچھ میری زبان سے نکلتا ہے بلا تامل اسے ضبط تحریر میں لاتے جاؤ کیوں کہ میری زبان سے حق کے بغیر کوئی بات نہیں نکلتی عبداللہ بن عمروؓ کی تدوین حدیث کی خدمات کا اعتراف جناب ابوہریرہؓ ان الفاظ میں کیا کرتے تھے۔نبی ﷺ کے صحابہ میں آپ ﷺ کی حدیثیں مجھ سے زیادہ کسی کے پاس نہیں سوائے عبداللہ بن عمرو کے کیونکہ وہ لکھتے تھے اور میں نہیں لکھتا تھا۔ عبداللہ بن عمروؓ نہ صرف آپ کے ارشادات ضبط تحریر میں لایا کرتے تھے بلکہ ان کا اہتمام تھا کہ اپنا لکھا ہوا سرورِ گرامی علیہ السلام کی خدمت میں تصحیح کے لیے پیش کیا کرتے تھے۔بالفاظ دیگر یہ مسودہ براہ راست رسول کریم کی نگرانی میں تیار ہوا۔اس کتاب میں ہزارہا احادیث درج کی گئی ہیں۔تفصیل اسد الغابۃ اور شرح نووی میں ملاحظہ فرمائیں۔

صحیفہ عمرو بن حزمؓ

یمن میں نجران عیسائیوں کا مرکز تصور کیا جاتا تھا جو ۱ ہجری میں فتح ہوا آپ نے عمرو بن حزم کو اس کا گورنر مقرر فرمایا ان کی تعیناتی کے وقت ابی بن کعبؓ کو حکم دیا کہ ان کو تفصیلی احکامات لکھ کر دیئے جائیں۔چنانچہ اس دستاویز میں نماز طہارت زکوٰۃ عشر حج

کے مناسک' جہاد اور غنیمت یہاں تک کہ جزیہ کے مسائل بھی تحریر کروائے گئے۔ان کے ساتھ اس میں دیت اور تعلیم قرآن کے اصول تحریر کیے گئے۔یہ صحیفہ عمرو بن حزمؓ سے ان کے پوتے ابوبکر بن محمدؒ اور ان سے امام ابن شہابؒ زھری نے نقل فرمایا۔جس کے بارے میں امام زھریؒ اس طرح رقمطراز ہیں۔

جَاءَ نِیْ اَبُوْ بَکْرِبْنُ حَزْمٍ بِکِتَابٍ فِیْ رُقْعَةٍ مِّنْ اَدَمٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ.

میرے پاس آنحضرت ﷺ کی ایک کتاب عمرو بن حزم کے پوتے ابوبکر لے کر آئے جو چمڑے کے ٹکڑے پر لکھی ہوئی تھی۔

قَرَأْتُ کِتَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَلَّذِیْ کَتَبَ لِعَمْرِوبْنِ حَزْمٍ حِیْنَ بَعَثَهٗ عَلٰی نَجْرَانَ وَکَانَ الْکِتَابُ عِنْدَ اَبِیْ بَکْرِ بْنِ حَزْمٍ فَکَتَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هٰذَا بَیَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ.

رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن حزم کو نجران بھیجتے وقت جو کتاب لکھوائی تھی وہ میں نے پڑھی ہے جو ابوبکر بن حزم کے پاس تھی اس میں رسول اللہ ﷺ نے لکھا تھا کہ اللہ اور اس کے رسول کیطرف سے ہدایت ہے......... آگے اس دستاویز کا اقتباس ہے

امام زہریؒ نے اپنے شاگرد کو اس کتاب کی نقل دکھاتے ہوئے کہا

بَعَثَ بِهٖ مَعَ عَمْرِوبْنِ حَزْمٍ فَقُرِاَ عَلٰی اَهْلِ الْیَمَنِ هٰذِهٖ نُسْخَةٌ.

یہ کتاب رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن حزم کے ساتھ بھیجی تھی پس یہ اہل یمن کو پڑھ کر سنائی گئی اور یہ اسی کی نقل ہے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایات

حدیث کا مطالعہ کرنے والا ایک ادنیٰ طالب علم بھی اس سچائی سے واقف ہے کہ حدیث کے ریکارڈ میں سب سے زیادہ روایات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے پائی جاتی ہیں۔ لہٰذا اکابر صحابہ بھی بڑے بڑے پیچیدہ مسائل سمجھنے اور نبی کریم ﷺ کے گھریلو حالات جاننے کے لیے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف ہی رجوع کیا کرتے تھے۔مدینہ سے دور رہنے والے لوگ جب آپ سے مسائل پوچھتے تو آپ تحریری طور پر ان کو حدیث رسول بھجوایا کرتی تھیں۔جن کو جمع کر کے آپ کے بھانجے حضرت عروہؒ نے ایک کتاب تیار فرمائی۔چنانچہ حضرت عروہؒ فرماتے ہیں۔

''میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے انتقال سے چار پانچ سال پہلے سوچا کرتا تھا کہ اگر ان کا آج انتقال ہو جائے تو مجھے اس بات کی ندامت ہوگی کہ حدیث جو ان کے پاس تھی میں نے محفوظ نہیں کی'' لہٰذا میں نے حضرت عائشہ کی روایات کو محفوظ کر لیا ہے۔

(تہذیب التہذیب)

سَلَامٌ عَلَیْکَ .اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ "مَنِ الْتَمَسَ رِضَی اللّٰهِ بِسَخَطِ النَّاسِ کَفَاهُ اللّٰهُ مُؤْنَةَ النَّاسِ، وَمَنِ الْتَمَسَ رِضَی النَّاسِ بِسَخَطِ اللّٰهِ وَکَّلَهُ اللّٰهُ اِلَی النَّاسِ" وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ.

حضرت عائشہؓ کا امیر معاویہ کو تحریری جواب

حضرت معاویہؓ نے ام المومنین حضرت عائشہؓ کو شام سے یہ لکھ بھیجا کہ مجھے نہایت مختصر کوئی نصیحت لکھ کر ارسال فرمائیں جواباً ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اکرم ﷺ کا یہ ارشاد لکھ کر انہیں ارسال فرمایا۔

السلام علیکم۔ اما بعد! میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ''جو شخص اللہ کو راضی کرنے کے لیے لوگوں کی ناراضگی مول لیتا ہے، لوگوں کی مشکلات کے مقابلے میں اللہ اس کے لیے کافی ہو جاتا ہے۔ اور جو شخص لوگوں کو خوش کرنے کے لیے اللہ کی ناراضگی مول لیتا ہے اللہ اسے انھیں کے حوالے کر دیتا ہے۔ والسلام (کتاب الآداب ترمذی)

آپ ﷺ کے مراسلات حکمرانوں کے نام

صلح حدیبیہ کے بعد رسول مکرم ﷺ کو جب حجاز بالخصوص اہل مکہ کی طرف سے کچھ اطمینان حاصل ہوا تو آپ نے اپنے پیغام کو عالمگیر پیمانے پر پھیلانے کا اظہار فرمایا۔ اس موقع پر آپ نے صحابہ کے نمائندہ اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ''میں چاہتا ہوں کہ اللہ کا دین ہر سو پھیل جائے۔ لہٰذا اس کام کے لیے میں آپ کو دور دراز علاقوں میں بھیج رہا ہوں تاکہ تم میرے پیغام کو مختلف فرماں رواؤں تک پہنچانے کی ذمہ داری سرانجام دو''۔ یہی وہ موقع ہے جب صحابہ نے آپ کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ آپ جن لوگوں کو اپنی تحریر کے ذریعے مخاطب کرنا چاہتے ہیں ان کا دستور یہ ہے کہ وہ کسی باضابطہ تحریر کو ہی پڑھنے کے لیے تیار ہوتے ہیں۔ لہٰذا ہماری درخواست ہے کہ آپ اپنے نام کی ایک مہر بنوا کر ان مراسلات پر ثبت فرمائیں تاکہ وہ لوگ ان کی طرف نظر التفات کر سکیں تب آپ ﷺ نے سلطنت رومہ کے فرمانروا قیصر اور فارس کے حکمران کسریٰ یمن کے حاکم تبعہ اور دوسرے حکمرانوں کو خطوط ارسال فرمائے ان میں سے سلطنت رومہ کے بادشاہ کو جو خط لکھا گیا اس خط کا مضمون اور اسکے ردعمل کی تفصیلات بخاری کے باب کتاب الایمان میں من وعن پائی جاتی ہے یہ بھی اس بات کا مسلمہ ثبوت ہے کہ آپ ﷺ کے دور اقدس میں حدیث لکھنے کا باضابطہ رواج موجود تھا۔ آپ ﷺ کے مراسلات پر مشتمل اور دیگر سیاسی معاملات کے بارے میں ڈاکٹر حمید اللہ کی کتاب کا ضرور مطالعہ فرمائیں۔ حدیث کے بارے میں مزید تفصیلات جاننے کے لیے درج ذیل اردو کتب کا مطالعہ کیا جائے۔

1۔ کتابت حدیث مولانا ارشاد الحق اثری سابق ممبر اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان۔

2۔ کتابت حدیث مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی۔ ادارۃ المعارف کراچی۔

3۔ کتابت حدیث پروفیسر سید ابو بکر غزنوی سابق وائس چانسلر اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور۔

4۔ نبی اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی ڈاکٹر حمید اللہؒ فرانس۔

کتب حدیث کا باہمی ربط اور تاریخی تسلسل

اسی تسلسل کو جاری رکھتے ہوئے سب سے پہلے حدیث کی ضخیم کتاب حضرت امام مالکؒ نے موطا کے نام سے لکھی جس کو انہوں نے اپنے زمانے میں تابعین یعنی صحابہ کرام ؓ کے بیٹوں اور شاگردوں کے سامنے پیش کیا۔ جس کا ہر زاویہ سے علمی تجزیہ کرنے کے بعد اہل علم نے اسے صحیح قرار دیا۔ اس لئے اس کا نام موطا رکھا گیا جس کا معنیٰ ہے روندی ہوئی گویا کہ علمی لحاظ سے شدید ترین تنقید سے گزری ہوئی کتاب" امام مالکؒ کے شاگرد امام احمد بن حنبلؒ نے "مسند احمد" کے نام سے ضخیم کتاب تحریر فرمائی۔ امام احمد بن حنبلؒ کے شاگرد عظیم امام بخاریؒ نے صحیح بخاری اور ان کے شاگرد امام مسلمؒ نے صحیح مسلم اور ان کے شاگردوں نے صحاح ستہ میں شامل باقی چار کتابیں تحریر فرمائیں۔ اس طرح حدیث کی چھ کتابیں تیار ہوئیں صحاح کا معنیٰ صحیح اور ستہ عربی میں چھ کے عدد کو کہتے ہیں۔ ان کتابوں میں دین کے 99% مسائل پائے جاتے ہیں۔ باقی مسائل حدیث کی دوسری کتب میں موجود ہیں۔ اس طرح تسلسل کے ساتھ یہ عظیم الشان ذخیرہ حدیث ہم تک پہنچا۔

حدیث کے بغیر قرآن فہمی ناممکن ہے

حدیث رسول ﷺ کی تائید کے بارے میں دستاویزی ثبوت تاریخی ریکارڈ اور محدثین کی لازوال محنت اور بے مثال اصولوں کا ذکر کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ ہم دیانتداری سے یہ فیصلہ کرلیا کہ دین اور اس کے بنیادی ارکان جن کے بارے میں قرآن مجید مختلف الفاظ اور انداز میں بار بار عمل پیرا ہونے کا حکم دیتا ہے۔ حدیث کے بغیر ان پر عمل کرنا ممکن ہے؟ اگر حدیث کی محض مخالفت مقصود نہ ہو تو ایک معمولی عقل رکھنے والا شخص بھی یہ تسلیم کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ حدیث کے بغیر قرآن کے احکامات پر عمل کرنا ناممکن ہے۔ اس لئے قرآن مجید نے اکثر مسائل کے بنیادی اصول ذکر کرنے کے بعد ان کی تفصیل رسول کریم ﷺ پر چھوڑ دی ہے۔ تاکہ حدیث کی اہمیت اور ضرورت لوگوں کے سامنے واضح ہو جائے۔ لہٰذا عقیدہ توحید و رسالت کے بعد اسلام کے چار عملی ارکان کے بارے میں حدیث کی رہنمائی کے بغیر منکرین حدیث چند سوالات کے جوابات عنایت فرمائیں۔

1- طہارت نماز کے لیے شرط ہے قرآن سے بتلایا جائے کہ غسل کس طرح کرنا چاہیے؟

2- پانچ نمازوں کی قرآن حکیم سے رکعات ثابت کی جائیں 3- ہر رکعت میں دو سجدے کرنے کا ثبوت کہاں سے لیا گیا ہے؟

4- قیام، رکوع اور سجدہ کی ترتیب کا قرآن سے ثبوت پیش کیا جائے کہ رکوع سجدہ سے پہلے کرنا ہے یا بعد میں؟

1- زکوٰۃ کے نصاب کا تعین کس طرح کیا جائے؟

2- کون کون سی اشیاء میں کس تناسب سے زکوٰۃ دینی چاہیے؟

3- سونا، چاندی، نقدی اور دیگر اشیاء کی زکوٰۃ دینے کے لئے مدّت کا تعین کہاں سے تلاش کیا جائے؟

4- کن اشیاء پر زکوٰۃ واجب ہے اور کون سی چیزیں زکوٰۃ سے مستثنیٰ ہوں گی؟

1- کون سے مریض کو روزہ توڑنے یا نہ رکھنے کی اجازت ہے؟ 2- سفر کی مسافت کا تعین کس آیت کی روشنی میں کرنا چاہیے؟

3- روزہ میں کن امور کی اجازت ہے اور کون سے کام حرام ہونگے؟

4- یہ کہاں سے ثبوت پیش کیا جائے کہ بلا شرعی عذر روزہ توڑنے والے کی سزا کیا ہوگی؟

1- قرآن مجید کا ارشاد ہے کہ حج کے مہینے معلوم ہیں قرآن سے معلوم کیجئے کہ وہ کون کون سے مہینے ہیں۔

2- حج فرض ہونے کی صورت میں زندگی میں کتنی مرتبہ حج کرنا قرآن سے ثابت ہے۔

3- احرام حج کے لیے لازم ہے اس کا طریقہ اور حکم قرآن سے کون ثابت کرے گا؟

4- منیٰ' عرفات' مزدلفہ میں کب پہنچنا ہے اور کہاں کہاں کتنا ٹھہرنا چاہیے؟

میت دفنانے کا طریقہ قرآن سے ثابت کیجئے

مسلمانوں میں بڑے بڑے الحادی اور منکرین حدیث گزرے ہیں۔ لیکن سب کے سب میت کو نہلاتے' کفناتے جنازہ پڑھتے اور قبر میں دفناتے رہے ہیں۔ اور ہمیشہ وہ ایسا ہی کرتے رہیں گے۔ اگر منکرین حدیث واقعتاً تمام مسائل کے لئے قرآن کو ہی کافی سمجھتے ہیں تو انہیں چاہیے کہ میت کے کفن دفن اور جنازے کا طریقہ قرآن سے ثابت کریں۔ بصورت دیگر انہیں غسل' کفن اور جنازہ کے بغیر ہی اپنے مردوں کو سپرد خاک کرنا چاہیے۔

غلط فہمی دور کیجئے قرآن کے دلائل' حدیث کی ضرورت اور مستند تاریخی ریکارڈ کے سامنے لاجواب ہونے کے باوجود بعض لوگ اپنی کم علمی یا خبث باطن کی بناء پر محدثین کے خلاف یہ پراپیگنڈا کرتے ہوئے لوگوں کی نگاہوں میں حدیث کا مقام کم کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ فلاں محدث کے بقول اس نے اتنے لاکھ احادیث میں سے صرف چند ہزار حدیثیں اپنی کتاب میں نقل کی ہیں انہوں نے اتنی احادیث کو کیوں چھوڑا؟ ایسی گفتگو اور اعتراضات اٹھانے والے درحقیقت فن حدیث اور محدثین کے حدیث جمع کرنے کے طریقہ کو نہیں سمجھتے۔ دنیا میں آج تک کوئی محدث ایسا نہیں ہوا جس نے جان بوجھ کر صحیح حدیث کو اپنی کتاب میں شامل کرنے سے انکار کیا ہو۔

ایسا کرنا نہ صرف علمی بددیانتی ہے بلکہ عملاً کفر کرنے کے مترادف ہے۔ حقیقت حال یہ ہے کہ محدث حدیث نقل کرتے ہوئے یہ نہیں لکھتے کہ ہم نے اتنی احادیث مسترد کی ہیں وہ تو روایات کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ اس کا معنی یہ ہے کہ فلاں حدیث کو بیان کرنے والے اتنے افراد تھے اور ان روایات کو جب جرح وتعدیل کے اصولوں کے منافی پایا گیا تو ہم نے اتنی روایات کو مسترد کر دیا۔ پھر محدثین کا یہ بھی طریقہ کار ہے کہ جب ایک حدیث کئی راویوں اور مختلف اسناد کے ذریعے ان تک پہنچتی ہے تو وہ ان میں سے ثقہ ترین راوی اور سب سے مستند طریقہ سے پہنچنے والی روایت کو قبول کرتے ہیں اور باقی اسناد اور روایات کو چھوڑ دیتے ہیں اس طرح حدیث رسول نہیں چھوڑی جاتی بلکہ اسکے مختلف طُرق کو چھوڑا جاتا ہے۔ محدثین کی اصطلاح میں ایک سند

(chain) کے ذریعے جو حدیث پہنچتی ہے اسے ایک روایت قرار دیتے ہیں۔ اس طرح جتنی اسناد کے ذریعے وہ حدیث ملے گی اس حدیث کو اتنی ہی مرتبہ شمار کیا جائے گا گویا کہ ایک حدیث اگر دس اسناد سے ملی ہو تو اسے محدثین دس روایات شمار کرتے ہیں۔ جس کو عرف عام میں دس احادیث کہا جاتا ہے اس انداز سے سینکڑوں احادیث ہزاروں کی تعداد میں اور ہزاروں حدیثیں لاکھوں کی تعداد میں شمار کرتے ہیں۔ جس کی بنا پر وہ لاکھوں روایات میں سے سخت ترین جرح وتعدیل کے پیمانے پر پوری اترنے والی روایات کو قبول کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں نے اتنی روایات میں صرف یہ احادیث قبول کی ہیں۔ حدیث کے بارے میں شکوک وشبہات پیدا کرنے والوں کو چاہیے تو یہ تھا کہ وہ فکری تحفظات اور الحادی تعصبات کو چھوڑ کر محدثین کی اس عدیم المثال اور عظیم الشان محنت پر اغیار کے سامنے فخر کرتے کہ ہمارے آباء واجداد نے ہمارے رسول کے ارشادات کو اس قدر جاں فشانی اور احتیاط کے ساتھ ہم تک پہنچایا ہے۔ جس کی مثال کسی دوسری قوم میں نہیں ملتی اس کے لیے ہزاروں نہیں لاکھوں راویوں کی زندگی کا ریکارڈ بھی انہیں محفوظ کرنا پڑا ان کتابوں کو اسماء الرجال کی کتب شمار کیا جاتا ہے۔

بخاری ومسلم کا مقام مشاہیر اسلام کی نظر میں

بخاری ومسلم اور محدثین کی خدمات کا اعتراف ہر دور کے اہل علم نے کیا۔ یہاں صرف چند بزرگوں کے تاثرات تحریر کرنا چاہوں گا جو بالخصوص پاکستان میں بیک وقت علمی اور عوامی حلقوں میں متعارف ہیں۔ تاکہ بخاری ومسلم کی علمی اور اسنادی حیثیت واضح ہو سکے۔

شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں

صحیح البخاری و لعمری انه نال من الشهرة والقبول درجة لا ترام فوقها (حجة الله البالغة. جلد اوّل)

کہ مجھے اپنی عمر کی قسم بخاری شریف نے اس قدر شہرت اور مقبولیت حاصل کی ہے کہ اس سے زیادہ مقبولیت کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا

فکر اہلحدیث کے ترجمان محدّث عظیم مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری ارشاد فرماتے ہیں۔

ایسے شخص کی سوانح عمری یا حالات زندگی قلم بند کرنے جس کے اجتہاد اور تبحر علمی کا عالم میں غلغلہ ہو۔ جس کی صداقت اور دیانت، جس کی اعجاز نما قوت حافظہ، جس کی دقّتِ نظری اور نکتہ سنجی کا تمام جہاں میں چرچا ہو، جس کی تصنیف بخاری نے اسلام میں اصح الکتب کا رتبہ حاصل کیا جس کی تالیف پر عمل کرنے والے باستثنائے چند کروڑوں نفوس ہوں کس قدر مشکل اور اہم ہے کہ اس کے لیے جیسے دل ودماغ، وسعتِ نظر، کثرتِ اطلاع، ثاقب رائے کی ضرورت ہے۔ ظاہر ہے مَن آنم کہ مَن دانم، ایاز قدرِ خود شناس۔

مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ دیوبندی (سابق شیخ الحدیث جامع اشرفیہ لاہور)

امام بخاریؒ ۱۳ شوال سنہ ۱۹۴ھ میں بعد نماز جمعہ بخارا میں پیدا ہوئے اور سنہ ۲۵۶ھ شب عید الفطر میں وفات پائی اور جن شیوخ اور اساتذہ سے علم حاصل کیا وہ امام مالکؒ کے شاگرد یا ان کے شاگردوں کے شاگرد تھے جن کا علم، تقویٰ، ثقاہت اور

امامت دنیا میں آج بھی آفتاب سے زیادہ روشن ہے۔امام بخاریؒ کا خداداد فہم اور حافظہ' بے مثل ورع اور تقویٰ مسلمات تاریخ میں سے ہے۔جس کی تفصیل کے لیے مستقل تصنیف درکار ہے۔اس مختصر رسالہ میں اس کی گنجائش نہیں۔

صحیح بخاری کی تالیف

جس شان سے صحیح بخاری کی تالیف عمل میں آئی وہ بھی ایک کرامت ہے وہ یہ کہ امام بخاریؒ جب کسی حدیث کے لکھنے کا ارادہ کرتے تو اوّل غسل کر کے دو رکعت نفل نماز ادا کرتے اور اس کے بعد حدیث لکھتے اس طرح سولہ سال کے عرصہ میں اس تالیفِ لطیف سے فراغت پائی۔(حجیت حدیث صفحہ ۱۷۴ تا ۱۷۵)

مولانا سیّد ابوالاعلیٰ مودودیؒ مصنف تفہیم القرآن

مولانا محترم منکرین حدیث کے مسلک پر ایک ناقدانہ نظر ڈالتے ہوئے حدیث کی اہمیت وضروریت بیان فرماتے ہیں:

حدیث کا تو ہمارے زمانے سے لے کر آئمہ' صحابہ کرامؓ اور نبی ﷺ تک اسناد کا پورا سلسلہ موجود ہے۔لوگ جہاں کسی صحابی کی خبر پالیتے وہاں سینکڑوں میل سے سفر کر کے جاتے اور آنحضرت ﷺ کے حالات پوچھتے۔

جو شخص کہتا ہے کہ ہم صرف کتاب اللہ کو لیں گے اور حکم رسول واسوۂ رسول کو نہ لیں گے وہ رسالت سے اپنا تعلق منقطع کر لیتا ہے۔وہ اس واسطہ کو کاٹتا ہے جسے خود اللہ نے اپنے بندوں اور اپنی کتاب کے درمیان ایک لازمی واسطہ کے طور پر قائم فرمایا ہے۔وہ گویا یہ کہتا ہے کہ خدا کی کتاب اس کے بندوں کے لیے کافی تھی۔مگر خدا نے بلاضرورت یہ فعل عبث کیا کہ کتاب کو رسول ﷺ کے ذریعہ سے نازل فرمایا۔**سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى عَمَّا يَقُوْلُوْنَ** ۔(تفہیمات حصہ اوّل)

مولانا امین احسن اصلاحیؒ مؤلف تدبّر قرآن

مولانا تفسیر تدبر قرآن اور دیگر کتب کے مصنف ہیں حدیث کے بارے میں بعض مقامات پر منکرین حدیث سے ہم آہنگ ہو جاتے ہیں اس کے باوجود امام بخاری کے علم اور بخاری شریف کے مستند ہونے کے بارے میں فرماتے ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے تمام علم وفن کا اصلی خزانہ درحقیقت ان کی صحیح بخاری ہے۔جو مسلّم طور پر فنِ حدیث کی سب سے زیادہ قابل اعتماد کتاب ہے۔اسی کتاب کے مطالعہ سے امام بخاریؒ کے علم وتفقہ کا صحیح اندازہ ہو سکتا ہے لیکن یہ کتاب اپنے اندر بڑی ہی نازک فنی مشکلات رکھتی ہے۔اس وجہ سے ہر شخص کے لیے اس سے فائدہ اٹھانا آسان نہیں ہے صرف وہی لوگ اس سے کماحقہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو بخاری کی خصوصیات سے اچھی طرح واقف ہیں۔(تفہیم دین)

پیر محمد کرم شاہ بریلوی (سابق سجادہ نشین بھیرہ وجسٹس شرعی عدالت پاکستان۔)

تصنیف وتالیف کا یہ تسلسل ہر زمانہ میں قائم رہا۔یہاں تک کہ امام بخاریؒ پیدا ہوئے اور انہوں نے فن تدوینِ حدیث کو معراجِ کمال تک پہنچا دیا اور احادیث کی تنقیح وتہذیب کے لئے ایسے اصول مرتب کئے جس کے بعد کسی کو شک وشبہ کی گنجائش تک باقی

نہ رہی اور یہ امام بخاریؒ کا وہ احسانِ عظیم ہے جس کے لئے ساری امت ان کی ممنون ہے۔ (سنت خیر الانام ۱۶۹ تا ۱۷۰)

یورپین مصنفین کا اعتراف اور محدثین کو خراج تحسین

جان ڈیون یورٹ اپنی کتاب ''اپالوجی فار محمد اینڈ دی قرآن'' کا آغاز ان الفاظ سے کرتا ہے ''اس میں کچھ شک نہیں کہ تمام قانون سازوں اور فاتحین میں ایک بھی ایسا نہیں جس کے حالات زندگی محمد ﷺ کے حالات زندگی سے زیادہ مفصل اور سچے ہوں''

محمڈ اینڈ محمڈ نزم اسی طرح ہی ٹرینٹی کالج آکسفورڈ کے فیلو یورنڈ زباسورتھ اسمتھ اپنی کتاب ''محمڈ اینڈ محمڈ نزم'' میں یہ اعتراف کرنے پر مجبور ہوا کہ ''ہم مسیح کی ماں' مسیح کی خانگی زندگی' ان کے ابتدائی احباب' ان کے ساتھ ان کے تعلقات' ان کے روحانی مشن کے تدریجی طلوع یا اچانک ظہور کے متعلق کیا جانتے ہیں؟ ان کی نسبت کتنے سوالات ہر ایک ذہن میں پیدا ہوئے جو سوالات ہی رہیں گے' لیکن اسلام میں ہر چیز ممتاز ہے' یہاں دھندلا پن اور راز نہیں۔

کوئی شخص یہاں نہ خود دھوکہ کھا سکتا ہے نہ دوسرے کو دے سکتا ہے۔ یہاں دن کی روشنی ہے جو ہر چیز پر پڑ رہی ہے اور وہ ہر ایک تک پہنچ سکتی ہے''۔ (خطبات مدراس ص ۷۲)

ٹومس ولیم بیل اور ینٹیل بیوگریفیکل

اپنی ڈکشنری مطبوعہ لندن ۱۸۹۰ء میں لکھتے ہیں امام بخاریؒ کی تصنیف صحیح بخاری کی سب سے زیادہ قدر کی جاتی ہے اور روحانی و دنیاوی معاملات غرض دونوں حیثیت سے قرآن کے بعد معتبر سمجھی جاتی ہے۔ آگے لکھتے ہیں۔ اس کتاب میں محمد ﷺ کی وحیاں والہامات اور افعال اور اقوال ہی مندرج نہیں ہیں بلکہ قرآن کے اکثر مشکل مقامات کی تفسیر بھی درج ہے۔

بخاری و مسلم پر امت کا اتفاق صحاح ستہ میں بخاری اور مسلم ایسی کتابیں ہیں جن میں ایک روایت بھی کمزور نہیں۔ پھر اس روایت کو سب سے زیادہ ممتاز سمجھا جاتا ہے جس کو امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ ایک ہی راوی سے بیان کریں۔ یعنی جو روایت امام بخاریؒ نے جس صحابی سے نقل کی ہے اسی صحابی سے امام مسلمؒ اس حدیث کو نقل فرمائیں تو ایسی حدیث کو متفق علیہ کہا جاتا ہے یعنی امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے اس پر اتفاق کیا ہے۔

ان روایات کے بارے میں مالکیؒ' حنفیؒ' حنبلیؒ' شافعیؒ' محدثینؒ عالم اسلام کے علماء اور جنوبی ایشیاء کے اہلحدیث' دیوبندی اور بریلوی علماء میں آج تک کوئی ایسا عالم نہیں ہوا جس نے ان کتابوں کی روایات کے بارے میں ضعیف ہونے کا الزام لگایا ہو۔

میں نے اسی بناء پر فہم الحدیث میں ان روایات کو جمع کرتے ہوئے دعویٰ کیا ہے کہ اس پر پوری امت کا اتفاق ہے۔

مصابیح السنۃ

امام حسین بن مسعود الفراء البغوی نے ۴۳۳ھ میں صحاح ستہ اور دیگر احادیث کی کتابوں میں سے ''مصابیح السنۃ'' کے نام پر ایسی کتاب لکھی جس میں اسناد نقل کرنے کے بجائے ہر حدیث کو رسول کریم ﷺ کے ارشاد سے شروع کیا اور پھر اسناد کی وجہ سے

حدیث کی کتابوں میں جو تکرار پایا جاتا تھا سب روایات کو جمع کرنے کے بجائے ان میں سے ایسی روایات جمع فرمائیں جس میں پڑھنے والے کو 99 فیصد مسائل اس کتاب میں مل سکیں۔

مشکوٰۃ المصابیح

مصابیح السنہ کے مؤلف امام بغوی نے مشکوٰۃ المصابیح کے ابواب کو دو فصلوں میں تقسیم کیا پہلی فصل میں صرف صحیح ترین احادیث کو نقل فرمایا۔ جب کہ دوسری فصل میں ہر قسم کی روایات رقم فرمائیں۔ اور پھر اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے راوی اور احادیث کی اسناد کو حذف کیا اور متعلقہ کتب کا حوالہ نہیں دیا۔ جبکہ مشکوٰۃ المصابیح کے مؤلف الشیخ ولی الدین ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب تبریزی نے ۷۳۷ھ میں مصابیح السنہ میں اضافہ کرتے ہوئے ہر حدیث سے پہلے راوی کا نام یعنی صحابی کا ذکر اور ہر باب میں تیسری فصل کا اضافہ فرمایا اس طرح انہوں نے اپنی کتاب کا نام مشکوٰۃ المصابیح رکھا۔ مشکوٰۃ دیوار میں لگے ہوئے اس طاقچہ کو کہتے ہیں جس میں چراغ رکھا جاتا ہے۔ گویا کہ انہوں نے مصابیح السنہ کی روایات کو مشکوٰۃ میں سجا کر مزید روشن کر دیا ہے۔ (طرق النجات)

مشکوٰۃ المصابیح تمام مدارس میں پڑھائی جاتی ہے اس لئے میں نے مشکوٰۃ سے متفق علیہ ٗ بخاری اور مسلم کی روایات کو مشکوٰۃ کی ترتیب کے مطابق جمع کیا ہے۔ یہ کام قیام پاکستان سے قبل ہندوستان میں عظیم محدّث مولانا محمد ابراہیم آرویؒ نے کیا لیکن موصوف نے احادیث نقل کرنے کی بجائے صرف ترجمہ پر اکتفا فرمایا تھا۔ مجھے اس کتاب کو دیکھنے کی سعادت اس وقت حاصل ہوئی جب میں فہم الحدیث کا کام نصف کے برابر کر چکا تھا۔ مطالعہ سے معلوم ہوا اس کی زبان نہایت پرانی ہو چکی ہے اور پھر حدیث کا متن کے نہ ہونے کی وجہ سے وہ لطف اور کیف محسوس نہیں ہوتا جو نبوت کی زبان اطہر کا خاصہ ہے۔ البتہ مجھے اس کتاب سے یہ رہنمائی اور حوصلہ ملا کہ یہ کام کرنے کا ہے تبھی تو اس عظیم انسان نے اپنے نہج کے مطابق یہ کام کیا تھا۔

جَزَاهُ اللّٰهُ أَحْسَنَ الْجَزَاءِ۔

فہم الحدیث کی تحریر کا مقصد

لہٰذا میں نے اس بات کی کوشش کی کہ حدیث کی روانی ٗ کلامِ رسول ﷺ کا تسلسل اور نبوّت کے معجزۂ خطابت کو حتی المقدور قائم رکھنے کی کوشش کرتے ہوئے یہ اہتمام کیا جائے کہ احادیث کا ترجمہ اور تشریح اس طرح عام فہم ہو کہ عام آدمی کی سمجھ میں آسکے۔ اسی لیے ابتدا میں باب کا مفہوم اور آخر میں باب کا خلاصہ اس طرح ذکر کرنے کی کوشش کی ہے کہ تعلیم یافتہ طبقے کو کم از کم 80% مسائل کسی عالم دین سے پوچھنے کی ضرورت باقی نہ رہے پھر اس بات کا خیال رکھا کہ فرقہ واریت کی بجائے حدیث کی تشریح اور مفہوم وہی بیان کرنے کی کوشش کی جائے جو رسالتِ مآب ﷺ کے فرمان کا مقصد ہے۔ رب کریم کے حضور عاجزانہ التجا ہے کہ وہ اسے ہم سب کے لیے دنیا اور آخرت کی کامیابیوں کا ذریعہ بنائے **آمِيْن يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔**

میاں محمد جمیل ایم اے

اہمیتِ اخلاص

نیت کسی کام کے کرنے کا ارادہ اور اس کے بارے میں خیالات کی یکسوئی کا نام ہے۔ارادے میں جس قدر یکسوئی ہوگی آدمی اسی قدر ہی کام توجہ، مستعدی اور جذبے کے ساتھ کرنے کی ہمت پائے گا۔نیت خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ہونا چاہئے ورنہ بڑے سے بڑا اور اچھے سے اچھا کام یہاں تک کہ رکوع وسجود، خیرات وصدقات اور میدان کارزار میں تڑپ تڑپ کر جان دینا بھی اللہ کی بارگاہ میں گلی کے تنکے کے برابر بھی حیثیت نہیں رکھتا۔شریعت نے اس ہدایت کے ساتھ یہ تصور بھی دیا ہے کہ ربّ ذوالجلال کی عدالت میں صرف اعمال ہی نہیں ان کے ساتھ خیالات ومحرکات کو بھی دیکھا جائے گا۔اس لئے ارشاد فرمایا کہ تمام اعمال کا انحصار آدمی کی نیت پر ہے۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَاِنَّمَا لِامْرِئٍ مَّا نَوٰى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَهِجْرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلٰى دُنْيَا يُصِيْبُهَا اَوِامْرَاَةٍ يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهٗ اِلٰى مَا هَاجَرَ اِلَيْهِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

حضرت عمر بن خطاب ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا تمام اعمال کا انحصار نیت پر ہے اور آدمی اپنی نیت کے مطابق ہی صلہ پائے گا۔جس نے اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہجرت کی تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہے جس شخص نے دنیا کے فائدے یا کسی عورت سے نکاح کرنے کے لئے ہجرت کی اس کی ہجرت اسی کے لئے ہوگی۔(بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

۱۔ نیت خالص اللہ کی رضا کے لئے ہونی چاہیے۔

۲۔ زبان کی بجائے نیت دل میں کرنی چاہئے۔

۳۔ اخلاص نیت کے بغیر ہر عمل ضائع ہوجائے گا۔

۴۔ خالص نیت سے کام میں آسانی، طبیعت میں سکون، عمل میں شوق اور دل میں سرور پیدا ہوتا ہے۔



كِتَابُ الْإِيْمَانِ

ایمان اور اس کے متعلّقات

ایمان کا معنٰی ہے کسی حقیقت کو ماننا اور تسلیم کرنا۔ دین کی اصطلاح میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے ان کی ذات اور فرمان کے شایانِ شان ماننا اور ہمت و استعداد کے مطابق انکے احکامات پر عمل پیرا ہونا ہے۔ آپؐ کے ان ارشادات میں ایمان کے بنیادی مطالبات اور واجبات کا ذکر ہے۔ ایمان کے لوازمات اور اس کے متعلقات کو دل، زبان اور عمل سے پورا کرنا لازم ہے۔ ایمان کی مثال ایسے بیج کی ہے جس سے ایسا تن آور درخت جنم لیتا ہے کہ وہ ہر حال میں اپنی ہریالی کو قائم رکھتے ہوئے ہر موسم میں پھل آور، سدا بہار اور ہر سو اپنی مہک سے فضا کو معطر کئے رکھتا ہے۔ ایمان کی بدولت ہی آدمی میں نیکی کرنے کا جذبہ اور ایمان کی کمی بیشی کے ساتھ ہی عمل میں اضافہ اور کمی ہوتی رہتی ہے۔ ایمان کی بنا پر ہی آدمی سب کچھ قربان کرنے پر آمادہ و تیار ہوتا ہے۔ اسی لئے انبیاء کرام علیہم السلام ایمان پر سب سے زیادہ زور دیا کرتے تھے اسی کی خاطر انبیاء اور صلحاء تختہ دار پر لٹکنا زندگی کا حاصل سمجھتے رہے۔ آپ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ ایمان کے ستر اجزاء ہیں ان میں بنیادی اور مرکزی جزء کلمہ شہادت کا اظہار اور اس کے تقاضے پورے کرنا ہے۔ اسلام کے بنیادی ارکان پر گامزن ہونا اور لوگوں کی خیر خواہی کرنا ایمان کے اجزاء ہیں۔ ایمان ہی روحانی طاقت کا سرچشمہ اور نیک اعمال کا محرّک ہے

الفصل الاول

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ﷺ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ اِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيْدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ شَدِيْدُ سَوَادِ الشَّعْرِ لَا يُرٰى عَلَيْهِ اَثَرُ السَّفَرِ وَلَا يَعْرِفُهُ مِنَّا اَحَدٌ حَتّٰى جَلَسَ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَاَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ اِلٰى رُكْبَتَيْهِ وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلٰى فَخِذَيْهِ وَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اَخْبِرْنِيْ عَنِ الْاِسْلَامِ قَالَ الْاِسْلَامُ اَنْ تَشْهَدَ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ وَتُقِيْمَ الصَّلٰوةَ و تُؤْتِيَ الزَّكٰوةَ وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ وَتَحُجَّ الْبَيْتَ اِنِ اسْتَطَعْتَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا قَالَ صَدَقْتَ فَعَجِبْنَا لَهُ يَسْاَلُهُ وَيُصَدِّقُهُ قَالَ فَاَخْبِرْنِيْ عَنِ الْاِيْمَانِ

پہلی فصل

حضرت عمر بن خطاب ﷺ فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم رسول محترم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے تو ایک ایسا شخص ہمارے سامنے آیا جس کا لباس بالکل سفید اور بال نہایت ہی سیاہ تھے۔ اس پر سفر کے اثرات دکھائی نہیں دیتے تھے اور ہم میں سے کوئی بھی اسے پہچان نہ سکا۔ وہ آتے ہی نبی کریم ﷺ کے گھٹنوں کے ساتھ گھٹنے ملا کر اور اپنے ہاتھوں کو آپ ﷺ کی رانوں پر رکھتے ہوئے آپ ﷺ سے استفسار کرنے لگا۔ اے محمد ﷺ! مجھے اسلام کے بارے میں آگاہ فرمائیں۔ ارشاد ہوا اسلام یہ ہے کہ تو اس بات کی شہادت دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کا رسول ہے، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، رمضان کے روزے رکھنا، اور اگر بیت اللہ تک پہنچنے کی استطاعت ہو تو اس کا حج ادا کرنا۔ اس نے کہا آپ نے سچ فرمایا ہم نے اس بات پر تعجب کیا

قَالَ اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ تُؤْمِنَ بِالْقَدْرِخَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ قَالَ صَدَقْتَ قَالَ فَاَخْبِرْنِيْ عَنِ الْاِحْسَانِ قَالَ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ قَالَ فَاَخْبِرْنِيْ عَنِ السَّاعَةِ قَالَ مَاالْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ قَالَ فَاَخْبِرْنِيْ عَنْ اَمَارَاتِهَا قَالَ اَنْ تَلِدَالْاَمَةُ رَبَّتَهَا وَاَنْ تَرَى الْحُفَا ةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ رِعَاءَ الشَّاءِ يَتَطَاوَلُوْنَ فِي الْبُنْيَانِ قَالَ ثُمَّ انْطَلَقَ فَلَبِثْتُ مَلِيًّا ثُمَّ قَالَ لِيْ يَا عُمَرُ اَتَدْرِيْ مَنِ السَّائِلُ قُلْتُ اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّهٗ جِبْرَئِيْلُ اَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِيْنَكُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَرَوَاهُ اَبُوْهُرَيْرَةَ مَعَ اخْتِلَافٍ وَفِيْهِ وَاِذَا رَاَيْتَ الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الصُّمَّ الْبُكْمَ مُلُوْكَ الْاَرْضِ فِيْ خَمْسٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ ثُمَّ قَرَاَ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَافِي الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَاتَدْرِيْ نَفْسٌ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ". (متفق عليه). 1-1

کہ یہ سوال بھی کرتا ہے اور اس کی تائید بھی۔ پھر اس نے کہا مجھے ایمان کے بارے میں بتائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو اللہ اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں، قیامت کے دن، اچھی اور بری تقدیر پر ایمان لائے۔ وہ آپ ﷺ کی تائید کرتے ہوئے پھر احسان کے بارے میں سوال کرنے لگا ہے۔ ارشاد ہوا اللہ کی عبادت اس طرح کرے جیسے تو اسے دیکھ رہا ہے۔ اگر تو اسے دیکھ نہیں پاتا تو وہ تجھے یقیناً دیکھ رہا ہے۔ آخری سوال کرتے ہوئے کہتا ہے کہ مجھے قیامت کے بارے میں بتلایا جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جس سے قیامت کے متعلق سوال کیا جارہا ہے وہ سوال کرنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔ پھر اس نے کہا مجھے اس کی نشانیوں سے ہی آگاہ فرمائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جب لونڈی اپنے آقا کو جنم دے گی، تم دیکھو گے ننگے پاؤں برہنہ جسم کہ نہایت غریب بکریوں کے چرواہے بڑے بڑے محلات بنانے پر فخر کریں گے۔ حضرت عمر ﷺ فرماتے ہیں جب وہ چلے گئے تو میں کچھ دیر ٹھہرا رہا۔ آپ ﷺ نے مجھے فرمایا۔ اے عمر! کیا آپ جانتے ہیں یہ پوچھنے والا کون تھا۔ میں نے عرض کیا۔ اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں فرمایا یہ جبریل امین تھے جو تمہیں تمہارا دین سکھلانے کے لئے آئے تھے (مسلم)

ابو ہریرہ ؓ اسی روایت کو تھوڑے سے فرق کے ساتھ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ جب تم ننگے پاؤں، برہنہ جسم، گونگے اور بہرے لوگوں کو زمین پر حکومت کرتے دیکھو گے (تو سمجھو قیامت قریب ہے) قیامت کی خبر ان پانچ باتوں میں شامل ہے جن کا اللہ کے سوا کسی کو علم نہیں پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ (۱) اللہ ہی کو قیامت کا علم ہے۔ (۲) وہی بارش نازل کرتا ہے۔ (۳) وہ اللہ ہی جانتا ہے کہ ماں کے رحم میں کیا ہے۔ (۴) کوئی نہیں جانتا کہ کل اس نے کیا کرنا ہے (۵) اور کسی کو کچھ معلوم نہیں کہ اس کی موت کس سر زمین پر واقع ہوگی۔ یقیناً اللہ جاننے والا اور خبر رکھنے والا ہے۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بُنِيَ الْاِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ (۱) گواہی

شَهَادَةِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ. متفق عليه2-2

دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور یقیناً محمد ﷺ اس کا بندہ اور رسول ہے، (۲) نماز قائم کرنا، (۳) زکوۃ دینا، (۴) حج ادا کرنا، (۵) اور رمضان کے روزے رکھنا۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْاِيْمَانُ بِضْعٌ وَّسَبْعُوْنَ شُعْبَةً فَاَفْضَلُهَا قَوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَدْنَاهَا اِمَاطَةُ الْاَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِيْمَانِ (متفق عليه)3-3

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا ایمان کے ستر سے کچھ اوپر اجزاء ہیں ان میں افضل ترین لا الہ الا اللہ کا اقرار ہے اور سب سے ادنیٰ تکلیف دینے والی چیز کو راستے سے ہٹانا اور حیا بھی ایمان میں شامل ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللّٰهُ عَنْهُ هٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِیِّ وَلِمُسْلِمٍ قَالَ اِنَّ رَجُلًا سَاَلَ النَّبِیَّ ﷺ اَیُّ الْمُسْلِمِيْنَ خَيْرٌ قَالَ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ.4-4

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے فرمایا مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں۔ جبکہ مہاجر وہ ہے جس نے اللہ کے منع کردہ کاموں کو چھوڑ دیا۔ یہ الفاظ بخاری کے ہیں اور مسلم میں اس طرح ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ مسلمانوں میں کونسا مسلمان بہتر ہے ارشاد ہوا جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان بچے رہیں۔

وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ.(متفق عليه)5-5

حضرت انس رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ آپ ﷺ کو اپنے ماں باپ اور اولاد اور سب انسانوں سے زیادہ نہ چاہنے لگے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلٰثٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ وَجَدَ بِهِنَّ حَلَاوَةَ الْاِيْمَانِ مَنْ كَانَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَمَنْ اَحَبَّ عَبْدًا لَا يُحِبُّهٗ اِلَّا لِلّٰهِ وَمَنْ يَّكْرَهُ اَنْ يَّعُوْدَ فِی الْكُفْرِ بَعْدَ اَنْ اَنْقَذَهُ اللّٰهُ مِنْهُ كَمَا يَكْرَهُ اَنْ يُّلْقٰى فِی النَّارِ . (متفق عليه)6-6

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی آپ ﷺ کا یہ فرمان ذکر کرتے ہیں۔ جس شخص میں یہ تین خوبیاں موجود ہوں اس نے ایمان کی لذت کو پا لیا (۱) جس کے لئے اللہ اور اس کا رسول ﷺ ہر چیز سے زیادہ محبوب ہو گئے۔ (۲) جس نے صرف اللہ ہی کے لئے کسی سے محبت کی۔ (۳) جو کفر میں پلٹنا اس طرح ناپسند کرے جس طرح وہ اپنے آپ کو آگ میں ڈالا جانا ناپسند کرتا ہے جس سے اللہ نے اس کو بچا لیا ہے۔ (بخاری و مسلم)

وعَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاقَ طَعْمَ الْاِيْمَانِ مَنْ

حضرت عباس رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب ذکر کرتے ہیں رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے اس شخص نے ایمان کا ذائقہ چکھ لیا جو اللہ کے

رَضِیَ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَبِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا. (مسلم) 7-7

رب ہونے، اسلام کے دین ہونے اور حضرت محمد ﷺ کے رسول ہونے پر راضی ہو گیا۔ (مسلم)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَا یَسْمَعُ بِیْ اَحَدٌمِّنْ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ یَھُوْدِیٌّ وَّلَا نَصْرَانِیٌّ ثُمَّ یَمُوْتُ وَلَمْ یُؤْمِنْ بِالَّذِیْ اُرْسِلْتُ بِہٖ اِلَّا کَانَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ. (مسلم) 8-8

حضرت ابو ہریرہ ؓ آپ ﷺ کا فرمان ذکر کرتے ہیں اس ذات کبریا کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس امت میں جس یہودی یا عیسائی کو میری نبوت کی اطلاع ہو جائے۔ پھر جو کچھ میرے اوپر نازل ہوا ہے وہ اس پر ایمان لائے بغیر مر جائے وہ ضرور جہنم میں داخل ہو جائے گا۔ (مسلم)

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی الْاَشْعَرِیِّ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ثَلٰثَۃٌ لَّھُمْ اَجْرَانِ (۱) رَجُلٌ مِّنْ اَھْلِ الْکِتَابِ اٰمَنَ بِنَبِیِّہٖ وَاٰمَنَ بِمُحَمَّدٍ (۲) وَّالْعَبْدُ الْمَمْلُوْکُ اِذَا اَدّٰی حَقَّ اللّٰہِ وَحَقَّ مَوَالِیْہِ (۳) وَرَجُلٌ کَانَتْ عِنْدَہٗ اَمَۃٌ یَّطَأُ ھَا فَاَدَّبَھَا فَاَحْسَنَ تَاْدِیْبَھَا وَعَلَّمَھَا فَاَحْسَنَ تَعْلِیْمَھَا ثُمَّ اَعْتَقَھَا فَتَزَوَّجَھَا فَلَہٗ اَجْرَانِ. (متفق علیه) 9-9

حضرت ابو موسیٰ اشعری ؓ روایت کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا تین آدمیوں کے لئے دوگنا اجر ہوگا۔ (۱) اہل کتاب میں وہ شخص جو پہلے اپنے نبی پر ایمان رکھتا تھا اب محمد پر ایمان لے آیا۔ (۲) وہ غلام جو اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرنے کے ساتھ اپنے مالک کے حقوق ادا کرتا ہے۔ (۳) جس شخص کے پاس لونڈی ہو اور وہ اس سے صحبت کرتا ہو۔ تو اس نے اس کی تعلیم وتربیت کا بہترین خیال رکھا اس کے بعد اسے آزاد کر کے اسے اپنے نکاح میں لے لیا۔ اس کے لئے بھی دوگنا ثواب ہے۔ (بخاری ومسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَشْھَدُوْا اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَیُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوا الزَّکٰوۃَ فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِکَ عَصَمُوْا مِنِّیْ دِمَاءَ ھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ اِلَّا بِحَقِّ الْاِسْلَامِ وَحِسَابُھُمْ عَلَی اللّٰہِ (مُتفقٌ عَلَیْہِ اِلَّا اَنَّ مُسْلِمًا لَمْ یَذْکُرْ اِلَّا بِحَقِّ الْاِسْلَامِ. (متفق علیه) 10-10

حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) بیان کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے فرمایا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں کے خلاف اس وقت تک جنگ جاری رکھوں یہاں تک وہ شہادت نہ دیں کہ اللہ کے بغیر کوئی معبود نہیں اور بلاشبہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، وہ نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں۔ جب وہ ایسا کرنے لگیں تو انہوں نے اپنے مال اور مقلوب ہو گیا اور جانیں مجھ سے بچا لئے البتہ اسلام کے حقوق قائم رہیں گے اور ان کا حساب اللہ کے سپرد ہے۔ لیکن مسلم شریف میں الابحق الاسلام کے الفاظ موجود نہیں۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ اَنَسٍ ؓ اَنَّہٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ صَلّٰی صَلٰوتَنَا وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا وَاَکَلَ

حضرت انس ؓ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد بیان کرتے ہیں کہ جس نے ہماری طرح نماز پڑھی، ہمارے قبلے کی طرف رخ کیا، ہماری

ذَبِیحَتَنَا فَذٰلِکَ الْمُسْلِمُ الَّذِیْ لَهُ ذِمَّةُ اللّٰهِ وَذِمَّةُ رَسُوْلِهٖ فَلَا تُخْفِرُوا للّٰهَ فِیْ ذِمَّتِهٖ.(بخاری)11-11

ذبح کی ہوئی چیز کو کھایا اس مسلمان کی حفاظت کرنا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ذمہ داری ہے۔لیکن تم اللہ کی ضمانت میں دخل انداز ہونے کی کوشش نہ کرو۔(بخاری)

فہم الحدیث

ارکان اسلام پر عمل کرنے کے فوائد کا ذکر کرتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسکے بعد مسلمان کے مال و جان اور عزت و آبرو کی حفاظت، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ذمہ داری ہو جاتی ہے۔یعنی اب اسلامی حکومت کا فرض ہے کہ ایسے شخص کے بنیادی حقوق کی حفاظت کرے۔البتہ اگر وہ مسلمان قتل، ڈاکہ اور بدکاری جیسے جرائم کرے گا تو اس کی سزا ضرور دی جائے گی اس لئے فرمایا کہ کسی مسلمان کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی فراہم کردہ ضمانت کی خلاف ورزی نہیں کرنی چاہیئے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ اَتَی اَعْرَابِیٌّ النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ دُلَّنِیْ عَلٰی عَمَلٍ اِذَا عَمِلْتُهٗ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ قَالَ تَعْبُدُاللّٰهَ وَلَا تُشْرِکُ بِهٖ شَیْئًا وَّتُقِیْمُ الصَّلٰوةَ الْمَکْتُوْبَةَ وَتُؤَدِّی الزَّکٰوةَ الْمَفْرُوْضَةَ وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَااَزِیْدُ عَلٰی هٰذَا شَیْئًا وَّلَا اَنْقُصُ مِنْهُ فَلَمَّا وَلّٰی قَالَ النَّبِیُّ ﷺ مَنْ سَرَّهٗ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی رَجُلٍ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی هٰذَا. (متفق علیه)12-12

حضرت ابو ہریرہ ؓ فرماتے ہیں ایک دیہاتی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتا ہے مجھے ایسا کام بتلایئے جس پر عمل کر کے میں جنت میں داخل ہو جاؤں فرمایا اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا۔فرض نمازوں کی حفاظت کرنا، زکوٰۃ ادا کرو اور رمضان کے روزے رکھنا اس نے کہا کہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں اس میں کمی بیشی نہیں کروں گا۔جب وہ پلٹنے لگا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو چاہتا ہے کہ میں جنتی آدمی کی زیارت کروں اسے اس شخص کی زیارت کرنی چاہیئے۔(بخاری و مسلم)

وَعَنْ سُفْیَانَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الثَّقَفِیِّ ؓ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قُلْ لِّیْ فِی الْاِسْلَامِ قَوْلًا لَّا اَسْاَلُ عَنْهُ اَحَدًا بَعْدَکَ وَفِیْ رِوَایَةٍ غَیْرَکَ قَالَ قُلْ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ ثُمَّ اسْتَقِمْ.مسلم13-13

حضرت سفیان بن عبداللہ ثقفی ؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول محترم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا مجھے اسلام کے بارے میں ایسی بات ارشاد فرمائیں کہ آپ ﷺ کے بعد کسی سے سوال کرنے کی ضرورت باقی نہ رہے اور ایک روایت میں ہے آپ کے علاوہ فرمایا اللہ پر ایمان لانے کے بعد اس پر ڈٹ جاؤ۔(مسلم)

عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰهِ ؓ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ اَهْلِ نَجْدٍ ثَائِرَ الرَّأْسِ نَسْمَعُ دَوِیَّ صَوْتِهٖ وَلَا نَفْقَهُ مَا یَقُوْلُ

حضرت طلحہ بن عبید اللہ ؓ فرماتے ہیں کہ نجد سے ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا جس کے سر کے بال پراگندہ تھے ہم اس کی آواز کی گنگناہٹ سن رہے تھے لیکن

حَتّٰی دَنَامِنْ رَّسُوْ لِ اللّٰہِ ﷺ فَاِ ذَاھُوَ یَسْاَ لُ عَنِ الْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْ لُ اللّٰہِ ﷺ خَمْسُ صَلَوَاتٍ فِی الْیَوْ مِ وَ اللَّیْلَۃِ فَقَا لَ ھَل عَلَیَّ غَیْرُ ھُنَّ فَقَا لَ لَا اِلَّا اَنْ تَطَوَّ عَ قَا لَ رَسُوْ لُ اللّٰہِ ﷺ وَصِیَا مُ شَھْرِ رَمَضَا نَ فَقَا لَ ھَلْ عَلَیَّ غَیْرُ ہُ قَالَ لَا اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ قَالَ وَذَکَرَلَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ الزَّکٰوۃَ فَقَا لَ ھَلْ عَلَیَّ غَیْرُھَا فَقَالَ لَا اِلَّا اَنْ تَطَوَّ عَ قَا لَ فَاَدْبَرَ الرَّ جُلُ وَھُوَ یَقُوْ لُ وَاللّٰہِ لَا اَزِیْدُعَلٰی ھٰذَا وَلَا اَنْقُصُ مِنْہُ فَقَا لَ رَسُوْ لُ اللّٰہِ ﷺ اَفْلَحَ الرَّ جُلُ اِنْ صَدَ قَ (متفق علیہ) 14-14

اس کی بات سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ کیا کہہ رہا ہے یہاں تک کہ وہ رسول محترم ﷺ کے بالکل قریب آ کر آپ ﷺ سے اسلام کے بارے میں سوال کرتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ کیا ان کے علاوہ بھی مجھ پر کوئی نماز ہے آپ ﷺ نے فرمایا نہیں مگر نفل ہیں اگر تو پڑھنا چاہے۔ پھر رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ رمضان کے روزے ہیں وہ پوچھتا ہے کہ ان کے علاوہ میرے ذمے کچھ اور بھی ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا نہیں مگر تو نفلی روزہ رکھنا چاہے۔ راوی کہتا ہے پھر آپ ﷺ نے اس سے زکوٰۃ کا ذکر فرمایا۔ اس نے پوچھا اس کے علاوہ میرے ذمہ کوئی اور صدقہ ہے۔ فرمایا نہیں ہاں نفلی صدقات ہیں اگر تو ادا کرنا چاہے۔ حضرت طلحہ ؓ بتاتے ہیں وہ شخص پیچھے ہٹ کر کہتا ہے اللہ کی قسم نہ میں اس سے زیادہ کروں گا اور نہ ان میں کمی آنے دوں گا۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں اگر یہ سچ کہتا ہے تو کامیاب ہو گیا۔ (بخاری و مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَا لَ اِنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَیْسِ لَمَّا اَتَوُ النَّبِیَّ ﷺ قَا لَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنِ الْقَوْمُ اَوْ مَنِ الْوَفْدِ قَالُوْا رَبِیْعَۃُ قَالَ مَرْحَبًا بِا لْقَوْ مِ اَوْ بِالْوَ فْدِ غَیْرَ خَزَا یَا وَلَا نَدَامٰی قَا لُوْا یَا رَسُوْ لَ اللّٰہِ ﷺ اِنَّا لَا نَسْتَطِیْعُ اَنْ نَّاْ تِیَکَ اِلَّافِی الشَّھْرِ الْحَرَامِ وَ بَیْنَنَا وَ بَیْنَکَ ھٰذَا الْحَیُّ مِنْ کُفَّا رِ مُضَرَ فَمُرْنَا بِاَ مْرٍ فَصْلٍ نُخْبِرُ بِہٖ مَنْ وَّرَآءَ نَا وَنَدْخُلُ بِہِ الْجَنَّۃَ وَسَاَ لُوْہُ عَنِ الْاَ شْرِ بَۃِ فَاَ مَرَ ھُمْ بِاَ رْبَعٍ وَّنَھٰھُمْ عَنْ اَرْ بَعٍ اَمَرَ ھُمْ بِا لْاِیْمَا نِ بِا للّٰہِ وَحْدَہٗ قَا لَ اَتَدْرُوْنَ مَا الْاِیْمَا نُ بِا للّٰہِ وَحْدَہٗ قَالُوْا اللّٰہُ وَ رَسُوْ لُہٗ اَعْلَمُ قَا لَ شَھَادَۃُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَاِقَا مُ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَآءُ الزَّکٰوۃِ وَصِیَامُ

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں جب عبدالقیس قبیلے کے لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے (تعارف چاہتے ہوئے) فرمایا تمہارا کس قوم سے تعلق ہے یا کون سا وفد ہے؟ وہ عرض کرتے ہیں کہ ہمارا تعلق ربیعہ قبیلے سے ہے آپ ﷺ نے وفد کو مرحبا کہتے ہوئے فرمایا تمہیں رسوائی اور پریشانی نہیں اٹھانی پڑی۔ وہ کہتے ہیں کہ اے اللہ کے رسول ﷺ حرمت کے مہینوں کے علاوہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونا ہمارے لئے مشکل ہے کیونکہ ہمارے اور آپ ﷺ کے درمیان کفار کا مضر قبیلہ حائل ہے۔ آپ ﷺ ہمیں فیصلہ کن ارشادات فرمائیں۔ جو ہم پیچھے رہنے والوں کو بھی بتلائیں اور ہم ان پر عمل کر کے جنت میں داخل ہو سکیں۔ پھر انہوں نے آپ ﷺ سے پینے والے

رَمَضَانَ وَاَنْ تُعْطُوا مِنَ الْمَغْنَمِ الْخُمُسَ وَنَهٰهُمْ عَنْ اَرْبَعٍ عَنِ الْحَنْتَمِ وَ الدُّبَّآءِ وَالنَّقِيْرِ وَا لْمُزَ فَّتِ وَقَالَ احْفَظُوْ هُنَّ وَ اَخْبِرُ وْبِهِنَّ مَنْ وَّرَآءَ كُمْ (متفق عليه و لفظه للبخاری) 15-15

برتنوں کے بارے میں سوال کیا۔اللہ پر ایمان لانے کے ساتھ ان کو چار باتوں کا حکم دیا اور چار چیزوں سے منع کیا۔پھر پوچھا کہ تم جانتے ہو کہ ایک اللہ پر ایمان لانے کا کیا معنی ہے؟ وہ کہنے لگے اللہ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں۔فرمایا کہ اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں' (۱) نماز قائم کرنا' (۲) زکوٰۃ دیتے رہنا' (۳) رمضان کے روزے رکھنا (۴) اور مال غنیمت میں پانچواں حصہ ادا کرنا۔چار برتنوں سے ان کو منع فرمایا (۱) حنتم (سبز مٹکا) (۲) دباء (کدو کا برتن) (۳) نقیر (لکڑی کا برتن) (۴) مزفتہ (لاکھ کا برتن) فرمایا کہ ان کا خیال رکھنا اور باقی لوگوں کو ان سے آگاہ کر۔(بخاری و مسلم یہ الفاظ بخاری کے ہیں۔)

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَحَوْلَهُ عِصَابَةٌ مِّنْ اَصْحَابِهٖ بَايِعُوْنِىْ عَلٰى اَنْ لَّا تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَا تَسْرِقُوْا وَلَا تَزْنُوْا وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ وَلَا تَاْتُوْا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُوْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ وَاَرْجُلِكُمْ وَلَا تَعْصَوْا فِىْ مَعْرُوْفٍ فَمَنْ وَّفٰى مِنْكُمْ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ وَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَعُوْقِبَ بِهٖ فِى الدُّنْيَا فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ وَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا ثُمَّ سَتَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَهُوَ اِلَى اللّٰهِ اِنْ شَآءَ عَفَا عَنْهُ وَاِنْ شَآءَ عَاقَبَهٗ فَبَايَعْنَاهُ عَلٰى ذٰلِكَ. (متفق عليه) 16-16

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں (آپ ﷺ کی خدمت میں کچھ اصحاب حاضر تھے آپ نے فرمایا میری بیعت کرو کہ تم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراؤ گے' چوری' بدکاری اور اپنی اولادوں کو قتل نہیں کرو گے ایک دوسرے پر تہمت نہیں لگاؤ گے گھڑ لیتے ہوا اور نہ ہی کسی اچھے کام میں نافرمانی کرو گے۔تم میں سے جس شخص نے ان باتوں پر عمل کیا اس کا اجر اللہ کے ذمے ہیں اور جس نے ان ممنوع کاموں کا ارتکاب کیا اگر دنیا میں اس پر حد جاری ہوئی تو وہ اس کے لئے کفارہ ہوگا۔جس نے ان امور میں نافرمانی کی اور اللہ نے دنیا میں اس کا پردہ رکھا پھر اللہ کی مرضی ہے چاہے تو معاف کرے یا عذاب سے دو چار کرے ہم نے ان باتوں پر آپ ﷺ کی بیعت کی تھی۔(بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِىِّ رضی اللہ عنہ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِىْ اَضْحٰى اَوْ فِطْرٍ اِلَى الْمُصَلّٰى فَمَرَّ عَلَى النِّسَآءِ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ النِّسَآءِ تَصَدَّقْنَ فَاِنِّىْ اُرِيْتُكُنَّ اَكْثَرَ اَهْلِ النَّارِ فَقُلْنَ وَبِمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ تُكْثِرْنَ اللَّعْنَ وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ مَا رَاَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ عید قربان یا عید فطر کے روز عید گاہ میں تشریف لائے جب آپ ﷺ خواتین کے قریب سے گزرے تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اے خواتین کی جماعت تم صدقہ کرو کیونکہ جہنم میں مجھے تمہاری کثرت دکھلائی گئی ہے خواتین عرض کرتی ہیں کہ اے اللہ کے رسول ﷺ ایسا کیوں ہے؟ آپ

عَقْلٍ وَّ دِيْنٍ اَذْهَبَ لِلُبِّ الرَّجُلِ الْحَازِمِ مِنْ اِحْدٰكُنَّ قُلْنَ وَمَا نُقْصَانُ دِيْنِنَا وَعَقْلِنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَلَيْسَ شَهَادَةُ الْمَرْاَةِ مِثْلَ نِصْفِ شَهَادَةِ الرَّجُلِ قُلْنَ بَلٰى قَالَ فَذٰلِكَ مِنْ نُقْصَانِ عَقْلِهَا قَالَ اَلَيْسَ اِذَا حَاضَتْ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ قُلْنَ بَلٰى قَالَ فَذٰلِكَ مِنْ نُقْصَانِ دِيْنِهَا . (متفق عليه)17-17

ﷺ نے فرمایا کہ تم کثرت کے ساتھ لعنت بھیجتی اور اپنے خاوندوں کی ناشکری کرتی ہو۔ میں نے تم سے زیادہ کسی کو نہیں دیکھا جو عقل اور دین میں کمزور ہونے کے باوجود سمجھدار آدمی کی عقل ماؤف کر دیتا ہو وہ عرض کرتی ہیں اے اللہ کے رسول ﷺ ہمارا دین اور ہماری عقل کس طرح کم ہے؟ فرمایا کہ کیا عورت کی گواہی مرد سے آدھی نہیں ہے؟ خواتین نے اس بات کا اقرار کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہی تو عقلِ ناقص کی دلیل ہے۔ اسی طرح جب عورت حائضہ ہوتی ہے تو وہ نہ نماز پڑھ سکتی ہے نہ روزے رکھ سکتی ہے۔ خواتین نے جواب دیا آپ کا فرمان سچ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہی تو دینی لحاظ سے کمزوری ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى كَذَّبَنِىْ ابْنُ اٰدَمَ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ ذٰلِكَ وَشَتَمَنِىْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ ذٰلِكَ فَاَمَّا تَكْذِيْبُهٗ اِيَّاىَ فَقَوْلُهٗ لَنْ يُّعِيْدَنِىْ كَمَا بَدَاَنِىْ وَلَيْسَ اَوَّلُ الْخَلْقِ بِاَهْوَنَ عَلَىَّ مِنْ اِعَادَتِهٖ وَاَمَّا شَتْمُهٗ اِيَّاىَ فَقَوْلُهٗ اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا وَّاَنَا الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِىْ لَمْ اَلِدْ وَلَمْ اُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لِّىْ كُفُوًا اَحَدٌ وَفِىْ رِوَايَةٍ: ابْنِ عَبَّاسٍ وَّاَمَّا شَتْمُهٗ اِيَّاىَ فَقَوْلُهٗ لِىْ وَلَدٌ وَسُبْحَانِىْ اَنْ اَتَّخِذَ صَاحِبَةً اَوْ وَلَدًا. (بخاری)18-18

حضرت ابو ہریرہ ؓ ذکر کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں ابن آدم مجھے جھٹلاتا ہے حالانکہ یہ اس کے لئے مناسب نہیں۔ وہ میرے بارے میں زبان درازی کرتا ہے یہ اس کے لئے ہرگز جائز نہیں۔ اس کا مجھے جھٹلانا یہ ہے کہ اللہ مجھے دوبارہ پیدا نہیں کریگا جیسا کہ اس نے پہلی بار پیدا کیا۔ حالانکہ میرے لیے دوسری دفعہ پیدا کرنا پہلی دفعہ پیدا کرنے سے زیادہ آسان ہے۔ اس کا میرے بارے میں یہ کہنا بدکلامی ہے کہ اللہ کی اولاد ہے جبکہ میں اکیلا اور بے نیاز ہوں نہ میں نے کسی کو جنم دیا اور نہ مجھے کسی نے جنا ہے اور کوئی بھی میری ہرگز برابری کرنے والا نہیں۔ بخاری میں حضرت ابن عباس ؓ کے حوالے سے یہ الفاظ پائے جاتے ہیں کہ ابن آدم کی میرے بارے میں بدکلامی یہ ہے کہ میری اولاد ہے جبکہ میں پاک ہوں نہ میری بیوی ہے نہ اولاد۔ (بخاری)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى يُؤْذِيْنِىْ ابْنُ اٰدَمَ يَسُبُّ الدَّهْرَ وَاَنَا الدَّهْرُ بِيَدِىْ الْاَمْرُ اُقَلِّبُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ. (متفق عليه)19-19

حضرت ابو ہریرہ ؓ ذکر کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ ارشاد فرماتے ہیں جب ابن آدم زمانے کو گالیاں دیتا ہے تو یہ مجھے تکلیف دینے کے مترادف ہے۔ جبکہ تمام معاملات میرے ہاتھ میں ہیں اور میں ہی رات دن کو بدلتا ہوں۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَا اَحَدٌ اَصْبَرَ عَلٰی اَذًی یَّسْمَعُہٗ مِنَ اللّٰہِ یَدْعُوْنَ لَہُ الْوَلَدَ ثُمَّ یُعَافِیْہِمْ وَیَرْزُقُہُمْ. (متفق علیہ) 20-20

حضرت ابوموسیٰ اشعری ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا اذیت دینے والی بات سن لینے کے باوجود اللہ تعالیٰ سے زیادہ کوئی حوصلے والا نہیں۔ لوگ اللہ تعالیٰ کی اولاد ٹھہراتے ہیں اس کے باوجود وہ انہیں عافیت اور رزق عطا فرماتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

تِلْکَ الْاَیَّامُ نُدَاوِلُھَا بَیْنَ النَّاسِ ہم لوگوں کے درمیان ایام کو بدلتے رہتے ہیں

زمانہ جاہلیت میں لوگوں کو ناگہانی مصیبت آتی تو وہ اپنی اصلاح اور اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرنے کی بجائے گردشِ زمانہ کو اسکا موجب قرار دیتے ہوئے زمانے کو برا بھلا کہتے حتیٰ کہ بعض لوگ گالیاں دینا شروع کر دیتے کہ یہ سب کچھ زمانہ کے تغیر وتبدل کا نتیجہ ہے۔ یہ ان کی سراسر جہالت تھی اس سے وہ اپنے آپ کو نیک وپاک سمجھتے اور بالواسطہ اللہ تعالیٰ کو مورد الزام ٹھہراتے۔ جس طرح شعراء برائی کی نسبت آسمان کی طرف کیا کرتے ہیں۔ اس فرمان الٰہی سے سمجھایا جارہا ہے کہ لیل ونہار کی گردش اور گردش زمانہ اسی کے اختیار میں ہے۔ لہٰذا زمانے کو برا کہنا بالواسطہ رب کریم کو برا کہنے کے مترادف ہے۔

عَنْ مُّعَاذٍ ﷺ قَالَ کُنْتُ رِدْفَ النَّبِیِّ ﷺ عَلٰی حِمَارٍ لَیْسَ بَیْنِیْ وَبَیْنَہٗ اِلَّا مُؤْخِرَۃُ الرَّحْلِ فَقَالَ یَا مُعَاذُ ھَلْ تَدْرِیْ مَا حَقُّ اللّٰہِ عَلٰی عِبَادِہٖ وَمَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَی اللّٰہِ قُلْتُ اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّ حَقَّ اللّٰہِ عَلَی الْعِبَادِ اَنْ یَّعْبُدُوْہُ وَلَا یُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا وَحَقُّ الْعِبَادِ عَلَی اللّٰہِ اَنْ لَّا یُعَذِّبَ مَنْ لَّا یُشْرِکُ بِہٖ شَیْئًا فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اَفَلَا اُبَشِّرُ بِہِ النَّاسَ قَالَ لَا تُبَشِّرْھُمْ فَیَتَّکِلُوْا. (متفق علیہ) 21-21

حضرت معاذ ﷺ فرماتے ہیں میں رسول محترم ﷺ کے پیچھے گدھے پر سوار تھا میرے اور آپ ﷺ کے درمیان صرف کاٹھی کی آخری لکڑی تھی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اے معاذ! تجھے معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندے پر کیا حق ہے اور بندوں کے اللہ تعالیٰ پر کیا حقوق ہیں؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں۔ ارشاد ہوا بندوں پر اللہ کا حق یہ ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور اللہ تعالیٰ پر بندوں کا حق یہ ہے جب تک وہ شرک نہیں کرتے وہ انہیں عذاب سے دوچار نہ فرمائے۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ یہ خوشی کا پیغام میں لوگوں تک نہ پہنچاؤں؟ فرمایا کہ نہیں اس طرح وہ محنت کرنا چھوڑ دیں گے۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ اَنَسٍ ﷺ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ وَمُعَاذٌ رَّدِیْفُہٗ عَلَی الرَّحْلِ قَالَ یَا مُعَاذُ قَالَ لَبَّیْکَ یَا

حضرت انس ﷺ فرماتے ہیں کہ نبی محترم ﷺ سواری پر تشریف فرما تھے اور آپ ﷺ کے پیچھے معاذ ﷺ بھی سوار

رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَیْکَ قَالَ یَا مُعَاذُ قَالَ لَبَّیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَسَعْدَیْکَ قَالَ یَا مُعَاذُ قَالَ لَبَّیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَیْکَ ثَلٰثًا قَالَ مَا مِنْ اَحَدٍ یَّشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صِدْقًا مِّنْ قَلْبِهٖ اِلَّا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَی النَّارِ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَفَلَا اُخْبِرُ بِهِ النَّاسَ فَیَسْتَبْشِرُوْا قَالَ اِذًا یَّتَّکِلُوْا فَاَخْبَرَ بِهَا مُعَاذٌ عِنْدَ مَوْتِهٖ تَاَثُّمًا. (متفق علیه)22-22

تھے۔آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے معاذ! انہوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ میں حاضر خدمت ہوں حکم فرمائیے! آپ ﷺ نے کچھ دیر کے بعد پھر فرمایا کہ اے معاذ! وہ عرض کرتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کے حضور موجود ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا اے معاذ! عرض کرتے ہیں کہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوں اور ارشاد فرمایا جس شخص نے صدق دل کے ساتھ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہا اللہ تعالیٰ اس پر جہنم کی آگ حرام فرما دیں گے۔ معاذ ﷛ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ! کیا میں یہ خوشخبری لوگوں کو نہ بتلاؤں تا کہ وہ خوش ہو جائیں؟ فرمایا نہیں اس طرح وہ صرف کلمہ پڑھنے پر ہی اکتفا کر لیں گے۔ حضرت معاذ ﷛ نے گناہ کے ڈر سے آپ ﷺ کا یہ ارشاد اپنی موت کے وقت لوگوں کے سامنے بیان کیا تھا۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ ﷛ قَالَ اَتَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ وَعَلَیْهِ ثَوْبٌ اَبْیَضُ وَهُوَ نَائِمٌ ثُمَّ اَتَیْتُهٗ وَقَدِ اسْتَیْقَظَ فَقَالَ مَا مِنْ عَبْدٍ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ثُمَّ مَاتَ عَلٰی ذٰلِکَ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ وَاِنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ قَالَ وَاِنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ قُلْتُ وَاِنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ قَالَ وَاِنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ قُلْتُ وَاِنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ قَالَ وَاِنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ عَلٰی رَغْمِ اَنْفِ اَبِیْ ذَرٍّ وَّکَانَ اَبُوْ ذَرٍّ اِذَا حَدَّثَ بِهٰذَا قَالَ وَاِنْ رَغِمَ اَنْفُ اَبِیْ ذَرٍّ. (متفق علیه)23-23

حضرت ابوذر ﷛ فرماتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ اس وقت سفید چادر لئے ہوئے آرام فرما رہے تھے۔ میں دوبارہ حاضر ہوا تو آپ ﷺ جاگ چکے تھے۔ ارشاد ہوا جس شخص نے لا الہ الا اللہ پڑھا اور پھر اسی عقیدے پر فوت ہوا وہ ضرور جنت میں داخل ہوگا۔ میں نے عرض کیا چاہے وہ چور ہو یا زانی؟ فرمایا ہاں چور ہو یا بدکار۔ میں نے دوبارہ تعجب سے پوچھا اگر وہ چور اور بدکار ہو تب بھی؟ فرمایا اگرچہ وہ زانی اور چور ہو تب بھی میرے تیسری دفعہ پوچھنے پر آپ ﷺ نے انہی الفاظ کا اعادہ کرتے ہوئے یہ محاورہ استعمال فرمایا۔ اگرچہ ابوذر کی ناک خاک آلود ہو۔ (توحید والا تو ضرور جنت میں داخل ہوگا)۔ حضرت ابوذر ﷛ جب بھی آپ کا فرمان نقل کرتے تو اعزاز کے طور پر یہ الفاظ دہرایا کرتے تھے کہ اگرچہ ابوذر کی ناک خاک آلود ہو جائے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ شَهِدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ

حضرت عبادہ بن صامت ﷛ آپ ﷺ کا فرمان ذکر کرتے ہیں جس نے اس بات کی گواہی دی کہ اللہ کے سوا

لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاَنَّ عِیْسٰی عَبْدُاللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ وَابْنُ اَمَتِهٖ وَکَلِمَتُهٗ اَلْقٰهَا اِلٰی مَرْیَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ وَالْجَنَّةُ وَالنَّارُ حَقٌّ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ عَلٰی مَا کَانَ مِنَ الْعَمَلِ. (متفق علیه)24-24

کوئی معبود نہیں اپنی ذات اور صفات کے لحاظ سے ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد ﷺ اس کا بندہ اور رسول ہے۔ عیسیٰؑ بھی اللہ کا بندہ اور اس کا رسول اور اس کی بندی کا بیٹا اور اللہ کا حکم ہے جو اس نے مریم کی طرف القاء فرمایا اور وہ روح اللہ ہے پھر جنت اور دوزخ کو حق سمجھا۔ اس کے عمل جیسے بھی ہوں اللہ اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ ﷜ قَالَ اَتَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ فَقُلْتُ ابْسُطْ یَمِیْنَکَ فَلَاُ بَایِعَکَ فَبَسَطَ یَمِیْنَهٗ فَقَبَضْتُ یَدِیْ فَقَالَ مَالَکَ یَا عَمْرُو قُلْتُ اَرَدْتُّ اَنْ اَشْتَرِطَ قَالَ تَشْتَرِطُ مَاذَا قُلْتُ اَنْ یُّغْفَرَ لِیْ قَالَ اَمَا عَلِمْتَ یَا عَمْرُو اَنَّ الْاِسْلَامَ یَهْدِمُ مَا کَانَ قَبْلَهٗ وَاَنَّ الْهِجْرَةَ تَهْدِمُ مَا کَانَ قَبْلَهَا وَاَنَّ الْحَجَّ یَهْدِمُ مَا کَانَ قَبْلَهٗ . وَالْحَدِیْثَانِ الْمَرْوِیَّانِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اَنَا اَغْنَی الشُّرَکَاءِ عَنِ الشِّرْکِ وَالْاٰخَرُ اَلْکِبْرِیَاءُ رِدَآئِیْ سَنَذْکُرُ هُمَا فِیْ بَابِ الرِّیَاءِ وَالْکِبْرِ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی. رَوَاهُ مُسْلِمٌ 25-25

حضرت عمرو بن عاص ﷜ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا اللہ کے رسول ﷺ اپنا دایاں ہاتھ آگے کیجئے تا کہ میں آپ کی بیعت کروں جب آپ ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ آگے فرمایا تو میں نے اپنا ہاتھ پیچھے کر لیا تب آپ ﷺ پوچھتے ہیں اے عمرو! کیا ہوا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ ایک شرط کے ساتھ بیعت کرتا ہوں ارشاد ہوا کہ وہ کونسی شرط ہے؟ میں نے عرض کیا کہ میرے گناہ معاف کر دیے جائیں۔ فرمایا عمرو تو نہیں جانتا یقیناً اسلام پہلے گناہوں کو ختم کر دیتا ہے؟ اسی طرح ہجرت سے بھی پہلے گناہ ختم ہو جاتے ہیں؟ اور یقیناً حج سے بھی سابقہ غلطیاں معاف ہو جاتی ہیں؟ دونوں احادیث حضرت ابو ہریرہ ﷜ نے روایت کی ہیں وہ کہتے ہیں رسول کریم ﷺ بیان فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں شریکوں سے بے نیاز ہوں دوسری روایت میں ہے کبریائی میری چادر ہے۔ مصنف کہتے ہیں ان شاء اللہ عنقریب ہم ریا اور کبر کے باب میں ذکر کریں گے۔ (مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ ﷜ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ مَنْ شَهِدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَیْهِ النَّارَ. (مسلم)26-26

حضرت عبادہ بن صامت ﷜ کہتے ہیں کہ میں نے رسول معظم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا جس نے توحید ورسالت کی گواہی دی اللہ تعالیٰ نے اس پر جہنم کی آگ حرام قرار دی ہے گا۔ (مسلم)

عَنْ عُثْمَانَ ﷺقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ مَّاتَ وَهُوَ يَعْلَمُ اَنَّهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ.(مسلم)27-27

حضرت عثمان ﷺ آپ ﷺ کا فرمان بیان کرتے ہیں جو شخص اس حالت میں فوت ہوا کہ اسے یقین ہے کہ اللہ کے بغیر کوئی معبود نہیں وہ جنت میں داخل ہو جائے۔(مسلم)

عَنْ جَابِرٍ ﷺقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثِنْتَانِ مُوْجِبَتَانِ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَاالْمُوْجِبَتَانِ قَالَ مَنْ مَّاتَ يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ وَمَنْ مَّاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ.(مسلم)28-28

حضرت جابر ﷺ ذکر کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا دو باتیں لازم ہونے والی ہیں۔ایک آدمی نے عرض کیا وہ لازم ہونے والی کون سی دو باتیں ہیں؟ فرمایا جس نے اللہ کے ساتھ ذرہ برابر شرک کیا وہ جہنم میں داخل ہوگا اور جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بنایا وہ جنت میں داخل ہوگا۔(مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ كُنَّا قُعُوْدًا حَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَمَعَنَا اَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ فِیْ نَفَرٍ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ بَيْنِ اَظْهُرِنَا فَاَبْطَاَ عَلَيْنَا وَخَشِيْنَا اَنْ يُقْتَطَعَ دُوْنَنَا وَفَزِعْنَا فَقُمْنَافَكُنْتُ اَوَّلَ مَنْ فَزِعَ فَخَرَجْتُ اَبْتَغِیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰی اَتَيْتُ حَائِطًا لِلْاَنْصَارِ لِبَنِی النَّجَّارِ فَدُرْتُ بِهٖ هَلْ اَجِدُ لَهٗ بَابًا فَلَمْ اَجِدْ فَاِذَا رَبِيْعٌ يَدْخُلُ فِیْ جَوْفِ حَائِطٍ مِّنْ بِئْرٍ خَارِجَةٍ وَّالرَّبِيْعُ الْجَدْوَلُ قَالَ فَاحْتَفَزْتُ فَدَخَلْتُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ ﷺ فَقُلْتُ نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَا شَاْنُكَ قُلْتُ كُنْتَ بَيْنَ اَظْهُرِنَا فَقُمْتَ فَاَبْطَاْتَ عَلَيْنَا فَخَشِيْنَا اَنْ تُقْتَطَعَ دُوْنَنَا فَفَزِعْنَا فَكُنْتُ اَوَّلَ مَنْ فَزِعَ فَاَتَيْتُ هٰذَا الْحَائِطَ فَاحْتَفَزْتُ كَمَا يَحْتَفِزُ الثَّعْلَبُ وَهٰؤُلَاءِ النَّاسُ وَرَآئِیْ فَقَالَ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ وَاَعْطَانِیْ نَعْلَيْهِ فَقَالَ اذْهَبْ بِنَعْلَیَّ هَاتَيْنِ

حضرت ابو ہریرہ ﷺ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے اور ہمارے ساتھ حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی صحابہ ﷺ کی ایک جماعت میں تشریف فرما تھے۔رسول محترم ﷺ اچانک اٹھ کھڑے ہوئے اور کافی دیر تک واپس تشریف نہ لائے ہمیں خوف محسوس ہوا کہ کہیں آپ ﷺ کو شہید نہ کر دیا گیا ہو۔سب سے پہلے میں نے اس بات کو محسوس کیا اور پھر ہم سب آپ ﷺ کی تلاش کے لئے نکلے۔میں آپ کو تلاش کرتے ہوئے انصار کے بنی نجار قبیلہ کے ایک باغ کی چار دیواری کے قریب پہنچا کوشش کے باوجود مجھے دروازے کا پتا نہ چل سکا۔یہاں میں سکڑتے ہوئے باغ میں کنوئیں سے آنے والی نالی کے ذریعے اندر داخل ہو کر آپ ﷺ کی خدمت میں پہنچا۔آپ فرماتے ہیں کہ ابو ہریرہ ہو؟ میں نے عرض کی ہاں اللہ کے رسول ﷺ! آپ نے فرمایا کہ اس طرح اٹھ جانے اور دیر کرنے کی وجہ سے ہم فکر مند ہوئے ہیں کہ کہیں آپ ﷺ کو ہماری غیر موجودگی میں شہید نہ کر دیا جائے تو سب سے پہلے میں نے اس بات کو محسوس کیا۔میں دیوار کے نیچے اس

فَمَنْ لَّقِيکَ مِنْ وَّرَآءِ هٰذَا الْحَآئِطِ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُسْتَيْقِنًا بِهَا قَلْبُهُ فَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَكَانَ اَوَّلُ مَنْ لَّقِيْتُ عُمَرَ فَقَالَ مَا هَاتَانِ النَّعْلَانِ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ هَاتَانِ نَعْلَا رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَنِيْ بِهِمَا مَنْ لَّقِيْتُ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُسْتَيْقِنًا بِهَا قَلْبُهُ بَشَّرْتُهُ بِالْجَنَّةِ فَضَرَبَ عُمَرُ بَيْنَ ثَدْيَيَّ فَخَرَرْتُ لِاِسْتِيْ فَقَالَ ارْجِعْ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ فَرَجَعْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاَجْهَشْتُ بِالْبُكَآءِ وَرَكِبَنِيْ عُمَرُ وَاِذَا هُوَ عَلٰى اَثَرِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَالَکَ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ قُلْتُ لَقِيْتُ عُمَرَ فَاَخْبَرْتُهُ بِالَّذِيْ بَعَثْتَنِيْ بِهٖ فَضَرَبَ بَيْنَ ثَدْيَيَّ ضَرْبَةً خَرَرْتُ لِاِسْتِيْ فَقَالَ ارْجِعْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَا عُمَرُ مَا حَمَلَکَ عَلٰى مَا فَعَلْتَ قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ بَعَثْتَ اَبَا هُرَيْرَةَ بِنَعْلَيْکَ مَنْ لَّقِيَ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُسْتَيْقِنًا بِهَا قَلْبُهُ بَشَّرَهُ بِالْجَنَّةِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَلَا تَفْعَلْ فَاِنِّيْ اَخْشٰى اَنْ يَّتَّكِلَ النَّاسُ عَلَيْهَا فَخَلِّهِمْ يَعْمَلُوْنَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَخَلِّهِمْ .(مسلم29-29)

طرح سکڑ کر آیا ہوں جس طرح لومڑی سکڑ کر داخل ہوتی ہے اور باقی اصحاب بھی میرے پیچھے آپ ﷺ کی تلاش کے لئے نکلے ہیں۔ پھر مجھے جوتے دیتے ہوئے فرمایا کہ انہیں لے جاؤ اس دیوار کے پیچھے جو شخص بھی تجھے ملے اور وہ سچے دل کے ساتھ لا الہ الا اللہ پڑھنے والا ہو تو اسے جنت کی خوشخبری دیجئے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ ملے اور وہ پوچھتے ہیں کہ یہ جوتے کس کے ہیں میں نے بتایا کہ یہ رسول اکرم ﷺ کے نعلین ہیں (آپ نے مجھے یہ نشانیاں دے کر بھیجا ہے میں ہر اس شخص کو جنت کی خوشخبری سناؤں جس نے سچے دل کے ساتھ لا الہ الا اللہ پڑھا ہے۔) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے میرے سینے پر ہاتھ مارا جس سے میں پیٹھ کے بل گر پڑا اور فرمایا واپس چلو میں روتا ہوا رسول کریم ﷺ کی طرف واپس چلا اور مجھے یوں لگتا تھا جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ میرے اوپر سوار ہو چکے ہیں۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ ابو ہریرہ تجھے کیا ہوا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ میں جناب عمر رضی اللہ عنہ کو ملا اور ان کو آپ ﷺ کی طرف سے خوشخبری سنائی جس کے لئے آپ ﷺ نے مجھے بھیجا تھا لیکن انہوں نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور میں پیٹھ کے بل گر پڑا۔ پھر انہوں نے مجھے آپ ﷺ کے ہاں لوٹنے کا حکم دیا تب رسول محترم ﷺ پوچھتے ہیں کہ اے عمر آپ نے ایسا کیوں کیا ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جواب دیتے ہیں کہ اللہ کے رسول میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں کیا آپ نے واقعی ابو ہریرہ کو اپنے جوتے دے کر اس پیغام کے ساتھ بھیجا ہے کہ جس نے دل کی سچائی کے ساتھ لا الہ الا اللہ پڑھا وہ ضرور جنت میں داخل ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بالکل ایسا ہی ہوگا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں کہ آپ کے اس فرمان سے میں خدشہ محسوس کرتا ہوں کہ لوگ صرف اس شہادت کو ہی کافی سمجھیں گے اس لئے انہیں محنت کرنے دینا چاہئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بالکل انہیں ایسا ہی کرنا چاہئے۔ (مسلم)

عَنْ وَّهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ رحمه الله تعالیٰ قِيْلَ لَهٗ

حضرت وہب بن منبہؒ سے کسی نے یہ سوال کیا کیا لا الہ الا

اَلَيْسَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ قَالَ بَلٰی وَلٰكِنْ لَّيْسَ مِفْتَاحٌ اِلَّا وَلَهُ اَسْنَانٌ فَاِنْ جِئْتَ بِمِفْتَاحٍ لَّهُ اَسْنَانٌ فُتِحَ لَكَ.(بخاری فی ترجمة الباب) 30-30

اللہ جنت کی چابی نہیں ہے؟ انہوں نے فرمایا کیوں نہیں؟ لیکن ہر چابی کے دندانے (پیچ) ہوا کرتے ہیں اگر تو پیچ دار چابی سے دروازہ کھولے گا تو کھل سکتا ہے (بصورت دیگر تیرے لئے دروازہ نہیں کھل سکتا۔) (بخاری ترجمۃ الباب)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَحْسَنَ اَحَدُكُمْ اِسْلَامَهٗ فَكُلُّ حَسَنَةٍ يَّعْمَلُهَا تُكْتَبُ لَهٗ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلٰی سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ وَّكُلُّ سَيِّئَةٍ يَّعْمَلُهَا تُكْتَبُ بِمِثْلِهَا حَتّٰی لَقِيَ اللّٰهَ .(متفق علیه) 31-31

حضرت ابو ہریرہ ﷛ رسول کریم ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں جس نے صحیح معنوں میں اسلام اختیار کیا اس کی ہر نیکی کے بدلے اسے دس سے سات سو گنا ثواب ملے گا جبکہ گناہ برائی کے برابر ہی لکھا جاتا ہے یہاں تک کہ اسے موت واقع ہو جائے۔ (بخاری ومسلم)

خلاصۂ باب

ا۔ قربِ قیامت دولت کی بہتات ہوگی اور حکمران حق کہنا اور سچ سننا برداشت نہیں کرینگے۔

۲۔ بدکاری عام ہو جائے گی۔

۳۔ اسلام کی بنیاد پانچ ارکان پر ہے باقی شریعت انہیں کی تشریح ہے۔

۴۔ لا الٰہ الا اللہ پر ٹھیک ٹھیک یقین رکھنے والا بالآخر جنت میں داخل ہوگا۔

۵۔ صرف فرائض پورے کرنے سے جنت مل سکتی ہے۔

۶۔ زمانے کو برا کہنا اللہ تعالیٰ کو تکلیف دینے کے مترادف ہے اور کسی کو اس کی ذات کا جزو یا بیٹا ٹھہرانا ذاتِ کبریا کو گالی دینے کے برابر ہے۔

۷۔ بہترین مسلمان وہ ہے جس سے دوسرے مسلمان کی مال وجان اور عزت محفوظ رہے۔

۸۔ سرور گرامی ﷺ کے ساتھ سب سے زیادہ محبت تکمیل ایمان ہے۔

۹۔ **اَنْ تَلِدَ الْاَمَةُ رَبَّتَهَا** لونڈی جب اپنے آقا کو جنم دے گی۔

محدثین نے ان الفاظ کے درج ذیل مطالب بیان کئے ہیں۔

(ا) اولاد کا ماں باپ کے ساتھ ملازموں جیسا سلوک کرنا۔

(ب) غلامی کا رواج ہونا اور لونڈیوں کی اولاد کی اکثریت ہونا۔

(ج) اولاد کا ماں باپ کا نافرمان ہونا اور غلامانہ ذہن رکھنے والے حکمران ہونا۔



بَابُ الْكَبَائِرِ وَعَلَامَاتِ النِّفَاقِ

بڑے بڑے گناہ اور منافقت کی نشانیاں

انسان سے سرزد ہونے والے گناہ اپنی نوعیت ،سنگینی ، اور منفی اثرات کے اعتبار سے دو قسم کے ہوتے ہیں ۔ چھوٹے اور بڑے ۔ معمولی اور چھوٹے گناہ ایمان ٗ اخلاق اور معاملات پر وقتی اور معمولی اثرانداز ہوتے ہیں بشرطیکہ چھوٹے گناہوں کو معمول نہ بنالیا جائے ورنہ یہ بھی بڑے گناہوں کی طرح انسان کی ذات اور معاشرے پر بدترین اور گہرے اثرات مرتب کرتے ہیں ۔ کچھ مدّت کے بعد آدمی چھوٹے گناہوں سے آگے بڑھ کر بڑے گناہوں میں ملوّث ہو جاتا ہے ۔ چھوٹے گناہ وضو ، نماز ، صدقہ وخیرات اور خدمت خلق سے معاف ہو جاتے ہیں ۔ کبیرہ گناہ توبہ اور ان کے اثرات کی تلافی کرنے کے بعد ہی معاف ہوتے ہیں جیسا کہ زیادتی کرنے والے کو مظلوم سے معذرت کرنے کے ساتھ حتی المقدور اس کے حقوق لوٹانے کی بھی کوشش کرنی چاہئے ۔ اگر معذرت اور حقوق واپس کرنے کی کوئی صورت باقی نہ رہے تو اخلاص نیّت کے ساتھ توبہ کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ معاف فرماتے ہوئے خود اس کی طرف سے متاثرہ آدمی کی تلافی فرمادیتے ہیں ۔ ان ارشادات میں سترہ گناہوں کا ذکر ہے جبکہ دوسرے موقع پر آپ ﷺ نے کچھ اور بھی بڑے گناہوں کی نشان دہی فرمائی ہے ۔ بڑے گناہوں کے بارے میں ربِّ جلیل کا فرمان ہے !

اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَائِرَ مَاتُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا○ (النساء ۴: ۳۱)

جن بڑے گناہوں سے تمہیں رک جانے کا حکم دیا گیا ہے اگر تم ان سے بچ جاؤ تو ہم تمہارے چھوٹے گناہوں کو معاف کرکے تمہیں عزت کے مقام میں داخل کریں گے ۔

منافقت

منافقت کا لفظ نَفَقَ سے ہے ۔ نفق چوہے کی ایسی بل کو کہا جاتا ہے جس کے دو منہ ہوں ۔ جب تک بل کے دونوں منہ بند نہ ہوں گے چوہا قابو نہیں آسکتا ۔ منافق کو اس لئے منافق کہا جاتا ہے ، کہ و ے چہرے اور دوہرے کردار کا انسان ہوتا ہے ۔ اسے مسلمانوں سے فائدہ ہو تو وہ ایمان کے بلند وبانگ دعوے کرتا ہے اور اگر دین میں کوئی آزمائش آئے یا کافروں سے زیادہ فائدے کی توقع ہو تو ان کے ساتھ ساز باز کرتا ہے ۔ اسی وجہ سے ایمانی اور اخلاقی کمزوریاں اس کے کردار کا مستقل حصہ بن جاتی ہیں ۔ اور آخرت میں اس کا بدترین انجام ہوگا ۔

الفصل الاول — پہلی فصل

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ الذَّنْبِ اَكْبَرُ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک شخص رسول محترم ﷺ سے سوال کرتا ہے کہ اللہ کے نزدیک سب سے بڑا

عِنْدَاللّٰهِ قَالَ اَنْ تَدْعُوَلِلّٰهِ نِدًّا وَّهُوَ خَلَقَكَ قَالَ ثُمَّ اَىٌّ قَالَ اَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ خَشْيَةَ اَنْ يُّطْعَمَ مَعَكَ قَالَ ثُمَّ اَىٌّ قَالَ اَنْ تُزَانِيَ حَلِيْلَةَ جَارِكَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى تَصْدِيْقَهَا" وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِىْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ" الاية (پ ١٩ . ع ۴ .)(متفق عليه) 32-1

گناہ کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا تو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائے حالانکہ اس نے تجھے پیدا کیا ہے۔ اس نے پوچھا اسکے بعد کونسا بڑا گناہ ہے؟ فرمایا تو اپنی اولاد کو اس لئے قتل کرے کہ وہ تیرے ساتھ کھائے پیئے گی وہ پھر پوچھتا ہے۔ اسکے بعد کونسا؟ فرمایا: تو اپنے پڑوسی کی بیوی کے ساتھ بدکاری کرے۔ اللہ تعالیٰ نے اسکی تصدیق میں فرمایا "مومن وہ ہیں جو اللہ کے ساتھ کسی کو نہیں پکارتے نہ وہ ناجائز کسی کو قتل کرتے ہیں اور نہ ہی وہ بدکاری کرتے ہیں"۔ (الفرقان ۲۵۔۶۸) (بخاری و مسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْكَبَائِرُ اَلْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَالْيَمِيْنُ الْغَمُوْسُ رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ وَفِىْ رِوَايَةِ اَنَسٍ وَّشَهَادَةُ الزُّوْرِ بَدَلَ الْيَمِيْنِ الْغَمُوْسِ. (متفق عليه) 33-2

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما ذکر کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا بڑے گناہ یہ ہیں۔ (۱) اللہ کے ساتھ شرک کرنا، (۲) والدین کی نافرمانی کرنا، (۳) ناحق کسی کو قتل کرنا (۴) اور جھوٹی قسم اٹھانا (بخاری) حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں جھوٹی قسم کی جگہ جھوٹی شہادت دینے کے الفاظ ہیں۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَاهُنَّ قَالَ اَلشِّرْكُ بِاللّٰهِ وَالسِّحْرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِىْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَكْلُ الرِّبٰو وَاَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ وَالتَّوَلِّى يَوْمَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ. (متفق عليه) 34-3

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا سات ہلاک کر دینے والے گناہوں سے بچتے رہو۔ آپ ﷺ سے پوچھا گیا اللہ کے رسول وہ کون سے ہیں؟ فرمایا (۱) اللہ کے ساتھ شرک کرنا، (۲) جادو کرنا، (۳) ایسے شخص کو قتل کرنا جسے اللہ نے قتل کرنا حرام قرار دیا ہے، (۴) مگر حق کے ساتھ سود (۵) اور یتیم کا مال کھانا، (۶) میدان جنگ سے فرار ہونا (۷) اور پاک دامن ایمان دار بھولی بھالی عورتوں پر تہمت لگانا۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

مسلمان کا خون گرانا حرام کرنا ہے۔ سوائے تین صورتوں کے۔ (۱) شادی شدہ زانی کو سنگسار کرنا (۲) قتل کے بدلے قتل کرنا (۳) مسلمان ہونے کے بعد مرتد ہو جائے وہ واجب القتل ہوگا۔

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

حضرت ابو ہریرہ ؓ نبی کریم ﷺ کا فرمان بیان کرتے

لَا يَزْنِي الزَّانِيْ حِيْنَ يَزْنِيْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَسْرِقُ السَّارِقُ حِيْنَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَّلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِيْنَ يَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَنْتَهِبُ نَهْبَةً يَّرْفَعُ النَّاسُ اِلَيْهِ فِيْهَا اَبْصَارَهُمْ حِيْنَ يَنْتَهِبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَغُلُّ اَحَدُكُمْ حِيْنَ يَغُلُّ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاِيَّاكُمْ اِيَّاكُمْ. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ہیں کہ زانی زنا کرتے وقت مومن نہیں ہوتا' چور چوری کرتے ہوئے ایمان سے خارج ہوتا ہے' شرابی شراب پیتے وقت ایماندار نہیں ہوتا۔ جب ڈاکو کسی ایسی چیز پر ڈاکہ ڈالتا ہے کہ لوگ اس کی طرف نظریں اٹھا کر دیکھتے ہیں۔ وہ ایمان سے تہی دامن ہوتا ہے۔ خائن خیانت کرتے ہوئے مومن نہیں رہ سکتا۔ تمہیں اپنے آپ کو ان گناہوں سے دور رکھنا چاہیے (تمہیں اپنے آپ کو ان گناہوں سے دور رکھنا چاہیے)۔ (بخاری' مسلم)

وَفِيْ رِوَايَةِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَلَا يَقْتُلُ حِيْنَ يَقْتُلُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ قَالَ عِكْرِمَةُ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ كَيْفَ يُنْزَعُ الْاِيْمَانُ مِنْهُ قَالَ هٰكَذَا وَشَبَّكَ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ ثُمَّ اَخْرَجَهَا قَالَ فَاِنْ تَابَ عَادَ اِلَيْهِ هٰكَذَا وَشَبَّكَ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ وَقَالَ اَبُوْ عَبْدِاللّٰهِ لَا يَكُوْنُ هٰذَا مُؤْمِنًا تَامًّا وَّلَا يَكُوْنُ لَهٗ نُوْرُ الْاِيْمَانِ هٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ4-35

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے قاتل قتل کے وقت مومن نہیں ہوتا۔ عکرمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ ایمان اس سے کس طرح نکل جاتا ہے؟ تو ابن عباس نے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسرے میں داخل کیا اور پھر نکالتے ہوئے فرمایا اس طرح پھر فرمایا کہ اگر توبہ کر لیتا ہے تو اس طرح ایمان واپس آ جاتا ہے اور دوبارہ ہاتھ کی انگلیوں کو ایک دوسرے میں داخل کیا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کا معنی یہ ہے کہ وہ مومن کامل نہیں رہتا اور نہ ہی اس کے دل میں ایمان کا نور باقی رہتا ہے یہ بخاری کے الفاظ ہیں۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اٰيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلٰثٌ زَادَ مُسْلِمٌ وَاِنْ صَامَ وَصَلّٰى وَزَعَمَ اَنَّهٗ مُسْلِمٌ ثُمَّ اتَّفَقَا اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَاؤْتُمِنَ خَانَ. (مسلم)5-36

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کا فرمان ذکر کرتے ہیں منافق کی تین نشانیاں ہیں ۔ (بخاری اور مسلم نے اس پر اتفاق کیا ہے) کہ (۱) جب وہ بات کرے تو جھوٹ بولتا ہے (۲) اور جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرتا ہے (۳) جب اسے امانت دی جائے تو خیانت کرتا ہے۔

مسلم نے ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے ''چاہے روزے رکھتا اور نماز پڑھتا ہو اور اپنے آپ کو مسلمان سمجھتا ہو''۔ (مسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَرْبَعٌ مَّنْ كُنَّ فِيْهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا وَمَنْ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِّنْهُنَّ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ حَتّٰى يَدَعَهَا

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا چار عادتیں جس میں پائی جائیں وہ پکا منافق ہوگا اور جس میں ایک عادت پائی جائے اس میں منافقت کی ایک نشانی ہوگی یہاں تک کہ وہ اسے ترک کر

اِذَاائْتُمِنَ خَانَ وَاِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَاِذَا خَاصَمَ فَجَرَ. (متفق علیه)37-6

دے۔(۱)جب اس کے ہاں امانت رکھی جائے تو خیانت کرے،(۲)بات بات میں جھوٹ بولے،(۳)وعدہ خلافی کرے،(۴)جھگڑے کے وقت گالی گلوچ کرنے لگے۔(بخاری ومسلم)

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَرَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَثَلُ الْمُنَافِقِ كَالشَّاةِ الْعَآئِرَةِ بَيْنَ الْغَنَمَيْنِ تَعِيْرُ اِلٰى هٰذِهٖ مَرَّةً وَّاِلٰى هٰذِهٖ مَرَّةً. (مسلم)38-7

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ذکر کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے فرمایا منافق کی مثال تو اس بکری کی طرح ہے جو بکرے کی تلاش میں دو ریوڑوں کے درمیان پھرنے والی ہے کبھی اس ریوڑ کی طرف آتی ہے اور کبھی اُس طرف جاتی ہے۔(مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ اِنَّمَا النِّفَاقُ كَانَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاَمَّا الْيَوْمَ فَاِنَّمَا هُوَ الْكُفْرُ اَوِ الْاِيْمَانُ. (بخاری)39-8

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اکرم ﷺ کے عہد میں تو نفاق تھا لیکن آج وہ کفر ہے یا ایمان۔(بخاری)

جناب حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا یہ اپنا نقطہ نظر ہے کہ نفاق صرف نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں تھا دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم سے اس نظریہ کی تائید نہیں ہوتی۔

خلاصہ باب

کبیرہ گناہ

۱۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا۔
۲۔ اولاد کو قتل کرنا۔
۳۔ پڑوسن کے ساتھ بدکاری کرنا۔
۴۔ والدین کی نافرمانی کرنا۔
۵۔ جھوٹی قسم اٹھانا۔
۶۔ خلاف واقعہ شہادت دینا۔
۷۔ جادو ٹونا کرنا۔
۸۔ ناحق قتل کرنا۔
۹۔ یتیم کا مال کھانا۔
۱۰۔ سود کھانا۔
۱۱۔ میدان جنگ سے فرار اختیار کرنا۔
۱۲۔ پاک دامن عورتوں پر الزام لگانا۔
۱۳۔ شراب پینا۔
۱۴۔ چوری کرنا۔

منافقت کی نشانیاں۔

۱۵۔ وعدہ خلافی کرنا۔
۱۶۔ خیانت کرنا۔
۱۷۔ جھوٹ بولنا۔
۱۸۔ گالی گلوچ کرنا۔



بَابُ فِي الْوَسْوَسَةِ

بُرے خیالات

دل کے بُرے خیالات کو وسوسہ کہا جاتا ہے یہ معدہ کی خرابی، اعصابی کمزوری، فکری پراگندگی اور شیطان کی شیطنت کی وجہ سے آتے ہیں۔ شریعت ہر قسم کی کمزوری اور برائی کو شیطان کی طرف منسوب کرتی ہے کیونکہ تمام کمزوریوں اور برائیوں کا منبع شیطان ہے۔ دل پر کنٹرول کرنا مشکل ہے اس لئے رب رحیم وکریم نے دلوں کے برے خیالات کو امت محمد یہ ﷺ کے لئے معاف کر دیا ہے بشرطیکہ آدمی بُرے خیال کے مطابق کسی قسم کی بات اور اس کے تحت کوئی حرکت نہ کرے۔ اس کے برعکس دلوں میں پیدا ہونے والے نیک خیالات کا اجر ملتا ہے بے شک ان کے مطابق عمل کا موقعہ نہ ملے یا اسباب میسر نہ ہو سکیں۔ وسوسوں اور بُرے خیالات سے نیک انسان کو ذہنی تکلیف کے ساتھ روحانی اذیت محسوس ہوتی ہے۔ آپ ﷺ نے اس روحانی تکلیف کو ایمان کا ردِّ عمل قرار دیا ہے۔ یاد رہے اگر وسوسہ عقیدہ کی صورت اختیار کر جائے تو اس پر پکڑ ہوگی۔

الفصل الاول

پہلی فصل

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ تَجَاوَزَ عَنْ اُمَّتِیْ مَا وَسْوَسَتْ بِهٖ صُدُوْرُهَا مَا لَمْ تَعْمَلْ بِهٖ اَوْ تَتَكَلَّمْ. (متفق عليه) 1-40

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری اُمت کے بُرے خیالات کو معاف کر دیا ہے بشرطیکہ ان کے مطابق عمل اور گفتگو نہ کی جائے۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْهُ قَالَ جَاءَ نَاسٌ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَسَاَلُوْهُ اِنَّا نَجِدُ فِیْ اَنْفُسِنَا مَا یَتَعَاظَمُ اَحَدُنَا اَنْ یَّتَكَلَّمَ بِهٖ قَالَ اَوَقَدْ وَجَدْتُمُوْهُ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ ذَاكَ صَرِیْحُ الْاِیْمَانِ. (مسلم) 2-41

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی یہ واقعہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کے اصحاب میں سے کچھ لوگوں نے آپ کی خدمت میں سوال کیا۔ ہم اپنے دلوں میں ایسے خیالات پاتے ہیں جن کو زبان پر لانے کا تصور نہیں کر سکتے۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں کیا تم انہیں اسی طرح محسوس کرتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا یہ خالص ایمان ہے۔ (مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَاْتِی الشَّیْطَانُ اَحَدَكُمْ فَیَقُوْلُ مَنْ خَلَقَ كَذَا مَنْ خَلَقَ كَذَا حَتّٰی یَقُوْلَ مَنْ خَلَقَ رَبَّكَ فَاِذَا بَلَغَهٗ فَلْیَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ وَلْیَنْتَهِ. (متفق عليه) 3-42

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی راوی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ شیطان آدمی کے پاس آ کر اس کے دل میں وسوسہ ڈالتا ہے۔ فلاں فلاں چیز کو کس نے پیدا کیا؟ حتّٰی کہ وہ دل میں خیال ڈالتا ہے تیرے رب کو کس نے پیدا کیا ہے؟ جب آدمی کے دل میں یہ خیال آئے تو اسے فوراً اَعُوْذُ بِاللّٰہ پڑھ

کر خیالات پر قابو پانا چاہیے۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَزَالُ النَّاسُ يَتَسَآءَ لُوْنَ حَتّٰى يُقَالَ هٰذَا خَلَقَ اللّٰهُ الْخَلْقَ فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ فَمَنْ وَجَدَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَلْيَقُلْ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرُسُلِه.(متفق عليه)43-4

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول کریم ﷺ کا فرمان بیان کرتے ہیں کہ لوگ ہمیشہ ایک دوسرے سے سوالات کریں گے یہاں تک کہ کہا جائے گا یہ مخلوق اللہ نے پیدا کی ہے لیکن اللہ کو کس نے پیدا کیا ہے؟ جو شخص اس قسم کے خیالات پائے اسے یہ کہنا چاہیے کہ میں اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتا ہوں۔(بخاری ومسلم)

وَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اِلَّا وَقَدْ وُكِّلَ بِهٖ قَرِيْنُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَ قَرِيْنُهٗ مِنَ الْمَلٰئِكَةِ قَالُوْا وَاِيَّاكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَ اِيَّايَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَعَانَنِيْ عَلَيْهِ فَاَسْلَمَ فَلَا يَاْمُرُنِيْ اِلَّا بِخَيْرٍ.(مسلم)44-5

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔تم میں سے ہر شخص کے ساتھ ایک جن اور ایک فرشتہ مقرر کیا گیا ہے۔صحابہ رضی اللہ عنھم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ کے ساتھ بھی؟ فرمایا کیوں نہیں لیکن اللہ نے اس پر میری مدد فرمائی جس سے وہ میرا تابع ہے۔اس لئے وہ نیکی کے سوا مجھے کوئی حکم نہیں دے سکتا۔(مسلم)

وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِيْ مِنَ الْاِنْسَانِ مَجْرَى الدَّمِ . ﴿متفق عليه﴾45-6

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا شیطان خون کی گردش کی طرح آدمی پر اثر انداز ہوتا ہے۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْ بَنِيْ اٰدَمَ مَوْلُوْدٌ اِلَّا يَمَسُّهُ الشَّيْطَانُ حِيْنَ يُوْلَدُ فَيَسْتَهِلُّ صَارِخًا مِّنْ مَسِّ الشَّيْطَانِ غَيْرَ مَرْيَمَ وَابْنِهَا.(متفق عليه)46-7

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں جب بھی کوئی آدم کا بچہ اپنی ماں کے ہاں جنم لیتا ہے تو پیدائش کے وقت شیطان اس کو چھیڑتا ہے تب بچہ شیطان کی چھیڑ کی وجہ سے چیخنا شروع کرتا ہے۔البتہ حضرت مریمؑ اور ان کا بیٹا حضرت عیسیٰؑ اس سے مستثنیٰ ہیں۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صِيَاحُ الْمَوْلُوْدِ حِيْنَ يَقَعُ نَزْغٌ مِّنَ الشَّيْطَانِ. (متفق عليه)47-8

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی رسول مکرم ﷺ کا ارشاد بیان کرتے ہیں کہ بچے کی پیدائش کے وقت اس کا چیخنا شیطان کی انگلی مارنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول محترم

اِبْلِيْسَ يَضَعُ عَرْشَهٗ عَلَى الْمَآءِ ثُمَّ يَبْعَثُ سَرَايَاهُ يَفْتِنُوْنَ النَّاسَ فَاَدْنٰهُمْ مِّنْهُ مَنْزِلَةً اَعْظَمُهُمْ فِتْنَةً يَّجِيْءُ اَحَدُهُمْ فَيَقُوْلُ فَعَلْتُ كَذَا وَكَذَا فَيَقُوْلُ مَا صَنَعْتَ شَيْئًا قَالَ ثُمَّ يَجِيْءُ اَحَدُهُمْ فَيَقُوْلُ مَا تَرَكْتُهٗ حَتّٰى فَرَّقْتُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ امْرَاَتِهٖ قَالَ فَيُدْنِيْهِ مِنْهُ وَيَقُوْلُ نِعْمَ اَنْتَ قَالَ الْاَعْمَشُ اُرَاهُ قَالَ فَيَلْتَزِمُهٗ. (مسلم)48-9

ﷺ نے فرمایا شیطان اپنا تخت پانی پر رکھتا ہے۔ وہ لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے اپنے لشکروں کو بھیجتا ہے۔ اس کے نزدیک اس شیطان کا مرتبہ بڑا ہوتا ہے جو سب سے زیادہ شرارتی ہوتا ہے۔ ان میں سے ایک شیطان اُسے آ کر کہتا ہے میں نے فلاں فلاں حرکت کی ہے۔ بڑا شیطان کہتا ہے کہ تو نے کچھ بھی نہیں کیا۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں پھر ان میں سے ایک اور آ کر کہتا ہے کہ میں نے اس کام کو نہیں چھوڑا حتی کہ فلاں عورت اور اس کے خاوند کے درمیان جدائی کروا دی۔ بڑا شیطان اسے قریب کرتے ہوئے کہتا ہے کہ تو بہت ہی اچھا ہے۔ حضرت جابر ؓ کے شاگرد اعمش رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میرا خیال ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے یہ بھی فرمایا وہ اس کو گلے لگا لیتا ہے۔ (مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ اَيِسَ مِنْ اَنْ يَّعْبُدَهُ الْمُصَلُّوْنَ فِيْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ وَلٰكِنْ فِي التَّحْرِيْشِ بَيْنَهُمْ. (مسلم)49-10

حضرت جابر ؓ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا یقیناً شیطان جزیرہ عرب کے نمازیوں سے ناامید ہو گیا کہ وہ اُس کی عبادت کریں گے البتہ آپس میں لڑائی جھگڑے ہوتے رہیں گے۔ (مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَنْ يَّبْرَحَ النَّاسُ يَتَسَآءَلُوْنَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا هٰذَا اللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ شَيْئٍ فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَلِمُسْلِمٍ قَالَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اِنَّ اُمَّتَكَ لَا يَزَالُوْنَ يَقُوْلُوْنَ مَا كَذَا مَا كَذَا حَتّٰى يَقُوْلُوْا هٰذَا اللّٰهُ خَلَقَ الْخَلْقَ فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ 50-11

حضرت انس ؓ ذکر کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا ہمیشہ لوگ ایک دوسرے سے پوچھتے رہیں گے یہاں تک کہ کہیں گے اللہ نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے پھر اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا؟ اس کو بخاری نے ذکر کیا ہے اور مسلم میں آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے بلاشبہ آپ کی امت میں ہمیشہ لوگ اس قسم کی گفتگو کرتے رہیں گے۔ یہاں تک کہ وہ کہیں گے کہ اللہ نے تو تمام مخلوق کو پیدا کیا لیکن اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا ہے؟

وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ اَبِي الْعَاصِ ؓ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ الشَّيْطٰنَ قَدْ حَالَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ صَلٰوتِيْ وَبَيْنَ قِرَآءَتِيْ يُلَبِّسُهَا عَلَيَّ فَقَالَ

حضرت عثمان بن ابی العاص ؓ کہتے ہیں میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے عرض کیا شیطان میرے اور میری نماز کے درمیان حائل ہو کر میری قرأت میں مغالطے ڈالتا ہے۔ آپ

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاکَ شَيْطَانٌ يُقَالُ لَهٗ خِنْزَبٌ فَاِذَا اَحْسَسْتَهٗ فَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْهُ وَاتْفُلْ عَلٰی يَسَارِکَ ثَلٰثًا فَفَعَلْتُ ذٰلِکَ فَاَذْهَبَهُ اللّٰهُ عَنِّی (مسلم)51-12

ﷺ نے فرمایا اس شیطان کو خنزب کہتے ہیں۔ جب تم اس کی شرارت محسوس کرو تو اَعُوْذُ بِاللّٰهِ پڑھتے ہوئے تین دفعہ اپنے بائیں جانب ہلکا سا تھوک دیا کرو۔ پس میں نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے اثرات کو مجھ سے ختم کر دیا (مسلم)

خلاصہ باب

۱۔ برے خیالات شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں اعوذ باللہ پڑھ کر دل پر پھونکنا چاہیے۔

۲۔ ربّ کریم بُرے خیالات پر گرفت نہیں کرتے۔ بشرطیکہ ان کے مطابق قول اور فعل کا ارتکاب نہ ہو۔

۳۔ اللہ تعالیٰ نیک خیالات کا بھی اجر عطا فرماتے ہیں۔

۴۔ اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی ابتدا و انتہا کے بارے میں سوچنے سے اللہ کی پناہ مانگنی چاہیے۔

۵۔ ہر انسان کے ساتھ ایک شیطان مقرر کیا گیا ہے۔

۶۔ بُرے خیالات کی تکلیف محسوس کرنا ایمان کی خوبی ہے۔

۷۔ ہر ایک انسان کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ایک شیطان مقرر کیا ہے رسول مکرم ﷺ کے جن کو آپ کے تابع کر دیا گیا تھا۔

۹۔ شیطان خون کی طرح انسانی جسم پر اثر انداز ہوتا ہے۔

۱۰۔ نومولود شیطان کے انگلی مارنے کی وجہ سے چیختا ہے۔

۱۱۔ جو خیالات نماز میں آتے ہیں وہ خنزب نامی شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں اعوذ باللہ پڑھ کر ہلکا ہلکا بائیں جانب تھوکنے سے وہ بھاگ جاتا ہے۔



بَابُ الْاِیْمَانِ بِالْقَدْرِ

تقدیر پر ایمان لانا

تقدیر کا معنیٰ ہے اندازہ کرنا، اللہ علیم وخبیر کا اندازہ غلط نہیں ہوسکتا۔ تقدیر اللہ تعالیٰ کے اس علم کا نام ہے جو اس نے کائنات کی ہر چیز اور انسانوں کے ماضی، حال اور مستقبل کے بارے میں لکھ دیا ہے ہر انسان نے کس جگہ اور کب پیدا ہونا ہے، کہاں اس نے زندگی کے لمحات گزارنے ہیں اور انسان کن حالات و واقعات سے دوچار ہوگا اور بالآخر اس کا انجام کیا ہونے والا ہے۔ اس باب میں رسول معظم ﷺ کے فرمودات سے واضح ہوتا ہے کہ انسان نے جو بھی اچھے و برے کام کرنے ہیں حتی کہ کھانا، پینا، اٹھنا، بیٹھنا، بیماری اور تندرستی سب کچھ پہلے سے تحریر شدہ ہے اللہ تعالیٰ کا علم اتنا مکمل، اکمل، جامع اور وسیع وعریض ہے جو غلط نہیں ہوسکتا جس کے بارے میں وہ خود فرماتا ہے۔

وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ. (البقرة ۲ : ۲۵۵)

''اس کے علم کا کوئی احاطہ نہیں کرسکتا مگر جسے وہ دینا چاہے۔''

سرورِ گرامی ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ آدمی کو تقدیر کے بارے میں زیادہ جستجو نہیں کرنی چاہیے۔ بلاشبہ انسان اشرف المخلوقات ہے لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ انسان زمین وآسمان، صحراؤں، دریاؤں، فضاؤں اور پہاڑوں کے مقابلہ میں ایک چھوٹی سی مخلوق ہے گویا کہ کائنات کے اجزاء اور عناصر میں انسان بھی ایک جزو ہے۔ ظاہر بات ہے کہ اپنے وجود اور علم وشعور کے حوالے سے انسان کا ایک نہایت ہی مختصر حدود اربعہ ہے اس لئے اسے بڑے ہی محدود علم سے نوازا گیا ہے۔ پھر کائنات کے خالق ومالک اور علام الغیوب کے علم کو وہ کیسے مکمل طور پر سمجھ سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ کے وسیع وعریض علم یا اس کے فیصلے کو پوری طرح سمجھنے کا دعویٰ کرنا ایسا ہے جس طرح کوئی سمندر کے مقابلے میں ایک قطرے کو سمندر کہنے کی حماقت کا اظہار کرے۔ تاہم انسانی حد تک علمِ تقدیر کو تھوڑا بہت سمجھنے کے لئے ماں باپ اور اولاد کے رشتے کی مثال سے سمجھا جاسکتا ہے۔ ماں باپ اپنے لختِ جگر، نورِ چشم سے کتنی محبت، الفت، شفقت وپیار اور اسکی تربیت وپرورش کے لئے کس قدر ایثار وقربانی کرتے اور کس طرح فکر مند ہوتے ہیں تاکہ بیٹا ہر قسم کی پریشانیوں اور مشکلات سے محفوظ رہ کر کامیاب ہوجائے۔ اتنی خواہشوں، آرزوؤں، دعاؤں اور کوششوں کے باوجود بیٹا بگڑتا ہی جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ بڑا ہوکر ڈاکہ زنی اور تخریب کاری میں ملوث ہوجاتا ہے۔ بوڑھا باپ اپنی ڈائری میں لکھتا ہے کہ میرا بیٹا اگر باز نہ آیا تو پھانسی کا پھندہ اس کا مقدر ہوگا بدقسمتی سے واقعتاً بیٹا پھانسی کے پھندے سے لٹک جاتا ہے۔

۱۔ کیا نافرمان بیٹا کہہ سکتا ہے کہ میرے باپ نے تو پہلے سے لکھ چھوڑا تھا اور یہ پھانسی اس کی تحریر کا نتیجہ ہے؟

۲۔ کیا تحریر کا اس کی پھانسی میں کوئی دخل ہے؟

۳۔ کیا باپ کا لکھنا جرم بن سکتا ہے اور بیٹا اس ڈائری کو بہانہ بنا سکتا ہے؟

۴۔کیا ماں باپ اس کی پھانسی کے در پے تھے اور اس پر خوش ہو سکتے ہیں؟

اسی طرح ایک اندھا آدمی ایسے راستے پر چل رہا ہے کہ جس کے آگے ایک خطرناک کنواں ہے راستے میں ملنے والا شخص اس اندھے کو پوری دل سوزی کے ساتھ سمجھانے اور روکنے کی کوشش کرتا ہے۔لیکن اندھا مسافر اس کی بات کو سمجھنے کی بجائے منہ بسورے اور گردن اٹھائے ضد میں آکر کنویں کی طرف دوڑ نا شروع کر دیتا ہے۔سمجھانے والے نے اسے آخری دفعہ بچانے کی کوشش کی لیکن وہ نابینا رُکنے کا نام ہی نہیں لیتا چنانچہ سمجھانے والا ایک تحریر لکھ کر اندھے کی جیب میں ڈال دیتا ہے جس میں لکھا ہے کہ اگر تو واپس نہیں پلٹے گا تو تیرا کنویں میں گرنا یقینی ہے چند قدموں کے بعد اندھا کنویں میں منہ کے بل جا گرتا ہے۔

کیا اندھا کہہ سکتا ہے کہ اس کو اس دانش ور نے گرایا ہے؟

کیا اندھا کہہ سکتا ہے کہ اس کی تحریر کی وجہ سے میں کنویں میں گرا ہوں؟

کیا اس رقعہ نے اندھے کو دھکا دیا ہے؟

ہرگز نہیں۔اگر کوئی کج بحثی سے ہٹ کر تقدیر کے مسئلہ کو سمجھنا چاہے تو یہ دو مثالیں اس کی کافی رہنمائی کر سکتی ہیں۔اس باب میں درج ہونے والے نبی کریم ﷺ کے ارشادات کو ان دو مثالوں کے حوالے سے سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔اگر کوئی شخص اس کے باوجود نہیں سمجھنا چاہتا تو اس کے پاس ان سوالات کا کیا جواب ہوگا؟

۱۔کیا اللہ تعالیٰ ماں باپ سے کئی گنا زیادہ مہربان نہیں؟

۲۔ایک لاکھ کم وبیش چوبیس ہزار پیغمبروں کی آمد اور کتب آسمانی کے نزول کا مقصد کیا سمجھنا چاہیے؟

۳۔اللہ تعالیٰ کا انسان کو نزع کے وقت تک معاف کرنے کا کیا مقصد ہے؟۔

۴۔ایک نیکی کو سات سو گنا سے بھی زیادہ برکت دینے کا کیا معنٰی؟ کیا یہ ساری کوششیں،شفقتیں،بخششیں اور ہدایات خاکم بدہن رب کریم نے برائے نام اور محض دکھلاوے کے لئے رکھیں ہیں؟

ایسا سوچنا انبیاء کی توہین،کتابوں کی تکذیب،اللہ کی رحمتوں کی ناشکری اور اس کی عطاؤں کی بدترین ناقدری ہے تقدیر اللہ تعالیٰ کا علم ہے جو انسان کو برائی کرنے پر مجبور نہیں کرتا۔اس کا بہانہ بنانے والے نہ صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم ﷺ پر ایمان نہیں رکھتے بلکہ وہ فہم و دانش کا بھی منہ چڑاتے ہیں۔

الفصل الاول

وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَتَبَ اللّٰهُ مَقَادِيْرَ الْخَلَائِقِ قَبْلَ اَنْ يَّخْلُقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِخَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ قَالَ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ . (مسلم)52-1

پہلی فصل

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان پیدا کرنے سے پچاس ہزار سال پہلے مخلوق کی تقدیریں لکھ دیں تھیں اور اس وقت اللہ کا عرش پانی پر تھا۔(مسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم كُلُّ شَیْءٍ بِقَدَرٍ حَتّٰى الْعَجْزُ وَالْكَيْسُ. (مسلم)53-2

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ذکر کرتے ہیں ہر چیز کا مقدر لکھ دیا گیا ہے حتیٰ کہ نادانی اور دانائی بھی تحریر شدہ ہے۔(مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِحْتَجَّ اٰدَمُ وَمُوْسٰى عِنْدَ رَبِّهِمَا فَحَجَّ اٰدَمُ مُوْسٰى قَالَ مُوْسٰى اَنْتَ اٰدَمُ الَّذِیْ خَلَقَكَ اللّٰہُ بِيَدِهٖ وَنَفَخَ فِيْكَ مِنْ رُّوْحِهٖ وَاَسْجَدَ لَكَ مَلٰٓئِكَتَهٗ وَاَسْكَنَكَ فِیْ جَنَّتِهٖ ثُمَّ اَهْبَطْتَّ النَّاسَ بِخَطِيْئَتِكَ اِلَى الْاَرْضِ قَالَ اٰدَمُ اَنْتَ مُوْسٰى الَّذِیْ اصْطَفَاكَ اللّٰہُ بِرِسَالَتِهٖ وَبِكَلَامِهٖ وَاَعْطَاكَ الْاَلْوَاحَ فِيْهَا تِبْيَانُ كُلِّ شَیْءٍ وَقَرَّبَكَ نَجِيًّا فَبِكَمْ وَجَدْتَّ اللّٰہَ كَتَبَ التَّوْرٰةَ قَبْلَ اَنْ اُخْلَقَ قَالَ مُوْسٰى بِاَرْبَعِيْنَ عَامًا قَالَ اٰدَمُ فَهَلْ وَجَدْتَّ فِيْهَا وَعَصٰٓى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى قَالَ نَعَمْ قَالَ اَفَتَلُوْمُنِیْ عَلٰى اَنْ عَمِلْتُ عَمَلًا كَتَبَهُ اللّٰہُ عَلَیَّ اَنْ اَعْمَلَهٗ قَبْلَ اَنْ يَّخْلُقَنِیْ بِاَرْبَعِيْنَ سَنَةً قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فَحَجَّ اٰدَمُ مُوْسٰى. (مسلم)54-3

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت آدمؑ اور حضرت موسیٰؑ کا اپنے رب کے سامنے تکرار ہوا حضرت آدمؑ حضرت موسیٰؑ پر غالب آگئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت آدم علیہ السلام سے کہا آپ ہی وہ آدم ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے پیدا کرنے کے بعد اپنی روح پھونکی اور آپ کو ملائکہ سے سجدہ کروایا اور آپ کو اپنی جنت میں ٹھہرایا پھر آپ نے اپنی غلطی کی وجہ سے لوگوں کو زمین پر اُتار دیا حضرت آدمؑ نے فرمایا تم موسیٰ وہ ہو جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی رسالت اور ہم کلامی کے ساتھ سرفراز فرمایا۔ آپ کو کتبات دیئے گئے جن میں ہر چیز کی وضاحت تھی۔ اور سرگوشی کے لئے آپ کو قرب عطا کیا۔ کیا آپ کو معلوم ہے میرے پیدا کرنے سے کتنا عرصہ قبل اللہ نے تورات کو لکھا؟ حضرت موسیٰؑ نے کہا چالیس سال پہلے۔ حضرت آدمؑ نے پوچھا کیا اس میں یہ بات موجود ہے کہ آدمؑ نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور وہ پھسل گیا؟ حضرت موسیٰؑ نے عرض کیا بالکل آپ نے ٹھیک فرمایا۔ حضرت آدمؑ فرماتے ہیں پھر آپ مجھ پر ایسے عمل کے بارے میں اعتراض کر رہے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے میری پیدائش سے چالیس سال پہلے میرے کرنے کے بارے میں لکھ دیا تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس طرح حضرت آدم حضرت موسیٰ علیہم السلام پر غالب آگئے۔(مسلم)

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوْقُ اِنَّ خَلْقَ اَحَدِكُمْ يُجْمَعُ فِیْ بَطْنِ اُمِّهٖ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا نُّطْفَةً ثُمَّ يَكُوْنُ عَلَقَةً مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ يَكُوْنُ مُضْغَةً

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اللہ کے سچے اور مصدوق رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں ہر شخص کی تخلیق اس کی والدہ کے رحم میں چالیس دن ایک نطفہ کی صورت میں ہوتی ہے پھر چالیس دن جمے ہوئے خون کی شکل میں رہتا ہے پھر چالیس

مِثْلَ ذٰلِکَ ثُمَّ یَبْعَثُ اللّٰہُ اِلَیْہِ مَلَکًا بِاَرْبَعِ کَلِمَاتٍ فَیُکْتُبُ عَمَلَہٗ وَاَجَلَہٗ وَ رِزْقَہٗ وَشَقِیٌّ اَوْ سَعِیْدٌ ثُمَّ یُنْفَخُ فِیْہِ الرُّوْحُ فَوَالَّذِیْ لَا اِلٰہَ غَیْرُہٗ اِنَّ اَحَدَکُمْ لَیَعْمَلُ بِعَمَلِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ حَتّٰی مَا یَکُوْنَ بَیْنَہٗ وَبَیْنَھَا اِلَّا ذِرَاعٌ فَیَسْبِقُ عَلَیْہِ الْکِتَابُ فَیَعْمَلُ بِعَمَلِ اَھْلِ النَّارِ فَیَدْخُلُھَاوَاِنَّ اَحَدَکُمْ لَیَعْمَلُ بِعَمَلِ اَھْلِ النَّارِ حَتّٰی مَا یَکُوْنَ بَیْنَہٗ وَبَیْنَھَا اِلَّا ذِرَاعٌ فَیَسْبِقُ عَلَیْہِ الْکِتَابُ فَیَعْمَلُ بِعَمَلِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ فَیَدْخُلُھَا. ﴿متفق علیہ﴾4-55

دن گوشت کے ٹکڑے کی صورت میں رہتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرشتے کو چار باتوں کے ساتھ بھیجتے ہیں وہ لکھتا ہے اس کا کردار، اس کی موت، اس کا رزق، اس کا بدیا نیک ہونا پھر اس میں روح پھونک دی جاتی ہے۔ اس اللہ کی قسم جس کا کوئی شریک نہیں تم میں سے کوئی جنتیوں والے عمل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ جنت اور اس کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے پھر اس پر تقدیر غالب آتی ہے اور وہ ایسے کام کرتا ہے کہ وہ جہنم میں داخل ہوجاتا ہے۔ اسی طرح ہی ایک شخص عمر بھر دوزخیوں والے کام کرتا ہے یہاں تک کہ دوزخ اور اس کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ باقی ہوتا ہے تو اس پر لکھا ہوا غالب آ جاتا ہے۔ پھر وہ جنتیوں والے عمل کر کے جنت میں داخل ہوجاتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

اس حدیث میں آدمی کے انجام کا ذکر فرمایا گیا ہے کہ کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو زندگی بھر ماحول کے اثر، بزرگوں کے خوف اور اسلامی حکومت کے جبر سے بظاہر نیک اعمال کرتے ہیں لیکن ایمان ان کے دل میں راسخ نہیں ہوتا محض ماحول کے جبر کی وجہ سے ظاہری طور پر نیک ہوتے ہیں۔ جونہی انہیں موقعہ ملتا ہے وہ برائی کی طرف لپکے چلے جاتے ہیں ایسے ہی بے شمار لوگ سوسائٹی یا گھریلو اثرات کی وجہ سے نیکی کی طرف متوجہ نہیں ہوتے لیکن فطرتاً نہایت ہی سعادت مند طبیعت کے مالک ہوتے ہیں جب کبھی انہیں نیکی کا ماحول میسر آئے تو بہت سے نیک لوگوں سے بڑھ کر ذوق و شوق سے نیک کام سرانجام دیتے ہیں۔ موت کے قریب اس قسم کے لوگوں کی نیک نیتی اور حقیقی کردار ان کو اصلی انجام کی طرف کھینچ لیتا ہے۔ اس کے برعکس فطری اور قلبی طور پر برا شخص موت کے وقت کفر کا ارتکاب کرتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کے فرامین میں اسی فطری انجام کی نشان دہی کی گئی ہے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کا لکھا ہوا غالب آ جاتا ہے۔

عَنْ سَھْلِ بْنِ سَعْدٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ الْعَبْدَ لَیَعْمَلُ عَمَلَ اَھْلِ النَّارِ وَاِنَّہٗ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ وَ یَعْمَلُ عَمَلَ اَھْلِ الْجَنَّۃِ وَاِنَّہٗ مِنْ اَھْلِ النَّارِ وَاِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالْخَوَاتِیْمِ o (متفق علیہ)5-56

حضرت سہل بن سعد ؓ بیان کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے فرمایا بلاشبہ ایک بندہ دوزخیوں والے اعمال کرتا رہتا ہے اور حقیقتاً وہ جنت والوں میں سے ہوتا ہے۔ دوسرا جنتیوں والے اعمال کرتا رہتا ہے جبکہ وہ دوزخ والوں میں سے ہوتا ہے۔ اعمال کا دارومدار خاتمہ پر ہے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَاقَالَتْ دُعِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلٰی جَنَازَةِ صَبِیٍّ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ طُوْبٰی لِهٰذَا عُصْفُوْرٌ مِّنْ عَصَافِیْرِ الْجَنَّةِ لَمْ یَعْمَلِ السُّوْءَ وَلَمْ یُدْرِکْهُ فَقَالَ اَوْغَیْرُ ذٰلِکَ یَا عَائِشَةُ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ لِلْجَنَّةِ اَهْلًا خَلَقَهُمْ لَهَا وَهُمْ فِیْ اَصْلَابِ اٰبَائِهِمْ وَخَلَقَ لِلنَّارِ اَهْلًا خَلَقَهُمْ لَهَا وَهُمْ فِیْ اَصْلَابِ اٰبَائِهِمْ.(مسلم) 6-57

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں رسول محترم ﷺ کو انصار کے ایک بچے کے جنازے کے لیے بلایا گیا میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! اس بچے کے لئے خوشی ہے یہ تو جنت کے پرندوں سے ایک پرندہ ہے اس نے کوئی برا فعل نہیں کیا۔ اور نہ ہی اس نے اس کی مہلت پائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا عائشہ! حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت کے لئے کچھ لوگوں کو پیدا فرمایا وہ اسی کیلئے پیدا ہوئے جبکہ وہ اپنے آباء کی پشت میں تھے اور کچھ لوگوں کو دوزخ کیلئے پیدا فرمایا۔ اور وہ دوزخ کیلئے ہی پیدا ہوئے جبکہ وہ اپنے آباء کی پشت میں تھے۔ (مسلم)

وَعَنْ عَلِیٍّ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْکُمْ مِّنْ اَحَدٍ اِلَّا وَقَدْ کُتِبَ مَقْعَدُهٗ مِنَ النَّارِ وَمَقْعَدُهٗ مِنَ الْجَنَّةِ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَا نَتَوَکَّلُ عَلٰی کِتَابِنَا وَنَدَعُ الْعَمَلَ قَالَ اعْمَلُوْا فَکُلٌّ مُّیَسَّرٌ لِّمَا خُلِقَ لَهٗ اَمَّا مَنْ کَانَ مِنْ اَهْلِ السَّعَادَةِ فَسَیُیَسَّرُ لِعَمَلِ السَّعَادَةِ وَاَمَّا مَنْ کَانَ مِنْ اَهْلِ الشَّقَاوَةِ فَسَیُیَسَّرُ لِعَمَلِ الشَّقَاوَةِ ثُمَّ قَرَأَ" فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰی الایة" (پ ۳۰. رکوع ۱۷) ﴿متفق علیه﴾ 7-58

حضرت علی ؓ بیان کرتے ہیں رسول مکرم ﷺ نے فرمایا تم میں سے ہر شخص کا ٹھکانا دوزخ یا جنت میں متعین ہو چکا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول ﷺ کیا ہم اپنی تقدیر پر بھروسہ کرتے ہوئے عمل کرنا ترک نہ کر دیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا عمل کرتے رہو ہر شخص اسی عمل کی توفیق دی جائے گی جس کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے۔ جو شخص نیکوں میں سے ہے اس کو نیک اعمال کی توفیق حاصل ہوگی۔ اور جو شخص بد بخت لوگوں سے ہے اس کو بد بخت لوگوں جیسے اعمال کرنے میں آسانی ہوگی۔ پھر آپ ﷺ نے قرآن مجید کی یہ آیت تلاوت فرمائی۔ "جس شخص نے عطیہ دیا اور تقویٰ اختیار کیا اور نیک بات کی تصدیق کی"۔ (اللیل ۵۔۶) (بخاری و مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ کَتَبَ عَلَی ابْنِ اٰدَمَ حَظَّهٗ مِنَ الزِّنَا اَدْرَکَ ذٰلِکَ لَا مَحَالَةَ فَزِنَا الْعَیْنِ النَّظَرُ وَزِنَا اللِّسَانِ الْمَنْطِقُ وَالنَّفْسُ تَمَنّٰی وَتَشْتَهِیْ وَالْفَرْجُ یُصَدِّقُ ذٰلِکَ وَیُکَذِّبُهٗ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّمُسْلِمٍ قَالَ کُتِبَ عَلَی ابْنِ اٰدَمَ نَصِیْبُهٗ مِنَ الزِّنَا مُدْرِکٌ

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کے بیٹے پر اس کے حصہ کے زنا کو ثبت کر دیا ہے وہ لازمی طور پر اس کو پائے گا۔ آنکھ کا زنا دیکھنا ہے اور زبان کا زنا بولنا ہے اور انسان کے نفس میں خواہش پیدا ہوتی ہے اور وہ شہوت پر آمادہ ہوتا ہے اور شرم گاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے۔ (بخاری و مسلم)

ذَالِکَ لَا مَحَالَةَ الْعَيْنَانِ زِنَاهُمَا النَّظَرُ وَالْاُذُنَانِ زِنَاهُمَا الْاِسْتِمَاعُ وَاللِّسَانُ زِنَاهُ الْكَلَامُ وَالْيَدُ زِنَاهَا الْبَطْشُ وَالرِّجْلُ زِنَاهَا الْخُطٰى وَالْقَلْبُ يَهْوِىْ وَيَتَمَنّٰى وَيُصَدِّقُ ذَالِکَ الْفَرْجُ وَيُكَذِّبُهُ.8-59

اور مسلم کی روایت میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا آدم کے بیٹے پر اس کے زنا کا حصہ ثبت ہے وہ لازمی طور پر اس کو پانے والا ہے۔ آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے، کانوں کا زنا سننا ہے اور زبان کا زنا کلام کرنا ہے۔ ہاتھ کا زنا پکڑنا ہے اور پاؤں کا زنا چل کر جانا ہے اور دل خواہشات کو ابھارتا ہے اور آرزوئیں پیدا کرتا ہے۔ شرم گاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے۔

فہم الحدیث

آنکھوں کی بدکاری کا مقصد یہ ہے۔ کہ جب آدمی بدکاری کی نیت سے دیکھتا ہے تو گویا کہ اس بے حیائی میں اسکی آنکھ حصہ دار ہوگی اسی طرح دوسرے اعضاء زنا میں شامل ہوتے ہیں حتی کہ جب وہ عملاً بدکاری کا مرتکب ہوتا تو نفس مکمل طور اس بدفعل کی تائید کر دیتا ہے۔ اگر وہ بالفعل بدکاری سے بچ جائے تو اس کے نفس نے باقی اعضاء کی تردید کی وہ عام گناہ گار تو ہوگا لیکن زانی شمار نہیں کیا جائے گا۔

وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ ؓ اَنَّ رَجُلَيْنِ مِنْ مُزَيْنَةَ قَالَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَءَيْتَ مَا يَعْمَلُ النَّاسُ الْيَوْمَ وَيَكْدَحُوْنَ فِيْهِ اَشَيْءٌ قُضِىَ عَلَيْهِمْ وَمَضٰى فِيْهِمْ مِّنْ قَدَرٍ سَبَقَ اَوْ فِيْمَا يَسْتَقْبِلُوْنَ بِهٖ مِمَّا اَتٰهُمْ بِهٖ نَبِيُّهُمْ وَثَبَتَتِ الْحُجَّةُ عَلَيْهِمْ فَقَالَ لَا بَلْ شَيْئٌ قُضِىَ عَلَيْهِمْ وَمَضٰى فِيْهِمْ وَتَصْدِيْقُ ذَالِکَ فِىْ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ "وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰهَا فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا".(پ ۳۰.ر كوع ۱۶) (مسلم)9-60

حضرت عمران بن حصین ؓ بیان کرتے ہیں مزینہ قبیلہ کے دو آدمیوں نے استفسار کیا۔ اے اللہ کے رسول! آپ بتائیں لوگ جو آج عمل کرتے ہیں اور اس میں مشقت اٹھاتے ہیں کیا وہ ایسا عمل ہے کہ ان کے بارے میں اس کا فیصلہ ہو چکا ہے اور ازل میں ان کی تقدیر میں ثبت ہو چکا ہے یا وہ عمل زمانہ مستقبل میں ہے اس عمل کے بارے میں ان کے پیغمبر نے انہیں مطلع کیا ہے اور اسکے بارے میں ان پر حجت قائم ہوئی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں بلکہ وہ عمل ایسا ہے ازل میں اسکا فیصلہ ہو چکا ہے اور ان کے بارے میں ثابت ہے اور اسکی تصدیق اللہ کی کتاب میں اسطرح ہے "قسم ہے نفس کی اور جس نے اسکے اعضاء کو برابر کیا پھر اس کو اس کی بدکاری اور اس کی پرہیزگاری کی سمجھ دی"۔ (الشمس ۹۱۔۷۔۸) (مسلم)

وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّىْ رَجُلٌ شَابٌّ وَّاَنَا اَخَافُ عَلٰى نَفْسِىْ الْعَنَتَ وَلَا اَجِدُ مَا اَتَزَوَّجُ بِهِ النِّسَآءَ كَاَنَّهٗ

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! میں جواں سال ہوں اور میں زنا میں مبتلا ہونے کا خدشہ محسوس کرتا ہوں اور میرے پاس اتنا مال نہیں ہے جس بنا پر میں

يَسْتَاذِنُهُ فِي الْاِخْتِصَآءِ قَالَ فَسَكَتَ عَنِّيْ ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذٰلِكَ فَسَكَتَ عَنِّيْ ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذٰلِكَ فَسَكَتَ عَنِّيْ ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذٰلِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا اَنْتَ لَاقٍ فَاخْتَصِ عَلٰى ذٰالِكَ اَوْذَرْ. (بخاری) 10-61

شادی کرسکوں۔ گویا کہ وہ آپ ﷺ سے خصی ہونے کی اجازت طلب کر رہا تھا۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آپ ﷺ میرے سوال پر خاموش رہے۔ پھر میں نے پہلے کی طرح عرض کیا آپ ﷺ پھر خاموش رہے بعد ازاں میں نے اسی بات کو دہرایا۔ آپ ﷺ میرے سوال پر خاموش رہے۔ میں نے پھر پہلے کی طرح وہی کہا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ قلم خشک ہو چکا ہے جو تو نے کرنا ہے کر گزرے گا خصی ہو یا نہ ہو۔ (بخاری)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ قُلُوْبَ بَنِيْ اٰدَمَ كُلَّهَا بَيْنَ اِصْبَعَيْنِ مِنْ اَصَابِعِ الرَّحْمٰنِ كَقَلْبٍ وَّاحِدٍ يُصَرِّفُهُ كَيْفَ يَشَآءُ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَللّٰهُمَّ مُصَرِّفَ الْقُلُوْبِ صَرِّفْ قُلُوْبَنَا عَلٰى طَاعَتِكَ. (مسلم) 11-62

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول مکرم ﷺ نے فرمایا تمام انسانوں کے دل رحمان کی دو انگلیوں کے درمیان ایک دل کی طرح ہیں جیسے وہ چاہتا ہے پھیرتا ہے۔ پھر رسول اکرم ﷺ نے دعا کی "اے اللہ دلوں کو پھیرنے والے ہمارے دلوں کو اپنی فرماں برداری پر پھیرے رکھنا۔ (مسلم)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْ مَّوْلُوْدٍ اِلَّا يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَاَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ اَوْ يُنَصِّرَانِهِ اَوْ يُمَجِّسَانِهِ كَمَا تُنْتَجُ الْبَهِيْمَةُ بَهِيْمَةً جَمْعَآءَ هَلْ تُحِسُّوْنَ فِيْهَا مِنْ جَدْعَآءَ ثُمَّ يَقُوْلُ" فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰالِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ". (پ ۲۱. رکوع ۷) (متفق عليه) 12-63

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔ اس کے والدین اس کو یہودی، عیسائی یا مجوسی بنا دیتے ہیں جس طرح چارپائے اپنے بچے کو تام الخلقت پیدا کرتے ہیں کیا تم ان میں سے کسی بچے کو کان کٹا پاتے ہو؟ پھر آپ ﷺ نے آیت تلاوت کی۔ "اللہ کی فطرت ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو پیدا کیا ہے اللہ کی تخلیق میں تبدیلی نہیں ہے یہ بالکل سیدھا اور درست دین ہے۔" (الروم پ۔ ۲۱۔ ع ۷) (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى رضی اللہ عنہ قَالَ قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِخَمْسِ كَلِمَاتٍ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنَامُ وَلَا يَنْبَغِيْ لَهُ اَنْ يَّنَامَ يَخْفِضُ الْقِسْطَ وَيَرْفَعُهُ يُرْفَعُ اِلَيْهِ عَمَلُ اللَّيْلِ قَبْلَ عَمَلِ النَّهَارِ وَعَمَلُ النَّهَارِ قَبْلَ عَمَلِ اللَّيْلِ حِجَابُهُ النُّوْرُ لَوْ

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اللہ کے رسول ﷺ ہم میں کھڑے ہوئے آپ ﷺ نے پانچ باتیں ارشاد فرمائیں۔ (۱) کہ اللہ تعالیٰ کو نیند نہیں آتی اور اس کے لائق نہیں کہ وہ سوئے۔ (۲) وہ پورا انصاف کرتا ہے (۳) اس کے حضور رات کے اعمال دن کے اعمال سے قبل (۴) اور دن کے اعمال

كَشْفَهُ لَاَحْرَقَتْ سُبُحَاتُ وَجْهِهِ مَا انْتَهٰى اِلَيْهِ بَصَرُهُ مِنْ خَلْقِهِ. (مسلم) 64-13

رات کے اعمال سے قبل پیش کئے جاتے ہیں (۵) اللہ تعالیٰ کا حجاب نور ہے۔ اگر وہ نور کا حجاب اٹھادے تو اس کی ذات کے جلال کے انوار تاحد نگاہ تمام چیزوں کو راکھ کر دیں۔ (مسلم)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدُاللّٰهِ مَلْئٰى لَا تَغِيْضُهَا نَفَقَةٌ سَحَّآءُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ اَرَءَ يْتُمْ مَّا اَنْفَقَ مُذْ خَلَقَ السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ فَاِنَّهُ لَمْ يَغِضْ مَا فِيْ يَدِهٖ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَآءِ وَبِيَدِهِ الْمِيْزَانُ يَخْفِضُ وَيَرْفَعُ. (متفق عليه) وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ "يَمِيْنُ اللّٰهِ مَلْاٰى قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ مَلْاٰنُ سَحَّآءُ لَا يَغِيْضُهَا شَيْءٌ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ." 65-14

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا ہاتھ بھرا ہوا ہے دن رات بے دریغ خرچ کرنے سے اس میں کمی نہیں آتی۔ تم جانتے ہو جب سے اس نے آسمان وزمین پیدا کئے اس وقت سے کتنا خرچ کیا۔ بلاشبہ اسکے خزانے میں ذرہ برابر کمی نہیں آئی۔ اس کا عرش پانی پر تھا اس کے ہاتھ میں ترازو ہے وہ اسے نیچے اوپر کرتا ہے۔ (بخاری ومسلم) اور مسلم کی روایت میں ہے اللہ تعالیٰ کا دایاں ہاتھ بھرا ہوا ہے۔ ابن نمیر کہتے ہیں بھرا ہوا ہے یعنی ہمیشہ دینے والا ہے شب وروز خرچ کرنے سے کوئی چیز اس سے کم نہیں ہوتی۔

فہم الحدیث

دایاں ہاتھ کا لفظ آپ ﷺ نے محاورۃ استعمال کیا ہے ورنہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھوں کا ذکر موجود ہے کہ خرچ کرنے کے اعتبار سے ہر وقت وہ کھلے ہوئے ہیں۔

وَعَنْهُ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذَرَارِيِّ الْمُشْرِكِيْنَ قَالَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا عَامِلِيْنَ. (متفق عليه) 66-15

حضرت ابو ہریرہ ﷺ فرماتے ہیں رسول مکرم ﷺ سے مشرکین کی اولاد کے بارے میں پوچھا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ زیادہ جانتے ہیں انہوں نے کیا عمل کرنا تھا۔ (بخاری ومسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ تقدیر اللہ تعالیٰ کا علم ہے جو اس نے زمین وآسمان کی تخلیق سے پچاس ہزار سال پہلے لکھ دیا تھا اس پر ایمان لانا فرض ہے۔

۲۔ تقدیر کے ضبط تحریر آنے میں انسان کسی کام کے کرنے پر مجبور نہیں ہوجاتا۔

۳۔ ہر نومولود فطرتِ اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔

۴۔ انسان کے اعمال رات دن اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کیے جاتے ہیں۔

۵۔ اللہ تعالیٰ سے نیکی پر ثابت قدم رہنے کی دعا کرتے رہنا چاہیے۔

۶۔ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر ماں باپ سے بھی زیادہ کئی گناہ زیادہ مہربان ہے۔

۷۔ ہر شخص ماں کے رحم میں چالیس دن نطفہ، چالیس دن جما ہوا خون اور چالیس دن گوشت کے ٹکڑے کی حالت میں رہتا ہے۔

۸۔ روح پھونکے جانے سے پہلے چار چیزیں لکھ دی جاتی ہیں۔

(۱) عمل

(۲) موت

(۳) رزق

(۴) نیک یا بد ہونا

۹۔ تقدیر کے بہانے عمل کو نہیں چھوڑنا چاہیے۔



بَابُ اِثْبَاتِ عَذَابِ الْقَبْرِ

عذابِ قبر کا ثبوت

عذابِ قبر بھی دین کے بنیادی اعتقادات میں سے ایک عقیدہ ہے جن کو ایمان بالغیب میں شمار کیا گیا ہے۔ فقہاء اور محدثین نے اسے سمجھانے کے لیے طویل بحثیں کی ہیں۔ اُن کیلئے یہ مسئلہ سمجھانا کافی مشکل رہا ہے کہ قبر کشادہ کس طرح ہوتی ہے اور اس میں سزا کی کیا نوعیت ہے؟ لیکن سائنس اور جدید ٹیکنالوجی نے قبر کی کشادگی کے مسئلہ کو کافی حد تک سمجھا دیا ہے۔ ٹی وی کی سکرین، خوردبین، دوربین، کیمرے اور ایسے شیشے ایجاد ہو چکے ہیں جن میں دیکھنے سے معمولی چیز بہت بڑی اور قریب ترین چیز کو میلوں دور اور کشادہ کر کے دکھایا جاتا ہے۔ جہاں تک روح کو سزا دینے کا مسئلہ ہے یہ تو اس دور میں ہر آدمی محسوس کر چکا ہے کہ جسمانی نعمتوں، سہولتوں اور آرام کے باوجود کتنے مسائل ہیں جو روح کو تڑپائے رکھتے ہیں اور اس کرب کی وجہ سے کتنی جسمانی بیماریاں پیدا ہو چکی ہیں۔ کچھ اہل علم نے خوفناک خوابوں کے حوالے سے عذاب قبر سمجھانے اور منوانے کی کوشش کی ہے۔ جس طرح ڈراؤنے خواب آدمی کو پریشان رکھتے اور اس کی روح کو تڑپا دیتے ہیں اسی طرح قبر کے عذاب سے روح تڑپتی رہے گی۔

الفصل الاول

عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اَلْمُسْلِمُ اِذَا سُئِلَ فِي الْقَبْرِ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَذَالِكَ قَوْلُهُ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ (ابراهيم پ۱۳. ركوع۱٦) وَفِي رِوَايَةٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ نَزَلَتْ فِي عَذَابِ الْقَبْرِ يُقَالُ لَهُ مَنْ رَّبُّكَ فَيَقُوْلُ رَبِّيَ اللّٰهُ وَنَبِيِّيْ مُحَمَّدٌ ﷺ (متفق عليه) 1-67.

پہلی فصل

حضرت براء بن عازب ؓ نبی مکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا جب مسلمان سے قبر میں سوال ہوتا ہے وہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔ جیسے کہ اللہ کا ارشاد ہے "اللہ تعالیٰ پختہ قول کے ساتھ ایمان والوں کو ثابت قدم رکھیں گے دنیا اور آخرت کی زندگی میں"۔ (پ۱۳ رکوع ۱۶) دوسری روایت میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ آیت عذاب قبر کے بارے میں نازل ہوئی ہے "اللہ تعالیٰ ایمان داروں کو کلمہ شہادت کے ساتھ دنیا اور آخرت میں ثابت رکھے گا" جب میت سے پوچھا جاتا ہے کہ تیرا رب کون ہے؟ وہ جواب دیتا ہے کہ میرا رب اللہ اور میرا نبی محمد ﷺ ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَنَسٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهٖ وَتَوَلّٰى عَنْهُ اَصْحَابُهُ

حضرت انس ؓ ذکر کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا جب آدمی کو اس کی قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے ساتھی

اِنَّهُ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ اَتَاهُ مَلَكَانِ فَيُقْعِدَانِهٖ فَيَقُوْلَانِ مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِيْ هٰذَا الرَّجُلِ لِمُحَمَّدٍ ﷺ فَاَمَّا الْمُؤْمِنُ فَيَقُوْلُ اَشْهَدُ اَنَّهٗ عَبْدُاللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ فَيُقَالُ لَهٗ انْظُرْ اِلٰى مَقْعَدِكَ مِنَ النَّارِ قَدْ اَبْدَلَكَ اللّٰهُ بِهٖ مَقْعَدًا مِّنَ الْجَنَّةِ فَيَرٰهُمَا جَمِيْعًا وَّاَمَّا الْمُنَافِقُ وَالْكَافِرُ فَيُقَالُ لَهٗ مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِيْ هٰذَاالرَّجُلِ فَيَقُوْلُ لَا اَدْرِيْ كُنْتُ اَقُوْلُ مَا يَقُوْلُ النَّاسُ فَيُقَالُ لَهٗ لَادَرَيْتَ وَلَا تَلَيْتَ وَيُضْرَبُ بِمَطَارِقَ مِنْ حَدِيْدٍ ضَرْبَةً فَيَصِيْحُ صَيْحَةً يَّسْمَعُهَا مَنْ يَّلِيْهِ غَيْرَ الثَّقَلَيْنِ. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَلَفْظُهٗ لِلْبُخَارِيِّ)2-68

واپس جا رہے ہوتے ہیں ابھی وہ ان کے جوتوں کی آہٹ سن رہا ہوتا ہے تو اسکے پاس دو فرشتے آتے ہیں وہ اسے بٹھا کر پوچھتے ہیں کہ تو حضرت محمد ﷺ کی شخصیت کے بارے میں کیا جانتا ہے؟ مومن ہونے کی صورت میں وہ یہ جواب دیتا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں وہ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ پھر اسے کہا جاتا ہے کہ جہنم میں اپنے ٹھکانے کو دیکھو جسے بدل کر اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے جنت کو رہائش گاہ بنادیا ہے۔ وہ دونوں کو دیکھتا ہے۔ جب منافق اور کافر سے سوال ہوتا ہے کہ تو محمد ﷺ کے بارے میں کچھ جانتا ہے؟ وہ کہتا ہے کہ میں نہیں جانتا البتہ میں بھی وہی کچھ کہتا تھا جو لوگ ان کے بارے میں کہا کرتے تھے۔ اس سے کہا جاتا ہے کہ نہ تو نے کچھ پڑھا اور نہ سمجھا پھر اسے لوہے کے ہتھوڑوں سے مارا جاتا ہے وہ بہت چیختا اور چلاتا ہے۔ اس کی چیخ و پکار جن اور انسان کے علاوہ ہر چیز سنتی ہے۔ (بخاری و مسلم۔ یہ الفاظ بخاری کے ہیں)

فہم الحدیث

ان تین سوالوں کا جواب دینے کے لئے اللہ تعالیٰ کی توحید کے سچے عقیدے، رسول محترم ﷺ کے ساتھ دل کی اتھاہ گہرائیوں کے ساتھ حقیقی محبت، اطاعت اور حتی المقدور دین اسلام پر چلنے کی ضرورت ہے۔ اس کے بغیر ان سوالوں کا جواب دینا مشکل ہی نہیں ناممکن ہوگا۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَرَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا مَاتَ عُرِضَ عَلَيْهِ مَقْعَدُهٗ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ اِنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَمِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاِنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَمِنْ اَهْلِ النَّارِ فَيُقَالُ هٰذَا مَقْعَدُكَ حَتّٰى يَبْعَثَكَ اللّٰهُ اِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ.
(متفق عليه)3-69

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رسول اکرم ﷺ کا فرمان ذکر کرتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی شخص فوت ہوتا ہے تو صبح وشام اس کے سامنے اس کا ٹھکانا پیش کیا جاتا ہے۔ جنتی کو جنت کا نظارہ کروایا جاتا ہے اگر جہنمی ہو تو اسے آگ دکھلائی جاتی ہے۔ پھر اسے کہا جاتا ہے کہ یہ تیرا ٹھکانہ ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تجھے اٹھا کر قیامت کے روز اس میں داخل کرے گا۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ عَائِشَةَرَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ يَهُوْدِيَّةً دَخَلَتْ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک یہودی عورت

عَلَيْهَا فَذَكَرَتْ عَذَابَ الْقَبْرِ فَقَالَتْ لَهَا اَعَاذَكِ اللّٰهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فَسَأَلَتْ عَائِشَةُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فَقَالَ نَعَمْ عَذَابُ الْقَبْرِ حَقٌّ قَالَتْ عَائِشَةُ فَمَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَعْدُ صَلّٰى صَلٰوةً اِلَّا تَعَوَّذَ بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ. (متفق عليه)4-70

میرے پاس آئی اس نے قبر کے عذاب کا ذکر کیا۔اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دعا دی کہ اللہ تجھے قبر کے عذاب سے محفوظ رکھے۔پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسولِ محترم ﷺ سے قبر کے عذاب کے بارے پوچھا۔آپ ﷺ نے فرمایا قبر کا عذاب برحق ہے۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں ہمیشہ ہر نماز کے بعد آپ ﷺ عذاب قبر سے پناہ مانگتے سنا کرتی تھی۔(بخاری ومسلم)

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ حَائِطٍ لِبَنِيْ النَّجَّارِ عَلٰى بَغْلَةٍ لَهُ وَنَحْنُ مَعَهُ اِذْ حَادَتْ بِهِ فَكَادَتْ تُلْقِيْهِ وَاِذَا اَقْبُرٌ سِتَّةٌ اَوْ خَمْسَةٌ فَقَالَ مَنْ يَّعْرِفُ اَصْحَابَ هٰذِهِ الْاَقْبُرِ قَالَ رَجُلٌ اَنَا قَالَ فَمَتٰى مَاتُوْا قَالَ فِي الشِّرْكِ فَقَالَ اِنَّ هٰذِهِ الْاُمَّةَ تُبْتَلٰى فِيْ قُبُوْرِهَا فَلَوْلَا اَنْ لَّا تَدَافَنُوْا لَدَعَوْتُ اللّٰهَ اَنْ يُّسْمِعَكُمْ مِّنْ عَذَابِ الْقَبْرِ الَّذِيْ اَسْمَعُ مِنْهُ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ فَقَالَ تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ النَّارِ قَالُوْا نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ النَّارِ قَالَ تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ قَالُوْا نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ قَالَ تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنَ الْفِتَنِ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ قَالُوْا نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْفِتَنِ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ قَالَ تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ قَالُوْا نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ .(مسلم)5-71

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ بنی نجار کے باغ میں رسول اکرم ﷺ اپنی سواری پر تشریف فرما تھے اور ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے اچانک آپ ﷺ کے خچر نے بدکنا شروع کیا۔قریب تھا کہ وہ آپ ﷺ کو گرا دے وہاں پانچ یا چھ قبریں تھیں۔آپ ﷺ نے فرمایا ان قبروں والوں کو کوئی جانتا ہے؟ایک آدمی نے کہا میں جانتا ہوں۔فرمایا یہ کس حالت میں فوت ہوئے تھے؟اس نے عرض کیا شرک کی حالت میں۔فرمایا،یہ لوگ اپنی قبروں میں عذاب میں مبتلا ہیں۔مجھے ڈر ہے کہ تم قبروں میں مردوں کو دفنانا چھوڑ دو گے۔ورنہ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ وہ تم کو قبر کا عذاب سنا دے جو میں سن رہا ہوں۔پھر ہماری طرف چہرہ مبارک کرتے ہوئے فرمایا!اللہ سے آگ کے عذاب سے پناہ مانگو!انہوں نے کہا ہم اللہ سے آگ کے عذاب سے پناہ مانگتے ہیں۔پھر فرمایا عذاب قبر سے پناہ مانگو!صحابہ نے کہا ہم اللہ سے عذاب قبر سے پناہ مانگتے ہیں۔تیسری دفعہ فرمایا تم اللہ سے ظاہر اور پوشیدہ فتنوں سے پناہ مانگو!انہوں نے کہا ہم اللہ سے ظاہری اور باطنی فتنوں سے پناہ طلب کرتے ہیں۔آپ نے فرمایا کہ اللہ سے دجال کے فتنے سے حفاظت طلب کرو۔انہوں نے دعا کی ہم اللہ تعالیٰ سے دجال کے فتنے سے پناہ مانگتے ہیں۔(مسلم)

فہم الحدیث

قبر سے مراد صرف یہ ظاہری قبر ہی نہیں۔بلکہ حقیقی مراد وہ مقام ہے جہاں مرنے کے بعد محشر سے پہلے روح کا قیام ہوتا ہے۔

وہاں جنتی کو جنت کا نظارہ اور جہنمی کو جہنم کی ہولناکیوں سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ جسے عالم برزخ کہا گیا ہے۔ اس لیے کوئی ڈوب مرے یا جل کر خاک ہو جائے۔ اسی مقام پر جنت یا جہنم کے ابتدائی مراحل سے گزرنا پڑے گا۔

الفصل الثالث	تیسری فصل
عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِیْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَطِيبًا فَذَكَرَ فِتْنَةَ الْقَبْرِ الَّتِیْ يُفْتَنُ فِيْهَا الْمَرْءُ فَلَمَّا ذَكَرَ ذٰلِكَ ضَجَّ الْمُسْلِمُوْنَ ضَجَّةً .(بخاری)72-6	اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں رسول معظم ﷺ خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے۔ آپ ﷺ نے قبر کے فتنے کا ذکر کیا جس میں انسان کو مبتلا کیا جاتا ہے۔ جب آپ نے اس کا ذکر کیا تو مسلمان چلا اٹھے۔ (بخاری)

خلاصہ باب

۱۔ قبر کا عذاب برحق ہے۔

۲۔ قبر میں تین سوالوں کا جواب رسمی ایمان سے نہیں عملی اور حقیقی ایمان کی بدولت ممکن ہوگا۔

۳۔ جنتی کی قبر کشادہ اور جنت کا نمونہ بن جاتی ہے۔

۴۔ کافر اور منافق کے لئے قبر جہنم کا گڑھا ہوتی ہے وہ اس میں روزِ محشر تک سزا بھگتتا رہے گا۔

۵۔ قبر کا عذاب جنات اور انسانوں کے سوا ہر چیز سنتی ہے۔

۶۔ ہر دم قبر کے عذاب سے پناہ مانگتے رہنا چاہیے۔

۷۔ اللہ تعالیٰ قبر اور دجال کے فتنہ سے محفوظ فرمائے آمین یا رب العٰلمین۔



بَابُ الْاِعْتِصَامِ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ

کتاب وسنت کو مضبوطی کے ساتھ تھامنا

رسول اکرم ﷺ کے ارشادات کا مقصد یہ ہے کہ دین فقط اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کا نام ہے اس میں نئی بات ایجاد کرنا دین میں اضافہ کرنے کے مترادف ہے۔ اس کو شریعت کی اصطلاح میں بدعت کہا گیا ہے تقریباً آپ ﷺ ہر خطبہ میں فرمایا کرتے تھے کہ دین میں نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی اور ہر گمراہی جہنم میں لے جانے والی ہے۔ دین کے کسی کام میں آپ ﷺ کی سنت کو ناکافی سمجھنا گمراہی کی علامت ہے۔ اس سے آپ ﷺ نے سختی سے منع فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو صرف قرآن اور نبی ﷺ کے فرمان کا پابند کیا ہے تا کہ مسلمان ہر قسم کی گروہ بندیوں سے محفوظ رہیں۔ اس کی بنا پر مسلمان کسی ایک فقہ کے پابند نہیں۔ جس امام کی تشریح قرآن وسنت کے مطابق ہو اسے قبول کر لینا چاہیے۔

اِتَّبِعُوْا مَا اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖ اَوْلِيَاءَ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ. (پ۷ الاعراف ۳)

جو کچھ تمھارے رب کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے اسکی پیروی کرو اور اپنے رب کے سوا دوسرے رفیقوں کی پیروی نہ کرو، تم بہت کم نصیحت قبول کرتے ہو۔

الفصل الاول

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اَحْدَثَ فِيْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ. (متفق عليه) 1-73

عَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهُدٰى هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ. (مسلم) 2-74

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَبْغَضُ النَّاسِ اِلَى اللّٰهِ ثَلٰثَةٌ مُلْحِدٌ فِي الْحَرَمِ وَمُبْتَغٍ فِي الْاِسْلَامِ سُنَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَمُطَّلِبُ دَمِ امْرِءٍ مُسْلِمٍ بِغَيْرِ حَقٍّ لِيُهْرِيْقَ دَمَهٗ. (بخاری) 3-75

پہلی فصل

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا جس نے ہمارے دین میں نئی بات ایجاد کی جو اس میں نہیں ہے وہ مسترد کر دی جائے گی۔ (بخاری ومسلم)

حضرت جابر ﷺ ذکر کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ (دوران خطبہ) فرمایا کرتے تھے تمام باتوں سے بہتر بات اللہ کی کتاب ہے، حضرت محمد ﷺ کا طریقہ تمام طریقوں سے بہتر ہے اور کاموں میں بدترین کام دین میں نئی بات ایجاد کرنا ہے اور ہر نئی بات گمراہی ہے۔ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں رسول معظم ﷺ کا فرمان ہے کہ اللہ کے نزدیک تین آدمی سب لوگوں سے بدترین ہیں۔ (۱) حرم میں بے دینی پھیلانے والا، (۲) اسلام میں جاہلیت کا طریقہ رائج کرنے والا (۳) اور جو کسی مسلمان کا ناحق خون بہانا چاہتا ہو۔ (بخاری)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كُلُّ اُمَّتِیْ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ اَبٰی قِيْلَ وَمَنْ اَبٰی قَالَ مَنْ اَطَاعَنِیْ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ اَبٰی ﴿بخاری﴾ 76-4

حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا میری تمام امت جنت میں داخل ہوگی سوائے اس کے جس نے جنت میں جانے سے انکار کر دیا صحابہ ؓ نے پوچھا انکار کرنے والا کون ہوگا؟ فرمایا جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا جس نے میری نافرمانی کی اس نے جنت میں جانے سے انکار کیا۔(بخاری)

عَنْ جَابِرٍ ؓ يَقُوْلُ جَاءَتْ مَلَائِكَةٌ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ وَهُوَ نَائِمٌ فَقَالُوْا اِنَّ لِصَاحِبِكُمْ هٰذَا مَثَلًا فَاضْرِبُوْا لَهٗ مَثَلًا قَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّهٗ نَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّ الْعَيْنَ نَائِمَةٌ وَالْقَلْبَ يَقْظَانٌ فَقَالُوْا مَثَلُهٗ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰی دَارًا وَ جَعَلَ فِيْهَا مَأْدُبَةً وَبَعَثَ دَاعِيًا فَمَنْ اَجَابَ الدَّاعِیَ دَخَلَ الدَّارَ وَاَكَلَ مَعَهٗ مِنَ الْمَأْدُبَةِ وَمَنْ لَّمْ يُجِبِ الدَّاعِیَ لَمْ يَدْخُلِ الدَّارَ وَلَمْ يَأْكُلْ مِنَ الْمَأْدُبَةِ فَقَالُوْا اَوِّلُوْهَا لَهٗ يَفْقَهْهَا قَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّهٗ نَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّ الْعَيْنَ نَائِمَةٌ وَالْقَلْبَ يَقْظَانٌ فَقَالُوْا اَلدَّارُ الْجَنَّةُ وَالدَّاعِیْ مُحَمَّدٌ فَمَنْ اَطَاعَ مُحَمَّدًا فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ عَصٰی مُحَمَّدًا فَقَدْ عَصَی اللّٰهَ وَمُحَمَّدٌ ﷺ فَرْقٌ بَيْنَ النَّاسِ.(بخاری)

حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں فرشتے نبی گرامی ﷺ کے پاس حاضر ہوئے جبکہ آپ ﷺ سو رہے تھے۔ وہ کہنے لگے اس صاحب کے منصب کو ایک مثال کے ذریعے بیان کیجئے۔ ان میں سے کچھ نے کہا یہ تو سوئے ہوئے ہیں۔ دوسرے کہنے لگے کہ آپ ﷺ کی آنکھ سو رہی ہے لیکن دل جاگتا ہے۔ انہوں نے کہا آپ ﷺ کی مثال ایسی ہے جس طرح ایک شخص نے نیا مکان تعمیر کر کے اس میں کھانے کا اہتمام کرتے ہوئے ایک بلانے والے کو مقرر کیا۔ جس نے اس کی دعوت کو قبول کیا وہ گھر میں داخل ہو جائے گا اور اس کے ساتھ کھانے سے لطف اندوز ہو سکے گا۔ جس نے اس کی دعوت کو مسترد کیا وہ ہرگز گھر میں داخل نہیں ہو سکے گا اور نہ ہی وہ کھانا کھا سکے گا۔ دوسروں نے اس فرشتے کو کہا اس مثال کو آپ ﷺ کے لئے اور واضح کرو۔ تاکہ آپ ﷺ اسے سمجھ سکیں ان میں سے کچھ نے پھر کہا یہ تو سوئے ہوئے ہیں دوسرے کہنے لگے ہرگز نہیں آنکھ سوئی ہوئی ہے لیکن دل جاگ رہا ہے۔ پھر انہوں نے وضاحت کی کہ گھر سے مراد جنت اور دعوت دینے والے حضرت محمد ہیں جس نے آپ کی اطاعت کی بلاشبہ اس نے اللہ کی تابعداری کی جس نے آپ ﷺ کی نافرمانی کی وہ اللہ کا نافرمان ٹھہرا محمد ﷺ کی ذات لوگوں کے درمیان کسوٹی ہے۔(بخاری)

وَعَنْ اَنَسٍ ؓ قَالَ جَاءَ ثَلٰثَةُ رَهْطٍ اِلٰی اَزْوَاجِ النَّبِیِّ ﷺ يَسْئَلُوْنَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِیِّ ﷺ فَلَمَّا اُخْبِرُوْا بِهَا كَاَنَّهُمْ تَقَالُّوْهَا فَقَالُوْا اَيْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِیِّ ﷺ وَقَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ

حضرت انس ؓ بیان فرماتے ہیں تین آدمیوں کا وفد نبی کریم ﷺ کی ازواج رضی اللہ عنھن کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ ﷺ کی عبادت کے بارے میں سوال کرتا ہے۔ جب ان کو آپ ﷺ کی عبادت کے بارے میں بتلایا گیا

مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَاَخَّرَ فَقَالَ اَحَدُهُمْ اَمَّا اَنَا فَاُصَلِّيَ اللَّيْلَ اَبَدًا وَقَالَ الْاٰخَرُ اَنَا اَصُوْمُ النَّهَارَ اَبَدًا وَّلَا اُفْطِرُ وَقَالَ الْاٰخَرُ اَنَا اَعْتَزِلُ النِّسَآءَ فَلَا اَتَزَوَّجُ اَبَدًا فَجَآءَ النَّبِيُّ ﷺ اِلَيْهِمْ فَقَالَ اَنْتُمُ الَّذِيْنَ قُلْتُمْ كَذَا وَكَذَا اَمَا وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَخْشٰكُمْ لِلّٰهِ وَاَتْقٰكُمْ لَهٗ لٰكِنِّيْ اَصُوْمُ وَاُفْطِرُ وَاُصَلِّيْ وَاَرْقُدُ وَاَتَزَوَّجُ النِّسَآءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ (متفق عليه) 77-5---78-6

تو انہوں نے اس کو اپنے لئے معمولی سمجھا۔ وہ کہنے لگے ہم نبی اکرم ﷺ کے مرتبہ تک کیسے پہنچ سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے پہلے اور پچھلے گناہ معاف کر دیے ہیں۔ پھر ان میں سے ایک نے کہا میں ہمیشہ رات بھر نماز پڑھتا رہوں گا۔ دوسرا کہنے لگا کہ میں زندگی بھر دن کو روزہ رکھوں گا۔ تیسرا کہتا ہے کہ میں عورتوں سے کبھی نکاح نہیں کروں گا۔ جب نبی کریم ﷺ ان کے ہاں تشریف لائے تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم نے اس طرح کے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ اللہ کی قسم میں تم سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا خوف رکھنے والا اور اس سے ڈرنے والا ہوں میں روزہ رکھتا ہوں اور چھوڑتا بھی ہوں، نماز بھی پڑھتا ہوں اور آرام بھی کرتا ہوں، میں نے عورتوں سے نکاح بھی کر رکھا ہے۔ پس جس نے میرے طریقے سے انحراف کیا اس کا میرے ساتھ کوئی واسطہ نہیں۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ صَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ شَيْئًا فَرَخَّصَ فِيْهِ فَتَنَزَّهَ عَنْهُ قَوْمٌ فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَخَطَبَ فَحَمِدَ اللّٰهَ ثُمَّ قَالَ مَا بَالُ اَقْوَامٍ يَتَنَزَّهُوْنَ عَنِ الشَّيْئِ اَصْنَعُهٗ فَوَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَعْلَمُهُمْ بِاللّٰهِ وَاَشَدُّهُمْ لَهٗ خَشْيَةً. (متفق عليه) 79-7

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول محترم ﷺ نے ایک کام کیا اور اس کی اجازت عنایت فرمائی۔ تو کچھ لوگوں نے اس سے دور رہنا چاہا۔ جب آپ ﷺ کو یہ خبر پہنچی آپ ﷺ نے اللہ کی حمد و ثنا کے بعد خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے؟ جو کام میں کرتا ہوں وہ اس سے اجتناب کرتے ہیں۔ اللہ کی قسم! میں ان سب سے زیادہ اللہ کے احکامات کو جاننے والا اور اس سے ڈرنے والا ہوں۔ (بخاری مسلم)

وَعَنْ رَّافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ ﷺ قَالَ قَدِمَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِيْنَةَ وَهُمْ يُؤَبِّرُوْنَ النَّخْلَ فَقَالَ مَا تَصْنَعُوْنَ قَالُوْا كُنَّا نَصْنَعُهٗ قَالَ لَعَلَّكُمْ لَوْ لَمْ تَفْعَلُوْا كَانَ خَيْرًا فَتَرَكُوْهُ فَنَقَصَتْ قَالَ فَذَكَرُوْا ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ اِذَا اَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ مِّنْ اَمْرِ دِيْنِكُمْ فَخُذُوْا بِهٖ وَاِذَا اَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ مِّنْ رَّأْيِيْ فَاِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ. (مسلم) 80-8

حضرت رافع بن خدیج ﷺ فرماتے ہیں کہ جب نبی محترم ﷺ مدینہ میں تشریف لائے تو لوگ کھجوروں کو پیوند لگاتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم ایسا کیوں کرتے ہو؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ ایسا کرنا ہماری ضرورت ہے۔ فرمایا اگر تم ایسا نہ کرو تو شاید اس کا بہتر نتیجہ برآمد ہو صحابہ رضی اللہ عنہم نے پیوند کاری چھوڑ دی جس کی وجہ سے پھل میں کمی واقع ہوئی لوگوں نے اس کمی کا آپ ﷺ سے ذکر کیا تب آپ ﷺ

نے فرمایا میں بھی ایک انسان ہوں جب دین کے بارے میں تمہیں حکم دوں تو اسے قبول کرو۔ جب اپنی ذاتی رائے سے تمہیں حکم دوں تو میں ایک انسان ہوں۔ (مسلم)

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّمَا مَثَلِیْ وَمَثَلُ مَا بَعَثَنِیَ اللّٰهُ بِهٖ كَمَثَلِ رَجُلٍ اَتٰی قَوْمًا فَقَالَ یَاقَوْمِ اِنِّیْ رَاَیْتُ الْجَیْشَ بِعَیْنَیَّ وَاِنِّیْ اَنَا النَّذِیْرُ الْعُرْیَانُ فَالنَّجَآءَ النَّجَآءَ فَاَطَاعَهٗ طَآئِفَةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ فَاَدْلَجُوْا فَانْطَلَقُوْا عَلٰی مَهْلِهِمْ فَنَجَوْا وَكَذَّبَتْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ فَاَصْبَحُوْا مَكَانَهُمْ فَصَبَّحَهُمُ الْجَیْشُ فَاَهْلَكَهُمْ وَاجْتَاحَهُمْ فَذَالِکَ مَثَلُ مَنْ اَطَاعَنِیْ فَاتَّبَعَ مَا جِئْتُ بِهٖ وَمَثَلُ مَنْ عَصَانِیْ وَكَذَّبَ مَا جِئْتُ بِهٖ مِنَ الْحَقِّ. (متفق علیه) 81-9

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بیان کرتے ہیں کہ میری اور جو اللہ نے مجھ دین دے کر بھیجا اس کی مثال ایسے شخص کی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے ایک قوم کی طرف بھیجا اور وہ آ کر اپنی قوم کو کہتا ہے یقیناً میں ایک فوج اپنی آنکھ سے دیکھ رہا ہوں' بلاشبہ میں اس فوج سے بچنے کا واضح طور پر انتباہ کرتا ہوں۔ بچ جاؤ' بچ جاؤ۔ اس کی قوم کے ایک حصہ نے اس بات کو قبول کیا اور وہ اسی وقت پناہ گاہ کی طرف نکلے اور انہوں نے نجات پائی۔ جنہوں نے اسے جھٹلایا اور وہ صبح تک اپنے گھروں میں ٹھہرے رہے دشمن نے صبح کے وقت ان پر حملہ کر کے انہیں موت کے گھاٹ اتارتے ہوئے تہس نہس کر دیا۔ بس یہ (پہلی) مثال میری اطاعت اور میرے دین کی تصدیق کرنے والے کی ہے اور دوسری مثال اس کی ہے جس نے میری نافرمانی کی اور میرے لائے ہوئے حق کو جھٹلا دیا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَثَلِیْ كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا اَضَآءَتْ مَاحَوْلَهَا جَعَلَ الْفَرَاشُ وَهٰذِهِ الدَّوَآبُّ الَّتِیْ تَقَعُ فِی النَّارِ یَقَعْنَ فِیْهَا وَجَعَلَ یَحْجُزُهُنَّ وَیَغْلِبْنَهٗ فَیَتَقَحَّمْنَ فِیْهَا فَاَنَا اٰخِذٌ بِحُجَزِكُمْ عَنِ النَّارِ وَاَنْتُمْ تَقَحَّمُوْنَ فِیْهَا هٰذِهٖ رِوَایَةُ الْبُخَارِیِّ وَلِمُسْلِمٍ نَحْوُهَا وَقَالَ فِیْ اٰخِرِهَا قَالَ فَذَالِکَ مَثَلِیْ وَمَثَلُكُمْ اَنَا اٰخِذٌ بِحُجَزِكُمْ عَنِ النَّارِ هَلُمَّ عَنِ النَّارِ هَلُمَّ عَنِ النَّارِ فَتَغْلِبُوْنِیْ تَقَحَّمُوْنَ فِیْهَا. (متفق علیه) 82-10

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری مثال آگ روشن کرنے والے شخص کی طرح ہے جب اس کا اردگرد روشن ہو گیا۔ آگ پر فریفتہ ہونے والے کیڑے پتنگے آ کر اس میں گرنے لگے۔ آگ جلانے والے نے انہیں بچانے کی کوشش کی لیکن وہ اس سے بے قابو ہو کر گرتے رہے بس میں بھی تم کو آگ سے بچانے کے لئے تمہیں پیچھے سے پکڑتا ہوں لیکن تم ہو کہ اس میں گر رہے ہو۔ یہ بخاری کے الفاظ ہیں اور مسلم میں بھی اسی طرح ہے اس کے آخر میں فرمایا کہ میری اور تمہاری مثال ایسے ہے کہ میں تمہیں پیچھے سے پکڑ کر آگ سے بچانے کی کوشش کر رہا ہوں! میری طرف آؤ اور آگ سے بچو، لوگو! آگ کی بجائے میری طرف آؤ۔ لیکن تم مجھ پر غالب آ کر آگ میں گرے جا رہے ہو۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَثَلُ مَا بَعَثَنِیَ اللّٰہُ بِہٖ مِنَ الْھُدٰی وَالْعِلْمِ کَمَثَلِ الْغَیْثِ الْکَثِیْرِ اَصَابَ اَرْضًا فَکَانَتْ مِنْھَا طَآئِفَۃٌ طَیِّبَۃٌ قَبِلَتِ الْمَآءَ فَاَنْبَتَتِ الْکَلَأَ وَالْعُشْبَ الْکَثِیْرَ وَکَانَتْ مِنْھَا اَجَادِبُ اَمْسَکَتِ الْمَاءَ فَنَفَعَ اللّٰہُ بِھَا النَّاسَ فَشَرِبُوْا وَسَقَوْا وَزَرَعُوْا وَاَصَابَ مِنْھَا طَآئِفَۃً اُخْرٰی اِنَّمَا ھِیَ قِیْعَانٌ لَا تُمْسِکُ مَآءً وَّلَا تُنْبِتُ کَلَاءً فَذَالِکَ مَثَلُ مَنْ فَقُہَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ وَنَفَعَہٗ مَا بَعَثَنِیَ اللّٰہُ بِہٖ فَعَلِمَ وَعَلَّمَ وَمَثَلُ مَنْ لَّمْ یَرْفَعْ بِذَالِکَ رَاْسًا وَّلَمْ یَقْبَلْ ھُدَی اللّٰہِ الَّذِیْ اُرْسِلْتُ بِہٖ. (متفق علیه)83-11

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جس علم اور ہدایت کے ساتھ مجھے بھیجا ہے اس کی مثال زمین پر مسلسل برسنے والی بارش کی طرح ہے جو زمین کا قطعہ اچھا تھا اس نے اسے قبول کیا۔ اس نے گھاس اور سبزے کو خوب اگایا۔ دوسری زمین سخت تھی پانی جذب ہونے کی بجائے اس پر کھڑا رہا۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے لوگوں کو فائدہ پہنچایا۔ لوگوں نے خود پانی پیا اور جانوروں کو پلایا اور پھر اس سے کھیتی باڑی کی جبکہ۔ تیسرا زمین کا ٹکڑا چٹیل میدان تھا نہ اس نے پانی جذب کیا اور نہ ہی پانی اس کے اوپر ٹھہرا۔ اللہ تعالیٰ نے جو دین دے کر مجھے مبعوث فرمایا اس دین کی فہم حاصل کرنے والے اور اس سے نفع اٹھانے والے کی مثال ایسے ہے کہ اس نے علم سے فائدہ اٹھایا خود سیکھا اور لوگوں کو بھی تعلیم دی۔ دوسری مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے بے پرواہی سے علم کی طرف توجہ نہ کی اور نہ ہی اس بات کو قبول کیا جس کے ساتھ مجھے بھیجا گیا۔

عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ تَلَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ھُوَالَّذِیْ اَنْزَلَ عَلَیْکَ الْکِتَابَ مِنْہُ اٰیٰتٌ مُّحْکَمٰتٌ وَّقَرَءَ اِلٰی "وَمَا یَذَّکَّرُ اِلَّا اُوْلُوا الْاَلْبَابِ"(پ۳. رکوع۹) قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فَاِذَا رَاَیْتِ وَعِنْدَ مُسْلِمٍ رَاَیْتُمُ الَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَہَ مِنْہُ فَاُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ سَمّٰھُمُ اللّٰہُ فَاحْذَرُوْھُمْ. (متفق علیه)84-12

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے اس آیت کی "ھُوَالَّذِیْ اَنْزَلَ عَلَیْکَ سے اُولُوا الْاَلْبَاب" (العمران پ۳ رکوع ۹) تک تلاوت فرمائی اللہ وہ ذات ہے جس نے آپ ﷺ پر کتاب نازل کی اس میں کچھ آیات محکم ہیں اور کچھ متشابہ۔۔۔۔الخ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ پھر آپ ﷺ نے فرمایا جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو (مسلم میں ہے کہ) جو متشابہ آیات کے پیچھے پڑتے ہیں تو سمجھ لو اس آیت میں وہی لوگ مراد ہیں۔ چنانچہ جن کا اللہ نے نام لیا ہے۔ چنانچہ ایسے لوگوں سے اجتناب ہی کرنا چاہیے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ ھَجَّرْتُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ یَوْمًا قَالَ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں میں ایک دن دوپہر کے وقت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر

فَسَمِعَ اَصْوَاتَ رَجُلَيْنِ اخْتَلَفَا فِیْ اٰیَةٍ فَخَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یُعْرَفُ فِیْ وَجْهِهِ الْغَضَبُ فَقَالَ اِنَّمَا هَلَکَ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ بِاخْتِلَافِهِمْ فِی الْکِتَابِ. (مسلم)85-13

ہوا۔ اچانک نبی کریم ﷺ نے دو آدمیوں کو ایک آیت کے بارے میں اختلاف کرتے ہوئے سنا۔ آپ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تو آپ ﷺ کا چہرہ غصے سے بھرا ہوا تھا تو فرمایا تم سے پہلے لوگ اس لئے تباہ و برباد ہوئے کہ وہ اللہ کی کتاب میں اختلاف کیا کرتے تھے۔ (مسلم)

فہم الحدیث

اس آیت میں یہ اصول بیان ہوا کہ قرآن مجید میں دو قسم کی آیات اور احکامات ہیں۔ کچھ آیات کی حیثیت مرکزی ہے۔ اور باقی آیات انکے تابع اور انکی تشریح کے طور پر ہیں۔ اس لئے اصول اور معنیٰ کے لحاظ سے مرکزی آیات کو سامنے رکھنا چاہیے۔ اگر ان کے مفہوم سے الگ ہو کر دوسری آیات کی تشریح کی جائے گی تو قرآن کے معنیٰ میں تضاد پیدا ہوگا جس سے لوگوں کے بھٹکنے کا اندیشہ ہے علماء سوا اپنی مطلب براری کیلئے تفسیر کا غلط اسلوب اختیار کرتے ہیں۔ قران مجید نے دنیا کو قانون کی تشریح کرنے کا یہ بنیادی اصول سمجھایا کہ بنیادی اصولوں کو سامنے رکھ کر دوسری شقوں کی تشریح کرنی چاہیے۔

عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اَعْظَمَ الْمُسْلِمِیْنَ فِی الْمُسْلِمِیْنَ جُرْمًا مَّنْ سَاَلَ عَنْ شَیْءٍ لَّمْ یُحَرَّمْ عَلَی النَّاسِ فَحُرِّمَ مِنْ اَجْلِ مَسْاَلَتِهٖ. (متفق علیه)86-14

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا مسلمانوں میں سب سے بڑا مجرم وہ ہے جو ایسی چیز کے بارے میں سوال کرے جس کو لوگوں پر حرام قرار نہیں دیا گیا تھا لیکن اس کے سوال کی وجہ سے اس چیز کو حرام قرار دے دیا گیا۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

امت کی اکثریت دین براہ راست سمجھنے کی بجائے۔ علماء سے حاصل کرتی ہے۔ اس لیے یہ بات نہایت ضروری ہے کہ عوام الناس کو علماء سوا اور علمائے حق کی پہچان حاصل ہو۔ لوگ جس قدر علمائے حق کے قریب ہوں گے اور ان کو پہچانیں گے اتنا ہی دین حق کو اختیار کریں گے۔ دین اور امت میں جتنا بھی بگاڑ پیدا ہوا ہے اور ہوگا اس کی وجہ پیشہ ور اور جاہل علماء کا کردار ہے۔ اس فرمان میں تلقین فرمائی جا رہی ہے کہ ایسے علماء سے ہر صورت بچنا چاہیے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَکُوْنُ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُوْنَ کَذَّابُوْنَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا آخری زمانے میں مکار اور جھوٹے لوگ تمہارے پاس

يَأْتُوْنَكُمْ مِنَ الْاَحَادِيْثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوْا اَنْتُمْ وَلَا اٰبَآؤُكُمْ فَاِيَّاكُمْ وَاِيَّاهُمْ لَا يُضِلُّوْنَكُمْ وَلَا يَفْتِنُوْنَكُمْ (رواہ مسلم) 15-87

ایسی احادیث بیان کریں گے جو تم نے اور تمہارے آباؤ اجداد نے نہیں سنی ہوں گی۔ تم اپنے آپ کو ان سے دور رکھو۔ تا کہ وہ تمہیں گمراہی اور کسی فتنے میں مبتلا نہ کر دیں۔ (مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ كَانَ اَهْلُ الْكِتَابِ يَقْرَءُوْنَ التَّوْرٰةَ بِالْعِبْرَانِيَّةِ وَيُفَسِّرُوْنَهَا بِالْعَرَبِيَّةِ لِاَهْلِ الْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تُصَدِّقُوْا اَهْلَ الْكِتَابِ وَلَا تُكَذِّبُوْهُمْ وَقُوْلُوْا "اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا اُنْزِلَ اِلَيْنَا" الْاٰيَةَ (پ ا رکوع ۱۴) (بخاری) 16-88

حضرت ابو ہریرہ ؓ ہی بیان کرتے ہیں اہل کتاب عبرانی زبان میں تورات پڑھتے اور عربی میں اس کی مسلمانوں کے سامنے تفسیر کیا کرتے تھے۔ رسول معظم ﷺ نے ہدایت فرمائی کہ اہل کتاب کی تصدیق اور تردید نہ کیا کرو بلکہ فقط اتنا کہو کہ "ہم اللہ اور جو ہماری طرف نازل کیا ہے اس پر ایمان رکھتے ہیں"۔ (البقرہ۲۔پ ارکوع ۱۶) (بخاری)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَفٰى بِالْمَرْءِ كَذِبًا اَنْ يُّحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ. ﴿مسلم﴾ 17-89

حضرت ابو ہریرہ ؓ ذکر کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا آدمی کے جھوٹا ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ سنی سنائی بات کو آگے بیان کرتا چلا جائے۔ (مسلم)

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْ نَّبِیٍّ بَعَثَهُ اللّٰهُ فِیْ اُمَّتِهٖ قَبْلِیْ اِلَّا كَانَ لَهٗ فِیْ اُمَّتِهٖ حَوَارِيُّوْنَ وَاَصْحٰبٌ يَّاْخُذُوْنَ بِسُنَّتِهٖ وَيَقْتَدُوْنَ بِاَمْرِهٖ ثُمَّ اِنَّهَا تَخْلُفُ مِنْ بَعْدِهِمْ خُلُوْفٌ يَّقُوْلُوْنَ مَالَا يَفْعَلُوْنَ وَيَفْعَلُوْنَ مَا لَا يُؤْمَرُوْنَ فَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِيَدِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِلِسَانِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِقَلْبِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَيْسَ وَرَآءَ ذٰلِكَ مِنَ الْاِيْمَانِ حَبَّةُ خَرْدَلٍ. (مسلم) 18-90

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ نبی کریم ﷺ کا فرمان ذکر کرتے ہیں کہ مجھ سے پہلے اللہ تعالیٰ نے جتنے انبیاء بھیجے ان کی امّت میں ان کے خاص مددگار ہوا کرتے تھے جو اس نبی کے طریقے پر گامزن رہتے اور اس کا حکم مانتے اور پھر ان کے بعد نالائق لوگ آئے وہ جو کچھ کہتے تھے اس پر خود عمل نہیں کرتے تھے بلکہ ایسے کام کرتے جن کی انہیں اجازت نہیں تھی جس نے ایسے لوگوں کو ہاتھ سے روکا وہ مومن ہے اور ان کو زبان سے روکنے والا ایمان دار ہوگا حتی کہ ان کو دل سے برا جاننے والا بھی مومن ہے۔ اس کے بعد رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہیں۔ (مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ دَعَا اِلٰى هُدًى كَانَ لَهٗ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلُ اُجُوْرِ مَنْ تَبِعَهٗ لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْئًا

حضرت ابو ہریرہ ؓ رسول معظم ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ خیر کی دعوت دینے والے کو اس پر عمل کرنے والے کے برابر ثواب ملے گا جبکہ ان لوگوں کے اجر میں کوئی کمی

وَمَنْ دَعَا اِلٰی ضَلَالَةٍ کَانَ عَلَیْهِ مِنَ الْاِثْمِ مِثْلَ اٰثَامِ مَنْ تَبِعَهُ لَا یَنْقُصُ ذٰلِکَ مِنْ اٰثَامِهِمْ شَیْئًا. ﴿مسلم﴾19-91

واقع نہیں ہوگی اور جس نے برائی کا پرچار کیا وہ اس پرعمل کرنے والے کے برابر گنہگار ہوگا۔اس سے ان کے گناہوں میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔(مسلم)

فہم الحدیث

یہ ثواب ایسے داعی کو ملے گا جو خود بھی عمل کرنے کی کوشش کرتا ہے عامل داعی کی مثال پیچھے گزر چکی ہے۔جو داعی خود عمل نہیں کرتا اسے کوئی اجر نہیں ملے گا؟ بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک گدھے کی مانند ہے اور قیامت کے دن اسے ذلت آمیز عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَدَأَ الْاِسْلَامُ غَرِیْبًا وَسَیَعُوْدُ کَمَا بَدَأَفَطُوْبٰی لِلْغُرَبَآءِ . (مسلم)20-92

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول معظم ﷺ کے اس فرمان کے راوی ہیں کہ اسلام کی ابتدا غربت سے ہوئی ہے۔عنقریب غربت کی طرف پلٹ جائے گا۔غریب لوگوں کے لئے یہ خوشی کا پیغام ہے۔(مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ الْاِیْمَانَ لَیَاْرِزُ اِلَی الْمَدِیْنَةِ کَمَا تَاْرِزُ الْحَیَّةُ اِلٰی جُحْرِهَا (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)21-93

آپ ﷺ کے اس فرمان کو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ بالآخر ایمان مدینے کی طرف لوٹ آئے گا جس طرح سانپ اپنے بل کی طرف پلٹ آتا ہے۔(بخاری ومسلم)

خلاصہ باب

۱۔ دین میں نئی بات ایجاد کرنا بدعت ہے۔ہر بدعت گمراہی اور ہر گمراہی جہنم میں دھکیلنے والی ہے۔
۲۔ قرآن کی تشریح اس کے بنیادی اصولوں اور نظریہ کو سامنے رکھتے ہوئے کرنی چاہیے۔
۳۔ بلاتحقیق سنی سنائی بات آگے بیان کرنا جھوٹ کی اشاعت کرنا ہے۔
۴۔ جاہل اور بدعتی علماء سے اجتناب کرنے کا حکم ہے۔
۵۔ خیر کی دعوت دینے والے کو عمل کرنے والے کے برابر ثواب ملے گا جب کہ اس پر عمل کرنے والے کے اجر میں کمی واقع نہیں ہوگی۔
۶۔ برائی پھیلانے والا برائی پر عمل کرنے والے کے گناہ میں شریک سمجھا جائے گا الا یہ کہ وہ توبہ کرے۔



كِتَابُ الْعِلْمِ

علم کی عظمت وفضیلت

علم وہ نعمت ہے جس سے ایک انسان ہی نہیں بلکہ حیوان بھی اپنی جنس میں ممتاز ہو جاتا ہے جیسا کہ کتے کی مثال ہے کہ اگر برتن چاٹ جائے تو اسے سات دفعہ دھونا ضروری قرار دیا گیا ہے لیکن اگر کتا سدھایا ہوا ہو تو اس کا پکڑا ہوا شکار حلال ہوتا ہے۔ بے شک انسان اشرف المخلوقات ہے لیکن تعلیم کے بغیر اندھا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کا پہلا شرف علم ہی تھا جس کی وجہ سے انہوں نے ملائکہ پر برتری حاصل کی تھی۔ نبی کریم ﷺ کی نبوت کا آغاز ہی اقرأ سے ہوا ہے۔ اس لئے آپؐ نے اپنی امت کو زیورِ علم سے آراستہ کرنے کے لئے خصوصی توجہ فرمائی اور ان پڑھ قوم میں وہ علمی تحریک پیدا فرمائی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ایک شخص بھی ایسا نہ تھا جو اپنے بنیادی فرائض سے غافل اور ناواقف ہو۔ بے شک علوم میں سب سے اعلیٰ اور دنیا و آخرت میں مفید ترین علم قرآن وسنت کا علم ہے لیکن قرآن وحدیث میں ہر اس علم کی حوصلہ افزائی پائی جاتی ہے جس سے انسانیت کو فائدہ پہنچے اس لیے آپ ﷺ علم میں اضافے کے لئے دعا کیا کرتے تھے "رَبِّ زِدْنِیْ عِلْماً" "اے رب! میرے علم میں اضافہ فرما" اور امت کو ہدایت فرمائی کہ اگر کسی کو قرآن وسنت کا ایک فرمان بھی یاد ہو تو اس کا فرض ہے کہ وہ اسے آگے پہنچائے گویا کہ قیامت تک یہ تحریک جاری رہے اور اس طرح دیے سے دیا جلتا رہنا چاہیے۔

الفصل الاول

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ اٰيَةً وَّحَدِّثُوْا عَنْ بَنِیْ اِسْرَائِيْلَ وَ لَا حَرَجَ وَ مَنْ كَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ . ﴿بخاری﴾1-94

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ ؓ وَالْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ ؓ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ حَدَّثَ عَنِّیْ بِحَدِيْثٍ يُّرٰی اَنَّهٗ كَذِبٌ فَهُوَ اَحَدُ الْكَاذِبِيْنَ . ﴿مسلم﴾2-95

عَنْ مُعَاوِيَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِی الدِّيْنِ وَاِنَّمَا اَنَا

پہلی فصل

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا میری طرف سے لوگوں کو پہنچاؤ چاہے ایک ہی آیت ہو۔ بنی اسرائیل کے سچے واقعات بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں جس نے جان بوجھ کر میری طرف جھوٹ کی نسبت کی اس کا ٹھکانا جہنم ہوگا (بخاری)

حضرت سمرہ بن جندب ؓ اور مغیرہ بن شعبہ ؓ رسول اکرم ﷺ کا فرمان ذکر کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا جس نے میری طرف سے کوئی حدیث بیان کی اور وہ جانتا بھی ہے کہ یہ جھوٹ ہے ایسا شخص جھوٹے لوگوں میں سے ایک ہے۔ (مسلم)

حضرت معاویہ ؓ رسول اکرم ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ جس شخص کے

قَاسِمٌ وَّاللّٰهُ يُعْطِيْ. (متفق عليه)96-3

ساتھ خیر خواہی کرنا چاہتے ہیں اسے دین کی سمجھ عنایت فرماتے ہیں میں تقسیم کرنے والا اور اللہ مجھے عنایت فرمانے والا ہے (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ النَّاسُ مَعَادِنُ كَمَعَادِنِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ اِذَا فَقِهُوْا (مسلم)97-4

حضرت ابو ہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے فرمایا لوگ کان کی طرح ہیں جس طرح سونے چاندی کی کان ہوتی ہے۔دور جہالت میں جو بہتر تھے وہ اسلام میں بھی معزز ہوں گے لیکن جب وہ دین کو سمجھ لیں۔(مسلم)

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا حَسَدَ اِلَّا فِي اثْنَيْنِ رَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَسَلَّطَهُ عَلٰى هَلَكَتِهٖ فِي الْحَقِّ وَرَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ الْحِكْمَةَ فَهُوَ يَقْضِيْ بِهَا وَيُعَلِّمُهَا. (متفق عليه)98-5

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ روایت کرتے ہیں رسول مکرم ﷺ نے فرمایا صرف دو آدمیوں پر رشک کرنا جائز ہے ایک وہ آدمی جسے اللہ تعالیٰ نے مال عنایت فرمایا اور اسے نیکی کے کاموں پر خرچ کرنے کی توفیق دی۔ دوسرا جس کو اللہ تعالیٰ نے دانشمندی عطا کی وہ اس کی روشنی میں فیصلے کرتا ہے اور لوگوں کو اس کی تعلیم دیتا ہے۔(بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهٗ اِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ اِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ اَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهٖ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَّدْعُوْ لَهٗ . (مسلم)99-6

حضرت ابو ہریرہ ؓ رسول محترم ﷺ کا ارشاد ذکر کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا آدمی کے فوت ہونے سے اس کے عمل کا تسلسل ختم ہو جاتا ہے۔مگر ان تین چیزوں کے علاوہ ۱:صدقہ جاریہ۔۲:ایسا علم جس سے لوگ مستفید ہوتے رہیں۔ ۳: نیک اولاد جو اس کے لیے دعائیں کرتی رہے۔(مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُّؤْمِنٍ كُرْبَةً مِّنْ كُرَبِ الدُّنْيَا نَفَّسَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِّنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَمَنْ يَّسَّرَ عَلٰى مُعْسِرٍ يَسَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاللّٰهُ فِيْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِيْ عَوْنِ اَخِيْهِ وَمَنْ سَلَكَ طَرِيْقًا يَّلْتَمِسُ فِيْهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللّٰهُ لَهٗ بِهٖ طَرِيْقًا اِلَى الْجَنَّةِ وَ مَا

حضرت ابو ہریرہ ؓ ہی رسول کریم ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں جس نے کسی مومن کو دنیا کی پریشانی سے نجات دلائی' اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن کی مصیبتوں میں سے ایک مصیبت سے نجات بخشیں گے۔ جس نے کسی تنگ دست کے لیے آسانی پیدا کی اللہ تعالیٰ اس کے لیے دنیا وآخرت میں آسانی پیدا فرمائے گا جو کسی مسلمان کی عیب پوشی کرے گا۔اللہ تعالیٰ دنیا وآخرت میں اس کے عیوب پر پردہ ڈالے گا۔اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کی مدد فرماتا ہے جب تک

اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِّنْ بُيُوْتِ اللّٰهِ يَتْلُوْنَ كِتَابَ اللّٰهِ وَيَتَدَارَسُوْنَهُ بَيْنَهُمْ اِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْهُمُ الْمَلٰئِكَةُ وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيْمَنْ عِنْدَهُ وَمَنْ بَطَّأَ بِهٖ عَمَلُهُ لَمْ يُسْرِعْ بِهٖ نَسَبُهُ . ﴿مسلم﴾ 7-100

انسان اپنے مسلمان بھائی کی مدد کرتا ہے۔ جو حصول علم کے لیے سفر اختیار کرتا ہے رب کریم اس کے لیے جنت کا راستہ آسان کرتے ہیں۔ جب بھی لوگ اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر یعنی مسجد میں جمع ہو کر قرآن مجید کی تلاوت اور آپس میں تعلیم کا سلسلہ جاری کرتے ہیں تو ان پر سکون اور اللہ کی رحمت سایہ فگن ہوتی ہے اور ملائکہ انہیں اپنے گھیرے میں لے لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے مقرب فرشتوں میں ان کا ذکر فرماتے ہیں جو اپنے کردار کی وجہ سے پیچھے رہ گیا اس کا حسب نسب اُس کو آگے نہیں کر سکے گا۔ (مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اَوَّلَ النَّاسِ يُقْضٰى عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ رَجُلٌ اُسْتُشْهِدَ فَاُتِيَ بِهٖ فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا فَقَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِيْهَا قَالَ قَاتَلْتُ فِيْكَ حَتّٰى اسْتُشْهِدْتُّ قَالَ كَذَبْتَ وَلٰكِنَّكَ قَاتَلْتَ لِاَنْ يُّقَالَ جَرِيْءٌ فَقَدْ قِيْلَ ثُمَّ اُمِرَ بِهٖ فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهٖ حَتّٰى اُلْقِيَ فِي النَّارِ وَرَجُلٌ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ وَعَلَّمَهُ وَقَرَءَ الْقُرْآنَ فَاُتِيَ بِهٖ فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا قَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِيْهَا قَالَ تَعَلَّمْتُ الْعِلْمَ وَعَلَّمْتُهُ وَقَرَاْتُ فِيْكَ الْقُرْآنَ قَالَ كَذَبْتَ وَلٰكِنَّكَ تَعَلَّمْتَ الْعِلْمَ لِيُقَالَ اِنَّكَ عَالِمٌ وَقَرَاْتَ الْقُرْآنَ لِيُقَالَ هُوَ قَارِئٌ فَقَدْ قِيْلَ ثُمَّ اُمِرَ بِهٖ فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهٖ حَتّٰى اُلْقِيَ فِي النَّارِ وَرَجُلٌ وَّسَّعَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَعْطَاهُ مِنْ اَصْنَافِ الْمَالِ كُلِّهٖ فَاُتِيَ بِهٖ فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا قَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِيْهَا قَالَ مَا تَرَكْتُ مِنْ سَبِيْلٍ تُحِبُّ اَنْ يُّنْفَقَ فِيْهَا اِلَّا اَنْفَقْتُ فِيْهَا لَكَ قَالَ كَذَبْتَ وَلٰكِنَّكَ فَعَلْتَ لِيُقَالَ هُوَ جَوَّادٌ فَقَدْ قِيْلَ ثُمَّ اُمِرَ بِهٖ فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ثُمَّ اُلْقِيَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد بیان کرتے ہیں کہ قیامت کے دن لوگوں میں سب سے پہلے شہید کے خلاف فیصلہ دیا جائے گا۔ جب اللہ کے حضور اسے پیش کیا جائے گا اللہ تعالیٰ اسے اپنے انعامات یاد کروائیں گے وہ اس کا اعتراف کرے گا ارشاد ہوگا۔ پھر تو نے کیا عمل کیا تھا؟ وہ کہے گا الٰہی میں تیرے لیے لڑتا رہا یہاں تک کہ کٹ مرا۔ حکم ہوگا کہ تو جھوٹ بولتا ہے۔ تو اس لیے جہاد کیا کرتا تھا کہ تیری بہادری کے چرچے ہوں چنانچہ تجھے ایسا کہہ دیا گیا۔ پھر حکم دیا جائے گا اسے چہرے کے بل گھسیٹ کر جہنم میں پھینک دیا جائے پھر ایسے شخص کو لایا جائے گا جس نے علم حاصل کیا اور لوگوں کو پڑھایا اور خود بھی قرآن مجید کی تلاوت کیا کرتا تھا اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتوں کی یاد دہانی کروائیں گے وہ اقرار کرے گا پھر اللہ فرمائیں گے تو نے کیا عمل کیا؟ کہے گا میں نے علم سیکھا، پھر اسے دوسرے لوگوں کو سکھایا اور قرآن کی تلاوت کرتا رہا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تو جھوٹ بولتا ہے تو نے علم اس لیے سیکھا کہ تجھے عالم گردانا جائے تو تلاوت قرآن بھی اس لیے کرتا تھا کہ تجھے قاری سمجھا جائے۔ وہ شہرت تو تجھے مل چکی۔ پھر اس کے بارے میں حکم ہوگا اسے پیشانی کے بل کھینچ کر آگ میں پھینک دیا جائے گا پھر تیسرا آدمی لایا جائے گا جسے اللہ تعالیٰ نے کشادگی اور ہر قسم کے وسائل عطا فرمائے اسے بلا کر

فِی النَّارِ. (مسلم)101-8

ان نعمتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا وہ بھی ان کا اقرار کرے گا ارشاد ہوگا پھر تو نے کیا اعمال کیے؟ وہ کہے گا میں نے کوئی ایسی جگہ نہیں چھوڑی جہاں تیرے دیے ہوئے مال کو خرچ نہ کیا ہو۔ حکم ہوگا کہ تو جھوٹ بول رہا ہے تو نے تو سخی ہونے کی شہرت حاصل کرنے کے لیے مال خرچ کیا۔ لوگ تجھے فیاض سمجھتے تھے پھر اس کو بھی اُلٹے منہ جہنم میں دھکیل دیا جائے گا (مسلم)

نمود و نمائش اس قدر بدترین عمل ہے کہ ریا کار سخی کے کروڑوں صدقات مجاہد کے جہادی معرکے اور عالم کے علمی کارنامے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مسترد کر دیے جائیں گے۔ ریا کار شخص یہ کام اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کرنے کی بجائے اپنی شہرت' نیک نامی اور لوگوں کو خوش کرنے کے لیے کرتا ہے اس میں شہرت اور نمائش کے ساتھ جلد بازی کا جذبہ بھی کارفرما ہوتا ہے کیونکہ وہ مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ سے اجر حاصل کرنے کے بجائے فکری طور پر لوگوں سے جلد داد لینے کا خواہاں ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے قیامت کے دن ایسے لوگوں کو سب سے پہلے حساب و کتاب سے فارغ کر کے جلد سزا دی جائے گی۔ ایسے لوگوں کا حقیقتاً اللہ اور آخرت پر ایمان نہیں ہوتا۔ جس کی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کی رضا پر لوگوں کی خوشی کو مقدم اور آخرت کی بجائے دنیا میں ہی داد کے طالب ہوتے ہیں۔ دوسری روایت میں ہے کہ جب حضرت ابو ہریرہ ﷛ نے اس حدیث کو بیان کیا تو دو مرتبہ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ اور بڑی مشکل کے بعد اس حدیث کو بیان فرما سکے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍورَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ الْعِبَادِ وَلٰكِنْ يَّقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَآءِ حَتّٰى اِذَا لَمْ يُبْقِ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ رُءُ وْسًا جُهَّالاً فَسُئِلُوْا فَاَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوْا وَاَضَلُّوْا. (متفق عليه)102-9

حضرت عبداللہ بن عمرو ﷛ بیان کرتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ لوگوں کے سینوں سے علم ختم نہیں کرے گا لیکن علماء کے فوت ہونے سے علم ختم ہوگا یہاں تک کہ جب حقیقی عالم نہیں رہیں گے تو جو لوگ جاہلوں کو بڑے عالم سمجھ کر مسائل پوچھیں گے وہ علم کے بغیر فتوی دیں گے جس طرح خود گمراہ ہوں گے اسی طرح لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے (بخاری و مسلم)

وَعَنْ شَقِيْقٍ رحمه الله عليه قَالَ كَانَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ ﷛ يُذَكِّرُ النَّاسَ فِیْ كُلِّ خَمِيْسٍ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ يَا اَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ ﷛ لَوَدِدْتُّ اَنَّكَ ذَكَّرْتَنَا فِیْ كُلِّ يَوْمٍ قَالَ اَمَا اِنَّهُ يَمْنَعُنِیْ مِنْ ذَالِكَ اَنِّیْ اَكْرَهُ اَنْ اُمِلَّكُمْ وَاَنِّیْ اَتَخَوَّلُكُمْ بِالْمَوْعِظَةِ كَمَا كَانَ رَسُوْلُ

حضرت شقیق رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود ﷛ ہر جمعرات لوگوں کو درس دیا کرتے تھے انہیں ایک آدمی نے کہا اے ابو عبدالرحمان! کاش آپ ہر روز ہمیں وعظ و نصیحت کیا کریں حضرت ابن مسعود ﷛ نے فرمایا میرے لیے کوئی رکاوٹ نہیں سوائے اس کے کہ میں تمہیں مشکل میں نہیں ڈالنا چاہتا۔ میں اس لیے ناغے کرتا ہوں

اللّٰہِ ﷺ یَتَخَوَّلُنَا بِهَا مَخَافَةَ السَّامَةِ عَلَيْنَا. (متفق علیہ)103-10

کیونکہ رسول محترم ﷺ ہماری اکتاہٹ کا خیال کرتے ہوئے خطاب کیا کرتے تھے(بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے فرمان کا مقصد یہ ہے کہ لوگوں کو وعظ وخطاب کرنے میں اعتدال ہونا چاہیے لوگ اکتانے کے بجائے خود چاہت محسوس کریں۔ مشاہدہ یہ ہے کہ زیادہ تقریریں نہ صرف لوگ عادت کے طور پر سنتے ہیں بلکہ ہر روز تقریر کرنے والے مقرر بھی عمل میں کمزور ہو جاتے ہیں پھر خطیب کے لئے یہ بھی سبق ہے کہ وہ ایک دو آدمیوں کے کہنے پر یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ سب لوگ ہی لمبی اور ہر روز تقریر سننا چاہتے ہیں۔ اس لئے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس ایک آدمی کے مطالبہ کو درخور اعتنا نہیں سمجھا۔

وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ اَعَادَهَا ثَلَاثًا حَتّٰى تُفْهَمَ عَنْهُ وَاِذَا اَتٰى عَلٰى قَوْمٍ سَلَّمَ عَلَيْهِمْ سَلَّمَ عَلَيْهِمْ ثَلٰثًا. (بخاری)104-11

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اپنے خطاب میں بعض باتوں کو تین دفعہ دہرایا کرتے تھے تاکہ آپ کی بات اچھی طرح سمجھ میں آجائے اسی طرح جب آپ ﷺ لوگوں کے پاس جاتے تو تین بار سلام کہا کرتے تھے۔(بخاری)

فہم الحدیث

تین بار بات دہرانے کا معنی یہ ہے کہ جس بات کو زیادہ اہم سمجھتے اسے تکرار کے ساتھ بیان فرماتے۔ اسی طرح جب کسی کے ہاں تشریف لے جاتے تو دروازے سے باہر سلام کہتے اگر گھر والا آپ ﷺ کی آواز نہ سن پاتا تو تین مرتبہ سلام کہنے کے بعد واپس تشریف لے جاتے تھے۔ اگر کسی کا گھر بڑا ہو تو دور سے سلام کہنے کی بجائے دروازہ کھٹکھٹایا جا سکتا ہے۔

عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدِ الْاَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ اِنَّهُ اُبْدِعَ بِيْ فَاحْمِلْنِيْ فَقَالَ مَا عِنْدِيْ فَقَالَ رَجُلٌ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَا اَدُلُّهُ عَلٰى مَنْ يَّحْمِلُهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ دَلَّ عَلٰى خَيْرٍ فَلَهُ مِثْلُ اَجْرِ فَاعِلِهِ. (مسلم)105-12

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتا ہے کہ میری سواری چلنے کے قابل نہیں رہی آپ میرے لئے سواری کا انتظام فرمائیں ارشاد ہوا کہ میرے پاس سواری کا انتظام نہیں ایک آدمی نے آپ ﷺ سے عرض کیا میں ایسے شخص کی نشان دہی کرتا ہوں جو اس کی سواری کا انتظام کرے گا۔ تب آپ ﷺ نے فرمایا جو نیکی کی رہنمائی کرتا ہے اسے نیکی کرنے والے کے برابر ثواب ملتا ہے۔(مسلم)

عَنْ جَرِيْرٍ ﷺ قَالَ كُنَّا فِي صَدْرِ النَّهَارِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَجَآءَ هٗ قَوْمٌ عُرَاةٌ مُّجْتَابِيْ النِّمَارِ اَوِ الْعَبَآءِ مُتَقَلِّدِي السُّيُوْفِ عَآمَّتُهُمْ مِّنْ مُّضَرَ بَلْ كُلُّهُمْ مِّنْ مُّضَرَ فَتَمَعَّرَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لِمَا رَاٰى بِهِمْ مِّنَ الْفَاقَةِ فَدَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ فَاَمَرَ بِلَالًا فَاَذَّنَ وَاَقَامَ فَصَلّٰى ثُمَّ خَطَبَ فَقَالَ "يَا اَيُّهَا النَّاسُ" اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا" (النساء :پ۴ ع۱۲) وَّالْاٰيَةَ الَّتِيْ فِي الْحَشْرِ اتَّقُوْا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ" (الحشر :پ۲۸ ع ۶) تَصَدَّقَ رَجُلٌ مِّنْ دِيْنَارِهٖ مِنْ دِرْهَمِهٖ مِنْ ثَوْبِهٖ مِنْ صَاعِ بُرِّهٖ مِنْ صَاعِ تَمْرِهٖ حَتّٰى قَالَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ قَالَ فَجَاءَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ بِصُرَّةٍ كَادَتْ كَفُّهٗ تَعْجِزُ عَنْهَا بَلْ قَدْ عَجَزَتْ ثُمَّ تَتَابَعَ النَّاسُ حَتّٰى رَاَيْتُ كَوْمَيْنِ مِنْ طَعَامٍ وَّثِيَابٍ حَتّٰى رَاَيْتُ وَجْهَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَتَهَلَّلُ كَاَنَّهٗ مُذْهَبَةٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ سَنَّ فِي الْاِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهٗ اَجْرُهَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ غَيْرِ اَنْ يُّنْقَصَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْءٌ وَمَنْ سَنَّ فِي الْاِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ غَيْرِ اَنْ يُّنْقَصَ مِنْ اَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ. (مسلم)13-106

حضرت جریر ﷺ فرماتے ہیں کہ ہم دن کی ابتداء میں رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے۔ کچھ لوگ آپ ﷺ کے پاس آئے جن کے لباس پھٹے ہوئے تھے اور کچھ نے اُون کی دھاری دار چادریں اوڑھی اور اپنے ساتھ تلواریں لٹکائی ہوئی تھیں ان کا مضر قبیلہ کے ساتھ تعلق تھا ان کی پسماندگی دیکھ کر رسول کریم ﷺ کا چہرہ غمزدہ ہو گیا۔ آپ ﷺ اپنے گھر میں داخل ہو کر جلد واپس آئے۔ پھر بلال ﷺ کو اذان کا حکم دیا۔ نماز پڑھنے کے بعد آپ ﷺ نے ان الفاظ کے ساتھ خطاب فرمایا "اے لوگو اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک نفس سے پیدا کیا اور اسی نفس سے بہت مرد و عورتیں دنیا میں پھیلا دیے۔ اس اللہ سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے اپنے حق مانگتے ہو اور رشتہ و قرابت کے تعلقات کو بگاڑنے سے پرہیز کرو۔ یقین جانو کہ اللہ تم پر نگہبان ہے۔" (پ۴ النساء۔ رکوع ۱۲) "اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور ہر شخص یہ دیکھے کہ اس نے کل کے لیے کیا سامان کیا ہے اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اللہ تعالیٰ یقیناً تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔" (حشر کی آیت ۱۸ پ۲۸) یہاں تک کہ آپ ﷺ نے فرمایا صدقہ کرو چاہے کھجور کا ایک ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو۔ لوگ درہم، دینار، کپڑے، گندم، کھجوریں لائے ایک انصاری درہم سے بھری ہوئی تھیلی بڑی مشکل سے اٹھائے ہوئے لایا۔ اسطرح کپڑے کھجوریں دینے والوں کا تانتا بندھا رہا۔ تھوڑی دیر میں آپ ﷺ کے سامنے خورد و نوش اور کپڑوں کے دو ڈھیر جمع ہو گئے۔ میں نے دیکھا رسول کریم ﷺ کا چہرہ مبارک سونے کی طرح تمتما رہا تھا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اسلام میں نیکی کی ابتدا کی لوگ جب تک اس پر عمل کرتے رہیں گے اسے اس کا اپنا اور دوسروں کا بھی ثواب ملتا رہے گا۔ جبکہ لوگوں کے اجر میں کسی قسم کی کمی واقع نہیں ہوگی۔ اور جس نے اسلام میں کسی برے کام کی بنیاد رکھی اس کو اپنا بھی اور اس پر عمل کرنے والوں کا بھی برابر گناہ ہوتا رہے گا۔ جبکہ ان کے گناہوں میں کوئی کمی واقع نہیں ہوگی۔ (مسلم)

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تُقْتَلُ نَفْسٌ ظُلْمًا اِلَّا كَانَ عَلٰى ابْنِ اٰدَمَ الْاَوَّلِ كِفْلٌ مِّنْ دَمِهَا لِاَنَّهٗ اَوَّلُ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 14-107

حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ ذکر کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب بھی کوئی شخص ناحق قتل کرتا ہے تو اس قتل کا گناہ حضرت آدم علیہ السلام کے پہلے بیٹے کو بھی ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ پہلا قاتل ہے جس نے یہ کام کیا (بخاری و مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ عِكْرِمَةَ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَيْهِ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ حَدِّثِ النَّاسَ كُلَّ جُمُعَةٍ مَّرَّةً فَاِنْ اَبَيْتَ فَمَرَّتَيْنِ فَاِنْ اَكْثَرْتَ فَثَلٰثَ مَرَّاتٍ وَلَا تُمِلَّ النَّاسَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ وَلَا اُلْفِيَنَّكَ تَاْتِي الْقَوْمَ وَهُمْ فِيْ حَدِيْثٍ مِّنْ حَدِيْثِهِمْ فَتَقُصُّ عَلَيْهِمْ فَتَقْطَعُ عَلَيْهِمْ حَدِيْثَهُمْ فَتُمِلُّهُمْ وَلٰكِنْ اَنْصِتْ فَاِذَا اَمَرُوْكَ فَحَدِّثْهُمْ وَهُمْ يَشْتَهُوْنَهٗ وَانْظُرِ السَّجْعَ مِنَ الدُّعَآءِ فَاجْتَنِبْهُ فَاِنِّيْ عَهِدْتُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَاَصْحَابَهٗ لَا يَفْعَلُوْنَ ذٰلِكَ. (بخاری) 15-108

حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنھما نے فرمایا کہ لوگوں کو ہفتہ میں ایک مرتبہ وعظ کیا کرو۔ اگر تم نہیں مانتے تو دو مرتبہ اگر آپ زیادہ مرتبہ کرنا چاہتے ہیں تو تین دن سے زیادہ نہیں کرنا چاہیے۔ قرآن مجید سے لوگوں میں اکتاہٹ پیدا نہ کرو۔ لوگوں کو اس وقت تقریر نہ سناؤ جب وہ اپنی گفتگو میں مصروف ہوں۔ تمھارے خطاب کی وجہ سے ان کی گفتگو قطع ہوگی اور وہ بے زاری محسوس کریں گے۔ اس صورت میں تمھیں چپ رہنا چاہئے۔ جب وہ تجھ سے تقریر کی فرمائش کریں تو انھیں نصیحت کرو حتیٰ کہ وہ اکتاہٹ محسوس نہ کریں۔ دعا میں پر تکلّف مسجّع جملوں سے اجتناب کرو کیونکہ میں نے رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ اصحاب کو دیکھا ہے وہ تکلف نہیں کرتے تھے۔ (بخاری)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ حَفِظْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وِعَآئَيْنِ فَاَمَّا اَحَدُهُمَا فَبَثَثْتُهٗ فِيْكُمْ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَلَوْ بَثَثْتُهٗ قُطِعَ هٰذَا الْبُلْعُوْمُ يَعْنِيْ مَجْرَى الطَّعَامِ. (بخاری) 16-109

حضرت ابو ہریرہ ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول محترم ﷺ سے دو قسم کا علم حاصل کیا ہے ایک کو میں نے تمھارے سامنے بیان کر دیا۔ اگر میں دوسرے علم کو بیان کروں تو میرا گلا کاٹ دیا جائے جس سے کھانا کھایا جاتا ہے۔ (بخاری)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ قَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ مَنْ عَلِمَ شَيْئًا فَلْيَقُلْ بِهٖ وَمَنْ لَّمْ يَعْلَمْ فَلْيَقُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ فَاِنَّ مِنَ الْعِلْمِ اَنْ تَقُوْلَ لِمَا لَا تَعْلَمُ اَللّٰهُ اَعْلَمُ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِنَبِيِّهٖ قُلْ مَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ. (متفق

حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ فرمایا کرتے تھے۔ اے لوگو! جس کے پاس علم ہے اسے آگے بیان کرنا چاہیے جو نہیں جانتا اسے صرف یہ کہنا چاہیے اللہ بہتر جانتا ہے۔ کیونکہ یہ بھی علم ہے کہ آدمی علم نہ ہونے کا اعتراف کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرمایا ہے ان لوگوں کو فرما دیجئے

علیه)110-17

کہ میں نبوت کے کام پر تم سے اجر طلب نہیں کرتا اور نہ ہی میں تکلّف کرنے والوں سے ہوں۔ (بخاری و مسلم)

عَنِ بْنِ سِيْرِيْنَ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ قَالَ اِنَّ هٰذَا الْعِلْمَ دِيْنٌ فَانْظُرُوْا عَمَّنْ تَأْخُذُوْنَ دِيْنَكُمْ. (مسلم)111-18

حضرت امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے یہ علم دین ہے اس کے بارے میں اچھی طرح غور کرلیا کرو کہ تم کن لوگوں سے دین حاصل کررہے ہو (مسلم)

عَنْ حُذَيْفَةَ ﷺقَالَ يَا مَعْشَرَ الْقُرَّآءِ اسْتَقِيْمُوْا فَقَدْ سَبَقْتُمْ سَبْقًا بَعِيْدًا وَّاِنْ اَخَذْتُمْ يَمِيْنًا وَّشِمَالًا لَّقَدْ ضَلَلْتُمْ ضَلَالًا بَعِيْدًا. (بخاری)112-19

حضرت حذیفہ ﷺ کہا کرتے تھے اے قرآن پڑھنے والو مضبوطی سے اس کے ساتھ وابستہ رہو۔ تم بہت آگے ہو۔ اگر تم دائیں بائیں ہوگئے تو دور تک بھٹک جاؤ گے۔ (بخاری)

فہم القول

حضرت حذیفہ ﷺ اہل علم کو نصیحت فرمایا کرتے تھے کہ تمہیں دین حنیف پر کاربند رہنا چاہیے۔ تم مرتبہ اور ذمہ داری کے حوالے سے لوگوں سے آگے یعنی پیشوا ہو۔ اگر تم میں کمزوریاں ہوں گی تو لامحالہ لوگ تمہاری طرف دیکھ کر وہی غلطیاں کریں گے لہذا تمہیں دین پر ثابت قدم رہنا اور عملی نمونہ پیش کرنا چاہیے۔

خلاصۂ باب

۱۔ غیر مسلم سے مفید بات سیکھنے میں کوئی حرج نہیں۔
۲۔ بے بنیاد بات کو آگے پھیلانا جھوٹ کی اشاعت کرنا ہے۔
۳۔ مخیّر اور عالم دین پر رشک کرنا جائز ہے۔
۴۔ آدمی کے فوت ہونے کے بعد بھی اس کو علمی خدمات، صدقہ جاریہ اور اولاد کی نیکی میں سے حصہ ملتا رہے گا۔
۵۔ قیامت کے دن اخلاص کے بغیر بڑی سے بڑی نیکی کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔



کِتَابُ الطَّهَارَۃِ

طہارت کے مسائل

یہاں طہارت سے مراد وضو ہے جو نماز کے لئے فرض ہے۔اس کے بغیر نماز قبول نہیں ہوتی۔رسول محترم ﷺ نے وضو کو ایمان کا حصہ قرار دیا ہے۔قرآن مجید نے نماز کے لئے بھی ایمان کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔تو رسول اکرم ﷺ کے فرمان کا مقصد یہ ہوا کہ وضو آدھی نماز ہے۔تجربہ اس حقیقت کا گواہ ہے کہ وضو کے بعد نماز کے بارے میں سستی دور ہونے کے ساتھ طبیعت میں آمادگی پیدا ہو جاتی ہے گویا کہ آدھی نماز کا اہتمام ہو چکا۔بالخصوص سخت سردیوں میں تو نمازی وضو کے بعد بے ساختہ پکار اٹھتا ہے کہ نماز کا آدھا عمل تو مکمل ہوا گناہوں کے لحاظ سے بھی وضو سے جسمانی گناہ معاف ہوتے اور نماز پڑھنے سے باقی روحانی اور جسمانی گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔پھر وضو طہارت کے اعتبار سے بھی غسل کے مترادف ہے اس لئے وضو نہایت احتیاط،اخلاص سے کرنا چاہیے جس کی بدولت قیامت کے دن وضو کے اعضاء روشن ہوں گے جس سے یہ اُمت تمام اُمتوں سے ممتاز اور نمایاں دکھائی دے گی۔اور وضو اعضاء کا زیور بن جائے گا۔

الفصل الاول

عَنْ اَبِیْ مَالِکِ الْاَشْعَرِیِّ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَلطُّھُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ تَمْلَأُ الْمِیْزَانَ وَسُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ تَمْلَآنِ اَوْ تَمْلَأُ مَا بَیْنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالصَّلٰوۃُ نُوْرٌ وَّالصَّدَقَۃُ بُرْھَانٌ وَّالصَّبْرُ ضِیَآءٌ وَّالْقُرْاٰنُ حُجَّۃٌ لَّکَ اَوْ عَلَیْکَ کُلُّ النَّاسِ یَغْدُوْا فَبَآئِعٌ نَفْسَہٗ فَمُعْتِقُھَا اَوْ مُوْبِقُھَا (رَوَاہُ مُسْلِمٌ)113-1

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَلَا اَدُلُّکُمْ عَلٰی مَا یَمْحُوا اللّٰہُ بِہِ الْخَطَایَا وَیَرْفَعُ بِہِ الدَّرَجَاتِ قَالُوْا بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ عَلَی الْمَکَارِہِ وَکَثْرَۃُ الْخُطٰی اِلَی الْمَسَاجِدِ وَانْتِظَارُ الصَّلٰوۃِ بَعْدَ الصَّلٰوۃِ فَذَالِکُمُ الرِّبَاطُ وَفِیْ حَدِیْثِ مَالِکِ بْنِ اَنَسٍ رَحْمَۃُ

پہلی فصل

حضرت ابو مالک اشعری ؓ رسول اکرم ﷺ کا فرمان ذکر کرتے ہیں کہ پاکیزگی ایمان کا حصہ ہے،"الحمدللہ" کے الفاظ میزان کو بھر دیتے ہیں۔"سبحان اللہ" اور "الحمدللہ" دونوں کلمے یا پھر ایک۔"الحمدللہ" زمین و آسمان کو بھر دیتے ہیں نماز روشنی ہے ،صدقہ دلیل ہے،صبر بھی روشنی ہے روشنی ہے قرآن مجید تیرے حق میں یا تیرے خلاف حُجت ہے۔صبح کو اٹھنے والا ہر شخص اپنے نفس کا سودا کیے ہوتا ہے چاہے تو آزادی حاصل کرے یا چاہے تو وہ اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال دے۔(مسلم)

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا کیا تمہیں ایسا کام نہ بتاؤں جس سے اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف کرے اور تمہارے درجات بلند فرمائے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کیوں نہیں اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا (۱) جب دل نہ چاہتا ہو اس وقت نماز کے لیے اچھی طرح وضو کرنا اکثر نماز کے لیے مسجد کی

اللّٰہِ عَلَیْہِ فَذَالِکُمُ الرِّبَاطُ فَذَالِکُمُ الرِّبَاطُ رَدَّدَ مَرَّتَیْنِ (رواہ مسلم)2-114

طرف جانا،ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا،یہی تمہاری چاؤنی ہے۔حضرت مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے یہ الفاظ ذالکم الرباط دومرتبہ ارشادفرمائے۔(مسلم)

فہم الحدیث

وضواورنفل پڑھنے کے بعدنمازفرض کے انتظار کے لمحات کورسول اللہ ﷺ نے رباط کا درجہ دیا ہے جبکہ قرآن مجید نے جہاد کی تیاری کو لفظ رباط کے ساتھ بیان فرمایا ہے' مشکل کے وقت وضو کرنا' گرمی اور سردی میں چل کر مسجد کی طرف جانا' نفل ادا کرنے کے بعدسکون واطمینان کے ساتھ فرض نماز کا انتظار کرنا' آدمی کا اپنے جذبات اور آرام کے خلاف نفسیاتی جہاد ہے۔ اس لئے نبی اکرم ﷺ نے ان مراحل کو رباط کا درجہ دیا ہے کیونکہ میدان کارزار میں اترنے سے پہلے مجاہد اپنے آپ کو جہادی معرکے کے لئے تیار اوراس کے لئے ضروریات فراہم کرتا ہے۔اسی طرح نمازی فرض نماز ادا کرنے سے پہلے مختلف مراحل سے گزرتا ہے۔اوراپنے نفس کے خلاف جہاد کرتا ہے۔گویا کہ وہ رباط میں ہے۔

وَعَنْ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ تَوَضَّأَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ خَرَجَتْ خَطَایَاہُ مِنْ جَسَدِہٖ حَتّٰی تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ اَظْفَارِہٖ.(متفق علیه)3-115

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا جس نے بہترین طریقے سے وضوکیا اس کے گناہ اس کے وجود سے جھڑ جاتے ہیں یہاں تک کہ اس کے ناخنوں کے نیچے سے بھی گناہ جھڑ جاتے ہیں۔(بخاری'مسلم)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ اَوِ الْمُؤْمِنُ فَغَسَلَ وَجْھَہٗ خَرَجَ مِنْ وَّجْھِہٖ کُلُّ خَطِیْئَۃٍ نَّظَرَ اِلَیْھَا بِعَیْنَیْہِ مَعَ الْمَآءِ اَوْ مَعَ اٰخِرِ قَطْرِ الْمَآءِ فَاِذَا غَسَلَ یَدَیْہِ خَرَجَ مِنْ یَدَیْہِ کُلُّ خَطِیْئَۃٍ کَانَ بَطَشَتْھَا یَدَاہُ مَعَ الْمَآءِ اَوْ مَعَ اٰخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ فَاِذَا غَسَلَ رِجْلَیْہِ خَرَجَ کُلُّ خَطِیْئَۃٍ مَّشَتْھَا رِجْلَاہُ مَعَ الْمَآءِ اَوْ مَعَ اٰخِرِ قَطْرِ الْمَآءِ حَتّٰی یَخْرُجَ نَقِیًّا مِّنَ الذُّنُوْبِ.(مسلم)4-116

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا جب کوئی مومن یا مسلمان وضو میں اپنا چہرہ دھوتا ہے تو اس کے چہرے اور آنکھوں کے گناہ جن کی طرف اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہوتا ہے پانی کے ساتھ یا آخری قطرے کے ساتھ ہی معاف ہوجاتے ہیں۔اسی طرح جب وہ ہاتھ دھوتا ہے پانی کے ساتھ یاپانی کے آخری قطرہ گرنے کے ساتھ ہی اس کے ہاتھوں کی خطائیں معاف ہوجاتی ہیں جس کو اس نے چھوا ہوتا ہے جب وہ پاؤں دھوتا ہے پانی کے ساتھ یاپانی کا آخری قطرہ گرنے کے ساتھ ہی انہیں گناہوں سے پاک کردیا جاتا ہے۔جن کے لیے اس کے پاؤں چلے ہوتے ہیں یہاں تک وہ گناہوں سے پاک صاف ہوجاتا ہے۔(مسلم)

عَنْ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَا

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے

مِنِ امْرِءٍ مُّسْلِمٍ تَحْضُرُهُ صَلٰوةٌ مَّكْتُوْبَةٌ فَيُحْسِنُ وُضُوْءَ هَا وَخُشُوْعَهَا وَرُكُوْعَهَا اِلَّا كَانَتْ كَفَّارَةً لِّمَا قَبْلَهَا مِنَ الذُّنُوْبِ مَا لَمْ يُؤْتِ كَبِيْرَةً وَّ ذٰلِكَ الدَّهْرَ كُلَّهٗ . ﴿مسلم﴾ 5-117

فرمایا جب کسی مسلمان پر فرض نماز کا وقت آتا ہے وہ اچھی طرح وضو کرتا ہے۔ خشوع کے ساتھ نماز اچھی طرح ادا کرتا ہے تو وہ نماز اس کے سابقہ گناہوں کا کفارہ ہوجاتی ہے۔ جب تک وہ کسی کبیرہ گناہ کا ارتکاب نہیں کرتا اور یہ فائدہ اسے زندگی بھر حاصل ہوتا رہے گا۔ (مسلم)

وَعَنْهُ اَنَّهٗ تَوَضَّاَ فَاَفْرَغَ عَلٰى يَدَيْهِ ثَلٰثًا ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهٗ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنٰى اِلَى الْمِرْفَقِ ثَلٰثًا ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُسْرٰى اِلَى الْمِرْفَقِ ثَلٰثًا ثُمَّ مَسَحَ بِرَاْسِهٖ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى ثَلٰثًا ثُمَّ الْيُسْرٰى ثَلٰثًا ثُمَّ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تَوَضَّاَ نَحْوَ وُضُوْئِيْ هٰذَا ثُمَّ قَالَ مَنْ تَوَضَّاَ وُضُوْئِيْ هٰذَا ثُمَّ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ نَفْسَهٗ فِيْهِمَا بِشَيْءٍ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ .(متفق عليه ولفظه للبخاري) 6-118

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک دن اس طرح وضو کیا کہ اپنے دونوں ہاتھوں کو تین مرتبہ دھویا پھر کلی کی اور ناک صاف کیا تین دفعہ چہرہ دھویا پھر دائیں ہاتھ کو کہنی تک تین مرتبہ اور بائیں ہاتھ کو تین دفعہ کہنی تک دھویا اپنے سر کا مسح فرمایا دائیں پاؤں کو تین بار اور پھر بائیں پاؤں کو تین مرتبہ دھونے کے بعد فرمایا کہ میں نے رسول محترم ﷺ کو اسی طرح وضو کرتے دیکھا ہے۔ پھر فرماتے ہیں جس نے میرے وضو کی طرح وضو کیا اس کے بعد دو نفل ادا کئے اور نفلوں میں ادھر ادھر کے خیالات نہ آنے دیے اس کے پہلے گناہوں کو معاف کردیا جاتا ہے۔ (بخاری و مسلم یہ الفاظ بخاری کے ہیں۔)

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْ مُّسْلِمٍ يَّتَوَضَّاُ فَيُحْسِنُ وُضُوْءَهٗ ثُمَّ يَقُوْمُ فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ مُقْبِلًا عَلَيْهِمَا بِقَلْبِهٖ وَ وَجْهِهٖ اِلَّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ. ﴿مسلم﴾ 7-119

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا جو مسلمان اچھی طرح وضو کرے پھر کھڑا ہوکر دو نفل ادا کرے اور نفلوں میں دل حاضر اور خضوع کا خیال رکھے تو اس کے لئے جنت لازم کردی جاتی ہے۔ (مسلم)

وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَامِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ يَتَوَضَّاُ فَيُبْلِغُ اَوْ فَيُسْبِغُ الْوُضُوْءَ ثُمَّ يَقُوْلُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَفِيْ رِوَايَةٍ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اِلَّافُتِحَتْ

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں کہ تم میں جو شخص اچھی طرح وضو کرکے پھر اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھتا ہے اور ایک حدیث میں ہے کہ یہ الفاظ ہیں اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ پڑھتا ہے تو اس کے لئے جنت

لَهُ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةُ يَدْخُلُ مِنْ اَيِّهَا شَاءَ. (هٰكَذَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ فِيْ صَحِيْحِهِ)120-8

کے آٹھوں دروازے کھول دیے جاتے ہیں وہ جس سے چاہے جنت میں داخل ہو۔(اسی طرح ہی مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اُمَّتِيْ يُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ غُرًّا مُحَجَّلِيْنَ مِنْ اٰثَارِ الْوُضُوْءِ فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ اَنْ يُّطِيْلَ غُرَّتَهُ فَلْيَفْعَلْ . ﴿متفق عليه﴾121-9

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد بیان کرتے ہیں کہ میری امت کو قیامت کے دن بلایا جائے گا تو ان کے چہرے ہاتھ اور پاؤں وضو کی وجہ سے چمک رہے ہوں گے، جو تم میں اس کی طاقت رکھتا ہے اسے اپنے حسن کو بڑھانا چاہئے۔(بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

حسن بڑھانے کا مطلب یہ نہیں کہ وضو کرنے والا تین مرتبہ سے زیادہ وضو کے اعضا دھوئے اس اضافے سے تو منع کیا گیا ہے۔ چاہے آدمی نہر کے کنارے پر کیوں نہ بیٹھا ہو۔ آپ ﷺ کے فرمان کا یہ مقصد ہے کہ وضو نہایت اخلاص اور توجہ سے کرنا چاہیے۔ اس کے بدلے ربّ کریم قیامت کے دن مومنوں کے اعضاء کو روشن اور چمکدار بنا دیں گے۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَبْلُغُ الْحِلْيَةُ مِنَ الْمُؤْمِنِ حَيْثُ يَبْلُغُ الْوَضُوْءُ. ﴿مسلم﴾122-10

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی آپ ﷺ کا بیان نقل کرتے ہیں کہ مومن کو وضو کے اعضاء کے مطابق جنت کا زیور پہنایا جائے گا۔(مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَتَى الْمَقْبَرَةَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ وَدِدْتُ اَنَّا قَدْ رَاَيْنَا اِخْوَانَنَا قَالُوْا اَوَلَسْنَا اِخْوَانَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَنْتُمْ اَصْحَابِيْ وَاِخْوَانُنَا الَّذِيْنَ لَمْ يَاْتُوْا بَعْدُ فَقَالُوْا كَيْفَ تَعْرِفُ مَنْ لَّمْ يَاْتِ بَعْدُ مِنْ اُمَّتِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ اَرَاَيْتَ لَوْ اَنَّ رَجُلًا لَّهُ خَيْلٌ غُرٌّ مُحَجَّلَةٌ بَيْنَ ظَهْرَيْ خَيْلٍ دُهْمٍ بُهْمٍ اَلَا يَعْرِفُ خَيْلَهُ قَالُوْا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں رسول محترم ﷺ ایک دن قبرستان میں تشریف لے گئے فرمایا السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ اے ایمان والو! تم پر سلام ہو ہم ان شاء اللہ عنقریب تم سے ملنے والے ہیں۔ میری تمنا ہے کہ ہم اپنے بھائیوں کی زیارت کریں ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم میرے ساتھی ہو۔ میری مراد وہ بھائی ہیں جو ہمارے بعد آئیں گے۔ ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! آپ اپنی

بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَإِنَّهُمْ يَاتُوْنَ غُرًّا مُحَجَّلِيْنَ مِنَ الْوُضُوْءِ وَاَنَا فَرَطُهُمْ عَلَى الْحَوْضِ. (مسلم)123-11

امت ۔ بعد والے لوگوں کو کس طرح پہچانیں گے؟ آپ ﷺ نے استفسار فرمایا اگر کسی شخص کے گھوڑے کی پیشانی اور چاروں پاؤں سفید ہوں کیا وہ بالکل سیاہ رنگ گھوڑوں میں اسے پہچان نہیں سکتا؟۔ہم نے عرض کیا کیوں نہیں ۔فرمایا کہ بعد میں آنے والے لوگوں کے اعضا بھی وضو کی وجہ سے چمکتے ہوں گے میں حوض کوثر پران کا استقبال کروں گا۔(مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ پاکیزگی ایمان کا حصہ ہے۔

۲۔ الحمدللہ کا کلمہ قیامت کے دن میزان کو بھردے گا۔

۳۔ نفل پڑھ کر جماعت کا انتظار کرنا جہاد کرنے کے مترادف ہے۔

۴۔ وضو کے پانی سے انسان کے اعضاء ظاہری اور باطنی طور پر پاک ہو جاتے ہے۔

۵۔ وضو کے اعضاء کم ازکم ایک ایک مرتبہ اور زیادہ سے زیادہ تین تین مرتبہ دھونا سنت ہیں۔

۶۔ وضو کے بعد اخلاص دل کے ساتھ کلمہ شہادت پڑھنے سے جنت کے آٹھوں دروازے کھل جاتے ہیں۔

۷۔ قیامت کے دن وضو کے اعضاء چمکتے ہوں گے جن کی وجہ سے آپ ﷺ اپنی امت کو پہچان سکیں گے۔

۸۔ ایک دوسرے کو وضو کا طریقہ سکھلانا چاہیے۔

۹۔ قیامت کے دن قرآن اپنے ماننے والوں کیلئے نجات کی دلیل ہوگا۔

۱۰۔ نہ ماننے والوں کے خلاف قرآن گواہی دے گا۔

۱۱۔ کلمہ کے بعد وضو کی دعا:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ.

الٰہی مجھے توبہ کرنے اور پاک رہنے والوں میں بنادے۔



بَابُ مَا يُوجِبُ الْوُضُوءَ

وضوکولازم کردینے والے امور

الفصل الاول	پہلی فصل
عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لاَ تُقْبَلُ صَلٰوةُ مَنْ اَحْدَثَ حَتّٰى يَتَوَضَّأَ. (متفق عليه)124-1	حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں کہ رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا کہ بے وضو شخص کی نماز قبول نہیں ہوتی جب تک وہ وضو نہ کرے۔(بخاری ومسلم)
عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تُقْبَلُ صَلٰوةٌ بِغَيْرِ طُهُوْرٍ وَّلَاصَدَقَةٌ مِّنْ غُلُوْلٍ. (مسلم)125-2	حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رسولِ محترم ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ وضو کے بغیر نماز نہیں ہوتی اور حرام مال سے صدقہ قبول نہیں ہوتا۔(مسلم)
عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ كُنْتُ رَجُلًا مَذَّآءً فَكُنْتُ اَسْتَحْيِیْ اَنْ اَسْاَلَ النَّبِیَّ ﷺ لِمَكَانِ ابْنَتِهٖ فَاَمَرْتُ الْمِقْدَادَ فَسَاَلَهٗ فَقَالَ يَغْسِلُ ذَكَرَهٗ وَيَتَوَضَّأُ. (متفق عليه)126-3	حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے مذی کی تکلیف تھی اور میں نبی اکرم ﷺ کا داماد ہونے کی وجہ سے آپ سے سوال کرنے میں شرم محسوس کرتا تھا۔ میں نے حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کو کہا کہ وہ آپ سے اس کے بارے میں سوال کرے۔

آپ ﷺ نے اسے فرمایا ایسا شخص استنجا کرے اور وضو کرے۔(بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ تَوَضَّؤُا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ قَالَ الشَّيْخُ الْاِمَامُ الْاَجَلُّ مُحْيُ السُّنَّةِ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ هٰذَا مَنْسُوْخٌ بِحَدِيْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَكَلَ كَتِفَ شَاةٍ ثُمَّ صَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ (متفق عليه)127-4	حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے سنا آگ پر پکنے والی چیز کھانے کے بعد وضو کرنا چاہیے۔ شیخ محی السنہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کے بعد منسوخ ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے بکری کی دستی تناول فرمانے کے بعد نماز پڑھی لیکن وضو نہیں کیا۔(بخاری ومسلم)
عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَنَتَوَضَّأُ مِنْ لُحُوْمِ الْغَنَمِ قَالَ اِنْ شِئْتَ فَتَوَضَّأْ وَاِنْ شِئْتَ فَلَا تَتَوَضَّأْ قَالَ	حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسولِ محترم ﷺ سے عرض کیا کیا بکرے کا گوشت کھانے کے بعد ہمیں وضو کرنا چاہیے؟ فرمایا کہ اگر چاہو تو وضو کرو اگر تم

اَنَتَوَضَّأُ مِنْ لُحُوْمِ الْاِبِلِ قَالَ نَعَمْ فَتَوَضَّأْ مِنْ لُحُوْمِ الْاِبِلِ قَالَ اُصَلِّيْ فِيْ مَرَابِضِ الْغَنَمِ قَالَ نَعَمْ قَالَ اُصَلِّيْ فِيْ مَبَارِكِ الْاِبِلِ قَالَ لَا .(مسلم)128-5

نہیں چاہتے تو کوئی حرج نہیں۔اسنے پھر پوچھا کیا ہم اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد وضوکریں؟ فرمایاہاں اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد وضوکرنا چاہئے۔اس نے سوال کیا کیا میں بکریوں کے باڑے کی جگہ نماز پڑھ سکتا ہوں؟فرمایاپڑھ سکتے ہو۔وہ پھر پوچھتا ہے کیا مجھے اونٹوں کے باڑے میں نماز پڑھ لینی چاہیئے؟فرمایاہرگزنہیں۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا وَجَدَ اَحَدُكُمْ فِيْ بَطْنِهٖ شَيْئًا فَاَشْكَلَ عَلَيْهِ اَخَرَجَ مِنْهُ شَيْءٌ اَمْ لَا فَلَا يَخْرُجَنَّ مِنَ الْمَسْجِدِ حَتّٰى يَسْمَعَ صَوْتًا اَوْ يَجِدَ رِيْحًا . (مسلم)129-6

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کا فرمان ذکر کرتے ہیں جب کوئی شخص اپنے پیٹ میں خلل محسوس کرے پھر اسے کوئی چیز خارج ہونے میں شک ہو وہ وضو کے لئے مسجد سے نہ نکلے جب تک وہ آواز یا بدبو محسوس نہ کرے۔(مسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ شَرِبَ لَبَنًا فَمَضْمَضَ وَقَالَ اِنَّ لَهٗ دَسَمًا. (متفق عليه)130-7

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں رسول محترم ﷺ نے دودھ پی کر کلی کی اور فرمایا یقیناً دودھ میں چکناہٹ ہوتی ہے۔(بخاری ومسلم)

عَنْ بُرَيْدَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى الصَّلَوَاتِ يَوْمَ الْفَتْحِ بِوُضُوْءٍ وَّاحِدٍ وَّمَسَحَ عَلٰى خُفَّيْهِ فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ رضی اللہ عنہ لَقَدْ صَنَعْتَ الْيَوْمَ شَيْئًا لَمْ تَكُنْ تَصْنَعُهٗ فَقَالَ عَمْدًا صَنَعْتُهٗ يَا عُمَرُ رضی اللہ عنہ.(مسلم)131-8

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فتح مکہ کے دن ایک وضو سے پانچ نمازیں ادا کیں اور اپنے موزوں پر مسح کیا تھا۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ سے عرض کیا آج آپ نے ایسا کام کیا ہے جو پہلے کبھی نہیں کیا۔ارشاد ہوا اے عمر! میں نے اس طرح جان بوجھ کر کیا ہے۔(مسلم)

عَنْ سُوَيْدِ بْنِ النُّعْمَانِ رضی اللہ عنہ اَنَّهٗ خَرَجَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَامَ خَيْبَرَ حَتّٰى اِذَا كَانُوْا بِالصَّهْبَاءِ وَهِيَ اَدْنٰى خَيْبَرَ صَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ دَعَا بِالْاَزْوَادِ فَلَمْ يُؤْتَ اِلَّا بِالسَّوِيْقِ فَاَمَرَ بِهٖ فَثُرِّيَ فَاَكَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَكَلْنَا ثُمَّ قَامَ اِلَى الْمَغْرِبِ فَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا ثُمَّ صَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ. (بخاری)132-9

حضرت سوید بن نعمان رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں کہ میں رسول محترم ﷺ کے ساتھ خیبر کے قریب صہبا مقام پر گیا جو کہ خیبر کے قریب ترین جگہ ہے آپ ﷺ نے وہاں عصر کی نماز پڑھنے کے بعد سفر کا کھانا منگوایا جو کہ صرف ستو تھے حکم ہوا اسے پانی میں گھول دیا جائے۔پھر آپ نے اور ہم نے ستو نوش کئے اس کے بعد آپ ﷺ نے مغرب کی نماز ادا کی جس کے لئے وضو کرنے کی بجائے آپ نے اور ہم نے صرف کلی کی۔(بخاری)

الفصل الثالث

عَنْ اَبِیْ رَافِعٍ ﷛ قَالَ اَشْھَدُ لَقَدْ کُنْتُ اَشْوِیْ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ بَطْنَ الشَّاۃِ ثُمَّ صَلّٰی وَلَمْ یَتَوَضَّأْ. (مسلم)133-10

تیسری فصل

حضرت ابی رافع ﷛ بیان کرتے ہیں میں نے رسول کریم ﷺ کی خدمت میں بکری کے پیٹ کا گوشت پیش کیا آپ نے اسے کھانے کے بعد نماز ادا کی لیکن وضو نہیں کیا۔(مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔وضو کے بغیر نماز قبول نہیں ہوتی۔ ۲۔وضو دائیں جانب سے شروع کرنا چاہیے۔ ۳۔مذی ایک قسم کی بیماری ہے مادہ کے اخراج کی صورت میں غسل کی بجائے استنجا اور وضو کرنا چاہیے۔جس عورت کو لیکوریا کی شکایت ہو وہ بھی غسل کی بجائے اسی طرح وضو کرے۔۴۔اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد وضو کرنے کا حکم ہے۔۵۔دودھ پینے کے بعد کلی کرنا سنت ہے۔۶۔محض شک کی وجہ سے دوبارہ وضو کرنے کی ضرورت نہیں۔۷۔ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھی جاسکتی ہیں۔۸۔موزوں اور جرابوں پر مسح کرنا سنت ہے۔بشرطیکہ جرابیں اور موزے وضو کے بعد پہنے جائیں۔پیشاب پاخانے کے بعد دوسرے اعضاء کا دھونا اور جرابوں پر مسح کرنا آپ ﷺ کا طریقہ ہے۔۹۔مقیم پانچ نمازیں اور مسافر تین دن تک جرابوں پر مسح کر سکتا ہے۔

وضو کرنے کا طریقہ

۱۔وضو شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنا۔

۲۔مسواک کرنا۔

۳۔دونوں ہاتھ دھونا۔

۴۔یک بارگی یا الگ الگ کلی کرنا۔پانی منہ اور ناک میں ڈالنے کے بعد ناک صاف کرنا۔

۵۔چہرہ دھونا۔

۶۔کہنیوں تک پہلے دایاں پھر بایاں بازو دھونا۔

۷۔پیشانی سے دونوں ہاتھوں کو گدی تک برابر لے جا کر واپس پیشانی تک لا کر سر کا مسح کرنا۔

۸۔اسی طرح تازہ یا انہی گیلے ہاتھوں سے کانوں میں انگوٹھے کے ساتھ والی انگلیاں ڈال کر انگوٹھے کانوں کے پیچھے پھیرنا۔

۹۔پہلے دایاں پھر بایاں پاؤں ٹخنوں تک دھونا پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرنا یعنی اچھی طرح دھونا۔

۱۰۔وضو کے اعضاء ایک‘ دو اور تین مرتبہ دھونا آپ ﷺ سے ثابت ہے۔اس سے زیادہ بار دھونا منع ہے۔



بَابُ آدَابِ الْخَلَاءِ

بیت الخلا کے مسائل

سرورِ دوعالم ﷺ کی تعلیمات کی وسعت وکشادگی اور ہمہ جہتی کا اندازہ کیجئے کہ آپ ﷺ نے اپنی امت کو ابتدائی اور بنیادی تہذیب سے لے کر قوموں کی رہنمائی اور حکمرانی کے اصول وآداب سکھلائے جس کا صحابہ کرام ؓ کو پورا شعور اور اعتراف تھا۔ ایک یہودی نے اعتراض کیا کہ تمہارے نبی (ﷺ) تو تمہیں پاخانہ بیٹھنے کے بارے میں بھی ہدایات دیتے ہیں۔ صحابی نے فرمایا کیوں نہیں ہمارے نبی ﷺ ہمیں بتلاتے ہیں کہ قضائے حاجت کے وقت جسم کو غلاظت سے بچاؤ' پاخانے کے بعد استنجا کرو اور رفع حاجت کے وقت قبلہ کی طرف پیٹھ اور منہ نہیں کرنا چاہیے۔ آپ ﷺ ایک دوسرے کے سامنے ننگا ہونے سے بھی منع کرتے ہیں تاکہ مسلمان ظاہری طور پر ہی نہیں بلکہ حقیقی طور پر بھی پاک صاف ہو جائے۔

الفصل الاول

عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَتَیْتُمُ الْغَآئِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوْهَا وَلٰكِنْ شَرِّقُوْا اَوْ غَرِّبُوْا (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) قَالَ الشَّيْخُ الْاِمَامُ مُحْیُ السُّنَّةِ رَحِمَهُ اللّٰهُ هٰذَا الْحَدِیْثُ فِی الصَّحْرَآءِ وَاَمَّا فِی الْبُنْیَانِ فَلَا بَاْسَ لِمَا رُوِیَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ ارْتَقَیْتُ فَوْقَ بَیْتِ حَفْصَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَالِبَعْضِ حَاجَتِیْ فَرَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقْضِیْ حَاجَتَهُ مُسْتَدْبِرَا الْقِبْلَةِ مُسْتَقْبِلَ الشَّامِ. (متفق علیه) 134-1

پہلی فصل

حضرت ابوایوب انصاری ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا بیت الخلا میں تمہیں قبلہ کی طرف منہ اور پیٹھ نہیں کرنی چاہیے۔ بلکہ مشرق یا مغرب کی جانب رخ کر کے بیٹھا کرو۔ (بخاری ومسلم)

شیخ امام محی السنہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا اطلاق کھلے میدان میں ہے اگر چار دیواری کے اندر ہو تو کوئی حرج نہیں اس لئے کہ عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت کی گئی ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں اُم المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر کی چھت پر چڑھا میں نے دیکھا رسول معظم ﷺ قضائے حاجت کر رہے ہیں جبکہ آپ کی پیٹھ قبلہ کی طرف اور چہرہ ملک شام کی جانب تھا۔ (بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

اس حدیث میں قضائے حاجت کے لیے مشرق یا مغرب کی طرف منہ یا پیٹھ کرنے کا حکم ہے یہ حکم مدینہ والوں کے لیے ہے کیونکہ مدینہ سے قبلہ جنوب کی طرف ہے

عَنْ سَلْمَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ نَهَانَا يَعْنِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَنْ نَّسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ لِغَائِطٍ اَوْ بَوْلٍ اَوْ نَسْتَنْجِيَ بِالْيَمِيْنِ اَوْ اَنْ نَّسْتَنْجِيَ بِاَقَلَّ مِنْ ثَلٰثَةِ اَحْجَارٍ اَوْ اَنْ نَّسْتَنْجِيَ بِرَجِيْعٍ اَوْ بِعَظْمٍ. (مسلم) 2-135

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے (۱) پاخانہ یا پیشاب کی حالت میں قبلہ کی طرف منہ کرنے۔ (۲) دائیں ہاتھ سے استنجا کرنے' (۳) تین ڈھیلوں سے کم گوبر اور ہڈی کے ساتھ استنجا کرنے سے ہمیں منع فرمایا ہے۔ (مسلم)

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ. (متفق عليه) 3-136

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ بیت الخلا میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھتے اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ اے اللہ! میں خبیث جنوں اور جننیوں سے تیری حفاظت طلب کرتا ہوں۔ (بخاری و مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضى الله عنهما قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِقَبْرَيْنِ فَقَالَ اِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِيْ كَبِيْرٍ اَمَّا اَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ لَا يَسْتَنْزِهُ مِنَ الْبَوْلِ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَكَانَ يَمْشِيْ بِالنَّمِيْمَةِ ثُمَّ اَخَذَ جَرِيْدَةً رَّطْبَةً فَشَقَّهَا بِنِصْفَيْنِ ثُمَّ غَرَزَ فِيْ كُلِّ قَبْرٍ وَّاحِدَةً قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لِمَ صَنَعْتَ هٰذَا؟ فَقَالَ لَعَلَّهُ اَنْ يُّخَفَّفَ عَنْهُمَا مَالَمْ يَيْبَسَا. (متفق عليه) 4-137

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ دو قبروں کے پاس سے گزرے اور فرمایا کہ ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے۔ اور ان کو کسی بڑے کام کی وجہ سے عذاب نہیں ہو رہا بلکہ ایک ان میں سے پیشاب کرتے ہوئے پردہ نہیں کرتا تھا اور مسلم کی روایت میں ہے یہ پیشاب کے قطروں سے پرہیز نہیں کرتا تھا۔ جبکہ دوسرا غیبت کرتا تھا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے کھجور کی تازہ ٹہنی لے کر اس کے دو حصے کرتے ہوئے ہر ایک کو قبر کے اوپر گاڑ دیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ اللہ کے رسول آپ نے ایسا کس لیے کیا ہے؟ فرمایا امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے عذاب کو ہلکا فرما دیں گے۔ جب تک یہ خشک نہ ہو جائیں۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

نبی کریم ﷺ کا قبروں پر دو ٹہنیوں کو گاڑنا اللہ کی وحی کے مطابق تھا جیسا کہ آپ ﷺ کو عذاب کی کیفیت اور اس کے اسباب سے آگاہ فرمایا گیا۔ جس کے لئے آپ ﷺ نے ایسا کیا تھا۔ آپ کے اس عمل کو دلیل بناتے ہوئے اگر کوئی شخص قبر کے اوپر گھاس پودے یا پھول وغیرہ لگاتا ہے تو یہ جائز نہیں کیونکہ اس عمل سے کسی صحابی نے ایسا استدلال نہیں کیا۔

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے

اِتَّقُوْا لِلَّاعِنَیْنِ قَالُوْا وَمَا اللَّاعِنَانِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ الَّذِیْ یَتَخَلّٰی فِیْ طَرِیْقِ النَّاسِ اَوْ فِیْ ظِلِّھِمْ.(مسلم)5-138

فرمایا کہ دوملعون کاموں سے بچتے رہو صحابہ رضی اللہ عنھم نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! لعنت والے وہ دوکام کون سے ہیں، فرمایا لوگوں کی راہ گزر یا ان کے بیٹھنے والی سائے دار جگہوں پر پیشاب یا پاخانہ کرنا۔(مسلم)

عَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا شَرِبَ اَحَدُکُمْ فَلَا یَتَنَفَّسْ فِی الْاِنَاءِ وَاِذَا اَتَی الْخَلَاءَ فَلَا یَمَسَّ ذَکَرَہٗ بِیَمِیْنِہٖ. (متفق علیہ)6-139

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص پانی پیتے ہوئے برتن میں سانس نہ لے اور بیت الخلاء کے وقت اپنی شرم گاہ کو دایاں ہاتھ نہ لگائے۔(بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ تَوَضَّاَ فَلْیَسْتَنْثِرْ وَمَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْیُوْتِرْ.(متفق علیہ)7-140

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے فرمایا جو شخص وضو کرے اسے اچھی طرح ناک صاف کرنی چاہیے اور استنجا کے وقت طاق ڈھیلے استعمال کرنے چاہییں۔(بخاری و مسلم)

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَدْخُلُ الْخَلَاءَ فَاَحْمِلُ اَنَا وَغُلَامٌ اِدَاوَۃً مِّنْ مَّاءٍ وَعَنَزَۃً یَسْتَنْجِیْ بِالْمَاءِ.(متفق علیہ)8-141

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ قضائے حاجت کے لئے جاتے۔ میں یا کوئی غلام استنجا کے لئے پانی کا لوٹا اور برچھی ساتھ لے جاتا۔ آپ ﷺ پانی کے ساتھ استنجا فرماتے۔(بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

برچھی زمین نرم کرنے کیلیے تا کہ پیشاب کے قطرے کپڑوں پر نہ پڑیں یا پانی کے ساتھ ڈھیلے استعمال کرنے کیلیے تھی۔

الفصل الثانی — دوسری فصل

عَنْ حُذَیْفَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ اَتَی النَّبِیُّ ﷺ سُبَاطَۃَ قَوْمٍ فَبَالَ قَائِمًا (متفق علیہ)9-142

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے صحیح ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ قوم کے کوڑا خانہ کے پاس گئے وہاں آپ نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔(بخاری و مسلم)

الفصل الثالث — تیسری فصل

عَنْ سَلْمَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ بَعْضُ الْمُشْرِکِیْنَ وَھُوَ یَسْتَھْزِئُ اِنِّیْ لَاَرٰی صَاحِبَکُمْ یُعَلِّمُکُمْ

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بعض مشرکوں نے مذاق کے طور پر کہا تمہارا نبی تمہیں استنجا کرنے کا طریقہ بھی

حَتّٰی الْخِرَاءَۃَ قُلْتُ اَجَلْ اَمَرَنَا اَنْ لَّا نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَۃَ وَلَا نَسْتَنْجِیَ بِاَیْمَانِنَا وَلَا نَکْتَفِیَ بِدُوْنِ ثَلٰثَۃِ اَحْجَارٍ لَیْسَ فِیْھَا رَجِیْعٌ وَلَا عَظْمٌ. (رواہ مسلم) 143-10

بتلاتا ہے؟ میں نے کہا کہ کیوں نہیں کہ آپ ﷺ ہمیں حکم دیتے ہیں کہ قبلہ کی طرف منہ اور دائیں ہاتھ سے استنجا اور تین ڈھیلوں سے کم ڈھیلے گوبر اور ہڈی استنجاء کے لیے استعمال نہ کریں۔ (مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ قضائے حاجت کے وقت قبلہ کی طرف پیٹھ اور منہ نہیں ہونا چاہیے۔

۲۔ مجبوری کے عالم میں پردے میں قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کرنا جائز ہے۔

۳۔ استنجا دائیں ہاتھ کے بجائے بائیں ہاتھ سے کرنا چاہیے۔

۴۔ پیشاب کے قطروں سے نہ بچنے والوں کو عذاب ہوگا۔

۵۔ قضائے حاجت سے پہلے ''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَآئِثِ''. اور بعد میں ''غُفْرَانَکَ'' پڑھنا چاہیے۔

۶۔ گوبر یا ہڈی سے استنجا نہیں کرنا چاہیے۔

۷۔ راہ گزر یا بیٹھنے کی جگہ پر پاخانہ پیشاب نہ کیا جائے۔

۸۔ پانی پیتے وقت برتن میں پھونک نہیں مارنی چاہیے۔

۹۔ استنجا کرتے ہوئے طاق ڈھیلے استعمال کرنے چاہییں۔

۱۰۔ مجبوری کی حالت میں کھڑے ہو کر پیشاب کیا جا سکتا ہے۔



بَابُ السِّوَاكِ

مسواک کی فضیلت واہمیت

رسولِ معظم ﷺ کو مسواک کرنا نہایت ہی پسند تھا۔اس سے منہ کی بدبو اور گلے کی فاسد رطوبتیں نکل جاتی ہیں۔دانت مضبوط چمکدار اور معدہ ہلکا ہونے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوتی ہے۔ساتھ ہی نماز کے اجر وثواب میں اضافہ ہوتا ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ میں مسواک کو ہر وضو کے ساتھ لازم کرنا چاہتا تھا۔لیکن اس لیے فرض قرار نہیں دیتا کہ اس سے میری اُمت پر بوجھ بڑھ جائے گا۔ آپ ﷺ نماز کے علاوہ بھی مسواک کا اہتمام فرمایا کرتے تھے۔

الفصل الاول

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَوْ لَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لَاَمَرْتُهُمْ بِتَأْخِیْرِ الْعِشَآءِ وَبِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ.(متفق عليه)1-144

عَنْ شُرَیْحِ بْنِ هَانِیٍٔ رضی اللہ عنہ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا بِاَیِّ شَیْءٍ كَانَ یَبْدَأُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَادَخَلَ بَیْتَهُ قَالَتْ بِالسِّوَاكِ. (مسلم)2-145

عَنْ حُذَیْفَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ ﷺ اِذَا قَامَ لِلتَّهَجُّدِ مِنَ اللَّیْلِ یَشُوْصُ فَاهُ بِالسِّوَاكِ. (متفق عليه)3-146

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَاقَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَشْرٌ مِّنَ الْفِطْرَةِ:قَصُّ الشَّارِبِ، وَاِعْفَاءُ اللِّحْیَةِ،وَالسِّوَاكُ، وَاسْتِنْشَاقُ الْمَاءِ،وَقَصُّ الْاَظْفَارِ، وَغَسْلُ الْبَرَاجِمِ،وَنَتْفُ الْاِبِطِ، وَحَلْقُ الْعَانَةِ،وَانْتِقَاصُ الْمَاءِ یَعْنِی الْاِسْتِنْجَاءَ. قَالَ الرَّاوِیُّ وَنَسِیْتُ الْعَاشِرَةَ اِلَّا

پہلی فصل

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا اگر میری امت پر یہ بات گراں نہ ہوتی تو میں عشاء کی نماز دیر سے پڑھنے کا حکم دیتا اور ہر نماز کے ساتھ مسواک کو لازم قرار دیتا۔(بخاری ومسلم)

حضرت شریح بن ھانی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ نبی محترم ﷺ گھر تشریف لاکر کون سا کام پہلے کیا کرتے تھے۔محترمہ رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا کہ آپ ﷺ پہلے مسواک کیا کرتے تھے۔(مسلم)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جب تہجد کے لئے اٹھتے تو پہلے اپنا منہ مسواک سے صاف کرتے۔(بخاری ومسلم)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں رسول معظم ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ دس کام فطرت کا تقاضا میں سے ہیں۔(۱) مونچھوں کو تراشنا،(۲) داڑھی بڑھانا، (۳) مسواک کرنا (۴) ناک کو پانی کے ساتھ صاف کرنا،(۵) ناخن تراشنا،(۶) جسم کو میل کچیل سے پاک رکھنا،(۷) بغلوں کے بال اکھیڑنا،(۸) زیر ناف بالوں کو مونڈنا،(۹)

اَنْ تَكُوْنَ الْمَضْمَضَةُ. (رَوَاهُ مُسْلِمٌ.)4-147

استنجا کرنا۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرنے والے راوی کہتے ہیں کہ میں بھول رہا ہوں کہ شاید دسواں کام کلی کرنا ہے۔(مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ اُرَانِيْ فِي الْمَنَامِ اَتَسَوَّكُ بِسِوَاكٍ،فَجَاءَنِيْ رَجُلَانِ اَحَدُهُمَا اَكْبَرُ مِنَ الْاٰخَرِ فَنَاوَلْتُ السِّوَاكَ الْاَصْغَرَ مِنْهُمَا فَقِيْلَ لِيْ كَبِّرْ فَدَفَعْتُهُ اِلَى الْاَكْبَرِ مِنْهُمَا.(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)5-148

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ میں مسواک کر رہا ہوں۔ میرے پاس دو آدمی آئے ایک چھوٹا تھا جبکہ دوسرا عمر میں بڑا تھا۔میں نے چھوٹے کی طرف مسواک بڑھائی تو مجھے کہا گیا کہ بڑے کو دینی چاہئے۔اس لیے میں نے بڑے آدمی کو مسواک پکڑا دی۔(بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

آپ ﷺ کے ارشادات کی روشنی سے ثابت ہوتا ہے کہ کھانے پینے میں چھوٹوں کا خیال رکھنا چاہیے اور ثواب کے کاموں میں چھوٹوں کے بجائے بڑوں کو پہلے موقعہ دینا چاہیے کیوں کہ دین کے حوالے سے بڑوں کے فرائض زیادہ ہیں۔

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَقَدْ اَكْثَرْتُ عَلَيْكُمْ فِي السِّوَاكِ.(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)6-149

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں کثرت کے ساتھ مسواک کرنے کی توجہ دلاتا ہوں۔(بخاری)

خلاصہ باب

فطرتِ صالحہ کے تقاضے

(۱)مونچھیں تراشنا(۲)داڑھی بڑھانا(۳)مسواک کرنا(۴)ناک جھاڑنا(۵)ناخن تراشنا(۶)جسم کو پاک رکھنا(۷) بغلوں کے بال اکھاڑنا(۸)زیرناف بال صاف کرنا(۹)استنجا کرنا(۱۰)ختنہ کروانا۔

فطرت سے مراد یہ ہے۔کہ اگر دینی حکم نہ بھی ہوتا تب بھی یہ کام ہر آدمی لازمی کرتا نہ کرنے کو برا سمجھتا۔



بَابُ سُنَنِ الْوُضُوْءِ

وضو کے طریقے

الفصل الاول

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا سْتَیْقَظَ اَحَدُکُمْ مِنْ نَّوْمِهٖ فَلَا یَغْمِسْ یَدَهٗ فِی الْاِنَآءِ حَتّٰی یَغْسِلَهَا ثَلٰثًا فَاِنَّهٗ لَا یَدْرِیْ اَیْنَ بَاتَتْ یَدُهٗ.(متفق علیه)150-1

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اسْتَیْقَظَ اَحَدُکُمْ مِّنْ مَّنَامِهٖ فَتَوَضَّأَ فَلْیَسْتَنْثِرْ ثَلٰثًا فَاِنَّ الشَّیْطَانَ یَبِیْتُ عَلٰی خَیْشُوْمِهٖ.(متفق علیه)وَفِی الْمُتَّفَقِ عَلَیْهِ قِیْلَ لِعَبْدِاللّٰهِ ابْنِ زَیْدِ ابْنِ عَاصِمٍ ﷺ تَوَضَّأْ لَنَا وُضُوْءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَدَعَا بِاِنَآءٍ فَاَکْفَاَمِنْهُ عَلٰی یَدَیْهِ فَغَسَلَهُمَا ثَلٰثًا ثُمَّ اَدْخَلَ یَدَهٗ فَاسْتَخْرَجَهَا فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ مِنْ کَفٍّ وَّاحِدَةٍ فَفَعَلَ ذٰلِکَ ثَلٰثًا ثُمَّ اَدْخَلَ یَدَهٗ فَاسْتَخْرَجَهَا فَغَسَلَ وَجْهَهٗ ثَلٰثًا ثُمَّ اَدْخَلَ یَدَهٗ فَاسْتَخْرَجَهَا فَغَسَلَ یَدَیْهِ اِلَی الْمِرْفَقَیْنِ مَرَّتَیْنِ مَرَّتَیْنِ ثُمَّ اَدْخَلَ یَدَهٗ فَاسْتَخْرَجَهَا فَمَسَحَ بِرَأْسِهٖ فَاَقْبَلَ بِیَدَیْهِ وَاَدْبَرَ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَیْهِ اِلَی الْکَعْبَیْنِ ثُمَّ قَالَ هٰکَذَا کَانَ وُضُوْءُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَفِیْ رِوَایَةٍ فَاَقْبَلَ بِهِمَا وَاَدْبَرَ بَدَأَ بِمُقَدَّمِ رَأْسِهٖ ثُمَّ ذَهَبَ بِهِمَا اِلٰی قَفَاهُ ثُمَّ رَدَّهُمَا حَتّٰی رَجَعَ اِلَی الْمَکَانِ الَّذِیْ بَدَأَ مِنْهُ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَیْهِ

پہلی فصل

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں رسول کریم ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ جب تم میں سے کوئی شخص اپنی نیند سے بیدار ہوتو وہ اپنے ہاتھ تین دفعہ دھونے سے پہلے پانی کے برتن میں نہ ڈالے کیونکہ اسے کیا معلوم کہ اس کے ہاتھ نیند میں جسم کے کس حصے پر لگے ہیں۔(بخاری ومسلم)

حضرت ابو ہریرہ ﷺ ہی رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان ذکر کرتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی شخص نیند سے بیدار ہوتو وہ وضو کرے اسے تین دفعہ اپنی ناک جھاڑنی چاہیے۔اس لئے کہ شیطان اس کی ناک میں رات گزارتا ہے۔(بخاری ٔمسلم)

اور بخاری ومسلم میں ہے کہ عبداللہ بن زید بن عاصم ﷺ سے کہا گیا رسول مکرم ﷺ جیسا وضو کرکے دکھلاؤ۔تو انہوں نے برتن منگوایا اور اس سے اپنے ہاتھوں پر پانی ڈالا اور ان کو تین بار صاف کیا پھر اپنے دائیں ہاتھ کو برتن میں ڈالا اور اس میں سے پانی نکالا منہ اور ناک میں ایک ہی چلو سے پانی ڈالا انہیں تین بار صاف کیا۔پھر اپنا ہاتھ برتن میں ڈالا اس میں سے پانی نکالا تو اپنے چہرے کو تین بار دھویا۔پھر اپنے ہاتھ کو برتن میں ڈالا اور پانی نکال کر اپنے بازوؤں کو کہنیوں تک دو بار دھویا۔پھر اپنے ہاتھ برتن میں داخل کر کے پانی نکالتے ہوئے اپنے سر کا مسح کیا۔اپنے دونوں ہاتھوں کو پیچھے کی طرف لے گئے پھر آگے کی طرف واپس لائے پھر اپنے دونوں پاؤں کو ٹخنوں تک دھویا بعد ازاں فرمایا رسول اللہ ﷺ وضو اس طرح کیا کرتے تھے۔ایک اور روایت میں ہے آپ ﷺ نے سر کے اگلے حصے سے آغاز

وَفِيْ رِوَايَةٍفَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَاسْتَنْثَرَ ثَلٰثًا بِثَلٰثِ غُرُفَاتٍ مِّنْ مَّآءٍ وَّفِيْ أُخْرٰى فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ مِنْ كَفَّةٍ وَّاحِدَةٍ فَفَعَلَ ذٰلِكَ ثَلٰثًا وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلْبُخَارِيِّ فَمَسَحَ رَأْسَهُ فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَدْبَرَ مَرَّةً وَّاحِدَةً ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ وَفِيْ أُخْرٰى لَهُ فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ مِّنْ غُرْفَةٍ وَّاحِدَةٍ. 2-151

کیا پھران دونوں کو گدی تک لے گئے پھران کو لوٹایا یہاں تک کہ پیشانی پر واپس لائے جہاں سے شروع کیا تھا۔ پھر اپنے دونوں پاؤں کو دھویا۔ دوسری روایت میں ہے آپ ﷺ نے تین چلوؤں سے منہ اور ناک میں پانی ڈالا اور ناک صاف کی۔ اور ایک تیسری روایت میں ہے آپ نے ایک چلو سے ہی منہ اور ناک میں پانی ڈالا۔ آپ نے تین بار ایسا کیا اور بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے سر کا مسح کیا۔ ایک بار ہاتھ آگے سے پیچھے تک لے گئے اور اسی طرح پیشانی پر واپس لائے۔ پھر اپنے دونوں پاؤں کو دونوں ٹخنوں تک دھویا۔ ایک اور روایت میں ہے آپ ﷺ نے ایک چلو سے ہی تین بار کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا۔ (بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

شریعت کے نقطہءنظر سے ہر برائی اور کمزوری شیطان کے سبب سے ہوا کرتی ہے۔ اس لئے نیند کے بعد اٹھنے کے وقت سستی کو شیطان سے تشبیہ دی ہے سوتے وقت آدمی کی ناک میں ٹھہرنے کا مطلب حقیقتاً بھی ہوسکتا ہے

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ تَوَضَّأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَرَّةً مَرَّةً لَمْ يَزِدْ عَلٰى هٰذَا.(بخاری) 3-152

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول کریم ﷺ نے وضو فرمایا آپ ﷺ نے تمام اعضاء کو صرف ایک ایک مرتبہ دھویا۔ (بخاری)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَوَضَّأَ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ. (بخاری) 4-153

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے وضو فرمایا تو اعضا کو دو دو مرتبہ دھویا (بخاری)

عَنْ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ تَوَضَّأَ بِالْمَقَاعِدِ فَقَالَ أَلَا أُرِيْكُمْ وُضُوْءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَتَوَضَّأَ ثَلٰثًا ثَلٰثًا.(مسلم) 5-154

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مقاعد کے مقام پر وضو کرنے سے پہلے اعلان فرمایا کہ آؤ میں تمہیں رسول اکرم ﷺ کے وضو کا طریقہ دکھلاتا ہوں پھر وضو کرتے ہوئے ہر عضو کو تین تین بار دھویا۔ (مسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ قَالَ رَجَعْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ مَّكَّةَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِمَآءٍ بِالطَّرِيْقِ تَعَجَّلَ قَوْمٌ عِنْدَ الْعَصْرِ فَتَوَضَّؤُا وَهُمْ عُجَّالٌ فَانْتَهَيْنَا إِلَيْهِمْ وَأَعْقَابُهُمْ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول کریم ﷺ کے ساتھ مکے سے مدینے کی طرف جا رہے تھے جب ہم راستے میں پانی کے پاس پہنچے تو قافلہ کے پہلے لوگوں نے نماز عصر کے لئے جلد بازی میں وضو کیا جب ہم نے انہیں

تَلُوحُ لَمْ يَمَسَّهَا الْمَآءُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَيْلٌ لِّلْاَعْقَابِ مِنَ النَّارِ اَسْبِغُوا الْوُضُوْءَ. (مسلم) 155-6

دیکھا تو ان کی ایڑیاں خشک تھیں تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جاؤ اچھی طرح وضو کرو ان ایڑیوں کے لئے جہنم کی آگ ہوگی۔ (مسلم)

عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ اِنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَوَضَّأَ فَمَسَحَ بِنَاصِيَتِهٖ وَعَلَى الْعِمَامَةِ وَعَلَى الْخُفَّيْنِ. (رواہ مسلم) 156-7

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے وضو کرتے ہوئے اپنی پیشانی کے بالوں اور پگڑی اور پھر دونوں موزوں پر مسح کیا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُحِبُّ التَّيَمُّنَ مَا اسْتَطَاعَ فِيْ شَأْنِهٖ كُلِّهٖ فِيْ طُهُوْرِهٖ وَتَرَجُّلِهٖ وَتَنَعُّلِهٖ. (متفق علیہ) 157-8

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ ہر کام کی ابتداء حسب استطاعت دائیں جانب سے کرنا پسند فرمایا کرتے تھے، وضو کرتے، کنگھی کرتے حتی کہ جوتا پہنتے ہوئے بھی۔ (بخاری و مسلم)

الفصل الثانی

دوسری فصل

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ رضی اللہ عنہ اَنَّهٗ رَاَى النَّبِيَّ ﷺ تَوَضَّأَ وَاَنَّهٗ مَسَحَ رَأْسَهٗ بِمَاءٍ غَيْرَ فَضْلِ يَدَيْهِ. (رواہ مسلم) 158-9

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی معظم ﷺ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا کہ آپ ﷺ نے سر کا مسح بچے ہوئے پانی کے علاوہ سے کیا (مسلم)

خلاصۂ باب

ا۔ نیند سے اٹھنے کے بعد یکدم ہاتھ پانی کے برتن میں ڈالنے کے بجائے پہلے الگ دھونے چاہییں۔

۲۔ صبح اٹھتے ہوئے تین دفعہ ناک جھاڑنا سنت ہے جس سے سستی دور ہو جاتی ہے۔

۳۔ وضو کے اعضا کا کوئی حصہ خشک نہیں رہنا چاہیے ایڑیوں کا بالخصوص ذکر اس لیے فرمایا کہ اکثر طور پر وضو میں یہی خشک رہ جاتی ہیں۔

۴۔ ٹوپی یا دستار پر مسح کرنا سنت ہے۔

۵۔ وضو میں پہلے دایاں پھر بایاں عضو دھونا چاہیے

۶۔ بزرگوں کو چاہیے کہ کبھی کبھی چھوٹوں کو وضو کر کے دکھایا کریں۔

۷۔ ایک ہی وضو میں کچھ اعضاء دو دو مرتبہ اور باقی تین تین دفعہ دھوئے جا سکتے ہیں۔



بَابُ الْغُسْلِ

غسل کا باب

قرآن وحدیث میں پاک رہنے کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ بالخصوص جب جسم یا کپڑے پر غلاظت ہو تو اسے دھونے کا حکم ہے۔ جنابت اور احتلام کی حالت میں مخصوص اعضاء کے علاوہ بظاہر جسم پر کوئی غلاظت دکھائی نہیں دیتی لیکن اس کے باوجود غسل کرنا فرض قرار دیا گیا ہے۔ اس لیے کہ اس حالت میں انسان کے جسم سے ایک خاص قسم کی بدبو خارج ہوتی ہے۔ جس سے جسم متعفن ہو جاتا ہے اور اس حالت سے اللہ تعالیٰ کے پاک فرشتوں کو کوفت ہوتی ہے پھر اس حالت میں انسان کے جسم میں سستی اور کاہلی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس سے نجات پانے کے لئے غسل لازم کیا گیا ہے۔ تاکہ مسلمان ہر اعتبار سے پاک صاف اور مستعد رہیں۔

الفصل الاول

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷜ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا جَلَسَ اَحَدُكُمْ بَیْنَ شُعَبِهَا الْاَرْبَعِ ثُمَّ جَهَدَهَا فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ وَاِنْ لَّمْ یُنْزِلْ. (متفق علیه) 1-159

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ ﷜ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّمَا الْمَآءُ مِنَ الْمَآءِ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 2-160

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَتْ اُمُّ سُلَیْمٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَسْتَحْیِیْ مِنَ الْحَقِّ فَهَلْ عَلَی الْمَرْاَةِ مِنْ غُسْلٍ اِذَا احْتَلَمَتْ قَالَ نَعَمْ اِذَا رَاَتِ الْمَآءَ فَغَطَّتْ اُمُّ سَلَمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا وَجْهَهَا وَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَوَ تَحْتَلِمُ الْمَرْاَةُ قَالَ نَعَمْ تَرِبَتْ یَمِیْنُكِ فَبِمَ یُشْبِهُهَا وَلَدُهَا (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ) وَزَادَ مُسْلِمٌ بِرِوَایَةِ اُمِّ سُلَیْمٍ اَنَّ مَآءَ الرَّجُلِ

پہلی فصل

حضرت ابوہریرہ ﷜ بیان کرتے ہیں رسول کریم ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص عورت کے چار اعضاء کے درمیان بیٹھے (مباشرت کی کوشش کرے) انزال نہ بھی ہو تو غسل لازم ہو جائے گا۔ (بخاری ومسلم)

حضرت ابوسعید ﷜ بیان کرتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا غسل واجب ہوتا ہے آدمی کے پانی نکلنے سے۔ (مسلم)

حضرت امّ سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں ام اسلیم رضی اللہ عنہا نے رسول اکرم ﷺ سے عرض کیا یقیناً اللہ تعالیٰ حق بیان کرنے سے نہیں شرماتا کیا عورت کو احتلام ہو تو غسل واجب ہو جاتا ہے؟ فرمایا جی ہاں جب وہ پانی کے اثرات محسوس کرے۔ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے شرم کے مارے اپنا چہرہ ڈھانپتے ہوئے عرض کیا اے اللہ کے رسول! کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے؟ فرمایا کیوں نہیں تیرا دایاں ہاتھ خاک آلود ہو، عورت کا بچہ اس کے مشابہ کس طرح

غَلِيظٌ اَبْيَضُ وَمَآءَ الْمَرْاَةِ رَقِيقٌ اَصْفَرُ اَيُّهُمَا عَلَا اَوْ سَبَقَ يَكُوْنُ مِنْهُ الشَّبَهُ. 161-3

ہوتا ہے؟ (بخاری، مسلم) مسلم میں حضرت ام سلیم کے حوالے سے ہے کہ آدمی کا مادہ گاڑھا اور سفید ہوتا ہے جبکہ عورت کا پتلا اور زرد رنگ کا ہوا کرتا ہے۔ جس کا جوہر حیات غالب ہوگا بچے کی شکل وصورت اسی پر ہوگی۔

عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ بَدَأَ فَغَسَلَ يَدَيْهِ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ كَمَا يَتَوَضَّأُ لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ يُدْخِلُ اَصَابِعَهُ فِي الْمَآءِ فَيُخَلِّلُ بِهَا اُصُوْلَ شَعْرِهٖ ثُمَّ يَصُبُّ عَلٰى رَاْسِهٖ ثَلٰثَ غُرُفَاتٍ بِيَدَيْهِ ثُمَّ يُفْرِغُ الْمَآءَ عَلٰى جِلْدِهٖ كُلِّهٖ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ يَبْدَأُ فَيَغْسِلُ يَدَيْهِ قَبْلَ اَنْ يُّدْخِلَهُمَا الْاِنَآءَ ثُمَّ يُفْرِغُ بِيَمِيْنِهٖ عَلٰى شِمَالِهٖ فَيَغْسِلُ فَرْجَهٗ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ. 162-4

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول کریم ﷺ جب جنابت کا غسل کرتے تو پہلے اپنے ہاتھ دھویا کرتے پھر نماز جیسا وضو فرماتے اس کے بعد ہاتھوں میں پانی لے کر اپنے بالوں کی جڑوں کو تر کرتے پھر تین دفعہ اپنے سر پر پانی ڈالتے اور بعد میں پورے جسم کا غسل کرتے۔ (بخاری و مسلم) امام مسلم نے ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے آپ ﷺ برتن میں ہاتھ ڈالنے کی بجائے الگ ہاتھ دھوتے پھر دائیں ہاتھ کے ساتھ پانی ڈالتے ہوئے بائیں سے استنجا کرتے اور اس کے بعد وضو کرتے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَتْ مَيْمُوْنَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَضَعْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ غُسْلًا فَسَتَرْتُهٗ بِثَوْبٍ وَصَبَّ عَلٰى يَدَيْهِ فَغَسَلَهُمَا ثُمَّ صَبَّ بِيَمِيْنِهٖ عَلٰى شِمَالِهٖ فَغَسَلَ فَرْجَهٗ فَضَرَبَ بِيَدِهِ الْاَرْضَ فَمَسَحَهَا ثُمَّ غَسَلَهَا فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَغَسَلَ وَجْهَهٗ وَذِرَاعَيْهِ ثُمَّ صَبَّ عَلٰى رَاْسِهٖ وَاَفَاضَ عَلٰى جَسَدِهٖ ثُمَّ تَنَحّٰى فَغَسَلَ قَدَمَيْهِ فَنَاوَلْتُهٗ ثَوْبًا فَلَمْ يَاْخُذْهُ فَانْطَلَقَ وَهُوَ يَنْفُضُ يَدَيْهِ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) وَلَفْظُهٗ لِلْبُخَارِيِّ. 163-5

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ان کی خالہ ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے لئے غسل کا پانی رکھا آپ نے کپڑے سے پردہ کیا۔ آپ ﷺ نے دونوں ہاتھوں کو دھویا پھر دائیں ہاتھ سے پانی لے کر بائیں ہاتھ کے ساتھ اپنی شرم گاہ کو دھویا پھر ہاتھ کو زمین پر ملتے ہوئے صاف کیا، پھر غسل کی ابتدا فرمائی کلی کی اور ناک صاف کی اپنے چہرے اور دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک دھویا۔ اپنے سر اور جسم کے اوپر پانی ڈالا۔ پھر تھوڑا ساہٹ کر اپنے پاؤں دھوئے۔ میں نے آپ ﷺ کو کپڑا دیا آپ اسے لیے بغیر چل دیے۔ آپ اس وقت اپنے ہاتھ جھاڑ رہے تھے۔ (بخاری و مسلم) یہ الفاظ بخاری کے ہیں۔

عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ اِنَّ امْرَاَةً مِنَ الْاَنْصَارِ سَاَلَتِ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک انصاری عورت نے نبی کریم ﷺ سے حیض کے بعد غسل کے بارے میں

غُسْلِهَا مِنَ الْمَحِيْضِ فَاَمَرَهَا كَيْفَ تَغْتَسِلُ ثُمَّ قَالَ خُذِيْ فِرْصَةً مِّنْ مِّسْكٍ فَتَطَهَّرِيْ بِهَا قَالَتْ كَيْفَ اَتَطَهَّرُ بِهَا فَقَالَ تَطَهَّرِيْ بِهَا قَالَتْ كَيْفَ اَتَطَهَّرُبِهَا قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ تَطَهَّرِيْ بِهَا فَاجْتَذَبْتُهَا اِلَيَّ فَقُلْتُ تَتَبَّعِيْ بِهَا اَثَرَ الدَّمِ. (متفق علیه)164-6

سوال کیا۔آپ ﷺ نے اسے غسل کا طریقہ بتانے کے بعد فرمایا کہ پھر روئی کے ساتھ کستوری کا استعمال کرتے ہوئے پاک ہوجاؤ وہ کہنے لگی کہ میں کس طرح پاک ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس طرح ہی تجھے پاک ہونا چاہیے۔اس نے تیسری دفعہ پھر کہا کہ مجھے کس طرح پاک ہونا چاہیے۔آپ ؐ نے سبحان اللہ کہتے ہوئے فرمایا کہ تجھے اس طرح پاک ہونا چاہیے۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے اسے اپنی طرف کھینچتے ہوئے کہا کہ روئی کو خون کی جگہ پر رکھو۔(بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

انصاری عورت کو طہارت کا مسئلہ سمجھانے کے لئے آپ ﷺ ننگے الفاظ نہیں استعمال فرمارہے تھے۔جس کی وجہ سے وہ بار بار پوچھ رہی تھی۔حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ صورت حال سمجھتے ہوئے اس عورت کو کھلے الفاظ میں سمجھایا۔اس سے ثابت ہوا کہ ایسے مسائل سمجھاتے ہوئے علماء کو کھلے الفاظ سے اجتناب کرنا چاہیے۔بہتر ہے کہ عورتوں کے مسائل عورتوں کے ذریعے بتلائے جائیں۔

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنِّيْ امْرَاَةٌ اَشُدُّ ضَفْرَ رَاْسِيْ اَفَاَنْقُضُهُ لِغُسْلِ الْجَنَابَةِ فَقَالَ لَا اِنَّمَا يَكْفِيْكِ اَنْ تَحْثِيَ عَلٰى رَاْسِكِ ثَلٰثَ حَثَيَاتٍ ثُمَّ تُفِيْضِيْنَ عَلَيْكِ الْمَآءَ فَتَطْهُرِيْنَ.(مسلم)165-7

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے عرض کیا کہ میں اپنے بالوں کو اچھی طرح باندھتی ہوں کیا غسل کے وقت مجھے بال کھولنے چاہییں؟ ارشاد ہوا نہیں تجھے کافی ہے کہ تین چلو پانی سر پر ڈالو اور اس کے بعد جسم پر پانی ڈالتے ہوئے پاک ہو جاؤ۔(مسلم)

وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَوَضَّأُ بِالْمُدِّ وَيَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ اِلٰى خَمْسَةِ اَمْدَادٍ. (متفق علیه)166-8

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ ایک مد پانی کے ساتھ وضو کرتے اور ایک صاع سے لے کر پانچ مد کے ساتھ غسل فرمایا کرتے تھے۔(بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

مد 525 گرام کا ہوتا ہے آپ ﷺ نے وضو کے لیے اتنا کم پانی استعمال فرما کر یہ نمونہ پیش فرمایا ہے کہ اگر آدمی کی طبیعت خراب یا پانی کم ہو تو صرف وضو کے اعضاء تر کر لینے ہی کافی ہیں۔پانی جسم سے نیچے بہانا ضروری نہیں۔

عَنْ مُّعَاذَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَتْ

حضرت معاذہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ام المومنین حضرت

عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا كُنْتُ اَغْتَسِلُ اَنَا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ اِنَاءٍ وَّاحِدٍ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ فَيُبَادِرُنِيْ حَتّٰى اَقُوْلَ دَعْ لِيْ دَعْ لِيْ قَالَتْ وَهُمَا جُنُبَانِ. (متفق عليه) 9-167

عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں اور رسول کریم ﷺ ایک برتن سے غسل کرتے جو میرے اور آپ کے درمیان ہوتا تھا۔ جب آپ ﷺ جلدی جلدی پانی استعمال کرتے تو میں آپ سے عرض کرتی کہ میرے لئے بھی پانی چھوڑیے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم اس وقت جنبی ہوتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

میاں بیوی ایک ہی برتن میں غسل کر سکتے ہیں بشرطیکہ استعمال شدہ پانی کے قطرے پانی میں پڑنے سے پرہیز کیا البتہ دوسری دفعہ جسم دھوتے وقت پانی کے قطرے برتن میں گر جائیں تو کوئی حرج نہیں کیونکہ اب جسم پاک ہو چکا ہے۔

خلاصۂ باب

۱۔ دخول کی صورت میں غسل واجب ہو جاتا ہے۔

۲۔ احتلام میں غسل لازم ہوگا۔

۳۔ غسل واجب سے پہلے مخصوص اعضاء کو دھونا چاہیے۔ وضو کے بعد غسل کرنا چاہیے۔

۴۔ عورت کو جسم کے مخصوص حصہ پر خوشبو وغیرہ استعمال کرنی چاہیے تاکہ بدبو ختم ہو جائے۔

۵۔ غسل کے وقت عورت کو سر کے بال کھولنے ضروری نہیں۔ تر ہاتھوں سے سر کا خلال کافی ہے۔

۶۔ عورتوں کو مسائل شرم و حیا کے اندر رہتے ہوئے بتلانے چاہئیں۔



بَابُ مُخَالَطَةِ الْجُنُبِ وَمَا يُبَاحُ لَهُ

جنبی کے ساتھ میل جول اور اس کے لیے کون سے کام جائز ہیں

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷛ قَالَ لَقِيَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَنَا جُنُبٌ فَاَخَذَ بِيَدِیْ فَمَشَيْتُ مَعَهٗ حَتّٰی قَعَدَ فَانْسَلَلْتُ فَاَتَيْتُ الرَّحْلَ فَاغْتَسَلْتُ ثُمَّ جِئْتُ وَهُوَ قَاعِدٌ فَقَالَ اَيْنَ كُنْتَ يَا اَبَاهُرَيْرَةَ ﷛ فَقُلْتُ لَهٗ فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا يَنْجُسُ هٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِیِّ وَلِمُسْلِمٍ مَعْنَاهُ وَزَادَ بَعْدَ قَوْلِهٖ فَقُلْتُ لَهٗ لَقَدْ لَقِيْتَنِیْ وَاَنَا جُنُبٌ فَكَرِهْتُ اَنْ اُجَالِسَكَ حَتّٰی اَغْتَسِلَ وَكَذَا الْبُخَارِیُّ فِیْ رِوَايَةٍ اُخْرٰی. 1-168

حضرت ابو ہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں میں جنبی تھا راستے میں میری ملاقات رسول محترم ﷺ سے ہوئی اور آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور اس طرح چلتے ہوئے آپ ایک جگہ پر تشریف فرما ہوئے میں موقع پاتے ہی گھر آیا اور غسل کر کے آپ کی خدمت میں جب حاضر ہوا تو آپ اسی جگہ بیٹھے ہوئے تھے آپ ﷺ فرماتے ہیں ابو ہریرہ! تم کہاں چلے گئے؟ میں نے اپنی کیفیت بتلاتے ہوئے عرض کیا کہ میرا جسم پلید تھا اور آپ نے تب فرمایا کہ سبحان اللہ مومن پلید نہیں ہوتا۔ (بخاری)

یہ بخاری کے الفاظ ہیں اور امام مسلم نے بھی اسی طرح روایت بیان کی ہے لیکن اس میں یہ الفاظ زائد ہیں نبی کریم ﷺ کے پوچھنے کے بعد میں نے آپ سے عرض کیا جب آپ سے میری ملاقات ہوئی تو میں جنبی تھا میں نے ناپسند کیا کہ آپ کے ساتھ غسل کے بغیر بیٹھوں اور بخاری نے بھی اسی طرح ایک اور روایت میں بیان کیا۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ ذَكَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ﷛ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهٗ تُصِيْبُهُ الْجَنَابَةُ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَوَضَّاْ وَاغْسِلْ ذَكَرَكَ ثُمَّ نَمْ. (متفق عليه) 2-169

حضرت عبداللہ بن عمر ﷛ حضرت عمر بن خطاب ﷛ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر ﷛ نے نبی کریم ﷺ سے استفسار کیا کہ رات کے وقت میں ناپاک ہو جاؤں تو مجھے کیا کرنا چاہیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس حالت میں اپنے مخصوص عضو کو دھو کر اور وضو کرنے کے بعد تمہیں سونا چاہیے۔

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِیُّ ﷺ اِذَا كَانَ جُنُبًا فَاَرَادَ اَنْ يَّاْكُلَ اَوْ يَنَامَ تَوَضَّاَ وُضُوْئَهٗ لِلصَّلٰوةِ. (متفق عليه) 3-170

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں جب رسول اکرم ﷺ جنبی ہونے کی حالت میں کوئی چیز کھانے یا سونے کا ارادہ فرماتے تو پہلے نماز جیسا وضو کیا کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِیِّ ﷛ قَالَ قَالَ

جناب ابو سعید خدری ﷛ ذکر کرتے ہیں رسول اکرم ﷺ

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَتٰی اَحَدُکُمْ اَهْلَهٗ ثُمَّ اَرَادَ اَنْ یَّعُوْدَ فَلْیَتَوَضَّأْ بَیْنَهُمَا وُضُوْءً. (مسلم)171-4

نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی کے پاس دوبارہ جانے کا ارادہ کرے تو اسے اس دوران وضو کرنا چاہیے۔(مسلم)

عَنْ اَنَسٍ ؓ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ یَطُوْفُ عَلٰی نِسَآئِهٖ بِغُسْلٍ وَّاحِدٍ. (مسلم)172-5

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں رسول اکرم ﷺ اپنی بیویوں سے جماع کرکے ایک ہی مرتبہ غسل فرماتے تھے۔(مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ یَذْکُرُ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ عَلٰی کُلِّ اَحْیَانِهٖ. رواه مسلم173-6

حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں رسولِ معظم ﷺ ہر حال میں اللہ کا ذکر کیا کرتے تھے۔(مسلم)

فہم الحدیث

صحت اور پاکیزگی کے اعتبار سے بہتر یہی ہے کہ آدمی دوسری دفعہ ہم بستری کرنے یا سونے سے پہلے وضو کرے تاکہ طبیعت میں تازگی پیدا ہو جائے تاہم یہ وضو اختیاری ہے زبانی ذکر کرنے کے لیے طہارت اور وضو ضروری نہیں البتہ قرآن مجید کی تلاوت کے لیے پاکیزگی ضروری ہے۔

خلاصۂ باب

۱۔ محتلم یا جنبی کو ہاتھ لگانے والا پلید نہیں ہوتا

۲۔ ناپاکی میں ہاتھ دھوکر کھانا پینا جائز ہے البتہ وضو کرکے کھانا پینا زیادہ افضل ہے۔

۳۔ جنبی آدمی زبانی ذکر کرسکتا ہے۔



بَابُ اَحْكَامِ الْمِيَاهِ

پانی کے احکامات

حدیث کی دوسری کتب میں بنیادی طور پر پانی ناپاک ہونے کے تین اصول بیان ہوئے ہیں غلاظت کی وجہ سے رنگت یا ذائقہ میں تبدیلی اور بدبو کا پیدا ہونا اس صورت میں پانی ناپاک ہو جائے گا۔ اور اس سے وضو اور غسل وغیرہ جائز نہیں۔

الفصل الاوّل

پہلی فصل

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَبُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ فِی الْمَاءِ الدَّآئِمِ الَّذِیْ لَا يَجْرِیْ ثُمَّ يَغْتَسِلُ فِيْهِ (مُتَّفقٌ عَلَيْهِ وَفِیْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ قَالَ لَا يَغْتَسِلُ اَحَدُكُمْ فِی الْمَاءِ الدَّائِمِ وَهُوَ جُنُبٌ قَالُوْا كَيْفَ يَفْعَلُ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ يَتَنَاوَلُهُ تَنَاوُلًا. 174-1

حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کوئی شخص ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے کے بعد اس میں غسل نہ کرے۔ (بخاری و مسلم) مسلم کی روایت میں ہے کہ کوئی شخص جنبی ہونے کی حالت میں ٹھہرے ہوئے پانی میں غسل نہ کرے۔ لوگوں نے پوچھا ابوہریرہ ؓ! پھر کس طرح غسل کرے؟ انہوں نے فرمایا کہ پانی الگ لے کر۔

عَنْ جَابِرٍ ؓ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يُّبَالَ فِی الْمَاءِ الرَّاكِدِ. (مسلم) 175-2

حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (مسلم)

عَنِ السَّآئِبِ بْنِ يَزِيْدَ ؓ قَالَ ذَهَبَتْ بِیْ خَالَتِیْ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ ابْنَ اُخْتِیْ وَجِعٌ فَمَسَحَ رَاْسِیْ وَدَعَالِیْ بِالْبَرَكَةِ ثُمَّ تَوَضَّاَ فَشَرِبْتُ مِنْ وَّضُوْئِهٖ ثُمَّ قُمْتُ خَلْفَ ظَهْرِهٖ فَنَظَرْتُ اِلٰی خَاتِمِ النُّبُوَّةِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ مِثْلَ زِرِّ الْحَجَلَةِ. (متفق عليه) 176-3

حضرت سائب بن یزید ؓ اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ میری خالہ مجھے اپنے ساتھ لے کر رسول اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگی کہ میرے اس بھانجے کو سر کی تکلیف رہتی ہے۔ آپ ﷺ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے برکت کی دعا دی پھر آپ ﷺ نے وضو کیا۔ اور میں نے آپ کے وضو سے بچا ہوا پانی پی لیا۔ اور میں آپ کے پیچھے کھڑا آپ کی مہر نبوت کو دیکھ رہا تھا جو آپ ﷺ کے کندھوں کے درمیان کبوتری کے انڈے کی طرح تھی۔ (بخاری، مسلم)



بَابُ تَطْهِيرِ النَّجَاسَاتِ

نجاستوں کی صفائی

الفصل الاوّل

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا شَرِبَ الْكَلْبُ فِیْ اِنَآءِ اَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِیْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ قَالَ طُهُوْرُ اِنَآءِ اَحَدِكُمْ اِذَا وَلَغَ فِيْهِ الْكَلْبُ اَنْ يَغْسِلَهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ اُوْلٰهُنَّ بِالتُّرَابِ. 177-1

وَعَنْهُ قَالَ قَامَ اَعْرَابِیٌّ فَبَالَ فِی الْمَسْجِدِ فَتَنَاوَلَهُ النَّاسُ فَقَالَ لَهُمُ النَّبِیُّ ﷺ دَعُوْهُ وَهَرِيْقُوْا عَلٰی بَوْلِهٖ سَجْلًا مِّنْ مَّآءٍ اَوْ ذَنُوْبًا مِّنْ مَّآءٍ فَاِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُيَسِّرِيْنَ وَلَمْ تُبْعَثُوْا مُعَسِّرِيْنَ . (بخاری) 178-2

عَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ فِی الْمَسْجِدِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِذْ جَآءَ اَعْرَابِیٌّ فَقَامَ يَبُوْلُ فِی الْمَسْجِدِ فَقَالَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَهْ مَهْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تُزْرِمُوْهُ دَعُوْهُ فَتَرَكُوْهُ حَتّٰی بَالَ ثُمَّ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَعَاهُ فَقَالَ لَهٗ اِنَّ هٰذِهِ الْمَسَاجِدَ لَا تَصْلُحُ لِشَیْءٍ مِّنْ هٰذَا الْبَوْلِ وَالْقَذَرِ اِنَّمَا هِیَ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَالصَّلٰوةِ وَقِرَآئَةِ الْقُرْاٰنِ اَوْ كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ وَاَمَرَ رَجُلًا مِّنَ الْقَوْمِ فَجَآءَ بِدَلْوٍ مِّنْ مَّآءٍ فَسَنَّهٗ عَلَيْهِ (متفق علیه) 179-3

پہلی فصل

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا جب کسی کے برتن کو کتا چاٹ جائے اسے سات دفعہ دھونا چاہیے۔ (بخاری و مسلم) اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کتے کے چاٹے ہوئے برتن کو چھ دفعہ پانی اور ایک دفعہ مٹی سے صاف کرنا چاہیے۔

حضرت ابو ہریرہ ﷺ ہی ذکر کرتے ہیں ایک دیہاتی نے کھڑے ہو کر مسجد میں پیشاب کرنا شروع کر دیا۔ لوگ اس کی طرف جھپٹے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو اور اس کے پیشاب پر پانی کا مشکیزہ یا ڈول بہادو۔ تمہیں مشکلات پیدا کرنے کے بجائے آسانیوں کے لئے بھیجا گیا ہے۔ (بخاری)

حضرت انس ﷺ فرماتے ہیں ہم رسول محترم ﷺ کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک دیہاتی آیا اس نے کھڑے ہو کر مسجد میں پیشاب کرنا شروع کر دیا۔ صحابہ کرام ﷺ آگے بڑھ کر کہہ رہے تھے کہ رک جاؤ رک جاؤ۔ آپ ﷺ نے فرمایا اسے روکنے کی بجائے چھوڑ دو۔ لوگ پیچھے ہٹ گئے یہاں تک کہ اس نے پیشاب کر لیا۔ پھر اللہ کے رسول ﷺ نے اسے اپنے پاس بلا کر فرمایا یہ مساجد پیشاب اور گندگی کے لئے نہیں ہوتیں یہ مساجد اللہ کے ذکر، نماز، اور تلاوت قرآن کے لیے ہیں۔ اس قسم کے الفاظ رسول کریم ﷺ نے فرمائے۔ حضرت انس ﷺ نے بتایا بعد ازاں دوسرے شخص کو ہدایت فرمائی چنانچہ وہ پانی کا ڈول لے کر آیا اور پیشاب کے اوپر انڈیل دیا۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

یہ دیہاتی مسجد کے آداب سے واقف نہیں تھا اور نہ ہی اس وقت مسجد نبوی میں فرش لگا تھا کہ وہ آدمی مسجد اور دوسری جگہ کا امتیاز کر سکے یا ممکن ہے اسے پیشاب پر کنٹرول نہ ہو سکا ہو۔ بہر حال جب وہ اچانک پیشاب کرنے لگا تو مسجد تو پلید ہو گئی لہٰذا اسے درمیان میں روکتے تو مسجد کی پلیدی میں تو چنداں کمی واقع نہ ہوتی البتہ اس طرح پیشاب رکنے سے اسکے مثانے میں تکلیف کا احتمال تھا۔ جسکے لیے صحابہ کو روک دیا گیا بعد میں پانی انڈیل کر مسجد صاف کر دی گئی اس سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ ایسی حالت میں جگہ دھونے کی ضرورت نہیں رہتی۔

عَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ اَبِیْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سَاَلَتِ امْرَاَةٌ رَّسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَءَیْتَ اِحْدٰنَا اِذَا اَصَابَ ثَوْبَهَا الدَّمُ مِنَ الْحَیْضَةِ کَیْفَ تَصْنَعُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَصَابَ ثَوْبَ اِحْدٰکُنَّ الدَّمُ مِنَ الْمَحِیْضَةِ فَلْتَقْرُصْهُ ثُمَّ لِتَنْضَحْهُ بِمَآءٍ ثُمَّ لِتُصَلِّ فِیْهِ. (متفق علیه) 4-180

حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنھما کہتی ہیں ایک عورت نے رسول محترم ﷺ سے عرض کیا کہ آپ فرمائیں جب کسی کا کپڑا حیض کے خون سے آلودہ ہو جائے تو اسے کیا کرنا چاہیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جب کسی کے دامن کو حیض کا خون لگ جائے تو اسے کھرچ کر اور پانی سے دھو کر نماز پڑھنی چاہیے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ یَسَارٍ ؒ قَالَ سَاَلْتُ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ الْمَنِیِّ یُصِیْبُ الثَّوْبَ فَقَالَتْ کُنْتُ اَغْسِلُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَیَخْرُجُ اِلَی الصَّلٰوةِ وَاَثَرُ الْغَسْلِ فِیْ ثَوْبِهٖ (متفق علیه) 5-181

سلیمان بن یسار ؒ بیان کرتے ہیں میں نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ؓ سے سوال کیا جب کپڑے کو منی لگ جائے تو اسے کیا کرنا چاہیے۔ وہ فرماتی ہیں میں رسول اکرم ﷺ کے کپڑے کو دھوتی ابھی کپڑا گیلا ہوتا آپ نماز کے لئے تشریف لے جاتے حالانکہ دھونے کا نشان کپڑے پر ابھی موجود ہوتا۔ (بخاری و مسلم)

عَنِ الْاَسْوَدِ وَهَمَّامٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ کُنْتُ اَفْرُکُ الْمَنِیَّ مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَبِرِوَایَةِ عَلْقَمَةَ وَالْاَسْوَدِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا نَحْوَهٗ وَفِیْهِ ثُمَّ یُصَلِّیْ فِیْهِ.

حضرت اسود ؒ اور ہمام ؒ بیان کرتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں رسول کریم ﷺ کے کپڑے سے منی کھرچ دیا کرتی تھی۔ دوسری روایت علقمہ اور اسود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اسی طرح بیان کرتے ہیں کہ پھر آپ اس میں نماز پڑھتے۔ (مسلم)

عَنْ اُمِّ قَیْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ رضی الله عنها اَنَّهَا اَتَتْ بِابْنٍ لَّهَا صَغِیْرٍ لَّمْ یَاْکُلِ الطَّعَامَ اِلٰی

حضرت ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے اپنے چھوٹے بیٹے کو جو کھانے کے قابل نہیں تھا رسول کریم

رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاَجْلَسَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ حِجْرِهٖ فَبَالَ عَلٰى ثَوْبِهٖ فَدَعَا بِمَاءٍ فَنَضَحَهٗ وَلَمْ يَغْسِلْهُ. (متفق عليه)183-7---182-6

ﷺ کی خدمت میں دیا آپ نے اسے اپنی گود میں بٹھایا تو بچے نے آپ کے کپڑوں پر پیشاب کر دیا۔آپ ﷺ نے کپڑے کو دھویا نہیں بلکہ پانی چھڑک دیا (بخاری ومسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَاقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اِذَا دُبِغَ الْاِهَابُ فَقَدْ طَهُرَ. (مسلم)184-8

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنھما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول محترم ﷺ سے سنا جب چمڑے کو رنگ دیا جائے تو وہ پاک ہو جاتا ہے۔(مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ تُصُدِّقَ عَلٰى مَوْلَاةٍ لِمَيْمُوْنَةَ بِشَاةٍ فَمَاتَتْ فَمَرَّ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ هَلَّا اَخَذْتُمْ اِهَابَهَا فَدَبَغْتُمُوْهُ فَانْتَفَعْتُمْ بِهٖ فَقَالُوْا اِنَّهَا مَيْتَةٌ فَقَالَ اِنَّمَا حُرِّمَ اَكْلُهَا. (متفق عليه)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنھما بیان کرتے ہیں حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی لونڈی کو ایک بکری صدقہ دی گئی جب وہ مرگئی اور نبی اکرم ﷺ اس بکری کے قریب سے گزرے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اس کی کھال اتار کر اسے اچھی طرح رنگ دھو کر اسے کام میں کیوں نہیں لاتے؟ انہوں نے عرض کیا یہ تو مرچکی ہے۔فرمایا کہ مردہ جانور کھانا حرام ہے۔(بخاری ومسلم)

عَنْ سَوْدَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ مَاتَتْ لَنَا شَاةٌ فَدَبَغْنَا مَسْكَهَا ثُمَّ مَازِلْنَانَنْبِذُ فِيْهِ حَتّٰى صَارَ شَنًّا. (بخاری)185-9---186-10

ام المؤمنین حضرت سودہ رضی اللہ عنھا بیان فرماتی ہیں کہ ہماری ایک بکری مرگئی ہم نے اسکی کھال کو رنگ لیا اور ہم اس میں نبیذ بنایا کرتے تھے یہاں تک کہ وہ بوسیدہ ہوگئی (بخاری)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَاقَالَ كَانَتِ الْكِلَابُ تُقْبِلُ وَ تُدْبِرُ فِي الْمَسْجِدِ فِيْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمْ يَكُوْنُوْا يَرُشُّوْنَ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ .(بخاری)187-11

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھما فرماتے ہیں رسول کریم ﷺ کے زمانے میں بسا اوقات مسجد میں کتے آجاتے لیکن اس جگہ کو پانی سے نہیں دھویا جاتا تھا۔(بخاری)

خلاصہ باب

۱۔پیشاب کی جگہ پانی بہانے سے جگہ پاک ہو جاتی ہے۔فرش یا مٹی اکھاڑنے کی ضرورت نہیں۔

۲۔خشک ہونے کی صورت میں منی یا حیض کا خون اچھی طرح کھرچنے سے کپڑا پاک ہو جاتا ہے۔البتہ دھونا افضل ہے

۳۔دودھ پیتی بچی کے پیشاب آلودہ کپڑے کو دھونا اور بچے کے پیشاب پر چھینٹے مارنے سے کپڑا پاک ہو جاتا ہے۔

۴۔مردہ حلال جانور کی کھال دھونے سے پاک ہو جاتی ہے۔

بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ

موزوں پر مسح

شریعت نے طبائع اور حالات کے مطابق انسان کو ہر ممکن سہولت باہم پہنچانے کی کوشش کی ہے۔ پانی نہ ملنے کی صورت یا اس کے استعمال میں تکلیف کے پیش نظر تیمّم کی اجازت عنایت فرمائی اسی طرح نمازی کی سہولت کے لئے موزوں پر مسح کرنا بھی جائز قرار دیا اور حدیث کی مستند کتاب ترمذی میں جرابوں پر مسح کرنے کا بھی ثبوت ملتا ہے لیکن افسوس علماء نے الفاظ کی موشگافیوں میں پڑ کر امّت کو یہ باور کروانے کی کوشش کی ہے کہ مسح صرف چمڑے کے موزوں پر ہی ہوسکتا ہے۔ کچھ لوگوں نے یہ خودساختہ پابندیاں عائد کی ہیں کہ جرابیں اتنی موٹی ہونی چاہییں کہ ان کے ساتھ ننگے پاؤں تین میل سفر کیا جاسکے حالانکہ حدیث میں اس شرط کو لازم قرار نہیں دیا گیا مقیم کو پانچ نمازوں اور مسافر کو تین دن تک مسح کرنے کی اجازت عنایت فرمائی بشرطیکہ جرابیں پہنتے وقت وضو کیا ہو۔

الفصل الاوّل

عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِئٍ ؓ قَالَ سَأَلْتُ عَلِيَّ ابْنَ أَبِيْ طَالِبٍ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَقَالَ جَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلٰثَةَ أَيَّامٍ وَّلَيَالِيَهُنَّ لِلْمُسَافِرِ وَيَوْمًا وَّلَيْلَةً لِلْمُقِيْمِ. (مسلم)1-188

پہلی فصل

حضرت شریح بن ھانی ؓ کہتے ہیں میں نے حضرت علی ؓ بن ابی طالب سے موزوں پر مسح کرنے کے بارے میں سوال کیا۔ حضرت علی ؓ نے فرمایا کہ رسول کریم ﷺ نے مسافر کے لئے تین دن اور تین راتیں جبکہ مقیم کے لئے ایک دن اور ایک رات اجازت فرمائی ہے۔ (مسلم)

فہم الحدیث

وضو کرنے کے بعد جرابیں پہنی جائیں تو مسح کی مدّت وضو ٹوٹنے کے بعد شروع ہوگی جیسا کہ ایک آدمی نے صبح کی نماز مکمل وضو کرنے کے بعد جرابیں پہن کر پڑھی۔ پھر اسی وضو کے ساتھ ظہر ادا کی اس کے بعد اس کا وضو ٹوٹ گیا ہے۔ لہٰذا مسح کی مدّت عصر کی نماز سے شمار کی جائے گی۔ احتلام یا جنبی ہونے کی صورت میں اسے غسل کرنا ہوگا۔ پاخانہ یا پیشاب اور بے ہوشی کی وجہ سے مسح کی مدت ختم نہیں ہوتی۔

عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ ؓ أَنَّهُ غَزَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ غَزْوَةَ تَبُوْكَ قَالَ الْمُغِيْرَةُ فَتَبَرَّزَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قِبَلَ الْغَائِطِ فَحَمَلْتُ مَعَهُ إِدَاوَةً قَبْلَ الْفَجْرِ فَلَمَّا رَجَعَ أَخَذْتُ

حضرت مغیرہ بن شعبہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ وہ غزوہ تبوک میں رسول محترم ﷺ کے ساتھ تھے۔ مغیرہ ؓ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ فجر سے پہلے قضائے حاجت کے لئے نکلے تو میں ایک برتن اٹھائے ہوئے آپ کے ساتھ ہو چلا جب

اُهَرِيقُ عَلَى يَدَيْهِ مِنَ الْإِدَاوَةِ فَغَسَلَ يَدَيْهِ وَوَجْهَهُ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ مِّنْ صُوفٍ ذَهَبَ يَحْسُرُ عَنْ ذِرَاعَيْهِ فَضَاقَ كُمُّ الْجُبَّةِ فَاَخْرَجَ يَدَيْهِ مِنْ تَحْتِ الْجُبَّةِ وَاَلْقَى الْجُبَّةَ عَلٰى مَنْكِبَيْهِ وَغَسَلَ ذِرَاعَيْهِ ثُمَّ مَسَحَ بِنَاصِيَتِهٖ وَعَلَى الْعِمَامَةِ ثُمَّ اَهْوَيْتُ لِاَنْزِعَ خُفَّيْهِ فَقَالَ دَعْهُمَا فَاِنِّي اَدْخَلْتُهُمَا طَاهِرَتَيْنِ فَمَسَحَ عَلَيْهِمَا ثُمَّ رَكِبَ وَرَكِبْتُ فَانْتَهَيْنَا اِلَى الْقَوْمِ وَقَدْ قَامُوْا اِلَى الصَّلٰوةِ وَيُصَلِّي بِهِمْ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ وَّقَدْ رَكَعَ بِهِمْ رَكْعَةً فَلَمَّا اَحَسَّ بِالنَّبِيِّ ﷺ ذَهَبَ يَتَاَخَّرُ فَاَوْمٰى اِلَيْهِ فَاَدْرَكَ النَّبِيُّ ﷺ اِحْدَى الرَّكْعَتَيْنِ مَعَهُ فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ النَّبِيُّ ﷺ وَقُمْتُ مَعَهُ فَرَكَعْنَا الرَّكْعَةَ الَّتِيْ سَبَقَتْنَا .(مسلم)2-189

آپ واپس آئے تو میں نے برتن سے آپ کے ہاتھوں پر پانی ڈالا اور آپ نے اپنے ہاتھوں اور اپنے چہرے کو دھویا آپ نے اونی کوٹ پہنا ہوا تھا آپ نے آستینیں چڑھانے کی کوشش کی لیکن کوٹ تنگ ہونے کی وجہ سے آستینیں اوپر نہ ہوسکیں تو آپ ﷺ نے کوٹ اتار کر اپنے کندھوں پر رکھا اور نیچے سے اپنے بازو نکالے اور بازو دھوئے پھر اپنی پیشانی اور دستار پر مسح کیا میں جھک کر آپ کے موزے اتارنے کے لئے آگے بڑھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا انہیں چھوڑ دیجیے میں نے وضو کی حالت میں انہیں پہنا تھا اور اس کے بعد آپ نے ان پر مسح فرمایا۔ جب ہم سوار ہو کر واپس اپنے ساتھیوں کی طرف پلٹے تو عبدالرحمٰن بن عوف ﷛ ایک رکعت پڑھا چکے تھے جب اس نے آپ کی آمد محسوس کی تو وہ پیچھے ہٹنے لگے آپ ﷺ نے اشارہ فرمایا کہ امامت کرواتے رہو۔ آپ نے ایک رکعت ان کے ساتھ پڑھی۔ جب انہوں نے سلام پھیرا تو نبی اکرم ﷺ دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہوئے اور میں نے بھی آپ کے ساتھ باقی ماندہ نماز ادا کی۔(مسلم)

خلاصہ باب

۱۔ جرابوں پر مسح کرنا سنت ہے۔

۲۔ مقیم صرف پانچ نمازیں اور مسافر تین دن رات کی نمازوں میں مسح کر سکتا ہے۔

۳۔ جرابیں وضو کر کے پہننی چاہئیں تاکہ مسح کیا جا سکے۔

۴۔ جماعت سے چھوٹی رکعتیں بعد میں پوری کر کے سلام پھیرنا چاہیے۔

۵۔ کسی بزرگ کو وضو کروانا ثواب اور سعادت مندی کا کام ہے۔



بَابُ التَّیَمُّمِ

تیمّم کا طریقہ

مَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیَجْعَلَ عَلَیْکُمْ مِنْ حَرَجٍ وَّلٰکِنْ یُّرِیْدُ لِیُطَھِّرَکُمْ (المائدہ: ۵-۶)

"اللہ تعالیٰ تم پر سختی نہیں کرنا چاہتا وہ تو تمہیں پاک کرنا چاہتا ہے"

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میں تمہارے ساتھ آسانی چاہتا ہوں لہٰذا دین کا کوئی رکن اور حکم ایسا نہیں جس میں مشکل اور تنگی کے وقت رخصت اور آسانی پیدا نہ کی گئی ہو۔ غسل اور وضو میں بھی اس سہولت کا خیال رکھا گیا ہے چنانچہ حکم ہے جب پانی میسر نہ ہو یا پانی کے استعمال سے تکلیف میں اضافے کا اندیشہ ہو تو غسل اور وضو کے بجائے تیمم ہی کر لیا کرو۔ پھر تیمم میں یہ آسانی فرمائی اور حکم دیا کہ ایک ہی دفعہ چہرے اور ہاتھوں پر مٹی سے مسح کر لیا کرو۔ واجب غسل کے لئے بھی پانی نہ ملنے یا استعمال سے تکلیف میں اضافہ کے باعث زمین پر لیٹنے چہرے اور سارے جسم پر مٹی ملنے کی ضرورت نہیں۔ فقط نماز جیسا تیمم ہی کافی ہے۔

الفصل الاوّل — پہلی فصل

عَنْ حُذَیْفَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فُضِّلْنَا عَلَی النَّاسِ بِثَلٰثٍ جُعِلَتْ صُفُوْفُنَا کَصُفُوْفِ الْمَلٰئِکَةِ وَجُعِلَتْ لَنَا الْاَرْضُ کُلُّھَا مَسْجِدًا وَّجُعِلَتْ تُرْبَتُھَا لَنَا طَھُوْرًا اِذَا لَمْ نَجِدِ الْمَآءَ. (مسلم) 1-190

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمیں پہلی امتوں پر تین امتیازات حاصل ہیں۔

۱۔ ہم ملائکہ کی طرح صف بندی کرتے ہیں۔

۲۔ ہمارے لئے پوری زمین مسجد بنادی گئی ہے۔

۳۔ پانی نہ ملنے کی صورت میں مٹی کو ہی ہمارے لئے پاکیزگی کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔ (مسلم)

عَنْ عِمْرَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ کُنَّا فِیْ سَفَرٍ مَعَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَصَلّٰی بِالنَّاسِ فَلَمَّا انْفَتَلَ مِنْ صَلٰوتِہٖ اِذَا ھُوَ بِرَجُلٍ مُّعْتَزِلٍ لَمْ یُصَلِّ مَعَ الْقَوْمِ فَقَالَ مَا مَنَعَکَ یَا فُلَانُ اَنْ تُصَلِّیَ مَعَ الْقَوْمِ قَالَ اَصَابَتْنِیْ جَنَابَةٌ وَّلَا مَآءَ قَالَ عَلَیْکَ بِالصَّعِیْدِ فَاِنَّہٗ یَکْفِیْکَ. (متفق علیہ) 2-191

حضرت عمران رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کر رہے تھے آپ نے جماعت کروائی جب نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے ایک شخص کو الگ بیٹھے ہوئے دیکھا جو جماعت کے ساتھ شریک نہیں ہوا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھے ہمارے ساتھ نماز پڑھنے سے کس چیز نے روکا ہے۔ اس نے عرض کیا کہ مجھے پانی نہیں ملا جبکہ میں جنبی ہوں۔ ارشاد ہوا تجھے مٹی کے ساتھ تیمّم کرنا ہی کافی تھا۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ عَمَّارٍ رضی اللہ عنہ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلٰی عُمَرَ بْنِ

حضرت عمار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن

الْخَطَّابِ ﷺ فَقَالَ اِنِّیْ اَجْنَبْتُ فَلَمْ اُصِبِ الْمَآءَ فَقَالَ عَمَّارٌ لِعُمَرَ ﷺ اَمَا تَذْکُرُ اَنَّا کُنَّا فِیْ سَفَرٍ اَنَا وَاَنْتَ فَاَمَّا اَنْتَ فَلَمْ تُصَلِّ وَاَمَّا اَنَا فَتَمَعَّکْتُ فَصَلَّیْتُ فَذَکَرْتُ ذَالِکَ لِلنَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ اِنَّمَا کَانَ یَکْفِیْکَ هٰکَذَا فَضَرَبَ النَّبِیُّ ﷺ بِکَفَّیْهِ الْاَرْضَ وَنَفَخَ فِیْهِمَا ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهٗ وَکَفَّیْهِ رَوَاهُ الْبُخَارِیّ وَلِمُسْلِمٍ نَحْوَهٗ وَفِیْهِ قَالَ اِنَّمَا یَکْفِیْکَ اَنْ تَضْرِبَ بِیَدَیْکَ الْاَرْضَ ثُمَّ تَنْفُخُ ثُمَّ تَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَکَ وَکَفَّیْکَ. 3-192

خطاب ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتا ہے مجھے پانی نہیں ملا جبکہ میں جنبی ہوں عمار ﷺ نے حضرت عمر ﷺ سے عرض کیا کہ آپ کو یاد ہوگا کہ میں اور آپ ایک سفر میں تھے آپ نے نماز نہیں پڑھی تھی جبکہ میں نے زمین پر لوٹ پوٹ ہونے کے بعد نماز پڑھی پھر میں نے اس بات کا نبی اکرم ﷺ کے سامنے ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تیرے لئے اس طرح کرنا کافی تھا تب آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ زمین پر مارتے ہوئے ان میں پھونکا اس کے بعد اپنے چہرے اور دونوں ہاتھوں کا مسح فرمایا۔ امام بخاری اور امام مسلم نے بھی اس طرح ہی نقل کیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ تجھے یہی کافی تھا کہ تو زمین پر ہاتھ مار کر ان میں پھونک مارتے ہوئے اپنے چہرے اور ہاتھوں پر مسح کرتا۔

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ اَبِی الْجُهَیْمِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ الصِّمَّةِ ﷺ قَالَ اَقْبَلَ النَّبِیُّ مِنْ نَحْوِ بِئْرِ جَمَلٍ فَلَقِیَهٗ رَجُلٌ فَسَلَّمَ عَلَیْهِ فَلَمْ یَرُدَّ النَّبِیُّ حَتّٰی اَقْبَلَ عَلَی الْجِدَارِ فَمَسَحَ بِوَجْهِهٖ وَیَدَیْهِ ثُمَّ رَدَّ عَلَیْهِ السَّلَامَ (متفق علیه) 4-193

حضرت ابوجہیم بن حارث بن صمۃ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ نبی معظم ﷺ بئر جمل سے واپس تشریف لائے ایک شخص نے آگے بڑھ کر آپ کو سلام کیا آپ ﷺ نے اسے سلام کا جواب نہ دیا یہاں تک کہ دیوار سے اپنے ہاتھ اور چہرے پر مسح فرمایا۔ بعد از اں سلام کا جواب دیا۔ (بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

نبی اکرم ﷺ قضائے حاجت سے واپس تشریف لا رہے تھے جب اس شخص نے آپ کو سلام عرض کیا تو آپ نے اپنی ذات کی حد تک اس حالت میں سلام کا جواب دینا مناسب نہ سمجھا حالانکہ آپ ﷺ کے ارشادات سے یہ ثابت ہے کہ بغیر وضو اور غسل واجب کے ہوتے ہوئے بھی آدمی سلام کا جواب اور زبانی ذکر کر سکتا ہے۔

خلاصۂ باب

۱۔ بغیر وضو سلام کا جواب اور ذکر کیا جا سکتا ہے۔ ۲۔ تیمّم کے لئے ایک ہی بار زمین پر ہاتھ لگانے چاہییں ۳۔ تیمّم صرف ہاتھوں اور چہرہ کا کرنا چاہیے۔ ۴۔ تیمّم سے پہلے بسم اللہ پڑھنی چاہیے۔ ۵۔ پانی نہ ملنے یا غسل سے تکلیف کا اندیشہ ہو تو فقط تیمّم ہی کافی ہے

بَابُ الْغُسْلِ الْمَسْنُوْنِ

مسنون غسل

مسلمانوں کے علاوہ دنیا کے دوسرے مذاہب میں یہ تصور پایا جاتا ہے کہ عبادت گزار نہانے دھونے سے جس قدر دور رہے گا اسی قدر وہ اللہ کے مقرب بندوں میں شامل ہوتا چلا جائے گا۔ آپ ﷺ جس خطہ زمین میں پیدا ہوئے وہ پانی کی قلت کے اعتبار سے دنیا کے خشک ترین علاقوں میں شمار ہوتا ہے۔ اسکے باوجود آپ نے طہارت و پاکیزگی' صفائی اور ستھرائی کو اس قدر اہمیت دی کہ آپ ﷺ نے جمعہ کے روز غسل کو واجب قرار دیا تاکہ امت مسلمہ طہارت' صفائی اور ستھرائی کے لحاظ سے ممتاز اور منفرد دکھائی دے۔

الفصل الاوّل — پہلی فصل

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا جَآءَ اَحَدُكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ .(متفق عليه)194-1

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے فرمایا جب تم جمعہ کے لئے آؤ تو غسل کیا کرو (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ غُسْلُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُحْتَلِمٍ.(متفق عليه)195-2

حضرت ابو سعید خدری ﷺ بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا جمعہ کے دن غسل کرنا ہر بالغ پر فرض ہے (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَقٌّ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ اَنْ يَّغْتَسِلَ فِىْ كُلِّ سَبْعَةِ اَيَّامٍ يَوْمًا يَغْسِلُ فِيْهِ رَأْسَهُ وَجَسَدَهُ.(متفق عليه)196-3

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا ہر مسلمان پر حق ہے کہ وہ سات دنوں میں ایک دن اپنے سر اور پورے جسم کو دھوئے (بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

کتاب الطہارۃ میں ضروری غسل کا طریقہ اس طرح بیان ہوا ہے کہ پہلے مخصوص حصہ کو دھویا جائے ۔ بعد ازاں وضو کرنا چاہیے۔ اور آخر میں پہلے سر پر پانی بہاتے ہوئے دائیں اعضا دھوئے جائیں۔ اگر غسل خانہ میں استعمال شدہ پانی ٹھہرا ہوا ہو تو پاؤں باہر نکل کر دھوئے جائیں۔



بَابُ الْحَيْضِ

حیض کے مسائل

عورتوں کے مخصوص ایام میں یہودی نہ صرف ان کے ساتھ کھانا پینا چھوڑ دیتے تھے بلکہ ان کے برتن الگ اور گھر میں ایک جگہ مخصوص کردی جاتی تھی گھر کا کوئی فرد ان سے میل ملاپ نہیں رکھتا تھا یہاں تک کہ مائیں اپنے بچوں کو گود میں بٹھانا تو درکنار ان کے ساتھ پیار اور محبت کا اظہار بھی نہیں کرسکتی تھیں۔ نبی کریم ﷺ نے اپنے ارشادات اور عمل کے ذریعے اس زیادتی کو ختم فرمایا تاکہ خاوند حائضہ عورت کے ساتھ نفرت کرنے کے بجائے مخصوص عمل کے علاوہ ان کے ساتھ مل جل کر رہنا برا محسوس نہ کرے۔ اس کے ساتھ آپ نے یہ مسئلہ بھی سمجھایا کہ دین مخالفت برائے مخالفت کا نام نہیں بلکہ اس کا مقصد رسومات کا خاتمہ اور آسانیاں پیدا کرنا ہے۔ اس لئے آپ ﷺ نے امہات المومنین رضی اللہ عنھن کو اپنی خلوت کی زندگی بیان کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی تاکہ لوگوں کو ازدواجی زندگی کے حوالے سے دین سمجھنا آسان ہوجائے۔

الفصل الاوّل

عَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ اِنَّ الْيَهُوْدَ كَانُوْا اِذَا حَاضَتِ الْمَرْاَةُ فِيْهِمْ لَمْ يُؤَاكِلُوْهَا وَلَمْ يُجَامِعُوْهُنَّ فِي الْبُيُوْتِ فَسَأَلَ اَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ النَّبِيَّ ﷺ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ اَلْاٰيَةَ (البقرہ۲: ۲۲۲) فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اصْنَعُوْا كُلَّ شَيْءٍ اِلَّا النِّكَاحَ فَبَلَغَ ذَالِكَ الْيَهُوْدَ فَقَالُوْا مَا يُرِيْدُ هٰذَا الرَّجُلُ اَنْ يَّدَعَ مِنْ اَمْرِنَا شَيْئًا اِلَّا خَالَفَنَا فِيْهِ فَجَآءَ اُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ وَّعَبَّادُ بْنُ بِشْرٍ فَقَالَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ الْيَهُوْدَ يَقُوْلُ كَذَا وَكَذَا اَفَلَا نُجَامِعُهُنَّ فَتَغَيَّرَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى ظَنَنَّا اَنْ قَدْ وَجَدَ عَلَيْهِمَا فَخَرَجَا فَاسْتَقْبَلَتْهُمَا هَدِيَّةٌ مِّنْ لَّبَنٍ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَاَرْسَلَ فِيْ اٰثَارِهِمَا فَسَقَاهُمَا فَعَرَفَا اَنَّهٗ لَمْ يَجِدْ عَلَيْهِمَا. (مسلم)197-1

پہلی فصل

حضرت انس بن مالک ﷺ بیان کرتے ہیں یہودی حالتِ حیض میں عورت کے ساتھ رہن سہن اور کھانا پینا چھوڑ دیتے تھے اس صورت حال کے بارے میں صحابہ ﷺ نے نبی اکرم ﷺ سے استفسار کیا تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ وہ ''آپ سے حیض کے متعلق سوال کرتے ہیں''۔ (البقرہ۲: ۲۲۲) رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا کہ جماع کے سوا حائضہ عورت کے ساتھ سب معاملات کرسکتے ہو۔ جب یہودیوں کو اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے یہ پروپیگنڈہ کیا کہ اس نبی کا مقصد محض ہماری مخالفت ہے۔ اس صورت میں اسید بن حضیر ﷺ اور عباد بن بشر ﷺ رسولِ محترم ﷺ کی خدمت میں آکر یہودیوں کے پروپیگنڈے کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ کیا ہم حائضہ عورتوں کے ساتھ مجامعت بھی نہ کرلیا کریں؟ یہ سنتے ہی رسول محترم ﷺ کا چہرہ غضب ناک ہوا۔ ہمیں یقین ہوگیا کہ آپ ﷺ ان دونوں پر ناراض ہوگئے ہیں وہ دونوں باہر نکل گئے

انہیں ایک شخص ملا جو آپ کی خدمت میں دودھ پیش کرنے جارہا تھا تب آپ ﷺ نے ان کے پیچھے ایک آدمی بھیجا۔ آپؐ نے انہیں دودھ پلایا تو وہ سمجھ گئے کہ آپ کی ناراضگی ختم ہو چکی ہے۔ (مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ اَغْتَسِلُ اَنَا وَالنَّبِيُّ ﷺ مِنْ اِنَاءٍ وَّاحِدٍ وَّكِلَانَا جُنُبٌ وَكَانَ يَأْمُرُنِيْ فَاَتَّزِرُ فَيُبَاشِرُنِيْ وَاَنَا حَائِضٌ وَّكَانَ يُخْرِجُ رَاْسَهٗ اِلَيَّ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فَاَغْسِلُهٗ وَاَنَا حَائِضٌ. (متفق عليه) 2-198

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں اور نبی کریم ﷺ جنبی ہونے کی صورت میں ایک ہی برتن میں غسل کرتے۔ آپ کے حکم سے میں تہہ بند اوڑھ لیتی آپ ﷺ میرے ساتھ لیٹ جاتے جبکہ میں حائضہ ہوتی اسی طرح آپ اعتکاف میں اپنا سر میری طرف فرماتے اور میں آپ ﷺ کا سر دھوتی جبکہ میں حیض کی حالت میں ہوتی۔ (بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

اکٹھا یا الگ الگ غسل کرنے کی صورت میں مستعمل پانی کے قطرے برتن میں نہیں پڑنے چاہییں۔ البتہ ایک دفعہ جسم پر پانی بہا کر پلیدی دور کر لی جائے تو پھر استعمال شدہ پانی کے قطرے برتن میں پڑ جائیں تو کوئی حرج نہیں۔ اسی طرح پہلی دفعہ پانی میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے برتن سے الگ ہاتھ دھونے چاہییں۔

وَعَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ اَشْرَبُ وَاَنَا حَائِضٌ ثُمَّ اُنَاوِلُهُ النَّبِيَّ ﷺ فَيَضَعُ فَاهُ عَلٰى مَوْضِعِ فِيَّ فَيَشْرَبُ وَاَتَعَرَّقُ الْعِرْقَ وَاَنَا حَائِضٌ ثُمَّ اُنَاوِلُهُ النَّبِيَّ ﷺ فَيَضَعُ فَاهُ عَلٰى مَوْضِعِ فِيَّ (مسلم) 3-199

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتی ہیں میں حیض کی حالت میں برتن میں پانی پی کر آپ ﷺ کو پیش کرتی تو آپ ﷺ اسی جگہ اپنے ہونٹ رکھتے ہوئے پانی پیتے جہاں سے میں نے پیا ہوتا۔ ایسے ہی میری چوسی ہوئی ہڈی چوستے اور وہاں منہ رکھتے جہاں میں نے رکھا ہوتا جبکہ میں حائضہ ہوتی۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَّكِئُ فِيْ حِجْرِيْ وَاَنَا حَائِضٌ ثُمَّ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ. (متفق عليه) 4-200

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ حیض کی حالت میں میری گود میں قرآن مجید کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْهَا قَالَتْ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ ﷺ نَاوِلِيْنِي الْخُمْرَةَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَقُلْتُ اِنِّيْ حَائِضٌ فَقَالَ اِنَّ حَيْضَتَكِ لَيْسَتْ فِيْ يَدِكِ. (مسلم) 5-201

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں نبی اکرم ﷺ نے مجھے مسجد سے مصلّٰی پکڑنے کے لئے فرمایا تو میں نے عرض کیا کہ میں حائضہ ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا حیض کے اثرات تمہارے ہاتھوں پر نہیں ہیں۔ (مسلم)

عَنْ مَّيْمُوْنَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ فِيْ مِرْطٍ بَعْضُهُ عَلَيَّ وَبَعْضُهُ عَلَيْهِ وَاَنَا حَائِضٌ. (متفق عليه)202-6

ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں نبی کریم ﷺ نے ایک کمبل میں نماز پڑھی جس کے دوسرے حصے کو حیض کی حالت میں میں نے لپیٹا ہوا تھا۔(بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

(۱) قرآن مجید میں ناپاک آدمی کو مسجد میں داخل ہونے سے منع فرمایا گیا ہے۔ ممکن ہے حضرت عائشہ نے مسجد کے کنارے کھڑے ہوکر ہاتھ لمبا کر کے مصلّٰی پکڑ لیا ہو۔ یا پھر نبی محترم ﷺ اس طرح بوقت ضرورت مسجد میں دو چار قدم داخل ہونے کی اجازت دینا چاہتے تھے۔

(۲) حیض کی حالت میں پہنے ہوئے کپڑے دوبارہ پہنے جاسکتے ہیں بشرطیکہ وہ پاک ہوں۔ اگر کہیں خون کا داغ لگ جائے تو صرف اسی جگہ کو دھو کر پہنے جاسکتے ہیں۔

خلاصۂ باب

۱۔ مخصوص عمل کے سوا حائضہ کے ساتھ میل ملاپ جائز ہے۔

۲۔ خلاف شریعت بات پر خفگی کا اظہار غیرت دین کی نشانی ہے۔

۳۔ حائضہ کے پکڑنے سے چیز پلید نہیں ہوجاتی۔

۴۔ حائضہ کا پیا ہو جوٹھا پانی پینا جائز ہے۔



بَابُ الْمُسْتَحَاضَةِ

استحاضہ کے مسائل

عورت جب بالغ ہو جائے تو اسے تین قسم کے خون آتے ہیں (Menses) ماہواری دوسرا زچگی کا خون یہ دو قسم کی Bleeding عورت کی صحت اور بچے کی تولید کے لئے ضروری اور فطری عمل ہے اس کے علاوہ ایک استحاضہ کا خون ہے جو اندرون جسم ایک رگ پھٹنے سے مسلسل خارج ہوتا رہتا ہے جس عورت کو یہ تکلیف ہو وہ Delivery یا Menses کے ایام سے فارغ ہونے کے بعد غسل کرے اور پھر خون کو روکنے کے لئے کپڑا وغیرہ استعمال میں لا کر اسی حالت میں وضو کے بعد نماز ادا کرتی رہے آپ ﷺ نے ایسی عورت کو دو نمازیں اکٹھی ادا کرنے کی بھی اجازت عطا فرمائی۔ آپ کی ذات گرامی کو اللہ تعالیٰ نے معلّم اور امّت کا امام بنا کر مبعوث فرمایا اس لئے آپ ﷺ نے ان مسائل کی تفصیل بھی بیان فرمائی ہے۔ اگر آپ ﷺ ان مسائل میں خواتین کی رہنمائی نہ فرماتے تو پھر کون عورتوں کو ان مسائل سے آگاہ کر سکتا تھا۔ البتہ نسوانی مسائل کے بارے میں آپ ﷺ کا طریقہ یہ تھا کہ آپ اپنے اہل خانہ کے ذریعے ایسے مسائل بیان فرمایا کرتے تھے۔

الفصل الاوّل

عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ جَآئَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ اَبِيْ حُبَيْشٍ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنِّي امْرَاَةٌ اُسْتَحَاضُ فَلَا اَطْهُرُ اَفَاَدَعُ الصَّلٰوةَ فَقَالَ لَا اِنَّمَا ذَالِكِ عِرْقٌ وَّلَيْسَ بِحَيْضٍ فَاِذَا اَقْبَلَتْ حَيْضَتُكِ فَدَعِي الصَّلٰوةَ وَاِذَا اَدْبَرَتْ فَاغْسِلِيْ عَنْكِ الدَّمَ ثُمَّ صَلِّيْ.

(متفق عليه)[1-203]

پہلی فصل

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ فاطمہ بنت ابوحبیش ؓ نبی معظم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتی ہیں کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے استحاضہ کی شکایت ہے۔ جس کی وجہ سے میں ناپاک رہتی ہوں تو کیا مجھے نماز چھوڑ دینی چاہیے؟ آپ نے فرمایا یہ حیض نہیں ہے۔ یہ تو ایک رگ کے پھٹنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ جب حیض آئے تو نماز چھوڑ دو جب یہ ایام گزر جائیں تو غسل کر کے نماز ادا کیا کریں۔ (بخاری ومسلم)



كِتَابُ الصَّلٰوةِ

نماز کا بیان

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (الذّٰريٰت ۵۱ آیت ۵۶)

''ہم نے جنّات اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا''

اسلام میں عبادت کا ایک جامع تصوّر ہے لیکن تمام قسم کی عبادات میں افضل ترین عبادت نماز ہے اس لیے نماز کو نہایت توجہ اور انہماک کے ساتھ پڑھنا چاہیے۔ حدیث جبرائیل جو کتاب الایمان میں بیان ہو چکی ہے اس میں ذکر ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کی جائے جیسے نمازی اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے بصورت دیگر یہ تصور تو ہر صورت قائم ہونا چاہیے کہ ربِ ذوالجلال تو ہر صورت مجھے دیکھ رہا ہے۔ ایسی نماز ہی انسان کے کردار کو سنوارتی اور گناہوں کا کفارہ بنتی ہے۔ بعض لوگوں کو یہ مغالطہ ہے یا وہ دوسروں کو مغالطہ دینا چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایک دوسرے کی خدمت اور صرف خیر خواہی کے لیے پیدا کیا ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ دین کا اجتماعی نقطہ نظر ایک دوسرے کی خیر خواہی کرنا ہے لیکن قرآن حکیم نے انسان کی تخلیق کا اوّلین مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت قرار دیا ہے اور عبادت میں افضل ترین عبادت نماز ہے اگر ایک شخص نماز نہیں پڑھتا تو خواہ وہ کتنا ہی خدمت گزار اور خیر خواہ کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا سرخرو ہونا ناممکن ہے جیسا کہ آپ پڑھیں گے کہ رسولِ معظم ﷺ نے دوٹوک الفاظ میں فرمایا ہے جس نے نماز کو چھوڑ دیا اس نے کفر کا ارتکاب کیا کیونکہ نماز کفر اور اسلام میں حدّ فاصل کی حیثیت رکھتی ہے۔

الفصل الاوّل

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الصَّلَوٰتُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ وَرَمَضَانُ إِلٰى رَمَضَانَ مُكَفِّرَاتٌ لِّمَا بَيْنَهُنَّ إِذَا اجْتُنِبَتِ الْكَبَائِرُ. (مسلم) 1-204

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَنَّ نَهَرًا بِبَابِ أَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ فِيْهِ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسًا هَلْ يَبْقٰى مِنْ دَرَنِهٖ شَيْءٌ قَالُوْا لَا يَبْقٰى مِنْ دَرَنِهٖ شَيْءٌ قَالَ فَذٰلِكَ مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ يَمْحُوا اللّٰهُ بِهِنَّ الْخَطَايَا. (متفق عليه) 2-205

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ قَالَ إِنَّ رَجُلًا أَصَابَ

پہلی فصل

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں رسول کریم ﷺ نے فرمایا پانچ نمازیں اور جمعہ سے جمعہ اور رمضان سے رمضان! درمیانی مدّت کے گناہوں کا کفارہ ہیں۔ بشرطیکہ کبیرہ گناہوں سے اجتناب کیا جائے۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ ﷺ ہی یہ بیان کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا غور کیجیے کہ اگر کسی کے گھر کے سامنے نہر جاری ہو اور وہ اس میں پانچ دفعہ روزانہ غسل کرے کیا اس کے جسم پر کوئی میل باقی رہ سکتی ہے؟ صحابہ ﷺ نے عرض کیا کہ اس پر میل کچیل نہیں رہ سکتی تب ارشاد ہوا کہ پانچ وقت نماز کی یہی مثال ہے اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ آدمی کو گناہوں سے پاک فرما دیتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ ذکر کرتے ہیں ایک شخص

مِنِ امْرَاَةٍ قُبْلَةً فَاَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَاَخْبَرَهُ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى "وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ" (پ ١٢ ركوع ١٠) فَقَالَ الرَّجُلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلِيَ هٰذَا ؟قَالَ لِجَمِيْعِ اُمَّتِيْ كُلِّهِمْ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ اُمَّتِيْ. (متفق عليه)3-206

نے کسی عورت سے بوس وکنار کیا پھر وہ نبی کریم ﷺ کے سامنے اعتراف کرتا ہے تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ "صبح، شام نماز پڑھا کرو یقیناً نیکیاں گناہوں کو ختم کردیتی ہیں۔" (ہود۱۱:۱۱۴) وہ شخص اٹھ کر عرض کرتا ہے کہ اے رسولِ محترم ﷺ! کیا یہ میرے ہی لیے ہے۔ ارشاد ہوا یہ میری پوری امّت کے لیے ہے۔ دوسری روایت میں ہے میری امّت میں جس سے بھی ایسی غلطی ہو اس کے لیے ہے۔ (بخاری، مسلم)

فہم الحدیث

رسول کریم ﷺ کے ارشاد کا معنٰی یہ ہے کہ جس شخص سے ایسی غلطی ہو جائے اور وہ اس صحابی کی طرح پریشان اور اپنی غلطی پر نادم ہو تو ایسے شخص کو اس قسم کی غلطی ربِّ کریم نماز سے ہی معاف کر دیتا ہے۔ البتہ جو شخص اس قسم کی بے حیائی کا وطیرہ ہی بنا لے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے ارشادات کو بہانے کے طور پر استعمال کرے تو قرآن وسنت کے دلائل کی روشنی میں اس کا گناہ وضو اور نماز سے نہیں بلکہ سچّی یعنی ایسی حرکت سے باز آنے توبہ سے ہی معاف ہوگا۔

عَنْ اَنَسٍ ؓ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اَصَبْتُ حَدًّا فَاَقِمْهُ عَلَيَّ قَالَ وَلَمْ يَسْئَلْهُ عَنْهُ وَحَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَصَلّٰى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ ﷺ الصَّلٰوةَ قَامَ الرَّجُلُ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اَصَبْتُ حَدًّا فَاَقِمْ فِيَّ كِتَابَ اللّٰهِ قَالَ اَلَيْسَ قَدْ صَلَّيْتَ مَعَنَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ غَفَرَ لَكَ ذَنْبَكَ اَوْحَدَّكَ. (متفق عليه) 4-207

حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتا ہے میں ایک غلطی کا مرتکب ہوا ہوں اس لئے مجھ پر حد نافذ کی جائے۔ حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ آپ نے اس سے کوئی تفتیش نہیں فرمائی۔ نماز کھڑی ہوئی وہ آپ کے ساتھ نماز پڑھنے لگا جب آپ نے نماز مکمل فرمائی تو وہ پھر کھڑا ہو کر مطالبہ کرتا ہے کہ اے اللہ کے رسول ﷺ میں حد کو پہنچ چکا ہوں لہٰذا مجھ پر اللہ کی کتاب کے مطابق حد نافذ فرمائیں۔ آپ ﷺ نے استفسار فرمایا کہ تُو نے ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھی؟ وہ عرض کرتا ہے کہ پڑھی ہے ارشاد ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے گناہ یا حد کو معاف کر دیا ہے۔ (بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

صحابہ کرام ؓ حدیث بیان کرنے میں اس قدر محتاط تھے کہ حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے گناہ کی معافی یا حد ساقط ہونے کے بارے میں کوئی ایک ہی لفظ ارشاد فرمایا تھا۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ؓ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ اَيُّ الْاَعْمَالِ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى قَالَ اَلصَّلٰوةُ لِوَقْتِهَا قُلْتُ ثُمَّ اَيٌّ ؟قَالَ بِرُّ الْوَالِدَيْنِ قُلْتُ ثُمَّ اَيٌّ قَالَ الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ بِهِنَّ وَلَوِ اسْتَزَدْتُهُ لَزَادَنِيْ. (متفق عليه)208-5

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ کہتے ہیں کہ میں نے نبی محترم ﷺ سے یہ سوال کیا کہ اعمال میں اللہ تعالیٰ کو کونسا عمل زیادہ پسند ہے؟ آپ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں فرض نماز کا اس کے وقت پر ادا کرنا۔ میں نے عرض کیا اس کے بعد کون سا عمل بہتر ہوگا؟ آپ نے فرمایا والدین کے ساتھ بہتر سلوک کرنا۔ میں نے پھر عرض کیا ان کے بعد کونسا عمل بہتر ہے؟ آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنا۔ ابن مسعود ؓ کہتے ہیں اگر میں اس موقع پر مزید سوال کرتا تو آپ اس کا بھی جواب عنایت فرماتے۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

ایمان کے بعد اعمال کی فہرست میں سب سے پہلے حقوق اللہ ہیں۔ اور ان میں سرفہرست نمازِ فرض اوّل وقت پر ادا کرنا ہے۔ حقوق العباد میں آدمی کے ذمہ سب سے پہلے والدین کا حق ہے جسے پورا کرنے چاہیے۔

عَنْ جَابِرٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ الْعَبْدِ وَبَيْنَ الْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلٰوةِ. (مسلم)209-6

حضرت جابر رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا بندے اور کفر کے درمیان فرق نماز چھوڑ دینا ہے۔ (مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ؓ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ عَالَجْتُ امْرَاَةً فِيْ اَقْصَى الْمَدِيْنَةِ وَاِنِّيْ اَصَبْتُ مِنْهَا مَا دُوْنَ اَنْ اَمَسَّهَا فَاَنَا هٰذَا فَاقْضِ فِيَّ مَا شِئْتَ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ لَقَدْ سَتَرَكَ اللّٰهُ لَوْ سَتَرْتَ عَلٰى نَفْسِكَ قَالَ وَلَمْ يَرُدَّ النَّبِيُّ ﷺ عَلَيْهِ شَيْئًا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ ایک شخص رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتا ہے اے رسول معظم! میں نے مدینہ کے نواح میں ایک عورت سے چھیڑ چھاڑ کی ہے تاہم میں نے بدکاری نہیں کی۔ اب میں حاضر ہوں آپ میرے بارے میں جو چاہیں فیصلہ فرمائیں۔ حضرت عمر ؓ نے اسے سمجھایا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرا

وَقَامَ الرَّجُلُ فَانْطَلَقَ فَاتْبَعَهُ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلًا فَدَعَاهُ وَتَلَا عَلَيْهِ هٰذِهِ الْاٰيَةَ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذَّاكِرِيْنَ (پ ۱۲ رکوع ۱۰) فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ هٰذَا لَهُ خَاصَّةً فَقَالَ بَلْ لِلنَّاسِ كَافَّةً. (مسلم)7-210

پردہ رکھا تھا کاش تو بھی اپنا پردہ رہنے دیتا۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اس شخص کی بات کا جواب نہیں دیا وہ شخص اٹھا اور چل دیا۔ نبی محترم ﷺ نے اسے واپس لانے کے لئے آدمی بھیجا پھر اسے یہ آیت کریمہ پڑھ کر سنائی "صبح، شام اور رات کی نماز پڑھا کرو یقیناً نیکیاں گناہوں کو ختم کر دیتی ہیں۔ یہ خیر خواہی ہے نصیحت قبول کرنے والوں کے لئے"۔ (ہود ۱۲۔۱۱۴)

لوگوں میں سے ایک شخص عرض کرتا ہے اے اللہ کے نبی! کیا یہ اس کے لیے خاص ہے؟ ارشاد ہوا یہ تو کائنات کے سب انسانوں کے لیے ہے۔ (مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ جمعہ تا جمعہ اور ایک نماز سے دوسری نماز کے درمیانی گناہ جمعہ اور نماز سے معاف ہو جاتے ہیں۔

۲۔ پانچ وقت کی نماز پانچ دفعہ غسل کرنے کے مترادف ہے۔

۳۔ آدمی اور کفر کے درمیان نماز حد امتیاز ہے۔

۴۔ مسح کی مدّت وضو ٹوٹنے کے بعد شروع ہوگی۔

۵۔ کبیرہ گناہ صرف توبہ کرنے سے معاف ہوتے ہیں۔



بَابُ الْمَوَاقِيْت

اوقاتِ نماز

اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًاo (النساء ۴: ۱۰۳)

درحقیقت نماز ایسا فرض ہے جو پابندی وقت کیساتھ اہل ایمان پر لازم کیا گیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے اس آیت مبارکہ کی روشنی میں نماز کے اوقات مقرر فرمائے ہیں۔ ہر نماز کے ابتدائی اور آخری وقت کی اپنے عمل اور فرمان کے ذریعے وضاحت فرمائی لہٰذا نماز ہمیشہ اول وقت پر ادا کرنی چاہیے گرمی میں نماز کو ٹھنڈے وقت میں ادا کرنے کے یہ معنٰی نہیں کہ اصل وقت سے تجاوز کر دیا جائے جو لوگ ظہر کا وقت دو مثل قرار دیتے ہیں وہ فقہ کے بغیر قرآن و حدیث سے کوئی دلیل پیش نہیں کرتے۔

الفصل الاوّل

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَقْتُ الظُّھْرِ اِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ وَکَانَ ظِلُّ الرَّجُلِ کَطُوْلِہٖ مَالَمْ یَحْضُرِ الْعَصْرُ وَوَقْتُ الْعَصْرِ مَالَمْ تَصْفَرَّ الشَّمْسُ وَوَقْتُ صَلٰوۃِ الْمَغْرِبِ مَالَمْ یَغِبِ الشَّفَقُ وَوَقْتُ صَلٰوۃِ الْعِشَآءِ اِلٰی نِصْفِ اللَّیْلِ الْاَوْسَطِ وَوَقْتُ صَلٰوۃِ الصُّبْحِ مِنْ طُلُوْعِ الْفَجْرِ مَالَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ فَاِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ فَاَمْسِکْ عَنِ الصَّلٰوۃِ فَاِنَّھَا تَطْلُعُ بَیْنَ قَرْنَیِ الشَّیْطَانِ. (مسلم) 211-1

پہلی فصل

حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا ظہر کا وقت سورج ڈھلنے کے بعد ہے جب آدمی کا سایہ اس کے قد کے برابر ہو جائے۔ جب تک عصر کا وقت شروع نہ ہو پھر یہاں سے عصر کا وقت شروع ہو کر سورج کے زرد ہونے تک رہتا ہے۔ اور نمازِ مغرب کا وقت غروبِ آفتاب سے لے کر اس کی سرخی ختم ہونے تک ہے۔ عشاء کا وقت آدھی رات تک ہے۔ جبکہ صبح کی نماز کا وقت طلوع فجر سے لے کر سورج نکلنے تک لیکن جب سورج نکلنا شروع ہو جائے تو نماز پڑھنے سے رُک جانا چاہیے کیونکہ یہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان سے نکلتا ہے۔ (مسلم)

عَنْ بُرَیْدَۃَ ؓ قَالَ اِنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ عَنْ وَقْتِ الصَّلٰوۃِ فَقَالَ لَہٗ صَلِّ مَعَنَا ھٰذَیْنِ یَعْنِی الْیَوْمَیْنِ فَلَمَّا زَالَتِ الشَّمْسُ اَمَرَ بِلَالًا فَاَذَّنَ ثُمَّ اَمَرَہٗ فَاَقَامَ الظُّھْرَ ثُمَّ اَمَرَہٗ فَاَقَامَ الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَۃٌ بَیْضَآءُ نَقِیَّۃٌ ثُمَّ اَمَرَہٗ فَاَقَامَ الْمَغْرِبَ حِیْنَ غَابَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ اَمَرَہٗ

حضرت بریدہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول محترم ﷺ سے نماز کے اوقات کے بارے میں سوال کیا۔ آپ ارشاد فرماتے ہیں تم ہمارے ساتھ دو دن نمازیں ادا کرو۔ پہلے دن جب سورج ڈھلا ہی تھا تو بلال کو اذان کا حکم دیا۔ اس کے بعد اقامت ظہر ہوئی پھر بلال ؓ کو نماز عصر کی اقامت کا حکم فرمایا جبکہ سورج کافی بلند اور دھوپ تیز ہو چکی

فَـاَقَامَ الْعِشَآءَ حِيْنَ غَابَ الشَّفَقُ ثُمَّ اَمَرَهُ فَاَقَامَ الْـفَـجْـرَ حِيْـنَ طَلَعَ الْفَجْرُ فَلَمَّا اَنْ كَانَ الْيَوْمُ الثَّـانِـيْ اَمَـرَهُ فَـاَبْـرِدْ بِالظُّهْرِ فَاَبْرَدَبِهَا فَاَنْعَمَ اَنْ يُّبْـرِدَ بِهَـا وَصَـلَّـى الْـعَـصْـرَ وَالشَّـمْـسُ مُـرْتَـفِـعَةٌاَخَّـرَهَـا فَوْقَ الَّذِيْ كَـانَ وَصَلَّـى الْـمَغْرِبَ قَبْلَ اَنْ يَّغِيْبَ الشَّفَقُ وَصَلَّى الْعِشَآءَ بَـعْـدَ مَـا ذَهَـبَ ثُلُثُ الـلَّـيْـلِ وَصَلَّى الْفَجْرَ فَاَسْـفَـرَبِهَـا ثُـمَّ قَـالَ اَيْـنَ السَّـآئِلُ عَنْ وَقْتِ الصَّلٰوةِ فَـقَـالَ الـرَّجُـلُ اَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَقْتُ صَلٰوتِكُمْ بَيْنَ مَا رَاَيْتُمْ. (مسلم) 2-212

تھی پھر سورج غروب ہوتے ہی مغرب کی نماز کھڑی فرمائی ابھی سورج کی سرخی ختم ہونے ہی پائی تھی تو عشاء کی نماز قائم کرنے کا حکم فرمایا۔ پھر صبح کی نماز کا حکم دیا جبکہ فجر ابھی نمودار ہی ہوئی تھی۔ جب دوسرا دن ہوا تو بلال ﷺ کو نماز ظہر ٹھنڈی کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ اس نے خوب ٹھنڈے وقت میں اذان کہی۔ نماز عصر تاخیر سے ادا فرمائی اسے پہلے دن سے قدرے مؤخر کیا لیکن سورج ابھی بلندی پر تھا۔ نماز مغرب سورج کی روشنی کے آثار ختم ہونے سے پہلے ادا کی ۔جب رات کا تیسرا حصہ گزر گیا تو نمازِ عشا ادا کی گئی، نماز فجر اس وقت ادا کی جب صبح کی روشنی خوب پھیل چکی تھی۔ اب ارشاد ہوا نمازوں کے اوقات پوچھنے والا کہاں ہے؟ وہ عرض کرتا ہے کہ اللہ کے رسول میں حاضر ہوں۔ فرمایا کہ تمہاری نمازوں کے وقت ان اوقات کے درمیان ہیں۔ (مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَـنِ ابْـنِ شِهَـابٍ اَنَّ عُـمَرَ بْنَ عَبْدِالْعَزِيْزِ اَخَّرَ الْـعَـصْـرَ شَيْئًا فَقَالَ لَهٗ عُرْوَةُ اَمَا اِنَّ جِبْرَئِيْلَ قَدْ نَـزَلَ فَـصَـلّٰى اَمَامَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ عُمَرُ اعْـلَمْ مَا تَقُوْلُ يَا عُرْوَةُ فَقَالَ سَمِعْتُ بَشِيْرَ بْنَ اَبِيْ مَسْـعُـوْدٍ يَّقُوْلُ سَمِعْتُ اَبَا مَسْعُوْدٍ يَّقُوْلُ سَـمِـعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ نَزَلَ جِبْرَئِيْلُ فَـاَمَّنِيْ فَصَلَّيْتُ مَعَهٗ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهٗ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَـعَـهٗ ثُـمَّ صَـلَّيْتُ مَعَهٗ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهٗ يَحْسِبُ بِاَصَابِعِهٖ خَمْسَ صَلَوٰتٍ. (متفق عليه) 3-213

حضرت ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے عصر کی نماز کو ذرا مؤخر کر دیا عروہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے کہا بلاشبہ جبرائیل نازل ہوئے تو اس نے رسول اکرم ﷺ کی امامت کروائی تھی۔ عمر بن عبدالعزیز نے ان سے کہا عروہ تم کیا کہہ رہے ہو؟ عروہ نے جواب دیا میں نے بشیر بن ابو مسعود ﷺ سے اس نے ابومسعود رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے رسولِ معظم ﷺ کو یہ فرماتے سنا۔ آپ فرما رہے تھے جبرائیل آسمان سے نازل ہوئے انہوں نے میری امامت کروائی میں نے جبریل کی امامت میں نماز ادا کی پھر آپ نے اپنی انگلیوں پر حساب کرتے ہوئے بتلایا کہ جبریل کے ساتھ پانچ نمازیں پڑھیں۔ (بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

ا۔حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی روایت میں تمام نمازوں کو اوّل وقت میں ادا کرنے کا بیان ہوا ہے جبکہ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں سائل کے جواب میں اس کی عملی تربیت کرنے کے ساتھ پہلے اور دوسرے دن ہر نماز کے اوّل اور اس کے آخری وقت کا عملاً تعیّن فرمایا۔نماز ظہر کو ٹھنڈی کرنے سے مراد مثل اوّل کے آخر میں نماز ادا کرنا ہے۔اسی طرح باقی چار نمازوں کو اول اور آخری وقت میں ادا کر کے ارشاد فرمایا کہ اپنی نمازوں کو ان اوقات میں ادا کیجئے۔دوسری روایات سے ثابت ہوتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز کے علاوہ باقی چار نمازیں نہایت ہی اوّل وقت میں ادا کیا کرتے تھے۔عشا کی نماز اس کے بالکل ابتدائی وقت میں ادا کرنے کے بجائے تھوڑا سا تاخیر کے ساتھ ادا کرتے جبکہ تمنا یہ ہوا کرتی تھی کہ عشاء کو زیادہ سے زیادہ تاخیر کے ساتھ پڑھا جائے کیونکہ اسے تاخیر کے ساتھ پڑھنے سے اجر و ثواب میں اضافہ ہوتا ہے لیکن رات کے تیسرے پہر کے آخر میں پڑھنے کے بجائے پہلے اس لیے ادا فرماتے کہ تاخیر سے امّت کو تکلیف ہوگی۔بالکل دوپہر،غروبِ آفتاب اور سورج طلوع ہونے کے دورانیہ میں نماز پڑھنے سے اس لیے منع فرمایا کہ دنیا میں بیشمار کافر اور مشرک ان اوقات کو مبارک سمجھتے ہوئے سورج کی عبادت کرتے ہیں۔جیسے ہندو صبح کے وقت پانی میں کھڑے ہو کر سورج کی طرف منہ کر کے کچھ پڑھنے اور نہانے کو خدا کی عبادت گردانتے ہیں۔غیر مسلموں کی عبادت کی مشابہت سے بچنے کے لیے مسلمانوں کو ایسے اوقات میں نماز پڑھنے سے روک دیا گیا ہے۔کیونکہ شیطان خصوصی طور پر ان اوقات میں لوگوں کو غیر اللہ کی عبادت کے لیے ابھارتا ہے گویا کہ یہ شیطانی اوقات ہیں۔اس لیے اس وقت سورج کے نکلنے کو شیطان کے سینگوں کے درمیان نکلنے کے مترادف قرار دیا ہے۔اور ممکن ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو واقعتاً اس دورانیہ میں شیطان کا سورج کے سامنے کھڑا ہونا دکھلایا گیا ہو۔

خلاصۂ باب

ا۔نمازِ فجر کا وقت صبح صادق سے سورج نکلنے کی ابتدا تک ہوتا ہے۔۲۔ظہر کا وقت سورج ڈھلنے سے لے کر ہر چیز کا سایہ ایک مثل ہونے تک ہے۔۳۔عصر کا وقت ایک مثل سایہ سے لے کر دھوپ کی رنگت بدلنے تک رہتا ہے۔عصر کا افضل وقت سایہ دو مثل ہونے تک ہے۔۴۔مغرب کا وقت غروبِ آفتاب سے سرخی کے خاتمے تک ہے۔۵۔عشاء کا وقت مغرب کے وقت کے آخر سے لے کر آدھی رات تک رہتا ہے۔۶۔طلوع اور غروبِ آفتاب کے دوران اور سورج کندھے یا سر کے اوپر ہو تو نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔۷۔یہ مشرکوں کی عبادت کے اوقات ہیں اور شیطان سورج کے سامنے کھڑا ہوتا ہے۔۸۔گرمیوں میں نماز ٹھنڈی کرنے سے مراد اوّل وقت سے نسبتاً تاخیر کرنا ہے۔۹۔ظہر سورج ڈھلنے سے ایک مثل اور عصر کا افضل وقت دو مثل تک رہتا ہے۔



بَابُ تَعْجِيْلِ الصَّلٰوةِ

فرض نماز اوّل وقت میں ادا کرنا

انسان کی زندگی کا مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے اور عبادات میں افضل ترین عبادت نماز ہے رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو نماز کے فضائل اور برکات سے باخبر کرنے کے ساتھ نماز ترک کرنے کے نقصانات سے آگاہ فرمایا اور پھر ایک ایک نماز کی اہمیت اور فضیلت کا ذکر کرتے ہوئے امت مسلمہ کو توجہ دلائی کہ اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازوں کو یکساں طور پر فرض فرمایا ہے۔ عصر اور فجر کی نماز کے بارے میں بالخصوص اس لیے ذکر فرمایا کہ فجر نیند کے غلبے کا وقت ہوتا ہے جبکہ حساب و کتاب کے اعتبار سے دونوں نمازوں کا مقام یہ ہے کہ انسان کا اعمال نامہ لکھنے والے ملائکہ کراماً کاتبین کا صبح اور عصر کی نماز کے وقت تبادلہ ہوتا ہے صبح کے فرشتے آدمی کے سارے دن کا کیا دھرا عصر کی نماز کے وقت اور عصر والے صبح کے وقت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ازراہِ شفقت ان سے سوال کرتے ہیں کہ میرے بندوں کو تم نے کس حال میں پایا؟ فرشتے عرض کرتے ہیں اے ربِ کریم جب ہم نے صبح کے وقت ڈیوٹی سنبھالی تھی تو تیرے بندے نماز کی حالت میں تھے۔ اب ہم فارغ ہو کر تیرے حضور پیش ہوئے ہیں تو پھر بھی وہ نماز عصر پڑھنے میں مصروف تھے۔ دنیاوی اعتبار سے اس وقت آدمی دن بھر کی محنت و مشقت کی وجہ سے تھکا ہوا ہوتا ہے۔ اس کی کوشش اور تمنا ہوتی ہے کہ دن کے کام سے جلدی فارغ ہو کر اپنی آرام گاہ اور بال بچوں کی طرف پلٹ جائے۔ اس جلدی اور سارے دن کی تھکاوٹ کی وجہ سے اس بات کا امکان موجود ہوتا ہے کہ آدمی نمازِ عصر کے بارے میں عدمِ توجہ کا شکار ہو جائے جبکہ یہ وقت اللہ کے ہاں آدمی کے اعمال کی حاضری اور اجر و ثواب کا وقت ہے۔ جسطرح کوئی مزدور سارا دن محنت کرنے کے بعد اپنے مالک کو بتلائے اور مزدوری لیے بغیر گھر واپس آ جائے تو غالب امکان ہے کہ وہ اپنی اجرت سے محروم رہ جائے گا۔ یہی فلسفہ آپ ﷺ کے اس ارشاد میں پایا جاتا ہے۔ جس نے نمازِ عصر ضائع کی گویا کہ اس کے سارے دن کے اعمال ضائع ہو گئے۔

الفصل الاوّل

عَنْ سَيَّارِ بْنِ سَلَامَةَ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ قَالَ دَخَلْتُ اَنَا وَاَبِيْ عَلٰى اَبِيْ بَرْزَةَ الْاَسْلَمِيِّ ﷺ فَقَالَ لَهُ اَبِيْ كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي الْمَكْتُوْبَةَ فَقَالَ كَانَ يُصَلِّي الْهَجِيْرَ الَّتِيْ تَدْعُوْنَهَا الْاُوْلٰى حِيْنَ تَدْحَضُ الشَّمْسُ وَيُصَلِّي الْعَصْرَ ثُمَّ يَرْجِعُ اَحَدُنَا اِلٰى رَحْلِهٖ فِيْ اَقْصَى الْمَدِيْنَةِ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ وَنَسِيْتُ

پہلی فصل

حضرت سیار بن سلامہ رحمتہ اللہ علیہ اپنا واقعہ ذکر کرتے ہیں۔ میں اور میرے والد گرامی حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچے۔ میرے والد نے ان سے رسول اکرم ﷺ کی فرض نمازوں کے اوقات کے بارے میں سوال کیا؟ انہوں نے فرمایا آپ ظہر کی نماز جسے تم دن کی پہلی نماز کہتے ہو سورج ڈھلنے کے ساتھ ہی ادا کیا کرتے تھے اور عصر اس وقت ادا کرتے کہ جب ہم میں سے کوئی شخص مدینہ کے

مَاقَالَ فِي الْمَغْرِبِ وَكَانَ يَسْتَحِبُّ اَنْ يُؤَخِّرَ الْعِشَآءَ الَّتِيْ تَدْعُوْنَهَا الْعَتَمَةَ وَكَانَ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَهَا وَالْحَدِيْثَ بَعْدَهَا وَكَانَ يَنْفَتِلُ مِنْ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ حِيْنَ يَعْرِفُ الرَّجُلُ جَلِيْسَهُ وَيَقْرَأُ بِالسِّتِّيْنَ اِلَى الْمِائَةِ وَفِيْ رِوَايَةٍ وَّلَا يُبَالِيْ بِتَأْخِيْرِ الْعِشَآءِ اِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ وَلَا يُحِبُّ النَّوْمَ قَبْلَهَا وَالْحَدِيْثَ بَعْدَهَا.(متفق عليه)1-214

مضافات میں اپنے گھر پہنچتا تو سورج ابھی کافی اونچا ہوتا تھا۔ حضرت سیار بن سلامہؒ کہتے ہیں حضرت ابی برزہؓ نے آپ کی مغرب کی نماز کا وقت بھی بتلایا لیکن میں بھول گیا ہوں۔ آپ ﷺ پسند کرتے تھے کہ عشاء کی نماز تاخیر سے پڑھی جائے جس نماز کو تم اندھیرے کی نماز کہتے ہو۔ عشاء سے پہلے سونا اور بعد میں باتیں کرنا آپ پسند نہیں کرتے تھے اور صبح کی نماز پڑھنے کے بعد جب ہماری طرف متوجہ ہوتے تو ہم اپنے ساتھ والے نمازی کو پہچان سکتے تھے اور آپ ﷺ صبح کی نماز میں ساٹھ سے سو آیات کی تلاوت کرتے۔ دوسری روایت میں ہے کہ عشاء کی نماز رات کے تہائی حصے کے آخر میں پڑھنا حرج نہیں سمجھتے تھے۔ نماز سے پہلے سونا اور بعد میں باتیں کرنا آپ ﷺ کو ہرگز پسند نہیں تھا۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِوبْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَأَلْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ صَلٰوةِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ كَانَ يُصَلِّي الظُّهْرَ بِالْهَاجِرَةِ وَالْعَصْرَ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ وَالْمَغْرِبَ اِذَا وَجَبَتْ وَالْعِشَآءَ اِذَا كَثُرَالنَّاسُ عَجَّلَ وَاِذَا قَلُّوْا اَخَّرَ وَالصُّبْحَ بِغَلَسٍ.(متفق عليه)2-215

محمد بن عمر بن حسن بن علیؓ بیان کرتے ہیں ہم نے جابر بن عبداللہؓ سے رسول محترم ﷺ کی نمازوں کے اوقات کے بارے میں معلوم کیا تو انہوں نے فرمایا آپ زوال کے فوراً بعد نماز ظہر اور عصر سورج کے کافی بلند ہوتے ہوئے نماز مغرب سورج غروب ہوتے ہی اور عشاء میں نمازیوں کی اکثریت جمع ہو جاتی تو ادا فرماتے۔ جب لوگ کم ہوتے تو اس میں تاخیر کرلیا کرتے، اور صبح اندھیرے میں ادا فرمایا کرتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ اَنَسٍ ؓ قَالَ كُنَّا اِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ بِالظَّهَآئِرِ سَجَدْنَا عَلٰى ثِيَابِنَا اتِّقَآءَ الْحَرِّ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَلَفْظُهُ لِلْبُخَارِيِّ.)3-216

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے پیچھے ظہر کی نماز ایسے وقت میں ادا کرتے کہ گرمی سے بچنے کے لئے ہم اپنے کپڑوں پر سجدہ کیا کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم یہ لفظ بخاری کے ہیں)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَاَبْرِدُوْا بِالصَّلٰوةِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلْبُخَارِيِّ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ بِالظُّهْرِ فَاِنَّ شِدَّةَ

حضرت ابو ہریرہؓ آپ ﷺ کا فرمان ذکر کرتے ہیں کہ جب گرمی زیادہ ہو تو نماز ٹھنڈی کرلیا کرو۔ بخاری کی دوسری روایت میں حضرت ابو سعیدؓ کہتے ہیں کہ آپ

الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ وَاشْتَكَتِ النَّارُ اِلٰى رَبِّهَا فَقَالَتْ رَبِّ اَكَلَ بَعْضِيْ بَعْضًا فَاَذِنَ لَهَا بِنَفَسَيْنِ نَفَسٍ فِي الشِّتَآءِ وَنَفَسٍ فِي الصَّيْفِ اَشَدُّ مَا تَجِدُوْنَ مِنَ الْحَرِّ وَاَشَدُّ مَا تَجِدُوْنَ مِنَ الزَّمْهَرِيْرِ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) وَفِي رِوَايَةٍ لِّلْبُخَارِيِّ فَاَشَدُّ مَا تَجِدُوْنَ مِنَ الْحَرِّ فَمِنْ سَمُوْمِهَا وَاَشَدُّ مَا تَجِدُوْنَ مِنَ الْبَرْدِ فَمِنْ زَمْهَرِيْرِهَا. 4-217

ﷺ نے ظہر کی نماز کا نام لے کر فرمایا اس نماز کو ٹھنڈا کرو، جہنم کے سانس لینے کی وجہ سے گرمی میں اضافہ ہوتا ہے۔ جہنم کی آگ نے اللہ تعالیٰ کے حضور شکایت کی کہ میرے رب میں اپنے آپ میں ہی جلی جا رہی ہوں۔ تب اللہ تعالیٰ نے اسے دو سانس لینے کی اجازت عنایت فرمائی ایک سردی میں اور دوسرا گرمی میں جب تم شدید گرمی اور شدید سردی محسوس کرتے ہو تو یہ اسی وجہ سے ہوتا ہے۔ (بخاری و مسلم) امام بخاری نے آپ ﷺ کے یہ الفاظ بھی نقل کیے ہیں کہ دوزخ کے گرم سانس کی وجہ سے شدید گرمی اور اس کے سانس کھینچنے کی وجہ سے تمہیں شدید سردی لگتی ہے۔

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ حَيَّةٌ فَيَذْهَبُ الذَّاهِبُ اِلَى الْعَوَالِيْ فَيَأْتِيْهِمْ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ وَّبَعْضُ الْعَوَالِيْ مِنَ الْمَدِيْنَةِ عَلٰى اَرْبَعَةِ اَمْيَالٍ اَوْ نَحْوِهٖ. (متفق عليه) 5-218

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ آپ ﷺ عصر کی نماز اس وقت ادا کرتے جب سورج بالکل بلند ہوتا اور اس میں خوب حدّت ہوتی۔ مدینے کے مضافات میں رہنے والا جب نماز پڑھ کر واپس جاتا تو سورج ابھی خوب بلند ہوا کرتا تھا۔ جبکہ مدینے کے مضافاتی محلے مدینہ سے چار میل کے لگ بھگ دور تھے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تِلْكَ صَلٰوةُ الْمُنَافِقِ يَجْلِسُ يَرْقُبُ الشَّمْسَ حَتّٰى اِذَا اصْفَرَّتْ وَكَانَتْ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ قَامَ فَنَقَرَ اَرْبَعًا لَّا يَذْكُرُ اللّٰهَ فِيْهَا اِلَّا قَلِيْلًا. (مسلم) 6-219

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا منافق کی نماز کا حال یہ ہے کہ وہ بیٹھا رہتا ہے یہاں تک کہ سورج زرد ہو کر غروب ہونے لگتا ہے جونہی سورج شیطان کے دونوں سینگوں کے درمیان ہوتا ہے تو وہ بڑی تیزی کے ساتھ چار رکعتیں پڑھتا ہے جس میں بہت ہی کم اللہ کا ذکر ہوتا ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الَّذِيْ يَفُوْتُهُ صَلٰوةُ الْعَصْرِ فَكَاَنَّمَا وُتِرَ اَهْلُهُ وَمَالُهُ. (متفق عليه) 7-220

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا جس شخص کی عصر کی نماز ضائع ہو گئی گویا کہ اس کا اہل وعیال اور کاروبار تباہ ہو گیا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ بُرَيْدَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ تَرَكَ صَلٰوةَ الْعَصْرِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ.

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ رسولِ اکرم ﷺ کا یہ فرمان ذکر کرتے ہیں جس نے عصر کی نماز چھوڑ دی اس کے اعمال ضائع ہو

(بخاری) 8-221

گئے۔(بخاری)

عَنْ رَّافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ ﷺ قَالَ كُنَّا نُصَلِّى الْمَغْرِبَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَيَنْصَرِفُ اَحَدُنَا وَاِنَّهُ لَيُبْصِرُ مَوَاقِعَ نَبْلِهِ. (متفق عليه) 9-222

حضرت رافع بن خدیج ﷺ فرماتے ہیں کہ ہم رسولِ محترم ﷺ کے ساتھ جب مغرب کی نماز سے فارغ ہوتے تو مسجد سے پلٹنے والا شخص اپنے تیر کے گرنے کی جگہ کو دیکھ سکتا تھا۔(بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

حضرت رافع ﷺ کے فرمان کا مقصد یہ ہے کہ آپ ﷺ مغرب کی نماز سورج کے غروب ہونے کے فوراً بعد ادا فرمایا کرتے تھے۔صحابہ ﷺ آپ ﷺ کے پیچھے پورے اطمینان کے ساتھ نماز ادا کرنے کے بعد جب اپنے گھروں کو واپس جاتے تو غروب آفتاب کی سرخی اس قدر باقی ہوتی کہ اگر تیر انداز اپنی کمین گاہ میں کھڑے ہو کر تیر کے گرنے کی جگہ کا اندازہ کرنا چاہتا تو وہ اس جگہ کا تعین کر سکتا تھا۔

عَنْ عَآئِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانُوْا يُصَلُّوْنَ الْعَتَمَةَ فِيْمَا بَيْنَ اَنْ يَّغِيْبَ الشَّفَقُ اِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ الْاَوَّلِ .(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 10-223

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ صحابہ کرام ﷺ عشاء کی نماز سورج کی سرخی غائب ہونے سے لے کر ایک تہائی رات تک ادا کیا کرتے تھے۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيُصَلِّى الصُّبْحَ فَتَنْصَرِفُ النِّسَآءُ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوْطِهِنَّ مَا يُعْرَفْنَ مِنَ الْغَلَسِ . (متفق عليه) 11-224

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی بیان فرماتی ہیں کہ رسولِ محترم ﷺ صبح کی نماز ادا کرتے عورتیں اپنی چادروں میں لپٹی ہوئیں جب واپس ہوتیں تو اندھیرے کی وجہ سے انہیں پہچانا نہیں جا سکتا تھا۔(بخاری ومسلم)

عَنْ قَتَادَةَ ﷺ عَنْ اَنَسٍ ﷺ اَنَّ النَّبِىَّ ﷺ وَزَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ تَسَحَّرَا فَلَمَّا فَرَغَا مِنْ سُحُوْرِهِمَا قَامَ نَبِىُّ اللّٰهِ ﷺ اِلَى الصَّلٰوةِ فَصَلّٰى قُلْنَا لِاَنَسٍ كَمْ كَانَ بَيْنَ فَرَاغِهِمَا مِنْ سُحُوْرِهِمَا وَدُخُوْلِهِمَا فِى الصَّلٰوةِ قَالَ قَدْرُ مَا يَقْرَأُ الرَّجُلُ خَمْسِيْنَ اٰيَةً. (بخاری) 12-225

حضرت قتادہ ﷺ حضرت انس ﷺ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ اور زید بن ثابت ﷺ نے سحری کا کھانا کھایا جب سحری سے فارغ ہوئے تو نبی محترم ﷺ نماز کے لئے اٹھے اور آپ نے امامت فرمائی۔ہم نے حضرت انس ﷺ سے عرض کیا کہ آپ ﷺ کے سحری سے فارغ ہونے اور نماز کھڑی کرنے کے درمیان کتنا وقفہ تھا؟ تو انہوں نے فرمایا بس اتنا ہی جتنے وقت میں کوئی شخص پچاس آیات کی تلاوت کر سکتا ہے۔(بخاری)

عَنْ اَبِىْ ذَرٍّ ﷺ قَالَ قَالَ لِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

حضرت ابوذر ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ محترم ﷺ نے

كَيْفَ اَنْتَ اِذَا كَانَتْ عَلَيْكَ اُمَرَآءُ يُمِيْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اَوْ يُؤَخِّرُوْنَ عَنْ وَقْتِهَا قُلْتُ فَمَا تَاْمُرُنِىْ قَالَ صَلِّ الصَّلٰوةَ لِوَقْتِهَا فَاِنْ اَدْرَكْتَهَا مَعَهُمْ فَصَلِّ فَاِنَّهَا لَكَ نَافِلَةٌ. (مسلم)226-13

مجھے فرمایا ابوذر تیرا کیا حال ہوگا جب تجھ پر ایسے حاکم ہوں گے جو نماز میں تاخیر کریں گے یا بالکل ہی چھوڑ دیں گے؟ میں نے عرض کیا اس صورت حال میں آپ ﷺ مجھے کیا حکم فرماتے ہیں۔ فرمایا کہ تم وقت پر نماز ادا کرنا اگر ان کے ساتھ بھی موقع مل جائے تو پھر ادا کر لینا یہ تیرے نفل ہوں گے۔ (بخاری)

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الصُّبْحِ قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَدْ اَدْرَكَ الصُّبْحَ وَمَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الْعَصْرِ قَبْلَ اَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْ اَدْرَكَ الْعَصْرَ. (متفق عليه)227-14

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے طلوع آفتاب سے پہلے صبح کی ایک رکعت بھی پالی اس نے صبح کا وقت پالیا اور جس نے غروب آفتاب سے پہلے عصر کی ایک رکعت پڑھ لی اس نے عصر کا وقت پالیا۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَدْرَكَ اَحَدُكُمْ سَجْدَةً مِّنْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ قَبْلَ اَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَلْيُتِمَّ صَلٰوتَهٗ وَاِذَا اَدْرَكَ سَجْدَةً مِّنْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَلْيُتِمَّ صَلٰوتَهٗ (بخاری)228-15

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی رسول اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص غروب آفتاب سے پہلے عصر کی ایک رکعت پالے اسے اپنی نماز مکمل کر لینی چاہیے اور جس نے طلوع آفتاب سے پہلے صبح کی ایک رکعت پالی اس کو بھی اپنی نماز مکمل کرنی چاہیے۔ (بخاری)

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ نَسِىَ صَلٰوةً اَوْنَامَ عَنْهَا فَكَفَّارَتُهَا اَنْ يُّصَلِّيَهَا اِذَا ذَكَرَهَا وَفِىْ رِوَايَةٍ لَّا كَفَّارَةَ لَهَا اِلَّا ذَالِكَ. (متفق عليه) 229-16

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا جو شخص نماز بھول جائے یا سو جائے اس کی تلافی یہ ہے کہ جب اسے یاد آئے تو ادا کرے۔ دوسری روایت میں ہے کہ یہی اس کا کفارہ ہے۔ (بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

نبی معظم ﷺ کے یہ ارشادات آپ پڑھ چکے ہیں کہ طلوع، غروب اور زوال آفتاب کے وقت نماز پڑھنی جائز نہیں۔ یہاں بتلانے کا مقصد یہ ہے کہ جس شخص نے سورج کے اس عمل کے شروع ہونے سے پہلے نماز شروع کی اور نماز کے دوران سورج غروب یا طلوع ہونا شروع ہو گیا تو اسے نماز توڑنے کی بجائے پوری کرنی چاہیے اور نماز لوٹانے کی بھی ضرورت نہیں البتہ ان اوقات کا خیال رکھنا ضروری ہے تا کہ اس دورانیے کے بعد نماز ادا کی جائے۔ اگر سورج اس دورانیہ میں داخل ہو چکا ہو۔ اور عصر کی نماز شرعی عذر کی وجہ سے باقی ہو تو سورج مکمل غروب ہونے کے بعد اور مغرب سے پہلے عصر ادا کرنی چاہیے جیسا کہ

جنگ خندق کے موقعہ پر آپ نے عصر اور مغرب عشاء کے وقت اسی ترتیب سے ادا کی تھیں۔

عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَیْسَ فِی النَّوْمِ تَفْرِیْطٌ اِنَّمَا التَّفْرِیْطُ فِی الْیَقْظَةِ فَاِذَا نَسِیَ اَحَدُکُمْ صَلٰوةً اَوْ نَامَ عَنْهَا فَلْیُصَلِّهَا اِذَا ذَکَرَهَا فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی قَالَ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِکْرِیْ.(پ ١٦ رکوع ١٠). (مسلم)230-17

حضرت ابو قتادہؓ رسول محترم ﷺ کا فرمان بیان کرتے ہیں نیند کی وجہ سے نماز ضائع ہونے کا کوئی گناہ نہیں۔ گناہ تو جاگنے کی صورت میں ہوگا جب تم میں کوئی شخص نماز بھول جائے یا اس پر نیند غالب آ جائے، بس یاد آنے پر اسے فوراً ادا کرنی چاہیے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے میری یاد کے لئے نماز پڑھا کرو۔(طٰہٰ ٢٠: ١٤)(مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ رَّافِعِ بْنِ خَدِیْجٍؓ قَالَ کُنَّا نُصَلِّی الْعَصْرَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ یُنْحَرُ الْجَزُوْرُ فَتُقْسَمُ عَشَرَ قِسَمٍ ثُمَّ تُطْبَخُ فَنَاْکُلُ لَحْمًا نَضِیْجًا قَبْلَ مَغِیْبِ الشَّمْسِ. (متفق علیه)231-18

حضرت رافع بن خدیجؓ بیان فرماتے ہیں ہم عصر کی نماز رسول محترم ﷺ کے ساتھ پڑھ کر اونٹ ذبح کر کے اس کا گوشت بنا کر دس حصوں میں تقسیم کرتے پھر اسے پکا کر بھنا ہوا گوشت غروب آفتاب سے پہلے کھا لیا کرتے تھے۔(بخاری و مسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ مَکَثْنَا ذَاتَ لَیْلَةٍ نَنْتَظِرُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلٰوةَ الْعِشَآءِ الْاٰخِرَةِ فَخَرَجَ اِلَیْنَا حِیْنَ ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّیْلِ اَوْ بَعْدَهٗ فَلَا نَدْرِیْ اَشَیْءٌ شَغَلَهٗ فِیْ اَهْلِهٖ اَوْ غَیْرُ ذٰلِکَ فَقَالَ حِیْنَ خَرَجَ اِنَّکُمْ لَتَنْتَظِرُوْنَ صَلٰوةً مَّا یَنْتَظِرُهَا اَهْلُ دِیْنٍ غَیْرُکُمْ وَلَوْلَا اَنْ یَّثْقُلَ عَلٰی اُمَّتِیْ لَصَلَّیْتُ بِهِمْ هٰذِهِ السَّاعَةَ ثُمَّ اَمَرَ الْمُؤَذِّنَ فَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَصَلّٰی. (مسلم)232-19

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں ایک رات عشاء کی نماز کے لئے مسجد میں ہم رسول اللہ ﷺ کا انتظار کر رہے تھے۔ آپ ہمارے پاس اس وقت تشریف لائے جب رات کا تیسرا یا اس سے بھی زیادہ حصہ گزر چکا تھا۔ ہم نہیں جانتے تھے آپ ﷺ کسی گھریلو معاملات میں مصروف تھے یا کوئی اور کام تھا۔ تشریف لاتے ہی فرمایا یقیناً تم لوگ نماز کے انتظار میں ہو۔ تمہارے سوا دوسرے کسی دین کے بھی دعوے دار اس وقت تک نماز پڑھنے کے منتظر نہیں ہیں۔ اگر اتنی تاخیر سے نماز پڑھنی میری اُمت کے لئے مشکل نہ ہوتی تو میں ہمیشہ اس وقت ہی نماز پڑھایا کرتا پھر آپ نے اذان کا حکم دیا اور جماعت کروائی۔(مسلم)

فہم الحدیث

آپ ﷺ کا یہ فرمان کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے علاوہ کسی دین کے پیروکار اس وقت نماز کے انتظار میں نہیں صحابہ کی حوصلہ افزائی اور تاخیر عشاء کا ثواب بتلانے کے ساتھ یہ مقصد بھی تھا کہ واقعتاً مسلمان ہی آدھی رات کے وقت اللہ کی عبادت کرنے والے ہیں۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّى الصَّلَوَاتِ نَحْوًا مِنْ صَلٰوتِكُمْ وَكَانَ يُؤَخِّرُ الْعَتَمَةَ بَعْدَ صَلٰوتِكُمْ شَيْئاً وَكَانَ يُخَفِّفُ الصَّلٰوةَ (مسلم) 233-20

حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بقیہ نمازیں تمہاری نمازوں کی طرح پڑھتے تھے لیکن عشاء کی نماز تمہاری نسبت قدرے تاخیر سے ادا کیا کرتے تھے اور آپ ﷺ نماز ہلکی پڑھتے تھے۔(مسلم)

عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عَدِيِّ بْنِ الْخَيَّارِ رضی اللہ عنہ اَنَّهُ دَخَلَ عَلٰى عُثْمَانَ وَهُوَ مَحْصُوْرٌ فَقَالَ اِنَّكَ اِمَامُ عَامَّةٍ وَّنَزَلَ بِكَ مَا تَرٰى وَيُصَلِّىْ لَنَا اِمَامُ فِتْنَةٍ وَنَتَحَرَّجُ فَقَالَ الصَّلٰوةُ اَحْسَنُ مَا يَعْمَلُ النَّاسُ فَاِذَا اَحْسَنَ النَّاسُ فَاَحْسِنْ مَعَهُمْ وَاِذَا اَسَآءُ وا فَاجْتَنِبْ اِسَآءَ تَهُمْ. (بخاری) 21-234

حضرت عبیداللہ بن عدی بن خیار بیان کرتے ہیں جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ محصور تھے تو میرے والد گرامی حضرت عدی بن خیار رضی اللہ عنہ ان کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتے ہیں! آپ تو تمام مسلمانوں کے قائد ہیں آپ پر جو مصیبت آئی ہے آپ کو معلوم ہے کہ ہماری جماعتیں فتنہ پرور لوگوں کا سرغنہ کروا رہا ہے اور ہم ان کے پیچھے نماز پڑھنے کو درست نہیں جانتے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا ان کا یہ کردار تو نامناسب ہے لیکن ان کا نماز پڑھنا اچھا ہے۔ جب لوگ نیکی کریں تو نیکی میں ان کے ساتھ شامل ہونا چاہیے۔ جب وہ غلط کام کریں تو ان سے اجتناب کیا جائے۔

خلاصۂ باب

۱۔عشاء سے پہلے اور نماز عشاء کے بعد دیر سے سونا آپ ﷺ کو پسند نہیں تھا۔۲۔نماز صبح کا افضل وقت صبح روشن سے پہلے تک ہے۔۳۔نماز ظہر ایک مثل کے اندر رہتے ہوئے تاخیر سے پڑھی جاسکتی ہے۔۴۔نماز عصر کا افضل وقت ایک مثل سایہ کے خاتمہ سے دو مثل تک ہے۔۵۔نماز مغرب سورج غروب ہوتے ہی ادا کرنا چاہیے ۶۔عشاء کی جماعت مغرب کے بعد اندھیرہ گہرا ہونے سے لے کر تہائی رات تک ہے البتہ عشاء کی نماز آدھی رات تک ادا کی جاسکتی ہے۔۷۔نماز کے شرعی عذر:(۱) نیند کا غلبہ (۲) بھول جانا (۳) بیماری کی شدت (۴) سفر (۵) جنگ (۶) شدید ترین مصروفیت ۸۔موسموں کے تغیر و تبدل میں جہنم کی حدت و برودت کے اثرات کا دخل ہے۔۹۔سورج غروب کے قریب نماز پڑھنا منافق کی نشانی ہے۔۱۰۔جہاں تاخیر سے جماعت ہوتی ہو وہاں اول وقت تنہا نماز پڑھنا زیادہ افضل ہے۔نماز پڑھ کر ان کے ساتھ شامل ہونے سے نوافل کا ثواب ملتا ہے۔۱۱۔نماز کے درمیان سورج غروب یا طلوع ہونا شروع ہو جائے تو نماز میں کوئی فرق واقع نہیں ہوتا۔۱۲۔نیند یا بھول جانے کی صورت میں جاگنے اور یاد آنے کے وقت فوراً نماز ادا کرنی چاہیے۔۱۳۔صبح کی نماز میں ساٹھ سے سو آیات پڑھنا رسول اکرم ﷺ کی سنت مبارکہ ہے۔۱۴۔ناپسندیدہ امام کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے۔

بَابٌ فِیْ فَضَائِلِ الصَّلٰوۃِ

نماز کے فضائل

الفصل الاوّل / پہلی فصل

عَنْ عُمَارَةَ بْنِ رُوَيْبَةَ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَنْ يَّلِجَ النَّارَ اَحَدٌ صَلّٰى قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا يَعْنِى الْفَجْرَ وَالْعَصْرَ. (مسلم) 235-1

حضرت عمارہ بن رویبہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول معظم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص فجر اور عصر کی نماز ادا کرنے کا اہتمام کرتا ہے۔ وہ کبھی دوزخ میں نہیں جائے گا۔ (مسلم)

وَعَنْ اَبِىْ مُوْسٰى ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ صَلَّى الْبَرْدَيْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ. (متفق عليه) 236-2

حضرت ابوموسیٰ اشعری ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس شخص نے دو ٹھنڈی نمازیں ادا کیں یعنی فجر اور عصر وہ جنت میں ضرور داخل ہوگا۔

فہم الحدیث

اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ فرضیت کے حوالے سے سب کی ایک جیسی اہمیت ہے۔ البتہ انسانوں کے حالات اور ضروریات کے حوالے سے صبح، عصر اور عشاء کے ثواب کا خاص طور پر ذکر فرمایا تاکہ مسلمان انکا خصوصی خیال کریں کہیں مصروفیات کی وجہ سے ان میں غفلت نہ ہو جائے۔ ٹھنڈی نمازوں سے مراد فجر اور عصر کی نمازیں ہیں اس لئے کہ وہ ٹھنڈے اوقات میں ادا کی جاتی ہیں۔ صبح اٹھنا مشکل ہوتا ہے جب کہ عصر مصروفیت کا وقت ہوتا ہے۔

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَتَعَاقَبُوْنَ فِيْكُمْ مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ وَيَجْتَمِعُوْنَ فِىْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَصَلٰوةِ الْعَصْرِ ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِيْنَ بَاتُوْا فِيْكُمْ فَيَسْاَلُهُمْ رَبُّهُمْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِهِمْ كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِىْ فَيَقُوْلُوْنَ تَرَكْنٰهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ وَاَتَيْنٰهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ. (متفق عليه) 237-3

حضرت ابوہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ فرشتے رات اور دن کے وقت آتے جاتے ہیں وہ تمہارے پاس عصر اور فجر کی نماز کے وقت اکٹھے ہوتے ہیں جن فرشتوں نے تمہارے پاس رات گزاری ہے۔ جب ربّ کبریا کے حضور پیش ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے کے باوجود ان سے پوچھتے ہیں کہ تم میرے بندوں کو کس حالت میں چھوڑ آئے ہو؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ جب ہم ان کے پاس گئے وہ نماز ادا کر رہے تھے اور جب ہم واپس آئے تو وہ نماز ہی کی حالت میں تھے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ جُنْدُبِ الْقَسْرِىِّ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

حضرت جندب قسری ﷺ بیان کرتے ہیں۔ رسول معظم

اللّٰهِ ﷺ مَنْ صَلّٰى صَلٰوةَ الصُّبْحِ فَهُوَ فِيْ ذِمَّةِ اللّٰهِ فَلَا يَطْلُبَنَّكُمُ اللّٰهُ مِنْ ذِمَّتِهِ بِشَيْءٍ فَاِنَّهٗ مَنْ يَّطْلُبْهُ مِنْ ذِمَّتِهِ بِشَيْءٍ يُّدْرِكْهُ ثُمَّ يَكُبُّهٗ عَلٰى وَجْهِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 4-238

ﷺ نے فرمایا جس شخص نے صبح کی نماز ادا کی وہ اللہ تعالیٰ کی ضمانت میں ہوگا۔ کہیں تم ایسا نہ کرنا جس کی وجہ سے اللہ تم سے اپنے ذمہ کا حساب مانگے اللہ جس سے حساب مانگے گا اس کو پکڑ کر چہرے کے بل دوزخ میں گرا دے گا۔ (مسلم)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي النِّدَآءِ وَالصَّفِّ الْاَوَّلِ ثُمَّ لَمْ يَجِدُوْا اِلَّا اَنْ يَّسْتَهِمُوْا عَلَيْهِ لَاسْتَهَمُوْا وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِي التَّهْجِيْرِ لَا سْتَبَقُوْا اِلَيْهِ وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِي الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَاَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا. (متفق عليه) 5-239

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اذان اور پہلی صف میں کیا خیر و برکت ہے کہ ظہر کی نماز کی کیا فضیلت ہے؟ تو وہ اس کے حصول کے لیے ضرور قرعہ اندازی کریں اور اگر وہ جان لیں کہ ظہر کی نماز کی کیا فضیلت ہے۔ تو وہ اس کے لیے مسابقت کریں اور اگر انہیں علم ہو کہ عشا اور صبح کی نماز با جماعت ادا کرنے میں کیا خیر و برکت ہے تو وہ نمازوں کے لئے ضرور آئیں۔ اگر چہ ان کو گھسٹ کر آنا پڑے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْسَ صَلٰوةٌ اَثْقَلَ عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ مِنَ الْفَجْرِ وَالْعِشَآءِ وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَافِيْهِمَا لَاَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا (متفق عليه) 6-240

حضرت ابو ہریرہ ﷺ ہی بیان کرتے ہیں رسول کریم ﷺ نے فرمایا منافقوں پر فجر اور عشاء کی نماز سے زیادہ بوجھل کوئی نماز نہیں اگر انہیں ان نمازوں کے ثواب کا علم ہو جائے تو وہ ان میں ضرور شریک ہوں۔ اگر چہ ان کو گھسٹ کر آنا پڑے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عُثْمَانَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ صَلَّى الْعِشَآءَ فِيْ جَمَاعَةٍ فَكَاَنَّمَا قَامَ نِصْفَ اللَّيْلِ وَمَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فِيْ جَمَاعَةٍ فَكَاَنَّمَا صَلَّى اللَّيْلَ كُلَّهٗ. (مسلم) 7-241

حضرت عثمان ﷺ بیان کرتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جس نے عشاء کی نماز باجماعت ادا کی گویا اس نے آدھی رات تک قیام کیا۔ جس نے فجر کی نماز باجماعت ادا کی گویا اس نے پوری رات قیام کیا۔ (مسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَغْلِبَنَّكُمُ الْاَعْرَابُ عَلٰى اسْمِ صَلٰوتِكُمُ الْمَغْرِبَ قَالَ وَتَقُوْلُ الْاَعْرَابُ هِيَ الْعِشَآءُ وَقَالَ لَا يَغْلِبَنَّكُمْ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے ارشاد فرمایا دیہاتی لوگ تمہاری مغرب کی نماز کے نام کو کہیں بدل نہ ڈالیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ اس کو عشاء کہتے ہیں اور پھر فرمایا دیہاتی لوگ تمہاری عشاء کی

الْاَعْرَابُ عَلٰى اسْمِ صَلٰوتِكُمُ الْعِشَآءَ فَاِنَّهَا فِىْ كِتَابِ اللّٰهِ الْعِشَآءُ فَاِنَّهَا تُعْتِمُ بِحِلَابِ الْاِبِلِ. (مسلم)242-8

نماز کے نام پر غالب نہ آ جائیں اس لئے کہ اللہ کی کتاب میں اس کا نام عشاء ہے وہ اونٹنیوں کا دودھ اندھیرے میں دوہتے ہیں۔(مسلم)

فہم الحدیث

عرب میں ایسے قبیلے بھی تھے۔ جو مغرب کے وقت کو عشاء کے نام سے پکارتے تھے۔ کیونکہ وہ عصر کے بعد اپنی اونٹنیاں دوھتے تھے۔ اس اثنا میں اندھیرا ہو جاتا تھا جس کی وجہ سے انکے ہاں مغرب کے لئے عشاء کی اصطلاح رائج ہو چکی تھی۔ آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو فرمایا کہ اس بات کا خیال رکھنا کہ کہیں انکی یہ اصطلاح غالب نہ آ جائے جس سے آنے والی نسلوں کو غلط فہمی ہونے کا امکان ہو سکتا تھا کہ شاید مغرب اور عشاء ایک ہی نماز کا نام ہے۔

عَنْ عَلِيٍّ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ حَبَسُوْنَا عَنْ صَلٰوةِ الْوُسْطٰى صَلٰوةِ الْعَصْرِ مَلَأَ اللّٰهُ بُيُوْتَهُمْ وَقُبُوْرَهُمْ نَارًا. (متفق عليه)243-9

حضرت علی ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے غزوہ خندق کے دن فرمایا کافروں نے ہمیں نماز عصر ادا کرنے سے روکا اللہ ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دے۔(بخاری و مسلم)

خلاصہ باب

۱۔ نماز فجر اور عصر کی نماز کا بالخصوص خیال کرنا چاہیے کیونکہ فجر نیند اور عصر ہجوم کار کو سمیٹنے کا وقت ہوتا ہے۔

۲۔ فجر اور عصر کے وقت فرشتے آدمی کا اعمال نامہ اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کرتے ہیں۔

۳۔ عشاء کی نماز باجماعت اور فجر کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھنے والے کو ساری رات کی عبادت کا ثواب ملتا ہے۔

۴۔ منافقوں کے لیے صبح اور عشاء کی نمازیں بھاری ہوتی ہیں۔

۵۔ صبح اور عصر کے وقت واپس جانے والے ملائکہ نمازیوں کے حق میں اللہ تعالیٰ کے حضور گواہی دیتے ہیں۔



بَابُ الْاَذَانِ

اذان

مکہ معظّمہ میں مسلمانوں کے حالات دگرگوں ہونے کی وجہ سے نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنا فرض نہیں تھی۔ مدینہ طیبہ میں مسلمانوں کو آزاد ماحول میسّر آیا تو اس بات کی ضرورت محسوس کی گئی کہ نماز کے لیے لوگوں کو کس طرح جمع کیا جائے؟ طویل مشاورت ہوئی لیکن کسی بات پر اتفاق نہ ہوسکا۔ مشاورت کے فوراً بعد ہی وحی کے ذریعے آپ ﷺ نے اذان اور اقامت کے یہ الفاظ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کو یاد کروائے۔ اذان میں مسلمانوں کے دین کی جامع ترجمانی کا پانچ وقت اظہار پایا جاتا ہے اور صدیوں سے امّت مسلمہ کی اذان مشرق ومغرب، شمال وجنوب میں ایک ہی ہوا کرتی تھی اس میں معمولی فرق بھی نہیں پایا جاتا تھا لیکن شیعہ حضرات نے اذان کے درمیان کچھ اس طرح اضافے کیے کہ ان کی اپنی اذان بھی ایک سنائی نہیں دیتی۔ ایک امام بارگاہ میں علی ولی اللہ کے الفاظ ادا کیے جاتے ہیں اور دوسرے امام باڑے میں خلیفہ بلافصل کا اضافہ کیا جاتا۔ بریلوی مہربانوں نے اذان کو تو اسی طرح ہی رہنے دیا لیکن ان کی دیکھا دیکھی اذان سے قبل الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ پھر ہر مسجد میں ان الفاظ پر بھی اکتفا نہیں کیا گیا دوسری مسجد میں الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ اور تیسری مسجد میں نور من نور اللہ کے الفاظ بڑھادیے۔ گویا کہ خدائی اذان اور اس میں کئی اضافے کرنے کے باوجود اطمینان حاصل نہیں ہورہا۔ پھر اذان اور اقامت پر اکتفا نہیں کیا جاتا بلکہ اذان کے بعد مسجدوں میں اعلان ہوتا ہے کہ جماعت کھڑی ہوگئی، مسجد میں آجاؤ۔ خصوصاً رمضان المبارک میں اعلان ہوتا ہے کہ افطاری کا وقت ہوگیا روزہ افطار کرلیا جائے۔ یہ تمام باتیں اور الفاظ غلط اور اذان میں اضافہ ہیں۔ اور بدعات ہیں جن سے بچنا چاہیے۔

الفصل الاوّل

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ ذَكَرُوا النَّارَ وَالنَّاقُوسَ فَذَكَرُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارٰى فَاُمِرَ بِلَالٌ اَنْ يَشْفَعَ الْاَذَانَ وَاَنْ يُّوتِرَ الْاِقَامَةَ قَالَ اِسْمَاعِيلُ فَذَكَرْتُهُ لِاَيُّوبَ فَقَالَ اِلَّا الْاِقَامَةَ . (متفق عليه)1-244

پہلی فصل

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ اذان کے بارے میں جب مشورہ ہوا تو لوگوں نے آگ جلانے، ناقوس بجانے اور کچھ نے یہود ونصارٰی کے طریقے کا ذکر کیا نبی کریم ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اذان کے کلمات دو دو مرتبہ اور اقامت کے الفاظ ایک ایک دفعہ کہے۔ راوی اسماعیل کہتے ہیں قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ دو مرتبہ کہنا چاہیے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِي مَحْذُورَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ اَلْقٰى عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ التَّاذِيْنَ هُوَ بِنَفْسِهٖ فَقَالَ (قُلْ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ

حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے مجھے تکبیر اور اذان اس طرح یاد کروائی۔ ''اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے'' (چار مرتبہ)

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُـحَـمَّـدًا رَّسُـوْلُ اللّٰـهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُـوْلُ اللّٰهِ) ثُمَّ تَعُوْدُ فَتَقُوْلُ (اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰـهُ اَشْهَـدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُـحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ). (مسلم)245-2

میں گواہی دیتا ہوں اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں (دومرتبہ)
میں گواہی دیتا ہوں محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ (دومرتبہ)
پھر شہادت کے چار کلمات دہرائے۔
نماز کی طرف آؤ۔ (دومرتبہ)
کامیابی کی طرف آؤ۔ (دومرتبہ)
اللہ بہت بڑا ہے۔ (دومرتبہ)
اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ (ایک دفعہ) (مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنِ ابْنِ عُـمَـرَ رَضِـيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ الْـمُـسْلِمُوْنَ حِيْنَ قَدِمُوا الْمَدِيْنَةَ يَجْتَمِعُوْنَ فَيَتَـحَيَّـنُـوْنَ لِلصَّلٰوةِ وَلَيْسَ يُنَادِيْ بِهَا اَحَدٌ فَتَـكَـلَّـمُـوْا يَـوْمًـا فِيْ ذٰلِكَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ اتَّخِذُوْا مِثْلَ نَاقُوْسِ النَّصَارٰى وَقَالَ بَعْضُهُمْ قَـرْنًـا مِثْلَ قَـرْنِ الْيَهُوْدِ فَقَـالَ عُـمَـرُ اَوَلَا تَبْعَثُوْنَ رَجُلًا يُّنَادِيْ بِالصَّلٰوةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَا بِلَالُ قُمْ فَنَادِ بِالصَّلٰوةِ. (متفق عليه)246-3

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جب مسلمان مدینہ طیبہ آئے تو لوگ وقت کا اندازہ کرتے ہوئے از خود نماز کے لیے جمع ہو جاتے تھے کیونکہ کوئی انہیں بلانے والا نہیں تھا ایک دن لوگوں نے اس سلسلہ میں مشورہ کیا کچھ کا خیال تھا کہ عیسائیوں کی طرح ناقوس بجایا جائے اور دوسرے کہنے لگے یہودیوں کی طرح سینگ پھونکا جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا نماز کے لئے منادی کرنے والا آدمی کیوں نہ مقرر کیا جائے؟ رسول محترم ﷺ نے فرمایا بلال اٹھ کر اذان کہو۔ (بخاری و مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ اذان کے کلمات دو دو دفعہ کہنے چاہئیں۔
۲۔ اقامت کے کلمات اکیلے اکیلے ہوں سوائے قد قامت الصلاۃ کے۔
۳۔ اذان کے بعد لوگوں کو نماز یا افطاری کے لیے اعلان کرنا بدعت ہے۔



بَابُ فَضْلِ الْاَذَانِ وَاِجَابَةِ الْمُؤَذِّنِ

اذان کی فضیلت اور مؤذّن کا جواب دینا

الفصل الاوّل

عَنْ مُعَاوِيَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ الْمُؤَذِّنُوْنَ اَطْوَلُ النَّاسِ اَعْنَاقًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ.(مسلم) 247-1

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ اَدْبَرَ الشَّيْطَانُ لَهٗ ضُرَاطٌ حَتّٰى لَا يَسْمَعَ التَّاذِيْنَ فَاِذَا قُضِیَ النِّدَآءُ اَقْبَلَ حَتّٰى اِذَا ثُوِّبَ بِالصَّلٰوةِ اَدْبَرَ حَتّٰى اِذَا قُضِیَ التَّثْوِيْبُ اَقْبَلَ حَتّٰى يَخْطُرَ بَيْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهٖ يَقُوْلُ اذْكُرْ كَذَا اُذْكُرْ كَذَا لِمَالَمْ يَكُنْ يَّذْكُرُ حَتّٰى يَظَلَّ الرَّجُلُ لَا يَدْرِیْ كَمْ صَلّٰى. (متفق عليه) 248-2

عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَسْمَعُ مَدٰى صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ جِنٌّ وَّلَا اِنْسٌ وَّلَا شَیْءٌ اِلَّا شَهِدَ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ .(بخاری) 249-3

پہلی فصل

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول محترم ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرمارہے تھے قیامت کے دن اذان دینے والے دوسرے لوگوں سے سربلند ہوں گے۔(مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اذان سنتے ہی شیطان گوز مارتے ہوئے بھاگ جاتا ہے تاکہ اذان نہ سن سکے۔اذان کے اختتام پر واپس پلٹتا ہے اور پھر تکبیر کے وقت بھاگ جاتا ہے اور جب نماز کھڑی ہوتی ہے تو واپس آکر آدمی کے دل میں وسوسے ڈالتے ہوئے کہتا ہے کہ فلاں اور فلاں کام یاد کرو جو اسے بھولے ہوئے تھے یہاں تک کہ آدمی کو یاد نہیں رہتا کہ اس نے کتنی نماز ادا کی ہے۔(بخاری و مسلم)

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مؤذن کی آواز کے پہنچنے تک جن انسان اور دوسری چیزیں سنتی ہیں وہ قیامت کے دن مؤذن کے حق میں گواہی دیں گی۔(بخاری)

فہم الحدیث

اذان اور تکبیر کے وقت شیطان کا بار بار بھاگنا اسکی ذلّت بیان کرنے کے ساتھ امّت کو یہ بتلانا مقصود ہے کہ شیطان کو اللہ تعالیٰ کے نام اور اس کی کبریائی سے کتنی کدّ ہے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِوبْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُوْلُوْا

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا جب تم مؤذن کی اذان سنو تو اس کے

مِثْلَ مَا يَقُوْلُ ثُمَّ صَلُّوْا عَلَيَّ فَاِنَّهُ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلٰوةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا ثُمَّ سَلُوا اللّٰهَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ فَاِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ لَا يَنْبَغِيْ اِلَّا لِعَبْدٍ مِّنْ عِبَادِ اللّٰهِ وَاَرْجُوْا اَنْ اَكُوْنَ اَنَا هُوَ فَمَنْ سَاَلَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ حَلَّتْ عَلَيْهِ الشَّفَاعَةُ. (مسلم)4-250

ساتھ وہی کلمات دہراتے چلے جاؤ اور اذان کے بعد جس نے مجھ پر درود پڑھا، اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا۔ اس کے بعد میرے لیے اللہ سے وسیلہ طلب کرو کیونکہ وہ جنت کا بلند ترین مقام ہے۔ جو اللہ کے بندوں میں سے ایک بندے کو نصیب ہوگا۔ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے ہی وہ عطا فرمائیں گے۔ جس نے میرے لیے اس مقام کی دعا کی میری سفارش اس کے لیے واجب ہو جائے گی۔ (مسلم)

عَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ فَقَالَ اَحَدُكُمْ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ ثُمَّ قَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ثُمَّ قَالَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ثُمَّ قَالَ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ قَالَ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ قَالَ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ ثُمَّ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مِنْ قَلْبِهٖ دَخَلَ الْجَنَّةَ . (مسلم)5-251

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' جب موذن اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہے تو تم اَللّٰهُ اَكْبَرُ' اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہو پھر وہ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہے تو تم اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہو جب وہ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہے تو تم اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہو وہ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ کہے تو تم بھی لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کہو حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کہے تو تم لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کہو پھر وہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہے تو تم بھی اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہو وہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہے تو تم بھی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہو جس نے صدق دل سے اس عقیدہ کی گواہی دی وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (مسلم)

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ قَالَ حِيْنَ يَسْمَعُ النِّدَآءَ (اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّآمَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَآئِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُوْدَنِ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ) حَلَّتْ لَهٗ شَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ. (بخاری)6-252

حضرت جابر رضی اللہ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بیان کرتے ہیں جو شخص اذان سنے وہ یہ دعا کرے۔ اے اللہ! اس کامل دعوت دین کے رب اس اعلان کے بدلے قائم ہونے والی نماز کے مالک تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ اور فضیلت عطا کر اور مقام محمود پر فائز فرما جس کا تو نے ان کے ساتھ وعدہ کر رکھا ہے ایسے شخص کے لیے قیامت کے دن میری سفارش لازم ہو جائے گی۔ (بخاری)

قرآن مجید اور اس دعا میں لفظ وسیلہ استعمال ہوا ہے اکثر لوگ اس لفظ کو اردو کے معنوں میں استعمال کرتے ہیں اردو زبان میں اس کا معنی ذریعہ، سبب اور کسی تک پہنچنے یا اس تک بات پہنچانے کے درمیانی واسطہ کو وسیلہ کہا جاتا ہے جبکہ قرآن مجید اور رسول اکرم ﷺ کی اس دعا میں وسیلے کا معنی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قربت ہے اور جنت میں سب سے اونچا مقام ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے ازخود اس کی وضاحت فرمادی ہے اس دعا میں لفظ وسیلہ انہی معنوں میں استعمال ہوا ہے اگر وسیلے کا معنیٰ اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان واسطہ تلاش کرنا ہوتو انہی واسطوں کی نفی کرنے کے لیے ہی تو تمام انبیاء تشریف لاتے رہے۔ ہر نبی نے لوگوں کو یہی حکم دیا عبادات اور اپنی دعاؤں میں درمیانی واسطہ ڈھونڈنے کے بجائے براہ راست اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس سے مدد طلب کرنی چاہیے۔ اس معنوی غلطی کے ساتھ دعا میں علماء نے لفظی اضافے بھی کئے ہیں۔ جس کو ہر اذان کے بعد ٹی وی اور ریڈیو پر پڑھا جاتا ہے۔ الدرجۃ الرفیعۃ انک لاتخلف المیعاد کے الفاظ کسی صحیح سند کے ساتھ ثابت نہیں۔ (وسیلہ کی تشریح کیلیے میری کتاب انبیاء کا طریقہ دعا پڑھیں)

عَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُغِيْرُ اِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ وَكَانَ يَسْتَمِعُ الْاَذَانَ فَاِنْ سَمِعَ اَذَانًا اَمْسَكَ وَاِلَّا اَغَارَ فَسَمِعَ رَجُلًا يَقُوْلُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْفِطْرَةِ ثُمَّ قَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَرَجْتَ مِنَ النَّارِ فَنَظَرُوْا اِلَيْهِ فَاِذَا هُوَ رَاعِيْ مِعْزًى. (مسلم)253-7

حضرت انس ﷺ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ جب کسی علاقے پر صبح کے وقت حملہ آور ہوتے تو اذان کا انتظار فرماتے۔ اگر اذان کی آواز سنائی دیتی تو اس بستی پر پیش قدمی سے رُک جاتے بصورت دیگر حملہ آور ہوتے۔ آپ ﷺ نے ایک شخص سے سنا اللہ اکبر، اللہ اکبر فرمایا یہ فطرت اسلام پر ہے۔ جب اس نے اشھد ان لا الہ الا اللہ پڑھا ارشاد ہوا کہ آگ سے محفوظ ہوگیا۔ صحابہ ﷺ نے اس شخص کو نزدیک سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ بکریوں کا چرواہا ہے۔ (مسلم)

عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ قَالَ حِيْنَ يَسْمَعُ الْمُؤَذِّنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا غُفِرَ لَهُ ذَنْبُهُ. (مسلم)254-8

حضرت سعد بن ابی وقاص ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اذان سننے کے بعد یہ شہادت دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس کا کوئی شریک نہیں محمد اس کا بندہ اور رسول ہے۔ میں اللہ کے رب، محمد کے رسول اور اسلام کے دین ہونے پر خوش ہوں اس کے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔ (مسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

حضرت عبداللہ بن مغفل ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم

ﷺ بَيْنَ كُلِّ اَذَانَيْنِ صَلٰوةٌ بَيْنَ كُلِّ اَذَانَيْنِ صَلٰوةٌ ثُمَّ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ لِمَنْ شَآءَ. (متفق عليه)255-9

ﷺ نے فرمایا اذان اور تکبیر کے درمیان نماز ہے یہ الفاظ آپ ﷺ نے دو دفعہ دہرانے کے بعد تیسری دفعہ فرمایا جس کا دل چاہے ادا کرے۔ (بخاری ومسلم)

الفصل الثالث

عَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ اِنَّ الشَّيْطٰنَ اِذَا سَمِعَ النِّدَاءَ بِالصَّلَاةِ ذَهَبَ حَتّٰى يَكُوْنَ مَكَانَ الرَّوْحَآءِ قَالَ الرَّاوِي وَالرَّوْحَاءُ مِنَ الْمَدِيْنَةِ عَلٰى سِتَّةٍ وَّثَلَاثِيْنَ مِيْلاً (رواه مسلم)256-10

تیسری فصل

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ شیطان اذان سنتا ہے تو وہ روحا (مقام) میں پہنچ جاتا ہے حضرت جابر ﷺ کہتے ہیں روحاء مقام مدینۃ الرسول سے ۳۶ میل کی مسافت پر واقع ہے۔ (مسلم)

خلاصہ باب

۱۔ موذن کا قیامت کے دن دوسرے لوگوں سے سر بلند ہوگا۔

۲۔ موذن کے ساتھ ساتھ اذان کے کلمات دہرانے چاہئیں۔

۳۔ حی علی الصلوۃ اور حی علی الفلاح کے جواب میں لاحول ولاقوۃ الا باللہ پڑھنا چاہیے۔

۴۔ اذان کے بعد دعا، درود، کلمہ شہادت اور یہ کلمات پڑھنے چاہئیں۔

رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّ بِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَ بِمُحَمَّدٍ رَسُوْلاً .

۵۔ اذان اور تکبیر کے دوران نفل پڑھنے چاہئیں۔

۶۔ اذان کے بعد وسیلہ کی دعا مانگنے والا قیامت کے دن نبی کریم ﷺ کی شفاعت کا حق دار ہوگا۔



بَابُ تَأْخِيرِ الْأَذَانِ

اذان اوّل وقت سے مؤخر کرنا

الفصل الاوّل

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ بِلَالًا يُنَادِيْ بِلَيْلٍ فَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يُنَادِيَ ابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ قَالَ وَكَانَ ابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ رَجُلًا اَعْمٰى لَا يُنَادِيْ حَتّٰى يُقَالَ لَهٗ اَصْبَحْتَ اَصْبَحْتَ. (متفق عليه) 1-257

پہلی فصل

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا بلال رات کے وقت اذان کہے تو تم کھاتے پیتے رہو یہانتک کہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ اذان کہیں ،حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نابینا تھے وہ اس وقت اذان کہتے جب ان سے کہا جاتا صبح ہوگئی، صبح ہوگئی ہے۔(بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

بعض اہل علم کا نقطہ نظر ہے کہ دو اذانوں کا سلسلہ صرف رمضان المبارک میں ہوتا تھا۔ جب کہ اکثر کا خیال ہے کہ پہلی اذان تہجد کے لیے اور دوسری فرض نماز کے لیے ہوتی تھی۔

وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَمْنَعَنَّكُمْ مِنْ سُحُوْرِكُمْ اَذَانُ بِلَالٍ وَلَا الْفَجْرُ الْمُسْتَطِيْلُ وَلٰكِنِ الْفَجْرُ الْمُسْتَطِيْرُ فِي الْاُفُقِ (المسلم) 2-258

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے فرمایا بلال رضی اللہ عنہ کی اذان اور فجر کاذب تمہیں سحری سے نہ روکے البتہ فجر وہ ہے جو آسمان کے کناروں پر پھیلتی ہے۔(مسلم)

عَنْ مَالِكِ رضی اللہ عنہ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ اَنَا وَابْنُ عَمٍّ لِّيْ فَقَالَ اِذَا سَافَرْتُمَا فَاَذِّنَا وَاَقِيْمَا وَلْيَؤُمَّكُمَا اَكْبَرُكُمَا. (بخاری) 3-259

حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں اور میرے چچا زاد بھائی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پہنچے۔آپ ﷺ نے فرمایا جب تم سفر میں ہوتو اذان اور تکبیر کہو تم میں سے جو شخص عمر میں بڑا ہے وہ امامت کروائے (بخاری)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلُّوْا كَمَا رَاَيْتُمُوْنِيْ اُصَلِّيْ وَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ اَحَدُكُمْ ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمْ اَكْبَرُكُمْ. (متفق عليه) 4-260

حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہمیں رسول محترم ﷺ نے حکم دیا تم اسی طرح نماز ادا کرو جس طرح تم مجھے نماز پڑھتے ، دیکھتے ہو۔ جب نماز کا وقت ہو جائے تم میں سے کوئی شخص اذان کہے بعد ازاں تم میں سے بڑی عمر

والا امامت کروائے (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حِیْنَ قَفَلَ مِنْ غَزْوَةِ خَیْبَرَ سَارَ لَیْلَةً حَتّٰی اِذَا اَدْرَکَهُ الْکَرٰی عَرَّسَ وَقَالَ لِبِلَالٍ اکْلَأْ لَنَا اللَّیْلَ فَصَلّٰی بِلَالٌ مَا قُدِّرَ لَهٗ وَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَصْحَابُهٗ فَلَمَّا تَقَارَبَ الْفَجْرُ اسْتَنَدَ بِلَالٌ اِلٰی رَاحِلَتِهٖ مُوَجِّهَ الْفَجْرِ فَغَلَبَتْ بِلَالًا عَیْنَاهُ وَهُوَ مُسْتَنِدٌ اِلٰی رَاحِلَتِهٖ فَلَمْ یَسْتَیْقِظْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَلَا بِلَالٌ وَلَا اَحَدٌ مِّنْ اَصْحَابِهٖ حَتّٰی ضَرَبَتْهُمُ الشَّمْسُ فَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَوَّلَهُمْ اسْتِیْقَاظًا فَفَزِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اَیْ بِلَالُ فَقَالَ بِلَالٌ اَخَذَ بِنَفْسِیَ الَّذِیْ اَخَذَ بِنَفْسِکَ قَالَ اقْتَادُوْا فَاقْتَادُوْا رَوَاحِلَهُمْ شَیْئًا ثُمَّ تَوَضَّأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَمَرَ بِلَالًا فَاَقَامَ الصَّلٰوةَ فَصَلّٰی بِهِمُ الصُّبْحَ فَلَمَّا قَضَی الصَّلٰوةَ قَالَ مَنْ نَسِیَ الصَّلٰوةَ فَلْیُصَلِّهَا اِذَا ذَکَرَهَا فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی قَالَ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِکْرِیْ. (پ ۱۶ رکوع ۱۰) (مسلم) 5-261

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ جب غزوۂ خیبر سے واپس لوٹے تو رات بھر چلتے رہے یہاں تک کہ آپ اونگھنے لگے تو آپ سونے کے لیے اترے اور بلال ؓ سے فرمایا تم ہمارے لیے باقی رات پہرہ دو تو بلال ؓ نے نفل پڑھے جتنی انہیں توفیق ہوئی۔ جبکہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ ؓ سو گئے۔ جب فجر طلوع ہونے کا وقت ہوا تو بلال ؓ مشرق کی جانب اپنی سواری کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گئے بلال ؓ پلان کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے تھے ان پر نیند غالب آ گئی۔ رسول مکرم ﷺ اور نہ ہی آپ کے صحابہ ؓ سے کوئی بیدار رہا۔ یہاں تک کہ سورج ان پر طلوع ہو گیا۔ رسول مکرم ﷺ سب سے پہلے بیدار ہوئے۔ آپ گھبرا گئے۔ آپ نے بلال کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا اے بلال کیا ہوا؟ بلال ؓ نے عرض کیا مجھ پر بھی اسی چیز کا غلبہ ہو گیا جس کا آپ ﷺ پر غلبہ ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا سواریوں کو ہانکو تو انہوں نے اپنی سواریوں کو تھوڑا سا چلایا۔ وہاں رسول مکرم ﷺ نے وضو کیا اور بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا۔ بلال رضی اللہ عنہ نے فجر کی نماز کے لیے اقامت کہی۔ آپ نے صحابہ ؓ کو صبح کی نماز پڑھائی۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص نماز بھول جائے جب اسے یاد آئے تو نماز ادا کرے ''اللہ رب العزت کا ارشاد ہے نماز میری یاد کے لئے قائم کرو''۔ (مسلم)

فہم الحدیث

دوسری روایت میں ہے آپ ﷺ نے یہ فرما کر آگے چلنے کے لیے کہا کہ یہاں شیطان کا غلبہ ہے۔ لہٰذا تھوڑا سا آگے چل کر نماز ادا کی جائے گی اب تک سورج کافی نکل چکا تھا۔ اذان کہنے کا حکم دیا پھر سنتیں پڑھیں اور جماعت کروائی۔

عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

حضرت ابو قتادہ ؓ بیان کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے فرمایا

اِذَا اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا تَقُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوْنِىْ قَدْ خَرَجْتُ. (متفق عليه) 6-262

جب نماز کی اقامت کہی جائے تو اس وقت تک نہ اٹھو جب تک مجھے آتے ہوئے نہ دیکھ لو (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا تَاْتُوْهَا تَسْعَوْنَ وَاْتُوْهَا تَمْشُوْنَ وَعَلَيْكُمُ السَّكِيْنَةَ فَمَا اَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوْا وَمَا فَاتَكُمْ فَاَتِمُّوْا . (متفق عليه) وَ فِى رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ فَاِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا كَانَ يَعْمِدُ اِلَى الصَّلٰوةِ فَهُوَ فِى الصَّلٰوةِ. 7-263

حضرت ابو ہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے فرمایا جب نماز کی اقامت کہی جائے تو تم تیز تیز نہ آؤ بلکہ آہستگی کے ساتھ آؤ۔ سکون اختیار کرو جتنی نماز تمہیں مل جائے اس کو ادا کرو اور جو نماز فوت ہو جائے اس کی تکمیل کرو (بخاری و مسلم) اور مسلم کی روایت میں ہے تم میں سے جب کوئی شخص نماز ادا کرنے کی تیاری کرتا ہے تو وہ نماز میں ہی ہوتا ہے۔

خلاصہ باب

۱۔ اذان وقت پر کہنی چاہیے۔

۲۔ قضا نماز کی جماعت اذان کے بغیر بھی ہو سکتی ہے۔

۳۔ بیدار ہونے کے فوراً بعد نماز ادا کرنی چاہیے البتہ سورج نکل رہا ہو تو اس کے مکمل طلوع ہونے کا انتظار کرنا چاہیے۔

۴۔ جماعت کے ساتھ ملنے کے لیے دوڑنا منع ہے۔

۵۔ نماز کی تیاری کے دورانیہ کو بھی نماز ہی میں شامل کیا جاتا ہے۔



بَابُ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلٰوۃِ

مساجد اور نماز ادا کرنے کے مقامات

مسجد سکون و اطمینان کا سرچشمہ اور اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا مرکز ہے۔روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ جگہ اور بابرکت مقام ہے اسے ذکر وفکر اور اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ گاہ بنایا گیا ہے۔ نبی محترم ﷺ نے اس زمین کے ٹکڑے کو اللہ تعالیٰ کے باغوں میں سے ایک باغ قرار دیا ہے۔آپ فرمایا کرتے تھے کہ لوگو! اللہ تعالیٰ کے باغوں میں داخل ہو کر خوب سیر ہو کر کھایا کرو۔لوگوں نے پوچھا اللہ تعالیٰ کے باغ کون سے ہیں؟اور ان میں کھانا پینا کیسا؟ آپ فرماتے ہیں: مسجد یں اللہ تعالیٰ کے باغ ہیں اور اذکار روح کے لیے پھل کھانے کے مترادف ہیں۔(مشکوۃ)

آپ ﷺ کے فرمان کے مطابق چونکہ مسجدیں روح و نفس اور جسم و جان کے لیے روحانی اور الٰہی باغ ہیں اس لیے انہیں گلشن و باغیچہ کی طرح ہر حال میں پاک اور صاف ستھرا رکھنا چاہیے۔اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کی تعمیر کرنے والے دو پیغمبروں سے یہی وعدہ لیا تھا کہ میرے گھر کو ہر طرح سے پاک صاف رکھا جائے۔(البقرۃ ۲: ۱۲۵)

اللہ تعالیٰ کے گھر کی صفائی کے تقاضے ہیں کہ اسے گرد وغبار، جنگ وجدال اور فتنہ وفساد سے پاک رکھا جائے۔ پہلے پارے میں ارشاد ہے کہ جو لوگ مسجدوں کے ماحول کو خراب اور ان میں فتنہ وفساد پیدا کرتے ہیں ان کے لیے مسجدوں میں ایسی کڑی نگرانی اور اخلاقی دباؤ ہونا چاہیے کہ وہ مسجد میں شرارت کرتے ہوئے خوف محسوس کریں۔

مسجد میں آنے والے تب ہی ذوق وشوق کے ساتھ آئیں گے۔جب ان میں صفائی اور پاکیزگی کے ساتھ ساتھ پرسکون ماحول پیدا کیا جائے۔مسجدوں میں بے وجہ گفتگو اور شور وغوغا نمازیوں کے سکون اور عبادت کے ذوق وشوق کو تباہ کر دیتا ہے۔ رسول معظم ﷺ کا حکم ہے۔کہ مسجدوں میں اس طرح نہ بولا کرو جس طرح بازاروں میں شور وغوغا کرتے ہو۔ایک دفعہ حضرت عمر ؓ نے مسجد میں دو آدمیوں کو بلند آواز میں باتیں کرتے ہوئے سنا تو ان کو ہلکی سی ڈانٹ پلاتے ہوئے فرمایا کہ تم دیہاتی ہو اور تمہیں مسجد کے آداب کا علم نہیں۔اگر تم مدینے کے رہنے والے ہوتے تو میں تمہیں سخت سزا دیتا۔(بخاری)

اخلاقیات کا مسلمہ اصول ہے کہ جب کوئی شخص دوسرے کے گھر جائے تو وہ اپنی عزت اور دوسرے کے احترام کی خاطر لڑائی جھگڑے حتّٰی کہ آواز بلند کرنے سے بھی کتراتا ہے۔مسجد تو رب ذوالجلال کا گھر ہے۔اللہ تعالیٰ کے گھر کا احترام یہ ہے کہ آدمی ہر اعتبار سے وقار اور سنجیدگی کا مظاہرہ کرے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے گھر کا احترام نہیں کرتا اس کے بارے میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے دنیا وآخرت میں ذلیل کرے گا۔''وہ دنیا وآخرت میں ضرور ذلیل وخوار ہو کر رہیں گے اور آخرت میں ان کے لیے عذاب عظیم ہے۔

مسجد اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کی سمع واطاعت کی تربیت گاہ، رحمت خداوندی کا مرکز اور اس کی تجلیات کا مقام ہے۔اس لیے یہاں آنے والے کو یہ تعلیم دی گئی کہ مسجد میں دایاں قدم رکھتے ہی اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے حصول کے لیے دعا کریں۔

اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ (مشکوۃ)

''اے اللہ! میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دیجیے۔''

مسجد سے نکلنے کی دعا: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ (مشکوۃ)

''اے اللہ! میں تیرے فضل کا طلب گار ہوں۔''

مسجد کے روحانی اور نفسیاتی اثرات

مسجد کا ماحول جس قدر پُرسکون اور صفائی اور اخلاق کے اعتبار سے صاف ستھرا ہوگا اسی قدر نمازی حضرات کو روحانی' نفسیاتی سکون اور عبادت میں قرار حاصل ہوگا۔ مسجد میں دل جمعی کے ساتھ بیٹھنا اور فکر و نظر کی یک سوئی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا گھر سمجھ کر اس کی بارگاہ میں حاضری کا تصور لیے ہوئے ٹھہرے رہنا بے پناہ روحانی اور نفسیاتی فوائد سے بھرپور عمل ہے۔ اس گئے گزرے دور میں کوئی شخص اخلاص نیت کے ساتھ بیٹھ کر اس بات کا خوب اندازہ کرسکتا ہے کہ جو اطمینان قلب' سکون آور گولیوں' راحت بخش فضاؤں اور طعام و قیام کی لذتوں سے حاصل نہیں ہوتا' وہ اللہ تعالیٰ کے گھر میں چند لمحے گزارنے سے اس قدر اور اس طرح حاصل ہوتا ہے کہ آدمی کی بے چین اور مضطرب روح میں قرار و اطمینان کے جھونکے اس کی طبیعت کو ڈھارس بندھا اور اس کی روح کو بہلا دیتے ہیں۔ یہ سکون و اطمینان اور روحانی اثرات فقط اس دنیا تک ہی نہیں آخرت میں اللہ تعالیٰ کے عرش تلے جگہ نصیب ہوگی جس دن عرش کے علاوہ کوئی چیز سایہ فگن نہیں ہوگی۔ ایک وہ طبقہ ہوگا جو مسجد میں پُروقار اور مکمل اطمینان کے ساتھ بیٹھا کرتا تھا۔ (مشکوۃ)

معاشرتی اور سماجی نتائج واثرات

دیکھنے والوں کے لیے یہ سچائی کسی دلیل کی محتاج نہیں کہ جو افسران یا اثر و رسوخ اور سماجی لحاظ سے بڑے لوگ مسجدوں میں پانچ وقت حاضری کی سعادت سے سرفراز ہوتے ہیں' چند لوگوں کو چھوڑ کر، ایسے افسران اور حضرات میں وہ رعونت اور تکبر نہیں پایا جاتا جو مسجدوں سے دور رہنے والے اعلیٰ حکام اور بڑے لوگوں میں پایا جاتا ہے۔ ایسے افراد تک عوام کی رسائی درجنوں پابندیوں کے باوجود آج بھی بہت آسان دکھائی دیتی ہے۔ مسجدوں میں حاضری کی وجہ سے ان کے رویہ میں شفقت اور محبت کا پہلو غالب رہتا ہے۔ جب تک اقتدار میں شریک لوگ مسجد میں آیا کرتے تھے، اس وقت تک عوام اور حکام کے درمیان اتنا فاصلہ نہیں تھا۔

الفصل الاوّل

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا دَخَلَ النَّبِیُّ ﷺ الْبَیْتَ دَعَا فِیْ نَوَاحِیْهِ کُلِّهَا وَلَمْ یُصَلِّ حَتّٰی خَرَجَ مِنْهُ فَلَمَّا خَرَجَ رَکَعَ رَکْعَتَیْنِ فِیْ قُبُلِ الْکَعْبَةِ وَقَالَ هٰذِهِ الْقِبْلَةُ

پہلی فصل

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی مکرم ﷺ بیت اللہ میں داخل ہوئے پھر اس کے چاروں جانب ہو کر اللہ کے حضور دعا کی اور آپ نے اندر نماز ادا نہیں کی بلکہ باہر تشریف لائے اور کعبہ کے سامنے کھڑے ہو کر دو رکعت نماز

(رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ) 1-264

ادا کرنے کے بعد ارشاد فرمایا یہ ہے قبلہ۔ (بخاری)

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ دَخَلَ الْکَعْبَةَ ھُوَ وَاُسَامَةُ بْنُ زَیْدٍ ؓ وَعُثْمَانُ ابْنُ طَلْحَةَ الْحَجَبِیُّ ؓ وَبِلَالُ بْنُ رَبَاحٍ ؓ فَاَغْلَقَھَا عَلَیْهِ وَمَکَثَ فِیْھَا فَسَاَلْتُ بِلَالًا حِیْنَ خَرَجَ مَا ذَا صَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ جَعَلَ عَمُوْدًا عَنْ یَّسَارِہٖ وَعُمُوْدَیْنِ عَنْ یَّمِیْنِہٖ وَثَلٰثَةَ اَعْمِدَۃٍ وَّرَآءَہٗ وَکَانَ الْبَیْتُ یَوْمَئِذٍ عَلٰی سِتَّةِ اَعْمِدَۃٍ ثُمَّ صَلّٰی. (متفق علیه) 2-265

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ اسامہ بن زید، عثمان بن طلحہ جحمی اور بلال بن رباح ؓ کے ساتھ جب بیت اللہ میں داخل ہوئے تو اس کا دروازہ بند کرلیا آپ ﷺ کچھ دیر وہاں تشریف فرما رہے جب باہر آئے تو میں نے بلال سے استفسار کیا کہ رسول کریم ﷺ اندر کیا کرتے رہے؟ بلال ؓ نے فرمایا آپ نے دو رکعت نماز ادا کی ایک ستون آپ کے بائیں جانب اور دو ستون آپ کے دائیں طرف جبکہ تین ستون آپ کے پچھلی طرف تھے۔ کیونکہ اس وقت بیت اللہ کے اندر چھ ستون تھے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ صَلٰوۃٌ فِیْ مَسْجِدِیْ ھٰذَا خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ صَلٰوۃٍ فِیْمَا سِوَاہُ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ. (متفق علیه) 3-266

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا کہ میری اس مسجد میں نماز ادا کرنے کا بیت اللہ کے علاوہ دوسری مساجد میں نماز پڑھنے سے ایک ہزار گنا زیادہ ثواب ہے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلٰثَةِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی وَمَسْجِدِیْ ھٰذَا . (متفق علیه) 4-267

حضرت ابو سعید خدری ؓ ذکر کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے فرمایا تین مساجد کے علاوہ کسی مقام کی طرف سفر نہیں کرنا چاہیے۔ مسجد حرام، مسجد اقصیٰ، مسجد نبوی۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَا بَیْنَ بَیْتِیْ وَمِنْبَرِیْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِیَاضِ الْجَنَّةِ وَمِنْبَرِیْ عَلٰی حَوْضِیْ. (متفق علیه) 5-268

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں رسول کریم ﷺ نے فرمایا میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان کا حصہ جنت کے باغات میں سے ایک باغیچہ ہے اور میرا منبر حوض کوثر کے کنارے پر ہوگا۔ (بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

آپ ﷺ کے اس فرمان میں دوسرے مقامات کی طرف سفر کرنے سے منع نہیں کیا گیا بلکہ یہ بتلانا مقصود ہے کہ کسی مسجد یا مقام کی طرف خصوصی طور پر جا کر زیادہ ثواب کی نیت سے نماز پڑھنے سے ثواب میں اضافہ نہیں ہوگا سوائے ان تین مقامات کے۔ بیت اللہ، مسجد نبوی، مسجد اقصیٰ۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَأْتِيْ مَسْجِدَ قُبَاءٍ كُلَّ سَبْتٍ مَّاشِيًا وَّرَاكِبًا فَيُصَلِّيْ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ. (متفق علیه)6-269

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ہر ہفتے پیدل یا سوار ہو کر مسجد قباء تشریف لے جاتے اور اس میں دو نفل ادا کیا کرتے تھے۔(بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَحَبُّ الْبِلَادِ اِلَى اللّٰهِ مَسَاجِدُهَا وَاَبْغَضُ الْبِلَادِ اِلَى اللّٰهِ اَسْوَاقُهَا. (مسلم)7-270

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کو پوری زمین پر مساجد زیادہ محبوب ہیں اور بازار سب سے زیادہ ناپسندیدہ ہیں۔(مسلم)

عَنْ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ بَنٰى لِلّٰهِ مَسْجِدًا بَنَى اللّٰهُ لَهٗ بَيْتًا فِی الْجَنَّةِ. (متفق علیه)8-271

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان بیان کرتے ہیں جس نے اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی کے لیے مسجد تعمیر کی اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنّت میں محل تیار فرماتے ہیں۔(بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

عبادت اور روحانی برکات کے اعتبار سے مسجدیں اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ اقرب ہیں کیونکہ منڈی اور بازار میں کئی قسم کے لوگ آتے اور ہر قسم کی حرکات وسکنات ہونے کے ساتھ ساتھ شوروغوغا بھی ہوتا ہے۔اس لیے عبادت گاہوں کے مقابلے میں بازار ربِّ ذوالجلال کی نگاہ میں اجروثواب کے حوالے سے نہایت ہی کم تر ہیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ غَدَا اِلَى الْمَسْجِدِ اَوْرَاحَ اَعَدَّاللّٰهُ لَهٗ نُزُلَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ كُلَّمَا غَدَا اَوْ رَاحَ. (متفق علیه)9-272

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' کہ مسجد کی طرف صبح وشام آنے جانے والے شخص کی اللہ کے ہاں جنت میں مہمان نوازی کا اہتمام کیا جاتا ہے جب بھی وہ مسجد میں آتا جاتا ہے۔(بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

اللہ کے ہاں مہمان نوازی سے مراد یہ ہے کہ دنیا میں اس کی روح کو تسکین واطمینان، اس کے اجروثواب میں اضافہ اور آخرت میں اللہ تعالیٰ اُسے اپنی نعمتوں سے نوازیں گے۔

عَنْ اَبِیْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَعْظَمُ النَّاسِ اَجْرًا فِی الصَّلٰوةِ اَبْعَدُهُمْ فَاَبْعَدُهُمْ مَمْشًى وَّالَّذِیْ يَنْتَظِرُ الصَّلٰوةَ حَتّٰى يُصَلِّيَهَا مَعَ الْاِمَامِ اَعْظَمُ اَجْرًا مِّنَ الَّذِیْ يُصَلِّیْ ثُمَّ يَنَامُ. (متفق علیه)10-273

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا لوگوں میں سب سے زیادہ اجر اس نمازی کو ملتا ہے جو دور سے چل کر مسجد میں آتا ہے۔اور وہ شخص بھی زیادہ ثواب کا مستحق ہے جو امام کے ساتھ نماز پڑھنے کے لیے انتظار کر رہا ہوتا ہے۔ایسا شخص ثواب میں اُس شخص سے بڑھ جاتا ہے جو

جماعت کے بغیر نماز پڑھ کر سو جائے۔(بخاری ومسلم)

عَنْ جَابِرٍ ﷜ قَالَ خَلَتِ الْبِقَاعُ حَوْلَ الْمَسْجِدِ فَاَرَادَ بَنُوْ سَلِمَةَ اَنْ يَّنْتَقِلُوْا قُرْبَ الْمَسْجِدِ فَبَلَغَ ذٰلِکَ النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ لَهُمْ بَلَغَنِیْ اَنَّكُمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَنْتَقِلُوْا قُرْبَ الْمَسْجِدِ قَالُوْا نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ اَرَدْنَا ذَالِکَ فَقَالَ يَا بَنِیْ سَلِمَةَ دِيَارَكُمْ تُكْتَبْ اٰثَارُكُمْ دِيَارَكُمْ تُكْتَبْ اٰثَارُكُمْ. (مسلم)11-274

حضرت جابر ﷜ بیان کرتے ہیں نبی محترم ﷺ کی مسجد کے قریب کچھ پلاٹ خالی ہوئے تو بنو سلمہ کے کچھ نمازیوں نے مسجد کے قریب رہنے کا ارادہ ظاہر کیا جب نبی محترم ﷺ کو ان کے ارادے کی خبر ہوئی تو آپ نے فرمایا مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ لوگ اپنی رہائش گاہیں تبدیل کر کے مسجد کے قریب آنا چاہتے ہیں تو انہوں نے جواب دیا اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم نے ایسا ہی خیال کیا ہے۔آپ نے فرمایا اے بنو سلمہ! تمہیں مسجد میں آنے جانے پر قدم قدم کا ثواب ملتا ہے اس لئے اپنے گھروں میں قیام کرو آپ ﷺ نے یہ الفاظ دو دفعہ ارشاد فرمائے۔(مسلم) آپ ﷺ کا مقصد یہ تھا۔کہ تمہیں وہیں ٹھہرے رہنا چاہیے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷜ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِیْ ظِلِّهٖ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ اِمَامٌ عَادِلٌ وَّشَابٌّ نَشَأَ فِیْ عِبَادَةِ اللّٰهِ وَرَجُلٌ قَلْبُهٗ مُعَلَّقٌ بِالْمَسْجِدِ اِذَا خَرَجَ مِنْهُ حَتّٰی يَعُوْدَ اِلَيْهِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِی اللّٰهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَاَةٌ ذَاتُ حَسَبٍ وَّجَمَالٍ فَقَالَ اِنِّیْ اَخَافُ اللّٰهَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَاَخْفَاهَا حَتّٰی لَا تَعْلَمَ شِمَالُهٗ مَا تُنْفِقُ يَمِيْنُهٗ. (متفق عليه)12-275

حضرت ابو ہریرہ ﷜ رسول اللہ ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں ۔اللہ تعالیٰ سات آدمیوں کو اپنے عرش کا سایہ عطا فرمائیں گے جس دن کوئی چیز سایہ فگن نہ ہوگی۔(۱) انصاف کرنے والا حکمران (۲) اللہ تعالیٰ کی عبادت میں ذوق وشوق رکھنے والا جوان (۳) وہ شخص جس کا دل مسجد کے ساتھ منسلک رہے جب وہ مسجد سے باہر جاتا ہے تو واپس مسجد میں جانے کے لیے فکر مند رہتا ہے (۴) دو آدمی جو باہم اللہ کے لیے محبت رکھتے ہیں اور اسی بنیاد پر ہی ایک دوسرے سے میل جول رکھتے اور الگ ہوتے ہیں (۵) جس آدمی نے تنہائی میں اللہ تعالیٰ کو یاد کیا اور اس کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے (۶) ایسا شخص جس کو ایک خاندانی حسین وجمیل عورت نے گناہ کی دعوت دی مگر اس نے یہ کہہ کر اپنے آپ کو بچائے رکھا کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں اور (۷) وہ جس نے صدقہ کیا کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہ ہو پائی کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا ہے۔(بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

۱۳۔رسول اللہ ﷺ کے مبارک الفاظ کا مقصد یہ ہے کہ صدقہ کرنے والا دوسرے کی عزتِ نفس اور اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے

لیے اس انداز سے صدقہ کرے کہ دوسرے کو کانوں کان خبر نہ ہونے پائے۔ البتہ خلوصِ نیت اور دوسروں کو رغبت دلانے کے لیے آدمی صدقے کا اظہار کرے تو اس میں بھی کوئی مضائقہ نہیں۔ کیوں کہ قرآن مجید نے مسلمانوں کے حالات وواقعات کے پیش نظر دونوں صورتوں میں صدقہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ (البقرہ۲:۲۷۱)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلٰوةُ الرَّجُلِ فِى الْجَمَاعَةِ تُضَعَّفُ عَلٰى صَلٰوتِهٖ فِىْ بَيْتِهٖ وَفِىْ سُوْقِهٖ خَمْسًا وَّعِشْرِيْنَ ضِعْفًا وَّذَالِكَ اَنَّهٗ اِذَا تَوَضَّأَفَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ خَرَجَ اِلَى الْمَسْجِدِ لَا يُخْرِجُهٗ اِلَّا الصَّلٰوةُ لَمْ يَخْطُ خُطْوَةً اِلَّا رُفِعَتْ لَهٗ بِهَا دَرَجَةٌ وَّحُطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيْئَةٌ فَاِذَا صَلّٰى لَمْ تَزَلِ الْمَلٰئِكَةُ تُصَلِّىْ عَلَيْهِ مَادَامَ فِىْ مُصَلَّاهُ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ وَلَا يَزَالُ اَحَدُكُمْ فِىْ صَلٰوةٍ مَّا انْتَظَرَ الصَّلٰوةَ وَ فِىْ رِوَايَةٍ اِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ كَانَتِ الصَّلٰوةُ تَحْبِسُهٗ وَزَادَ فِىْ دُعَآءِ الْمَلٰئِكَةِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ اَللّٰهُمَّ تُبْ عَلَيْهِ مَالَمْ يُؤْذِ فِيْهِ مَالَمْ يُحْدِثْ فِيْهِ. (متفق عليه)13-276

حضرت ابو ہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا نمازی کو جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے سے اس کے گھر اور بازار میں نماز ادا کرنے سے پچیس گنا ثواب ملتا ہے۔ جب کہ اس نے بہترین طریقے سے وضو کیا ہو پھر صرف نماز کی خاطر مسجد کی طرف نکلا ہو۔ اس کے ایک ایک قدم کے بدلے اس کے درجات بلند اور گناہوں کو معاف کر دیا جاتا ہے۔ وہ نماز سے فارغ ہو کر جب تک اسی جگہ بیٹھا رہتا ہے تو فرشتے اس کے لیے دعائیں کرتے ہیں۔ الٰہی اس پر اپنے فضل وکرم کو جاری رکھنا۔ جب کوئی شخص نماز کا انتظار کرتا ہے تو اس دورانیہ کو نماز کا حصہ شمار کیا جاتا ہے۔ ایک روایت میں ہے جب مسجد میں آئے تو نماز ہی اسے روکے رکھے۔ فرشتوں کے یہ دعائیہ کلمات بھی پائے جاتے ہیں اے اللہ! اسے معاف فرما۔ الٰہی! اس کی توبہ قبول فرما جب تک کسی کو تکلیف نہ دے اور اس کا وضو نہ ٹوٹے (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِىْ اُسَيْدٍ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا دَخَلَ اَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَقُلْ اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِىْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَاِذَا خَرَجَ فَلْيَقُلْ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ. (مسلم)14-277

حضرت ابو اسید ﷛ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ذکر کرتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی مسجد میں آئے اسے یہ دعا کرنی چاہیے الٰہی! میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دیجئے اور جب مسجد سے نکلے اسے یہ دعا کرنی چاہیے اے اللہ! میں تیرے فضل وکرم کا طلب گار ہوں۔ (مسلم)

عَنْ اَبِىْ قَتَادَةَ ﷛ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِذَا دَخَلَ اَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ اَنْ يَّجْلِسَ. (متفق عليه)15-278

حضرت ابو قتادہ ﷛ بیان کرتے ہیں رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی مسجد میں آئے اسے دو رکعت نماز پڑھ کر بیٹھنا چاہیے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ ﷛ قَالَ كَانَ النَّبِىُّ

حضرت کعب بن مالک ﷛ بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ

ﷺ لَا يَقْدَمُ مِنْ سَفَرٍ اِلَّا نَهَارًا فِي الضُّحٰى فَاِذَا قَدِمَ بَدَأَ بِالْمَسْجِدِ فَصَلّٰى فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ فِيْهِ. (متفق علیه) 279-16

جب کسی سفر سے پلٹتے تو سورج نکلنے کے کچھ دیر بعد مدینہ میں داخل ہوتے اور آتے ہی پہلے مسجد میں تشریف لا کر دو رکعت نماز ادا کرتے اور کچھ دیر وہاں رہتے۔(بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

رسول معظم ﷺ کی کوشش ہوتی کہ طویل سفر کے بعد جب مدینہ آیا جائے تو رات کے بجائے سورج نکلنے کے بعد گھر آمد ہو۔ تاکہ اہل خانہ کو خواہ مخواہ تکلیف نہ اٹھانی پڑے۔ گھر سے پہلے مسجد میں آنے کا مقصد نماز کی صورت میں اللہ کا شکر ادا کرنا ،دوسرے لوگوں سے ملاقات اور جہادی کامیابیوں اور سفر کی دیگر تفصیلات فراہم کرنا ہوا کرتا تھا۔ حضرت قتادۃ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ارشاد ہوا ہے مسجد میں آنے والے کو دو رکعت نماز پڑھ کر بیٹھنا چاہیے۔ مسجدیں اللہ تعالیٰ کا گھر ہیں۔ دنیا میں ہر حکمران کے ہاں حاضری کے کچھ آداب ہوتے ہیں۔ ربِّ ذوالجلال کے گھر کے آداب یہ ہیں کہ آدمی دو نفل پڑھ کر بیٹھے۔ اسی طرح داخل ہوتے وقت دایاں پاؤں اور نکلتے وقت بایاں پاؤں باہر رکھتے ہوئے مسنون دعائیں پڑھنی چاہییں۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ سَمِعَ رَجُلًا يَنْشُدُ ضَالَّةً فِي الْمَسْجِدِ فَلْيَقُلْ لَا رَدَّهَا اللّٰهُ عَلَيْكَ فَاِنَّ الْمَسَاجِدَ لَمْ تُبْنَ لِهٰذَا. (مسلم) 280-17

حضرت ابو ہریرہ ﷺ ذکر کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی کو مسجد میں گم شدہ چیز کا اعلان کرتے ہوئے سنے تو اسے جواباً یہ کہنا چاہیے کہ خدا کرے تجھے یہ چیز نہ ملے۔ کیونکہ مسجدیں اس مقصد کے لیے نہیں بنائی جاتیں۔(مسلم)

عَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ الْمُنْتِنَةِ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا فَاِنَّ الْمَلٰئِكَةَ تَتَاَذّٰى مِمَّا يَتَاَذّٰى مِنْهُ الْاِنْسُ.(متفق علیه) 281-18

حضرت جابر ﷺ ذکر کرتے ہیں رسول کریم ﷺ فرمایا کرتے تھے جو شخص بودار چیز لہسن، پیاز وغیرہ کھائے، وہ ہماری مسجد میں نہ آئے کیونکہ اس سے نمازیوں اور ملائکہ کو تکلیف ہوتی ہے۔(بخاری و مسلم)

عَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْبُزَاقُ فِي الْمَسْجِدِ خَطِيْئَةٌ وَّكَفَّارَتُهَا دَفْنُهَا. (متفق علیه) 282-19

حضرت انس ﷺ رسول محترم ﷺ کا فرمان بیان کرتے ہیں۔ مسجد میں تھوکنا گناہ ہے اس کی تلافی اسے دفن کرنا ہے۔(بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عُرِضَتْ عَلَيَّ اَعْمَالُ اُمَّتِيْ حَسَنُهَا وَسَيِّئُهَا فَوَجَدْتُ فِيْ مَحَاسِنِ اَعْمَالِهَا الْاَذٰى يُمَاطُ

حضرت ابوذر ﷺ رسول محترم ﷺ کا ارشاد بیان کرتے ہیں۔ میرے سامنے میری امت کے اچھے اور برے اعمال پیش کیے گئے۔ مجھے معلوم ہوا کہ اچھے اعمال میں راستے سے

عَنِ الطَّرِيْقِ وَوَجَدْتُ فِيْ مَسَاوِيْ أَعْمَالِهَا النُّخَاعَةَ تَكُوْنُ فِي الْمَسْجِدِ لَا تُدْفَنُ. (مسلم)283-20

لوگوں کو تکلیف دینے والی چیز کو ہٹانا اور برے اعمال میں مسجد میں تھوک کر اس پر مٹی نہ ڈالنا ہے۔(مسلم)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا قَامَ اَحَدُكُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَلَا يَبْصُقْ اَمَامَهُ فَاِنَّمَا يُنَاجِي اللّٰهَ مَادَامَ فِيْ مُصَلَّاهُ وَلَا عَنْ يَمِيْنِهِ فَاِنَّ عَنْ يَّمِيْنِهِ مَلَكًا وَّلْيَبْصُقْ عَنْ يَّسَارِهِ اَوْ تَحْتَ قَدَمَيْهِ فَيَدْفِنُهَا وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ سَعِيْدٍ تَحْتَ قَدَمِهِ الْيُسْرٰى. (متفق عليه)284-21

حضرت ابو ہریرہ ﷺ ذکر کرتے ہیں نبی محترم ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص نماز کی حالت میں ہو تو وہ اپنے سامنے نہ تھوکے اس لیے کہ وہ نماز کی صورت میں اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوتا ہے اسے دائیں جانب بھی نہیں تھوکنا چاہیے کیونکہ اس طرف فرشتہ اس کے ساتھ ہوتا ہے البتہ وہ اپنے بائیں جانب یا پاؤں کے نیچے تھوک کر اسے دفن کر دے۔ دوسری روایت میں حضرت ابو سعید ﷺ ذکر کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے بائیں پاؤں کے نیچے تھوکنے کی اجازت دی۔(بخاری ومسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ لَمْ يَقُمْ مِنْهُ لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَآءِهِمْ مَسَاجِدَ. (متفق عليه)285-22

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول کریم ﷺ کے متعلق بیان کرتی ہیں کہ آپ نے اپنی آخری بیماری میں فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے کہ انہوں نے اپنے انبیا کی قبروں کو مسجدیں بنالیا تھا۔(بخاری ومسلم)

عَنْ جُنْدُبٍ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ اَلَا وَاِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ كَانُوْا يَتَّخِذُوْنَ قُبُوْرَ اَنْبِيَآءِهِمْ وَصَالِحِيْهِمْ مَسَاجِدَ اَلَا فَلَا تَتَّخِذُوا الْقُبُوْرَ مَسَاجِدَ اِنِّيْ اَنْهٰكُمْ عَنْ ذَالِكَ. (مسلم)286-23

حضرت جندب ﷺ کہتے ہیں میں نے نبی معظم ﷺ سے سنا کہ آپ فرمارہے تھے کہ تم سے پہلے لوگ اپنے بزرگوں اور انبیاء کی قبروں کو عبادت گاہ بنالیتے تھے۔خبردار تم قبروں کو مسجد کا درجہ کہ نہ دینا۔ میں تمہیں اس سے منع کرتا ہوں۔(مسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اجْعَلُوْا فِيْ بُيُوْتِكُمْ مِنْ صَلَاتِكُمْ وَلَا تَتَّخِذُوْهَا قُبُوْرًا. (متفق عليه)287-24

حضرت عبداللہ بن عمر ﷺ رسول اللہ ﷺ کا فرمان بیان کرتے ہیں کہ اپنے گھروں میں نماز پڑھا کرو ان کو قبرستان نہ بناؤ۔(بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

۲۲۔مسجدیں عبادت، رکوع وسجود، ذکرواذکار اور اعتکاف کے لیے ہوتی ہیں ان کو ہر اعتبار سے پاک صاف رکھنا مسلمانوں کا فرض ہے۔ جبکہ قبر کے لیے اس قسم کا اہتمام، یعنی چلہ کشی اور جھکنا حرام قرار دیا گیا ہے۔ حضرت ابن عمر ﷺ کی روایت میں

وضاحت ہوئی نفل نماز گھروں میں ادا کرنی چاہیے۔ قبروں میں نماز نہیں پڑھی جاتی لہذا تم اپنے گھروں کو قبرستان کی طرح نہ بناؤ بلکہ تلاوت قرآن اور نفلی نماز سے بابرکت بناؤ۔ قبرستان میں تو ویرانی اور پریشانی کا عالم ہوتا ہے۔

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنِ السَّآئِبِ بْنِ يَزِيْدَ رضی اللہ عنہ قَالَ كُنْتُ نَائِمًا فِي الْمَسْجِدِ فَحَصَبَنِيْ رَجُلٌ فَنَظَرْتُ فَإِذَا هُوَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ فَقَالَ اذْهَبْ فَأْتِنِيْ بِهٰذَيْنِ فَجِئْتُهُ بِهِمَا فَقَالَ مِمَّنْ أَنْتُمَا أَوْ مِنْ أَيْنَ أَنْتُمَا قَالَا مِنْ أَهْلِ الطَّائِفِ قَالَ لَوْ كُنْتُمَا مِنْ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ لَأَوْجَعْتُكُمَا تَرْفَعَانِ أَصْوَاتَكُمَا فِيْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم (بخاری) 288-25

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ اپنا واقعہ ذکر کرتے ہیں کہ میں مسجد میں سویا ہوا تھا مجھے ایک شخص نے کنکری ماری۔ میں جاگا تو وہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تھے۔ مجھے فرمایا ان دو آدمیوں کو میرے پاس لاؤ جب میں انہیں آپ کے پاس لایا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا تم کون ہو یا کس جگہ سے آئے ہو؟ انہوں نے جواباً عرض کیا کہ ہم طائف میں رہتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر تم مدینہ کے رہنے والے ہوتے تو میں تمہیں ضرور سزا دیتا کیوں کہ تم مسجد رسول میں بلند آواز سے باتیں کر رہے ہو۔ (بخاری)

عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ رَأَى النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم نُخَامَةً فِي الْقِبْلَةِ فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَيْهِ حَتّٰى رُئِيَ فِيْ وَجْهِهٖ فَقَامَ فَحَكَّهُ بِيَدِهٖ فَقَالَ إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ فِي الصَّلٰوةِ فَإِنَّمَا يُنَاجِيْ رَبَّهُ وَإِنَّ رَبَّهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ فَلَا يَبْزُقَنَّ أَحَدُكُمْ قِبَلَ قِبْلَتِهٖ وَلٰكِنْ عَنْ يَّسَارِهٖ أَوْ تَحْتَ قَدَمِهٖ ثُمَّ أَخَذَ طَرَفَ رِدَآئِهٖ فَبَصَقَ فِيْهِ ثُمَّ رَدَّ بَعْضَهُ عَلٰى بَعْضٍ فَقَالَ أَوْ يَفْعَلُ هٰكَذَا. (بخاری) 289-26

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں قبلہ کی دیوار پر ناک کی گندگی لگی ہوئی دیکھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ چیز سخت ناگوار گزری جس کے اثرات آپ کے چہرہ مبارک پر دیکھے جا رہے تھے۔ آپ خود اٹھے اور اپنے ہاتھ سے اسے کھرچتے ہوئے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو وہ اپنے رب سے ہم کلام ہوتا ہے۔ اس کا رب نمازی اور قبلہ کے درمیان ہوتا ہے۔ تم میں سے کوئی شخص قبلہ کی طرف ہرگز نہ تھوکا کرے اگر تھوکنا پڑے تو اپنے بائیں جانب یا بائیں قدم کے نیچے تھوکے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر کے ایک کنارے پر تھوک کر اسے ملتے ہوئے فرمایا "یا تمہیں اس طرح کرنا چاہیے"۔ (بخاری)

فہم الحدیث

۲۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ارشادات کا مقصد یہ ہے کہ کسی نیکی کو حقیر نہیں سمجھنا چاہیے۔ راستے سے کسی تکلیف دہ چیز کو ہٹانا اور رفاہِ عامہ کا چھوٹا سا کام بھی خدمت اور نیکی ہے۔ جو لوگ وضو کرنے یا جوتیاں رکھنے کی جگہوں پر

تھوک کر اس پر پانی یا مٹی نہیں ڈالتے یہ ان کے گندا ہونے کی دلیل ہے اور نہایت ہی گھٹیا حرکت ہے۔اس سے نمازیوں کو شدید تکلیف اور نفرت ہوتی ہے ان احادیث میں ایسی حرکات سے منع فرمایا گیا ہے۔مسجد میں تھوکنے کی اس وقت اجازت تھی جب مسجد بالکل کچی ہوتی تھی اور تعلیم وتربیت کا ابتدائی دور تھا۔جونہی لوگ تہذیب وتربیت سے ہم کنار ہوئے اور مسجدیں پختہ ،صاف ستھری بن گئیں تو صحابہ رضی اللہ عنھم نے مسجد میں تھوکنا بند کر دیا۔اب کسی شخص کو اس قسم کی حاجت ہو تو اُسے کپڑے کے پلوؤں سے ناک اور تھوک صاف کرنی چاہیے۔

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ ﷺ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اَیُّ مَسْجِدٍ وُّضِعَ فِی الْاَرْضِ اَوَّلَ قَالَ الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ قَالَ قُلْتُ ثُمَّ اَیٌّ قَالَ الْمَسْجِدُ الْاَقْصٰی قُلْتُ کَمْ بَیْنَھُمَا قَالَ اَرْبَعُوْنَ عَامًا ثُمَّ الْاَرْضُ لَکَ مَسْجِدٌ فَحَیْثُ مَا اَدْرَکَتْکَ الصَّلٰوۃُ فَصَلِّ .(متفق علیہ)290-27

حضرت ابوذر ﷺ بیان کرتے ہیں میں نے رسول محترم ﷺ سے عرض کیا کہ زمین میں سب سے پہلے کونسی مسجد تعمیر ہوئی؟آپ نے فرمایا بیت اللہ۔میں نے پھر عرض کیا اس کے بعد۔آپ ﷺ فرماتے ہیں مسجد اقصیٰ۔میں نے عرض کیا ان کے درمیان کتنے سال کا فرق ہے۔آپ فرماتے ہیں کہ چالیس سال۔پھر ارشاد فرمایا کہ تمہارے لیے پوری زمین مسجد بنادی گئی ہے جس جگہ نماز کا وقت آئے ،نماز ادا کرلیا کرو۔(بخاری ومسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ساری زمین مسجد بنادینے سے مراد ہر پاک جگہ پر نماز پڑھنا جائز ہے جب کہ پہلے لوگ صرف اپنی عبادت گاہوں میں ہی نماز پڑھ سکتے تھے۔

۲۔مسجد کی طرف چل کر آنے سے قدم قدم کے بدلے ثواب ملتا ہے۔

۳۔جماعت کے انتظار میں بیٹھنا نماز میں مشغول رہنے کے برابر ہے۔

۴۔اکیلے نماز پڑھنے سے باجماعت نماز پڑھنے والے کو پچیس گنا زیادہ ثواب ملتا ہے۔

۵۔وقت ہو تو مسجد میں داخل ہوتے ہی دو نفل ادا کرنے چاہییں۔

۶۔مسجد میں گم شدہ چیز کا اعلان جائز نہیں۔مسجد میں بد بودار چیز کھا کر آنا منع ہے۔

۷۔قبروں پر روشنی،چلہ کشی اور سجدہ کرنا حرام ہے۔

۸۔مسجد میں بلند آواز سے باتیں کرنا جائز نہیں۔



بَابُ السَّتْرِ

نماز میں جسم کے کون سے حصے ڈھانپنا ضروری ہیں

اسلام سے پہلے مختلف مذاہب میں برہنہ جسم ہو کر اللہ کی عبادت کرنا انتہا درجے کی عاجزی تصور کیا جاتا تھا۔ حتیٰ کہ کچھ لوگ بیت اللہ کا طواف بھی ننگے بدن کیا کرتے تھے۔ وہ سمجھتے کہ لباس پہننا دنیا داری کی علامت ہے۔ اسلام نے نہ صرف اس کو وحشیانہ حرکت قرار دیا بلکہ حکم دیا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت پاک دل' پاک جگہ' صاف ستھرے اور پاک لباس میں کرنی چاہیئے کیونکہ اللہ تعالیٰ خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند کرتا ہے۔ تاہم نبی کریم ﷺ نے مختصر لباس میں نماز پڑھ کر ثابت فرمایا کہ حسب ضرورت یا غریب لوگوں کی صرف اتنے لباس میں نماز ادا ہو جائے گی البتہ ذیل کی روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ کندھے اور گھٹنے چھپے ہوئے ہوں تو ایک چادر میں نماز بھی ہو جاتی ہے۔

الفصل الاوّل

عَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِیْ سَلَمَةَ ؓ قَالَ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یُصَلِّیْ فِیْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ مُشْتَمِلًا بِهٖ فِیْ بَیْتِ اُمِّ سَلَمَةَ وَاضِعًا طَرَفَیْهِ عَلٰی عَاتِقَیْهِ .(متفق علیه)291-1

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا یُصَلِّیَنَّ اَحَدُکُمْ فِی الثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَیْسَ عَلٰی عَاتِقَیْهِ مِنْهُ شَیْءٌ. (متفق علیه)292-2

وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ مَنْ صَلّٰی فِیْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ فَلْیُخَالِفْ بَیْنَ طَرَفَیْهِ. (بخاری)293-3

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْ خَمِیْصَةٍ لَّهَا اَعْلَامٌ فَنَظَرَ اِلٰی اَعْلَامِهَا نَظْرَةً فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ اذْهَبُوْا بِخَمِیْصَتِیْ هٰذِهٖ اِلٰی اَبِیْ جَهْمٍ وَّاْتُوْنِیْ بِاَنْبِجَانِیَّةِ اَبِیْ جَهْمٍ فَاِنَّهَا اَلْهَتْنِیْ اٰنِفًا عَنْ

پہلی فصل

حضرت عمر بن ابی سلمہ ؓ بیان کرتے ہیں۔ میں نے رسول محترم ﷺ کو حضرت امّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ایک کپڑا لپیٹے نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا آپ ﷺ چادر کے پلّو اپنے کندھوں پر لٹکائے ہوئے تھے۔ (بخاری ومسلم)

حضرت ابو ہریرہ ؓ رسول اللہ ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں تم میں سے کوئی شخص ایک کپڑے میں اس طرح نماز نہ پڑھے کہ اس کے کندھے پر کوئی چیز نہ ہو۔ (بخاری ومسلم)

حضرت ابو ہریرہ ؓ ہی بیان کرتے ہیں میں نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ فرما رہے تھے جو شخص ایک کپڑے میں نماز پڑھے اسے چاہیے کہ وہ دائیں پلّو کو بائیں اور بائیں کو دائیں کندھے پر ڈال لے۔ (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں رسول معظم ﷺ نے ایک دفعہ سیاہ دھاری دار چادر میں نماز پڑھی۔ آپ کی نظر دھاریوں پر مرکوز ہوگئی۔ جونہی آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا یہ چادر ابو جہم ؓ کو دے کر اس سے دوسری انبجانیہ چادر لے آؤ کیونکہ اس کی وجہ سے نماز میں میری توجہ تقسیم ہوگئی تھی۔ (بخاری و

صَلٰوتِیْ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ وَفِیْ رِوَایَةٍ لِلْبُخَارِیِّ قَالَ كُنْتُ اَنْظُرُ اِلٰی عَلَمِهَا وَاَنَا فِی الصَّلٰوةِ فَاَخَافُ اَنْ يُّفْتِنَنِیْ .294-4

مسلم) بخاری میں یہ الفاظ پائے جاتے ہیں۔آپ نے فرمایا میں اس کی دھاریوں کو دیکھتا رہا حالانکہ میں نماز میں تھا۔ مجھے محسوس ہوا کہ میں مشغول ہو گیا ہوں۔

فہم الحدیث

رسول اللہ ﷺ کے پیارے صحابی ابوجہم رضی اللہ عنہ نے نہایت ہی خوبصورت دھاری دار چادر آپ کو تحفہ میں دی تھی جسے آپ زیب تن فرما کر نماز ادا کر رہے تھے جس کی وجہ سے آپ ﷺ کے خشوع وخضوع میں فرق آیا آپ نے وہ چادر ابوجہم کو واپس فرما کر اس کے بدلے نہایت ہی معمولی چادر اس سے قبول فرمائی تا کہ وہ اپنے تحفہ کی واپسی پر افسردہ نہ ہو جائیں۔

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ قِرَامٌ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا سَتَرَتْ بِهٖ جَانِبَ بَيْتِهَا فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ اَمِيْطِيْ عَنَّا قِرَامَكِ هٰذَا فَاِنَّهُ لَا يَزَالُ تَصَاوِيْرُهُ تَعْرِضُ لِيْ فِيْ صَلٰوتِيْ. (بخاری)295-5

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک ڈیزائن دار چادر اپنے کمرے کی دیوار پر لٹکا رکھی تھی آپ ﷺ نے فرمایا اس چادر کو یہاں سے ہٹا دیا جائے کیونکہ اس کے نقوش میری نماز میں خلل پیدا کرتے ہیں۔(بخاری)

فہم الحدیث

معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانے میں بھی لوگ اپنے کمروں کو خوب صورت بنانے کے لیے خوب صورت کپڑے لٹکایا کرتے تھے جیسا کہ آج کل لوگ دیواروں پر وال پیپر، بہترین پردے یا قالین لٹکاتے ہیں۔اس چادر پر جان دار چیزوں کی تصاویر کے بجائے عام قسم کے نقوش تھے ورنہ نبی محترم ﷺ اسے ہٹانے کی بجائے پھاڑنے کا حکم دیتے جیسا کہ دوسرے موقع پر تصاویر والی چادر کو ضائع کرنے کا حکم دیا تھا۔اس سے معلوم ہوتا ہے۔کہ مسجدوں میں بیل بوٹے بنانا اور منقش جائے نماز استعمال کرنا مناسب نہیں

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ اُهْدِيَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَرُّوْجُ حَرِيْرٍ فَلَبِسَهُ ثُمَّ صَلّٰى فِيْهِ ثُمَّ انْصَرَفَ فَنَزَعَهُ نَزْعًا شَدِيْدًا كَالْكَارِهِ لَهُ ثُمَّ قَالَ لَا يَنْبَغِيْ هٰذَا لِلْمُتَّقِيْنَ. (متفق عليه)296-6

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو ریشم کا بنا ہوا ایک کوٹ تحفہ کے طور پر دیا جس کو آپ نے زیب تن فرما کر نماز ادا کی جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے کوٹ کو بڑی جلدی سے ناگواری کے ساتھ اتارتے ہوئے فرمایا یہ لباس پرہیزگاروں کا نہیں ہو سکتا۔(بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

٦۔یہ اس وقت کی بات ہے جب ریشم کی ممانعت نازل نہیں ہوئی تھی جب ریشم کے ممنوع ہونے کے بارے میں احکامات

نازل ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا میری امت کے مردوں کے لئے ریشم اور سونا پہننا ممنوع اور خواتین کے لئے جائز ہیں۔

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ ﷺ قَالَ دَخَلْتُ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ فَرَأَیْتُهٗ یُصَلِّیْ عَلٰی حَصِیْرٍ یَسْجُدُ عَلَیْهِ قَالَ وَرَاَیْتُهٗ یُصَلِّیْ فِیْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ مُتَوَشِّحًا بِهٖ. (مسلم) 297-7

حضرت ابو سعید خدری ﷺ کہتے ہیں میں نبی محترم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ مصلے پر نماز پڑھ رہے تھے اور اس پر آپ نے سجدہ کیا میں نے دیکھا تو معلوم ہوا کہ آپ ﷺ ایک ہی بڑی چادر کو لپیٹ کر نماز میں مصروف ہیں۔ (مسلم)

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْکَدِرِ قَالَ صَلّٰی جَابِرٌ فِیْ اِزَارٍ قَدْ عَقَدَہٗ مِنْ قِبَلِ قَفَاہُ وَ ثِیَابُهٗ مَوْضُوْعَةٌ عَلَی الْمِشْجَبِ فَقَالَ لَهٗ قَائِلٌ تُصَلِّیْ فِیْ اِزَارٍ وَاحِدٍ فَقَالَ اِنَّمَا صَنَعْتُ ذٰلِکَ لِیَرَانِیْ اَحْمَقُ مِثْلُکَ وَاَیُّنَا کَانَ لَهٗ ثَوْبَانِ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ (رواہ البخاری) 298-8

محمد بن منکدر ﷺ بیان کرتے ہیں کہ حضرت جابر ﷺ نے ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھی اور اسے اپنی گدی کے پیچھے گرہ دی جب کہ ان کی دستار کھونٹی پر لٹکی ہوئی تھی۔ کسی کہنے والے نے کہا کہ آپ ایک کپڑے میں نماز ادا کر رہے ہیں حضرت جابر ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے تمہارے جیسے احمقوں کو دکھانے کے لیے ایسا کیا ہے۔ رسول محترم ﷺ کے زمانے میں ہمارے پاس کب اتنے کپڑے ہوتے تھے؟ (بخاری)

فہم الحدیث

اس حدیث اور اوپر والی روایات سے ثابت ہو رہا ہے کہ جان بوجھ کر بھی ننگے سر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں اور سر پر کپڑا رکھنے کے بارے میں رسول معظم ﷺ کا کوئی حکم موجود نہیں یہ الگ بات ہے کہ اسلامی تہذیب وتمدن میں آدمی کا سر ڈھانپنا مہذب عمل گردانا گیا ہے۔

خلاصۂ باب

۱۔ ایک ہی چادر میں نماز پڑھی جاسکتی ہے بشرطیکہ کندھے اور گھٹنے ڈھانپے ہوئے ہوں۔

۲۔ نماز سے توجہ ہٹا دینے والے جائے نماز اور نقش ونگار والی جگہ سے پرہیز کرنا چاہیے۔



بَابُ السُّتْرَةِ
سترہ کا بیان

سُترہ کا معنیٰ پردہ ہے لیکن یہاں اس سے مراد وہ اُوٹ اور چیز ہے جو نماز کے وقت نمازی اپنے سامنے رکھتا ہے تاکہ کسی کے سامنے سے گزرتے وقت اس کی توجہ نماز سے ہٹنے نہ پائے سُترہ کم از کم ڈیڑھ فٹ اونچا ہونا چاہیے۔ سترہ میسّر نہ ہونے کی صورت میں سامنے لکیر بھی کھینچی جا سکتی ہے۔ سُترہ سجدہ گاہ کے بالکل قریب رکھنا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ کھلے میدان میں نماز پڑھتے تو اکثر سترہ کا اہتمام فرماتے۔ سترہ سے آگے گزرنے کی اجازت ہے۔ دیوار سامنے قریب ہونے کی صورت میں سُترہ رکھنا صحابہ ؓ سے ثابت نہیں ان روایات سے صرف کھلی جگہ نماز پڑھتے وقت سُترہ رکھنا ثابت ہوتا ہے۔

الفصل الاوّل

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَغْدُوْا اِلَى الْمُصَلّٰى وَالْعَنَزَةُ بَيْنَ يَدَيْهِ تُحْمَلُ وَتُنْصَبُ بِالْمُصَلّٰى بَيْنَ يَدَيْهِ فَيُصَلِّيْ اِلَيْهَا. (بخاری) 1-299

عَنْ اَبِيْ جُحَيْفَةَ ؓ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِمَكَّةَ وَهُوَ بِالْاَبْطَحِ فِيْ قُبَّةٍ حَمْرَآءَ مِنْ اَدَمٍ وَرَأَيْتُ بِلَالًا اَخَذَ وَضُوْءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَرَأَيْتُ النَّاسَ يَبْتَدِرُوْنَ ذَالِكَ الْوَضُوْءَ فَمَنْ اَصَابَ مِنْهُ شَيْئًا تَمَسَّحَ بِهٖ وَمَنْ لَّمْ يُصِبْ مِنْهُ اَخَذَ مِنْ بَلَلِ يَدِ صَاحِبِهٖ ثُمَّ رَأَيْتُ بِلَالًا اَخَذَ عَنَزَةً فَرَكَزَهَا وَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ حُلَّةٍ حَمْرَآءَ مُشَمِّرًا صَلّٰى اِلَى الْعَنَزَةِ بِالنَّاسِ رَكْعَتَيْنِ وَرَأَيْتُ النَّاسَ وَالدَّوَآبَّ يَمُرُّوْنَ بَيْنَ يَدَيِ الْعَنَزَةِ. (متفق علیه) 2-300

پہلی فصل

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں جب نبی اکرم ﷺ صبح کے وقت عیدگاہ کی طرف تشریف لے جاتے تو نماز کیلئے ایک شخص آپ کے سامنے نیزا گاڑھ دیا کرتا تھا۔ آپ اسے سامنے رکھتے ہوئے نماز ادا کرتے۔ (بخاری)

حضرت ابوجحیفہ ؓ کہتے ہیں میں نے رسول محترم ﷺ کو مکہ معظمہ میں دیکھا کہ آپ چمڑے کے بنے ہوئے سرخ خیمہ میں ابطح کے مقام پر قیام پذیر تھے۔ میں نے یہ دیکھا کہ آپ ﷺ جب وضو فرما رہے تھے تو بلال ؓ وضو کا پانی لیے کھڑے تھے اور دوسرے صحابہ ؓ آپ کے وضو کے پانی کو اپنے ہاتھوں پر لیے جا رہے تھے۔ جس کو آپ ﷺ کے وضو کے پانی سے کچھ میسر نہ ہوتا تو وہ اپنے ساتھی کے گیلے ہاتھوں کی تری ہی حاصل کرتا۔ ابوجحیفہ ؓ نے دیکھا کہ بلال رضی اللہ عنہ نے نیزا اٹھایا اور آپ کی جائے نماز کے سامنے گاڑھ دیا۔ رسول محترم ﷺ سرخ دھاری دار لباس پہنے ہوئے تشریف لائے اور نیزے کے سامنے دو رکعتیں پڑھیں جب کہ لوگ اور چوپائے نیزے کے آگے سے گزرے جا رہے تھے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ

حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ اپنے استاد حضرت عبداللہ بن عمر رضی

النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَعْرِضُ رَاحِلَتَهُ فَيُصَلِّيْ اِلَيْهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَزَادَ الْبُخَارِيُّ قُلْتُ اَفَرَأَيْتَ اِذَا هَبَّتِ الرِّكَابُ قَالَ كَانَ يَأْخُذُ الرَّحْلَ فَيُعَدِّلُهُ فَيُصَلِّيْ اِلٰى اٰخِرَتِهٖ . 3-301

اللہ عنہما کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ اپنی سواری اپنے سامنے سترے کے طور پر بٹھا کر نماز ادا کرلیا کرتے تھے۔ بخاری میں مزید ہے کہ نافع رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا اگر سواری نہ ہوتی تو! تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اس صورت میں آپ ﷺ پالان (کاٹھی) کو سامنے رکھ کر نماز ادا فرمایا کرتے۔

فہم الحدیث

صحابہ ؓ بسا اوقات نبی اکرم ﷺ کے استعمال شدہ پانی کو تبرک کے طور پر اپنے چہروں اور جسموں پر ملا کرتے تھے۔ یہ آپ ﷺ ہی کی ذاتِ اقدس کا مرتبہ اور معجزہ ہے آپ کے علاوہ صحابہ ؓ سے یہ ثابت نہیں کہ انہوں نے کبھی ایک دوسرے سے اس طرح تبرک حاصل کیا ہو۔ نبی کریم ﷺ سے اس قسم کا تبرک لینے کے بھی دو تین ہی واقعات ملتے ہیں آپ کے ساتھ بھی صحابہ ؓ کا معمول نہیں تھا اگر آپ ﷺ کی ذاتِ اطہر کے علاوہ کسی کی استعمال شدہ اشیا اور پانی متبرک ہوتا تو صحابہ اور تابعین سے کئی ثبوت پائے جاتے۔ لہٰذا لوگوں کو غلط قسم کی عقیدت سے بچانے کے لیے ان حرکات سے پرہیز کرنا چاہیے ورنہ ایسی عقیدت سے بہت سے روحانی اور اخلاقی نقصانات ظاہر ہوتے ہیں۔

عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِاللّٰهِ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا وَضَعَ اَحَدُكُمْ بَيْنَ يَدَيْهِ مِثْلَ مُؤْخِرَةِ الرَّحْلِ فَلْيُصَلِّ وَلَا يُبَالِ مَنْ مَرَّ وَرَآءَ ذٰلِكَ . (مسلم)4-302

حضرت طلحہ بن عبیداللہ ؓ ذکر کرتے ہیں رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب تم میں کوئی شخص اپنے سامنے پالان رکھ کر نماز ادا کرے تو اسے اس بات کی پروا نہیں کرنی چاہیے کہ پالان کے پیچھے سے کون گزر رہا ہے۔ (مسلم)

عَنْ اَبِيْ جُهَيْمٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَوْ يَعْلَمُ الْمَآرُّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّيْ مَاذَا عَلَيْهِ لَكَانَ اَنْ يَّقِفَ اَرْبَعِيْنَ خَيْرًا لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ قَالَ اَبُو النَّضْرِ لَا اَدْرِيْ قَالَ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا اَوْ شَهْرًا اَوْ سَنَةً. (متفق عليه)5-303

حضرت ابوجہیم ؓ روایت کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے فرمایا کہ نمازی کے آگے سے گزرنے والے کو اس بات کا پتہ چل جائے کہ اس کا کتنا گناہ ہے تو وہ چالیس تک کھڑا رہنا نمازی کے آگے سے گزرنے سے زیادہ بہتر سمجھے۔ حضرت ابوجہیم ؓ سے سننے والے ابونضر کہتے ہیں کہ میں بھول گیا ہوں کہ حضرت ابوجہیم ؓ نے چالیس دن، مہینہ، سال میں سے کون سی مدت کا ذکر کیا تھا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ اِلٰى شَيْءٍ يَّسْتُرُهُ مِنَ النَّاسِ فَاَرَادَ اَحَدٌ اَنْ يَّجْتَازَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلْيَدْفَعْهُ

حضرت ابوسعید ؓ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ذکر کرتے ہیں کہ جب نمازی لوگوں سے سُترہ سامنے رکھ کر نماز ادا کرے اور کوئی شخص سترہ اور نمازی کے درمیان سے گزرنے کی کوشش

فَاِنْ اَبٰی فَلْيُقَاتِلْهُ فَاِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ هٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِیِّ وَلِمُسْلِمٍ مَعْنَاهُ. 304-6

کرے تو نماز پڑھنے والا اسے روکنے کی کوشش کرے اگر اس کے باوجود وہ نہیں رکتا تو سختی کے ساتھ اسے روکے کیونکہ وہ شیطانی حرکت کر رہا ہے۔ یہ الفاظ بخاری کے ہیں اور مسلم نے اس کا مفہوم بیان کیا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَقْطَعُ الصَّلٰوةَ الْمَرْاَةُ وَالْحِمَارُ وَالْكَلْبُ وَيَقِیْ ذٰلِكَ مِثْلُ مُؤْخِرَةِ الرَّحْلِ. (مسلم)305-7

حضرت ابو ہریرہ ﷺ رسول محترم ﷺ کا فرمان ذکر کرتے ہیں۔ عورت گدھا اور کتا نماز کو ناقص کر دیتے ہیں۔ لیکن سترے سے نماز محفوظ ہو جاتی ہے چاہے سترہ پالان کی آخری لکڑی کے برابر ہو۔ (مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِیُّ ﷺ يُصَلِّیْ مِنَ اللَّيْلِ وَاَنَا مُعْتَرِضَةٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ كَاعْتِرَاضِ الْجَنَازَةِ. (متفق علیه)306-8

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب نبی اکرم ﷺ رات کے وقت تہجد ادا کرتے تو میں آپ کے سامنے اس طرح عرضاً لیٹی ہوتی جیسے جنازہ رکھا جاتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ اَقْبَلْتُ رَاكِبًا عَلٰی اَتَانٍ وَاَنَا يَوْمَئِذٍ قَدْ نَاهَزْتُ الْاِحْتِلَامَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّیْ بِالنَّاسِ بِمِنًی اِلٰی غَيْرِ جِدَارٍ فَمَرَرْتُ بَيْنَ يَدَیْ بَعْضِ الصَّفِّ فَنَزَلْتُ وَاَرْسَلْتُ الْاَتَانَ تَرْتَعُ وَدَخَلْتُ فِی الصَّفِّ فَلَمْ يُنْكِرْ ذٰلِكَ عَلَیَّ اَحَدٌ. (متفق علیه)307-9

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ میں گدھے پر سوار ہو کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ میری عمر بلوغت کے قریب پہنچ چکی تھی۔ میں نے دیکھا رسول معظم ﷺ منیٰ میں لوگوں کو نماز پڑھا رہے ہیں جبکہ آپ کے سامنے کوئی سترہ نہیں تھا میں کچھ لوگوں کے سامنے سے گزر کر اپنی سواری سے اترا اور اس کو چرنے کے لیے چھوڑا اور صف میں شامل ہو گیا میری اس حرکت کا کسی نے برا نہیں مانا۔ (بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

نمازی اور اس کی سجدہ گاہ کے درمیان گزرنے والا کوئی بھی ہو اس سے نماز میں توجہ بٹ جاتی ہے لیکن گدھا، کتا اور عورت کے گزرنے سے روحانی اور نفسیاتی طور پر زیادہ اثر پڑتا ہے۔ اسی لیے ان کا رسول اللہ ﷺ نے بالخصوص ذکر فرمایا۔ پالان کی آخری لکڑی کے ذکر کرنے کا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ سترہ چھوٹا بھی ہو تو اس کے آگے گزرنے سے نمازی کی توجہ تقسیم نہیں ہوتی۔ دوسری روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب آپ ﷺ تہجد کی نماز پڑھتے ہوئے سجدہ میں جاتے تو میں اپنی ٹانگیں سکیڑ لیا کرتی تھی۔ اس عمل سے ظاہر ہوتا ہے کہ نمازی کی حد اس کی سجدہ گاہ تک محدود ہے اس سے آگے گزرنا منع نہیں جیسے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما منیٰ کے مقام پر نمازیوں کے آگے سے گزرے اس وقت آپ ﷺ کے سامنے سترہ بھی نہیں تھا۔ اس سے یہ بھی واضح ہوا کہ سُترہ رکھنا افضل ہے۔ فرض نہیں ہے۔

الفصل الثالث

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا قَالَتْ كُنْتُ اَنَامُ بَيْنَ يَدَىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَرِجْلَا ىَ فِيْ قِبْلَتِهٖ فَاِذَا سَجَدَ غَمَزَنِيْ فَقَبَضْتُ رِجْلَيَّ وَاِذَا قَامَ بَسَطْتُهُمَا قَالَتْ وَالْبُيُوْتُ يَوْمَئِذٍ لَيْسَ فِيْهَا مَصَابِيْحُ. (متفق عليه)308-10

تیسری فصل

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ میں رسول محترم ﷺ کے سامنے سوئی ہوتی جبکہ میرے پاؤں آپ ﷺ کے قبلہ کی جانب ہوتے۔ جب آپ ﷺ سجدہ کرتے تو مجھے ہاتھ سے ہلاتے میں اپنے پاؤں کو پیچھے ہٹا لیتی۔ جب آپ کھڑے ہوتے تو میں پاؤں بچھا لیتی۔ اماں جان فرماتی ہیں ان دنوں گھروں میں چراغ نہیں ہوا کرتے تھے۔ (بخاری، مسلم)

فہم الحدیث

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا خود بھی تہجد گزار تھیں کیوں کہ رسول محترم ﷺ بہت پہلے اٹھ کھڑے ہوتے تھے اور ام المؤمنین بعد میں اٹھتیں تھیں جس کی وجہ سے آپ لیٹی رہتی تھیں۔ یا پھر مخصوص ایام میں ایسا کیا کرتی تھیں اسکے ساتھ ہی آپ ﷺ نے عملاً یہ بتلایا کہ دوسرا سامنے لیٹا ہو تو نماز پڑھی جا سکتی ہے۔

خلاصہ باب

۱۔ کھلی جگہ پر نماز پڑھتے وقت سامنے سترہ رکھنا چاہیے۔

۲۔ سترہ اور نمازی کے درمیان سے گزرنا شیطانی عمل ہے۔ گزرنے والے کو روکنا چاہیے۔

۳۔ نمازی کی سجدہ گاہ سے آگے گزرنا جائز ہے۔

۴۔ سترہ رکھنا افضل ہے فرض نہیں۔



بَابُ صِفَةِ الصَّلٰوةِ

نماز کس طرح ادا کرنی چاہیے

نبی محترم ﷺ نے نماز پڑھنے کا طریقہ سمجھاتے ہوئے فرمایا کہ جب آدمی نماز کے لیے کھڑا ہو تو اسے نہایت اطمینان اور وقار کے ساتھ کھڑا ہوتے ہوئے یہ تصور ذہن میں تازہ کرنا چاہیے کہ میں اللہ تعالیٰ کو براہ راست دیکھ رہا ہوں۔ اگر یہ نہیں ہوسکتا تو نمازی کو یہ احساس تو ہر صورت ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہر صورت مجھے دیکھ رہا ہے۔ جب اس عقیدے کے ساتھ نماز ادا کی جائے گی تو نمازی خود بخود ان حرکات سے اجتناب کرے گا جو نماز کے خشوع وخضوع میں حائل ہوتی ہیں اس لیے آپ ﷺ مسلمانوں کو یہ بھی سمجھایا کرتے تھے کہ اللہ کے ہاں حاضری کے تصوّر کے ساتھ نمازی کو نماز کے ظاہری ارکان کو بھی سکون اور اطمینان کے ساتھ ادا کرنا چاہیے کیونکہ عجلت میں رکوع وسجود اور قیام وقعود میں اطمینان پیدا نہیں ہوتا جو نماز کا تقاضا ہے۔ لہٰذا نماز روحانی اور جسمانی لحاظ سے کامل یکسوئی کے ساتھ ادا کرنی چاہیے۔

غلط فہمی کا ازالہ فرمائیں

نماز میں رفع الیدین کرنے کے بارے میں جو غلط فہمیاں پیدا ہوئیں یا پیدا کی گئیں ہیں وہ درج ذیل ہیں جن کو فرقہ واریّت کے تعصبات سے بالاتر ہو کر سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

ا۔ مشرک بغلوں میں بت لیے ہوئے آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔ جنکو گرانے کے لیے رفع الیدین شروع کروائی گئی۔

یہ بات اس قدر بے ہودہ ہے کہ حدیث کی کسی ضعیف ترین روایت میں بھی اس کا ذکر نہیں پایا جاتا۔ بالفرض یہی بات ہوتی بت تو پہلی رفع الیدین پر ہی گر جاتے ہیں۔ جب کہ پہلی رفع الیدین تو تمام مسلمان اب بھی کرتے ہیں۔ پھر دوسری رفع الیدین پر اس من گھڑت بات کو کس طرح چسپاں کیا جاسکتا ہے؟

۲۔ ترک رفع الیدین کے لیے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت کا حوالہ دیا جاتا ہے۔ جبکہ اس روایت میں صرف قیام' رکوع' سجود کی ادائیگی کا ذکر ہے۔ اس میں فاتحہ' رکوع' سجود کی تسبیحات اور دیگر مسائل کا ذکر نہیں۔ اور وہ مسائل دوسری روایات سے ثابت ہیں۔ جس بنا پر پوری امت ان کو مانتی ہے۔

نہ معلوم ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت کو ترک رفع الیدین کیلیے کیوں پیش کیا جاتا ہے؟ جب کہ حدیث کی کونسی روایت ہے۔ جس میں ایک مضمون کے تمام مسائل جمع ہوں۔

۳۔ رفع الیدین کے خلاف تیسری دلیل یہ دی جاتی ہے۔ کہ آپ ﷺ نے اس کو گھوڑوں کی دُموں سے تشبیہ دیتے ہوئے اس سے منع فرمایا تھا۔ حالانکہ جس رفع الیدین سے منع کیا گیا ہے۔ وہ سلام پھیرتے وقت کی جاتی تھی۔ ابتدائی دور میں سلام پھیرتے وقت صحابہ رضی اللہ عنہم دائیں طرف چہرہ پھیرتے تو دایاں ہاتھ اور بائیں جانب چہرہ کرتے ہوئے بایاں ہاتھ اٹھاتے تھے۔ جس سے منع فرمایا گیا یہی وجہ ہے کہ تمام محدثین نے اس حدیث کو التحیات کے باب میں نقل فرمایا۔ ۴۔ لوگوں کو مطمئن کرنے

کے لیے یہ بھی کہا جاتا ہے۔ کہ رفع الیدین صرف اہلحدیث کرتے ہیں اور امت کی اکثریت نہیں کرتی۔ لوگوں کی کثرت وقلت کی بنیاد پر اس طرح کا استدلال کرنا اہل علم کو زیب نہیں دیتا کیونکہ کسی مسئلے یا عدالت میں لوگوں کی کثرت وقلت معیار نہیں ہوا کرتی۔ تاہم یہ بات بھی حقیقت پر مبنی نہیں۔ کیونکہ امت کے پانچ گروہوں میں چار فرقے شافعی، مالکی، حنبلی، اہلحدیث حتٰی کہ عراق اور دوسرے عرب ممالک میں کئی حنفی علماء بھی رفع الیدین کرتے ہیں۔ بغداد میں امام ابوحنیفہؒ کی مسجد میں بھی حنفی العقیدہ لوگ رفع الیدین کرتے ہیں۔

الفصل الاوّل

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ اَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَالِسٌ فِیْ نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ فَصَلّٰی ثُمَّ جَآءَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَعَلَيْکَ السَّلَامُ ارْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّکَ لَمْ تُصَلِّ فَرَجَعَ فَصَلّٰی ثُمَّ جَآءَ فَسَلَّمَ فَقَالَ وَعَلَيْکَ السَّلَامُ ارْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّکَ لَمْ تُصَلِّ فَقَالَ فِی الثَّالِثَةِ اَوْ فِی الَّتِیْ بَعْدَهَا عَلِّمْنِیْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ اِذَا قُمْتَ اِلَی الصَّلٰوةِ فَاَسْبِغِ الْوُضُوْءَ ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَاْ بِمَا تَيَسَّرَ مَعَکَ مِنَ الْقُرْآنِ ثُمَّ ارْكَعْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰی تَسْتَوِیَ قَائِمًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ جَالِسًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ جَالِسًا وَّفِیْ رِوَايَةٍ ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰی تَسْتَوِیَ قَائِمًا ثُمَّ افْعَلْ ذَالِکَ فِیْ صَلٰوتِکَ كُلِّهَا .(متفق عليه)309-1

پہلی فصل

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی مسجد میں داخل ہوا جبکہ رسول محترم ﷺ مسجد کے ایک کونے میں تشریف فرما تھے اس نے جلدی سے نماز پڑھی اور آ کر آپ ﷺ کی خدمت میں سلام عرض کیا۔ آپ نے اسے سلام کا جواب دیتے ہوئے فرمایا پیچھے ہٹ کر دوبارہ نماز پڑھو کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی۔ اس نے واپس پلٹ کر نماز پڑھی اور پھر آ کر سلام عرض کیا۔ آپ نے سلام کا جواب دیتے ہوئے فرمایا جا کر پھر نماز پڑھو یقیناً تیری نماز ادا نہیں ہوئی۔ اس طرح وہ تیسری یا چوتھی دفعہ نماز پڑھنے کے بعد آیا تو آپ ﷺ نے وہی ارشاد فرمایا تب وہ عرض کرتا ہے کہ اے اللہ کے رسول! مجھے نماز ادا کرنے کا طریقہ سمجھائیں۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں جب تم نماز کا ارادہ کرو تو اچھی طرح وضو کر و قبلہ رخ کھڑے ہو کر اللہ اکبر کہو پھر قرآن کی تلاوت کرو جتنی تم آسانی کے ساتھ کر سکتے ہو پھر اطمینان کے ساتھ رکوع کرو ،رکوع کے بعد سر اٹھا کر سکون کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ، پھر اطمینان کے ساتھ سجدہ کرو، سجدہ کے بعد اطمینان کے ساتھ بیٹھو اب دوسرا سجدہ اطمینان کے ساتھ کرو۔ پھر دو سجدوں کے بعد اطمینان کے ساتھ سکون کے ساتھ بیٹھ کر اٹھو۔ ایک روایت میں آپ ﷺ کے یہ الفاظ موجود ہیں اس کے بعد پھر اطمینان کے ساتھ قیام کرو۔ اس طرح اپنی نماز کو مکمل کرو (بخاری۔ مسلم)

فہم الحدیث

اس روایت میں ثنا، سورۃ فاتحہ اور تسبیحات نماز میں پڑھنے اور دوسرے مسائل کا ذکر نہیں آپ ﷺ نے صرف

اسے قیام، رکوع وسجود اور دو سجدوں کے بعد بیٹھ کر اٹھنے کی تلقین فرمائی جبکہ دوسری روایات میں نماز میں جو کچھ پڑھنا ہے اس کی تفصیلات موجود ہیں۔ جو شخص نماز کو سکون کے ساتھ ادا نہیں کرتا آپ ﷺ کے بار بار ارشاد کے مطابق ایسا شخص نماز کی ادائیگی سے سبکدوش نہیں ہوتا۔ اس لئے نماز نہایت خشوع وخضوع اور قیام' رکوع' سجود سکون سے ادا کرنے چاہئیں۔

عَنْ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَسْتَفْتِحُ الصَّلٰوةَ بِالتَّكْبِيْرِ وَالْقِرَاءَةَ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَ كَانَ اِذَا رَكَعَ لَمْ يُشْخِصْ رَاْسَهُ وَلَمْ يُصَوِّبْهُ وَلٰكِنْ بَيْنَ ذٰلِكَ وَكَانَ اِذَا رَفَعَ رَاْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ لَمْ يَسْجُدْ حَتّٰى يَسْتَوِیَ قَآئِمًا وَّكَانَ اِذَا رَفَعَ رَاْسَهُ مِنَ السَّجْدَةِ لَمْ يَسْجُدْ حَتّٰى يَسْتَوِیَ جَالِسًا وَّكَانَ يَقُوْلُ فِیْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ التَّحِيَّةَ وَكَانَ يَفْرِشُ رِجْلَهُ الْيُسْرٰی وَيَنْصِبُ رِجْلَهُ الْيُمْنٰی وَكَانَ يَنْهٰی عَنْ عُقْبَةِ الشَّيْطَانِ وَيَنْهٰی اَنْ يَّفْتَرِشَ الرَّجُلُ ذِرَاعَيْهِ افْتِرَاشَ السَّبُعِ وَكَانَ يَخْتِمُ الصَّلٰوةَ بِالتَّسْلِيْمِ. (مسلم 2-310)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ذکر کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نماز کا آغاز اَللّٰهُ اَكْبَرُ اور تلاوت اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ سے کرتے جب آپ رکوع کرتے تو اپنے سر کو اونچا نیچا رکھنے کے بجائے اپنی کمر کے برابر رکھتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو سجدہ کرنے سے پہلے بالکل سیدھے کھڑے ہوتے اور جب سجدہ سے اٹھتے تو دوسرے سجدہ سے پہلے سکون کے ساتھ بیٹھتے اور ہر دو رکعت کے بعد التحیات بیٹھتے اور اپنا بایاں پاؤں بچھاتے ہوئے اپنے دائیں پاؤں کو کھڑا رکھتے اور شیطان کی طرح بیٹھنے اور سجدہ میں بازوؤں کو درندے کی طرح زمین پر بچھانے سے منع فرماتے۔ نماز کا اختتام سلام سے کیا کرتے تھے۔ (مسلم)

فہم الحدیث

محدثین نے نماز میں شیطان کی طرح بیٹھنے کی دو طرح تشریح کی ہے۔ آدمی التحیات میں پیٹھ پر اس طرح بیٹھے کہ اس کی پنڈلیاں کھڑی ہوں۔ بعض نے سجدہ اور التحیات میں پاؤں کھڑے رکھ کر ایڑیوں پر بیٹھنے کو شیطان کے بیٹھنے کے مترادف کہا ہے۔

عَنْ اَبِیْ حُمَيْدِنِ السَّاعِدِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ فِیْ نَفَرٍ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَا اَحْفَظُكُمْ لِصَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَاَيْتُهُ اِذَا كَبَّرَ جَعَلَ يَدَيْهِ حِذَآءَ مَنْكِبَيْهِ وَاِذَا رَكَعَ اَمْكَنَ يَدَيْهِ مِنْ رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ هَصَرَ ظَهْرَهُ فَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهُ اسْتَوٰی حَتّٰى يَعُوْدَ كُلُّ فَقَارٍ مَكَانَهُ فَاِذَا سَجَدَ

حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ ایک دن چند صحابہ رضی اللہ عنہم سے کہتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ کی نماز کو تم سے زیادہ یاد رکھا ہے میں نے دیکھا آپ نے اللہ اکبر کہتے ہوئے اپنے ہاتھوں کو کندھوں کے برابر اٹھایا جب رکوع کیا تب اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنے گھٹنوں کو پکڑتے ہوئے کمر کو برابر جھکایا پھر رکوع سے اس طرح سیدھے کھڑے ہو گئے کہ کمر کا ہر مہرہ اپنے مقام پر

وَضَعَ يَدَيْهِ غَيْرَ مُفْتَرِشٍ وَّلَا قَابِضِهِمَا وَاسْتَقْبَلَ بِاَطْرَافِ اَصَابِعِ رِجْلَيْهِ الْقِبْلَةَ فَاِذَا جَلَسَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ جَلَسَ عَلٰى رِجْلِهِ الْيُسْرٰى وَنَصَبَ الْيُمْنٰى فَاِذَا جَلَسَ فِي الرَّكْعَةِ الْاٰخِرَةِ قَدَّمَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَنَصَبَ الْاُخْرٰى وَقَعَدَ عَلٰى مَقْعَدَتِهٖ. (بخاری)3-311

واپس آ گیا جب آپ سجدہ میں گئے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو زمین پر رکھا آپ کے بازو نہ بالکل کھلے ہوئے تھے اور نہ ہی بغلوں کے ساتھ چمٹے ہوئے تھے۔اور سجدہ میں اپنے پاؤں کی انگلیاں قبلہ رخ رکھیں۔دو رکعت کے بعد اپنے بائیں پاؤں پر بیٹھے اور دایاں پاؤں کھڑا رکھا آخری رکعت میں بائیں پاؤں کو اپنے نیچے سے نکال کر دایاں پاؤں کھڑا رکھتے ہوئے اپنی پیٹھ پر بیٹھے۔(بخاری)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ وَاِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوْعِ وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ رَفَعَهُمَا كَذٰلِكَ وَقَالَ (سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ) وَكَانَ لَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي السُّجُوْدِ. (متفق عليه)4-312

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔آپ ﷺ جب نماز کا آغاز کرتے تو اپنے دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھایا کرتے تھے۔اسی طرح جب تکبیر کہتے ہوئے رکوع کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے رفع الیدین کرتے ہوئے کہتے۔سن لیا اللہ نے جس نے اس کی تعریف کی۔اے ہمارے رب حمد وستائش تیرے لیے ہے۔اور سجدوں میں ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔(بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

دوسری روایت اور اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ سلام پھیرتے وقت اور سجدوں کے بعد رفع الیدین کرنا جائز نہیں جیسا کہ شیعہ حضرات کرتے ہیں۔

عَنْ نَافِعٍ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہ كَانَ اِذَا دَخَلَ فِي الصَّلٰوةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَ اِذَا رَكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَفَعَ يَدَيْهِ وَاِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ وَرَفَعَ ذٰلِكَ ابْنُ عُمَرَ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ. (بخاری)5-313

حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ اپنے استاد محترم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں ذکر کرتے ہیں کہ جب حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نماز شروع کرتے تو اللہ اکبر کہتے ہوئے دونوں ہاتھ اٹھاتے اور ایسے ہی رکوع کے وقت ہاتھ اٹھاتے ہوئے سمع اللہ لمن حمدہ کہتے۔جب دو رکعتوں کے بعد کھڑے ہوتے تو پھر رفع الیدین کرتے اور جناب ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ایسے ہی نماز پڑھا کرتے تھے۔(بخاری)

عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ

حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم

رَسُوْلُ اللّٰـهِ ﷺ اِذَا كَبَّـرَ رَفَعَ يَدَيْـهِ حَتّٰى يُحَـاذِيَ بِهِـمَـا اُذُنَيْـهِ وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَـهُ مِنَ الرُّكُـوْعِ فَـقَـالَ سَـمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَفِىْ رِوَايَةٍ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا فُرُوْعَ اُذُنَيْهِ. (متفق عليه)6-314

ﷺ نماز کی ابتدا اللہ اکبر کے ساتھ کرتے ہوئے اپنے ہاتھوں کو کانوں کے برابر اٹھاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے سمع اللہ لمن حمدہ کہنے کے ساتھ رفع الیدین کرتے۔ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کانوں کے نچلے حصے کے برابر ہاتھ اٹھایا کرتے تھے۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْهُ اَنَّهُ رَاَى النَّبِيَّ ﷺ يُصَلِّيْ فَاِذَا كَانَ فِيْ وِتْـرٍ مِّـنْ صَـلٰوتِـهٖ لَـمْ يَنْهَضْ حَتّٰى يَسْتَوِيَ قَاعِدًا. (بخاری)7-315

حضرت مالک بن حویرث ؓ ہی یہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے کہ آپ نماز کی پہلی اور تیسری رکعت کے بعد ایک دم کھڑے ہونے کی بجائے ایک لحہ بیٹھ کر کھڑے ہوتے تھے۔(بخاری)

عَنْ وَّائِلِ بْنِ حُـجْـرٍ ؓ اَنَّـهُ رَاَى الـنَّـبِـيَّ ﷺ رَفَعَ يَدَيْهِ حِيْنَ دَخَلَ فِى الصَّلٰوةِ كَبَّرَ ثُمَّ الْتَـحَفَ بِثَـوْبِـهٖ ثُـمَّ وَضَـعَ يَـدَهُ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْـرٰى فَلَمَّا اَرَادَ اَنْ يَّرْكَعَ اَخْرَجَ يَدَيْهِ مِنَ الثَّوْبِ ثُـمَّ رَفَـعَـهُـمَـا وَكَبَّـرَ فَرَكَعَ فَلَمَّا قَالَ سَـمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَفَعَ يَدَيْهِ فَلَمَّا سَجَدَ سَجَدَبَيْنَ كَفَّيْهِ. (مسلم)8-316

حضرت وائل بن حجر ؓ ذکر کرتے ہیں انہوں نے نبی محترم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے اللہ اکبر کہتے ہوئے رفع الیدین کے ساتھ نماز کا آغاز کیا۔پھر اپنے ہاتھوں کو کپڑے کے اندر کر لیا اور اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں کے اوپر رکھا۔جب رکوع کرنے لگے تو اپنے ہاتھ کپڑے سے باہر نکالتے ہوئے تکبیر کہنے کے ساتھ دونوں ہاتھوں کو بلند فرمایا۔پھر رکوع کے بعد رفع الیدین کیا اور دونوں سجدے اپنے ہاتھوں کے درمیان ادا کیے۔(مسلم)

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ ؓ قَالَ كَانَ النَّاسُ يُؤْمَرُوْنَ اَنْ يَّضَـعَ الـرَّجُـلُ الْـيَـدَ الْـيُـمْـنٰـى عَلٰى ذِرَاعِهِ الْيُسْرٰى فِى الصَّلٰوةِ. (رواه البخاری) 9-317

حضرت سہل بن سعد ؓ کہتے ہیں لوگوں کو اس بات کا حکم دیا جاتا کہ وہ نماز میں اپنا دایاں ہاتھ اپنی بائیں کلائی کے اوپر رکھیں۔(بخاری)

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ ؓ قَـالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَقُوْمُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَـرْكَعُ ثُمَّ يَقُوْلُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ حِيْنَ يَرْفَعُ صُلْبَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ ثُمَّ يَقُوْلُ وَهُوَ قَائِمٌ رَبَّنَا لَكَ الْـحَـمْدُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَهْوِىْ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْفَعُ

حضرت ابو ہریرہ ؓ ذکر کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ تکبیر کہتے ہوئے نماز کے لیے کھڑے ہوتے اس طرح ہی تکبیر کہتے ہوئے رکوع کرتے اور جب رکوع سے اپنی کمر سیدھی فرماتے تو سمع اللہ لمن حمدہ کہتے۔رکوع کے بعد کھڑے ہوتے تو ربنا لک الحمد پڑھتے۔پھر

رَأْسَهُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَسْجُدُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ ثُمَّ يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي الصَّلوٰةِ كُلِّهَا حَتّٰى يَقْضِيَهَا وَيُكَبِّرُ حِيْنَ يَقُوْمُ مِنَ الثِّنْتَيْنِ بَعْدَ الْجُلُوْسِ .(متفق عليه)318-10

تکبیر کہتے ہوئے سجدہ کرتے اور سر اٹھاتے ہوئے بھی اللہ اکبر کہتے ۔ پھر تکبیر کہتے ہوئے سجدہ کرتے اور اللہ اکبر کہتے ہوئے سجدہ سے سر اٹھاتے آپ ایسے ہی نماز مکمل کیا کرتے ۔ یہاں تک کہ دو رکعت کے بعد بیٹھ کر اٹھتے تو اللہ اکبر کہتے ۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ جَابِرٍ ﷜ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَفْضَلُ الصَّلوٰةِ طُوْلُ الْقُنُوْتِ .(مسلم)319-11

حضرت جابر﷜ کہتے ہیں آپ ﷺ کا فرمان ہے ۔ افضل نماز وہ ہے جس میں لمبا قیام کیا جائے ۔ (مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ الْمُعَلّٰى ﷜ قَالَ صَلّٰى لَنَا اَبُوْسَعِيْدِ الْخُدْرِيُّ فَجَهَرَ بِالتَّكْبِيْرِ حِيْنَ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُوْدِ وَحِيْنَ سَجَدَ وَحِيْنَ رَفَعَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ وَقَالَ هٰكَذَا رَاَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ .(بخاری)320-12

حضرت سعید بن حارث بن معلّٰی ﷜ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو سعید الخدری ﷜ نے ہماری جماعت کروائی تو انہوں نے سجدہ کرتے، سر اٹھاتے اور دو رکعت کے بعد کھڑے ہونے کے وقت اونچی آواز سے تکبیریں کہیں اور فرمایا کہ میں نے رسول محترم ﷺ کو ایسے ہی نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے ۔ (بخاری)

عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ شَيْخٍ بِمَكَّةَ فَكَبَّرَ ثِنْتَيْنِ وَعِشْرِيْنَ تَكْبِيْرَةً فَقُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ اِنَّهُ اَحْمَقُ فَقَالَ ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ سُنَّةُ اَبِي الْقَاسِمِ ﷺ .(بخاری)321-13

جناب عکرمۃ ﷜ بیان کرتے ہیں میں نے مکہ میں ایک بزرگ کے پیچھے نماز ادا کی ۔ اس نے بلند آواز سے بائیس تکبیرات کے ساتھ نماز پڑھی پھر میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس بات کا تذکرہ کرتے ہوئے عرض کیا یہ امام بے وقوف تو نہیں؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ تیری ماں تجھے گم پائے ۔ یہی تو ابو القاسم ﷺ کا طریقہ ہے ۔

فہم الحدیث

ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ — تیری ماں تجھے گم پائے

ہر زبان میں کچھ محاورات ہوتے ہیں ۔ جن کے استعمال میں اکثر الفاظ کے ظاہری معنے مراد نہیں ہوتے بلکہ ایک خاص تاثر کا اظہار مقصود ہوتا ہے ۔ جس کی وجہ سے سننے والا ان الفاظ کا برا نہیں مانتا ۔ رسول کریم ﷺ بھی ایسے محاورات کا استعمال فرمایا کرتے تھے ۔

خلاصۂ باب

۱۔ نماز نہایت اطمینان کے ساتھ ادا کرنی لازم ہے۔

۲۔ نماز کی ابتدا میں، رکوع سے پہلے اور بعد میں پھر تیسری رکعت کی ابتدا میں رفع الیدین کرنا سنت ہے۔ ہاتھ کانوں کی لوؤں یا کندھوں تک بلند کرنے چاہییں۔

۳۔ سردیوں میں کپڑے کے اندر رسول اللہ ﷺ نے رفع الیدین نہیں کی۔

۴۔ رکوع میں کمر سیدھی رکھنی چاہیے۔

۵۔ رکوع وسجود کے بعد اطمینان سے کھڑا ہونا اور سجدوں کے درمیان سکون سے بیٹھنا آپ کی سنتِ مبارکہ ہے۔

۶۔ سجدہ میں کہنیوں کو زمین پر بچھانا منع ہے۔

۷۔ سجدہ پاؤں کی انگلیوں کو قبلہ رخ رکھتے ہوئے کرنا چاہیے۔



بَابُ مَا يُقْرَأُ بَعْدَ التَّكْبِيْرِ

پہلی تکبیر کے بعد کیا پڑھنا چاہیے

الفصل الاوّل

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَسْكُتُ بَيْنَ التَّكْبِيْرِ وَبَيْنَ الْقِرَآءَةِ اِسْكَاتَةً فَقُلْتُ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِسْكَاتُكَ بَيْنَ التَّكْبِيْرِ وَبَيْنَ الْقِرَآئَةِ مَا تَقُوْلُ قَالَ اَقُوْلُ (اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِیْ وَبَيْنَ خَطَايَایَ كَمَا بَاعَدْتَّ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اَللّٰهُمَّ نَقِّنِیْ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّی الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَایَ بِالْمَآءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ.) (متفق عليه)322-1

پہلی فصل

حضرت ابوہریرہ ؓ تذکرہ کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ پہلی تکبیر اور قرأت کے درمیان کچھ دیر خاموش رہتے تھے۔ میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ کی ذات پر فدا ہوں آپ تکبیر اور قرأت کے درمیان خاموشی کے ساتھ کیا پڑھتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں یہ پڑھا کرتا ہوں۔ ''الٰہی میرے اور میری خطاؤں کے درمیان اتنی دوری فرمادے جیسا کہ تو نے مشرق اور مغرب کے درمیان دوری قائم کی ہے۔ الٰہی! میرے گناہوں کو اس طرح صاف کردے جیسا کہ سفید کپڑے کو میل کچیل سے صاف کیا جاتا ہے۔ الٰہی میری خطاؤں کو پانی، برف اور اولوں کے ساتھ دھوڈالیئے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ عَلِیٍّ ؓ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ ﷺ اِذَا قَامَ اِلَی الصَّلٰوةِ وَفِیْ رِوَايَةٍ كَانَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ كَبَّرَ ثُمَّ قَالَ (وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْيَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذَالِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْمَلِكُ لَااِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَنْتَ رَبِّیْ وَاَنَا عَبْدُكَ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ جَمِيْعًا اِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ وَاهْدِنِیْ لِاَحْسَنِ الْاَخْلَاقِ لَا يَهْدِیْ لِاَحْسَنِهَا اِلَّا اَنْتَ وَاصْرِفْ عَنِّیْ سَيِّئَهَا لَا يَصْرِفُ عَنِّیْ سَيِّئَهَا اِلَّا اَنْتَ لَبَّيْكَ

حضرت علی ؓ ذکر کرتے ہیں نبی محترم ﷺ جب نماز کا آغاز کرتے تو تکبیر کے بعد یہ دعائیں پڑھا کرتے تھے۔ میں نے اپنے آپ کو اس ذات کبریا کے سامنے یکسو ہو کر پیش کر دیا ہے۔ جس نے زمین وآسمان کو پیدا فرمایا اور میرا مشرکوں کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ میری نماز، میری قربانی، میری موت وحیات صرف اور صرف اللہ رب العالمین کے لیے ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اس کے تابع فرمان بندوں میں ہوں۔

اے اللہ! تو ہی حقیقی بادشاہ ہے تیرے بغیر کوئی سچا معبود نہیں تو ہی میرا پالنہار ہے میں تیرا ہی بندہ ہوں۔ مجھ سے اپنے آپ پر ظلم ہوئے میں اپنے گناہوں کا اعتراف کرتا ہوں بس میرے تمام گناہوں کو معاف کردے۔ یقیناً تمہارے بغیر

وَسَعْدَيْکَ وَالْخَيْرُ كُلُّهُ فِيْ يَدَيْکَ وَالشَّرُّ لَيْسَ اِلَيْکَ اَنَا بِکَ وَاِلَيْکَ تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَيْکَ) وَاِذَا رَكَعَ قَالَ (اَللّٰهُمَّ لَکَ رَكَعْتُ وَبِکَ اٰمَنْتُ وَلَکَ اَسْلَمْتُ خَشَعَ لَکَ سَمْعِيْ وَبَصَرِيْ وَمُخِّيْ وَعَظْمِيْ وَعَصَبِيْ) فَاِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ قَالَ (اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ مِلْأَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمِلْأَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ) وَاِذَا سَجَدَ قَالَ (اَللّٰهُمَّ لَکَ سَجَدْتُ وَبِکَ اٰمَنْتُ وَلَکَ اَسْلَمْتُ سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ خَلَقَهُ وَصَوَّرَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ تَبَارَکَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ) ثُمَّ يَكُوْنُ مِنْ اٰخِرِ مَا يَقُوْلُ بَيْنَ التَّشَهُّدِ وَالتَّسْلِيْمِ (اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَسْرَفْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ) (رَوَاهُ مُسْلِمٌ). 323-2

کوئی گناہوں کو معاف کرنے والا نہیں۔ مجھے حسنِ اخلاق کی توفیق دے۔ تمہارے بغیر کوئی مجھے حسنِ اخلاق سے آراستہ نہیں کرسکتا۔ مجھے برائیوں سے دور رہنے کی ہمت عطا فرما۔ تیری توفیق کے بغیر مجھے ان گناہوں سے کوئی دور نہیں کر سکتا۔ میں تیری بارگاہ میں حاضر ہوں ہر قسم کی خیر تیرے ہاتھ میں ہے تیری ذات کے بارے میں برائی کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ میں سب کچھ تیرے طفیل ہوں اور تیرے لیے ہوں۔ تجھ سے تیری بخشش چاہتا ہوں اور تیری بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں اور جب رکوع کرتے تو عرض کرتے اے اللہ! میں نے تیرے لیے ہی رکوع کیا اور تجھ پر ہی ایمان لایا اور تیری ہی اطاعت کی۔ میرے کان، آنکھیں، دماغ، جسم اور اعصاب سب تیرے حضور حاضر ہیں۔ جب رکوع سے سر اٹھاتے تو فرماتے اے اللہ! تیری اس قدر تعریف ہے کہ آسمان وزمین اور ان کے درمیان کا خلا بھر جائے اور اس کے بعد جو چیز تو چاہے تو وہ بھی بھر جائے اور جب سجدہ کرتے تو کہتے اے اللہ! میں تیرے حضور سجدہ ریز ہوں اور تجھ پر ایمان لایا اور تیری ہی اطاعت کی۔ اس ذات کو سجدہ کیا جس نے اس کو پیدا فرمایا اسے صورت دی، اس کے کان آنکھیں بنائیں اللہ بابرکت ہے سب سے بہتر پیدا کرنے والا ہے۔ پھر آخر میں تشہد اور سلام کے درمیان دعا کرتے۔ اے اللہ! میرے اگلے پچھلے پوشیدہ اور ظاہر گناہ جو حد سے بڑھے ہوئے ہیں اور جن کو تو ہی زیادہ جانتا ہے ان سب کو معاف فرما۔ تیرے سوا کوئی معبود و مسجود نہیں تو ہی آگے اور پیچھے رکھنے والا ہے۔ (مسلم)

فہم الحدیث

دوسری روایات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ یہ دعائیں تہجد کی نماز میں پڑھا کرتے تھے۔ تشہد میں پڑھی جانے والی دعا کے یہ الفاظ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ کا معنی یہ ہے کہ ہر قسم کی حسن وخوبی اور نیکی رب کریم کی توفیق کا نتیجہ ہے اور تیری ذات اس وقت بھی تھی جب کچھ نہیں تھا۔ تو اس وقت بھی ہوگا جب کچھ نہیں ہوگا۔

عَنْ اَنَسٍ ؓ اَنَّ رَجُلًا جَآءَ فَدَخَلَ الصَّفَّ وَقَدْ حَفَزَهُ النَّفَسُ فَقَالَ اَللّٰهُ اَكْبَرُ (اَلْحَمْدُ

حضرت انس ؓ ذکر کرتے ہیں ایک شخص تیزی کے ساتھ چلتا ہوا صف میں شامل ہوا اور اس کا سانس پھولا ہوا تھا۔ اس

لله حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ) فَلَمَّا قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلٰوتَهُ قَالَ اَيُّكُمُ الْمُتَكَلِّمُ بِالْكَلِمَاتِ فَاَرَمَّ الْقَوْمُ فَقَالَ اَيُّكُمُ الْمُتَكَلِّمُ بِالْكَلِمَاتِ فَاَرَمَّ الْقَوْمُ فَقَالَ اَيُّكُمُ الْمُتَكَلِّمُ بِهَا فَاِنَّهُ لَمْ يَقُلْ بَاْسًا فَقَالَ رَجُلٌ جِئْتُ وَقَدْ حَفَزَنِي النَّفَسُ فَقُلْتُهَا فَقَالَ لَقَدْ رَاَيْتُ اثْنَيْ عَشَرَ مَلَكًا يَبْتَدِرُوْنَهَا اَيُّهُمْ يَرْفَعُهَا.
(مسلم) 3-324

نے تکبیر کہنے کے بعد یہ الفاظ پڑھے ہر تعریف اللہ کے لیے ہے اور بہت زیادہ تعریفات اور پاکیزہ اور بابرکت۔ جب رسول کریم ﷺ جماعت سے فارغ ہوئے تو آپ نے استفسار فرمایا۔ تم میں سے کس نے یہ کلمات کہے ہیں؟ لوگ خاموش رہے پھر پوچھا کہ یہ کلمات کس نے کہے ہیں؟ تو لوگ خاموش رہے پھر تیسری دفعہ پوچھنے پر ارشاد فرمایا کہ جس نے یہ کلمات کہے ہیں اس نے کوئی غلطی نہیں کی تب یہ الفاظ کہنے والا آدمی عرض کرتا ہے جب میں نے یہ کلمات کہے تو میرا سانس پھولا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا میں نے بارہ فرشتوں کو دیکھا ہے کہ وہ ان کلمات کو اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کرنے کے لیے ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کر رہے تھے۔ (مسلم)

فہم الحدیث

دوسرے مقام پر اس بات کی وضاحت موجود ہے یہ صحابی رضی اللہ عنہ رکوع میں شامل ہوا تھا اور اس نے رَبَّنَا وَ لَکَ الْحَمْدُ کے بعد یہ کلمات ادا کئے جن کی فضیلت رسولِ محترم ﷺ کی زبانِ اطہر سے اس حدیث میں بیان کی جارہی ہے۔ یاد رہے کہ آپ کا یہ فرمان بھی احادیث کی کتابوں میں موجود ہے کہ آدمی کو جماعت کے ساتھ ملنے کے لئے تیز قدمی کے بجائے اعتدال کے ساتھ آنا چاہیے۔ اور اس شخص کو یہ بھی فرمایا تھا کہ آئندہ ایسا نہ کیجئے۔

الفصل الثانی — دوسری فصل

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا نَهَضَ مِنَ الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ اِسْتَفْتَحَ الْقِرَآءَ ةَ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَلَمْ يَسْكُتْ هٰكَذَا فِيْ صَحِيْحِ مُسْلِمٍ 4-325

حضرت ابو ہریرہ ؓ ذکر کرتے ہیں رسول کریم ﷺ جب دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہوتے تو خاموشی کی بجائے فوراً الحمد للہ رب العالمین سے قراءت کا آغاز کرتے تھے۔ (اس طرح صحیح مسلم میں ہے۔)

خلاصہ باب

۱۔ نماز شروع کرنے کے بعد قراۃ سے قبل کئی دعائیں ہیں "سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ" پر اکتفاء نہیں بلکہ دوسری دعائیں بھی یاد کریں اور پڑھیں۔ ۲۔ نماز سکون کے ساتھ شروع اور ادا کرنی چاہیے۔ ۳۔ رکوع کے بعد یہ الفاظ پڑھنے چاہئیں۔ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ. ۴۔ سورہ فاتحہ سے پہلے بِسْمِ اللّٰهِ بلند آواز سے پڑھنا ثابت ہے۔ لیکن اکثر آپ ﷺ الحمد للہ سے تلاوت کا آغاز فرماتے۔

بَابُ الْقِرَأةِ فِی الصَّلٰوۃِ

نماز میں قرآن مجید کی تلاوت

وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ o (الاعراف ۷: ۲۰۴)

"جب قرآن پڑھا جائے تو اسے توجہ سے سنو اور خاموش رہو، شاید کہ تم پر بھی رحمت ہو جائے"۔

امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھنے والے حضرات کو اس آیت سے غلط فہمی ہوئی ہے حالانکہ یہ آیت مکہ معظمہ میں اس وقت نازل ہوئی جب کفار نے یہ پروپیگنڈا کیا کہ جوں ہی نبی قرآن پڑھنے لگے تو تم جوابا شور وغوغا کیا کرو۔

وَ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَ الْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ o (حم السجدة ۴۱: ۲۶)

"منکرین حق کہتے ہیں اس قرآن کو ہرگز نہ سنو اور جب یہ سنایا جائے تو اس میں خلل ڈالو شاید اسی طرح تم غالب آ جاؤ"۔

وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ اور وَ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا کا تعلق نماز کے ساتھ نہیں اس لیے کہ جماعت مدینہ منورہ میں فرض ہوئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس مغالطے کو دور کرنے کے لئے ہی فاتحہ کو الگ کر کے ارشاد فرمایا۔ کہ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی یاد رہے تمام امت کے نزدیک مسلمہ بات ہے۔ کہ مقتدی نماز اس طرح ہی ادا کرے گا اور پڑھے گا جس طرح امام ادا کرتا اور پڑھتا ہے۔ امام کے اللہ اکبر کہنے سے لیکر سلام پھیرنے تک مقتدی کا سب کچھ امام کے ساتھ پڑھنا فرض ہے سوائے تلاوت قرآن کے اس کا فلسفہ یہ ہے کہ امام نے ہر روز مختلف مقامات سے پڑھنا ہوتا ہے لہذا نمازیوں کو تلاوت سننے اور اس پر غور کرنے کا بہترین موقعہ ملتا ہے جس سے نمازیوں میں تلاوت قرآن کا ذوق پیدا ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ نمازیوں میں قرآن فہمی کی صلاحیت بھی پیدا ہوتی ہے اور انہیں یہ صلاحیت پیدا کرنی چاہئے۔

الفصل الاوّل

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِیْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَصَاعِدًا. 326-1

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ صَلّٰی صَلٰوةً لَّمْ يَقْرَأْ فِيْهَا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَهِیَ خِدَاجٌ ثَلٰثًا غَيْرُ تَمَامٍ فَقِيْلَ لِاَبِیْ هُرَيْرَةَ اِنَّا نَكُوْنُ وَرَآءَ الْاِمَامِ قَالَ اقْرَأْ بِهَا فِیْ نَفْسِكَ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی

پہلی فصل

حضرت عبادہ بن صامت ؓ ذکر کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا کہ فاتحہ کے بغیر نماز قبول نہیں ہوتی۔ (بخاری ومسلم) مسلم شریف میں آپ ﷺ نے فاتحۃ الکتاب کی بجائے اس طرح فرمایا کہ ام القرآن کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے جس نے فاتحہ کے بغیر نماز پڑھی اس کی نماز ناقص اور نامکمل ہے۔ یہ الفاظ آپ ﷺ نے تین مرتبہ فرمائے۔ جناب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ جب ہم امام کے پیچھے پڑھ رہے ہوں تو؟ حضرت ابو ہریرہ

قَسَمْتُ الصَّلٰوةَ بَيْنِیْ وَبَيْنَ عَبْدِیْ نِصْفَيْنِ وَلِعَبْدِیْ مَا سَاَلَ فَاِذَا قَالَ الْعَبْدُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی حَمِدَنِیْ عَبْدِیْ وَاِذَا قَالَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اَثْنٰی عَلَیَّ عَبْدِیْ وَاِذَا قَالَ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ قَالَ مَجَّدَنِیْ عَبْدِیْ وَاِذَا قَالَ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ قَالَ هٰذَا بَيْنِیْ وَبَيْنَ عَبْدِیْ وَلِعَبْدِیْ مَا سَاَلَ فَاِذَا قَالَ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ قَالَ هٰذَا لِعَبْدِیْ وَلِعَبْدِیْ مَا سَاَلَ ۔ (مسلم)2-327

ﷺ فرماتے ہیں اپنے دل میں پڑھا کیجئے کیونکہ میں نے رسول کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میں نے اپنے اور بندے کے درمیان نماز کو نصف نصف تقسیم کرلیا ہے۔ میرے بندے کے لیے وہی ہے جو وہ سوال کرتا ہے جب وہ کہتا ہے۔ الحمد لله رب العالمين ،ہرقسم کی تعریف اللہ کے لیے ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میری تعریف کی ۔ جب بندہ کہتا ہے اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، اللہ بڑا مہربان اور نہایت ہی رحم فرمانے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں میرے بندے نے میرے رحیم وکریم ہونے کا اعتراف کیا ہے۔ جب نمازی کہتا ہے مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ”کہ تو قیامت کے دن کا مالک ہے“ اللہ تعالیٰ فرماتا ہیں میرے بندے نے میری عظمت کا اقرار کیا ہے۔ جب بندہ اياک نعبد و اياک نستعين پڑھتا ہے ارشاد ہوتا ہے یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان معاملہ ہے اور میں اپنے بندے کو عطا کرونگا وہ جو مانگے گا ہے۔ جب نمازی کہتا ہے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ .... الضّالين، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے یہ میرے بندے کے لئے ہے اور جو کچھ اس نے مانگا وہ سب اس کو ملے گا۔ (مسلم)

فہم الحدیث

اس حدیث سے یہ مسئلہ بالکل واضح ہوجاتا ہے۔ کہ سورۃ فاتحہ ضرور پڑھنی چاہیے۔ حضرت ابو ہریرہ ﷜ نے اسی لیے وضاحت فرمائی ہے۔ تاکہ لوگوں کو کسی قسم کا ابہام نہ رہے۔ اگر امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ نہ پڑھنے کا حکم ہوتا تو رسول مکرم ﷺ کبھی یہ نہ فرماتے سورۃ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

وَعَنْ اَنَسٍ ﷜ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ وَاَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ كَانُوْا يَفْتَتِحُوْنَ الصَّلٰوةَ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ. (مسلم)3-328

حضرت انس ﷜ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اور حضرت ابو بکر ﷜ اور عمر ﷜ قرأت کا آغاز اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ سے کیا کرتے تھے۔ (مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷜ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَمَّنَ الْاِمَامُ فَاَمِّنُوْا فَاِنَّهٗ مَنْ وَّافَقَ تَاْمِيْنُهٗ تَاْمِيْنَ الْمَلٰئِكَةِ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

حضرت ابو ہریرہ ﷜ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہا کرو ۔جس شخص کی آمین فرشتوں کی آمین کے مطابق ہوجائے گی

وَفِیْ رِوَایَةٍ قَالَ اِذَا قَالَ الْاِمَامُ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّالِّیْنَ فَقُوْلُوْا اٰمِیْنَ فَاِنَّهٗ مَنْ وَّافَقَ قَوْلُهٗ قَوْلَ الْمَلٰئِکَةِ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ ھٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِیِّ وَلِمُسْلِمٍ نَحْوَهٗ وَفِیْ اُخْرٰی لِلْبُخَارِیِّ قَالَ اِذَا اَمَّنَ الْقَارِیُٔ فَاَمِّنُوْا فَاِنَّ الْمَلٰئِکَةَ تُؤَمِّنُ فَمَنْ وَّافَقَ تَاْمِیْنُهٗ تَاْمِیْنَ الْمَلٰئِکَةِ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ. 329-4

اس کے پہلے گناہوں کو معاف کر دیا جائے گا۔(بخاری ومسلم)بخاری میں یہ الفاظ بھی موجود ہیں جب امام کہے غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّالِّیْن تو تم آمین کہا کرو کیونکہ جس کی آواز ملائکہ کی آواز سے ہم آہنگ ہوگئی اس کے پہلے گناہوں کو معاف کر دیا جاتا ہے۔یہ الفاظ بخاری کے ہیں اور امام مسلم نے اپنی کتاب میں ایسے ہی الفاظ ذکر کئے ہیں۔بخاری کی دوسری روایت میں آپ ﷺ کے یہ الفاظ بھی پائے جاتے ہیں کہ جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو کیونکہ فرشتے بھی آمین کہتے ہیں اور جس کی آمین ملائکہ کی آمین کے ساتھ ہم آہنگ ہوگئی اس کے پہلے گناہوں کو معاف کر دیا جاتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا صَلَّیْتُمْ فَاَقِیْمُوْا صُفُوْفَکُمْ ثُمَّ لِیَؤُمَّکُمْ اَحَدُکُمْ فَاِذَا کَبَّرَ فَکَبِّرُوْا وَاِذَا قَالَ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ فَقُوْلُوْا اٰمِیْنَ یُجِبْکُمُ اللّٰهُ فَاِذَا کَبَّرَ وَرَکَعَ فَکَبِّرُوْا وَارْکَعُوْا فَاِنَّ الْاِمَامَ یَرْکَعُ قَبْلَکُمْ وَیَرْفَعُ قَبْلَکُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَتِلْکَ بِتِلْکَ قَالَ وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ یَسْمَعُ اللّٰهُ لَکُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَّفِیْ رِوَایَةٍ لَّهٗ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ وَقَتَادَةَ وَاِذَا قَرَاَ فَاَنْصِتُوْا. 330-5

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ حکم دیا کرتے تھے کہ جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو اپنی صفوں کو برابر کیا کرو اور ایک شخص تمہاری امامت کروائے جب وہ اللہ اکبر کہے تو تم بھی تکبیر کہو جب وہ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّالِّیْن کہے تو تمہیں آمین کہنا چاہیے۔اللہ تعالیٰ تمہاری دعا قبول کرے گا۔جب امام اللہ اکبر کہہ کر رکوع میں جائے تو تم بھی تکبیر کہتے ہوئے رکوع کرو کیونکہ امام تم سے پہلے رکوع کے لیے جھکتا ہے اور تم سے پہلے رکوع سے سر اٹھاتا ہے۔امام کا پہلے رکوع سے اٹھنا اس کے پہلے جانے کی وجہ سے ہے۔جب امام سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو کہو !اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ ”الٰہی تیرے لیے ہی تمام تعریفات ہیں“۔ اللہ تعالیٰ تمہاری نماز کو سنتا ہے۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور قتادہ رضی اللہ عنہ یہ الفاظ بھی ذکر کرتے ہیں کہ جب امام قرأت کرے تو خاموشی اختیار کرو۔

فہم الحدیث

آپ ﷺ کے ان ارشادات میں آمین کی اہمیت اور فضیلت بیان ہو رہی ہے۔اور آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ جب امام آمین کہے تو تمہیں بھی آمین کہنے چاہئے۔اس سے یہ بات بھی بالکل عیاں ہے کہ جب امام بلند آواز سے سورۃ الفاتحہ پڑھ رہا ہو تو اسے آمین بھی بلند آواز سے کہنی چاہیے۔مستند روایات سے یہ ثابت ہے کہ آپ ﷺ کی آمین سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اتنی بلند

آواز سے آمین کہتے تھے جس سے مسجد میں گونج پیدا ہو جاتی۔ امام کی وَلَا الضَّالِّین سن کر اونچی آواز سے آمین نہ کہنا رسول کریم ﷺ کی سنت کی خلاف ورزی ہے۔ لیکن اس آواز میں اخلاص اور سوز وگداز ہونا لازم ہے۔ چیخ کے انداز میں آمین کہنا نماز کے وقار اور آداب کے برخلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ اس امت کو افراط وتفریط سے بچنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

عَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ ﷺ يَقْرَأُ فِی الظُّهْرِ فِی الْاُوْلَيَيْنِ بِاُمِّ الْكِتٰبِ وَسُوْرَتَيْنِ وَ فِی الرَّكْعَتَيْنِ الْاُخْرَيَيْنِ بِاُمِّ الْكِتَابِ وَيُسْمِعُنَا الْاٰيَةَ اَحْيَانًا وَّيُطَوِّلُ فِی الرَّكْعَةِ الْاُوْلٰى مَا لَا يُطِيْلُ فِی الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ وَهٰكَذَا فِی الْعَصْرِ وَهٰكَذَا فِی الصُّبْحِ. (متفق عليه) 331-6

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ رسول محترم ﷺ کی نماز کا تذکرہ کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں الحمد اور دو سورتیں ملایا کرتے تھے اور آخری دو رکعتوں میں صرف فاتحہ ہی پڑھا کرتے تھے۔ کبھی کبھار کچھ آیات ہمیں سنایا کرتے تھے۔ ہمیں بھی سنوایا کرتے تھے۔ پہلی رکعت دوسری سے نسبتاً طویل ہوتی تھی۔ اسی طرح عصر اور فجر کی نماز ادا کرتے۔ (بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے یہاں صبح اور عصر کی نماز کے بارے میں بتلایا ہے کہ نبی محترم ﷺ پہلی رکعتیں لمبی اور دوسری ہلکی رکھتے۔ جب کہ دوسری روایات سے واضح ہوتا ہے کہ آپ ﷺ تمام نمازیں اس طرح ہی پڑھا کرتے کہ پہلی رکعت دوسری سے لمبی ہوتی تھی۔

عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ كُنَّا نَحْزُرُ قِيَامَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِی الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فَحَزَرْنَا قِيَامَهٗ فِی الرَّكْعَتَيْنِ الْاُوْلَيَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ قَدْرَ قِرَآءَةِ آلٓمّٓ تَنْزِيْلُ السَّجْدَةِ وَفِیْ رِوَايَةٍ فِیْ كُلِّ رَكْعَةٍ قَدْرَ ثَلٰثِيْنَ اٰيَةً وَّحَزَرْنَا قِيَامَهٗ فِی الْاُخْرَيَيْنِ قَدْرَ النِّصْفِ مِنْ ذٰالِکَ وَّحَزَرْنَا فِی الرَّكْعَتَيْنِ الْاُوْلَيَيْنِ مِنَ الْعَصْرِ عَلٰى قَدْرِ قِيَامِهٖ فِی الْاُخْرَيَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ وَفِی الْاُخْرَيَيْنِ مِنَ الْعَصْرِ عَلَى النِّصْفِ مِنْ ذٰالِکَ. (مسلم) 332-7

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں کہ ہم رسول کریم ﷺ کی ظہر اور عصر کی نماز کے قیام کا اندازہ لگاتے تھے۔ کبھی آپ کی ظہر کی نماز کی پہلی دو رکعت کی طوالت اس قدر ہوتی کہ اندازہ ہوتا تھا کہ آپ ﷺ نے سورہ سجدہ کے برابر تلاوت کی ہوگی۔ دوسری روایت میں ہے کہ ہر رکعت میں تیس آیات کے برابر قراءت کرتے جبکہ پہلی دو کی نسبت دوسری رکعات کا قیام نصف کے قریب ہوتا۔ اسی طرح نماز عصر کی پہلی دو رکعتیں ظہر کی پچھلی رکعتوں جیسی ہوتیں اور عصر کی دوسری رکعتیں اس سے نصف کے برابر ہوا کرتی تھیں اور ظہر اور عصر کی آخری دو رکعتیں پہلی رکعتوں سے آدھی ہوتیں۔ (مسلم)

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ ﷺقَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْرَءُ فِي الظُّهْرِ بِاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى وَفِي رِوَايَةٍ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰى وَفِي الْعَصْرِ نَحْوَ ذَالِکَ وَفِي الصُّبْحِ اَطْوَلَ مِنْ ذَالِکَ. (مسلم)333-8

حضرت جابر بن سمرہ ﷺ آپ ﷺ کی نماز کا تذکرہ کرتے ہیں کہ آپ ظہر میں واللیل اذا یغشی اور کبھی سبح اسم ربک الاعلی کی تلاوت کرتے اور عصر میں بھی ایسی ہی سورتیں تلاوت کرتے تھے لیکن صبح کی نماز اس سے لمبی ہوا کرتی تھی۔ (مسلم)

عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ ﷺقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالطُّوْرِ. (متفق عليه)334-9

حضرت جبیر بن مطعم ﷺ کہتے ہیں میں نے رسول محترم ﷺ سے سنا آپ مغرب کی نماز میں سورۃ الطور کی تلاوت کر رہے تھے۔ (بخاری ومسلم)

عنْ اُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا. (متفق عليه)335-10

حضرت ام فضل بنت حارث رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے مغرب کی نماز میں رسول کریم ﷺ سے المرسلات عرفا کی تلاوت سنی۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ جَابِرٍ ﷺقَالَ كَانَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ يُصَلِّيْ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ يَاتِيْ فَيَؤُمُّ قَوْمَهُ فَصَلّٰى لَيْلَةً مَّعَ النَّبِيِّ ﷺ الْعِشَاءَ ثُمَّ اَتٰى قَوْمَهُ فَاَمَّهُمْ فَافْتَتَحَ بِسُوْرَةِ الْبَقَرَةِ فَانْحَرَفَ رَجُلٌ فَسَلَّمَ ثُمَّ صَلّٰى وَحْدَهُ وَانْصَرَفَ فَقَالُوْا لَهُ اَنَافَقْتَ يَا فُلَانُ قَالَ لَا وَاللّٰهِ وَلَاٰتِيَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَلَاُخْبِرَنَّهُ فَاَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا اَصْحَابُ نَوَاضِحَ نَعْمَلُ بِالنَّهَارِ وَاِنَّ مُعَاذًا صَلّٰى مَعَکَ الْعِشَاءَ ثُمَّ اَتٰى قَوْمَهُ فَافْتَتَحَ بِسُوْرَةِ الْبَقَرَةِ فَاَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى مُعَاذٍ وَّقَالَ يَا مُعَاذُ اَفَتَّانٌ اَنْتَ اِقْرَأْ وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا وَالضُّحٰى وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى وَسَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰى. (متفق عليه)336-11

حضرت جابر ﷺ بیان کرتے ہیں کہ معاذ بن جبل ﷺ نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے اور پھر اپنے قبیلے کی جا کر امامت کرواتے۔ جناب معاذ ﷺ نے ایک رات آپ ﷺ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی اور پھر اپنی قوم کو عشاء کی جماعت کروائی جس میں انہوں نے سورۃ بقرہ پڑھنی شروع کر دی۔ جب وہ کافی تلاوت کر چکے تو ایک آدمی سلام پھیر کر اپنی الگ نماز پڑھ کر مسجد سے نکل گیا تو لوگوں نے اسے منافق گردانا۔ اس نے کہا میں ہرگز منافق نہیں ہوں۔ اللہ کی قسم میں اس بات کو رسول معظم ﷺ کے سامنے پیش کروں گا وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتا ہے۔ اے اللہ کے رسول! ہم سارا دن محنت کرتے ہیں اور معاذ آپ کے ساتھ نماز پڑھنے کے بعد ہماری امامت کرواتے ہوئے سورۃ بقرہ کی تلاوت کرتے ہیں۔ یہ سن کر آپ معاذ کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے ہیں کہ اے معاذ کیا تم فتنہ پیدا کرنا چاہتے ہو؟ (والشمس وضحاها) (والضحى والليل اذا يغشٰى) (سبح اسم ربک الاعلى) پڑھا کرو۔ (بخاری ومسلم)

عَنِ الْبَرَاءِ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ

حضرت براء ﷺ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ

فِي الْعِشَاءِ وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ وَمَا سَمِعْتُ اَحَدًا اَحْسَنَ صَوْتًا مِنْهُ. (متفق عليه) 12-337

سے عشاء کی نماز میں (والتین والزیتون) کی تلاوت سنی ۔ میں نے اس سے زیادہ آج تک کسی کی خوب صورت آواز نہیں سنی۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ ﷛ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ بِقٓ وَالْقُرْآنِ الْمَجِيْدِ وَنَحْوِهَا وَكَانَتْ صَلٰوتُهٗ بَعْدُ تَخْفِيْفًا. (مسلم) 13-338

حضرت جابر بن سمرہ ﷛ بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ صبح کی نماز میں ق. والقرآن المجید جیسی سورتیں تلاوت کرتے اور دوسری نمازیں اس سے ہلکی ہوا کرتی تھیں۔ (مسلم)

عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ ﷛ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ وَاللَّيْلِ اِذَا عَسْعَسَ. (مسلم) 14-339

حضرت عمرو بن حریث ﷛ کہتے ہیں میں نے فجر کی نماز میں نبی محترم ﷺ سے والیل اذا عسعس کی قرأۃ سنی۔ (مسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ السَّائِبِ ﷛ قَالَ صَلّٰى لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الصُّبْحَ بِمَكَّةَ فَاسْتَفْتَحَ سُوْرَةَ الْمُؤْمِنِيْنَ حَتّٰى جَآءَ ذِكْرُ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ اَوْ ذِكْرُ عِيْسٰى اَخَذَتِ النَّبِيَّ ﷺ سُعْلَةٌ فَرَكَعَ. (مسلم) 15-340

حضرت عبداللہ بن سائب ﷛ بیان کرتے ہیں ہمیں مکہ معظمہ میں رسول اکرم ﷺ صبح کی جماعت کرواتے ہوئے سورۂ مومنون کی تلاوت کر رہے تھے جب آپ موسیٰ ہارون اور عیسیٰ آیت نمبر ۵۰ پر پہنچے تو آپ کو کھانسی شروع ہوئی تب آپ رکوع میں چلے گئے۔ (مسلم)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷛ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِآلٓمّٓ تَنْزِيْلُ فِي الرَّكْعَةِ الْاُوْلٰى وَفِي الثَّانِيَةِ هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ. (متفق عليه) 16-341

حضرت ابو ہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں آپ ﷺ جمعہ کے دن صبح کی نماز میں "الم تنزیل" پہلی رکعت میں اور هل اتى على الانسان دوسری رکعت میں تلاوت کیا کرتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ رَافِعٍ قَالَ اُسْتَخْلَفَ مَرْوَانُ اَبَا هُرَيْرَةَ عَلَى الْمَدِيْنَةِ وَخَرَجَ اِلٰى مَكَّةَ فَصَلّٰى لَنَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ الْجُمُعَةَ فَقَرَأَ سُوْرَةَ الْجُمُعَةِ فِي السَّجْدَةِ الْاُوْلٰى وَفِي الْاٰخِرَةِ اِذَا جَآءَ كَ الْمُنَافِقُوْنَ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ بِهِمَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ. (مسلم) 17-342

حضرت عبیداللہ بن ابی رافع ﷛ بیان کرتے ہیں کہ مروان نے حضرت ابو ہریرہ ﷛ کو مدینہ کا گورنر بنایا اور خود مکہ معظمہ کی طرف نکلا۔ حضرت ابو ہریرہ ﷛ نے جمعہ کا خطبہ دیا اور پھر پہلی رکعت میں سورۂ جمعہ اور دوسری رکعت میں "اذا جاءک المنافقون" تلاوت کی اور فرمایا کہ میں نے رسول کریم ﷺ سے جمعہ کی نماز میں یہ دونوں سورتیں سنی ہیں۔ (مسلم)

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ ﷛ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ

حضرت نعمان بن بشیر ﷛ ذکر کرتے ہیں رسول محترم

اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْعِيْدَيْنِ وَفِي الْجُمُعَةِ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰى وَهَلْ اَتٰکَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ قَالَ وَإِذَا اجْتَمَعَ الْعِيْدُ وَالْجُمُعَةُ فِيْ يَوْمٍ وَّاحِدٍ قَرَأَ بِهِمَا فِي الصَّلٰوتَيْنِ. (مسلم)343-18

ﷺ دونوں عیدوں کی نماز میں پہلی رکعت میں ”سبح اسم ربک الاعلی“ اور دوسری رکعت میں هَلْ اتٰک“ تلاوت کرتے تھے۔جب عید اور جمعہ اکٹھے آتے تب بھی انہی سورتوں کی تلاوت کرتے۔(مسلم)

عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ ؓ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ؓ سَأَلَ اَبَا وَاقِدِ اللَّيْثِيَّ مَا كَانَ يَقْرَأُ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْاَضْحٰى وَالْفِطْرِ فَقَالَ كَانَ يَقْرَأُ فِيْهِمَا بِقٓ وَالْقُرْآنِ الْمَجِيْدِ وَاقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ. (مسلم)344-19

حضرت عبیداللہ ؓ اپنے والد گرامی عمر بن خطاب ؓ کے بارے میں کہتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابو واقد لیثی ؓ سے سوال کیا کہ رسول کریم ﷺ نے عید الاضحیٰ اور عید الفطر کی نماز میں کونسی سورتیں تلاوت کی تھیں وہ جواباً عرض کرتے ہیں کہ آپ نے سورۃ ق والقرآن المجید“ اور سورۃ اقتربت الساعة“ کی تلاوت کی تھی۔(مسلم)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَرَأَ فِيْ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ قُلْ يَآ اَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ . (مسلم)345-20

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں رسول معظم نے صبح کی نماز میں قُلْ يَا اَيُّهَا الْكٰفِرُوْن اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ کی تلاوت کی۔(مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ فِيْ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ قُوْلُوْا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَالَّتِيْ فِيْ اٰلِ عِمْرَانَ قُلْ يَآ اَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ. (مسلم)346-21

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ فرماتے ہیں رسول کریم ﷺ نے فجر کی نماز میں ” قُوْلُوْا اٰمَنَّا وَمَا اُنْزِلَ اِلَيْنَا اور دوسری رکعت میں قُلْ يَا اَهْلَ الْكِتَاب تعالو“ سورہ آل عمران کی تلاوت کی۔(مسلم)

خلاصۂ باب

ا۔امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنا فرض ہے۔۲۔آمین بلند آواز سے کہنا رسول کریم ﷺ کی سنت ہے۔۳۔نماز جمعہ کی پہلی رکعت میں سبح اسم ربک الاعلی دوسری رکعت میں هل اتک حدیث الغاشیه پڑھنی چاہیے اور نماز عیدین میں بھی یہ سورتیں پڑھنی چاہییں۔جمعہ کے دن صبح کی پہلی رکعت میں سورۂ سجدہ اور دوسری رکعت میں سورۂ دھر پڑھنا سنت ہے۔۴۔امام کو درمیانے درجے کی نماز پڑھانی چاہیے۔

بَابُ الرُّكُوْعِ

رکوع کرنے کا طریقہ

نمازی رکوع کی حالت میں جھک کر کمر سیدھی اور برابر کر کے نظروں کو جھکاتے ہوئے اخلاص کے ساتھ پکارتا ہے۔میرا رب ہر قسم کی کمزوری سے پاک اور بڑی ہی عظمت والا ہے۔نمازی عملاً اپنے رب کی عظمت وجلالت کے سامنے خمیدہ کمر ہو کر اس کے احکامات کی ذمہ داریوں کا اقرار کرتا ہے کہ میں ان کو پورا کرنے کی مقدور بھر کوشش کرتا رہوں گا۔آپ ﷺ کا فرمان ہے رکوع کرتے وقت آدمی کی کمر اور سر برابر ہونا چاہیے جو شخص جان بوجھ کر رکوع وسجود صحیح نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس کو نظرِ قبولیت سے نہیں دیکھتا۔

الفصل الاوّل

پہلی فصل

عَنْ اَنَسٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَقِيْمُوا الرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ فَوَاللّٰهِ اِنِّىْ لَاَرٰكُمْ مِنْ بَعْدِىْ. (متفق عليه) 1-347

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا رکوع اور سجود ٹھیک طریقے سے کیا کرو اللہ کی قسم! میں اپنے پیچھے سے تمہیں دیکھتا ہوں۔(بخاری ومسلم)

عَنِ الْبَرَآءِ ؓ قَالَ كَانَ رُكُوْعُ النَّبِيِّ ﷺ وَسُجُوْدُهُ وَبَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ وَاِذَا رَفَعَ مِنَ الرُّكُوْعِ مَا خَلَا الْقِيَامَ وَالْقُعُوْدَ قَرِيْبًا مِنَ السَّوَآءِ. (متفق عليه) 2-348

حضرت براء ؓ ذکر کرتے ہیں سوائے قیام اور تشہد کے نبی اکرم ﷺ کے رکوع وسجود اور دو سجدوں کا درمیانی اور رکوع کے بعد کا وقفہ تقریباً برابر ہوا کرتا تھا۔(بخاری ومسلم)

عَنْ اَنَسٍ ؓ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ قَامَ حَتّٰى نَقُوْلَ قَدْ اَوْهَمَ ثُمَّ يَسْجُدُ وَيَقْعُدُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ حَتّٰى نَقُوْلَ قَدْ اَوْهَمَ. (مسلم) 3-349

حضرت انس ؓ نبی محترم ﷺ کی نماز کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب آپ ﷺ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہتے تو اس قدر کھڑے رہتے کہ ہمیں گمان ہوتا کہ شاید آپ بھول گئے ہیں اور دو سجدوں کے درمیان بھی یوں محسوس ہوا کرتا تھا۔(مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُكْثِرُ اَنْ يَّقُوْلَ فِىْ رُكُوْعِهٖ وَسُجُوْدِهٖ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِىْ يَتَاَوَّلُ الْقُرْاٰنَ. (متفق عليه) 4-350

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں نبی اکرم ﷺ اپنے رکوع اور سجدوں میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے "اے اللہ تو پاک ہے اور تیرے ہی لیے حمد وستائش ہے الٰہی مجھے معاف فرما اور آپ قرآن مجید سے یہی مفہوم لیتے۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ فِىْ رُكُوْعِهٖ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی یہ بیان فرماتی ہیں کہ نبی اکرم

وَسُجُوْدِہٖ (سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلٰئِكَةِ وَالرُّوْحِ). (مسلم) 351-5

ﷺ اپنے رکوع اور سجود میں یہ دعا بھی پڑھا کرتے تھے ملائکہ اور جبرائیل امین کے رب ہر قسم کی تسبیح وتقدیس تیرے لیے ہے۔ (مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَلَا إِنِّي نُهِيْتُ أَنْ أَقْرَأَ الْقُرْآنَ رَاكِعًا وَسَاجِدًا فَأَمَّا الرُّكُوْعُ فَعَظِّمُوْا فِيْهِ الرَّبَّ وَأَمَّا السُّجُوْدُ فَاجْتَهِدُوْا فِي الدُّعَاءِ فَقَمِنٌ أَنْ يُّسْتَجَابَ لَكُمْ. (مسلم) 352-6

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا سنو مجھے رکوع اور سجود میں تلاوت قرآن مجید سے منع کیا گیا ہے لہذا تم رکوع میں رب کی عظمت اور سجدے میں کثرت سے تسبیحات پڑھا کرو۔ امید ہے تمہاری مناجات قبول ہوں گی۔ (مسلم)

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَالَ الْإِمَامُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُوْلُوْا (اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ) فَإِنَّهُ مَنْ وَّافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ الْمَلٰئِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ. (متفق عليه) 353-7

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب امام سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہے تم رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہا کرو جس شخص کے الفاظ ملائکہ کی آواز سے ہم آہنگ ہو گئے اس کے سابقہ گناہوں کو معاف کر دیا جائے گا۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ أَبِيْ أَوْفٰى رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا رَفَعَ ظَهْرَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ قَالَ (سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْأَ السَّمٰوٰتِ وَمِلْأَ الْأَرْضِ وَمِلْأَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ). (مسلم) 354-8

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ رسول کریم ﷺ کی رکوع کے بعد تسبیحات کا ذکر کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ آپ جب رکوع سے کمر سیدھی فرماتے تو سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کے بعد یہ کلمات ادا کرتے اے اللہ! تیری حمد وستائش اس قدر ہے جس سے زمین وآسمان اور جو کچھ ان میں ہے وہ جس طرح تو چاہے لبالب بھر جائے۔ (مسلم)

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ قَالَ (اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْأُ السَّمٰوٰتِ وَمِلْأُ الْأَرْضِ وَمِلْأُ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ أَهْلَ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ أَحَقُّ مَا قَالَ الْعَبْدُ وَكُلُّنَا لَكَ عَبْدٌ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ).

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے رکوع کے بارے میں ذکر کرتے ہیں کہ آپ رکوع میں یہ دعا بھی پڑھا کرتے تھے اے اللہ تیری حمد وستائش اس قدر ہے جس طرح زمین وآسمان اور ہر چیز کو تو نے بھرپور وجود بخشا ہے۔ تو ہی تعریف وتوصیف اور عظمت کے لائق ہے۔ تو اپنے بندے کی تعریف کا زیادہ سزاوار ہے ہم سب تیرے ہی بندے ہیں۔ الٰہی جو چیز تو روک لے وہ کوئی نہیں دے سکتا اور جس کو

(مسلم)355-9 تو عطا کرنا چاہے اس میں کوئی رکاوٹ نہیں بن سکتا۔ کسی کا حسب ونسب اور مال ومتاع تیرے حکم کے بغیر فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ (مسلم)

عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كُنَّا نُصَلِّي وَرَآءَ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقَالَ رَجُلٌ وَرَآءَهُ (رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ) فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ مَنِ الْمُتَكَلِّمُ انِفًا قَالَ اَنَا قَالَ رَاَيْتُ بِضْعَةً وَّثَلٰثِيْنَ مَلَكًا يَّبْتَدِرُوْنَهَا اَيُّهُمْ يَكْتُبُهَا اَوَّلُ. (بخاری)356-10

حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم آپ ﷺ کے پیچھے نماز ادا کرتے تھے ایک دن آپ نے اپنا سر جب رکوع سے یہ کہتے ہوئے اٹھایا سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ تو آپ ﷺ کے پیچھے کھڑے ہونے والے ایک شخص نے یہ الفاظ ادا کئے۔ اے ہمارے پالنہار تیری تعریفات بہت کثرت کے ساتھ ہیں جو پاک ہیں اور برکت کا باعث بھی۔ آپ نماز سے فارغ ہوئے تو استفسار فرمایا کہ ابھی کس شخص نے یہ الفاظ کہے ہیں۔ اس نے عرض کیا کہ میں نے یہ الفاظ ادا کئے ہیں۔ ارشاد ہوا کہ میں نے تیس کے قریب ملائکہ کو دیکھا ہے کہ وہ یہ الفاظ لکھنے میں ایک دوسرے سے جلدی کر رہے تھے۔ (بخاری)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ شَقِيْقٍ قَالَ اِنَّ حُذَيْفَةَ رَاٰى رَجُلًا لَّا يُتِمُّ رُكُوْعَهٗ وَلَا سُجُوْدَهٗ فَلَمَّا قَضٰى صَلٰوتَهٗ دَعَاهُ فَقَالَ لَهٗ حُذَيْفَةُ مَا صَلَّيْتَ قَالَ وَاَحْسِبُهٗ قَالَ وَلَوْ مُتَّ مُتَّ عَلٰى غَيْرِ الْفِطْرَةِ الَّتِيْ فَطَرَ اللّٰهُ مُحَمَّدًا ﷺ. (بخاری)357-11

جناب شقیق کہتے ہیں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے رکوع اور سجود کو پورا نہیں کیا۔ جب وہ اپنی نماز سے فارغ ہوا تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا کہ تو نے نماز نہیں پڑھی۔ راوی کا کہنا ہے میرا خیال ہے کہ اس طرح ہی حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے یہ بھی فرمایا اگر تو اس طرح ہی نمازیں پڑھتا ہوا فوت ہو جائے تو تیری موت رسول کریم ﷺ کے طریقے پر نہیں ہوگی۔ (بخاری)

خلاصۂ باب

۱۔ رکوع میں کمر سیدھی اور سجدے میں جسم کا بوجھ پیشانی اور ہاتھوں پر ہونا چاہیے۔
۲۔ رکوع کے بعد اور دو سجدوں کے درمیان مسنون دعائیں پڑھنی چاہییں۔
۳۔ رکوع اور سجدوں میں تلاوت قرآن سے منع کیا گیا ہے۔
۴۔ رکوع اور سجود پورا نہ کرنے والا رسول محترم ﷺ کے طریقے سے انحراف کرتا ہے۔

بَابُ السُّجُوْدِ وَ فَضْلِهٖ

سجدے کا طریقہ اور اس کی فضیلت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آدمی سجدہ میں اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ یاد رکھیے کثرت سجود سے قلبی سکون' اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے اور مرنے کے بعد جنت میں داخلہ نصیب ہوگا۔ ابلیس نے ایک سجدہ سے انکار کیا تو راندۂ درگاہ ہوا۔ ایمان کے دعوے دار اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پانچ وقت سجدہ کرنے سے عملاً منکر ہوں تو انکی کیا سزا ہونی چاہیے؟

الفصل الاوّل

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اُمِرْتُ اَنْ اَسْجُدَ عَلٰى سَبْعَةِ اَعْظُمٍ عَلَى الْجَبْهَةِ وَالْيَدَيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ وَاَطْرَافِ الْقَدَمَيْنِ وَلَا نَكْفِتَ الثِّيَابَ وَالشَّعْرَ. (متفق علیه)358-1

عَنْ اَنَسٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِعْتَدِلُوْا فِى السُّجُوْدِ وَلَا يَبْسُطْ اَحَدُكُمْ ذِرَاعَيْهِ انْبِسَاطَ الْكَلْبِ. (متفق علیه)359-2

عَنِ الْبَرَآءِ ابْنِ عَازِبٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا سَجَدْتَ فَضَعْ كَفَّيْكَ وَارْفَعْ مِرْفَقَيْكَ. (مسلم)360-3

پہلی فصل

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کا فرمان ذکر کرتے ہیں کہ مجھے سات ہڈیوں پر سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ پیشانی بشمول ناک، دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے اور دونوں قدموں کی انگلیوں پر اور نماز میں کپڑوں اور بالوں کو سنوارنے سے منع کیا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت انس ؓ ذکر کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا کہ سجدے میں اعتدال قائم رکھا جائے اور ان میں کتے کی طرح اپنے بازوؤں کو زمین پر نہ بچھایا جائے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت براء بن عازب ؓ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد بیان کرتے ہیں کہ جب تو سجدہ کرے تو اپنی ہتھیلیوں کو زمین پر رکھتے ہوئے کہنیاں اٹھا کر رکھو۔ (مسلم)

فہم الحدیث

طبعی کمزوری یا جسم بوجھل ہونے کی وجہ سے سجدہ کرنے والا اگر اپنے پیٹ کو اپنی رانوں کے ساتھ لگاتا ہے تو کوئی حرج نہیں لیکن جان بوجھ کر عورت ہو یا مرد پیٹ رانوں کے ساتھ لگا کر سجدہ کرے تو وہ سنت رسول ﷺ کی خلاف ورزی ہوگی۔ ایسے ہی سجدہ کرتے وقت پیشانی اور ہاتھوں پر بوجھ ڈالنے کے بجائے جسم کا دباؤ ایڑھیوں کی طرف کئے رکھنا جائز نہیں۔ سجدہ کے وقت کہنیاں اٹھا کر رکھنی چاہئیں۔ اس ارشاد گرامی میں اعتدال سے مراد سجدے کے انہی آداب کا خیال رکھنا ہے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَالِكٍ ابْنِ بُحَيْنَةَ ؓ قَالَ كَانَ النَّبِىُّ ﷺ اِذَا سَجَدَ فَرَّجَ بَيْنَ يَدَيْهِ

حضرت عبداللہ بن مالک بن بحینہ ؓ نبی کریم ﷺ کے سجدے کی حالت بیان کرتے ہیں کہ آپ اپنے دونوں ہاتھوں

حَتّٰـی یَبْـدُوَ بَیَـاضُ اِبْـطَیْـهِ. (متفق علیه) 4-361

کے درمیان فاصلہ رکھتے یہاں تک کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی جا سکتی تھی۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ یَقُوْلُ فِیْ سُجُوْدِهٖ (اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ کُلَّهٗ دِقَّهٗ وَجِلَّـهٗ وَاَوَّلَـهٗ وَاٰخِـرَهٗ وَعَلَانِیَتَـهٗ وَسِرَّهٗ). (مسلم) 5-362

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں نبی کریم ﷺ سجدوں میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔ الٰہی! میرے چھوٹے بڑے، اگلے پچھلے، ظاہر اور پوشیدہ سب گناہ معاف فرما۔ (مسلم)

عَنْ عَـائِشَةَ رَضِـیَ اللّٰـهُ عَنْهَا قَالَتْ فَقَدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَیْلَةً مِنَ الْفِرَاشِ فَالْتَمَسْتُهٗ فَوَقَعَتْ یَدِیْ عَلٰی بَطْنِ قَدَمَیْهِ وَهُوَ فِی الْمَسْجِدِ وَهُمَا مَنْصُوْبَتَانِ وَیَقُوْلُ (اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِرِضَاکَ مِنْ سَخَطِکَ وَبِمُعَافَاتِکَ مِنْ عُقُوْبَتِکَ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْکَ لَا اُحْصِیْ ثَنَآءً عَلَیْکَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ). (مسلم) 6-363

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں میں نے رسول محترم ﷺ کو ایک رات ان کے بستر سے الگ پایا۔ میں نے اپنے ہاتھوں سے آپ کو ٹٹولا تو میرے ہاتھ آپ کے دونوں قدموں کے درمیان آپ ﷺ کے پاؤں کو لگے آپ کے دونوں پاؤں مصلّے پر کھڑے تھے۔ آپ دعا مانگ رہے تھے۔ "اے اللہ! میں تیری ناراضگی کی بجائے تیری رضا کا طلب گار ہوں۔ سزا کی بجائے معافی کا خواست گار ہوں اور میں تیری حفاظت چاہتا ہوں۔ مجھ میں تیری شایان شان تعریف کرنے کی طاقت وصلاحیت نہیں ہے۔ (مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَقْرَبُ مَا یَکُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَّبِّهٖ وَهُوَ سَاجِدٌ فَاَکْثِرُوا الدُّعَآءَ. (مسلم) 7-364

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بندہ سجدہ میں اپنے رب کے قریب ہوتا ہے۔ سجدہ میں کثرت کے ساتھ دعا کیا کرو۔ (مسلم)

وَعَنْـهُ قَـالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا قَرَأَ ابْنُ اٰدَمَ السَّجْدَةَ فَسَجَدَ اعْتَزَلَ الشَّیْطَانُ یَبْکِیْ یَقُوْلُ یَا وَیْلَتٰی اُمِرَ ابْنُ اٰدَمَ بِالسُّجُوْدِ فَسَجَدَ فَلَهُ الْجَنَّةُ وَاُمِرْتُ بِالسُّجُوْدِ فَاَبَیْتُ فَلِیَ النَّارُ. (مسلم) 8-365

حضرت ابو ہریرہ ﷺ ہی رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان ذکر کرتے ہیں کہ جب ابن آدم سجدے کی آیات تلاوت کرتے ہوئے سجدہ میں پڑتا ہے۔ تو شیطان الگ ہو کر زاروقطار روتے ہوئے کہتا ہے، ہائے افسوس! ابن آدم کو سجدے کا حکم ہوا اور وہ سجدہ کر رہا ہے اور یہ جنت کا حق دار ٹھہرا جب کہ میں انکار کر کے جہنم کا ایندھن بن چکا ہوں۔ (مسلم)

عَنْ رَّبِیْعَةَ بْنِ کَعْبٍ ﷺ قَالَ کُنْتُ اَبِیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاٰتِیْتُـهٗ بِوَضُوْئِهٖ وَحَاجَتِهٖ

حضرت ربیعہ بن کعب ﷺ بیان کرتے ہیں میں رات کے وقت رسول اللہ ﷺ کے لیے وضو کا پانی اور دیگر ضروریات

فَقَالَ لِيْ سَلْ فَقُلْتُ اَسْأَلُکَ مُرَافَقَتَکَ فِي الْجَنَّةِ قَالَ اَوْ غَيْرَ ذَالِکَ قُلْتُ هُوَ ذَاکَ قَالَ فَاَعِنِّيْ عَلٰى نَفْسِکَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ. (مسلم) 366-9

کے لیے حاضر ہوا کرتا تھا۔ ایک دن ارشاد ہوا ربیعہ کچھ مانگنا چاہو تو مانگ لو۔ میں نے عرض کیا کہ میں آپ سے جنت میں آپ کی رفاقت کا خواہش مند ہوں فرمایا کچھ اور مانگنا چاہو تو؟ میں نے عرض کیا بس جنت ہی کافی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا پھر کثرت سجود سے میری معاونت کرو۔ (مسلم)

عَنْ مَّعْدَانَ بْنِ طَلْحَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ لَقِيْتُ ثَوْبَانَ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ اَخْبِرْنِيْ بِعَمَلٍ اَعْمَلُهُ يُدْخِلُنِيَ اللّٰهُ بِهِ الْجَنَّةَ فَسَكَتَ ثُمَّ سَاَلْتُهُ فَسَكَتَ ثُمَّ سَاَلْتُهُ الثَّالِثَةَ فَقَالَ سَاَلْتُ عَنْ ذَالِکَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ عَلَيْکَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ لِلّٰهِ فَاِنَّکَ لَا تَسْجُدُ لِلّٰهِ سَجْدَةً اِلَّا رَفَعَکَ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً وَّحَطَّ عَنْکَ بِهِمَا خَطِيْئَةً قَالَ مَعْدَانُ ثُمَّ لَقِيْتُ اَبَا الدَّرْدَاءِ فَسَاَلْتُهُ فَقَالَ لِيْ مِثْلَ مَا قَالَ لِيْ ثَوْبَانُ. (مسلم) 367-10

حضرت معدان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نبی محترم ﷺ کے غلام حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مل کر عرض کرتا ہوں کہ مجھے ایسا عمل بتلایئے جس سے مجھے اللہ تعالیٰ جنت میں داخل فرما دیں۔ وہ خاموش ہوگئے۔ میں نے پھر سوال کیا تب بھی انہوں نے خاموشی اختیار فرمائی۔ تیسری دفعہ میرے عرض کرنے پر فرمایا تجھے کثرت کے ساتھ اللہ کے حضور سجدے ادا کرنے چاہئیں۔ جب تو صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے سجدے کرے گا، اللہ تعالیٰ تیرے درجات کو بلند اور تیرے گناہوں کو معاف فرما دیں گے۔ جناب معدان رحمہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے ابو درداء رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اور ان سے یہی سوال عرض کیا۔ اور انہوں نے بھی مجھے وہی جواب عنایت فرمایا جو حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے دیا تھا۔ (مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ رکوع کے بعد اور سجدوں کے درمیان مسنون دعائیں پڑھنی چاہئیں۔ ۲۔ کثرت سجود سے مراد نوافل ہیں۔ ۳۔ سجدے میں کثرت سے تسبیحات پڑھنی چاہئیں۔ ۴۔ سجدہ سات ہڈیوں پر کرنے کا حکم ہے۔ ۵۔ سجدے میں کہنیاں اٹھا کر رکھنی چاہئیں۔ ۶۔ سجدے میں جسم کا بوجھ پیشانی کی جانب ہونا چاہیے۔ ۷۔ جسمانی مجبوری کے سوا عورت اور مرد کے سجدہ اور نماز کی ادائیگی میں شرعاً کوئی فرق نہیں پردہ کے سوا۔ ۸۔ نمازی کے سجدہ کے وقت شیطان روتا ہے۔ ۹۔ نوافل ربّ کریم کا قرب اور جنت میں داخلے کی ضمانت ہیں۔ ۱۰۔ قرأت کے دوران قرآن مجید میں سجدوں کے مقامات پر سجدہ کرنا چاہیے۔



بَابُ التَّشَهُّدِ

التحیات

نماز کی حالت میں نمازی اللہ کے حضور چار حالتوں میں پیش ہوتا ہے وہ اللہ اکبر کہتے ہوئے اس کی کبریائی کا اعتراف کرنے کے ساتھ ہی رفع الیدین یعنی ہاتھ اٹھا کر اس بات کا اظہار کرتا ہے کہ اے زمین و آسمان کے مالکِ حقیقی! میں تیری بارگاہ میں پہنچ کر ہر چیز سے دستبردار ہوتا ہوں اور ہاتھ اٹھا کر تیری کبریائی کا اعتراف کرتا ہوں پھر وہ اپنے ہاتھ سینے پر باندھ لیتا ہے گویا کہ وہ بے بسی اور بے چارگی کا مجسمہ بن چکا ہے اس کے باوجود بھی وہ اپنے آپ کو کسی کمزوری سے مبرا نہیں سمجھتا بلکہ ہر قسم کی پاکی، حمد و ستائش، تعریف اور توصیف اس خالق کائنات کی ذات مقدسہ کی طرف منسوب اور بیان کر کے رکوع کی حالت میں جھک کر اس کی پاکیزگی اور عظمت کی تسبیحات کرنے کے بعد اس بات پر یقین رکھتے ہوئے سیدھا کھڑا ہو جاتا ہے کہ میرے اللہ نے میری معروضات' تعریف و توصیف کو سن لیا ہے۔ اس کے بعد وہ بارگاہ ایزدی میں اپنی جبینِ نیاز زمین پر رکھ کر اس کے بلند و بالا ہونے کا اقرار' اپنی درماندگی کا اظہار اور گناہوں کا اعتراف کرتا ہے۔ آخر میں وہ انتہائی عاجزی اور حاجت مند فقیر کی طرح اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دھرنا دے کر عرض گزار ہوتا ہے کہ اے اللہ! ساری عبادتیں تیری ہی ذات کے لیے ہیں اس کے بعد نمازیوں اور تمام صالح بندوں' رسول کریم کی ذات پر فیوض و برکات کو جاری رکھنے کی درخواست کرتے ہوئے۔ سلام پھیرنے کی صورت میں وہ دائیں بائیں اس بات کا پیغام دیتا ہے کہ میں اپنے گرد و پیش کے لئے سلامتی کا طلب گار ہوں۔

الفصل الاوّل

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا قَعَدَ فِي التَّشَهُّدِ وَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى رُكْبَتِهِ الْيُسْرٰى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى رُكْبَتِهِ الْيُمْنٰى وَعَقَدَ ثَلٰثَةً وَّخَمْسِيْنَ وَاَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ وَفِيْ رِوَايَةٍ كَانَ اِذَا جَلَسَ فِي الصَّلٰوةِ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ وَرَفَعَ اِصْبَعَهُ الْيُمْنٰى الَّتِيْ تَلِي الْاِبْهَامَ يَدْعُوْ بِهَا وَيَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى رُكْبَتِهٖ بَاسِطَهَا عَلَيْهَا. (مسلم)368-1

پہلی فصل

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں رسول کریم ﷺ جب التحیات میں بیٹھتے تو اپنے بائیں ہاتھ کو بائیں گھٹنے پر اور دائیں ہاتھ کو دائیں گھٹنے پر رکھتے ہوئے ترپن کا ہندسہ بناتے ہوئے انگشت سے اشارہ کرتے اور مسلم میں دوسری جگہ اس طرح بیان ہوا ہے کہ جب آپ تشہد میں بیٹھتے تو اپنی دونوں ہتھیلیاں گھٹنوں پر رکھتے اور دائیں ہاتھ کی انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی اٹھائے رکھتے اور اس کے ساتھ اشارہ کرتے لیکن بائیں ہتھیلی بائیں گھٹنے پر بند رکھنے کی بجائے ہاتھ کھلا رکھتے۔ (مسلم)

فہم الحدیث

رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہماری طرح دونوں ہاتھوں پر شمار کی بجائے عرب دائیں ہاتھ پر ہی کسی چیز کی گنتی کیا کرتے

تھے وہ دائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی کی طرف سے تین انگلیوں پر تین دفعہ گنتی کر کے دسویں ہندسے کو شمار کرنے کے لیے انگوٹھے کو تشھد کی انگلی کے سرے پر رکھتے کہ اس طرح ترپین کا ہندسہ بن جاتا ہے۔ اس حدیث میں ہاتھ کی اسی شکل کا ذکر ہوا ہے اس کو سمجھنے کے لئے کسی جید عالم سے رجوع کرنا چاہیے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَعَدَ يَدْعُوْ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى وَيَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى وَاَشَارَ بِاِصْبَعِهِ السَّبَّابَةِ وَوَضَعَ اِبْهَامَهُ عَلٰى اِصْبَعِهِ الْوُسْطٰى وَيُلْقِمُ كَفَّهُ الْيُسْرٰى رُكْبَتَهُ. (مسلم)2-369

حضرت عبداللہ بن زبیر ﷺ بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ جب تشھد میں بیٹھتے تو اپنے دائیں ہتھیلی کو دائیں ران اور بائیں ہتھیلی کو بائیں ران پر رکھتے اور انگشت شہادت کے ساتھ اشارہ کرتے اور دائیں ہاتھ کے انگوٹھے کو تیسری انگلی کے ساتھ ملا کر رکھتے اور بائیں ہاتھ کے ساتھ بائیں گھٹنے کو پکڑے رکھتے۔ (مسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ قَالَ كُنَّا اِذَا صَلَّيْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ قُلْنَا السَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ قِبَلَ عِبَادِهِ السَّلَامُ عَلٰى جِبْرَئِيْلَ السَّلَامُ عَلٰى مِيْكَآئِيْلَ السَّلَامُ عَلٰى فُلَانٍ فَلَمَّا انْصَرَفَ النَّبِيُّ ﷺ اَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ قَالَ لَا تَقُوْلُوا السَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّلَامُ فَاِذَا جَلَسَ اَحَدُكُمْ فِي الصَّلٰوةِ فَلْيَقُلِ التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبٰتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ فَاِنَّهُ اِذَا قَالَ ذَالِكَ اَصَابَ كُلَّ عَبْدٍ صَالِحٍ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ ثُمَّ لِيَتَخَيَّرْ مِنَ الدُّعَآءِ اَعْجَبَهُ اِلَيْهِ فَيَدْعُوْهُ. (متفق عليه)3-370

حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ بیان کرتے ہیں ہم نے نبی محترم ﷺ کے ساتھ نماز ادا کی تو ہم نے یہ الفاظ ادا کئے کہ اللہ کے بندوں کی طرف سے اللہ پر، جبریل، میکائیل اور فلاں پر سلام ہو۔ آپ نماز سے فارغ ہو کر ہماری طرف چہرۂ مبارک کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آئندہ السلام علی اللہ مت کہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات' سرچشمہ رحمت ہے۔ جب تم نماز میں التحیات میں بیٹھو تو اس طرح پڑھا کرو۔ ”تمام زبانی، جسمانی اور مالی عبادات اللہ کے لیے ہیں۔ اے نبی! آپ پر اللہ تعالیٰ کی سلامتی، رحمت اور برکات نازل ہوں ہم پر اور اللہ کے تمام نیک بندوں پر بھی سلام اور رحمت ہو۔ جب وہ یہ کہتا ہے۔ تو یہ دعا زمین و آسمان میں تمام صالح بندوں کے لیے ہو جاتی ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ صرف اللہ ہی معبود برحق ہے اور میں اس بات پر بھی گواہ ہوں کہ حضرت محمد اللہ کا بندہ اور رسول ہے۔ اس کے بعد التحیات میں جو چاہے دعا مانگ سکتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ

حضرت عبداللہ بن عباس ﷺ بیان کرتے ہیں رسول

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا التَّشَهُّدَ كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْآنِ فَكَانَ يَقُوْلُ التَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبٰتُ لِلّٰهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ (رَوَاهُ مُسْلِم) 4-371

محترم ﷺ ہمیں قرآن مجید کی طرح التحیات کی تعلیم دیا کرتے تھے۔ آپ کہا کرتے تھے تمام بابرکت زبانی' جسمانی اور مالی عبادات اللہ کے لیے ہیں اے نبی آپ پر اللہ کی طرف سے سلام، رحمت اور اس کی برکتیں نازل ہوں۔ ہم پر اور اللہ کے تمام نیک بندوں پر بھی۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں"۔ (مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ نمازی التحیات اور درود پڑھنے کے بعد تشہد میں عربی میں جو چاہے دعا مانگ سکتا ہے۔

۲۔ کلمۂ شہادت پر انگشتِ شہادت سے اشارہ کرنا چاہیے۔

۳۔ مسلسل انگلی ہلانے سے اپنی نہیں دوسرے کی نماز میں خلل واقع ہوتا ہے۔

۴۔ دایاں ہاتھ دائیں گھٹنے اور بایاں ہاتھ بائیں گھٹنے پر سیدھا رکھنا بھی جائز ہے۔

۵۔ ابتدا ہی سے دائیں ہاتھ کو گھٹنے پر بند رکھنا اور بائیں ہاتھ سے بایاں گھٹنا پکڑے رکھنا سنت ہے۔



بَابُ الصَّلٰوةِ عَلَى النَّبِیِّ ﷺ وَفَضْلِهَا

نبی اکرم پر درود اور اس کے فضائل

نماز کے آخر میں بندۂ مومن محسنِ انسانیت اور سرورِ دوعالم ﷺ کا نام نامی لے کر بارگاہ ایزدی میں اس بات کا اعتراف کرتے ہوئے التجا کرتا ہے کہ اے اللہ! اس شخصیت گرامی پر بے انتہا اور لامحدود فضل و کرم کی برکھا کا سلسلہ جاری رکھنا جن کی عظیم محنت اور جدوجہد سے تیری ہدایت ہمیں حاصل ہوئی۔ آپ اگر اس قدر پُر خلوص محنت نہ کرتے تو یقیناً دنیا گمراہی اور ضلالت کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں ٹھوکریں کھاتی رہتی اور تا قیامت انسانیت رشد و ہدایت سے محروم رہتی پھر ان کے لئے بھی نمازی اللہ تعالیٰ کا کرم و فضل مانگتا ہے جو نبی محترم ﷺ کی ذات پر ایمان اور آپ کے مشن کو آگے بڑھانے کے لئے جدوجہد کرتے رہے اس کے ساتھ ہی دنیا کی عظیم ترین اور مسلمہ شخصیّت حضرت ابراہیم اور ان کی آل کا نام لے کر ان کی بے مثال کوششوں کا اعتراف کر کے بالواسطہ دعا کرتا ہے۔ جنہوں نے اس دنیا کو الٰہی رشد و ہدایت سے منوّر کرنے اور انسانیت کی بھلائی کے لئے بے مثال قربانیاں دیں۔ ان پر اور ان کی آل پر رحمتیں ہوں۔

الفصل الاوّل

عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ ابْنِ اَبِیْ لَیْلٰی ؓ قَالَ لَقِیَنِیْ كَعْبُ ابْنُ عُجْرَةَ ؓ فَقَالَ اَلاَ اُهْدِیْ لَکَ هَدِیَّةً سَمِعْتُهَا مِنَ النَّبِیِّ ﷺ فَقُلْتُ بَلٰی فَاهْدِ هَالِیْ فَقَالَ سَاَلْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ کَیْفَ الصَّلٰوةُ عَلَیْکُمْ اَهْلَ الْبَیْتِ فَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ عَلَّمَنَا کَیْفَ نُسَلِّمُ عَلَیْکَ قَالَ قُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرٰهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرٰهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرٰهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ) 1-372

پہلی فصل

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ ؓ کہتے ہیں میں حضرت کعب بن عجرہ ؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہوں نے فرمایا کیا میں آپ کو ایسا تحفہ پیش نہ کروں جو مجھے رسول کریم ﷺ سے ملا تھا؟۔ میں نے عرض کیا کہ ضرور عنایت فرمائیں۔ حضرت کعب ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول معظم ﷺ سے عرض کیا تھا۔ اے اللہ کے رسول! ہم اہل بیت پر کس طرح سلام پڑھیں کیونکہ آپ پر درود بھیجنے کا سلیقہ تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتلا دیا ہے ارشاد ہوا تم اس طرح درود و سلام پڑھا کرو۔ اے اللہ محمد اور محمد کی آل پر رحمتیں نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم اور ان کی آل پر رحمتوں کا نزول فرمایا۔ بلاشبہ تو حمد و ستائش کے لائق اور عظمت و بزرگی کا مالک ہے۔ الٰہی! محمد اور آپ کی آل پر برکتیں نازل ہوں جس طرح ابراہیم اور آپ کے تابع داروں پر برکات کا نزول ہوا۔ بلاشبہ تو حمد و ستائش کے لائق اور عظمت و بزرگی کا مالک ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِیْ حُمَیْدِ السَّاعِدِیِّ ﷺقَالَ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کَیْفَ نُصَلِّیْ عَلَیْکَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ قُوْلُوْا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ. (متفق علیہ)2-373

الساعدی ﷺ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے اصحاب نے آپ سے عرض کیا ہم کس طرح آپ کے لیے درود پڑھیں جواباً ارشادفرمایا کہ تمہیں اس طرح درود پڑھنا چاہیے ''اے اللہ! محمد اور آپ کی ازواج اوران کی اولادوں پر رحمتیں نازل فرما جیسے کہ تو نے خاندانِ ابراہیم پر رحمتیں نازل فرمائیں۔ محمد اور آپ کے اہل خانہ پر اس طرح برکتیں نازل ہوں جیسے ابراہیم کے اہل خانہ پر نازل کی گئیں۔ یقیناً تو تعریف اور بزرگی کے لائق ہے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ وَاحِدَةً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرًا. (مسلم)3-374

حضرت ابو ہریرہ ﷺ رسول اللہ ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں جس نے آپ کی ذات گرامی پر ایک مرتبہ درود پڑھا رب کریم اس پر دس مرتبہ رحمتیں فرمائیں گے۔ (مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ نماز میں درود ابراہیمی پڑھنا چاہیے۔

۲۔ آپ پر وہی درود پڑھنا چاہیے جو آپ کو پسند اور جس کے الفاظ آپ سے ثابت ہیں۔

۳۔ من گھڑت درود آپ کی شانِ اقدس کے منافی ہیں۔

۴۔ درود پڑھو ضرور پڑھو مسنون پڑھو۔



بَابُ الدُّعَاءِ فِي التَّشَهُّدِ

آخری تشہد میں دعائیں

نمازی نہایت ادب واحترام کے ساتھ دوزانو بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ مقدسہ میں نذرانہ محبت واطاعت پیش کرتے ہوئے اس عہدنامے کی تجدید کرتا ہے۔ کہ اے مالک وخالق! تمام عبادتیں اور اطاعتیں صرف تیرے لیے ہیں پھر اللہ کے حضور نبی مکرم پر گلدستہ درود وسلام پیش کرنے کی درخواست کرتا ہے۔ کیونکہ تمام عبادتوں کی رہنمائی انہی کی جدوجہد کا نتیجہ ہے آخر میں اپنی اور ملت اسلامیہ حتی کہ مدفون نیک بندوں کیلئے سلامتی کی التجا کرتے ہوئے شہادت کی انگلی اٹھانے کیساتھ وہ پکار اٹھتا ہے کہ میں دل وجان کے ساتھ اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ تیری ذات کبریا کا کوئی ہمسر اور شریک نہیں اور نہ ہی رسول مکرم جیسا کوئی ہادی ورہنما ہے۔ حدیث پاک میں موجود ہے کہ جب کوئی نماز میں تشہد کے لیے انگلی اٹھائے تو اس کی توجہ بھی انگلی پر مرکوز ہونی چاہیے۔

الفصل الاوّل

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدْعُوْ فِي الصَّلٰوةِ يَقُوْلُ (اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَفِتْنَةِ الْمَمَاتِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَمِنَ الْمَغْرَمِ) فَقَالَ لَهٗ قَائِلٌ مَّا اَكْثَرَ مَا تَسْتَعِيْذُ مِنَ الْمَغْرَمِ فَقَالَ اِنَّ الرَّجُلَ اِذَا غَرِمَ حَدَّثَ فَكَذَبَ وَوَعَدَ فَاَخْلَفَ. (متفق عليه)375-1

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا فَرَغَ اَحَدُكُمْ مِنَ التَّشَهُّدِ الْاٰخِرِ فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْ اَرْبَعٍ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ شَرِّ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ. (مسلم)376-2

پہلی فصل

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں رسول معظم ﷺ تشہد میں یہ دعائیں مانگا کرتے تھے۔ اے اللہ! میں قبر کے عذاب سے تیری حفاظت چاہتا ہوں۔ اور میں مسیح دجال کے فتنہ سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔ میں زندگی اور موت کی آزمائشوں سے تیری عافیت کا طلب گار ہوں۔ الٰہی میں تیری نافرمانی اور قرض سے بچنے کے لیے تیری پناہ کا خواست گار ہوں۔ آپ سے کسی نے استفسار کیا کہ آپ اکثر قرض سے پناہ مانگتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اکثر دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ مقروض آدمی غلط بیانی اور وعدہ خلافی کرتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول معظم ﷺ کا ارشاد بیان کرتے ہیں جب کوئی آخری تشہد پڑھنے سے فارغ ہو تو اسے اللہ کے حضور چار چیزوں سے پناہ طلب کرنی چاہیے۔ (۱) عذاب جہنم، (۲) عذاب قبر، (۳) موت وحیات کی مشکلات اور (۴) مسیح دجال کے فتنے سے۔ (مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُعَلِّمُهُمْ هٰذَا الدُّعَاءَ كَمَا يُعَلِّمُهُمُ السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْآنِ يَقُوْلُ قُوْلُوْا (اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ). (مسلم) 3-377

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ اس دعا کی اس طرح تعلیم دیتے جیسے قرآن مجید کی سورت کی تعلیم دیا کرتے ۔ارشاد ہوتا لوگو! اس طرح دعا کیا کرو۔''اے اللہ میں عذاب جہنم سے تیری پناہ چاہتا ہوں ،عذاب قبر سے آپ کی حفاظت چاہتا ہوں۔مسیح دجال کے فتنے سے امان مانگتا ہوں ۔موت وحیات کی سختیوں سے تیرے دامنِ عافیت کا طلب گار ہوں۔(مسلم)

عَنْ اَبِيْ بَكْرِ نِ الصِّدِّيْقِ رضی اللہ عنہ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلِّمْنِيْ دُعَآءً اَدْعُوْ بِهٖ فِيْ صَلٰوتِيْ قَالَ قُلْ (اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَّلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْلِيْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِيْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ). (متفق عليه) 4-378

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول محترم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے التحیات میں کیا دعا مانگنی چاہیے۔فرمایا یہ دعا مانگا کرو۔''اے اللہ! میں نے اپنے آپ پر بہت ظلم کئے ہیں۔تیرے بغیر میرے گناہوں کو کوئی بھی معاف نہیں کر سکتا۔اپنے کرم سے مجھے معاف فرما دیجئے۔اور مجھ پر رحمت فرما۔یقیناً تو ہی معاف کرنے والا رحم فرمانے والا ہے''۔(بخاری ومسلم)

عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كُنْتُ اَرٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُسَلِّمُ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَعَنْ يَّسَارِهٖ حَتّٰى اَرٰى بَيَاضَ خَدِّهٖ. (مسلم) 5-379

حضرت عامر اپنے والد گرامی حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول محترم ﷺ کو دیکھا جب آپ دائیں بائیں سلام پھیرتے تو آپ کے رخسار مبارک کی سفیدی نظر آیا کرتی تھی۔(مسلم)

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا صَلّٰى صَلٰوةً اَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ. (بخاری) 6-380

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوتے تو اپنا چہرۂ مبارک ہماری طرف فرمایا کرتے تھے۔(بخاری)

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَنْصَرِفُ عَنْ يَّمِيْنِهٖ. (مسلم) 7-381

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ سلام پھیرنے کے بعد دائیں جانب سے پھرتے ہوئے ہماری طرف متوجہ ہوتے۔(مسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ لَا يَجْعَلُ اَحَدُكُمْ لِلشَّيْطَانِ شَيْئًا مِنْ صَلٰوتِهٖ يَرٰى اَنَّ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ تم میں کوئی امام اپنی نماز میں شیطان کو حصہ دار نہ بنائے۔کہ وہ ہمیشہ

حَقًّا عَلَيْهِ اَنْ لاَّ يَنْصَرِفَ اِلَّا عَنْ يَّمِيْنِهٖ لَقَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَثِيْرًا يَّنْصَرِفُ عَنْ يَّسَارِهٖ. (متفق عليه)382-8

دائیں جانب سے ہی نمازیوں کی طرف چہرہ پھیرے جبکہ میں نے بے شمار مرتبہ رسول محترم ﷺ کو بائیں جانب سے پھرتے ہوئے دیکھا ہے۔(بخاری ومسلم)

عَنِ الْبَرَآءِ ﷛ قَالَ كُنَّا اِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَحْبَبْنَا اَنْ نَّكُوْنَ عَنْ يَّمِيْنِهٖ يُقْبِلُ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ قَالَ فَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ (رَبِّ قِنِيْ عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ اَوْ تَجْمَعُ عِبَادَكَ). (مسلم)383-9

حضرت براء ﷛ فرماتے ہیں ہم رسول محترم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے تو ہم اس بات کو پسند کیا کرتے تھے کہ ہم آپ کے دائیں جانب ہوں اور آپ اپنے چہرے کے ساتھ ہماری طرف پھریں۔ جناب براء ﷛ کہتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کو یہ دعا مانگتے ہوئے سنا۔ ”اے میرے رب! مجھے اس دن اپنے عذاب سے محفوظ فرمانا جس دن تو اپنے بندوں کو جمع کرے گا“۔(مسلم)

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ اِنَّ النِّسَاءَ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كُنَّ اِذَا سَلَّمْنَ مِنَ الْمَكْتُوْبَةِ قُمْنَ وَثَبَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَمَنْ صَلّٰى مِنَ الرِّجَالِ مَا شَآءَ اللّٰهُ فَاِذَا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَامَ الرِّجَالُ(رواه البخاری)384-10

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ عہد رسالت میں عورتیں جب فرض نماز سے سلام پھیرتیں تو فوراً کھڑی ہو جایا کرتی تھیں۔ لیکن رسول محترم ﷺ اور آپ کے رفقا جب تک اللہ چاہے بیٹھے رہتے یہاں تک کہ آپ کے اٹھنے کے ساتھ نمازی بھی اٹھا کرتے تھے۔(بخاری)

فہم الحدیث

آپ ﷺ کے زمانہ مبارک میں خواتین مسجد نبوی میں آ کر نماز ادا کیا کرتی تھیں۔ سلام پھیرنے کے بعد آپ ﷺ اور صحابہ کرام ﷺ کچھ دیر ٹھہرے رہتے تاکہ معزز خواتین مسجد سے نکل جائیں۔ اس طرح پردے کے مسائل اور مردوں کے ساتھ خلط ملط ہونے سے عورتیں محفوظ ہو جایا کرتی تھیں۔

خلاصۂ باب

۱۔ امام سلام کے پھیرنے کے بعد جس طرف سے چاہے مقتدیوں کی جانب منہ پھیر سکتا ہے۔
۲۔ سلام کے بعد امام کا قبلہ رخ ہی چہرہ کیے رکھنا سنت کے خلاف ہے۔
۳۔ التحیات میں مسنون دعائیں کرنا زیادہ بہتر ہے البتہ عربی میں دوسری دعائیں بھی پڑھی جا سکتی ہیں۔



بَابُ الذِّکْرِ بَعْدَ الصَّلٰوۃِ

فرض نماز کے بعد وظائف

نبی کریم ﷺ سلام پھیرنے کے بعد سب سے پہلے بلند آواز سے اللہ اکبر کہتے۔ اوراس کے بعد تین مرتبہ استغفراللہ پڑھا کرتے تھے۔ اللہ اکبر کہنے کا فلسفہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ الٰہی میں تیرا عاجز اور نہایت ہی کمزور بندہ ہوں۔ تیری حمد وستائش اور عبادت جس طرح کرنی چاہیے تھی وہ مجھ سے نہیں ہوسکی۔ میں اپنی کمزوری کا اعتراف کرتا ہوں تیری ذات بڑی ہی بلندو بالا ہے اگر کوئی تیری عبادت کا حق ادا کرنا چاہے تووہ اس کا حق ادا نہیں کرسکتا۔ اس طرح عبادت کی ادائیگی میں سرزد ہونے والی کمزوریوں اور ہر قسم کی غلطیوں کی معافی چاہتا ہوں۔ آپ ﷺ ان تسبیحات کے بعد پھر دوسری دعائیں پڑھا کرتے تھے۔ افسوس! بعض مساجد میں سلام پھیرنے کے بعد تکبیر اور استغفار کرنے کی بجائے لا الہ الا اللہ کا ورد کرواتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ کلمہ طیبہ پڑھنا بڑا مبارک اور افضل ہے لیکن نماز کے فوراً بعد سنت کے مطابق تسبیحات پڑھنا زیادہ افضل ہیں اور جہاں تک ممکن ہو نماز کی جگہ پر بیٹھ کر ذکر واذکار کرنے چاہییں۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ جب تک نمازی اپنی جگہ پر بیٹھا ہوا ذکر کرتا ہے ملائکہ اسکے لیے دعائیں کرتے رہتے ہیں۔

الفصل الاوّل

پہلی فصل

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ کُنْتُ اَعْرِفُ انْقِضَآءَ صَلٰوۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ بِالتَّکْبِیْرِ. (متفق علیه)385-1

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کے اختتام کو اللہ اکبر کے ساتھ پہچانا کرتا تھا۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا سَلَّمَ لَمْ یَقْعُدْ اِلَّا مِقْدَارَ مَا یَقُوْلُ (اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ تَبَارَکْتَ یَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ). (مسلم)386-2

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں رسول محترم ﷺ سلام پھیرنے کے بعد مصلّے پہ اس قدر ضرور تشریف فرما رہتے کہ اس اثنا میں یہ کلمات پڑھے جاسکتے۔ ”اے اللہ! ہر قسم کی سلامتی کے مالک اور تیری عنایت سے ہی خیروعافیت حاصل ہوتی ہے تیری ذات بڑی ہی بابرکت اور عظمت واحترام کی لائق ہے۔“ (مسلم)

عَنْ ثَوْبَانَ ﷺ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلٰوتِهٖ اسْتَغْفَرَ ثَلٰثًا وَّقَالَ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ تَبَارَکْتَ یَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ. (مسلم)387-3

حضرت ثوبان ﷺ بیان کرتے ہیں نبی محترم ﷺ نماز سے فارغ ہوتے تو تین مرتبہ استغفراللہ پڑھتے اوراس کے بعد یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔ ”اے اللہ! تو ہر قسم کی سلامتی کا مالک اور تیری طرف سے ہی خیروعافیت حاصل ہوتی ہے تیری ذات

بڑی ہی بابرکت اور عظمت واکرام کے لائق ہے۔" (مسلم)

عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ ﷺ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ مَّكْتُوْبَةٍ (لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَاالْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ). (متفق عليه)388-4

حضرت مغیرہ بن شعبہ ﷺ ذکر کرتے ہیں نبی کریم ﷺ فرض نماز کے بعد اکثر یہ کلمات ادا فرمایا کرتے تھے۔"صرف ایک اللہ ہی معبود حق ہے اس کا کسی لحاظ سے کوئی شریک نہیں اس کی حکمرانی ہے، وہی تعریفات کے لائق ہے اور وہ ہر چیز پر اقتدار اور اختیار رکھنے والا ہے۔ الٰہی جسے تو کوئی چیز عنایت فرمائے اسے کوئی نہیں روک سکتا اور جو تو روک لے وہ کوئی دے نہیں سکتا۔ تیری کبریائی کے مقابلے میں کسی بڑے کی بڑائی فائدہ نہیں دے سکتی۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِرَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا سَلَّمَ مِنْ صَلٰوتِهٖ يَقُوْلُ بِصَوْتِهِ الْاَعْلٰى لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ لَّا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِيَّاهُ لَهُ النِّعْمَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ وَلَهُ الثَّنَآءُ الْحَسَنُ لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ. (مسلم)389-5

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نماز سے سلام پھیرتے تو بلند آواز سے یہ کلمات ادا کرتے "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ہر اعتبار سے یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کی حکمرانی ہے اسی کے لیے حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اللہ کی طاقت اور اختیار کے بغیر کسی کے پاس کوئی طاقت نہیں سوائے اللہ کے نہیں کوئی معبود اللہ کے سوا۔۔۔۔۔ہم صرف اسی کی عبادت کرتے ہیں۔ یہ نعمتیں اسی کی ہیں ہر فضیلت اور اچھی تعریف اسی کے لیے ہے۔ اس کے بغیر کوئی مسجود ومعبود نہیں ہم خلوص کے ساتھ اسی کی تابع داری کرنے والے ہیں چاہے کافروں کو یہ بات کتنی ہی ناگوار کیوں نہ ہو۔ (مسلم)

عَنْ سَعْدٍ ﷺ اَنَّهُ كَانَ يُعَلِّمُ بَنِيْهِ هٰؤُلَاءِ الْكَلِمٰتِ وَيَقُوْلُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَتَعَوَّذُ بِهِنَّ دُبُرَ الصَّلٰوةِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ. (بخاری)390-6

حضرت سعد ﷺ اپنے بیٹوں کو یہ دعائیں یاد کروایا کرتے تھے۔ سعد کہتے ہیں۔ اللہ کے رسول نماز کے بعد پناہ مانگا کرتے تھے۔"الٰہی میں بزدلی سے تیری حفاظت چاہتا ہوں، الٰہی میں کنجوسی سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں، الٰہی میں نہایت بے بس زندگی (بڑھاپے) سے پناہ مانگتا ہوں الٰہی میں دنیا کے شر اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ کا طلبگار ہوں۔ (بخاری)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ اِنَّ فُقَرَآءَ الْمُهَاجِرِيْنَ اَتَوْا

حضرت ابو ہریرہ ﷺ ذکر کرتے ہیں کہ ایک دن غریب

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوْا قَدْ ذَهَبَ اَهْلُ الدُّثُوْرِ بِالدَّرَجَاتِ الْعُلٰى وَالنَّعِيْمِ الْمُقِيْمِ فَقَالَ وَمَا ذَاكَ قَالُوْا يُصَلُّوْنَ كَمَا نُصَلِّىْ وَيَصُوْمُوْنَ كَمَا نَصُوْمُ وَيَتَصَدَّقُوْنَ وَلَا نَتَصَدَّقُ وَيُعْتِقُوْنَ وَلَا نُعْتِقُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَفَلَا اُعَلِّمُكُمْ شَيْئًا تُدْرِكُوْنَ بِهٖ مَنْ سَبَقَكُمْ وَتَسْبِقُوْنَ بِهٖ مَنْ بَعْدَكُمْ وَلَا يَكُوْنُ اَحَدٌ اَفْضَلَ مِنْكُمْ اِلَّا مَنْ صَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعْتُمْ قَالُوْا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ تُسَبِّحُوْنَ وَتُكَبِّرُوْنَ وَتَحْمَدُوْنَ دُبُرَ كُلِّ صَلٰوةٍ ثَلٰثًا وَّثَلٰثِيْنَ مَرَّةً قَالَ اَبُوْ صَالِحٍ فَرَجَعَ فُقَرَآءُ الْمُهَاجِرِيْنَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوْا سَمِعَ اِخْوَانُنَا اَهْلُ الْاَمْوَالِ بِمَا فَعَلْنَا فَفَعَلُوْا مِثْلَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَلَيْسَ قَوْلُ اَبِىْ صَالِحٍ اِلٰى اٰخِرِهٖ اِلَّا عِنْدَ مُسْلِمٍ وَفِىْ رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِىِّ تُسَبِّحُوْنَ فِىْ دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ عَشْرًا وَّتَحْمَدُوْنَ عَشْرًا بَدَلَ ثَلٰثًا وَّثَلٰثِيْنَ. 391-7

مہاجرلوگ اصحاب رسول کریم کی خدمت میں آکے عرض کرتے ہیں کہ دولت مندلوگ آخرت کی نعمتوں اور درجات میں ہم سے بلند ہوں گے۔آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ وہ کیسے؟ تو غریب صحابہ عرض کرتے ہیں۔جس طرح ہم نماز پڑھتے ہیں وہ بھی پڑھتے ہیں۔ہم بھی روزے رکھتے ہیں اور وہ بھی روزے رکھتے ہیں لیکن وہ صدقہ وخیرات کرتے ہیں ہم نہیں کر سکتے۔وہ غلاموں کو آزادی دلواتے ہیں جب کہ ہم طاقت نہیں رکھتے۔تب رسول کریم ﷺ نے فرمایا تمہیں ایسی بات نہ بتلاؤں جس کے ذریعے تم بھی سبقت لے جانے والوں کے برابر ہو جاؤ اور ان لوگوں سے آگے بڑھ جاؤ گے جو تم سے پیچھے ہیں۔اس طرح کوئی تم سے افضل نہیں ہو سکے گا سوائے اس کے کہ وہ بھی اس پر عمل پیرا ہو جائیں جو تم کرتے ہو تو انہوں نے عرض کیا اے رسول محترم ﷺ! ایسا عمل ضرور بتلایے۔ارشاد ہوا کہ تم ہر نماز کے بعد سبحان اللہ، اللہ اکبر، الحمد للہ تینتیس تینتیس مرتبہ پڑھا کرو ابوصالح کہتے ہیں کہ کچھ دنوں کے بعد غریب صحابہ آپ ﷺ کی خدمت میں پھر عرض کرنے لگے۔ہمارے مال دار بھائیوں نے یہ وظیفہ سن لیا اور انہوں نے بھی ہماری طرح پڑھنا شروع کر دیا ہے۔اللہ کے رسول نے فرمایا یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے عنایت فرمائے (متفق علیہ) ابوصالح کی آخری بات مسلم میں ہے۔امام بخاری نے آپ ﷺ کے حوالے سے تینتیس مرتبہ کی بجائے ہر کلمہ کو دس دس مرتبہ پڑھنے کی حدیث نقل کی ہے۔

عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُعَقِّبَاتٌ لَا يُخِيْبُ قَآئِلُهُنَّ اَوْ فَاعِلُهُنَّ دُبُرَ كُلِّ صَلٰوةٍ مَّكْتُوْبَةٍ ثَلٰثٌ وَّثَلٰثُوْنَ تَسْبِيْحَةً وَّثَلٰثٌ وَّثَلٰثُوْنَ تَحْمِيْدَةً وَّاَرْبَعٌ وَّثَلٰثُوْنَ تَكْبِيْرَةً. (مسلم)392-8

حضرت کعب بن عجرہ ﷺ بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ کا ارشاد ہے ان کلمات کا پڑھنے والا محروم نہیں ہو سکتا۔جو فرض نماز کے بعد سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ، الحمد للہ ۳۳ دفعہ اور اللہ اکبر ۳۴ بار پڑھتا ہے۔(مسلم)

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

حضرت ابوہریرہ ﷺ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد بیان کرتے

مَنْ سَبَّحَ اللّٰہَ فِیْ دُبُرِ کُلِّ صَلٰوۃٍ ثَلٰثًا وَّثَلٰثِیْنَ وَحَمِدَاللّٰہَ ثَلٰثًا وَّثَلٰثِیْنَ وَکَبَّرَ اللّٰہَ ثَلٰثًا وَّثَلٰثِیْنَ فَتِلْکَ تِسْعَۃٌ وَّتِسْعُوْنَ وَقَالَ تَمَامَ الْمِائَۃِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ غُفِرَتْ خَطَایَاہُ وَاِنْ کَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ.
(مسلم)393-9

ہیں کہ جس شخص نے ہر فرض نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ ۳۳ دفعہ الحمدللہ ۳۳ مرتبہ اللہ اکبر پڑھا اس طرح ان کی گنتی ۹۹ بار ہوگی اور پورا سو کرنے کے لیے اس نے یہ کلمات لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ادا کئے اگر اس کے سمندر کی جھاگ کے برابر بھی گناہ ہوں تو معاف کر دیئے جائیں گے۔(مسلم)

فہم الحدیث

فرض نماز کے بعد احادیث میں مختلف اذکار آئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ نفلی کام لوگوں کے حالات اور طبائع کے مطابق بتلایا کرتے تھے۔ تاکہ ہر شخص اپنی اپنی ہمت اور قابلیت کے مطابق اس پر عمل پیرا ہو سکے۔ آج بھی کوئی شخص ثابت شدہ نفلی عبادات کے حوالے سے اپنے حالات کے مطابق جس پر بھی عمل پیرا ہوگا تو وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اسی قدر ثواب سے سرفراز کیا جائے گا۔

خلاصہ باب

۱۔ سلام پھیرنے کے بعد سب سے پہلے بلند آواز سے اللہ اکبر کہنا چاہیے۔

۲۔ اللہ اکبر ایک دفعہ کہنے کے بعد تین مرتبہ استغفراللہ کہنا چاہیے۔

۳۔ نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ الحمدللہ اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر کہنے والے کو صدقہ کرنے کے برابر ثواب ملے گا۔

۴۔ سلام پھیرنے کے بعد عقیدے کی تازگی کے ساتھ یہ کلمہ پڑھنے والے کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔
لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ.

۵۔ سلام کے بعد دعا اور ذکر و اذکار کرنا سنت ہے۔



بَابُ مَالَا يَجُوزُ مِنَ الْعَمَلِ فِي الصَّلٰوةِ وَمَا يُبَاحُ مِنْهُ

نماز میں جائز اور نا جائز کام

اسلام کے ابتدائی دور میں نماز میں ضرورت کے تحت دو چار لفظ بول لینے کی ممانعت نہیں تھی۔ مثلاً آنے والا نمازی سے یہ پوچھتا کہ یہ کون سی رکعت ہے تو وہ اس کا مختصر جواب دیتا۔ ایسے ہی جو نئے مسلمان ہوتے بھی نماز میں کوئی بات کر لیتے تھے جیسے اس روایت میں حضرت معاویہ بن حکم ﷜ ذکر کرتے ہیں کہ میں نے چھینک کا نماز میں جواب دیا مجھے معلوم نہیں تھا کہ نماز میں ایسا نہیں کرنا چاہیے۔ جونہی قرآن حکیم میں حکم نازل ہوا قُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ کہ "نماز میں عاجزی اور خاموشی اختیار کرو" اس کے بعد صحابہ کرام ﷢ نماز میں کوئی بات اور حرکت نہیں کیا کرتے تھے۔ جس سے نماز فاسد ہو یا اس کے خشوع وخضوع میں فرق واقع ہو۔ فرض نماز کی طرح نفلی نماز میں بھی ہر قسم کی گفتگو جائز نہیں۔ کسی کے سلام کا اشارے سے جواب دینا یا ناگزیر حالات میں معمولی حرکت کرنا جائز ہے۔ جس کی تفصیل آپ حدیث کے حوالے سے اس باب میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

زائچہ

کچھ لوگ مختلف لکیروں کا ایک عکس تیار کر کے دوسرے شخص کے ہاتھ کی لکیروں کے ساتھ ملاتے ہیں اگر ہاتھ اور عکس کے خطوط آپس میں مل جائیں تو ان کی بنیاد پر گزرے ہوئے اور آنے والے واقعات کے بارے میں وہ اندازہ لگاتے ہیں۔ یہ اندازہ ٹھیک بھی ہو سکتا ہے اور غلط بھی۔ انبیاءِ کرام میں جس نبی کے بارے میں آپ ﷺ نے اشارہ فرمایا ہے وہ تو یقیناً اللہ تعالیٰ کی وحی سے ایسا کیا کرتے تھے۔ ہماری شریعت میں یہ باتیں جائز نہیں کیونکہ اس سے آدمی بزدل، توہم پرست اور ذہنی مریض بن جاتا ہے اور اس کا اللہ تعالیٰ پر ایمان کمزور ہو جاتا ہے۔ اس لیے اس قسم کی حرکات کرنے والا آدمی اللہ اور اس کے رسول کا نافرمان ہے۔

پرانے وقتوں میں لوگ ایسے شخصوں کے پاس جاتے تھے۔ جو آنے والے کو اس کے متعلق اچھی یا بری قسمت کے بارے میں بتلایا کرتے تھے۔ شیطان دراصل آنے والے شخص کے شیطان سے کچھ باتیں معلوم کر کے کاہنوں، جھوٹے پیروں فقیروں اور نام نہاد علما کے دل ودماغ میں ڈالتا ہے جن کی بنیاد پر یہ لوگوں کو مستقبل اور گزرے ہوئے حالات کے بارے میں کچھ باتیں بتلاتے ہیں جن پر بے علم، کم فہم اور ضعیف الاعتقاد لوگ اعتماد کرتے ہیں۔ جبکہ حقیقی علم، اللہ علیم وخبیر کے بغیر کوئی نہیں جانتا۔ دوسرے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ جو شخص ایسے آدمیوں کے پاس جا کر ان کی بتلائی ہوئی معلومات پر یقین کرتا ہے۔ فقد کفر بما انزل علی محمد "کہ اس نے جو کچھ مجھ پر نازل ہوا ہے اس کا انکار کر دیا"۔ ایسے شخص کی چالیس دن تک نماز قبول نہیں ہوتی۔

الفصل الاول — پہلی فصل

عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ ﷜ قَالَ بَيْنَا أَنَا أُصَلِّيْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِذْ عَطَسَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ فَقُلْتُ يَرْحَمُكَ

حضرت معاویہ بن حکم ﷜ بیان کرتے ہیں کہ میں رسولِ اکرم ﷺ کے پیچھے نماز ادا کر رہا تھا کہ ایک شخص کو نماز میں چھینک

اللّٰهُ فَرَمَانِيَ الْقَوْمُ بِاَبْصَارِهِمْ فَقُلْتُ وَاثُكْلَ اُمِّيَاهُ مَا شَأْنُكُمْ تَنْظُرُوْنَ اِلَيَّ فَجَعَلُوْا يَضْرِبُوْنَ بِاَيْدِيْهِمْ عَلٰى اَفْخَاذِهِمْ فَلَمَّا رَاَيْتُهُمْ يُصَمِّتُوْنَنِيْ لٰكِنِّيْ سَكَتُّ فَلَمَّا صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَبِاَبِيْ هُوَ وَاُمِّيْ مَا رَاَيْتُ مُعَلِّمًا قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ اَحْسَنَ تَعْلِيْمًا مِنْهُ فَوَاللّٰهِ مَاكَهَرَنِيْ وَلَا ضَرَبَنِيْ وَلَا شَتَمَنِيْ قَالَ اِنَّ هٰذِهِ الصَّلٰوةَ لَايَصْلُحُ فِيْهَا شَيْءٌ مِّنْ كَلَامِ النَّاسِ اِنَّمَا هِيَ التَّسْبِيْحُ وَالتَّكْبِيْرُ وَقِرَآءَةُ الْقُرْآنِ اَوْ كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ حَدِيْثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ وَقَدْ جَآءَ نَا اللّٰهُ بِالْاِسْلَامِ وَاِنَّ مِنَّا رِجَالًا يَّاْتُوْنَ الْكُهَّانَ قَالَ فَلَا تَاْتِهِمْ قُلْتُ وَمِنَّا رِجَالٌ يَّتَطَيَّرُوْنَ قَالَ ذَاكَ شَيْءٌ يَّجِدُوْنَهٗ فِيْ صُدُوْرِهِمْ فَلَا يَصُدَّنَّهُمْ قَالَ قُلْتُ وَمِنَّا رِجَالٌ يَخُطُّوْنَ قَالَ كَانَ نَبِيٌّ مِنَ الْاَنْبِيَآءِ يَخُطُّ فَمَنْ وَّافَقَ خَطَّهٗ فَذَاكَ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 394-1

آئی تو میں نے نماز ہی میں یرحمک اللہ کہا۔ اس پر میرے قریبی نمازیوں نے مجھے گھورنا شروع کردیا۔ میں نے محاورہ کی زبان استعمال کرتے ہوئے کہا کہ میری ماں مجھے گم پائے تم مجھے اس طرح کیوں دیکھ رہے ہو۔ یہ سنتے ہی انہوں نے اپنی رانوں پر ہاتھ مارنے شروع کردیے۔ میں سمجھ گیا کہ وہ مجھے خاموش ہونے کے لیے کہہ رہے ہیں۔ میں غصے کے باوجود خاموش ہوگیا۔ جب رسول کریم ﷺ نماز سے فارغ ہوئے۔ آپ پر میرے ماں باپ قربان جائیں میں نے آپ سے بڑھ کر آپ سے پہلے اور بعد بہترین ادب سکھلانے والا نہیں دیکھا۔ اللہ کی قسم! آپ ﷺ نے نہ مجھے ڈانٹا، نہ پیٹا اور نہ ہی ملامت فرمائی۔ بلکہ ارشاد فرمایا کہ نماز میں کسی سے کلام کرنا جائز نہیں۔ نماز تو خود ہی سبحان اللہ، اللہ اکبر اور قرآن مجید کی تلاوت کا مجموعہ ہے یا جیسے کہ آپ نے فرمایا۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! میں ابھی ابھی کفر کے دور سے نکل کر حلقہ اسلام میں داخل ہوا ہوں اور اللہ تعالیٰ نے ہم کو اسلام سے نوازا ہے۔ ہمارے لوگ کاہنوں مستقبل کی خبریں دینے والوں کے پاس جاتے ہیں۔ حکم ہوا کہ ان کے پاس ہرگز نہیں جانا چاہیے۔ میں نے پھر عرض کیا کہ ہمارے کچھ لوگ بدشگونی لیتے ہیں۔ ارشاد ہوا یہ تو صرف دلوں کے وسوسے ہیں بدشگونی (Badomen) کی وجہ سے کسی کام سے نہیں رکنا چاہیے۔ پھر میں نے عرض کیا ہم میں سے کچھ لوگ خط کھینچتے ہیں فرمایا کہ پہلے انبیا میں ایک نبی بھی خط کھینچا کرتے تھے۔ جس شخص کی لکیریں اس کے مطابق ہوگئیں وہ کام ویسا ہی ہوجاتا ہے۔ (مسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ؓ قَالَ كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ فِي الصَّلٰوةِ فَيَرُدُّ عَلَيْنَا فَلَمَّا رَجَعْنَا مِنْ عِنْدِ النَّجَاشِيِّ سَلَّمْنَا عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْنَا فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَيْكَ فِي الصَّلٰوةِ فَتَرُدُّ عَلَيْنَا فَقَالَ اِنَّ فِي الصَّلٰوةِ لَشُغْلًا. (متفق عليه) 395-2

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ بیان کرتے ہیں جب نبی محترم ﷺ نماز میں مصروف ہوتے تو ہم آپ ﷺ کو سلام عرض کرتے تو آپ ﷺ سلام کا جواب دیا کرتے تھے۔ جب ہم نجاشی کے ہاں سے واپس لوٹے تو ہم آپ ﷺ کو نماز کی حالت میں سلام کہتے تو آپ ﷺ ہمیں سلام کا جواب نہیں دیتے تھے۔ ہم نے عرض کیا پہلے تو آپ نماز میں سلام کا جواب دیا کرتے تھے۔ اب ایسی عنایت کیوں نہیں ہوتی؟ آپ نے فرمایا اس طرح نماز سے آدمی کی توجہ ہٹ جاتی ہے۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

مکی دور کے جور واستبداد کی وجہ سے کمزور اور مظلوم صحابہ دو دفعہ حبشہ ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ دوسرے قافلے میں شامل تھے اور یہ ہجرت مدینہ کے پہلے سال کے آخر میں حبشہ سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس کے بعد نماز میں بولنے سے منع کر دیا گیا۔

عَنْ مُعَيْقِيبٍ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الرَّجُلِ يُسَوِّي التُّرَابَ حَيْثُ يَسْجُدُ قَالَ اِنْ كُنْتَ فَاعِلًا فَوَاحِدَةً (متفق عليه) 3-396

حضرت معیقیب ؓ نبی کریم ﷺ کے حوالے سے ذکر کرتے ہیں کہ کوئی شخص نماز میں سجدہ کرنے کی جگہ برابر کرتا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر ایسا کرنا ضروری ہو تو صرف ایک ہی بار ایسا کرے۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

اگر کسی ناہموار جگہ پر نماز پڑھنے کی ضرورت پیش آجائے تو بہتر اور افضل یہ ہے کہ نمازی اس جگہ کو حتی المقدور پہلے ہی صاف اور ہموار کر لے اگر اندھیرے یا بے علمی میں ایسی جگہ سجدہ کرتا ہے کہ جہاں سجدہ کرنے میں دقت پیش آتی ہو تو وہ حالت نماز میں اس جگہ کو مناسب حد تک ہموار کر سکتا ہے۔

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْخَصْرِ فِي الصَّلٰوةِ. (متفق عليه) 4-397

حضرت ابوہریرہ ؓ کہتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے نماز میں اپنے پہلو پر ہاتھ رکھنے سے منع فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

اسلام کے ابتدائی دور میں لوگ نماز پڑھنے کے طریقے سے آگاہ نہیں تھے۔ اس لئے بسا اوقات نماز کی حالت میں ان سے ایسی حرکتیں سرزد ہو جاتیں جو دیکھنے میں نامناسب اور نماز میں خلل انداز ہوتی تھیں۔ ان میں کچھ لوگ ایسا کرتے کہ حالت نماز میں اپنے ہاتھ سینے پر باندھنے کی بجائے پہلوؤں پر رکھ لیا کرتے تھے۔ اس حدیث میں ایسی حرکات سے روک دیا گیا۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْاِلْتِفَاتِ فِي الصَّلٰوةِ فَقَالَ هُوَ اخْتِلَاسٌ يَخْتَلِسُهُ الشَّيْطٰنُ مِنْ صَلٰوةِ الْعَبْدِ. (متفق عليه) 5-398

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں میں نے رسول محترم ﷺ سے نماز کی حالت میں ادھر ادھر دیکھنے کے بارے میں استفسار کیا تو ارشاد ہوا ایسا کرنا شیطان کی چھینا جھپٹی ہے۔ اس سے وہ نمازی کی نماز سے توجہ چھین لیتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيَنْتَهِيَنَّ اَقْوَامٌ عَنْ رَفْعِهِمْ اَبْصَارَهُمْ عِنْدَ

حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کو نماز پڑھنے کے دوران آسمان کی طرف

الدُّعَآءِ فِی الصَّلٰوۃِ اِلَی السَّمَآءِ اَوْ لَتُخْطَفَنَّ اَبْصَارُھُمْ . (مسلم)399-6

دیکھنے سے منع فرمایا۔ ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ ان کی نظر ہی ضائع کردے۔(مسلم)

عَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ ؓ قَالَ رَأَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَؤُمُّ النَّاسَ وَاُمَامَۃُ بِنْتُ اَبِی الْعَاصِ عَلٰی عَاتِقِہٖ فَاِذَا رَکَعَ وَضَعَھَا وَاِذَارَفَعَ مِنَ السُّجُوْدِ اَعَادَھَا. (متفق علیه)400-7

حضرت ابوقتادہ ؓ کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ لوگوں کو امامت کروارہے تھے اور امامہ بنت ابوالعاص کو کندھوں پر اٹھایا ہوا تھا۔ جب آپ رکوع اور سجدے میں جاتے تو بچی کو زمین پر بٹھا دیتے۔ قیام کی حالت میں اسے دوبارہ اٹھا لیتے تھے۔(بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

امامہ نبی کریم ﷺ کی نواسی تھی۔ اس کی والدہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا اس دنیائے فانی سے رحلت فرما چکی تھیں۔ یہ چھوٹی بچی مسجد میں آئی آپ نے ازراہ شفقت فرض نماز میں اس لیے اٹھائے رکھا تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اگر کوئی ماں مجبوری کی حالت میں چھوٹے بچے کو اٹھا کر نماز ادا کرتی ہے تو اس کی توجہ نماز کی طرف مبذول رہے۔ تو اس سے نماز باطل نہیں ہوتی۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا تَثَآءَ بَ اَحَدُکُمْ فِی الصَّلٰوۃِ فَلْیَکْظِمْ مَا اسْتَطَاعَ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ یَدْخُلُ رَوَاہُ مُسْلِمٌ وَفِیْ رِوَایَۃِ الْبُخَارِیِّ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ اِذَا تَثَآءَ بَ اَحَدُکُمْ فِی الصَّلٰوۃِ فَلْیَکْظِمْ مَا اسْتَطَاعَ وَلَا یَقُلْ ھَا فَاِنَّمَا ذَالِکُمْ مِّنَ الشَّیْطَانِ یَضْحَکُ مِنْہُ. 401-8

حضرت ابوسعید خدری ؓ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ذکر کرتے ہیں کہ جب کسی شخص کو نماز میں جمائی آئے تو اسے حتی الوسع منہ پر ہاتھ رکھ کر اسے روکنا چاہیے۔ کیونکہ جمائی کے ذریعے شیطان دخل انداز ہوتا ہے۔(مسلم) بخاری کی روایت میں حضرت ابوہریرہ ؓ نبی کریم ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں جب تم میں سے کوئی نماز میں جمائی لے جہاں تک ممکن ہو منہ کو بند رکھے۔ اور منہ سے 'ھا' کی آواز نہ نکالے کیونکہ اس سے شیطان ہنستا ہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ عِفْرِیْتًا مِّنَ الْجِنِّ تَفَلَّتَ الْبَارِحَۃَ لِیَقْطَعَ عَلَیَّ صَلٰوتِیْ فَاَمْکَنَنِیَ اللّٰہُ مِنْہُ فَاَخَذْتُہٗ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَرْبِطَہٗ عَلٰی سَارِیَۃٍ مِّنْ سَوَارِی الْمَسْجِدِ حَتّٰی تَنْظُرُوْا اِلَیْہِ کُلُّکُمْ فَذَکَرْتُ دَعْوَۃَ اَخِیْ سُلَیْمَانَ رَبِّ ھَبْ لِیْ مُلْکًا لَّا

حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا کہ گزشتہ رات ایک سرکش جن نے میری نماز میں دخل اندازی کی کوشش کی۔ میں نے اللہ کی توفیق سے اسے پکڑ لیا۔ میں نے ارادہ کیا کہ میں اس کو مسجد کے کسی ستون کے ساتھ جکڑ دوں تاکہ تم بھی اس قیدی کو دیکھ سکو۔ پھر مجھے اپنے بھائی حضرت سلیمان علیہ السلام کی یہ دعا یاد آئی۔

يَنْبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْ بَعْدِيْ فَرَدَدْتُهٗ خَاسِئًا. (متفق عليه)9-402

"میرے رب! مجھے ایسی حکمرانی عطا فرما کہ میرے بعد کسی کو ایسی سلطنت نصیب نہ ہو۔" میں نے اس کو ذلیل کر کے چھوڑ دیا۔ (بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

اس واقعہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نماز میں اچانک کوئی اس طرح کی صورت حال پیدا ہو جائے تو اس وجہ سے نماز باطل نہیں ہوتی۔ بظاہر تو ایسا لگتا ہے کہ پکڑ دھکڑ کی یہ حالت کچھ وقت تک جاری رہی ہوگی۔ لیکن اگر گہرائی نظر سے اس کا تجزیہ کیا جائے تو یقیناً سارا عمل ایک دو لمحات میں مکمل ہوا ہوگا۔ کیونکہ اسی وجہ سے آپ ﷺ نے نماز دوبارہ پڑھنے کی ضرورت محسوس نہیں فرمائی۔

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ نَّابَهٗ شَيْءٌ فِيْ صَلٰوتِهٖ فَلْيُسَبِّحْ فَاِنَّمَا التَّصْفِيْقُ لِلنِّسَآءِ وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ اَلتَّسْبِيْحُ لِلرِّجَالِ وَالتَّصْفِيْقُ لِلنِّسَآءِ. (متفق عليه)10-403

حضرت سہل بن سعد ؓ ذکر کرتے ہیں۔ رسول معظم ﷺ نے فرمایا۔ جس شخص کو نماز میں شبہ ہو تو وہ سبحان اللہ کہے۔ لیکن عورت اس صورت میں ہاتھ پہ ہاتھ مارے گی۔ دوسری روایت میں ہے۔ سبحان اللہ کہنا مردوں کے لیے ہے۔ جبکہ عورتوں کے لیے ہاتھ پہ ہاتھ مارنا ہے۔ (بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

اس شبہ سے مراد یہ ہے کہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھتے ہوئے امام کی کوئی غلطی محسوس ہو تو مقتدی کو سبحان اللہ کہنا چاہیے۔ تاکہ امام کو معلوم ہو جائے کہ مجھ سے نماز کی ادائیگی میں کوئی غلطی ہوئی ہے۔ اگر مقتدیوں کو اس غلطی کا احساس نہ ہو اور جماعت میں خواتین کے شامل ہونے کی صورت میں عورت ہلکا سا ہاتھ اپنے ہاتھ پر مارے گی۔ اسے بولنے کی اجازت نہیں اس میں عورت کی شرم وحیا کا خیال رکھا گیا ہے۔ کیونکہ اتنے لوگوں میں عورت کے لیے بولنا اس کی شرم وحیا کے منافی ہے۔ اور ساتھ ہی نسوانی آواز کے ردِّ عمل میں فکری پراگندگی سے بچایا گیا ہے۔

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ اَبِي الدَّرْدَآءِ ؓ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ فَسَمِعْنَاهُ يَقُوْلُ (اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ ثُمَّ قَالَ اَلْعَنُكَ بِلَعْنَةِ اللّٰهِ ثَلٰثًا وَبَسَطَ يَدَهٗ كَاَنَّهٗ يَتَنَاوَلُ شَيْئًا فَلَمَّا فَرَغَ مِنَ الصَّلٰوةِ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ سَمِعْنَاكَ تَقُوْلُ فِي الصَّلٰوةِ

حضرت ابودرداء ؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے تو اچانک آپ کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا اے اللہ! میں تیری حفاظت چاہتا ہوں۔ اس کے بعد آپ نے تین مرتبہ کہا کہ تجھ پر اللہ کی لعنت ہو۔ پھر آپ نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا جیسے آپ کسی چیز

شَيْئًا لَمْ نَسْمَعْكَ تَقُوْلُهُ قَبْلَ ذٰلِكَ وَرَأَيْنَاكَ بَسَطْتَ يَدَكَ قَالَ اِنَّ عَدُوَّاللّٰهِ اِبْلِيْسَ جَآءَ بِشِهَابٍ مِّنْ نَّارٍ لِّيَجْعَلَهُ فِي وَجْهِيْ فَقُلْتُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قُلْتُ اَلْعَنُكَ بِلَعْنَةِ اللّٰهِ التَّآمَّةِ فَلَمْ يَسْتَاخِرْ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ اَرَدْتُ اَنْ اٰخُذَهُ وَاللّٰهِ لَوْ لَا دَعْوَةُ اَخِيْنَا سُلَيْمَانَ لَاَصْبَحَ مُوْثَقًا يُلْعَبُ بِهٖ وِلْدَانُ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ. (مسلم)404-11

کو پکڑ رہے ہوں۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو ہم نے آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم نے آپ سے نماز کی حالت میں ایسے کلمات سنے ہیں جن کو اس سے پہلے سننے کا موقع نہیں ملا۔ اور پھر آپ اپنا ہاتھ بھی آگے کر رہے تھے۔ ارشاد فرمایا کہ اللہ کا دشمن ابلیس ایک سلگتا ہوا انگارہ لے کر میرے منہ پر پھینکنے کے لیے میری طرف بڑھا۔ تو میں نے فوراً تین مرتبہ اللہ کی پناہ طلب کی اس کے بعد میں نے تین مرتبہ اس پر نا ختم ہونے والی لعنت کے الفاظ استعمال کیے۔ پھر میں نے اس کو پکڑنے کا ارادہ کیا۔ اللہ کی قسم! اگر ہمارے بھائی حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا نہ ہوتی تو شیطان صبح تک بندھا ہوا ہوتا۔ اور مدینہ کے بچے اس سے چھیڑ چھاڑ کرتے۔ (مسلم)

خلاصہ باب

۱۔ مجبوراً ہلکی پھلکی حرکت سے نماز باطل نہیں ہوتی۔

۲۔ جنات پر قابو پانے کے دعوے اور وظائف مناسب نہیں۔

۳۔ نماز میں جمائی پر کنٹرول کرنا چاہیے۔

۴۔ نماز میں چھینک کا جواب دینا جائز نہیں۔

۵۔ نماز میں سلام کا جواب ہاتھ کے اشارے سے دینا چاہیے۔

۶۔ آنے والے کو ایسی آواز سے سلام نہیں کہنا چاہیے جس سے نمازیوں کی توجہ نماز سے ہٹ جائے۔



بَابُ السَّهْوِ

نماز میں بھول جانے کی تلافی

نبی مکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام بھول کر جنت میں ممنوعہ درخت کا پھل کھا بیٹھے تھے اس وجہ سے بھول جانا آدمی کی جبلت میں شامل ہے لہذا انسان سے بھول چوک ہوتی رہے گی۔ رسول محترم ﷺ افضل البشر تھے۔ اسکے باوجود انسان ہونے کے حوالے سے نماز کی ادائیگی میں آپ بھی زندگی میں تین چار دفعہ بھول گئے تھے جس پر پوری امت کا اتفاق ہے ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے اگر نماز کی حالت میں آدمی کو اپنے بھول جانے کا احساس ہو تو اسے اپنا ذہن یکسو کرتے ہوئے کسی ایک سوچ پر اعتماد کرنا چاہیے اس بھول کی تلافی کے لیے سجدہ سہو کی دو صورتیں ہیں۔ اگر نماز میں غلطی کا احساس ہو تو سلام پھیرنے سے پہلے نماز میں زیادتی کی صورت میں فقط سجدہ سہو ہوگا اور نماز کے رکن چھوٹ جانے کی صورت میں اسکی ادائیگی کے بعد سجدہ سہو کرنا چاہیے۔ اگر سلام پھیرنے کے بعد از خود یا کسی کے توجہ دلانے پر غلطی کا احساس ہو تو سجدہ سہو کرنا ہوگا بعض لوگوں کا خیال ہے کہ سلام پھیرنے کے بعد آدمی اپنی جگہ سے اٹھ جائے یا کوئی بات کر گزرے تو سجدہ سہو کے بجائے اب اسے پوری نماز پڑھنا ہوگی۔ اس کا حدیث میں کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ جبکہ اسکے برعکس اسی باب میں آپ ﷺ کا عملی ثبوت پایا جاتا ہے۔ کہ آپ نے درمیان میں گفتگو کے باوجود صرف باقی رکعات ادا کیں اور سجدہ سہو کیا تھا۔ یاد رہے کہ سجدۂ سہو ایک کے بجائے دو کرنا سنّت ہیں۔

اگر کوئی شخص آپ کے نماز میں بھول جانے سے یہ نظریہ اور دلیل لینے کی کوشش کرے ممکن ہے کہ اللہ کے رسول کو قرآن یا شریعت بتلانے میں کسی مسئلے میں بھول گئے ہوں گے۔ یاد رہے ایسا عقیدہ واضح طور پر کفر ہوگا۔ کیونکہ قرآن مجید نے دوٹوک الفاظ میں یہ فرمایا ہے کہ جو کچھ ہم رسول ﷺ پر نازل کر رہے ہیں نہ صرف اسکی حفاظت کی ذمہ داری ہم پر ہے بلکہ اسکو من و عن بیان کرنے کی ذمہ داری بھی ہمارے ذمہ ہے۔ (القیامۃ: پ ۲۹) لہذا رسول اللہ کے بارے میں ایسا سوچنے کی ذرّہ برابر گنجائش نہیں۔

الفصل الاوّل

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا قَامَ يُصَلِّيْ جَاءَهُ الشَّيْطَانُ فَلَبَسَ حَتّٰى لَا يَدْرِيْ كَمْ صَلّٰى فَاِذَا وَجَدَ ذٰلِكَ اَحَدُكُمْ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ. (متفق علیه) 405-1

پہلی فصل

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہوتا ہے تو شیطان اس کی نماز میں شبہ ڈالتا ہے یہاں تک کہ اسے معلوم نہیں رہتا کہ اس نے کتنی نماز ادا کی ہے جب تم میں کوئی شخص بھول جائے تو اسے بیٹھے ہوئے ہی دو سجدے کر لینے چاہئیں۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ ؓ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا شَكَّ اَحَدُكُمْ فِیْ صَلٰوتِهٖ فَلَمْ يَدْرِكَمْ صَلّٰى ثَلٰثًا اَرْبَعًا فَلْيَطْرَحِ الشَّكَّ وَلْيَبْنِ عَلٰى مَا اسْتَيْقَنَ ثُمَّ يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ اَنْ يُّسَلِّمَ فَاِنْ كَانَ صَلّٰى خَمْسًا شَفَعْنَ لَهٗ صَلٰوتَهٗ وَاِنْ كَانَ صَلّٰى تَمَامًا لِّاَرْبَعٍ كَانَتَا تَرْغِيْمًا لِّلشَّيْطَانِ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 2-406

حضرت عطاء بن یسار ؓ جناب ابوسعید ؓ کے حوالے سے روایت کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی شخص کو شک پڑ جائے کہ اس نے تین رکعت ادا کی ہیں یا چار اسے اپنا شک دور کرتے ہوئے کسی ایک بات پر یقین کر لینا چاہیے۔ پھر وہ سلام پھیرنے سے پہلے دو سجدے کرے اگر اس نے پانچ رکعت نماز ادا کی ہے تو یہ دو سجدے ایک رکعت کے قائم مقام ہو جائیں گے اگر اس نے چار رکعت نماز ادا کی تھی تو یہ سجدے شیطان کے لئے ذلّت کا باعث ہونگے۔ (مسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلَّى الظُّهْرَ خَمْسًا فَقِيْلَ لَهٗ اَزِيْدَ فِی الصَّلٰوةِ فَقَالَ وَمَا ذَاكَ قَالُوْا صَلَّيْتَ خَمْسًا فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ وَفِیْ رِوَايَةٍ قَالَ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ اَنْسٰى كَمَا تَنْسَوْنَ فَاِذَا نَسِيْتُ فَذَكِّرُوْنِیْ وَاِذَا شَكَّ اَحَدُكُمْ فِیْ صَلٰوتِهٖ فَلْيَتَحَرَّ الصَّوَابَ فَلْيُتِمَّ عَلَيْهِ ثُمَّ لِيُسَلِّمْ ثُمَّ يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ. (متفق علیه) 3-407

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ آپ ﷺ کا فرمان ذکر کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ایک دفعہ ظہر کی پانچ رکعتیں پڑھائیں آپ کی خدمت میں یہ عرض کیا گیا کیا نماز میں اضافہ ہو گیا ہے؟ آپ نے فرمایا کیا معاملہ ہے؟ انہوں نے کہا کہ آپ نے پانچ رکعت نماز پڑھائی ہے۔ تب آپ ﷺ نے سلام کے بعد دو سجدے کئے دوسری جگہ آپ کا یہ ارشاد نقل ہوا ہے۔ فرمایا میں بھی تمہاری طرح ایک انسان ہوں جس طرح تم بھول جاتے ہو میں بھی بھول سکتا ہوں۔ جب مجھ سے بھول ہو جائے تو مجھے یاد کروا دیا کرو۔ جب تم میں سے کسی شخص کو اپنی نماز کے بارے میں شک پیدا ہو جائے تو وہ صحیح صورت حال پر پہنچنے کی کوشش کے ساتھ اپنی نماز کو مکمل کر لے پھر سلام پھیر لے اور دو سجدے ادا کرے۔ (بخاری و مسلم)

عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِحْدٰى صَلٰوتَیِ الْعَشِیِّ قَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ قَدْ سَمَّاهَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ وَلٰكِنْ نَّسِيْتُ اَنَا قَالَ فَصَلّٰى بِنَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَقَامَ اِلٰى خَشَبَةٍ مَّعْرُوْضَةٍ فِی الْمَسْجِدِ فَاتَّكَاَ عَلَيْهَا كَاَنَّهٗ غَضْبَانٌ وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى وَشَبَّكَ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ وَوَضَعَ خَدَّهٗ

جناب ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو ہریرہ ؓ سے بیان کرتے ہیں اور حضرت ابو ہریرہ ؓ ذکر کرتے ہیں کہ ہم نے رسول محترم کے ساتھ دن کی ایک نماز ادا کی۔ ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ ؓ نے اس نماز کا بھی ذکر فرمایا تھا لیکن میں بھول گیا ہوں۔ وہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ہمیں دو رکعتیں پڑھانے کے بعد سلام پھیر دیا پھر آپ اٹھ کر مسجد میں کھڑے لکڑی

الْاَيْمَنَ عَلٰى ظَهْرِ كَفِّهِ الْيُسْرٰى وَخَرَجَتْ سَرْعَانُ الْقَوْمِ مِنْ اَبْوَابِ الْمَسْجِدِ فَقَالُوْا قُصِرَتِ الصَّلٰوةُ وَفِى الْقَوْمِ اَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُرَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَهَابَاهُ اَنْ يُّكَلِّمَاهُ وَفِى الْقَوْمِ رَجُلٌ فِىْ يَدَيْهِ طُوْلٌ يُقَالُ لَهُ ذُوالْيَدَيْنِ قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَسِيْتَ اَمْ قُصِرَتِ الصَّلٰوةُ فَقَالَ لَمْ اَنْسَ وَلَمْ تُقْصَرْ فَقَالَ اَكَمَا يَقُوْلُ ذُوالْيَدَيْنِ فَقَالُوْا نَعَمْ فَتَقَدَّمَ فَصَلّٰى مَا تَرَكَ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ مِثْلَ سُجُوْدِهٖ اَوْ اَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ وَكَبَّرَ ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ مِثْلَ سُجُوْدِهٖ اَوْ اَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ وَكَبَّرَ فَرُبَّمَا سَاَلُوْهُ ثُمَّ سَلَّمَ فَيَقُوْلُ نُبِّئْتُ اَنَّ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ قَالَ ثُمَّ سَلَّمَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَلَفْظُهٗ لِلْبُخَارِىِّ وَفِىْ اُخْرٰى لَهُمَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَدَلَ لَمْ اَنْسَ وَلَمْ تُقْصَرْ كُلُّ ذَالِكَ لَمْ يَكُنْ فَقَالَ قَدْكَانَ بَعْضُ ذَالِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ.408-4

کے ایک تنے کے ساتھ ٹیک لگا کر اس طرح کھڑے ہوئے جیسے کہ آپ کسی پر ناراض ہوں۔ آپ نے دائیں ہاتھ کی انگلیاں بائیں میں ڈالتے ہوئے بائیں کی پشت پر اپنا رخسار مبارک رکھا ہوا تھا اس دوران جلدی اٹھنے والے لوگ یہ کہتے ہوئے مسجد کے دروازے پر پہنچ گئے کیا نماز کم کر دی گئی ہے؟ جبکہ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی اس وقت موجود تھے لیکن وہ آپ ﷺ کے جلال کی وجہ سے خاموش رہے۔ لوگوں میں لمبے ہاتھوں والا ایک شخص جسے انہی الفاظ سے پکارا جاتا تھا وہ آگے بڑھ کر عرض کرتا ہے کہ رسول محترم ﷺ آپ بھول گئے ہیں یا نماز ہی کم کر دی گئی ہے؟ ارشاد ہوا میں بھولا نہیں اور نہ ہی نماز کم ہوئی ہے۔ آپ ﷺ نے لوگوں سے استفسار فرمایا کیا ذوالیدین ٹھیک کہتا ہے؟ ہم نے عرض کیا ایسے ہی ہوا ہے پھر آپ مصلے پر جلوہ افروز ہوئے نماز مکمل کرواتے ہوئے سلام پھیرا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے تکبیر کے بعد پہلے جیسا یا اس سے طویل سجدہ کیا پھر سر اٹھاتے ہوئے تکبیر کے ساتھ اس جیسا دوسرا سجدہ کیا۔ لوگوں نے جناب ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا کہ کیا آپ ﷺ نے دو سجدوں کے بعد سلام پھیرا؟ ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عمران بن حصین فرماتے ہیں کہ آپ نے سلام دو سجدوں کے بعد پھیرا تھا۔ بخاری اور مسلم میں دوسرے مقام پر آپ کے یہ الفاظ نقل ہیں کہ نہ میں بھولا ہوں اور نہ ہی نماز کم ہوئی ہے۔ ان میں سے کوئی کام بھی نہیں ہوا۔ ذوالیدین نے عرض کیا کہ اللہ کے رسول ﷺ ان دونوں کاموں میں ایک کام تو ہو چکا ہے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُحَيْنَةَ اَنَّ النَّبِىَّ ﷺ صَلّٰى بِهِمُ الظُّهْرَ فَقَامَ فِى الرَّكْعَتَيْنِ الْاُوْلَيَيْنِ لَمْ يَجْلِسْ فَقَامَ النَّاسُ مَعَهٗ حَتّٰى اِذَا قَضَى الصَّلٰوةَ وَانْتَظَرَ النَّاسُ تَسْلِيْمَهٗ كَبَّرَ وَ هُوَ جَالِسٌ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ اَنْ يُّسَلِّمَ ثُمَّ

حضرت عبداللہ بن بحینہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک دن ہمیں ظہر کی جماعت کروائی آپ پہلی دو رکعتوں کے بعد التحیات بیٹھنے کے بجائے کھڑے ہو گئے اسی طرح ہی لوگ بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔ جب نماز مکمل ہو گئی نماز کے آخر میں لوگ سلام پھیرنے کا

سَلَّمَ. (متفق علیه)409-5

انتظار کر رہے تھے ۔لیکن آپ نے اسی حالت میں ہی تکبیرات کے ساتھ دو سجدے کیے اور پھر سلام پھیرا۔(بخاری ومسلم)

الفصل الثالث

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلَّى الْعَصْرَ وَسَلَّمَ فِيْ ثَلٰثِ رَكَعٰتٍ ثُمَّ دَخَلَ مَنْزِلَهُ فَقَامَ اِلَيْهِ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ الْخِرْبَاقُ وَكَانَ فِيْ يَدَيْهِ طُوْلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَذَكَرَ لَهُ صَنِيْعَهُ فَخَرَجَ غَضْبَانَ يَجُرُّ رِدَآءَهُ حَتّٰى انْتَهٰى اِلَى النَّاسِ فَقَالَ اَصَدَقَ هٰذَا قَالُوْا نَعَمْ فَصَلّٰى رَكْعَةً ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ. (مسلم)410-6

تیسری فصل

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے عصر کی نماز پڑھائی اور تین رکعت کے بعد سلام پھیر کر اپنے گھر تشریف لے گئے ۔حضرت خرباق جن کے ہاتھ نسبتاً لمبے تھے انہوں نے جا کر آپ کی خدمت میں اس واقعہ کے بارے میں عرض کیا آپ ﷺ گھر سے تشریف لائے کہ آپ کی اوپر والی چادر زمین پر لگ رہی تھی اور چہرہ مبارک پر تناؤ محسوس ہو رہا تھا۔لوگوں کے قریب آ کر استفسار فرمایا کیا یہ شخص ٹھیک کہتا ہے عرض کیا گیا! کہ ہاں پھر آپ نے ایک رکعت نماز پڑھا کر سلام پھیرا اس کے بعد دو سجدے کر کے پھر سلام پھیرا۔(مسلم)

فہم الحدیث

نماز میں بھول چوک شیطان کی طرف سے ہوا کرتی ہے اور شیطان نماز میں کمی وبیشی ہونے سے خوش ہوتا ہے۔اس کی خوشی کو غارت اور نماز میں غلطی کی تلافی کے لئے دو سجدے کرنا سنت ہیں۔کچھ روایات میں آیا ہے کہ آپ ﷺ نے سلام سے پہلے اور سلام کے بعد دونوں طرح سجدے کیے ہیں لیکن اکثر روایات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اگر امام کو بھول کا پہلے احساس ہو جائے تو افضل یہ ہوگا کہ نماز کی کمی وبیشی کی تلافی کرتے ہوئے سلام سے پہلے دو سجدے سہو کرے۔یہ مسئلہ بھی واضح ہو چکا ہے کہ بھول ہونے کی صورت میں سلام پھیرنے کے بعد اگر امام مقتدیوں سے بات چیت کر لیتا ہے تو اسے پڑھی ہوئی نماز کا اعادہ کرنے کی ضرورت نہیں۔

خلاصۂ باب

ا۔بھول کی صورت میں کسی ایک بات پر اطمینان کرنا ضروری ہے۔۲۔نماز میں زیادتی کی صورت میں صرف دو سجدے کرنے چاہئیں۔۳۔کمی کی صورت میں فوت شدہ رکن پورا کرنے کے بعد سجدہ سہو کرنا چاہیے۔۴۔درمیانی وقفہ میں بات چیت ہو جانے کے باوجود پوری نماز لوٹانے کی ضرورت نہیں۔



بَابُ سُجُوْدِ الْقُرْآنِ

قرآن مجید کے سجدے

الفصل الاوّل — پہلی فصل

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَجَدَ النَّبِیُّ ﷺ بِالنَّجْمِ وَسَجَدَ مَعَهُ الْمُسْلِمُوْنَ وَ الْمُشْرِكُوْنَ وَالْجِنُّ وَالْاِنْسُ. (بخاری) 1-411

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ذکر کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے سورۂ نجم کی تلاوت کے دوران سجدہ کیا اور جو اس وقت مسلمان، مشرک، جن اور انسان سن رہے تھے انہوں نے بھی آپ کے ساتھ سجدہ کیا۔ (بخاری)

فہم الحدیث

یہ واقعہ پہلی ہجرت حبشہ کے بعد مکہ معظمہ میں پیش آیا اس وقت آپ کی مجالس میں مکہ کے کئی مشرک بھی شامل ہو جایا کرتے تھے۔ آپ کی تلاوت کے کیف و سرور سے بے خود ہو کر وہ سجدے میں گر پڑے۔ بعض مفسرین کا خیال ہے سورۂ نجم میں ان کے باطل معبودوں لات و منات کا ذکر آیا ہے اس لیے انہوں نے سجدہ کیا تھا۔ واللہ اعلم

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ سَجَدْنَا مَعَ النَّبِیِّ ﷺ فِیْ اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ وَاِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ. (مسلم) 2-412

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے سورۃ انشقاق اور سورۃ اقراء میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ سجدہ کیا۔ (مسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَاُ السَّجْدَةَ وَنَحْنُ عِنْدَهُ فَيَسْجُدُ وَنَسْجُدُ مَعَهُ فَنَزْدَحِمُ حَتّٰى مَا يَجِدُ اَحَدُنَا لِجَبْهَتِهٖ مَوْضِعًا يَسْجُدُ عَلَيْهِ. (متفق عليه) 3-413

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ سجدہ کی آیات تلاوت کرتے ہوئے سجدہ کرتے تو ہم بھی آپ کے ساتھ سجدے میں پڑ جایا کرتے تھے۔ بسا اوقات اتنی بھیڑ ہوتی کہ ہمیں زمین پر پیشانیاں رکھنے میں دقت محسوس ہوتی۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ ؓ قَالَ قَرَاْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَالنَّجْمِ فَلَمْ يَسْجُدْ فِيْهَا. (متفق عليه) 4-414

حضرت زید بن ثابت ؓ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے سورۂ نجم کی تلاوت کی آپ نے سجدۂ تلاوت نہیں کیا۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سجدہ تلاوت کے وقت صف بندی اور کھڑے ہونے کی ضرورت نہیں۔ سننے والے جس

حالت میں بیٹھے ہوں وہ قبلہ رخ ہو کر اسی طرح سجدہ کر سکتے ہیں اور ساتھ ہی یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ سجدہ تلاوت فرض نہیں ہے اگر کسی وقت آدمی جان بوجھ کر نہیں کرتا تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَجْدَةُ صٓ لَيْسَ مِنْ عَزَآئِمِ السُّجُوْدِ وَقَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَسْجُدُ فِيْهَا وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ مُجَاهِدٌ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ ءَ اَسْجُدُ فِيْ صٓ فَقَرَأَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ حَتّٰى اَتٰى فَبِهُدٰهُمُ اقْتَدِهْ فَقَالَ نَبِيُّكُمْ ﷺ مِمَّنْ اُمِرَ اَنْ يَّقْتَدِيَ بِهِمْ. (بخاری) 5-415

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ سورۃ ص کا سجدہ ضروری نہیں ہے تاہم میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ سجدہ کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ دوسری روایت میں اسطرح موجود ہے کہ جناب مجاہد اپنے استاد حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھتے ہیں کیا میں سورۃ ص کا سجدہ کروں انہوں نے " وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوُدَ وَسُلَيْمٰنَ ------ فَبِهُدٰهُمُ اقْتَدِهْ " کی تلاوت کرتے ہوئے فرمایا کہ تمہارے نبی ﷺ بھی ان لوگوں میں شمار ہیں جنہیں حکم دیا گیا کہ وہ پہلے انبیاء کی اقتدا کریں۔ (بخاری)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ؓ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَرَأَ (وَالنَّجْمِ) فَسَجَدَ فِيْهَا وَسَجَدَ مَنْ كَانَ مَعَهٗ غَيْرَ اَنَّ شَيْخًا مِنْ قُرَيْشٍ اَخَذَ كَفًّا مِنْ حَصًى اَوْ تُرَابٍ فَرَفَعَهٗ اِلٰى جَبْهَتِهٖ وَقَالَ يَكْفِيْنِيْ هٰذَا قَالَ عَبْدُاللّٰهِ فَلَقَدْ رَأَيْتُهٗ بَعْدُ قُتِلَ كَافِرًا. وَزَادَ الْبُخَارِيُّ فِيْ رِوَايَةٍ وَهُوَ اُمَيَّةُ بْنُ خَلْفٍ 6-416

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے سورۃ نجم کی تلاوت کرتے ہوئے سجدہ کیا اور جو لوگ اس وقت موجود تھے وہ بھی سجدہ ریز ہوئے سوائے قریش کے ایک بوڑھے آدمی کے اس نے زمین سے کنکریاں یا مٹی اٹھا کر اپنے ماتھے پر لگاتے ہوئے کہا کہ بس میرا یہی سجدہ ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے اسے دیکھا کہ وہ کفر کی حالت میں قتل ہوا۔ امام بخاری نے اس کا نام امیہ بن خلف لکھا ہے۔

خلاصۂ باب

۱۔ قرآن مجید کے سجدے جمع کرنے کی بجائے تلاوت کے وقت ہی سجدہ کرنا چاہیے۔

۲۔ سجدہ کے لئے کھڑے ہونا ضروری نہیں۔

۳۔ کسی عذر کی وجہ سے سجدہ نہ کیا جاسکے تو گناہ نہیں۔



بَابُ اَوْقَاتِ النَّهْيِ

جن اوقات میں نماز پڑھنی جائز نہیں

اس باب میں تین اوقات میں نماز پڑھنے سے منع کیا گیا ہے۔جس کی وجہ بتلاتے ہوئے رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا ہے ان اوقات میں نماز پڑھنا شیطان کی عبادت کرنے کے مترادف ہوگا۔اس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔سورج نکلنے، ڈھلنے اور غروب ہونے کے دورانیہ میں فرض نماز اور سنتیں پڑھنا تو درکنار آپ ﷺ نے جنازہ پڑھنے اور میت کو دفنانے سے منع فرمایا ہے۔ان اوقات کے علاوہ دو اور اوقات کی نشاندہی فرمائی جن میں نماز پڑھنے سے منع کیا گیا ہے۔پہلا وقت صبح کی نماز مکمل ہو جانے کے بعد طلوع آفتاب تک۔اور دوسرا عصر کی نماز پڑھنے کے بعد غروب آفتاب تک نفل پڑھنے کی اجازت نہیں۔تاہم ان اوقات میں فوت شدہ نماز ادا کرنا اور تلاوت قرآن مجید اور اس کا سجدہ و دیگر اذکار کرنے کی اجازت ہے۔

الفصل الاوّل

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَا یَتَحَرّٰی اَحَدُکُمْ فَیُصَلِّیْ عِنْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَلَا عِنْدَ غُرُوْبِہَا وَفِیْ رِوَایَۃٍ قَالَ اِذَا طَلَعَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَدَعُوا الصَّلٰوۃَ حَتّٰی تَبْرُزَ وَاِذَا غَابَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَدَعُوا الصَّلٰوۃَ حَتّٰی تَغِیْبَ وَلَا تَحَیَّنُوْا بِصَلٰوتِکُمْ طُلُوْعَ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوْبَہَا فَاِنَّہَا تَطْلُعُ بَیْنَ قَرْنَیِ الشَّیْطَانِ.

(متفق علیه) 1-417

پہلی فصل

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کا فرمان بیان کرتے ہیں کہ تم میں کوئی شخص طلوع اور غروبِ آفتاب کے دوران نماز نہ پڑھے۔دوسری روایت میں آپ ﷺ کا یہ فرمان موجود ہے کہ جب سورج کا اوپر کا کنارہ نکل آئے تو نماز نہیں پڑھنی چاہیے یہاں تک سورج مکمل نکل آئے اسی طرح ہی جب سورج کا کچھ حصہ غروب ہو چکا ہو تو مکمل غروب ہونے تک کوئی نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔ان اوقات میں اس لئے نماز نہیں پڑھنی چاہیے کیونکہ سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان سے نکلتا ہے۔(بخاری و مسلم)

عَنْ عُقْبَۃَ بْنِ عَامِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ ثَلٰثُ سَاعَاتٍ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَنْہٰنَا اَنْ نُّصَلِّیَ فِیْہِنَّ اَوْ نَقْبُرَ فِیْہِنَّ مَوْتَانَا حِیْنَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ بَازِغَۃً حَتّٰی تَرْتَفِعَ وَحِیْنَ تَقُوْمُ قَائِمُ الظَّہِیْرَۃِ حَتّٰی تَمِیْلَ الشَّمْسُ وَحِیْنَ تَضَیَّفُ الشَّمْسُ لِلْغُرُوْبِ حَتّٰی تَغْرُبَ.

(مسلم) 2-418

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے تین وقتوں میں ہمیں نماز پڑھنے اور مردوں کو دفن کرنے سے منع فرمایا سورج نکلنے کے وقت یہاں تک کہ پوری طرح روشن ہو جائے دوپہر کے وقت جب تک ڈھل نہ جائے سورج غروب ہوتے وقت یہاں تک کہ وہ مکمل غروب نہ ہو جائے۔(مسلم)

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا صَلٰوةَ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰی تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ وَلَا صَلٰوةَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰی تَغِیْبَ الشَّمْسُ .(متفق علیه)3-419

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا صبح کی نماز کے بعد پورا سورج نکلنے سے پہلے اور عصر کی نماز کے بعد مکمل سورج غروب ہونے سے قبل کوئی نماز نہیں۔(بخاری ومسلم)

عَنْ عَمْرِوبْنِ عَبَسَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَدِمَ النَّبِیُّ ﷺ الْمَدِیْنَةَ فَقَدِمْتُ الْمَدِیْنَةَ فَدَخَلْتُ عَلَیْهِ فَقُلْتُ اَخْبِرْنِیْ عَنِ الصَّلٰوةِ فَقَالَ صَلِّ صَلٰوةَ الصُّبْحِ ثُمَّ اَقْصِرْ عَنِ الصَّلٰوةِ حِیْنَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ حَتّٰی تَرْتَفِعَ فَاِنَّهَا تَطْلُعُ حِیْنَ تَطْلُعُ بَیْنَ قَرْنَیْ شَیْطَانٍ وَّحِیْنَئِذٍ یَّسْجُدُ لَهَا الْکُفَّارُ ثُمَّ صَلِّ فَاِنَّ الصَّلٰوةَ مَشْهُوْدَةٌ مَّحْضُوْرَةٌ حَتّٰی یَسْتَقِلَّ الظِّلُّ بِالرُّمْحِ ثُمَّ اَقْصِرْ عَنِ الصَّلٰوةِ فَاِنَّ حِیْنَئِذٍ تُسَجَّرُ جَهَنَّمُ فَاِذَا اَقْبَلَ الْفَیْءُ فَصَلِّ فَاِنَّ الصَّلٰوةَ مَشْهُوْدَةٌ مَّحْضُوْرَةٌ حَتّٰی تُصَلِّیَ الْعَصْرَ ثُمَّ اَقْصِرْ عَنِ الصَّلٰوةِ حَتّٰی تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَاِنَّهَا تَغْرُبُ بَیْنَ قَرْنَیْ شَیْطَانٍ وَّحِیْنَئِذٍ یَّسْجُدُ لَهَا الْکُفَّارُ قَالَ قُلْتُ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ فَالْوُضُوْءَ حَدِّثْنِیْ عَنْهُ قَالَ مَا مِنْکُمْ رَجُلٌ یُّقَرِّبُ وَضُوْءَهٗ فَیُمَضْمِضُ وَیَسْتَنْشِقُ فَیَسْتَنْثِرُ اِلَّا خَرَّتْ خَطَایَا وَجْهِهٖ وَفِیْهِ وَخَیَاشِیْمِهٖ ثُمَّ اِذَا غَسَلَ وَجْهَهٗ کَمَا اَمَرَهُ اللّٰهُ اِلَّا خَرَّتْ خَطَایَاوَجْهِهٖ مِنْ اَطْرَافِ لِحْیَتِهٖ مَعَ الْمَآءِ ثُمَّ یَغْسِلُ یَدَیْهِ اِلَی الْمِرْفَقَیْنِ اِلَّا خَرَّتْ خَطَایَا یَدَیْهِ مِنْ اَنَامِلِهٖ مَعَ الْمَآءِ ثُمَّ یَمْسَحُ رَاْسَهٗ اِلَّا خَرَّتْ خَطَایَا رَاْسِهٖ مِنْ اَطْرَافِ شَعْرِهٖ مَعَ الْمَآءِ ثُمَّ یَغْسِلُ قَدَمَیْهِ اِلَی الْکَعْبَیْنِ اِلَّا خَرَّتْ خَطَایَا رِجْلَیْهِ مِنْ اَنَامِلِهٖ مَعَ الْمَآءِ فَاِنْ

حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب نبی محترم ﷺ مدینہ تشریف لائے اور میں بھی مدینہ پہنچ کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے نمازوں کے اوقات سے آگاہ فرمایئے ارشاد ہوا صبح کی نماز ادا کرنے کے بعد طلوع آفتاب کی تکمیل تک کوئی نماز نہیں کیونکہ سورج شیطان کے دوسینگوں کے درمیان سے طلوع ہوتا ہے اور اس وقت کافر اس کو سجدہ کرتے ہیں۔ جب سایہ نیزے کے برابر ڈھل جائے تو پھر ظہر کی نماز ادا کیجئے کیونکہ اس وقت ملائکہ تشریف لاتے ہیں اور عین دوپہر کے وقت (زوال) نماز پڑھنے سے رک جایئے اس لئے کہ اس وقت جہنم کو بھڑکایا جاتا ہے۔ پھر عصر کی نماز ادا کرنے کے بعد غروب آفتاب کی تکمیل تک کوئی نماز نہیں کیونکہ سورج شیطان کے دوسینگوں کے درمیان غروب ہوتا ہے اور اس وقت بھی کافر سورج کو سجدہ کرتے ہیں۔ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر میں نے عرض کیا یا نبی اللہ مجھے وضو کے بارے میں ارشاد فرمائیں۔ فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص وضو کرتے ہوئے کلی کرتا ہے اور ناک جھاڑتا ہے تو اس کے ناک اور منہ کو گناہوں سے پاک کر دیا جاتا ہے۔ جب وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اپنے چہرے کو دھوتا ہے تو اس کی داڑھی سے گرنے والے پانی کے قطروں کے ساتھ اس کے چہرے کے گناہوں کو معاف کر دیا جاتا ہے۔ ایسے ہی جب وہ اپنے ہاتھوں کو کہنیوں تک دھوتا ہے تو اس کی انگلیوں سے ٹپکنے

هُوَ قَامَ فَصَلّٰى فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ وَمَجَّدَهُ بِالَّذِيْ هُوَ لَهُ اَهْلٌ وَّفَرَّغَ قَلْبَهُ لِلّٰهِ اِلَّا انْصَرَفَ مِنْ خَطِيْئَتِهِ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ وَلَدَتْهُ اُمُّهُ .(مسلم)420-4

والے پانی کے ساتھ ہی اس کے گناہ ڈھل جاتے ہیں۔اسی طرح سر کے مسح کی وجہ سے اس کے سر کے بالوں کو کناروں تک گناہوں سے پاکیزہ بنا دیا جاتا ہے۔جب وہ اپنے دونوں پاؤں دھوتا ہے تو اس کے پاؤں کی انگلیوں سے گرنے والے پانی کے ساتھ ہی اس کے گناہ بھی اس سے الگ کر دیئے جاتے ہیں۔جب وہ اللہ کی بارگاہ میں کھڑے ہو کر نماز کی حالت میں خلوصِ نیت کے ساتھ اس کی تعریف اور بزرگی جس کا وہ اہل ہے کا اقرار کرتا ہے اور اس کا دل اللہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو چکا ہوتا ہے جیسے بچے کو اس کی ماں اس کو گناہوں سے پاک جنم دیتی ہے۔(مسلم)

عَنْ كُرَيْبٍ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ وَالْمِسْوَرَ ابْنَ مَخْرَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَعَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ الْاَزْهَرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَرْسَلُوْهُ اِلٰى عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَقَالُوْا اِقْرَاْ عَلَيْهَا السَّلَامَ وَسَلْهَا عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ قَالَ فَدَخَلْتُ عَلٰى عَآئِشَةَ فَبَلَّغْتُهَا مَا اَرْسَلُوْنِيْ فَقَالَتْ سَلْ اُمَّ سَلَمَةَ رضى الله عنها فَخَرَجْتُ اِلَيْهِمْ فَرَدُّوْنِيْ اِلٰى اُمِّ سَلَمَةَ فَقَالَتْ اُمُّ سَلَمَةَ رضى الله عنها سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَنْهٰى عَنْهُمَا ثُمَّ رَاَيْتُهُ يُصَلِّيْهِمَا ثُمَّ دَخَلَ فَاَرْسَلْتُ اِلَيْهِ الْجَارِيَةَ فَقُلْتُ قُوْلِيْ لَهُ تَقُوْلُ اُمُّ سَلَمَةَ رضى الله عنها يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سَمِعْتُكَ تَنْهٰى عَنْ هَاتَيْنِ الرَّكْعَتَيْنِ وَاَرَاكَ تُصَلِّيْهِمَا قَالَ يَا ابْنَةَ اَبِيْ اُمَيَّةَ سَاَلْتِ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ وَاِنَّهُ اَتَانِيْ نَاسٌ مِنْ عَبْدِالْقَيْسِ فَشَغَلُوْنِيْ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ فَهُمَا هَاتَانِ (متفق عليه) 421-5

حضرت کریب رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمٰن بن ازہر رضی اللہ عنہ نے اس کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف بھیجا اور کہا کہ ان کو ہماری طرف سے سلام کہنا اور عصر کے بعد کی دو رکعتوں کے بارے میں پوچھئے تو میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی طرف بھیجا۔حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا کہ وہ ان دو رکعتوں سے منع فرمایا کرتے تھے۔پھر میں نے دیکھا کہ وہ خود پڑھ رہے ہیں میں نے ایک چھوٹی بچی کو ان کی طرف بھیجا میں نے کہا آپ سے عرض کرو کہ میں نے تو آپ سے سنا تھا آپ ﷺ ان دو رکعتوں سے منع فرماتے ہیں۔اور میں نے آپ کو پڑھتے ہوئے بھی دیکھا ہے۔تو نبی محترم ﷺ نے فرمایا اے ابو امیہ کی بیٹی تو نے عصر کے بعد والی دو رکعتوں کے متعلق پوچھا ہے۔دراصل میرے پاس قبیلہ عبدالقیس کے لوگ آئے تھے انہوں نے مجھے ظہر کی دو رکعتوں سے مشغول رکھا۔پس یہ وہی دو رکعتیں تھیں (جو میں نے عصر کے بعد پڑھی تھیں)(بخاری و مسلم)

الفصل الثالث

عَنْ اَبِیْ بَصْرَۃَ الْغِفَارِیِّ ﷺقَالَ صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بِالْمُخَمَّصِ صَلٰوۃَ الْعَصْرِ فَقَالَ اِنَّ ھٰذِہِ الصَّلٰوۃَ عُرِضَتْ عَلٰی مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ فَضَیَّعُوْھَا فَمَنْ حَافَظَ عَلَیْھَا کَانَ لَهٗ اَجْرُہٗ مَرَّتَیْنِ وَلَا صَلٰوۃَ بَعْدَھَا حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّاھِدُ وَالشَّاھِدُ اَلنَّجْمُ (رَوَاہُ مُسْلِمٌ)6-422

عَنْ مُعَاوِیَةَ ؓ قَالَ اِنَّکُمْ لَتُصَلُّوْنَ صَلٰوۃً لَقَدْ صَحِبْنَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ فَمَا رَاَیْنَاہُ یُصَلِّیْھِمَا وَلَقَدْ نَھٰی عَنْھُمَا یَعْنِی الرَّکْعَتَیْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ.7-423

تیسری فصل

حضرت ابوبصرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی معظم ﷺ نے مخمص کے مقام پر ہمیں عصر کی نماز پڑھائی۔ بعد میں فرمایا کہ یہ نماز تم سے پہلے لوگوں کو دی گئی مگر انہوں نے اسکی محافظت نہ کی تو جو اسکی محافظت کرتا ہے اسکے لیے دہرا اجر ہے۔ اور عصر کے بعد شاہد کے طلوع ہو جانے تک کوئی نماز نہیں ہے۔ اور شاہد سے مراد ستارہ ہے۔ (مسلم)

حضرت معاویہ ؓ فرماتے ہیں کہ تم یہ جو نماز (عصر کے بعد دو رکعات) پڑھتے ہو ہم نے نبی اکرم ﷺ کی صحبت میں رہ کر آپ کو کبھی یہ دو رکعات پڑھتے نہیں دیکھا۔ بلکہ آپ ﷺ نے عصر کے بعد دو رکعات پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ (بخاری)

خلاصۂ باب

۱۔ زوال اور سورج کے طلوع ہونے اور غروب ہونے کے دورانیہ کے درمیان نماز پڑھنی منع ہے۔

۲۔ ان تین وقتوں میں فوت شدگان کو دفنانا جائز نہیں۔

۳۔ صبح کی نماز کے بعد سورج نکلنے اور عصر کی نماز کے بعد غروب آفتاب تک کوئی نماز نہیں۔

۴۔ ممنوع اوقات میں قضاء نماز ادا کی جا سکتی ہے۔



بَابُ الْجَمَاعَةِ وَفَضْلِهَا

جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا اور اس کی فضیلت

مسلمانوں کو منظم اور متحد رکھنے کے لئے اسلام نے اجتماعی زندگی پر بہت توجہ دی ہے تاکہ امت مسلمہ دنیا میں باوقار اور سر بلند رہے۔ پانچ وقت جماعت کے ساتھ نماز سے باہمی ہمدردی' ایک دوسرے کا خیال اور اجتماعیت کا بھر پور مظاہرہ ہونے کے ساتھ عبادت کرنے کا اجتماعی ماحول پیدا ہوتا ہے جس سے ایک دوسرے کو دیکھ کر باہمی ذوق وشوق میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس لئے آنحضرت ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ کندھے سے کندھا اور پاؤں سے پاؤں ملا کر کھڑے ہوا کرو۔ جمعہ' عیدین اور حج کا اجتماع عظیم انہی روحانی اور دنیاوی فوائد کے ترجمان ہیں۔

الفصل الاوّل

پہلی فصل

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلٰوةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلٰوةَ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَّعِشْرِيْنَ دَرَجَةً. (متفق عليه)1-424

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کا فرمان بیان کرتے ہیں کہ تنہا نماز پڑھنے سے جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا ستائیس درجے افضل ہے۔(بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ بِحَطَبٍ لِّيُحْطَبَ ثُمَّ اٰمُرَ بِالصَّلٰوةِ فَيُؤَذَّنَ لَهَا ثُمَّ اٰمُرَ رَجُلًا فَيَؤُمَّ النَّاسَ ثُمَّ اُخَالِفَ اِلٰى رِجَالٍ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَا يَشْهَدُوْنَ الصَّلٰوةَ فَاُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوْتَهُمْ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ يَعْلَمُ اَحَدُهُمْ اَنَّهٗ يَجِدُ عَرْقًا سَمِيْنًا اَوْ مِرْمَاتَيْنِ حَسَنَتَيْنِ لَشَهِدَ الْعِشَآءَ. (رواه البخاری ولمسلم نحوه.)2-425

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی محترم ﷺ نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میں نے ارادہ کیا تھا کہ میں حکم دوں کہ لکڑیاں جمع کی جائیں پھر اذان کا حکم دوں اور کسی کو لوگوں کی جماعت کروانے کی ذمہ داری سونپوں پھر میں لوگوں کا محاسبہ کروں۔ دوسرے مقام پر آپ ﷺ کا یہ ارشاد ہے کہ جو لوگ جماعت کے ساتھ نماز نہیں پڑھتے میں ان کے گھروں کو جلا کر راکھ کا ڈھیر بنا دوں۔ اللہ کی قسم! اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ انہیں عشاء کی جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے پر موٹی ہڈی یا دو پائے مل جائیں گے تو وہ عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کریں۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْهُ قَالَ اَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ اَعْمٰى فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهٗ لَيْسَ لِيْ قَائِدٌ يَقُوْدُنِيْ اِلَى الْمَسْجِدِ فَسَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يُّرَخِّصَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی اس حدیث کے بیان کرنے والے ہیں کہ ایک نابینا شخص آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتا ہے کہ میرے پاس کوئی راہنما نہیں جو مجھے مسجد تک

لَهُ فَيُصَلِّيَ فِيْ بَيْتِهٖ فَرَخَّصَ لَهُ فَلَمَّا وَلّٰى دَعَاهُ فَقَالَ هَلْ تَسْمَعُ النِّدَآءَ بِالصَّلٰوةِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاَجِبْ. (مسلم) 3-426

لے آئے۔ اس لئے مجھے اپنے گھر میں ہی نماز پڑھنے کی اجازت عنایت فرمائیں۔ آپ ﷺ نے اسے اجازت عطا فرمادی، جب وہ پلٹ رہا تھا تو آپ ﷺ نے اسے آواز دے کر پوچھا کہ تمہیں اذان کی آواز سنائی دیتی ہے؟ اس نے عرض کیا جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنا ہوگی۔ (مسلم)

فہم الحدیث

جماعت سے رخصت چاہنے والی یہ شخصیت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے آپ ﷺ کے رشتہ دار مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن اُمّ مکتوم رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ کا اجازت دے کر واپس لینا اس بات کا بین ثبوت ہے کہ شرعی عذر کے بغیر آدمی کو نماز گھر میں نہیں پڑھنی چاہئے اور یہ بات بھی ذہن میں رکھنی چاہیئے کہ اس زمانے میں لاؤڈ سپیکر ایجاد نہیں ہوئے تھے اس لئے اگر کسی نابینا آدمی کا گھر مسجد سے اتنا دور ہو کہ مؤذن کی فطری آواز وہاں تک نہیں پہنچتی۔ اس آدمی کے لئے گھر میں نماز پڑھنے کی گنجائش ہوسکتی ہے۔ ابن مکتوم کا اذان سننا اس بات کی دلیل ہے کہ ان کا گھر مسجد سے زیادہ دور نہیں تھا جس کی وجہ اجازت منسوخ کردی۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهُ اَذَّنَ بِالصَّلٰوةِ فِيْ لَيْلَةٍ ذَاتِ بَرْدٍ وَّرِيْحٍ ثُمَّ قَالَ اَلَا صَلُّوْا فِي الرِّحَالِ ثُمَّ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَاْمُرُ الْمُؤَذِّنَ اِذَا كَانَتْ لَيْلَةٌ ذَاتُ بَرْدٍ وَّمَطَرٍ يَّقُوْلُ اَلَا صَلُّوْا فِي الرِّحَالِ. (متفق علیه) 4-427

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سخت سردی اور تیز ہوا کے موسم میں ایک رات اذان کہی پھر اعلان کیا لوگو! تمہیں اپنے گھروں میں نماز ادا کرلینی چاہئے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے بارش اور سخت سردی کی رات میں مؤذن کو ایسا اعلان کرنے کا حکم دیا تھا۔ کہ وہ اذان میں یہ کلمات کہے کہ لوگو تمہیں اپنے گھروں میں نماز ادا کرلینی چاہیے۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا وُضِعَ عَشَآءُ اَحَدِكُمْ وَاُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَابْدَءُوْا بِالْعَشَآءِ وَلَا يَعْجَلْ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْهُ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُوْضَعُ لَهُ الطَّعَامُ وَتُقَامُ الصَّلٰوةُ فَلَا يَاْتِيْهَا حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْهُ وَاِنَّهُ لَيَسْمَعُ قِرَآءَةَ الْاِمَامِ. (متفق علیه) 5-428

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ہی یہ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا جب تم میں کسی کے سامنے عشاء کا کھانا رکھا جائے اور اس کے ساتھ ہی نماز کی اقامت ہوجائے تو وہ سیر ہوکر کھانا تناول کرنے کے بعد نماز ادا کرے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے بسا اوقات کھانا پیش ہوتا تو وہ امام کی قرأت سننے کے باوجود سیر ہوکر کھانا کھالیا کرتے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا قَالَتْ سَمِعْتُ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے رسول

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَا صَلٰوةَ بِحَضْرَةِ الطَّعَامِ وَلَا هُوَ يُدَافِعُهُ الْاَخْبَثَانِ. (مسلم)6-429

کریم ﷺ سے یہ ارشاد سنا کہ کھانے کی موجودگی اور پیشاب پاخانے کی حاجت میں نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔ (مسلم)

فہم الحدیث

آپ ﷺ کے جن ارشادات میں کھانے کی موجودگی اور پیشاب، پاخانے کے وقت نماز نہ پڑھنے کا ذکر ہوا ہے اس سے مراد آدمی کی وہ کیفیت ہے کہ اگر وہ اس ضرورت کو پورا نہ کرے تو اس کی توجہ نماز کی طرف مبذول نہ ہوسکے گی ایسی صورت میں رخصت دی جارہی ہے کہ پہلے اپنی شدت کی حاجت کو پورا کرے تا کہ فراغت کے بعد وہ سکون کے ساتھ نماز ادا کر سکے۔ محض لذت کے لئے کھانے کو ترجیح دینے والے شخص کو اس اجازت سے غلط فائدہ نہیں اٹھانا چاہئے۔ حضرت ابو ہریرہ ﷺ کی روایت پر ان لوگوں کو خصوصی طور پر توجہ کرنی چاہئے جو فرض جماعت کی موجودگی میں صبح کی سنتیں یا دوسرے نوافل پڑھ رہے ہوتے ہیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا صَلٰوةَ اِلَّا الْمَكْتُوْبَةَ. (مسلم)7-430

حضرت ابو ہریرہ ﷺ روایت کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے فرمایا فرض نماز کھڑی ہونے کی صورت میں کوئی دوسری نماز نہیں ہوتی۔ (مسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اسْتَاذَنَتِ امْرَاَةُ اَحَدِكُمْ اِلَى الْمَسْجِدِ فَلَا يَمْنَعَنَّهَا. (متفق عليه)8-431

حضرت عبداللہ بن عمر ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا جب خواتین تم سے مسجد جانے کی اجازت طلب کریں تو انہیں نہ روکا جائے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ زَيْنَبَ امْرَاَةِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ قَالَتْ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا شَهِدَتْ اِحْدٰكُنَّ الْمَسْجِدَ فَلَا تَمَسَّ طِيْبًا. (مسلم)9-432

حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ کی زوجہ مکرمہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں نبی محترم ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی عورت مسجد میں آئے تو اسے خوشبو نہیں لگانی چاہئے۔ (مسلم)

فہم الحدیث

بخور استعمال کرنے والی عورت کو عشاء کی نماز مسجد میں پڑھنے کی اجازت نہیں ہے۔ بخور اس زمانے کی ایک تیز خوشبو کا نام تھا جس کے دھوئیں سے بھی لوگ اپنے دماغ کو معطر کیا کرتے۔ لہٰذا خوشبو لگا کر عورت کو مسجد یا بازار میں نہیں جانا چاہیے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَيُّمَا امْرَاَةٍ اَصَابَتْ بَخُوْرًا فَلَا تَشْهَدْ مَعَنَا الْعِشَاءَ الْاٰخِرَةَ. (مسلم)10-433

حضرت ابو ہریرہ ﷺ ذکر کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو عورت 'بخور' خوشبو استعمال کرے وہ ہمارے ساتھ عشاء کی نماز نہ پڑھے۔ (مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ لَقَدْ رَاَيْتُنَا وَمَا يَتَخَلَّفُ عَنِ الصَّلٰوةِ اِلَّا مُنَافِقٌ قَدْ عُلِمَ نِفَاقُهُ اَوْ مَرِيْضٌ اِنْ كَانَ الْمَرِيْضُ لَيَمْشِيْ بَيْنَ رَجُلَيْنِ حَتّٰى يَأْتِيَ الصَّلٰوةَ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلَّمَنَا سُنَنَ الْهُدٰى وَاِنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدٰى اَلصَّلٰوةَ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِيْ يُؤَذَّنُ فِيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَّلْقَى اللّٰهَ غَدًا مُسْلِمًا فَلْيُحَافِظْ عَلٰى هٰؤُلَاءِ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ حَيْثُ يُنَادٰى بِهِنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ شَرَعَ لِنَبِيِّكُمْ سُنَنَ الْهُدٰى وَاِنَّهُنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدٰى وَلَوْ اَنَّكُمْ صَلَّيْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ كَمَا يُصَلِّيْ هٰذَا الْمُتَخَلِّفُ فِيْ بَيْتِهٖ لَتَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ وَلَوْ تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ لَضَلَلْتُمْ وَمَا مِنْ رَجُلٍ يَتَطَهَّرُ فَيُحْسِنُ الطُّهُوْرَ ثُمَّ يَعْمِدُ اِلٰى مَسْجِدٍ مِّنْ هٰذِهِ الْمَسَاجِدِ اِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بِكُلِّ خُطْوَةٍ يَّخْطُوْهَا حَسَنَةً وَّرَفَعَهٗ بِهَا دَرَجَةً وَحَطَّ عَنْهُ بِهَا سَيِّئَةً وَلَقَدْ رَاَيْتُنَا وَمَا يَتَخَلَّفُ عَنْهَا اِلَّا مُنَافِقٌ مَّعْلُوْمُ النِّفَاقِ وَلَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ يُؤْتٰى بِهٖ يُهَادٰى بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ حَتّٰى يُقَامَ فِي الصَّفِّ. (مسلم)434-11

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اپنا مشاہدہ ذکر کرتے ہیں کہ جماعت سے منافق اور سخت مریض لوگ ہی پیچھے رہا کرتے تھے۔ ورنہ کوئی مریض لوگوں کے سہارے پر چل سکتا ہو تو وہ ضرور جماعت کے ساتھ نماز ادا کرتا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن ہدایت کے راستوں کی ہمیں رہنمائی فرمائی ان میں ایک یہ ہے کہ اذان سن کر نماز مسجد میں ادا کی جائے دوسری روایت میں ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ میں آنے والے وقت میں مسلمان ہونے کی حیثیت سے اللہ تعالی سے ملاقات کا شرف پاؤں تو اذان سن کر وہ جماعت کے ساتھ پانچ نمازوں کی پابندی کرے۔ یقیناً اللہ نے تمہارے نبی محترم پر ہدایت کے راستوں کو کھول دیا ہے۔ اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا اللہ کی ہدایت کے راستوں میں سے ایک راستہ ہے۔ اگر تم اپنے گھروں میں نماز پڑھتے رہے۔ جسطرح منافق اپنے گھروں میں پڑھتے ہیں تو تم نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کو چھوڑ دو گے۔ اور اگر تم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کو چھوڑ دیا تو لازماً گمراہ ہو جاؤ گے۔ جو شخص بھی اچھی طرح وضو کر کے مساجد میں سے کسی ایک مسجد میں نماز کے لیے جاتا ہے تو اس کے ہر قدم کے بدلے اس کے گناہ معاف، نیکیوں میں اضافہ اور اس کے درجات بلند ہو جاتے ہیں۔ ہم نے دیکھا ہے معروف منافق ہی نماز سے پیچھے رہتے تھے جب کہ مخلص مسلمان دو آدمیوں کے سہارے چل کر جماعت کے ساتھ نماز پڑھتا تھا۔ (مسلم)

عَنْ اَبِي الشَّعْثَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ خَرَجَ رَجُلٌ مِّنَ الْمَسْجِدِ بَعْدَ مَا اُذِّنَ فِيْهِ فَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَمَّا هٰذَا فَقَدْ عَصٰى اَبَاالْقَاسِمِ صلی اللہ علیہ وسلم. (مسلم)435-12

جناب ابوشعثاء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو اذان کے بعد مسجد سے نکلتے ہوئے دیکھا تو فرمایا اس آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی ہے۔ (مسلم)

عَنْ اُمِّ الدَّرْدَآءِ رضی اللہ عنہا قَالَتْ دَخَلَ عَلَیَّ اَبُو الدَّرْدَآءِ وَهُوَ مُغْضَبٌ فَقُلْتُ مَا اَغْضَبَکَ قَالَ وَاللّٰهِ مَا اَعْرِفُ مِنْ اَمْرِ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ ﷺ شَيْئًا اِلَّا اَنَّهُمْ يُصَلُّوْنَ جَمِيْعًا. (بخاری)13-436

حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں ایک دن میرے خاوند ابو درداء رضی اللہ عنہ غصہ کی حالت میں گھر تشریف لائے تو میں نے عرض کیا آپ اس قدر ناراض کیوں ہیں؟ تو وہ قسم اٹھا کر فرمانے لگے کہ میں امت محمدیہ ﷺ میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے سوا باقی کاموں کا فقدان دیکھ رہا ہوں۔(بخاری)

عَنْ بِلَالِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَمْنَعُوا النِّسَاءَ حُظُوْظَهُنَّ مِنَ الْمَسَاجِدِ اِذَا اسْتَاذَنَّكُمْ فَقَالَ بِلَالٌ وَّاللّٰهِ لَنَمْنَعُهُنَّ فَقَالَ لَهُ عَبْدُاللّٰهِ اَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَتَقُوْلُ اَنْتَ لَنَمْنَعُهُنَّ وَفِيْ رِوَايَةِ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ فَاَقْبَلَ عَلَيْهِ عَبْدُاللّٰهِ فَسَبَّهُ سَبًّا مَّا سَمِعْتُهُ مِثْلَهُ قَطُّ وَقَالَ اُخْبِرُكَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَتَقُوْلُ وَاللّٰهِ لَنَمْنَعُهُنَّ. (مسلم)437-14

حضرت بلال بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا جب تم سے عورتیں مسجد میں جانے کی اجازت طلب کریں تو تم عورتوں کو مساجد کے اجر وثواب سے محروم نہ کرو۔ بلال نے کہا اللہ کی قسم ہم ان کو ضرور روکیں گے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں کہتا ہوں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے تو کہتا ہے ہم ان کو ضرور روکیں گے۔ ایک دوسری روایت میں حضرت سالم اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ پھر حضرت عبداللہ ان کی جانب متوجہ ہوئے اور ان کو ایسی سنائیں جس طرح کی میں نے پہلے کبھی نہیں سنی تھی اور فرمایا میں تجھے رسول معظم ﷺ کی حدیث بتاتا ہوں اور تو کہتا ہے اللہ کی قسم ہم ان کو روکیں گے۔(مسلم)

خلاصہ باب

۱۔ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے ستائیس نمازوں کا ثواب ملتا ہے اور باہم ہمدردی میں اضافہ ہوتا ہے۔

۲۔ شرعی عذر کے بغیر گھر میں نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔

۳۔ فرض جماعت کی موجودگی میں سنتوں سمیت کوئی نماز نہیں ہوتی۔

۴۔ خوشبو لگا کر عورت کو مسجد میں نہیں آنا چاہیے۔

۵۔ اذان کے بعد بلا شرعی عذر مسجد سے نکلنا گناہ ہے۔



بَابُ تَسْوِيَةِ الصَّفِّ

صف بندی کی اہمیت

نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد فرمانا کہ میں نماز کی حالت میں تمہیں پیچھے سے دیکھتا ہوں محدثین نے ان الفاظ کی مختلف تشریحات کی ہیں بعض کا نقطہء نظر یہ ہے کہ آپ ﷺ مہر نبوت کے ذریعے دیکھا کرتے تھے لیکن کچھ اہل علم اس کی تشریح کرتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ وحی کے ذریعے نماز میں صحابہ کی حرکات وسکنات سے آپ کو آگاہ فرما دیتا تھا۔ جس کی بنا پر نماز کی ادائیگی میں ہونے والی کمزوریوں سے آپ ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہم کو آگاہ فرماتے تھے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ صف بندی نماز کا حصہ ہے۔ آپ ﷺ نماز شروع کرنے سے پہلے صفیں درست کروایا کرتے تھے۔ اس لئے امام کا فرض ہے کہ وہ نمازیوں کو صف صحیح کرنے کی تلقین کرتا رہے۔ نبی کریم ﷺ صف بندی کرنے والوں کے لئے دعا فرماتے اور صفیں درست نہ کرنے والوں کے بارے میں فرمایا اس طرح ان کے دل ایک دوسرے سے دور ہو جائیں گے۔

الفصل الاوّل

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُسَوِّيْ صُفُوْفَنَا حَتّٰى كَاَنَّمَا يُسَوِّيْ بِهَا الْقِدَاحَ حَتّٰى رَاٰى اَنَّا قَدْ عَقَلْنَا عَنْهُ ثُمَّ خَرَجَ يَوْمًا فَقَامَ حَتّٰى كَادَ اَنْ يُّكَبِّرَ فَرَاٰى رَجُلًا بَادِيًا صَدْرُهٗ مِنَ الصَّفِّ فَقَالَ عِبَادَ اللّٰهِ لَتُسَوُّنَّ صُفُوْفَكُمْ اَوْلَيُخَالِفَنَّ اللّٰهُ بَيْنَ وُجُوْهِكُمْ. (مسلم) 1-438

پہلی فصل

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول محترم ﷺ ہماری صفوں کو اس طرح درست کرتے جیسے تیر کے ساتھ سیدھا کیا جا رہا ہو۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ نے دیکھ لیا کہ ہم نے صف بندی کرنا سیکھ لیا ہے۔ پھر ایک دن نکلے تکبیر ہونے ہی والی تھی۔ آپ ﷺ نے ملاحظہ فرمایا کہ ایک شخص کا سینہ صف سے آگے نکلا ہوا ہے۔ ارشاد فرمایا کہ اے اللہ کے بندو! صفوں کو درست کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں اختلاف پیدا کر دے گا۔ (مسلم)

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَاَقْبَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِوَجْهِهٖ فَقَالَ اَقِيْمُوْا صُفُوْفَكُمْ وَتَرَاصُّوْا فَاِنِّيْ اَرٰكُمْ مِّنْ وَّرَآءِ ظَهْرِيْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَفِي الْمُتَّفَقِ عَلَيْهِ قَالَ اَتِمُّوا الصُّفُوْفَ فَاِنِّيْ اَرٰكُمْ مِّنْ وَّرَآءِ ظَهْرِيْ. 2-439

حضرت انس رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں کہ نماز کی اقامت ہو چکی تھی۔ آپ ﷺ نے ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ صفیں سیدھی کرو اور باہم مل کر کھڑے ہوا کرو۔ کیونکہ میں اپنے عقب سے بھی تمہیں دیکھتا ہوں۔ (بخاری) ایک دوسری روایت میں ہے کہ صفوں کو مکمل کرو میں تمہیں اپنے عقب سے دیکھتا ہوں۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَوُّوْا

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی رسول کریم ﷺ کے اس فرمان

صُفُوْفَكُمْ فَاِنَّ تَسْوِيَةَ الصُّفُوْفِ مِنْ اِقَامَةِ الصَّلٰوةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ اِلَّا اَنَّ عِنْدَ مُسْلِمٍ مِنْ تَمَامِ الصَّلٰوةِ.440-3

کو بیان کرتے ہیں کہ صفوں کو برابر کیا کرو۔ کیونکہ صف بندی نماز کا حصہ ہے۔ امام مسلم نے آپ کے یہ الفاظ نقل کئے ہیں اس طرح نماز کی تکمیل ہوتی ہے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدِنِ الْاَنْصَارِیِّ ؓ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَمْسَحُ مَنَاکِبَنَا فِی الصَّلٰوةِ وَیَقُوْلُ اسْتَوُوْا وَلَا تَخْتَلِفُوْا فَتَخْتَلِفَ قُلُوْبُکُمْ لِیَلِنِیْ مِنْکُمْ اُوْلُوا الْاَحْلَامِ وَالنُّهٰی ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ قَالَ اَبُوْ مَسْعُوْدٍ فَاَنْتُمُ الْیَوْمَ اَشَدُّ اخْتِلَافًا. (مسلم) 4-441

حضرت ابومسعود انصاری ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نماز سے پہلے ہمارے کندھوں کو سیدھا کرتے ہوئے فرمایا کرتے تھے برابر ہو جاؤ، درمیانی فاصلہ ختم کرو، ورنہ تمہارے دلوں میں فاصلے پیدا ہو جائیں گے۔ میرے قریب دین کا فہم رکھنے والے لوگ کھڑے ہوں پھر دوسرے اور پھر تیسرے درجے کے لوگ۔ حضرت ابومسعود ؓ فرماتے ہیں کہ آج تم میں زبردست اختلافات پائے جاتے ہیں۔ (مسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِیَلِنِیْ مِنْکُمْ اُوْلُوالْاَحْلَامِ وَالنُّهٰی ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ ثَلٰثًا وَّاِیَّاکُمْ وَهَیْشَاتِ الْاَسْوَاقِ.(مسلم)442-5

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا میرے نزدیک سمجھ دار کھڑے ہوا کریں پھر دوسرے اور پھر تیسرے درجے کے۔ آپ ﷺ نے تین دفعہ ان الفاظ کا تکرار فرمایا اور بازاروں جیسے شوروغل سے مسجدوں کو بچاؤ۔ (مسلم)

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ ؓ قَالَ رَاٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْ اَصْحَابِهٖ تَاَخُّرًا فَقَالَ لَهُمْ تَقَدَّمُوْا وَأْتَمُّوْا بِیْ وَلْیَاْتَمَّ بِکُمْ مَنْ بَعْدَکُمْ لَایَزَالُ قَوْمٌ یَتَاَخَّرُوْنَ حَتّٰی یُؤَخِّرَهُمُ اللّٰهُ.(مسلم)443-6

حضرت ابوسعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے کچھ لوگوں کو اگلی صف سے پیچھے کھڑے ہوئے دیکھا تو فرمایا میری اقتدا کرتے ہوئے آگے ہو کر کھڑے ہو اور بعد میں آنے والے تمہارے پیچھے کھڑے ہوں۔ جو لوگ جان بوجھ کر پیچھے کھڑے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ بھی ان کو پیچھے ہی رہنے دے گا۔ (مسلم)

عَنْ جَابِرِبْنِ سَمُرَةَ ؓ قَالَ خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَرَاٰنَا حِلَقًا فَقَالَ مَالِیْ اَرٰکُمْ عِزِیْنَ ثُمَّ خَرَجَ عَلَیْنَا فَقَالَ اَلَا تَصُفُّوْنَ کَمَا تَصُفُّ الْمَلٰئِکَةُ عِنْدَ رَبِّهَا فَقُلْنَا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ

حضرت جابر بن سمرہ ؓ ذکر کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول کریم ﷺ تشریف لائے اور ہم مختلف حلقوں میں بیٹھے ہوئے تھے تو فرمایا کہ میں تمہیں کس حال میں دیکھ رہا ہوں اور پھر سامنے آکر فرمایا کہ جس طرح ملائکہ اپنے رب کے حضور صف

وَكَيْفَ تَصُفُّ الْمَلٰئِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا قَالَ يُتِمُّوْنَ الصُّفُوْفَ الْاُوْلٰى وَيَتَرَآصُّوْنَ فِي الصَّفِّ. (مسلم)7-444

بندی کرتے ہیں تم ایسا کیوں نہیں کرتے؟ ہم نے عرض کیا کہ اللہ کے رسول ملائکہ اپنے رب کے حضور کس طرح صف بندی کرتے ہیں؟ ارشاد ہوا کہ وہ پہلی صفوں کو مکمل کرنے کے ساتھ صف میں ایک دوسرے کے ساتھ مل کر کھڑے ہوتے ہیں۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَيْرُ صُفُوْفِ الرِّجَالِ اَوَّلُهَا وَشَرُّهَا اٰخِرُهَا وَخَيْرُ صُفُوْفِ النِّسَآءِ اٰخِرُهَا وَشَرُّهَا اَوَّلُهَا. (مسلم)8-445

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ مردوں کے لئے پہلی صف بہتر ہے اور آخری صف فتنے کا باعث ہے جبکہ عورتوں کی آخری صف افضل اور ان کا پہلی صف میں کھڑا ہونا شر کا باعث ہے۔(مسلم)

فہم الحدیث

ان احادیثِ مبارکہ میں مردوں کو اس بات کی ترغیب دی گئی ہے کہ وہ اگلی صفوں میں کھڑے ہوا کریں اور اس میں بھی یہ امتیاز ہو کہ امام کے پیچھے دین کی سمجھ بوجھ بالخصوص ایسا شخص کھڑا ہو جو لقمہ دینے کی صلاحیت رکھتا ہو حادثاتی ضرورت میں امامت کروا سکے۔ اسلام کے ابتدائی دور میں عورتیں بھی جماعت کے ساتھ نماز پڑھتی تھیں۔ لہٰذا آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے۔ کہ عورتوں کو پچھلی صف میں کھڑا ہونا چاہیے۔ تاکہ اخلاقی کمزوریوں سے محفوظ رہیں۔ افسوس عالمِ اسلام نے اس سنت کو چھوڑ دیا ہے۔ جس کی وجہ مسلمانوں کا ایک کثیر حصہ عورتوں کی شکل میں اسلامی تعلیمات سے بے بہرہ ہو چکا ہے۔

خلاصۂ باب

ا۔ دو آدمیوں کی صورت میں امام بائیں اور مقتدی امام کے برابر دائیں جانب کھڑا ہوگا۔ ۲۔ دو آدمیوں کی صورت میں بعض لوگ مقتدی کو حکم دیتے ہیں کہ وہ امام سے قدرے پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو اس کی کوئی دلیل نہیں۔ ۳۔ عورتیں مردوں کی صف میں کھڑی ہونے کے بجائے الگ صف میں کھڑی ہوں۔ چاہے وہ محرم ہی کیوں نہ ہوں۔ ۴۔ صف میں مل کر کھڑا ہونا چاہیے۔ ۵۔ صفیں سیدھی ہونی چاہئیں۔ ۶۔ امام کو صفوں کی درستی کروانی چاہیے۔ ۷۔ اہل علم حضرات کو پہلی صف میں امام کے قریب کھڑا ہونا چاہیے۔ اس لیے ان کا فرض ہے کہ دوسرے نمازیوں سے پہلے مسجد میں آنے کی کوشش کیا کریں۔



بَابُ الْمَوْقِف

امام کہاں کھڑا ہو

الفصل الاوّل

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ بِتُّ فِيْ بَيْتِ خَالَتِيْ مَيْمُوْنَةَ رضى الله عنها فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ فَقُمْتُ عَنْ يَّسَارِهٖ فَاَخَذَ بِيَدِيْ مِنْ وَّرَآءِ ظَهْرِهٖ فَعَدَلَنِيْ كَذَالِكَ مِنْ وَّرَآءِ ظَهْرِهٖ اِلَى الشِّقِّ الْاَيْمَنِ.(متفق عليه)446-1

عَنْ جَابِرٍ ؓ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِيُصَلِّيَ فَجِئْتُ حَتّٰى قُمْتُ عَنْ يَّسَارِهٖ فَاَخَذَ بِيَدِيْ فَاَدَارَنِيْ حَتّٰى اَقَامَنِيْ عَنْ يَّمِيْنِهٖ ثُمَّ جَاءَ جَبَّارُبْنُ صَخْرٍ فَقَامَ عَنْ يَّسَارِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاَخَذَ بِيَدَيْنَا جَمِيْعًا فَدَفَعَنَا حَتّٰى اَقَامَنَا خَلْفَهٗ.(مسلم)447-2

عَنْ اَنَسٍ ؓ قَالَ صَلَّيْتُ اَنَا وَيَتِيْمٌ فِيْ بَيْتِنَا خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ وَاُمُّ سُلَيْمٍ خَلْفَنَا (مسلم)448-3

وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلّٰى بِهٖ وَبِاُمِّهٖ اَوْ خَالَتِهٖ قَالَ فَاَقَامَنِيْ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَاَقَامَ الْمَرْاَةَ خَلْفَنَا.(مسلم)449-4

عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ ؓ اَنَّهُ انْتَهٰى اِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ رَاكِعٌ فَرَكَعَ قَبْلَ اَنْ يَّصِلَ اِلَى الصَّفِّ ثُمَّ مَشٰى اِلَى الصَّفِّ فَذَكَرَ ذَالِكَ لِلنَّبِيِّ

پہلی فصل

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں رات بسر کی جب رسول کریم ﷺ تہجد کی نماز ادا کرنے لگے تو میں آپ کے بائیں جانب کھڑا ہوا آپ نے اپنے ہاتھ سے پچھلی طرف سے مجھے پکڑتے ہوئے اپنے پیچھے سے ہی اپنی دائیں جانب کھڑا کیا۔(بخاری ومسلم)

حضرت جابر ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نماز ادا کر رہے تھے میں آ کر آپ کی بائیں جانب کھڑا ہوا آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر پیچھے سے گھما کر مجھے دائیں جانب کھڑا کر دیا اس کے بعد حضرت جبار بن صخر ؓ آپ کی بائیں جانب آ کر کھڑے ہوئے۔آپ نے ہم دونوں کے ہاتھوں کو پکڑتے ہوئے اپنے پیچھے کھڑا کر لیا۔(مسلم)

حضرت انس ؓ اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور ایک یتیم اپنے گھر نبی اکرم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے تو میری والدہ ام سلیم ہمارے پیچھے آ کر نماز پڑھنے لگیں۔(مسلم)

حضرت انس ؓ ہی یہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے مجھے اور میری والدہ یا خالہ کو نماز پڑھائی۔ مجھے دائیں جانب اور خاتون کو میرے پیچھے کھڑا کیا۔(مسلم)

حضرت ابی بکرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کے ہاں پہنچا تو آپ رکوع کی حالت میں تھے۔میں صف میں شامل ہونے سے پہلے ہی رکوع کی حالت میں ہو گیا

ﷺ فَقَالَ زَادَکَ اللّٰهُ حِرْصًا وَّلَا تَعُدْ. (بخاری)450-5

پھر اسی حالت میں قدم اٹھا کر صف میں شامل ہوا جب نبی مکرم ﷺ کے سامنے اس کا ذکر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تیرے شوق میں اضافہ کرے دوبارہ ایسا نہیں کرنا۔(بخاری)

فہم الحدیث

ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے اگر کوئی اکیلا شخص فرض یا نفل نماز ادا کر رہا ہو تو آنے والے شخص کو امام کے بائیں جانب کھڑے ہونے کے بجائے دائیں جانب کھڑا ہونا چاہیے۔ اگر مقتدی ایک مرد اور دوسری عورت ہو تو مرد امام کے دائیں جانب اور عورت ان کے پیچھے کھڑی ہوگی۔

دوسرا مسئلہ یہ واضح ہوا کہ رکوع میں ملنے سے رکعت نہیں ہوتی کیونکہ اس طرح فاتحہ اور قیام جو کہ رکعت کے لئے لازم ہیں فوت ہو جاتے ہیں اس لئے آپ ﷺ نے حضرت ابوبکرہ ؓ کو آئندہ ایسا کرنے سے روک دیا تھا لیکن قربان جائیں بعض علماء کی علمی موشگافیوں پر کہ جو یہ کہتے ہوئے رکوع میں ملنے کی رکعت کو شمار کرتے ہیں کہ اگر قیام اور فاتحہ لازم ہوتے تو آپ ﷺ اس کو یہ رکعت دوہرانے کا حکم صادر فرماتے۔ ایسے لوگ یہ بھول جاتے ہیں کہ اس صحابی کو تو پہلے اس مسئلے کا علم نہیں تھا جس کی وجہ سے آپ نے رکعت کے پڑھنے کا حکم دینے کے بجائے آئندہ کے لئے منع کر دیا ہے۔

دوسری یہ بات عیاں ہوئی کہ آپ ﷺ کے دورِ مبارک میں نماز کے لیے دیر سے آنے کا تصور ہی نہیں تھا کیونکہ اس صورت میں مردوں کا اگلی صفوں میں اور عورتوں کا پچھلی صفوں میں ہونے کا اہتمام نہیں کیا جا سکتا۔

الفصل الثانی

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِنِ السَّاعِدِيِّ اَنَّهُ سُئِلَ مِنْ اَيِّ شَيْءٍ الْمِنْبَرُ فَقَالَ هُوَ مِنْ اَثْلِ الْغَابَةِ عَمِلَهُ فُلَانٌ مَوْلٰى فُلَانَةَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَقَامَ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ عُمِلَ وَوُضِعَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَكَبَّرَ وَقَامَ النَّاسُ خَلْفَهُ فَقَرَأَ وَرَكَعَ وَرَكَعَ النَّاسُ خَلْفَهُ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ رَجَعَ الْقَهْقَرٰى فَسَجَدَ عَلَى الْاَرْضِ ثُمَّ عَادَ اِلَى الْمِنْبَرِ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ رَجَعَ الْقَهْقَرٰى حَتّٰى سَجَدَ بِالْاَرْضِ هٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ. وَفِي الْمُتَّفَقِ عَلَيْهِ نَحْوَهُ وَفِيْ اٰخِرِهِ فَلَمَّا فَرَغَ اَقْبَلَ

دوسری فصل

حضرت سہل بن سعد الساعدی ؓ سے پوچھا گیا کہ منبر رسول کس چیز کا بنا ہوا تھا تو انہوں نے فرمایا اس کو فلاں عورت کے غلام نے نبی محترم ﷺ کے لیے جھاؤ کے درخت سے تیار کیا تھا۔ جب منبر بنا کر مسجد میں رکھ دیا گیا تو آپ ﷺ قبلہ کی طرف متوجہ ہوئے اور تکبیر کہی اور لوگ بھی آپ کے پیچھے کھڑے ہوئے آپ نے قرأت کی اور رکوع کیا لوگوں نے بھی آپ کے پیچھے رکوع کیا پھر آپ نے اپنا سر مبارک رکوع سے اٹھایا پھر آپ ہٹے اور زمین پر سجدہ کیا پھر منبر پر چڑھ گئے پھر رکوع کیا پھر سر اٹھایا پھر پیچھے ہٹے اور زمین پر سجدہ کیا۔(بخاری) بخاری اور مسلم کی متفق

روایت میں ایسے ہی بیان ہوا ہے لیکن اس کے آخر میں عَلَی النَّاسِ فَقَالَ یَاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّمَا صَنَعْتُ هٰذَا لِتَأْتَمُّوْا بِیْ وَ لِتَعْلَمُوْا صَلٰوتِیْ.451-6 ہے۔ نماز کے بعد آپ ﷺ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے لوگوں میں منبر پر اس لئے چڑھا کہ تم میری اقتدا میں نماز پڑھو اور میری نماز کو جان جاؤ۔

خلاصہ باب

۱۔ دو نمازی ہونے کی صورت میں مقتدی امام کے دائیں جانب کھڑا ہوگا۔

۲۔ عورتوں کو مردوں کے پیچھے الگ صف بنانی چاہیے۔

۳۔ صف میں شامل ہونے کیلئے دور سے رکوع میں جھکنا جائز نہیں۔

۴۔ فاتحہ اور قیام کے بغیر رکعت پوری نہیں ہوتی۔

۵۔ معمولی حرکت کرنے سے نماز ضائع نہیں ہوتی۔

۶۔ کسی وجہ سے ہاتھ کھول لیے جائیں تو نماز باطل نہیں ہوتی۔



بَابُ الْاِمَامَةِ

امامت کا معیار

نبی کریم ﷺ نے امامت کے کچھ اصول اور امام کی لیاقت کا ایک معیار قائم فرمایا ہے چاہے امام نوعمر ہو یا غلام سب سے پہلا اور بڑا اصول یہ ہے کہ وہ قرآن مجید کی تلاوت کا ماہر ہو۔ قرآنِ مجید کی تلاوت سے مراد اہل علم نے یہ لی ہے کہ وہ صرف فن قرأت سے ہی واقف نہ ہو بلکہ قرآن مجید کے فرائض اور احکامات کو اچھی طرح جانتا ہو۔ اگر تلاوت قرآن میں برابر ہوں تو جو سنت کو زیادہ جانتا ہو وہ جماعت کروائے گا اگر ان میں یکساں ہوں تو پہلے ہجرت کرنے والا امامت کا حقدار ہوگا۔ حسن اتفاق سے ان تینوں میں مساوی ہوں تو جو سب سے معمر ہو مصلے پر کھڑا ہوگا۔

الفصل الاوّل

پہلی فصل

عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَؤُمُّ الْقَوْمَ اَقْرَاُهُمْ لِکِتَابِ اللّٰهِ فَاِنْ کَانُوْا فِی الْقِرَآءَةِ سَوَآءً فَاَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ فَاِنْ کَانُوْ فِی السُّنَّةِ سَوَآءً فَاَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً فَاِنْ کَانُوْا فِی الْهِجْرَةِ سَوَآءً فَاَقْدَمُهُمْ سِنًّا وَّلَا یَؤُمَّنَّ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فِیْ سُلْطَانِهٖ وَلَا یَقْعُدُ فِیْ بَیْتِهٖ عَلٰی تَکْرِمَتِهٖ اِلَّا بِاِذْنِهٖ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِیْ رِوَایَةٍ لَّهٗ وَلَا یَؤُمَّنَّ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فِیْ اَهْلِهٖ. 452-1

حضرت ابو مسعود ؓ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے حکم فرمایا لوگوں کی امامت وہ شخص کروائے جو قرآنِ مجید پر زیادہ عبور رکھتا ہو۔ اگر وہ قرآن کی تلاوت میں برابر ہوں تو سنت کو زیادہ جاننے والا امامت کروائے اگر سنت کو جاننے میں برابر ہوں تو جس نے سب سے پہلے ہجرت کی ہو وہ ان کا امام بنے گا۔ اگر ہجرت کرنے میں سب برابر ہوں تو معمر آدمی کو امامت کا حق ہوگا۔ کوئی شخص امام کے مصلّے اور کسی آدمی کے گھر میں اس کی مسند پر بلا اجازت بیٹھنے کی کوشش نہ کرے۔ مسلم کی دوسری روایت میں آپ کے یہ الفاظ نقل ہوئے ہیں کوئی شخص دوسرے کے مقتدیوں کی جماعت نہ کروائے (اس سے مراد بلا اجازت امامت کروانا ہے۔)

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا کَانُوْا ثَلٰثَةً فَلْیَؤُمَّهُمْ اَحَدُهُمْ وَاَحَقُّهُمْ بِالْاِمَامَةِ اَقْرَاُهُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ. 453-2

حضرت ابو سعید ؓ رسول مکرم ﷺ کا ارشاد بیان کرتے ہیں جب نمازی تین ہوں تو ایک ان میں جماعت کروائے اور جسے قرآن مجید زیادہ یاد ہے اسے امامت کا حق ہوگا۔ (مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ عَمْرِوبْنِ سَلَمَةَ ؓ قَالَ کُنَّا بِمَآءٍ النَّاسِ یَمُرُّ بِنَاالرُّکْبَانُ نَسْاَلُهُمْ مَا لِلنَّاسِ مَا هٰذَا

حضرت عمرو بن سلمہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ ایک ایک تالاب کے قریب لوگوں کی راہگزر کے ساتھ رہائش

الرَّجُلَ فَيَقُوْلُوْنَ يَزْعُمُ اَنَّ اللّٰهَ اَرْسَلَهُ اَوْحٰى اِلَيْهِ اَوْحٰى اِلَيْهِ كَذَا وَكُنْتُ اَحْفَظُ ذَالِكَ الْكَلَامَ فَكَاَنَّمَا يُغْرٰى فِيْ صَدْرِيْ وَكَانَتِ الْعَرَبُ تَلَوَّمُ بِاِسْلَامِهِمُ الْفَتْحَ فَيَقُوْلُوْنَ اتْرُكُوْهُ وَقَوْمَهُ فَاِنَّهُ اِنْ ظَهَرَ عَلَيْهِمْ فَهُوَ نَبِيٌّ صَادِقٌ فَلَمَّا كَانَتْ وَقْعَةُ الْفَتْحِ بَادَرَ كُلُّ قَوْمٍ بِاِسْلَامِهِمْ وَبَدَرَ اَبِيْ قَوْمِيْ بِاِسْلَامِهِمْ فَلَمَّا قَدِمَ قَالَ جِئْتُكُمْ وَاللّٰهِ مِنْ عِنْدِالنَّبِيِّ ﷺ حَقًّا فَقَالَ صَلُّوْا صَلٰوةَ كَذَا فِيْ حِيْنِ كَذَا وَصَلٰوةَ كَذَا فِيْ حِيْنِ كَذَا فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَلْيُؤَذِّنْ اَحَدُكُمْ فَلْيَؤُمَّكُمْ اَكْثَرُكُمْ قُرْاٰنًا فَنَظَرُوْا فَلَمْ يَكُنْ اَحَدٌ اَكْثَرُ قُرْاٰنًا مِّنِّيْ لِمَا كُنْتُ اَتَلَقّٰى مِنَ الرُّكْبَانِ فَقَدَّمُوْنِيْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَاَنَا ابْنُ سِتٍّ اَوْ سَبْعِ سِنِيْنَ وَكَانَتْ عَلَيَّ بُرْدَةٌ كُنْتُ اِذَا سَجَدْتُ تَقَلَّصَتْ عَنِّيْ فَقَالَتِ امْرَاَةٌ مِّنَ الْحَيِّ اَلَا تُغَطُّوْنَ عَنَّا اسْتَ قَارِئِكُمْ فَاشْتَرَوْا فَقَطَعُوْا لِيْ قَمِيْصًا فَمَا فَرِحْتُ بِشَيْءٍ فَرَحِيْ بِذَالِكَ الْقَمِيْصِ.(بخاری)3-454

پذیر تھے جب ہمارے پاس سے قافلے گزرتے تو ہم ان سے مکہ کے حالات وواقعات پوچھا کرتے تھے کہ یہ شخص کیسا ہے؟وہ جواب دیتے کہ وہ اللہ کے رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور یہ بھی کہتا ہے کہ مجھ پر فلاں فلاں وحی نازل ہوچکی ہے۔عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ان سے وہ آیات سن کر اپنے سینے میں جاگزیں کرلیا کرتا تھا۔ اورعرب کے لوگ فتح مکہ کے انتظار میں تھے اس لئے وہ کہتے اسے اوراس کے اصحاب کو اسی حالت میں چھوڑدیا جائے اگر وہ ان لوگوں پر غالب آگیا تو وہ سچا نبی ہوگا۔جب مکہ فتح ہوگیا تو لوگ اسلام قبول کرنے کے لئے جلدی کرنے لگے۔لیکن میرے والد اسلام قبول کرنے میں اپنی قوم سے سبقت لے گئے جب میرے والد آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر واپس آئے تو انہوں نے کہا کہ اللہ کی قسم یہ حقیقتاً اللہ کے نبی ہیں۔رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا کہ فلاں نماز کو فلاں وقت ادا کرو۔جب نماز کا وقت ہوجائے تو تم میں ایک شخص اذان کہے اور پھر وہ شخص جماعت کروائے جو قرآن مجید کو زیادہ جانتا ہو۔جب لوگوں نے اس بات کا جائزہ لیا تو مجھے ہی سب سے زیادہ قرآن مجید حفظ تھا کیونکہ میں مسافروں سے پوچھ پوچھ کر قرآن یاد کرلیا کرتا تھا۔تب انہوں نے مجھے اپنا امام بنایا اور میری عمر چھ سات سال کے قریب تھی اس وقت میرے اوپر ایک دھاری دار چادر تھی جب میں سجدہ کرتا تو بسااوقات جسم کا کچھ حصہ ننگا ہوجاتا یہاں تک کہ قبیلے کی ایک عورت نے کہہ دیا کہ تم اپنے امام کی شرم گاہ کیوں نہیں ڈھانپتے۔لوگوں نے کپڑا خرید کر میری قمیض سلوائی جسے پہننے سے مجھے بہت ہی زیادہ خوشی حاصل ہوئی۔(بخاری)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا قَدِمَ الْمُهَاجِرُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ الْمَدِيْنَةَ كَانَ يَؤُمُّهُمْ سَالِمٌ مَّوْلٰى اَبِيْ حُذَيْفَةَ وَفِيْهِمْ عُمَرُ وَ اَبُوْ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ابتداء مہاجرین مدینہ منورہ میں آئے تو ان کی امامت ابوحذیفہ کے غلام حضرت سالم رضی اللہ عنہ کروایا کرتے تھے جبکہ مقتدیوں میں

سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالْأَسَدِ. (بخاری)455-4 حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ بن عبدالاسد بھی موجود ہوتے۔(بخاری)

فہم الحدیث

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ بچہ اور غلام بھی امامت کرواسکتا ہے۔

خلاصۂ باب

درجہ بدرجہ امامت کے حقدار اشخاص

۱۔ سب سے زیادہ قرآن مجید جاننے والا امامت کا حقدار ہے۔

۲۔ سنت کو زیادہ جاننے والا۔

۳۔ ہجرت میں سبقت رکھنے والا۔

۴۔ برابری کی صورت میں عمر میں بڑا امامت کروائے گا

۵۔ صاحب مسند کی اجازت کے بغیر اس کی جگہ پر بیٹھنا جائز نہیں۔

۶۔ امام کی خدمت کرنا ضروری ہے۔

۷۔ غلام اور چھوٹے نابالغ بچے کی امامت جائز ہے۔



بَابُ مَا عَلَى الْاِمَامِ

امام کی ذمہ داری

رسول اکرم ﷺ نے امام کو اس بات کا پابند فرمایا کہ وہ درمیانے درجے کی نماز پڑھائے نماز اس قدر طویل نہ ہو کہ جس سے نمازی اکتاہٹ اور تھکاوٹ محسوس کریں اور اتنی ہلکی بھی نہیں ہونی چاہیے کہ نمازیوں کی تسبیحات' رکوع و سجود ہی ادھورے رہ جائیں اور اس لئے آپ ﷺ درمیانے انداز سے جماعت کروایا کرتے تھے۔

الفصل الاوّل

عَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ مَا صَلَّيْتُ وَرَآءَ اِمَامٍ قَطُّ اَخَفَّ صَلٰوةً وَّلَا اَتَمَّ صَلٰوةً مِّنَ النَّبِيِّ ﷺ وَاِنْ كَانَ لَيَسْمَعُ بُكَآءَ الصَّبِيِّ فَيُخَفِّفُ مَخَافَةَ اَنْ تُفْتَنَ اُمُّهُ.(متفق عليه) 1-456

عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنِّيْ لَاَدْخُلُ فِي الصَّلٰوةِ وَاَنَا اُرِيْدُ اِطَالَتَهَا فَاَسْمَعُ بُكَآءَ الصَّبِيِّ فَاَتَجَوَّزُ فِيْ صَلٰوتِيْ مِمَّا اَعْلَمُ مِنْ شِدَّةِ وَجْدِ اُمِّهٖ مِنْ بُكَآئِهٖ. (بخاری) 2-457

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ لِلنَّاسِ فَلْيُخَفِّفْ فَاِنَّ فِيْهِمُ السَّقِيْمَ وَالضَّعِيْفَ وَالْكَبِيْرَ وَاِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ لِنَفْسِهٖ فَلْيُطَوِّلْ مَا شَآءَ.(متفق عليه) 3-458

عَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِيْ حَازِمٍ ﷺ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ مَسْعُوْدٍ ﷺ اَنَّ رَجُلًا قَالَ وَاللّٰهِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ لَاَتَاَخَّرُ عَنْ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ مِنْ اَجْلِ فُلَانٍ مِمَّا يُطِيْلُ بِنَا فَمَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِيْ مَوْعِظَةٍ اَشَدَّ غَضَبًا مِنْهُ يَوْمَئِذٍ ثُمَّ قَالَ اِنَّ

پہلی فصل

حضرت انس ﷺ کہتے ہیں میں نے آج تک کسی امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھی جس کی نماز نبی اکرم ﷺ کی نماز سے زیادہ مکمل اور ہلکی ہو۔ اگر آپ بچے کے رونے کی آواز سنتے تو نماز ہلکی کر دیتے تا کہ اس کی والدہ پریشان نہ ہو۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو قتادہ ﷺ ذکر کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے کہ جب میں نماز شروع کرتا ہوں تو میرا ارادہ ہوتا ہے کہ لمبی نماز پڑھی جائے لیکن جب کسی بچے کے رونے کی آواز سنتا ہوں تو پھر نماز ہلکی کر دیتا ہوں کیونکہ میں جانتا ہوں کہ بچے کے رونے سے اس کی ماں کو سخت پریشانی ہوگی۔ (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ ﷺ رسول اللہ ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں جب تم میں کوئی شخص جماعت کروائے تو اسے ہلکی جماعت کروانی چاہیے۔ کیونکہ نمازیوں میں بیمار کمزور اور معمر لوگ بھی ہوتے ہیں جب وہ اپنے طور پر نماز پڑھے تو جتنی چاہے لمبی پڑھ سکتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت قیس بن ابی حازم ﷺ روایت کرتے ہیں مجھے حضرت ابو مسعود ﷺ نے بتایا ایک شخص رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتا ہے۔ اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم کہ فلاں امام کی لمبی جماعت کرانے کی وجہ سے میں صبح کی نماز جماعت کے ساتھ نہیں پڑھتا۔ حضرت

مِنْكُمْ مُنَفِّرِيْنَ فَاَيُّكُمْ مَا صَلّٰى بِالنَّاسِ فَلْيَتَجَوَّزْ فَاِنَّ فِيْهِمُ الضَّعِيْفَ وَالْكَبِيْرَ وَذَاالْحَاجَةِ.(متفق عليه)459-4

ابو مسعودؓ کہتے ہیں کہ آپ اس قدر غصے کے ساتھ فرمانے لگے کہ میں نے آج تک آپ کو اس قدر ناراض ہوتے ہوئے نہیں دیکھا۔فرمایا کہ تم میں کچھ لوگ نفرتیں پیدا کرنے والے ہیں۔پس تم میں جو شخص جماعت کروائے اسے ہلکی نماز پڑھانی چاہیے۔کیونکہ نمازیوں میں ضعیف، بوڑھے اور مصروف لوگ بھی ہوتے ہیں۔(بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلُّوْنَ لَكُمْ فَاِنْ اَصَابُوْا فَلَكُمْ وَاِنْ اَخْطَاءُ وْا فَلَكُمْ وَعَلَيْهِمْ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ. 460-5

حضرت ابو ہریرہؓ رسول معظم ﷺ کا فرمان بیان کرتے ہیں جو تمہاری جماعت کرائیں اگر وہ صحیح امامت کروائیں تو تمہاری نماز پوری ہوئی اور اگر وہ کمی کریں تو اس کی ذمہ داری ان پر ہوگی۔(بخاری)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ اَبِی الْعَاصِ ؓ قَالَ آخِرُ مَا عَهِدَ اِلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَمَمْتَ قَوْمًا فَاَخِفَّ بِهِمُ الصَّلٰوةَ (رواه مسلم وَ فِی رِوَايَةٍ لَهُ) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَهُ اُمَّ قَوْمَکَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ اَجِدُ فِیْ نَفْسِیْ شَيْئًا قَالَ اُدْنُهُ فَاَجْلَسَنِیْ بَيْنَ يَدَيْهِ ثُمَّ وَضَعَ كَفَّهُ فِیْ صَدْرِیْ بَيْنَ ثَدْيَیَّ ثُمَّ قَالَ تَحَوَّلْ فَوَضَعَهَا فِیْ ظَهْرِیْ بَيْنَ كَتِفَیَّ ثُمَّ قَالَ اُمَّ قَوْمَکَ فَمَنْ اَمَّ قَوْماً فَلْيُخَفِّفْ فَاِنَّ فِيْهِمُ الْكَبِيْرَ وَاِنَّ فِيْهِمُ الْمَرِيْضَ وَاِنَّ فِيْهِمُ الضَّعِيْفَ وَاِنَّ فِيْهِمْ ذَاالْحَاجَةِ فَاِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ وَحْدَهُ فَلْيُصَلِّ كَيْفَ شَاءَ. 461-6

حضرت عثمان بن ابوالعاصؓ بیان کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے مجھے آخری وصیت کرتے ہوئے حکم دیا جب تم کسی قبیلے کے امام بنو تو انہیں ہلکی نماز پڑھاؤ۔(مسلم) دوسری روایت میں ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے حکم دیا کہ اپنے قبیلے میں جماعت کروایا کرو۔میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! میں اپنے آپ کو اس کا اہل نہیں سمجھتا فرمایا ذرا قریب ہو جاؤ۔مجھے اپنے سامنے بٹھاتے ہوئے اپنا دستِ مبارک میرے سینے کے درمیان رکھا پھر فرمایا اب اپنا منہ دوسری طرف کرو پھر اپنے دستِ شفقت کو گردن کے پیچھے میرے کندھوں کے درمیان رکھتے ہوئے فرمایا اپنی قوم کی امامت کروایا کرو۔جو بھی امامت کروائے اسے یہ خیال رکھنا چاہیے کہ نمازیوں میں بوڑھے، مریض، کمزور اور مصروف لوگ بھی ہوتے ہیں۔جب کوئی اکیلا نماز پڑھے وہ جتنی چاہے طویل کر سکتا ہے۔

خلاصہ باب

۱۔امام بچے کے رونے کی وجہ سے نماز ہلکی کر سکتا ہے۔۲۔نماز میں کمی وبیشی کا ذمہ دار امام ہوگا۔۳۔نماز ہلکی مگر مکمل پڑھانی چاہیے۔۴۔نماز میں کمزوروں، مسافروں، مصروف لوگوں اور چھوٹے بچوں کا خیال رکھنا چاہیے۔

بَابُ مَا عَلَى الْمَأْمُوْمِ مِنَ الْمُتَابَعَةِ وَحُكْمِ الْمَسْبُوْقِ

امام کی پیروی اور بعد میں شامل ہونے والے کے لیے حکم

امامت کا مقصد یہ ہے کہ لوگ امام کی اتباع کریں۔ اس میں نظم وضبط اور اجتماعیت کا سبق پایا جاتا ہے۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ ہدایت فرمایا کرتے تھے کہ لوگو تمہیں امام سے آگے نہیں بڑھنا چاہیے جان بوجھ کر آگے بڑھنے والے کے بارے میں آپ نے یہ الفاظ فرمائے ہیں۔ کہ امام سے سبقت کرنے والے مقتدی کو ڈرنا چاہیے کہیں اللہ تعالیٰ اس کا سر گدھے جیسا نہ کر دے۔ امام سے آگے بڑھنے میں نمازی کی نماز میں بے قراری ظاہر ہوتی ہے۔ حالانکہ یہ مقتدی رکوع وسجود میں جتنی چاہے جلدی کی کوشش کرے امام سے پہلے تو نہیں فارغ ہو سکتا۔ لہٰذا یہ گدھے جیسی حماقت ہے۔

الفصل الاوّل

پہلی فصل

عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كُنَّا نُصَلِّيْ خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ فَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ لَمْ يَحْنِ اَحَدٌ مِّنَّا ظَهْرَهٗ حَتّٰى يَضَعَ النَّبِيُّ ﷺ جَبْهَتَهٗ عَلَى الْاَرْضِ. (متفق عليه) 1-462

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم نبی محترم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے آپ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہنے کے بعد سجدے کے لیے جب تک اپنی پیشانی زمین پر نہ رکھتے ہم سجدے کے لیے اپنی کمر نہ جھکایا کرتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ فَلَمَّا قَضٰى صَلٰوتَهٗ اَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ فَقَالَ اَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ اِمَامُكُمْ فَلَا تَسْبِقُوْنِيْ بِالرُّكُوْعِ وَلَا بِالسُّجُوْدِ وَلَا بِالْقِيَامِ وَلَا بِالْاِنْصِرَافِ فَاِنِّيْ اَرٰكُمْ اَمَامِيْ وَمِنْ خَلْفِيْ. (مسلم) 2-463

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول کریم ﷺ نے ہماری جماعت کروائی پھر نماز سے فارغ ہو کر ہماری طرف چہرہ کرتے ہوئے فرمایا۔ اے لوگو! میں تمہارا امام ہوں رکوع اور سجود، قیام اور سلام میں مجھ سے آگے نہ بڑھا کرو یقیناً میں تمہیں اپنے سامنے اور عقب سے بھی دیکھتا ہوں۔ (مسلم)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تُبَادِرُوا الْاِمَامَ اِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَاِذَا قَالَ وَلَا الضَّآلِّيْنَ فَقُوْلُوْا اٰمِيْنَ وَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ اِلَّا اَنَّ الْبُخَارِيَّ لَمْ يَذْكُرْ وَاِذَا قَالَ وَلَا الضَّآلِّيْنَ. 3-464

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ امام سے آگے نہ بڑھا کرو۔ جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہو وہ وَلَا الضَّآلِّيْنَ کہے تو تم آمین کہو۔ وہ رکوع میں جائے تو تم رکوع کرو جب وہ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہے تو تم رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہو۔ (بخاری ومسلم) مگر بخاری نے جب وہ وَلَا الضَّآلِّيْنَ یہ ذکر نہیں کیا۔

عَنْ اَنَسٍ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَكِبَ فَرَسًا فَصُرِعَ عَنْهُ فَجُحِشَ شِقُّهُ الْاَيْمَنُ فَصَلّٰى صَلٰوةً مِّنَ الصَّلَوَاتِ وَهُوَ قَاعِدٌ فَصَلَّيْنَا وَرَآءَهُ قُعُوْدًا فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ فَاِذَا صَلّٰى قَائِمًا فَصَلُّوْا قِيَامًا وَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَاِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ وَاِذَا صَلّٰى جَالِسًا فَصَلُّوْا جُلُوْسًا اَجْمَعُوْنَ قَالَ الْحُمَيْدِيُّ قَوْلُهٗ اِذَا صَلّٰى جَالِسًا فَصَلُّوْا جُلُوْسًا هُوَ فِيْ مَرَضِهِ الْقَدِيْمِ ثُمَّ صَلّٰى بَعْدَ ذَالِكَ النَّبِيُّ ﷺ جَالِسًا وَّالنَّاسُ خَلْفَهٗ قِيَامٌ لَمْ يَاْمُرْهُمْ بِالْقُعُوْدِ وَاِنَّمَا يُؤْخَذُ بِالْاٰخِرِ فَالْاٰخِرِ مِنْ فِعْلِ النَّبِيِّ ﷺ هٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ وَاتَّفَقَ مُسْلِمٌ اِلٰى اَجْمَعُوْنَ وَزَادَ فِيْ رِوَايَةٍ فَلَا تَخْتَلِفُوْا عَلَيْهِ وَاِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوْا. 465-4

حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں ایک دفعہ رسول معظم ﷺ گھوڑے پر سوار تھے کہ آپ گھوڑے سے گر گئے جس سے آپ کے جسم مبارک کا دایاں پہلو زخمی ہوا جس کی وجہ سے آپ نے بیٹھ کر نماز پڑھائی ہم نے بھی آپ کی اقتدا میں بیٹھ کر نماز پڑھی۔ نماز سے فارغ ہوتے ہوئے فرمایا امام اس لیے مقرر کیا جاتا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے جب وہ کھڑا ہو کر جماعت کرائے تو تم بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھو وہ رکوع کرے تو تم رکوع کرو۔ جب وہ رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہے تو تم رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہو۔ جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھائے تو تم سب بیٹھ کر نماز پڑھا کرو۔ امام حمیدی کہتے ہیں آپ ﷺ کا یہ فرمان جب امام بیٹھ کر نماز پڑھائے تو تم بھی بیٹھ کر پڑھا کرو۔ آپ ﷺ کی پرانی بیماری کی وجہ سے تھا اس کے بعد آپ نے بیٹھ کر نماز پڑھائی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے آپ نے ان کو بیٹھنے کا حکم نہیں دیا آپ ﷺ کا یہ آخری عمل امت کے لیے حجت ہے۔ یہ الفاظ بخاری کے ہیں۔ مسلم نے اَجْمَعُوْنَ کے الفاظ تک وہی حدیث بیان کی ہے لیکن ایک روایت میں الفاظ زائد ہیں تم امام سے اختلاف نہ کرو۔ جب وہ سجدہ کرے تم بھی سجدہ کرو۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا ثَقُلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَآءَ بِلَالٌ يُّؤْذِنُهٗ بِالصَّلٰوةِ فَقَالَ مُرُوْا اَبَا بَكْرٍ اَنْ يُّصَلِّيَ بِالنَّاسِ فَصَلّٰى اَبُوْ بَكْرٍ تِلْكَ الْاَيَّامَ ثُمَّ اِنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَجَدَ فِيْ نَفْسِهٖ خِفَّةً فَقَامَ يُهَادٰى بَيْنَ رَجُلَيْنِ وَرِجْلَاهُ تَخُطَّانِ فِي الْاَرْضِ حَتّٰى دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَلَمَّا سَمِعَ اَبُوْ بَكْرٍ حِسَّهٗ ذَهَبَ يَتَاَخَّرُ فَاَوْمٰى اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ لَّا يَتَاَخَّرَ فَجَآءَ حَتّٰى جَلَسَ عَنْ يَّسَارِ اَبِيْ بَكْرٍ فَكَانَ اَبُوْ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں جب رسول کریم ﷺ زیادہ بیمار ہو گئے تو بلال ﷺ آپ کو نماز کی اطلاع دینے کے لیے حاضر ہوئے آپ ﷺ نے حکم فرمایا کہ ابوبکر کو کہیے کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ ان دنوں حضرت ابوبکر ﷺ لوگوں کو نماز پڑھاتے رہے۔ جب آپ ﷺ نے بیماری میں تخفیف محسوس فرمائی تو آپ ﷺ دو آدمیوں کے سہارے مسجد میں آئے۔ کمزوری کی وجہ سے آپ کے پاؤں زمین پر گھسٹ رہے تھے۔ جب آپ ﷺ مسجد میں داخل ہوئے تو

بَكْرٍ يُصَلِّيْ قَائِمًا وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ قَاعِدًا يَقْتَدِيْ اَبُوْ بَكْرٍ بِصَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَالنَّاسُ يَقْتَدُوْنَ بِصَلٰوةِ اَبِيْ بَكْرٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهُمَا يُسْمِعُ اَبُوْ بَكْرٍ النَّاسَ التَّكْبِيْرَ. 5-466

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کے آنے کی آہٹ محسوس کر کے پیچھے ہٹنے لگے۔آپ نے اشارے سے انہیں پیچھے ہٹنے سے روک دیا۔آپ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بائیں جانب تشریف فرما ہوئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر جماعت کرا رہے تھے رسول کریم ﷺ ان کے پہلو میں بیٹھ کر نماز ادا کر رہے تھے ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول محترم ﷺ کی اقتدا کرتے تھے اور لوگ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نماز کے مطابق نماز پڑھ رہے تھے۔(بخاری ومسلم) ایک دوسری روایت میں ہے ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں کو تکبیر کی آواز پہنچاتے تھے۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَمَا يَخْشَى الَّذِيْ يَرْفَعُ رَاْسَهُ قَبْلَ الْاِمَامِ اَنْ يُّحَوِّلَ اللّٰهُ رَاْسَهُ رَاْسَ حِمَارٍ. (متفق علیه) 6-467

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا جو شخص امام سے پہلے سر اٹھاتا ہے اسے اس بات سے خوفزدہ ہونا چاہیے کہ کہیں اللہ تعالیٰ اس کے سر کو گدھے کی شکل میں تبدیل نہ کر دے۔(بخاری ومسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رحمة الله عليه قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ فَقُلْتُ اَلَا تُحَدِّثِيْنِيْ عَنْ مَّرَضِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ بَلٰى ثَقُلَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ اَصَلَّى النَّاسُ فَقُلْنَا لَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَهُمْ يَنْتَظِرُوْنَكَ فَقَالَ ضَعُوْا لِيْ مَآءً فِي الْمِخْضَبِ قَالَتْ فَفَعَلْنَا فَاغْتَسَلَ فَذَهَبَ لِيَنُوْءَ فَاُغْمِيَ عَلَيْهِ ثُمَّ اَفَاقَ فَقَالَ اَصَلَّى النَّاسُ قُلْنَا لَا هُمْ يَنْتَظِرُوْنَكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ ضَعُوْا لِيْ مَآءً فِي الْمِخْضَبِ قَالَتْ فَقَعَدَ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ ذَهَبَ لِيَنُوْءَ فَاُغْمِيَ عَلَيْهِ ثُمَّ اَفَاقَ فَقَالَ اَصَلَّى النَّاسُ قُلْنَا لَا هُمْ يَنْتَظِرُوْنَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ ضَعُوْا لِيْ مَآءً فِي الْمِخْضَبِ فَقَعَدَ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ ذَهَبَ لِيَنُوْءَ فَاُغْمِيَ عَلَيْهِ ثُمَّ اَفَاقَ فَقَالَ اَصَلَّى النَّاسُ قُلْنَا لَا هُمْ يَنْتَظِرُوْنَكَ يَا

حضرت عبیداللہ بن عبداللہ رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ مجھے آپ ﷺ کی بیماری کی تفصیلات ارشاد فرمائیں۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ کیوں نہیں جب آپ ﷺ شدید بیمار ہوئے تو استفسار فرمایا کیا لوگوں نے نماز ادا کر لی ہے؟ ہم نے عرض کیا نہیں اللہ کے رسول۔وہ تو آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔حکم ہوا میرے لیے برتن میں پانی رکھا جائے ہم نے پانی کا انتظام کیا آپ ﷺ نے غسل فرمایا لیکن جب نماز کے لیے اٹھنے لگے تو آپ بے ہوش ہو گئے تھوڑی دیر بعد ہوش آیا تو فرمایا کیا لوگ نماز پڑھ چکے ہیں؟ ہم نے عرض کیا نہیں وہ تو آپ کے انتظار میں ہیں۔حکم ہوا میرے لیے پھر برتن میں پانی لایا جائے جب غسل فرما کر اٹھنے لگے تو دوبارہ غشی طاری ہو گئی جب افاقہ ہوا تو سوال فرمایا کہ لوگ نماز سے فارغ ہو گئے ہیں؟ ہم نے عرض کیا نہیں وہ تو اب

رَسُوْلَ اللّٰهِ وَالنَّاسُ عُكُوْفٌ فِي الْمَسْجِدِ يَنْتَظِرُوْنَ النَّبِيَّ ﷺ لِصَلٰوةِ الْعِشَآءِ الْاٰخِرَةِ فَاَرْسَلَ النَّبِيُّ ﷺ اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍ بِاَنْ يُّصَلِّيَ بِالنَّاسِ فَاَتَاهُ الرَّسُوْلُ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَاْمُرُكَ اَنْ تُصَلِّيَ بِالنَّاسِ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ وَكَانَ رَجُلًا رَّقِيْقًا يَاعُمَرُ صَلِّ بِالنَّاسِ فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ اَنْتَ اَحَقُّ بِذَالِكَ فَصَلّٰى اَبُوْ بَكْرٍ تِلْكَ الْاَيَّامَ ثُمَّ اِنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَجَدَ فِيْ نَفْسِهٖ خِفَّةً وَّخَرَجَ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَا الْعَبَّاسُ لِصَلٰوةِ الظُّهْرِ وَاَبُوْ بَكْرٍ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ فَلَمَّا رَاٰهُ اَبُوْ بَكْرٍ ذَهَبَ لِيَتَاَخَّرَ فَاَوْمَا اِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ بِاَنْ لَّا يَتَاَخَّرَ فَقَالَ اَجْلِسَانِيْ اِلٰى جَنْبِهٖ فَاَجْلَسَاهُ اِلٰى جَنْبِ اَبِيْ بَكْرٍ وَّالنَّبِيُّ ﷺ قَاعِدٌ وَقَالَ عُبَيْدُاللّٰهِ فَدَخَلْتُ عَلٰى عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ لَهٗ اَلَا اَعْرِضُ عَلَيْكَ مَا حَدَّثَتْنِيْ عَآئِشَةُ عَنْ مَّرَضِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ هَاتِ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَدِيْثَهَا فَمَا اَنْكَرَ مِنْهُ شَيْئًا غَيْرَ اَنَّهٗ قَالَ اَسَمَّتْ لَكَ الرَّجُلَ الَّذِيْ كَانَ مَعَ الْعَبَّاسِ قُلْتُ لَا قَالَ هُوَ عَلِيٌّ (متفق عليه) 468-7

بھی آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ اب تیسری دفعہ پانی لانے کا حکم دیا غسل فرما کر اٹھنے ہی لگے تھے بے ہوش ہو گئے جب طبیعت سنبھلی تو استفسار فرمایا کہ کیا لوگوں نے ابھی تک نماز نہیں پڑھی؟ عرض کیا گیا نہیں آقا وہ تو آپ کا عشاء کی نماز کے لیے مسجد میں انتظار کر رہے تھے۔ نماز میں بہت تاخیر ہو چکی تھی آپ نے پیغام بھیجا کہ ابو بکر ؓ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ آپ کے پیغام دینے والے نے ابو بکر ؓ کو عرض کیا کہ رسول محترم ﷺ کا حکم ہے کہ آپ جماعت کروائیں۔ حضرت ابو بکر ؓ نہایت نرم دل انسان تھے اس لیے انہوں نے حضرت عمر ؓ کو فرمایا کہ آپ جماعت کروائیں لیکن جناب عمر نے کہا آپ امامت کے زیادہ اہل ہیں۔ تب حضرت ابو بکر ؓ ان دنوں جماعت کرواتے رہے۔ بعد ازاں جب نبی کریم ﷺ کی طبیعت کچھ سنبھل گئی تو آپ دو آدمیوں کے سہارے جن میں ایک آپ کے چچا عباس تھے ظہر کی نماز کے لیے تشریف لائے جبکہ حضرت ابو بکر جماعت کروا رہے تھے تو وہ آپ کی آہٹ سن کر پیچھے ہٹنے لگے تاکہ آپ ﷺ کے لیے مصلیٰ خالی ہو جائے۔ پیچھے نہ ہٹنے کا اشارہ فرما کر آپ نے ان دو آدمیوں کو حکم دیا کہ مجھے ابو بکر کے پہلو میں بٹھا دیا جائے اس طرح آپ ﷺ حضرت ابو بکر کے پہلو میں بیٹھ گئے۔

اس حدیث کے راوی عبید اللہ کہتے ہیں کہ پھر میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی بیماری کے بارے میں یہ سنا ہے تو انہوں نے فرمایا بیان کیجئے میں نے جو سنا تھا وہ پورے کا پورا جب ابن عباس کے سامنے بیان کیا تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کسی بات کا انکار نہیں کیا صرف اتنا کہا کہ کیا میں آپ کو اس شخص کا نام نہ بتاؤں؟ جو حضرت عباس ؓ کے ساتھ دوسرے تھے میں نے عرض کیا کیوں نہیں؟ فرمایا کہ وہ حضرت علی ؓ تھے۔ (بخاری و مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ امام سے پہلے رکوع وسجود کرنا منع ہے۔
۲۔ مقتدی قرآن مجید کی تلاوت کے علاوہ قیام، رکوع وسجود اور تکبیرات میں امام کی اتباع کرے گا۔
۳۔ معذوری کی حالت میں امام بیٹھ کر اور مقتدی کھڑے ہو کر نماز پڑھیں گے۔
۴۔ جان بوجھ کر امام سے آگے بڑھنے والے کے چہرے کو ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ گدھے کے چہرے میں تبدیل کر دے۔
۵۔ مقتدیوں کو امام کی آمد کا انتظار کرنا چاہیے۔
۶۔ امام جب سر سجدہ میں رکھے تو پھر مقتدیوں کو سجدہ میں جانا چاہیے۔



بَابُ مَنْ صَلّٰی صَلٰوةً مَرَّتَيْنِ

فرض نماز دو دفعہ ادا کرنا

الفصل الاوّل

عَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ كَانَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ ﷺ يُصَلِّيْ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ يَأْتِيْ قَوْمَهُ فَيُصَلِّيْ بِهِمْ .(متفق عليه)469-1

عَنْهُ قَالَ كَانَ مُعَاذُ يُصَلِّيْ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الْعِشَاءَ ثُمَّ يَرْجِعُ اِلٰى قَوْمِهٖ فَيُصَلِّيْ بِهِمُ الْعِشَاءَ وَهِيَ لَهُ نَافِلَةٌ (رواه الْبُخَارِيُّ)470-2

پہلی فصل

حضرت جابر ﷺ بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل ﷺ نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز ادا کرتے پھر آ کر اپنے قبیلے کی امامت کروایا کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت جابر ﷺ کا بیان ہے حضرت معاذ نبی مکرم ﷺ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھتے پھر اپنے قبیلہ جا کر انہیں عشاء کی نماز پڑھایا کرتے یہ نماز آپ کے لیے نفل ہوتی تھی۔ (بخاری)

فہم الحدیث

حدیث کی دوسری کتب میں اس روایت کی تفصیل اس طرح پائی جاتی ہے کہ حضرت معاذ عام طور پر عشاء کی نماز آپ ﷺ کے پیچھے پڑھا کرتے تھے۔ بعد میں آ کر اپنے محلے میں عشاء کی امامت کراتے۔ آپ ﷺ کے پیچھے عشاء کے فرض ادا کرتے اور اپنی مسجد میں چار نفل نماز کی نیت کرتے۔ اس حدیث سے یہ مسئلہ بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ امام اور مقتدی کی نیت یکساں ہونا ضروری نہیں کیوں کہ حضرت معاذ ﷺ نبی کریم ﷺ کے پیچھے فرض ادا کرنے کی سعادت کے لیے وہاں نماز ادا کرتے تھے اور ظاہر ہے کہ اپنے محلے میں وہ نفل کی نیت سے کھڑے ہوتے تھے کیوں کہ فرض نماز شرعی عذر کے بغیر دوبارہ پڑھنا ہرگز جائز نہیں۔

خلاصہ باب

۱۔ امام دوسری دفعہ امامت کروا سکتا ہے۔

۲۔ امام اور مقتدی کی ایک ہی نماز اور ایک ہی نیت ہونا ضروری نہیں۔



بَابُ السُّنَنِ وَفَضَائِلِهَا

سنت نماز کے فضائل

فرض نماز سے پہلے نفل اور سنتیں ادا کرنے سے فرضوں میں آمادگی اور خشوع وخضوع میں اضافہ ہوتا ہے قیامت کے دن فرض نماز میں ہونے والی کمی وکوتاہی کو نوافل کے ذریعے پورا کیا جائے گا۔ اس لیے آپ ﷺ نفلی نماز کی فضیلت اوراس کی ترغیب دیا کرتے تھے۔

الفصل الاوّل

عَنْ أُمِّ حَبِيْبَةَ رضی اللّٰہ عنها أَنَّهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَا مِنْ عَبْدٍ مُّسْلِمٍ يُّصَلِّيْ لِلّٰهِ كُلَّ يَوْمٍ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً تَطَوُّعًا غَيْرَ فَرِيْضَةٍ إِلَّا بَنَى اللّٰهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ أَوْ إِلَّا بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ. (مسلم) 471-1

پہلی فصل

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول محترم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو مسلمان اللہ کی رضا کے لیے ہر روز فرضوں کے علاوہ بارہ رکعتیں نماز ادا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنادیتے ہیں یا اس کے لیے جنت میں گھر تیار کیا جاتا ہے۔ (مسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ فِيْ بَيْتِهِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ فِيْ بَيْتِهِ قَالَ وَحَدَّثَتْنِيْ حَفْصَةُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ حِيْنَ يَطْلُعُ الْفَجْرُ. (متفق عليه) 472-2

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول محترم ﷺ کے ساتھ آپ کے گھر میں دو رکعت ظہر سے پہلے اور دو رکعت بعد از ظہر اور دو رکعت مغرب کے بعد پھر آپ کے گھر میں عشاء کے بعد دو رکعتیں ادا کیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں مجھے ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ صبح کے فرضوں سے پہلے نسبتاً ہلکی دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَا يُصَلِّيْ بَعْدَ الْجُمُعَةِ حَتّٰى يَنْصَرِفَ فَيُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ فِيْ بَيْتِهِ. (متفق عليه) 473-3

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہی یہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ مسجد میں جمعہ کے فرض کے بعد کوئی نماز نہیں پڑھتے تھے البتہ جب گھر تشریف لاتے تو دو رکعتیں ادا کیا کرتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے چھوٹے بھائی تھے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ رحمة الله عليه قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ رضی الله عنهاعَنْ صَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَنْ تَطَوُّعِهٖ فَقَالَتْ كَانَ يُصَلِّيْ فِيْ بَيْتِيْ قَبْلَ الظُّهْرِ اَرْبَعًا ثُمَّ يَخْرُجُ فَيُصَلِّيْ بِالنَّاسِ ثُمَّ يَدْخُلُ فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ وَكَانَ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ الْمَغْرِبَ ثُمَّ يَدْخُلُ فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ الْعِشَآءَ وَيَدْخُلُ بَيْتِيْ فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ وَكَانَ يُصَلِّيْ مِنَ الَّيْلِ تِسْعَ رَكَعَاتٍ فِيْهِنَّ الْوِتْرُ وَكَانَ يُصَلِّيْ لَيْلًا طَوِيْلًا قَائِمًا وَّلَيْلًا طَوِيْلًا قَاعِدًا وَّكَانَ اِذَا قَرَاَ وَهُوَ قَائِمٌ رَكَعَ وَسَجَدَ وَهُوَ قَائِمٌ وَكَانَ اِذَا قَرَاَ قَاعِدًا رَكَعَ وَسَجَدَ وَهُوَ قَاعِدٌ وَّكَانَ اِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ 474-4

حضرت عبداللہ بن شقیق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آپ کی نفل نماز کے بارے میں پوچھا تو وہ ارشاد فرماتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ میرے گھر میں ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے تھے پھر جماعت کے لیے نکلتے ۔جب واپس آتے تو پھر دو رکعت ادا کرتے جب مغرب کی جماعت کروا کر گھر تشریف لاتے تو دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے پھر عشاء کی نماز لوگوں کو پڑھانے کے لیے تشریف لے جاتے جب واپس پلٹتے تو گھر میں دو رکعتیں ادا فرماتے۔آپ ﷺ کی تہجد کی نماز وتر سمیت نو رکعتیں ہوتی تھی۔جب کھڑے ہو کر تہجد ادا کرتے تو طویل قیام فرماتے اور بیٹھ کر پڑھتے تو بھی کافی دیر بیٹھے رہتے قیام کی حالت میں رکوع بھی اور سجود بھی کھڑے ہو کر کرتے بیٹھ کر تلاوت کرنے کی صورت میں رکوع و سجود بیٹھ کر ادا کرتے تھے اور جب فجر کا وقت ہوتا تو دو رکعتیں ادا فرماتے۔(مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رضی الله عنها قَالَتْ لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ ﷺ عَلٰى شَيْءٍ مِّنَ النَّوَافِلِ اَشَدَّ تَعَاهُدًا مِّنْهُ عَلٰى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ.(متفق علیه) 475-5

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نفل نماز میں سب سے زیادہ آپ ﷺ صبح کی سنتوں کا اہتمام کرتے تھے۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَكْعَتَا الْفَجْرِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا. (مسلم) 6-476

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی آپ ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتی ہیں کہ صبح کی دو سنتیں دنیا اور اس کی ہر چیز سے افضل ہیں۔(مسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ ﷺ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ صَلُّوْا قَبْلَ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ صَلُّوْا قَبْلَ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ لِمَنْ شَآءَ كَرَاهِيَةَ اَنْ يَّتَّخِذَهَا النَّاسُ سُنَّةً.(متفق علیه) 7-477

حضرت عبداللہ بن مغفل ﷺ ذکر کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے یہ الفاظ دو مرتبہ ادا فرمائے کہ مغرب سے پہلے دو رکعتیں ادا کیا کرو اور تیسری دفعہ یہ ارشاد فرمایا جس کی مرضی ہے وہ پڑھے۔یہ الفاظ اس لیے ادا فرمائے کہ کہیں لوگ اسے لازم تصور نہ کریں۔(بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

حضرت ابو ہریرہ ﷺ ذکر کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے

ﷺ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مُصَلِّيًا بَعْدَ الْجُمُعَةِ فَلْيُصَلِّ اَرْبَعًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَّفِي اُخْرٰى لَهُ قَالَ اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيُصَلِّ بَعْدَهَا اَرْبَعًا. 8-478

ارشاد فرمایا جو تم میں جمعہ کے بعد نماز پڑھے اسے چار رکعتیں پڑھنی چاہئیں۔(مسلم) ایک روایت میں ہے جب تم میں سے کوئی جمعہ کی نماز ادا کرے تو اسے اس کے بعد چار رکعت نماز ادا کرنی چاہیے۔

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ مَا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ قَطُّ عِنْدِيْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيْ قَالَتْ وَالَّذِيْ ذَهَبَ بِهٖ مَاتَرَكَهُمَا حَتّٰى يَلْقَى اللّٰهَ. 9-479

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے میرے ہاں عصر کے بعد دو سنتیں کبھی نہیں چھوڑیں(بخاری ومسلم)۔ بخاری کی ایک روایت میں ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں اس ذات کی قسم جس نے آپ کو فوت کرلیا آپ ﷺ نے دو رکعت نماز نہیں چھوڑی حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ سے جاملے۔

عَنِ الْمُخْتَارِ بْنِ فُلْفُلٍ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ قَالَ سَأَلْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ ﷺ عَنِ التَّطَوُّعِ بَعْدَالْعَصْرِ فَقَالَ كَانَ عُمَرُ يَضْرِبُ الْاَيْدِيَ عَلٰى صَلٰوةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ وَكُنَّا نُصَلِّيْ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ قَبْلَ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ فَقُلْتُ لَهٗ اَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْهِمَا قَالَ كَانَ يَرَانَا نُصَلِّيْهِمَا فَلَمْ يَاْمُرْنَا وَلَمْ يَنْهَنَا.

مختار بن فلفل رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں میں نے انس بن مالک ﷺ سے عصر کے بعد نفلوں کے بارے میں سوال کیا تو وہ فرمانے لگے حضرت عمر ﷺ تو عصر کے بعد نفل پڑھنے والوں کو سزادیا کرتے تھے اور ہم رسول محترم ﷺ کے زمانے میں سورج غروب ہونے کے بعد اور نماز مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ مختار رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس ﷺ سے پوچھا کہ آپ بھی یہ نفل پڑھا کرتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا آپ ہمیں یہ نفل پڑھتے ہوئے دیکھتے تو

فہم الحدیث

اسی باب میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے موجود ہے کہ آپ ﷺ جمعہ کے بعد اپنے گھر آکر دو رکعتیں ادا کیا کرتے تھے اور اس فرمان میں چار سنتیں پڑھنے کی ترغیب دی جارہی ہیں۔ دونوں روایات کو سامنے رکھتے ہوئے کچھ علماء نے یہ نقطہ نظر پیش کیا ہے کہ اگر خطیب ہو تو اس کے لیے دو ہی رکعتیں کافی ہیں کیونکہ اسے یہ رعایت اس لیے ہے کہ اس نے کھڑے ہوکر خطبہ دیا ہے جبکہ دوسروں کا نقطہ نگاہ یہ ہے کہ اس تخصیص کی بجائے ان احادیث کا یہ مطلب لینا چاہئے کہ عام طور پر جمعہ کے بعد چار ہی رکعتیں ادا کرنی چاہئیں اگر کوئی دو رکعتیں ادا کرتا ہے تو اس میں کوئی گناہ نہیں۔ علماء کی اکثریت کا خیال ہے کہ نماز عصر کے بعد دو سنتیں ادا کرنا آپ ﷺ کے لیے خاص تھیں۔

(مسلم)480-10

نہ پڑھنے کا حکم دیتے تھے اور نہ منع کرتے تھے۔(مسلم)

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كُنَّا بِالْمَدِيْنَةِ فَإِذَا اَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ لِصَلٰوةِ الْمَغْرِبِ ابْتَدَرُوا السَّوَارِيَ فَرَكَعُوْا رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى اِنَّ الرَّجُلَ الْغَرِيْبَ لَيَدْخُلُ الْمَسْجِدَ فَيَحْسِبُ اَنَّ الصَّلٰوةَ قَدْ صُلِّيَتْ مِنْ كَثْرَةِ مَنْ يُّصَلِّيْهِمَا. (مسلم) 481-11

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ مدینہ طیبہ میں جب مؤذن مغرب کی اذان دیتا لوگ ستونوں کو سامنے رکھتے ہوئے دو رکعت نماز ادا کرتے اجنبی دی مسجد میں داخل ہوتا تو وہ نفل پڑھنے والوں کی کثرت دیکھ کر خیال کرتا شاید نماز مغرب پڑھی جا چکی ہے۔(مسلم)

عَنْ مَّرْثَدِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ اَتَيْتُ عُقْبَةَ الْجُهَنِيَّ فَقُلْتُ اَ لَا اُعَجِّبُكَ مِنْ اَبِيْ تَمِيْمٍ يَّرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ فَقَالَ عُقْبَةُ اِنَّا كُنَّا نَفْعَلُهُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قُلْتُ فَمَا يَمْنَعُكَ الْاٰنَ قَالَ الشُّغْلُ. (بخاری) 482-12

حضرت مرثد بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں عقبہ جہنی رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور میں نے ان سے کہا کہ میں آپ کو ایک عجیب بات کی خبر دیتا ہوں کہ حضرت ابوتمیم رضی اللہ عنہ مغرب کی نماز سے پہلے دو نفل ادا کرتے ہیں۔ حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ نفل ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پڑھا کرتے تھے۔ مرثد عرض کرتے ہیں اب آپ کو کیا رکاوٹ ہے حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں بس مصروفیات۔(بخاری)

عَنْ عَمْرِوبْنِ عَطَاءٍ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ قَالَ اِنَّ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرٍ اَرْسَلَهُ اِلَى السَّائِبِ يَسْئَلُهُ عَنْ شَيْءٍ رَاٰهُ مِنْهُ مُعَاوِيَةُ فِي الصَّلٰوةِ فَقَالَ نَعَمْ صَلَّيْتُ مَعَهُ الْجُمُعَةَ فِي الْمَقْصُوْرَةِ فَلَمَّا سَلَّمَ الْاِمَامُ قُمْتُ فِيْ مَقَامِيْ فَصَلَّيْتُ فَلَمَّا دَخَلَ اَرْسَلَ اِلَيَّ فَقَالَ لَا تَعُدْ لِمَا فَعَلْتَ اِذَا صَلَّيْتَ الْجُمُعَةَ فَلَا تَصِلْهَا بِصَلٰوةٍ حَتّٰى تُكَلِّمَ اَوْ تَخْرُجَ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَمَرَنَا بِذَالِكَ اَنْ لَّا نُوْصِلَ بِصَلٰوةٍ حَتّٰى نَتَكَلَّمَ اَوْ نَخْرُجَ.(مسلم) 483-13

عمرو بن عطاء رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھے نافع بن جبیر نے حضرت سائب رضی اللہ عنہ سے یہ پوچھنے کے لیے بھیجا کہ کیا تجھے فلاں نماز کے بارے میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ٹوکا تھا؟ تو حضرت سائب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ ایسے ہوا تھا کہ میں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جمعہ کی نماز مقصورہ میں پڑھی جب امام نے سلام پھیرا تو میں فوراً اپنی جگہ پر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگا۔ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جمعہ پڑھ کر اپنے گھر گئے تو مجھے اپنے گھر بلا کر فرمایا کہ آئندہ اس طرح نماز نہ پڑھنا جب تم جمعہ کے فرض ادا کرو تو فوراً کوئی نماز نہیں پڑھنی چاہئے جب تک کہ آدمی کوئی کلمہ کلام نہ پڑھ لے یا پھر مسجد سے نکل جائے رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں یہ حکم دیا کرتے تھے کہ وہ فرض اور نفلوں کے درمیان کلام یا مسجد سے نکلنے کا وقفہ کیا کریں۔(مسلم)

فہم الحدیث

اس واقعہ اور حدیث مبارک کے الفاظ سے ثابت ہوتا ہے کہ فرض نماز کے معاً بعد نفل، سنتیں شروع نہیں کرنی چاہییں بلکہ فرض اور نفل نماز کے درمیان کچھ وقفہ ہونا چاہیے۔ جس کی دو صورتیں ہیں اگر اسی جگہ پر نماز ادا کرنی ہے تو آدمی کچھ نہ کچھ ذکر کرنے کے بعد اسی جگہ نفل پڑھے۔ مسجد سے نکل جانے کا مقصد یہ ہے آپ ﷺ کے فرمان کے مطابق کہ لوگو اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ کیونکہ قبرستان میں نماز پڑھنی منع ہے بلکہ تم نفلی نماز اپنے گھروں میں ادا کیا کرو اس لیے اس حدیث میں مسجد سے نکل جانے کے الفاظ ذکر ہوئے ہیں۔ آپ ﷺ کے زمانے میں جو لوگ نفل نماز مسجد میں پڑھا کرتے تھے وہ فرض اور نفل کے درمیان فرق رکھنے کے لئے کچھ ذکر یا جگہ تبدیل کر لیا کرتے تھے۔

خلاصۂ باب

۱۔ صبح کی سنتیں سفر و حضر میں پڑھنی چاہییں۔

۲۔ مغرب کی اذان کے بعد اور فرض نماز سے پہلے دو نفل پڑھنے چاہییں۔

۳۔ قضا نماز عصر کے بعد ادا کی جا سکتی ہے۔

۴۔ فرض نماز کے بعد بلا عذر فوراً نماز شروع نہیں کرنی چاہیے۔

۵۔ نماز عصر کے بعد دو نفل آپ کے لیے خاص تھے۔



بَابُ صَلٰوةِ اللَّيۡلِ

نمازِ تہجد

شب زندہ داری کے روحانی' جسمانی ثمرات وبرکات

سحری کا وقت حاجات ومناجات اور سکون واطمینان کے لئے ایسا وقت ہے کہ لیل ونہار کا کوئی دوسرا لمحہ ان لمحات کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ زمین وآسمان کی وسعتیں نورانی کیفیت سے لبریز دکھائی دیتی ہیں۔ ہر طرف سکون وسکوت انسان کی فکر ونظر کو جلا بخشنے کے ساتھ خالقِ حقیقی کی طرف متوجہ کررہا ہوتا ہے۔ ایک طرف رات اپنے سیاہ فام دامن میں ہر ذی روح کو سلائے ہوئے ہے اور دوسری طرف بندۂ مومن اپنے خالقِ حقیقی کی بارگاہ میں پیش ہونے کے لئے کروٹیں بدلتا ہوا اٹھ کھڑا ہوتا ہے کہ کہیں نیند کی غفلت میں یہ بابرکت اور پرنور لمحات گذر نہ جائیں۔ وہ ٹھنڈی راتوں میں یخ پانی سے وضو کرکے رات کی تاریکیوں میں لرزتے ہوئے وجود اور کانپتی ہوئی آواز کے ساتھ شکر وحمد اور فقر وحاجت کے جذبات میں زار وقطار روتا ہوا فریاد کناں ہوتا ہے۔ وہ آنسوؤں کے قطروں سے اس طرح اپنی ردائے حیات کو دھو ڈالتا ہے کہ اس کا دامن گناہوں کی آلودگی سے پاک اور وجود ہر قسم کی تھکن سے ہلکا ہوجاتا ہے کیونکہ طویل ترین قیام اور دیر تک رکوع وسجود میں پڑا رہنے سے تہجد بندۂ مومن کو ذہنی اور جسمانی توانائی سے ہم کنار کردیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے بندوں کی اس صفت کا اس طرح تذکرہ فرماتے ہیں:

تَتَجَافٰى جُنُوۡبُهُمۡ عَنِ الۡمَضَاجِعِ يَدۡعُوۡنَ رَبَّهُمۡ خَوۡفًا وَّ طَمَعًا وَ مِمَّا رَزَقۡنٰهُمۡ يُنۡفِقُوۡنَ ○ (السجدة ۳۲:۱۶)

"وہ اپنے بستروں سے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اپنے رب کو خوف اور امید کے ساتھ پکارتے ہوئے اور جو ہم نے انہیں دیا ہے اس سے خرچ کرتے ہیں۔"

الفصل الاول

عَنۡ عَآئِشَۃَ رضی الله عنها قَالَتۡ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّيۡ فِيۡمَا بَيۡنَ اَنۡ يَّفۡرُغَ مِنۡ صَلٰوةِ الۡعِشَآءِ اِلَى الۡفَجۡرِ اِحۡدٰى عَشۡرَةَ رَكۡعَةً يُّسَلِّمُ مِنۡ كُلِّ رَكۡعَتَيۡنِ وَيُوۡتِرُ بِوَاحِدَةٍ فَيَسۡجُدُ السَّجۡدَةَ مِنۡ ذٰلِكَ قَدۡرَ مَا يَقۡرَاُ اَحَدُكُمۡ خَمۡسِيۡنَ اٰيَةً قَبۡلَ اَنۡ يَّرۡفَعَ رَاۡسَهٗ فَاِذَا سَكَتَ الۡمُؤَذِّنُ مِنۡ صَلٰوةِ

پہلی فصل

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی معظم ﷺ عشاء کی نماز کے بعد اور فجر سے پہلے گیارہ رکعت ادا کیا کرتے تھے ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرتے اور ایک وتر ادا کرتے۔ اور اس قدر سجدہ لمبا کرتے کہ اس دورانیہ میں اگر تم میں سے کوئی پچاس آیات کی تلاوت کرنا چاہے تو وہ کرسکتا تھا جب مؤذن فجر کی اذان کہتا اور صبح نمایاں ہوجاتی آپ

الْفَجْرِ وَتَبَيَّنَ لَهُ الْفَجْرُ قَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ حَتّٰى يَاْتِيَهُ الْمُؤَذِّنُ لِلْاِقَامَةِ فَيَخْرُجُ متفق عليه 484-1

مختصر دو رکعتیں ادا کرتے اور پھر دائیں جانب چند لمحے لیٹ جاتے اور پھر مؤذن نماز کی اطلاع کرتا تو آپ ﷺ گھر سے تشریف لے جاتے۔ (بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

آپ ﷺ سے تین یا پانچ وتر پڑھنا بھی ثابت ہیں۔ جب کہ اس حدیث میں ایک وتر پڑھنے کا ثبوت مل رہا ہے۔ لہٰذا جو لوگ ایک وتر پڑھنا اچھا نہیں سمجھتے انہیں اپنے عمل پر غور کرنا چاہیے۔

وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا صَلّٰى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فَاِنْ كُنْتُ مُسْتَيْقِظَةً حَدَّثَنِيْ وَاِلَّا اضْطَجَعَ. (مسلم) 485-2

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی بیان فرماتی ہیں جب آپ ﷺ فجر کی دو رکعتیں ادا کر لیتے اگر میں بیدار ہوتی تو کوئی بات چیت فرماتے ورنہ لیٹ جاتے تھے۔ (مسلم)

فہم الحدیث

یہاں اور جن روایات میں آتا ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تہجد پڑھ رہے ہوتے اور میں لیٹی ہوتی۔ اس کا یہ معنی نہیں کہ ام المومنین تہجد نہیں پڑھا کرتی تھی۔ کیونکہ دوسری روایات سے ثابت ہوتا ہے۔ نبی کریم ﷺ اپنے گھر والوں کو تہجد کی تلقین فرمایا کرتے تھے لہٰذا ان احادیث کا یہ معنی ہے کہ ان ایام میں وہ نماز پڑھنے سے شرعاً معذور ہوتی تھیں۔ یا پھر ام المومنین نبی اکرم ﷺ سے تھوڑا وقت ٹھہر کر تہجد کے لئے اٹھتی تھیں۔

وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا صَلّٰى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ اضْطَجَعَ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ. (متفق عليه) 486-3

یہ حدیث بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی روایت کرتی ہیں کہ جب نبی محترم ﷺ صبح کی سنتیں ادا کر لیتے تو اپنے دائیں پہلو پر تھوڑی دیر لیٹ جاتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ ثَلٰثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً مِّنْهَا الْوِتْرُ وَرَكْعَتَا الْفَجْرِ. (مسلم) 487-4

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی کا فرمان ہے کہ نبی کریم ﷺ رات میں تیرہ رکعتیں پڑھا کرتے تھے ان میں ایک وتر اور دو رکعت فجر کی سنتیں ہوا کرتی تھیں۔ (مسلم)

عَنْ مَّسْرُوْقٍ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنْ صَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِاللَّيْلِ فَقَالَتْ سَبْعٌ وَّتِسْعٌ وَّاِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً سِوَى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ. (بخاری) 488-5

جناب مسروق رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی تہجد کے بارے میں سوال کیا تو فرماتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی تہجد صبح کی سنتوں کے علاوہ سات، نو اور گیارہ رکعتیں ہوا کرتی تھی۔ (بخاری)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِیُّ ﷺ اِذَا قَامَ مِنَ الَّلیْلِ لِیُصَلِّیَ افْتَتَحَ صَلٰوتَهُ بِرَكْعَتَیْنِ خَفِیْفَتَیْنِ. (مسلم)489-6

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی نبی محترم ﷺ کی تہجد کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتی ہیں کہ جب آپ تہجد کا آغاز کرتے تو پہلی دو رکعتیں ہلکی پڑھا کرتے تھے۔ (مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا قَامَ اَحَدُكُمْ مِّنَ الَّلیْلِ فَلْیَفْتَتِحِ الصَّلٰوةَ بِرَكْعَتَیْنِ خَفِیْفَتَیْنِ. (مسلم)490-7

حضرت ابو ہریرہ ؓ ذکر کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ کا فرمان ہے کہ جب تم میں سے کوئی شخص رات کی نماز پڑھے تو اسے پہلی دو رکعتیں ہلکی پھلکی ادا کرنی چاہئیں۔ (مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ بِتُّ عِنْدَ خَالَتِیْ مَیْمُوْنَةَ لَیْلَةً وَالنَّبِیُّ ﷺ عِنْدَهَا فَتَحَدَّثَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَعَ اَهْلِهٖ سَاعَةً ثُمَّ رَقَدَ فَلَمَّا كَانَ ثُلُثُ الَّیْلِ الْاٰخِرُ اَوْ بَعْضُهُ قَعَدَ فَنَظَرَ اِلَی السَّمَآءِ فَقَرَاَ اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ حَتّٰی خَتَمَ السُّوْرَةَ ثُمَّ قَامَ اِلَی الْقِرْبَةِ فَاَطْلَقَ شِنَاقَهَا ثُمَّ صَبَّ فِی الْجَفْنَةِ ثُمَّ تَوَضَّاَ وُضُوْءً حَسَنًا بَیْنَ الْوُضُوْئَیْنِ لَمْ یُكْثِرْ وَقَدْ اَبْلَغَ فَقَامَ فَصَلّٰی فَقُمْتُ وَتَوَضَّاْتُ فَقُمْتُ عَنْ یَّسَارِهٖ فَاَخَذَ بِاُذُنِیْ فَاَدَارَنِیْ عَنْ یَّمِیْنِهٖ فَتَتَامَّتْ صَلٰوتُهُ ثَلٰثَ عَشَرَةَ رَكْعَةً ثُمَّ اضْطَجَعَ فَنَامَ حَتّٰی نَفَخَ وَكَانَ اِذَا نَامَ نَفَخَ فَاٰذَنَهُ بِلَالٌ بِالصَّلٰوةِ فَصَلّٰی وَلَمْ یَتَوَضَّاْ وَكَانَ فِیْ دُعَآئِهٖ (اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا وَّفِیْ بَصَرِیْ نُوْرًا وَّفِیْ سَمْعِیْ نُوْرًا وَّعَنْ یَّمِیْنِیْ نُوْرًا وَّعَنْ یَّسَارِیْ نُوْرًا وَّفَوْقِیْ نُوْرًا وَّتَحْتِیْ نُوْرًا وَّاَمَامِیْ نُوْرًا وَّخَلْفِیْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ لِّیْ نُوْرًا وَّزَادَ بَعْضُهُمْ وَفِیْ لِسَانِیْ نُوْرًا وَّذَكَرَ وَعَصَبِیْ وَلَحْمِیْ وَدَمِیْ وَشَعْرِیْ وَبَشَرِیْ)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ذکر کرتے ہیں کہ میں اپنی خالہ ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر رات ٹھہرا اور نبی اکرم ﷺ کا قیام بھی وہیں تھا۔ رسول اکرم ﷺ نے کچھ دیر گھر والوں کے ساتھ گفتگو فرمائی اور اس کے بعد آرام فرمانے لگے۔ جب رات کا تیسرا حصہ یا کچھ وقت باقی تھا تو آپ اٹھ کر بیٹھ گئے اور آسمان کی طرف نظر اٹھاتے ہوئے ان آیات کی تلاوت کی "اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ .... لِاُولِی الْاَلْبَابِ" (آل عمران ۳:۱۹۰۔۲۰۰) پھر آپ ایک مشکیزے کے پاس جا کر کھڑے ہوئے اور اس کا منہ کھول کر ایک برتن میں پانی لیا پھر پانی کی مناسب مقدار کے ساتھ بہترین انداز میں وضو فرمایا۔ اب نماز کے لئے کھڑے ہوئے پھر میں بھی وضو کر کے آپ کی بائیں جانب کھڑا ہوا آپ نے میرے کان سے پکڑ کر مجھے دائیں جانب کھڑا فرمایا جب تیرہ رکعتیں مکمل ہو گئیں تو سو گئے یہاں تک کہ آپ کے خراٹوں کی آواز آنے لگی۔ جب آپ ﷺ سوتے تھے تو خراٹے لیا کرتے تھے۔ اب بلال نے نماز کی اطلاع دی تو آپ ﷺ نے تازہ وضو کے بغیر امامت فرمائی اور اس موقع پر دعا میں یہ مانگا کرتے تھے۔ الٰہی میرے دل، میری آنکھوں، میرے کانوں، میرے دائیں، میرے بائیں، میرے اوپر، میرے

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهُمَا (وَاجْعَلْ فِيْ نَفْسِيْ نُوْرًا وَّاَعْظِمْ لِيْ نُوْرًا وَّفِيْ اُخْرٰى لِمُسْلِمٍ اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِيْ نُوْرًا). 491-8

نیچے، میرے سامنے، میرے پیچھے اور مجھے ہر طرف سے روشنی عطا فرما اور دوسری روایات میں ان الفاظ کا اضافہ ہے۔ میری زبان، میرے اعصاب، میرا گوشت پوست، میرے خون اور بال حتیٰ کہ میرے سارے جسم کو منور فرما دے۔ (بخاری و مسلم) اور دوسری روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ میرے ضمیر میں بھی نور عطا کر اور نور کو میرے لئے زیادہ کر دے۔ مسلم کی دوسری حدیث میں ہے "اے اللہ مجھے نور عطا فرما۔"

فہم الحدیث

ان روایات میں تہجد کی رکعتوں کی تعداد مختلف ذکر ہوئی ہے۔ جس کی وجہ طبیعت کا میلان، وقت کی کمی اور بعض اوقات رسول اکرم ﷺ پر اس قدر رقت طاری ہوتی کہ ایک آیت ہی بار بار پڑھتے زار و قطار روتے جاتے جس کی وجہ سے تعداد میں کمی ہو جاتی تھی۔ البتہ آپ اکثر آٹھ رکعت نفل اور تین وتر ادا کیا کرتے تھے۔ اسی طرح اکثر گیارہ رکعت نماز تہجد پڑھا کرتے تھے جن روایات میں تیرہ رکعتوں کا ذکر ہے ان میں صبح کی دو سنتیں شامل ہیں۔ سونے کے باوجود آپ کا دل جاگتا تھا۔ اس لئے آپ ﷺ کو وضو کے بارے میں معلوم ہوتا تھا یہ صرف آپ کی ہی خصوصیت ہے کسی دوسرے آدمی کو اجازت نہیں کہ وہ سونے کے بعد بغیر وضو کیے نماز پڑھے۔ آپ ﷺ سوتے وقت نہایت ہی ہلکے سے خراٹے لیا کرتے جس سے معلوم ہو جاتا کہ آپ سو چکے ہیں۔

وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ اَنَّهُ رَقَدَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاسْتَيْقَظَ فَتَسَوَّكَ وَتَوَضَّأَ وَهُوَ يَقُوْلُ اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ حَتّٰى خَتَمَ السُّوْرَةَ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ اَطَالَ فِيْهِمَا الْقِيَامَ وَالرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَنَامَ حَتّٰى نَفَخَ ثُمَّ فَعَلَ ذٰلِكَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ سِتَّ رَكَعَاتٍ كُلَّ ذَالِكَ يَسْتَاكُ وَيَتَوَضَّأُ وَيَقْرَأُ هٰؤُلَآءِ الْاٰيَاتِ ثُمَّ اَوْتَرَ بِثَلَاثٍ. (مسلم) 9-492

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہی بیان کرتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کے ہاں سویا ہوا تھا آپ نے اٹھ کر مسواک کی پھر وضو کے بعد یہاں سے لے کر آخر تک ان آیات کی تلاوت کی ان فی خلق السموت والارض...... (آل عمران ۳:۱۹۰-۲۰۰) پھر لمبے قیام اور رکوع وسجود کے ساتھ دو رکعت ادا کیں پھر بستر پر آ کر لیٹ گئے یہاں تک کہ آپ کے سونے کی آواز آنے لگی۔ اس طرح تین دفعہ اٹھ کر آپ نے چھ رکعتیں پڑھیں اور ہر دفعہ وضو اور مسواک کی اور ہر بار ان آیات کی تلاوت کی۔ آخر میں تین وتر ادا کئے۔ (مسلم)

عَنْ زَيْدِبْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ رضی اللہ عنہ اَنَّهُ قَالَ لَاَرْمُقَنَّ صَلٰوةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اللَّيْلَةَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ طَوِيْلَتَيْنِ

حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے دل میں فیصلہ کیا آج میں نبی محترم ﷺ کی نماز تہجد ملاحظہ کروں گا چنانچہ آپ ﷺ نے پہلے دو ہلکی رکعتیں ادا

طَوِيْلَتَيْنِ طَوِيْلَتَيْنِ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا دُوْنَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا دُوْنَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَاثَلٰثَةَ عَشَرَةَ رَكْعَةً رَوَاهُ مُسْلِمٌ قَوْلُهُ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا دُوْنَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا اَرْبَعُ مَرَّاتٍ هٰكَذَا فِي صَحِيْحِ مُسْلِمٍ 10-493

کیں پھر دو رکعتیں بہت ہی طویل اس کے بعد دو رکعتیں ان سے ہلکی اور آخری دو رکعتیں پانچویں اور چھٹی رکعت سے ہلکی تھیں اس کے بعد وتر ادا کئے اور اس طرح تیرہ رکعتیں نماز ادا کی۔(مسلم) مسلم ہی میں دوسری روایت میں حضرت زید بن خالد ﷺ کا فرمان منقول ہے وہاں دو رکعت کا ذکر چار دفعہ آیا ہے۔(مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ لَمَّا بَدَّنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَثَقُلَ كَانَ اَكْثَرُ صَلٰوتِهِ جَالِسًا.(متفق عليه)11-494

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب رسول محترم ﷺ کا جسم نسبتاً بھاری ہوا آپ اکثر بیٹھ کر تہجد پڑھا کرتے تھے۔(بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

نبی اکرم ﷺ ہمیشہ کھڑے ہو کر نماز تہجد ادا کیا کرتے تھے جو رکوع وسجود اور قیام کے اعتبار سے نہایت ہی طویل اور ادائیگی میں بڑی خوبصورتی پائی جاتی تھی۔ جب آپ ﷺ کی عمر مبارک ساٹھ سال سے زیادہ ہوئی اور وجود اطہر جوانی کی نسبت تھوڑا سا بھاری ہوا تو آپ کھڑے ہو کر نماز شروع کرتے طویل ترین قرآت کی وجہ سے بیٹھ جاتے اور رکوع کرنے سے کچھ دیر پہلے کھڑے ہو کر رکعت پوری فرمایا کرتے تھے۔ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا آپ ﷺ کے وجود کے بارے میں اس فرمان کا یہی مقصد ہے کہ آپ کا جسم جوانی کے مقابلے میں زیادہ بھاری ہو گیا تھا۔سیرت اور حدیث کی کسی کتاب سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ رسول محترم ﷺ کا پیٹ بڑا ہو یا اس قدر وجود بھاری ہو چکا ہو جس سے آپ کے حسن وجمال اور متوازن سراپا میں کوئی کمی محسوس ہوتی ہو۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَقَدْ عَرَفْتُ النَّظَائِرَ الَّتِيْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْرِنُ بَيْنَهُنَّ فَذَكَرَ عِشْرِيْنَ سُوْرَةً مِّنْ اَوَّلِ الْمُفَصَّلِ عَلٰى تَالِيْفِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ سُوْرَتَيْنِ فِيْ رَكْعَةٍ اٰخِرُهُنَّ حٰمٓ الدُّخَانِ وَعَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ.(متفق عليه)12-495

حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ بیان کرتے ہیں کہ میں ان مساوی آیات والی سورتوں کو جانتا ہوں جن کو رسول اللہ ﷺ ملا کر پڑھتے تھے۔ چنانچہ ابن مسعودؓ کی تالیف کے لحاظ سے شروع مفصل کی بیس سورتوں کا ذکر کیا آپؐ ایک رکعت میں دو سورتیں ملاتے تھے۔ آخری سورتیں حمٓ الدخان اور عم یتسآء لون تھیں۔

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ مَّسْرُوْقٍ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ اَيُّ الْعَمَلِ كَانَ اَحَبَّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ

حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں میں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ

ﷺ قَالَتِ الدَّآئِمُ قُلْتُ فَاَیَّ حِیْنٍ کَانَ یَقُوْمُ مِنَ اللَّیْلِ قَالَتْ کَانَ یَقُوْمُ اِذَا سَمِعَ الصَّارِخَ. (متفق علیه) 13-496

ﷺ کو عمل کرنے میں کون سا طریقہ پسند تھا؟ محترمہ فرماتی ہیں کسی کام کو ہمیشہ کرنا میں نے پھر عرض کیا۔ آپ ﷺ تہجد کس وقت پڑھا کرتے تھے؟ فرمایا جب مرغ اذان دیتا تھا۔ (بخاری و مسلم)

خلاصہ باب

۱۔ تہجد کی زیادہ سے زیادہ گیارہ رکعتیں ہیں۔

۲۔ وقت اور صحت کے مطابق تہجد کی رکعتیں کم کی جا سکتی ہیں۔

۴۔ تہجد میں زیادہ سے زیادہ قرآن مجید کی تلاوت کرنی چاہیے۔

۵۔ تہجد پڑھنے کے بعد سویا جا سکتا ہے بشرطیکہ فجر کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کی جائے۔

۶۔ تہجد رات کے کسی حصہ میں پڑھی جا سکتی ہے تاہم رات کے آخر میں پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔

۷۔ آپ ﷺ تہجد اکثر رات کے آخری حصہ میں پڑھا کرتے تھے۔



بَابُ مَا يَقُوْلُ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ

تہجد کے وقت کی دعائیں

انسان ہر وقت اور ہر اعتبار سے محتاج ہے۔ اس کا اپنے رب سے مانگنا اسکی اپنی ضرورت اور حاجت ہے۔ اس کے باوجود رحم و کرم کے مالک کی بندہ پروری کی انتہا ہے کہ وہ صرف مانگنے کا حکم ہی نہیں دیتا بلکہ اپنے سے نہ مانگنے والے پر ناراض اور اس بات کو اپنی ذات سے تکبر کے برابر سمجھتا ہے۔

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْ خُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ (المؤمن ۴۰: ۶۰)

تمہارے رب کا حکم ہے مجھ سے مانگتے رہو میں تمہیں عطا کرتا رہونگا جو لوگ اس سے نہیں مانگتے وہ متکبر ہیں ان کو بہت جلد ذلیل کر کے جہنم رسید کیا جائے گا۔

مومنوں کی صفات کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد ہوا کہ وہ تو ہر حال میں اپنے رب سے مانگتے ہیں اور وہ دعا اور عبادت کرنے سے رکتے نہیں۔ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ آدمی کو ہر چیز اللہ تعالیٰ سے طلب کرنی چاہیے حتیٰ کہ جوتے کے تسمے بھی اسی سے مانگنے چاہیں۔ آپ ﷺ کے فرمان کا مقصد یہ ہے کہ چھوٹی سے چھوٹی چیز بھی اللہ سے طلب کرنی چاہیے کیونکہ ایک ذرہ بھی اس کی عنایت کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتا۔

الفصل الاول

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَتَهَجَّدُ قَالَ (اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ قَيِّمُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ مَلِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَ لِقَائُكَ حَقٌّ وَقَوْلُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَّالنَّارُ حَقٌّ وَّالنَّبِيُّوْنَ حَقٌّ وَّمُحَمَّدٌ حَقٌّ وَّالسَّاعَةُ حَقٌّ اَللّٰهُمَّ لَكَ اَسْلَمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْكَ اَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَاِلَيْكَ حَاكَمْتُ

پہلی فصل

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ رات کے وقت جب تہجد کے لیے اٹھتے تو یہ دعا پڑھتے۔ ''اے اللہ تیری ہی حمد وستائش، تو ہی زمین وآسمان اور جو کچھ ان میں ہے اس کو قائم رکھنے والا ہے، تیرے لیے ہی حمد ہے اور تیری وجہ سے ہی زمین وآسمان اور ان کی ہر چیز روشن ہے، تیرے لئے ہی تعریف ہے اور تو ہی زمین وآسمان اور ان میں ہر چیز کا مالک ہے، تیرے ہی لیے حمد وثنا ہے تو ہی حق ہے تیرے وعدے سچ ہیں۔ تجھ سے ملاقات یقینی ہے۔ تیرا فرمان سچا ہے۔ جنت، دوزخ، انبیاء، محمد، قیامت یہ سب سچ اور حق ہیں۔ الٰہی میں تیرا ہی تابعدار اور تجھ پر ایمان رکھتا ہوں، تیری ذات پر میرا بھروسہ ہے۔ تیری طرف ہی رجوع کرتا ہوں، تیری وجہ سے ہی لوگوں سے

فَاغْفِرْلِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّیْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ وَلَا اِلٰهَ غَیْرُکَ). (متفق علیه)497-1

لڑتا ہوں۔ میں سب کچھ تیرے سپرد کرتا ہوں۔ پس میرے اگلے پچھلے، پوشیدہ اور ظاہر گناہ معاف فرما۔ جن کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ تیری ذات ہی اول و آخر ہے۔ تو ہی الٰہِ برحق ہے اور تیرے سوا کوئی معبود و مسجود نہیں۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رضی الله عنها قَالَتْ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ اِذَا قَامَ مِنَ اللَّیْلِ افْتَتَحَ صَلٰوتَهٗ (فَقَالَ اَللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرَئِیْلَ وَمِیْکَآئِیْلَ وَاِسْرَافِیْلَ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْکُمُ بَیْنَ عِبَادِکَ فِیْمَا کَانُوْا فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ اِهْدِنِیْ لِمَا اخْتُلِفَ فِیْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِکَ اِنَّکَ تَهْدِیْ مَنْ تَشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ). (مسلم)498-2

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں نبی اکرم ﷺ تہجد کی نماز پڑھنے سے پہلے یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔ ''اے الٰہی! جبرائیل، میکائیل اور اسرافیل کے رب' تو ہی زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا اور حاضر و غائب کا علم رکھنے والا ہے۔ اور تو ہی اپنے بندوں کے درمیان ان کے آپس کے اختلافات کا فیصلہ فرمائے گا۔ اختلافی معاملات میں حق اور سچ کے ساتھ میری رہنمائی فرما۔ یقیناً تو جسے چاہتا ہے صراط مستقیم کی ہدایت عطا کرتا ہے۔ (مسلم)

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ تَعَارَّ مِنَ اللَّیْلِ فَقَالَ (لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ) ثُمَّ قَالَ (رَبِّ اغْفِرْلِیْ) اَوْ قَالَ ثُمَّ دَعَا اسْتُجِیْبَ لَهٗ فَاِنْ تَوَضَّاَ وَصَلّٰی قُبِلَتْ صَلٰوتُهٗ. (بخاری) 499-3

حضرت عبادہ بن صامت ﷺ ذکر کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو آدھی رات کو بیدار ہو اور وہ یہ دعا پڑھے۔ ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ذات اور صفات کے اعتبار سے اکیلا ہے' اس کا کوئی شریک نہیں اس کی بادشاہی اور اسی کے لیے حمد و تعریف ہے۔ وہی ہر چیز پر اختیار رکھنے والا اور پاک ہے۔ سب تعریف اس کے لیے ہے۔ نہیں کوئی معبود اس کے بغیر وہ سب سے بڑا ہے ہر قسم کی طاقت صرف اللہ ہی کے پاس ہے۔'' پھر اس طرح کہے ''اے رب مجھے معاف فرما۔'' پھر دعا کرے اس کی دعا لازماً قبول ہوگی۔ اور وضو کر کے نماز پڑھے گا تو اس کی نماز قبول ہوگی۔ (بخاری)

خلاصۂ باب

۱۔ نمازِ تہجد میں خوب دعائیں کرنی چاہئیں۔ ۲۔ افضل اور مقبول دعائیں وہ ہیں جو آپ ﷺ مانگا کرتے تھے۔

۳۔ آپ کی دعائیں یاد نہ ہوں تو آدمی اپنی زبان میں دعائیں مانگ سکتا ہے۔

۴۔ رات بیدار ہونے کے وقت بھی دعائیں کرنی چاہئیں۔

بَابُ التَّحْرِيضِ عَلٰی قِيَامِ الَّيْلِ

نمازِ تہجد کی ترغیب

لیل ونہار میں کوئی گھڑی اور وقت ایسا نہیں جب آدمی کی دعا قبول نہ ہوتی ہو۔قبولیت کا دروازہ ہر وقت اور قیامت تک کھلا ہے۔لیکن اس کے باوجود کچھ اوقات کو قبولیت کا زیادہ درجہ حاصل ہے۔تاکہ بندہ ان مخصوص اوقات میں زیادہ توجہ کے ساتھ اپنے رب سے مانگ سکے۔رات کا پچھلا پہر قبول دعا کے لئے مقبول ترین وقت ہے کیونکہ زمین وآسمان کی وسعتیں اللہ تعالیٰ کی رحمت وتجلیات سے لبریز ہوتی ہیں۔اس وقت خصوصی طور پر اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم نازل ہو رہا ہوتا ہے۔مالکِ حقیقی اس طرح اپنے بندوں کو پکارتے ہیں کہ آؤ مجھ سے مانگ لو جو مانگنا چاہتے ہو۔لہٰذا تہجد کے لیے ایک دوسرے کو ترغیب دیتے رہنا چاہیے۔

الفصل الاول

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَعْقِدُ الشَّیْطَانُ عَلٰی قَافِیَةِ رَأْسِ اَحَدِکُمْ اِذَا هُوَ نَامَ ثَلٰثَ عُقَدٍ یَضْرِبُ عَلٰی کُلِّ عُقْدَةٍ عَلَیْکَ لَیْلٌ طَوِیْلٌ فَارْقُدْ فَاِنِ اسْتَیْقَظَ فَذَکَرَ اللّٰهَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَاِنْ تَوَضَّأَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَاِنْ صَلّٰی انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَاَصْبَحَ نَشِیْطًا طَیِّبَ النَّفْسِ وَاِلَّا اَصْبَحَ خَبِیْثَ النَّفْسِ کَسْلَانَ.(متفق علیه)500-1

پہلی فصل

حضرت ابو ہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جب تم میں سے کوئی شخص رات کو سوتا ہے تو شیطان اسکے سر کے پیچھے تین گرہیں لگا دیتا ہے۔ ہر گرہ پر یہ وسوسہ ڈالتا ہے سوئے رہو ابھی رات کافی باقی ہے اگر وہ جاگ کر اللہ تعالیٰ کا کوئی ذکر کرتا ہے تو اس کی ایک گرہ کھل جاتی ہے جب وہ وضو کرتا ہے تو دوسری اور نماز پڑھتا ہے تو تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے۔وہ اس حالت میں صبح اٹھتا ہے تو مستعد اور خوش ہوتا ہے۔ورنہ وہ مردہ دل اور سست ہوتا ہے۔(بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

گرہ سے مراد سستی ہوسکتی ہے۔کیونکہ گرہ کا معنیٰ باندھنا ہے۔گو شیطانی گرہیں نظر نہیں آتی لیکن حقیقتاً نماز کے لیے نہ اٹھنے والا شیطانی جکڑ بندیوں کا شکار رہتا۔کان میں پیشاب کرنا حقیقتاً بھی ہوسکتا ہے۔اور معنوی اعتبار سے بھی کیونکہ پاکیزگی میں آدمی چست اور مستعد ہوتا ہے اور پلیدی میں سست اور کاہل ہوجاتا ہے۔

عَنِ الْمُغِیْرَةِ ﷛ قَالَ قَامَ النَّبِیُّ ﷺ حَتّٰی تَوَرَّمَتْ قَدَمَاهُ فَقِیْلَ لَهٗ لِمَ تَصْنَعُ هٰذَا وَقَدْ

حضرت مغیرہ ﷛ ذکر کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ رات کو اس قدر قیام کرتے کہ آپ کے قدم سوج جایا کرتے تھے۔جب

غُفِرَ لَکَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ قَالَ اَفَلَا اَکُوْنُ عَبْدًا شَکُوْرًا. (متفق علیه) 2-501

آپ سے عرض کیا گیا کہ آپ اس قدر کیوں قیام فرماتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے پہلے اور پچھلے گناہ معاف کردیے ہیں؟ فرمایا کیا مجھے اس کا شکر گزار بندہ نہیں بننا چاہیے (بخاری و مسلم)

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ﷛ قَالَ ذُکِرَ عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ رَجُلٌ فَقِیْلَ لَهُ مَا زَالَ نَائِمًا حَتّٰی اَصْبَحَ مَا قَامَ اِلَی الصَّلٰوةِ قَالَ ذَالِکَ رَجُلٌ بَالَ الشَّیْطٰنُ فِیْ اُذُنِهٖ اَوْ قَالَ فِیْ اُذُنَیْهِ.(متفق علیه) 3-502

حضرت عبداللہ بن مسعود ﷛ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے حضور ایسے شخص کا ذکر ہوا جو صبح تک سویا رہتا ہے اور وہ نماز کے لیے نہیں اٹھتا فرمایا کہ اس کے ایک یا دونوں کانوں میں شیطان نے پیشاب کردیا ہوتا ہے۔(بخاری و مسلم)

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتِ اسْتَیْقَظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَیْلَةً فَزِعًا یَقُوْلُ سُبْحَانَ اللّٰهِ مَاذَا اُنْزِلَ اللَّیْلَةَ مِنَ الْخَزَآئِنِ وَمَاذَا اُنْزِلَ مِنَ الْفِتَنِ مَنْ یُّوْقِظُ صَوَاحِبَ الْحُجُرَاتِ یُرِیْدُ اَزْوَاجَهٗ لِکَیْ یُصَلِّیْنَ رُبَّ کَاسِیَةٍ فِی الدُّنْیَا عَارِیَةٌ فِی الْاٰخِرَةِ.(بخاری) 4-503

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں ایک رات آپ ﷺ گھبرائے ہوئے اچانک اٹھ کر سبحان اللہ کہتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آج رات کس قدر خزانے اور فتنے نازل ہورہے ہیں۔ اب کون ان حجروں میں سونے والیوں کو اٹھائے گا۔ اس سے مراد آپ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن تھیں تاکہ وہ بھی اٹھ کر نماز پڑھیں پھر فرمایا کتنی عورتیں ہیں جو دنیا میں لباس پہننے والی ہیں لیکن وہ آخرت میں برہنہ ہوں گی۔(بخاری)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَکَ وَتَعَالٰی کُلَّ لَیْلَةٍ اِلَی السَّمَآءِ الدُّنْیَا حِیْنَ یَبْقٰی ثُلُثُ اللَّیْلِ الْاٰخِرُ یَقُوْلُ مَنْ یَّدْعُوْنِیْ فَاَسْتَجِیْبَ لَهٗ مَنْ یَّسْاَلُنِیْ فَاُعْطِیَهٗ مَنْ یَّسْتَغْفِرُنِیْ فَاَغْفِرَ لَهٗ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّمُسْلِمٍ ثُمَّ یَبْسُطُ یَدَیْهِ یَقُوْلُ مَنْ یُّقْرِضُ غَیْرَ عَدُوْمٍ وَّلَا ظَلُوْمٍ حَتّٰی یَنْفَجِرَ الْفَجْرُ. 5-504

حضرت ابوہریرہ ﷛ رسول محترم ﷺ کا فرمان ذکر کرتے ہیں ہمارا اعلیٰ اور برکت والا رب ہر رات آسمان دنیا پر جلوہ گر ہوتا ہے۔ جب رات کا تیسرا حصہ باقی ہوتا ہے تو وہ ارشاد فرماتا ہے کون ہے مجھ سے مانگنے والا میں اس کی فریاد کو قبول کروں؟ ہے کوئی مجھ سے سوال کرنے والا میں اسے عطا کروں کوئی مجھ سے معافی طلب کرے میں اسے معاف کروں۔(بخاری و مسلم) امام مسلم نے آپ کے یہ الفاظ نقل فرمائے ہیں پھر اللہ تعالیٰ اپنی شفقت کے ہاتھ پھیلائے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کون ہے جو ایسے رب کو قرض دے جو نہ کنگال ہے اور نہ زیادتی کرنے والا۔ یہاں تک کہ صبح ہو جاتی ہے۔

عَنْ جَابِرٍ ﷛ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ

حضرت جابر ﷛ کہتے ہیں کہ میں نے نبی معظم ﷺ کو یہ

اِنَّ فِی اللَّیْلِ لَسَاعَةً لَا یُوَافِقُهَا رَجُلٌ مُّسْلِمٌ یَّسْاَلُ اللّٰهَ فِیْهَا خَیْرًا مِّنْ اَمْرِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ اِلَّا اَعْطَاهُ اِیَّاهُ وَذَالِکَ کُلَّ لَیْلَةٍ.(مسلم)505-6

فرماتے ہوئے سنا کہ ہر رات میں ایک گھڑی ہوتی ہے اگر کسی مسلمان کو یہ نصیب ہو جائے تو جو بھی دنیا اور آخرت کی بہتری کے لیے دعا کرتا ہے اللہ تعالیٰ ضرور اسے عطا فرماتا ہے اور یہ گھڑی ہر رات میں آیا کرتی ہے۔(مسلم)

وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَحَبُّ الصَّلٰوةِ اِلَی اللّٰهِ صَلٰوةُ دَاوٗدَ وَاَحَبُّ الصِّیَامِ اِلَی اللّٰهِ صِیَامُ دَاوٗدَ کَانَ یَنَامُ نِصْفَ اللَّیْلِ وَیَقُوْمُ ثُلُثَهُ وَیَنَامُ سُدُسَهُ وَیَصُوْمُ یَوْمًا وَّیُفْطِرُ یَوْمًا.(متفق علیه) 506-7

حضرت عبداللہ بن عمرو ﷺ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ذکر کرتے ہیں کہ اللہ کی بارگاہ میں سب سے زیادہ محبوب نفلی نماز اور روزہ حضرت داؤد علیہ السلام کے ہیں وہ آدھی رات تک سوتے پھر تیسرا حصہ قیام کرتے اور پھر چھٹا حصہ آرام کرتے۔ وہ ایک دن روزہ رکھتے اور دوسرے دن ناغہ کرتے تھے۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِی اللّٰه عنها قَالَتْ کَانَ تَعْنِیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَنَامُ اَوَّلَ الَّیْلِ وَیُحْیِ اٰخِرَهُ ثُمَّ اِنْ کَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ اِلٰی اَهْلِهٖ قَضٰی حَاجَتَهُ ثُمَّ یَنَامُ فَاِنْ کَانَ عِنْدَ النِّدَآءِ الْاَوَّلِ جُنُبًا وَّثَبَ فَاَفَاضَ عَلَیْهِ الْمَآءَ وَاِنْ لَّمْ یَکُنْ جُنُبًا تَوَضَّاَ لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ.(متفق علیه) 507-8

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول محترم ﷺ رات کے پہلے حصے میں آرام کرتے اور پھر اٹھ کر قیام کرتے اس کے بعد اپنی اہلیہ کے ساتھ ہمبستر ہوتے اور کبھی پھر سو جاتے۔ اگر آپ ﷺ پہلی اذان کے وقت جنبی ہوتے تو غسل فرماتے۔ اگر جنبی نہ ہوتے تو وضو کرنے کے بعد دو سنت ادا کیا کرتے تھے۔(بخاری ومسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ ﷺ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَا عَبْدَاللّٰهِ لَا تَکُنْ مِّثْلَ فُلَانٍ کَانَ یَقُوْمُ مِنَ اللَّیْلِ فَتَرَکَ قِیَامَ اللَّیْلِ.(متفق علیه) 508-9

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ مجھے رسول معظم ﷺ نے فرمایا کہ عبداللہ فلاں شخص کی طرح نہ ہو جانا وہ پہلے تہجد پڑھا کرتا تھا اب اس نے رات کو اٹھنا چھوڑ دیا ہے۔(بخاری ومسلم)

خلاصہ باب

ا۔ تہجد کے وقت اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اپنے سے مانگنے کی صدائیں دیتا ہے۔۲۔ ہر رات قبولیت کی ایک خاص گھڑی ہوتی ہے۔۳۔ صبح اٹھنے سے دل خوش اور نہ اٹھنے سے دل سست ہو جاتا ہے۔۴۔ نمازِ تہجد اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرنے کا بہترین طریقہ ہے۔۵۔ صبح کی نماز بروقت نہ پڑھنے والے کے کان میں شیطان پیشاب کرتا ہے۔۶۔ گھر والوں کو تہجد کے لئے اٹھانا سنت ہے۔



بَابُ الْقَصْدِ فِي الْعَمَلِ

اعمال میں میانہ روی کا خیال رکھنا

اس باب میں آپ ﷺ کے ارشادات کی روشنی میں یہ مسائل واضح ہوتے ہیں کہ آدمی کو ہر عمل میں اعتدال اور توازن قائم رکھنا چاہیے۔ بالخصوص عبادت اور نیک کاموں میں میانہ روی کا ہونا ضروری اور مفید ترین طریقہ ہے کیونکہ ایک شخص ایک دفعہ ساری رات جاگتا ہے اور پھر وہ اگلی رات اٹھنے کا نام ہی نہیں لیتا تو اس سے عدم تسلسل اور اجر وثواب میں کمی واقع ہوتی ہے۔ آپ ﷺ نے اس فکری اور عملی کمزوری کو دور کرنے کے لیے امّت کو ترغیب دی ہے کہ وہ طبیعت کی چاہت اور جسمانی ہمت کے مطابق عمل کی کوشش کرے۔ ایسا کرنے سے اجر وثواب کے ساتھ آدمی کی طبیعت میں مستقل مزاجی پیدا ہوتی ہے۔

جہاں تک آپ ﷺ کے بیٹھ کر نفل پڑھنے کا تعلق ہے دوسرے مقام پر آپ ﷺ کا ارشاد اس طرح پایا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے لیے کھڑے اور بیٹھ کر نماز پڑھنے کے اجر کو یکساں فرمادیا ہے جبکہ امّت میں سے کوئی شخص بلا عذر بیٹھ کر نماز پڑھتا ہے تو اس کا اجر نصف کردیا جاتا ہے۔ اس لیے ان لوگوں کی غلط فہمی دور ہوجانی چاہیے جو سنت سمجھ کر نفلی نماز بیٹھ کر ادا کرتے ہیں۔

الفصل الاول

پہلی فصل

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُفْطِرُ مِنَ الشَّهْرِ حَتّٰى يُظَنَّ اَنْ لَّا يَصُوْمَ مِنْهُ وَيَصُوْمُ حَتّٰى يُظَنَّ اَنْ لَّا يُفْطِرَ مِنْهُ شَيْئًا وَّكَانَ لَا تَشَاۗءُ اَنْ تَرَاهُ مِنَ الَّيْلِ مُصَلِّيًا اِلَّا رَاَيْتَهُ وَلَا نَآئِمًا اِلَّا رَاَيْتَهُ.(بخاری)509-1

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسولِ محترم ﷺ جب روزے چھوڑتے تھے یوں لگتا جیسے آپ اس مہینے روزے نہیں رکھیں گے جب رکھنا شروع کرتے تو یہ خیال ہوتا کہ اب رکھتے ہی جائیں گے۔ اگر کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ساری رات نماز پڑھتا ہوا دیکھنا چاہتا تو اس طرح دیکھ سکتا تھا اور اگر کوئی رات میں آپ کو سویا ہوا دیکھنا چاہتا تو اس طرح دیکھ سکتا تھا۔ (بخاری)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَحَبُّ الْاَعْمَالِ اِلَى اللّٰهِ اَدْوَمُهَا وَاِنْ قَلَّ.(متفق علیه)510-2

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں رسولِ کریم ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کو وہ عمل زیادہ پسند ہے جو مسلسل کیا جائے چاہے وہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خُذُوْا مِنَ الْاَعْمَالِ مَا تُطِيْقُوْنَ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَمَلُّ حَتّٰى تَمَلُّوْا.(متفق علیه)511-3

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی آپ ﷺ کے اس ارشاد کو بیان کرتی ہیں کہ اپنی طاقت کے مطابق عمل کیا کرو اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اجر دیتے ہوئے نہیں تھکتے جب کہ تم تھک جاؤ گے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِيُصَلِّ اَحَدُكُمْ نَشَاطَهُ وَاِذَا فَتَرَ فَلْيَقْعُدْ.(متفق عليه)4-512

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا کہ تم طبیعت کی آمادگی تک نماز پڑھا کرو۔ جب کوئی سستی محسوس کرے تو اسے رک جانا چاہیے۔(بخاری ومسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا نَعَسَ اَحَدُكُمْ وَهُوَ يُصَلِّيْ فَلْيَرْقُدْ حَتّٰى يَذْهَبَ عَنْهُ النَّوْمُ فَاِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا صَلّٰى وَهُوَ نَاعِسٌ لَا يَدْرِيْ لَعَلَّهُ يَسْتَغْفِرُ فَيَسُبُّ نَفْسَهُ.(متفق عليه)5-513

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کا فرمان نقل کرتی ہیں کہ تم میں کوئی شخص جب نماز کی حالت میں اونگھ محسوس کرے تو اسے سوجانا چاہیے۔ یہاں تک کہ نیند کا غلبہ ختم ہوجائے کیونکہ جب کوئی اونگھ کی حالت میں نماز پڑھ رہا ہوتو اسے خبر نہیں ہوتی کہ وہ استغفار کررہا ہے یا کہ اپنے آپ کو برا بھلا کہہ رہا ہے۔(بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ الدِّيْنَ يُسْرٌ وَّلَنْ يُّشَادَّ الدِّيْنَ اَحَدٌ اِلَّا غَلَبَهُ فَسَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا وَاَبْشِرُوْا وَاسْتَعِيْنُوْا بِالْغَدْوَةِ وَالرَّوْحَةِ وَشَيْءٍ مِّنَ الدُّلْجَةِ.(بخاری)6-514

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ دین تو آسان ہے۔کوئی شخص اسلام پر غالب نہیں آسکتا بلکہ دین ہی غالب ہوگا۔اجر وثواب کا راستہ اور میانہ روی اختیار کرو لوگوں کو خوشخبریاں دو۔صبح وشام اور رات کے آخر میں اللہ تعالیٰ کی رضا طلب کرتے رہو۔(بخاری)

فہم الحدیث

اس حدیث میں یشاد کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کے معنی ہے دھینگا مشتی کرنا لیکن یہاں مراد ہے۔ کہ جو شخص اسلامی عبادات کو ناکافی اور اعتدال کا طریقہ چھوڑ کر عبادات میں زور لگائے وہ اس طرح پھر بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا نہیں کرسکتا۔ اسلام کی روحِ عبادت سے آگے نہیں بڑھ سکتا اس لیے اس کے ساتھ وضاحت فرمائی کہ میانہ روی اختیار کرو۔

عَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ نَّامَ عَنْ حِزْبِهٖ اَوْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ فَقَرَاَهُ فِيْمَا بَيْنَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَصَلٰوةِ الظُّهْرِ كُتِبَ لَهٗ كَاَنَّمَا قَرَاَهُ مِنَ اللَّيْلِ.(مسلم)7-515

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں آپ ﷺ کا ارشاد ہے جو شخص رات کی نیند کی وجہ سے اپنا پورا وظیفہ یا اس کا کچھ حصہ مکمل نہ کرسکے اسے فجر اور ظہر کے درمیان اسے مکمل کرلینا چاہیے۔اس کے لیے ایسے ہی لکھا جائے گا جیسے اس نے رات کے وقت یہ کام کیا ہو۔(مسلم)

فہم الحدیث

باب الوتر میں آیا ہے کہ جسکی تہجد کی نماز رہ جائے وہ سورج نکلنے کے بعد بارہ رکعتیں ادا کرے گویا کہ وہ وتر کی بجائے دو

دو کر کے نفل پڑھے گا اس طرح تہجد کے برابر اجر ملے گا۔ اسی طرح اس کا رات کا کوئی ذکر رہ گیا ہے تو صبح پڑھ سکتا ہے بشرطیکہ جان بوجھ کر نہیں سویا رہا۔

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلِّ قَائِمًا فَإِنْ لَّمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا فَإِنْ لَّمْ تَسْتَطِعْ فَعَلٰى جَنْبٍ (بخاری)8-516

حضرت عمران بن حصین ﷺ روایت کرتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا نماز کھڑے ہو کر پڑھا کرو۔ طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر اگر بالکل ہی ہمت نہ ہو تو لیٹ کر پڑھ لیا کرو۔ (بخاری)

وَعَنْهُ اَنَّهُ سَاَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ صَلٰوةِ الرَّجُلِ قَاعِدًا قَالَ اِنْ صَلّٰى قَائِمًا فَهُوَ اَفْضَلُ وَمَنْ صَلّٰى قَاعِدًا فَلَهُ نِصْفُ اَجْرِ الْقَائِمِ وَمَنْ صَلّٰى نَائِمًا فَلَهُ نِصْفُ اَجْرِ الْقَاعِدِ. (بخاری)9-517

حضرت عمران بن حصین ﷺ نے رسول محترم ﷺ سے ایسے شخص کے بارے میں پوچھا جو بیٹھ کر نماز پڑھتا ہے۔ فرمایا کہ اگر وہ کھڑا ہو کر نماز پڑھے تو افضل ہے (بلا وجہ) بیٹھ کر پڑھنے والے کے لیے آدھا اجر ہے اور جس نے لیٹ کر نماز ادا کی اس کے لیے بیٹھنے والے سے بھی نصف ثواب ہوگا۔ (بخاری)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ﷺ قَالَ حُدِّثْتُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ صَلٰوةُ الرَّجُلِ قَاعِدًا نِصْفُ الصَّلٰوةِ قَالَ فَاَتَيْتُهُ فَوَجَدْتُّهُ يُصَلِّيْ جَالِسًا فَوَضَعْتُ يَدِيْ عَلٰى رَاْسِهٖ فَقَالَ مَالَكَ يَا عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو ﷺ وَقُلْتُ حُدِّثْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَّكَ قُلْتَ صَلٰوةُ الرَّجُلِ قَاعِدًا عَلٰى نِصْفِ الصَّلٰوةِ وَاَنْتَ تُصَلِّيْ قَاعِدًا قَالَ اَجَلْ وَلٰكِنِّيْ لَسْتُ كَاَحَدٍ مِّنْكُمْ. (مسلم)10-518

حضرت عبداللہ بن عمرو ﷺ کہتے ہیں کہ مجھے یہ رسول کریم ﷺ کا ارشاد بتلایا گیا کہ بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کو نصف ثواب ملتا ہے۔ یہ سنتے ہی میں آپ کی خدمت گرامی میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ اس وقت خود بیٹھ کر نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے اپنے ہاتھ سے آپ کے سر مبارک کو چھوا۔ آپ نے فرمایا ابن عمرو ﷺ کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا رسول محترم ﷺ مجھے آپ کا یہ فرمان بتلایا گیا کہ بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کو آدھا اجر ملتا ہے اور آپ خود ہی بیٹھ کر نماز پڑھ رہے ہیں تو ارشاد ہوا ایسا ہی ہے لیکن میرا معاملہ تمہاری طرح نہیں ہے۔ (مسلم)



فہم الحدیث

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ اس وقت بچے تھے۔ اسی لیے انہوں نے آپ ﷺ کے سر مبارک پر ہاتھ لگاتے ہوئے آپ سے اس طرح سوال کیا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ انہوں نے نہایت محبت اور تبرک چاہنے کے لیے اس طرح ہاتھ لگایا ہو۔ کیوں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم آپ ﷺ سے اس طرح بے تکلف ہو کر سوال نہیں کیا کرتے تھے۔

خلاصۂ باب

۱۔ عمل میں میانہ روی ہونی چاہیے۔

۲۔ طبیعت سیر ہو جائے تو نفل نماز ختم کر دینی چاہیے۔

۳۔ بلا وجہ بیٹھ کر نماز پڑھنے سے ثواب آدھا ہو جاتا ہے۔

۴۔ رسول محترم ﷺ کو بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کا پورا ثواب عطا ہوتا تھا۔

۵۔ شرعی عذر کی بنا پر رات کا چھوٹا ہوا عمل طلوع آفتاب کے بعد ادا کیا جا سکتا ہے۔



بَابُ الْوِتْرِ

نمازِ وتر

وتر کا معنی ہے ایک۔ یہ نمازِ عشاء یا تہجد کے آخر میں ادا کرنا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ وتر کے ساتھ نفل ملا کر تین' پانچ اور کبھی سات بھی پڑھا کرتے تھے۔ التحیات وتروں کی آخری رکعت میں بیٹھنا چاہیے۔ وتروں کی نماز میں دعائے قنوت رکوع کے بعد پڑھنا افضل ہے۔

الفصل الاول

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلٰوةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى فَاِذَا خَشِيَ اَحَدُكُمُ الصُّبْحَ صَلّٰى رَكْعَةً وَّاحِدَةً تُوْتِرُلَهٗ مَا قَدْ صَلّٰى. (متفق عليه) 519-1

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْوِتْرُ رَكْعَةٌ مِّنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ. (مسلم) 520-2

عَنْ عَا ئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَا نَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ مِنَ الَّيْلِ ثَلٰثَ عَشَرَةَ رَكْعَةً يُّوْتِرُ مِنْ ذَالِكَ بِخَمْسٍ لَّا يَجْلِسُ فِيْ شَيْءٍ اِلَّا فِيْ اٰخِرِهَا. (متفق عليه) 521-3

عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ ؓ قَالَ انْطَلَقْتُ اِلٰى عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَقُلْتُ يَا اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْبِئِيْنِيْ عَنْ خُلُقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ اَلَسْتَ تَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ قُلْتُ بَلٰى قَالَتْ فَاِنَّ خُلُقَ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ كَانَ الْقُرْاٰنُ قُلْتُ يَا اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْبِئِيْنِيْ عَنْ وِتْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ كُنَّا نُعِدُّ لَهٗ سِوَاكَهٗ وَطَهُوْرَهٗ فَيَبْعَثُهُ اللّٰهُ مَا شَآءَ اَنْ يَّبْعَثَهٗ مِنَ اللَّيْلِ فَيَتَسَوَّكُ

پہلی فصل

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے ارشاد فرمایا رات کو نفل دو دو رکعت کی صورت میں ہیں اگر تمہیں ڈر ہو کہ صبح ہونے والی ہے تو ایک رکعت ادا کر لیا کرو۔ یہ نماز کو وتر بنا دے گا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے ارشاد فرمایا نماز وتر رات کے آخر میں ایک رکعت ہے۔ (مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ رات کو تیرہ رکعت نماز ادا کیا کرتے تھے۔ ان میں پانچ رکعت وتر ہوتے اور آپ پانچویں رکعت میں ہی تشہد بیٹھتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت سعد بن ہشام ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا اے ام المؤمنین آپ مجھے نبی رحمت ﷺ کے اخلاق کے بارے میں بتائیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے استفسار کیا کہ کیا آپ قرآن مجید کی تلاوت نہیں کرتے؟ میں نے جواب دیا میں قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہوں۔ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواباً ارشاد فرمایا قرآن ہی تو آپ کا اخلاق ہے۔ میں نے پھر پوچھا نبی کریم ﷺ وتر کیسے ادا کرتے تھے؟ حضرت عائشہ رضی

وَيَتَوَضَّأُ وَيُصَلِّيْ تِسْعَ رَكَعَاتٍ لَا يَجْلِسُ فِيْهَا إِلَّا فِي الثَّامِنَةِ فَيَذْكُرُ اللّٰهَ وَيَحْمَدُهُ وَيَدْعُوْهُ ثُمَّ يَنْهَضُ وَلَا يُسَلِّمُ فَيُصَلِّيْ التَّاسِعَةَ ثُمَّ يَقْعُدُ فَيَذْكُرُ اللّٰهَ وَيَحْمَدُهُ وَيَدْعُوْهُ ثُمَّ يُسَلِّمُ تَسْلِيْمًا يُسْمِعُنَا ثُمَّ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ مَا يُسَلِّمُ وَهُوَ قَاعِدٌ فَتِلْكَ إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً يَا بُنَيَّ فَلَمَّا أَسَنَّ ﷺ وَأَخَذَ اللَّحْمَ أَوْتَرَ بِسَبْعٍ وَّصَنَعَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ مِثْلَ صَنِيْعِهِ فِي الْأُوْلٰى فَتِلْكَ تِسْعٌ يَا بُنَيَّ وَكَانَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ إِذَا صَلّٰى صَلٰوةً أَحَبَّ أَنْ يُّدَاوِمَ عَلَيْهَا وَكَانَ إِذَا غَلَبَهُ نَوْمٌ أَوْ وَجَعٌ عَنْ قِيَامِ اللَّيْلِ صَلّٰى مِنَ النَّهَارِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً وَّلَا أَعْلَمُ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ قَرَءَ الْقُرْاٰنَ كُلَّهُ فِيْ لَيْلَةٍ وَّلَا صَلّٰى لَيْلَةً إِلَى الصُّبْحِ وَلَا صَامَ شَهْرًا كَامِلًا غَيْرَ رَمَضَانَ. (مسلم)522-4

اللہ عنہا نے فرمایا ہم رات کو نبی محترم ﷺ کے لیے مسواک اور وضو کا پانی رکھ دیا کرتے تھے۔ جب اللہ کی توفیق سے آپ بیدار ہوتے تو مسواک اور وضو کر کے نو رکعت وتر ادا کیا کرتے تھے۔ آپ آٹھویں رکعت میں تشہد بیٹھتے اس میں آپ اللہ تعالیٰ کا ذکر اس کی حمد بیان کرتے اور اس سے دعائیں مانگتے پھر نویں رکعت ادا کرتے۔ بعدازاں آپ سلام پھیرتے۔ سلام پھیرنے کے بعد دو رکعت بیٹھ کر ادا کیا کرتے۔ حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں یہ گیارہ رکعت ہیں میرے بیٹے جب اللہ کے رسول کی عمر زیادہ ہوگئی اور آپ نسبتاً بھاری ہوگئے تو آپ ﷺ صرف سات رکعت ادا فرمایا کرتے تھے۔ اور دو رکعت اسی طرح بیٹھ کر ادا کرتے جس طرح پہلے ادا کرتے تھے۔ اے میرے بیٹے یہ نو رکعت ہوتی ہیں۔ نبی کریم ﷺ اس بات کو پسند فرماتے کہ نوافل کی ادائیگی پر ہمیشگی اختیار کریں۔ اور جب آپ بیمار ہوتے یا رات کو بیدار نہ ہو پاتے تو وہ دن کے وقت بارہ رکعت نماز ادا کرتے یہ میرے علم میں نہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے ایک ہی رات میں سارا قرآن پڑھا ہو۔ اور نہ ہی ساری رات نوافل ادا کیے اور نہ رمضان کے علاوہ کسی دوسرے مہینے میں مسلسل پورا مہینہ روزے رکھے۔ (مسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اجْعَلُوْا اٰخِرَ صَلٰوتِكُمْ بِاللَّيْلِ وِتْرًا. (مسلم)523-5

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے ارشاد فرمایا اپنے رات کی نماز کو آخر میں طاق بنالیا کرو۔ (مسلم)

وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ بَادِرُوا الصُّبْحَ بِالْوِتْرِ. (مسلم)524-6

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے ارشاد فرمایا وتر صبح صادق نکلنے سے پہلے ہی ادا کرلیا کرو۔ (مسلم)

عَنْ جَابِرٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ خَافَ أَنْ لَّا يَقُوْمَ مِنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ فَلْيُوْتِرْ أَوَّلَهُ وَمَنْ طَمِعَ أَنْ يَّقُوْمَ اٰخِرَهُ فَلْيُوْتِرْ اٰخِرَ اللَّيْلِ

حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس شخص کو خوف ہو کہ وہ رات کے آخر میں بیدار نہ ہو سکے گا۔ وہ عشاء کی نماز کے ساتھ ہی وتر ادا کرلے اور جس

فَاِنَّ صَلٰوةَ اٰخِرِ اللَّيْلِ مَشْهُوْدَةٌ وَذَالِکَ اَفْضَلُ.(مسلم)525-7

شخص کو یقین ہو کہ وہ رات کو بیدار ہو جائے گا وہ رات کے آخر میں ہی وتر ادا کرے کیونکہ اس وقت آسمان سے فرشتے اترتے ہیں اور اس وقت پڑھنا افضل ہے۔(مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَاقَالَتْ مِنْ كُلِّ اللَّيْلِ اَوْتَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ اَوَّلِ اللَّيْلِ وَاَوْسَطِهٖ وَاٰخِرِهٖ وَانْتَهٰى وِتْرُهٗ اِلَى السَّحَرِ.(متفق علیه)526-8

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں اللہ کے پاک نبی ﷺ رات کے شروع ،درمیان اور آخری حصے میں وتر ادا کیا کرتے تھے۔اور اکثر وتر سحری کے وقت ادا کرتے تھے۔(بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ اَوْصَانِیْ خَلِيْلِیْ بِثَلٰثٍ صِيَامِ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ مِّنْ كُلِّ شَهْرٍ وَرَكْعَتَیِ الضُّحٰى وَاَنْ اُوْتِرَ قَبْلَ اَنْ اَنَامَ.(متفق علیه)527-9

حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ مجھے میرے محبوب یعنی نبی معظم ﷺ نے تین کاموں کی وصیت فرمائی کہ ہر ماہ میں تین دن روزے رکھنا اور چاشت کے وقت دو نفل ادا کرنا اور رات کو سونے سے پہلے وتر ادا کرنا۔(بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

رسولِ محترم ﷺ کی حیات مبارکہ میں حضرت ابوہریرہ ؓ نوجوان تھے۔وہ صبح اٹھنے کی نیت سے عشاء کے وقت وتر چھوڑ دیتے تھے۔لیکن بسا اوقات نیند کے غلبہ کی وجہ سے انکی تہجد رہ جاتی جسکی وجہ سے آپ ﷺ نے ابوہریرہ ؓ کو فرمایا کہ تم وتر پڑھ کر سویا کرو۔ ہر ماہ تین روزے رکھنے والے کو پورے مہینے کا ثواب ملتا ہے۔ چاشت کے وقت نماز پڑھنا اپنے وجود کے بدلے صدقہ دینے کے مترادف ہے۔

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قِيْلَ لَهٗ هَلْ لَّکَ فِیْ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ مُعَاوِيَةَ مَا اَوْتَرَ اِلَّا بِوَاحِدَةٍ قَالَ اَصَابَ اِنَّهٗ فَقِيْهٌ وَفِیْ رِوَايَةٍ قَالَ ابْنُ اَبِیْ مُلَيْكَةَ اَوْتَرَ مُعَاوِيَةُ بَعْدَ الْعِشَآءِ بِرَكْعَةٍ وَّعِنْدَهٗ مَوْلًى لِّابْنِ عَبَّاسٍ فَاَتَى ابْنَ عَبَّاسٍ فَاَخْبَرَهٗ فَقَالَ دَعْهُ فَاِنَّهٗ قَدْ صَحِبَ النَّبِیَّ ﷺ(بخاری)528-10

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ان سے دریافت کیا گیا کہ امیر المومنین! حضرت معاویہ ؓ صرف ایک رکعت ہی وتر ادا کرتے ہیں۔تو آپ کا ان کے بارے میں کیا خیال ہے؟ تو ابن عباس ؓ نے جواب دیا وہ شریعت کا فہم رکھتے ہیں۔ایک اور روایت میں ابن ابی ملیکہ بیان کرتے ہیں حضرت معاویہ ؓ نے عشاء کے بعد ایک رکعت وتر نماز ادا کی۔قریب ہی حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کا غلام تھا انہوں نے حضرت معاویہ ؓ کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کو بتلایا تو حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے فرمایا ان کو چھوڑیے کیونکہ وہ اللہ کے رسول کے صحابی ہیں۔(بخاری)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ كَانَ يُصَلِّي جَالِسًا فَيَقْرَأُ وَهُوَ جَالِسٌ فَإِذَا بَقِيَ مِن قِرَاءَ تِهِ قَدْ رُمَا يَكُوْنُ ثَلَاثِيْنَ اَوْ اَرْبَعِيْنَ اٰيَةً قَامَ وَقَرَأَ وَهُوَ قَائِمٌ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ يَفْعَلُ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذَالِکَ (مسلم)529-11

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول معظم ﷺ جب بیٹھ کر نماز پڑھتے تو اسی حالت میں ہی قرات کرتے تھے جب ان کی سے قرأت تیس یا چالیس آیات باقی رہ جاتی تھیں تو وہ کھڑے ہوکر قرأت فرماتے۔ پھر رکوع کرتے پھر سجدہ اور دوسری رکعت میں بھی اس طرح کرتے۔ (مسلم)

فہم الحدیث

نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک جب ساٹھ سال سے زیادہ ہوئی تو قدرے بڑھاپے کی وجہ سے تہجد کی نماز کبھی بیٹھ کر ادا کرتے تو کچھ دیر پڑھنے کے بعد آپ ﷺ کھڑے ہوتے اور پھر رکوع بھی کھڑے ہو کر کرتے اور کبھی آپ ﷺ بیٹھ کر تہجد پڑھتے تو رکوع وسجود بھی بیٹھ کر ادا کیا کرتے تھے۔

خلاصۂ باب

۱۔ نماز نفل چار، چار کر کے بھی ادا کی جا سکتی ہے۔

۲۔ آپ ﷺ نے زیادہ سے زیادہ تہجد تیرہ رکعتیں ادا کی ہیں۔

۳۔ وقت اور صحت کے پیش نظر تہجد کے نفل کم بھی پڑھے جاسکتے ہیں۔

۴۔ تہجد کے نوافل میں وتر آخر میں ادا کرنے چاہئیں۔

۵۔ آپ ﷺ سے پورے مہینہ کے روزے رکھنا ثابت نہیں۔



بَابُ الْقُنُوْتِ

دعائے قنوت

نماز میں کسی کے لئے دعا یا بددعا کرنے کو قنوت کہا جاتا ہے آپ ﷺ نے اپنی ذات کے لیے کسی کو بددعا نہیں دی لیکن جب کفار مسلمانوں پر انتہا درجے کے ظلم کرتے تو آپ کا دل بھر آیا کرتا تھا جس کی وجہ سے آپ ﷺ ان اوباشوں اور ظالم قبیلوں کا نام لے کر بددعا کرتے۔ جب ستر جید اہل علم صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ ایسا اندوہ ناک واقعہ پیش آیا جس ظلم کی مثال دنیا کی تاریخ میں ملنا مشکل ہے۔ یہ اس طرح ہوا کہ کچھ قبائل کے لوگوں نے منافقت سے کام لیتے ہوئے آپ سے اپنے ساتھ مبلغ بھیجنے کی درخواست کی۔ یہ مبلغین کرام جب ان کے علاقے میں پہنچے تو طے شدہ سازش کے تحت انہوں نے یک بارگی حملہ کرتے ہوئے صحابہ رضی اللہ عنہم کو بڑی بے دردی کے ساتھ شہید کر دیا گیا جن میں ایک صحابی بچ نکلنے میں کامیاب ہوئے اور انہوں نے اس سانحہ فاجعہ سے آپ ﷺ کو آگاہ فرمایا۔ تب آپ مہینہ بھر ان درندہ صفت انسانوں کے خلاف بددعا کرتے رہے۔ دعائے قنوت رکوع سے پہلے اور بعد دونوں طرح کرنا آپ سے ثابت ہے۔ قنوت کے معنیٰ تابعداری اور عاجزی کے ہیں۔ یہ دعا عام طور پر انتہائی نازک حالات اور بے چارگی کی حالت میں کی جاتی ہے جس کی وجہ سے اسے قنوت نازلہ کہا جاتا ہے۔

الفصل الاول

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّدْعُوَ عَلٰى اَحَدٍ اَوْ يَدْعُوَ لِاَحَدٍ قَنَتَ بَعْدَالرُّكُوْعِ فَرُبَّمَا قَالَ اِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ اَللّٰهُمَّ اَنْجِ الْوَلِيْدَ بْنَ الْوَلِيْدِ وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ وَّعَيَّاشَ ابْنَ اَبِیْ رَبِيْعَةَ اَللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْاَتَكَ عَلٰى مُضَرَ وَاجْعَلْهَا سِنِيْنَ كَسِنِیْ يُوْسُفَ يَجْهَرُ بِذَالِكَ وَكَانَ يَقُوْلُ فِیْ بَعْضِ صَلٰوتِهٖ اَللّٰهُمَّ الْعَنْ فُلَانًا وَفُلَانًا لِاَحْيَآءٍ مِّنَ الْعَرَبِ حَتّٰى اَنْزَلَ اللّٰهُ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ اَلْاٰيَةَ. (آل

پہلی فصل

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں رسول معظم ﷺ کسی کے لئے بددعا یا دعائے خیر کرتے تو رکوع کے بعد کیا کرتے تھے۔ بسا اوقات سَمِعَ اللّٰهُ ......لَكَ الْحَمْدُ کے بعد اس طرح بددعا کرتے الٰہی ولید بن ولید، سلمہ بن ھشام اور عیاش بن ابی ربیعہ سے نجات عطا فرما۔ اے اللہ مضر قبیلہ پہ اپنی گرفت فرما اور یوسف علیہ السلام کے زمانے کے قحط جیسا قحط مسلط فرما اور یہ الفاظ بلند آواز سے کہتے اسی طرح بعض نمازوں میں یہ بددعا کرتے۔ اللہ عرب کے فلاں فلاں قبیلہ پر اپنی پھٹکار نازل فرما۔ یہاں تک اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی آپ کے پاس کوئی اختیار نہیں انہیں معاف یا عذاب میں مبتلا کردیا

عمران ۳:)(متفق علیه) 530-1

جائے بلاشبہ یہ ظالم ہیں۔(آل عمران ۳)(متفق علیہ)

عَنْ عَاصِمِ نِ الْاَحْوَلِ ﷺ قَالَ سَاَلْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ الْقُنُوْتِ فِی الصَّلٰوةِ كَانَ قَبْلَ الرُّكُوْعِ اَوْ بَعْدَهُ قَالَ قَبْلَهُ اِنَّمَا قَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَ الرُّكُوْعِ شَهْرًا اِنَّهُ كَانَ بَعَثَ اُنَاسًا يُّقَالُ لَهُمُ الْقُرَّآءُ سَبْعُوْنَ رَجُلًا فَاُصِيْبُوْا فَقَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَ الرُّكُوْعِ شَهْرًا يَّدْعُوْ عَلَيْهِمْ (متفق علیه)531-2

حضرت عاصم الاحول ﷺ بیان کرتے ہیں میں نے حضرت انس بن مالک ﷺ سے سوال کیا نماز میں قنوت رکوع سے پہلے یا بعد میں ہونی چاہئے حضرت انس ﷺ فرماتے ہیں کہ رکوع سے پہلے کیونکہ رسول اکرم ﷺ نے رکوع کے بعد ایک مہینہ اس وقت قنوت پڑھی تھی جب آپ ﷺ نے کچھ لوگوں کو بھیجا جو ستر قرّا تھے انہیں شہید کر دیا گیا آپ ﷺ ایک مہینہ رکوع کے بعد قاتلوں کے لئے بددعا کرتے رہے۔(متفق علیہ)

خلاصہ باب

۱۔ قنوت کی دعا رکوع سے پہلے اور بعد کی جاسکتی ہے۔

۲۔ دعائے قنوت غیر معمولی حالات میں کرنی چاہیے۔

۳۔ آپ ﷺ نے ایک مہینہ سے زیادہ قنوت کی دعا نہیں کی۔

۴۔ دعائے قنوت میں اعتدال ہونا ضروری ہے۔



بَابُ قِيَامِ شَهْرِ رَمَضَانَ

ماہ رمضان میں قیام

تراویح کا اجر وثواب

نبی کریم ﷺ نے رمضان کے روزے اور تراویح کے بارے میں ایک جیسے الفاظ ادا فرمائے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جس طرح روزے رکھنے سے گناہ معاف کرتے ہیں اسی طرح نمازِ تراویح ادا کرنے سے گناہ معاف فرماتے ہیں۔ لیکن افسوس ان روزے داروں پر کہ وہ روزہ تو اہتمام کے ساتھ رکھتے ہیں مگر تراویح نفل سمجھ کر چھوڑ دیتے ہیں۔ بلاشبہ روزہ فرض اور تراویح اختیاری نماز ہے لیکن جب آپ ﷺ نے دونوں کے ثواب کے بارے میں گناہ معاف ہونے کی ضمانت عطا فرمائی ہے تو اس میں سستی کرنا چہ معنی دارد؟ آپ ﷺ کے اگلے پچھلے گناہ معاف ہونے کے باوجود اس نماز کو جو رمضان میں تراویح اور دوسری راتوں میں تہجد کے طور پڑھی جاتی ہے اس طرح ادا فرماتے کہ آپ کے قدم مبارک سوج جاتے تھے۔ نمازِ تراویح کے بارے میں صحابہ کرام ؓ کے شوق کا یہ عالم تھا کہ جب آپ ﷺ نے رمضان کے آخری عشرہ میں تین راتیں نمازِ تراویح پڑھائی تو تیسری رات لوگ اپنے محلوں کی مسجدوں سے مسجد نبوی میں اس قدر ذوق سے آئے کہ آپ کو خطرہ محسوس ہوا کہ کہیں تراویح فرض نہ ہو جائے۔

امیر المومنین حضرت فاروق اعظم ؓ نے جب ابی بن کعب ؓ کی امامت میں نماز تراویح کا اہتمام فرمایا تو حضرت ابی بن کعب ؓ ایک رکعت میں سو سو آیات تلاوت کرتے۔ جو آدھ سے پون پارے کے برابر تلاوت بنتی ہے۔ اس طرح وہ ہر روز پانچ سے چھ پارے تلاوت کرتے۔ بوڑھے اور کمزور صحابہ اتنے شوق کے ساتھ کھڑے ہوتے کہ بسا اوقات وہ نماز کی حالت میں لاٹھی کا سہارا لیا کرتے۔ تراویح میں سستی تو دور کی بات وہ ثواب میں کمی کی وجہ سے بیٹھ کر نمازِ تراویح پڑھنا نقصان کا سودا تصور کرتے تھے۔ (مؤطا امام مالک، باب قیام رمضان)

نمازِ تراویح کی وجہ تسمیہ

حافظ ابن حجر ” تراویح کی وجہ تسمیہ بیان فرماتے ہیں

والتراويح جمع ترويحة وهي المرحة الواحدة من الراحة سميت الصلوٰة في الجماعة في ليالي رمضان التراويح لا نهم اول ما اجتمعوا عليها كانوا يريحون بين كل تسليمتين (فتح الباری)

”تراویح ترویحہ کی جمع ہے اور ترویحہ مرحۃ کا صیغہ ہے راحت سے نکلا ہے۔ یہ نماز رمضان میں رات کو باجماعت پڑھی جاتی ہے اس کا نام تراویح اس لئے پڑا کہ لوگ یہ نماز باجماعت پڑھتے ہوئے ہر دو رکعت کے بعد کچھ آرام کرتے تھے۔“

الفصل الاوّل — پہلی فصل

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ ؓ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اتَّخَذَ حضرت زید بن ثابت ؓ بیان کرتے ہیں رسولِ معظم ﷺ

حُجْرَةً فِي الْمَسْجِدِ مِنْ حَصِيْرٍ فَصَلّٰى فِيْهَا لَيَالِيَ حَتّٰى اجْتَمَعَ عَلَيْهِ نَاسٌ ثُمَّ فَقَدُوْا صَوْتَهٗ لَيْلَةً وَظَنُّوْا اَنَّهٗ قَدْ نَامَ فَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يَتَنَحْنَحُ لِيَخْرُجَ اِلَيْهِمْ فَقَالَ مَا زَالَ بِكُمُ الَّذِيْ رَاَيْتُ مِنْ صَنِيْعِكُمْ حَتّٰى خَشِيْتُ اَنْ يُكْتَبَ عَلَيْكُمْ وَلَوْ كُتِبَ عَلَيْكُمْ مَا قُمْتُمْ بِهٖ فَصَلُّوْا اَيُّهَا النَّاسُ فِيْ بُيُوْتِكُمْ فَاِنَّ اَفْضَلَ صَلٰوةِ الْمَرْءِ فِيْ بَيْتِهٖ اِلَّا الصَّلٰوةَ الْمَكْتُوْبَةَ.(متفق عليه) 1-532

نے مسجد میں چٹائی لٹکا کر ایک جگہ مخصوص فرمائی۔ آپ ﷺ نے اس میں کچھ راتیں قیام فرمایا۔ آپ ﷺ کے ساتھ بہت سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شامل ہو گئے۔ ایک رات نبی کریم ﷺ تشریف نہ لائے تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے سمجھا شاید اللہ کے نبی ﷺ گھر میں سوئے ہوئے ہیں۔ کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کھانسنا شروع کیا تا کہ آپ گھر سے باہر آئیں آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے شوق کو دیکھتے ہوئے ارشاد فرمایا میں تمہاری کیفیت کو جانتا ہوں مگر مجھے خدشہ ہے کہ کہیں یہ تم پر فرض نہ ہو جائے۔ اگر یہ قیام تم پر فرض ہو گیا تو پھر تم اس کی استطاعت نہ پاؤ گے۔ اے میرے صحابہ رضی اللہ عنہم یہ نوافل اپنے گھروں میں ادا کیا کرو کیونکہ فرض نماز کے علاوہ دوسری نماز گھر میں ادا کرنا زیادہ افضل ہے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُرَغِّبُ فِيْ قِيَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّاْمُرَهُمْ فِيْهِ بِعَزِيْمَةٍ فَيَقُوْلُ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ فَتُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالْاَمْرُ عَلٰى ذٰلِكَ ثُمَّ كَانَ الْاَمْرُ عَلٰى ذَالِكَ فِيْ خِلَافَةِ اَبِيْ بَكْرٍ وَّصَدْرًا مِّنْ خِلَافَةِ عُمَرَ عَلٰى ذَالِكَ.(مسلم) 2-533

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ قیام رمضان کی ترغیب دیا کرتے تھے لیکن آپ نے انہیں کبھی فرض قرار نہیں دیا۔ آپ فرمایا کرتے تھے جو شخص رمضان کا قیام اللہ پر ایمان رکھتے ہوئے اور اجر و ثواب طلب کرتے ہوئے کرے گا اس کے سارے گناہ معاف کر دیے جائیں گے جب اللہ کے رسول ﷺ فوت ہوئے ان کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے چند سالوں تک لوگ اسی طرح نوافل ادا کرتے رہے (مسلم)

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا قَضٰى اَحَدُكُمُ الصَّلٰوةَ فِيْ مَسْجِدِهٖ فَلْيَجْعَلْ لِّبَيْتِهٖ نَصِيْبًا مِنْ صَلٰوتِهٖ فَاِنَّ اللّٰهَ جَاعِلٌ فِيْ بَيْتِهٖ مِنْ صَلٰوتِهٖ خَيْرًا.(مسلم) 3-534

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا تم میں سے ہر ایک فرض نماز مسجد میں ادا کر کے سنتیں اپنے گھر میں ادا کرے اللہ تعالیٰ تمہارے گھر میں اس نماز کی وجہ سے خیر و برکت کرے گا۔ (مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِالْقَارِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ لَيْلَةً اِلَى

حضرت عبدالرحمان بن عبدقاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک رات مسجد نبوی گیا وہاں لوگ مختلف

الْمَسْجِدِ فَاِذَ النَّاسُ اَوْزَاعٌ مُتَفَرِّقُوْنَ يُصَلِّي الرَّجُلُ لِنَفْسِهٖ وَيُصَلِّي الرَّجُلُ فَيُصَلِّي بِصَلٰوتِهِ الرَّهْطُ فَقَالَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ اِنِّيْ لَوْ جَمَعْتُ هٰؤُلَاءِ عَلٰى قَارِئٍ وَّاحِدٍ لَكَانَ اَمْثَلَ ثُمَّ عَزَمَ فَجَمَعَهُمْ عَلٰى اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَهُ لَيْلَةً اُخْرٰى وَالنَّاسُ يُصَلُّوْنَ بِصَلٰوةِ قَارِئِهِمْ قَالَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ وَالَّتِيْ تَنَامُوْنَ عَنْهَا اَفْضَلُ مِنَ الَّتِيْ تَقُوْمُوْنَ يُرِيْدُ اٰخِرَ اللَّيْلِ وَكَانَ النَّاسُ يَقُوْمُوْنَ اَوَّلَهٗ. (بخاری) 4-535

ٹولیوں کی صورت میں تھے کئی لوگ اکیلے اکیلے نماز پڑھ رہے تھے کچھ لوگ مختلف جماعتوں کے ساتھ نماز ادا کر رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا تو ارشاد فرمایا کیوں نہ ان تمام لوگوں کو ایک امام کی اقتدا میں اکٹھا کر دیا جائے یہ زیادہ اچھا ہے پھر انہوں نے ان تمام لوگوں کو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں اکٹھا کر دیا۔ پھر دوسری رات میں ان کے ساتھ مسجد نبوی کی طرف گیا تو لوگ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں نماز ادا کر رہے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ اچھی ایجاد ہے۔ جس وقت تم سو رہے ہوتے ہو وہ اس وقت نوافل ادا کرنے سے افضل ہے ان کا خیال رات میں آخری پہر تھا جبکہ لوگ رات کے پہلے حصے میں نوافل ادا کیا کرتے تھے۔ (بخاری)

فہم الحدیث

یہاں لفظ بدعت اچھی ایجاد کے معنیٰ میں استعمال ہوا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فعل بدعت اس لیے نہیں بنتا کہ باجماعت تراویح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تراویح فرض ہو جانے کے خوف سے جماعت کے ساتھ پڑھائی چھوڑ دی تھیں۔ جو لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لفظ بدعت استعمال کرنے پر بحث کرتے ہیں انہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے زیادہ سمجھ دار بننے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے۔ وہ ہم سے ہزار گنا زیادہ کل بدعۃ کا مفہوم سمجھتے تھے۔

خلاصۂ باب

۱۔ نماز تراویح پورا مہینہ ادا کرنی چاہیے۔

۲۔ نماز تراویح اور روزہ کی فضلیت کے لیے ایک جیسے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔

۳۔ نفل نماز گھر میں ادا کرنی چاہیے تا کہ گھر میں عبادت کا ماحول اور برکت نازل ہو۔

۴۔ البتہ نماز تراویح گھروں میں ادا کرنے کی بجائے مسجدوں میں ادا کرنی چاہیے۔



بَابُ صَلٰوةِ الضُّحٰی

نماز چاشت

نماز چاشت کے بارے میں کچھ اہل علم کا خیال ہے کہ یہ اشراق کی نماز سے الگ نماز ہے لیکن اکثر اہلِ علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ اشراق کی ہی نماز ہے جس کی رکعات کی تعداد احادیث میں مختلف بیان ہوئی ہیں۔ آپ ﷺ اسے سورج نکلنے کے متصل یا کچھ دیر بعد پڑھا کرتے تھے۔

الفصل الاوّل — پہلی فصل

عَنْ اُمِّ هَانِیءٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ اِنَّ النَّبِیَّ ﷺ دَخَلَ بَیْتَهَا یَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ فَاغْتَسَلَ وَصَلّٰی ثَمَانِیَ رَكَعَاتٍ فَلَمْ اَرَ صَلٰوةً قَطُّ اَخَفَّ مِنْهَا غَیْرَ اَنَّهُ یُتِمُّ الرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ وَقَالَتْ فِیْ رِوَایَةٍ اُخْرٰی وَذَالِکَ ضُحًی۔ (متفق علیه) 1-536

حضرت ام ھانی رضی اللہ عنھا بیان کرتی ہیں کہ فتح مکہ کے دن اللہ کے نبی ﷺ ان کے گھر تشریف لائے آپ نے غسل فرمایا اور آٹھ رکعت نماز ادا کی میں نے اس سے پہلے کبھی بھی اتنی مختصر نماز پڑھتے نہیں دیکھا البتہ آپ رکوع وسجود مکمل کرتے تھے۔ ایک اور روایت میں وہ فرماتی ہیں کہ یہ چاشت کی نماز تھی۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ مُّعَاذَةَ رضی الله عنها قَالَتْ سَاَلْتُ عَائِشَةَ كَمْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یُصَلِّیْ صَلٰوةَ الضُّحٰی قَالَتْ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَّیَزِیْدُ مَا شَآءَ اللّٰهُ۔ (مسلم) 2-537

حضرت معاذہ رضی اللہ عنھا بیان کرتی ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا سے دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ چاشت کی نماز کتنی رکعت ادا کیا کرتے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا نے فرمایا چار رکعت اور جس قدر اللہ تعالیٰ توفیق دیتا۔ (مسلم)

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رضی الله عنه قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یُصْبِحُ عَلٰی كُلِّ سُلَامٰی مِنْ اَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ فَكُلُّ تَسْبِیْحَةٍ صَدَقَةٌ وَّكُلُّ تَحْمِیْدَةٍ صَدَقَةٌ وَّكُلُّ تَهْلِیْلَةٍ صَدَقَةٌ وَّكُلُّ تَكْبِیْرَةٍ صَدَقَةٌ وَّاَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَةٌ وَّنَهْیٌ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ وَّیُجْزِئُ مِنْ ذَالِکَ رَكْعَتَانِ یَرْكَعُهُمَا مِنَ الضُّحٰی۔ (مسلم) 3-538

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے ارشاد فرمایا تم میں سے ہر شخص کے ہر جوڑ پر صدقہ واجب ہے یہ تسبیح، تحمید، تہلیل اور تکبیر کہنے سے ادا ہوتا ہے نیکی کا حکم اور برائی سے روکنا بھی صدقہ ہے۔ ان سارے امور کو چاشت کی دو رکعت نماز کفایت کرتی ہے۔ (مسلم)

عَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ رضی الله عنه اَنَّهُ رَاٰی قَوْمًا یُصَلُّوْنَ مِنَ الضُّحٰی فَقَالَ لَقَدْ عَلِمُوْا اَنَّ الصَّلٰوةَ فِیْ

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں انہوں نے کچھ لوگوں کو دیکھا جو کہ چاشت کی نماز ادا کر رہے تھے انہوں نے

غَيْرِ هٰذِهِ السَّاعَةِ اَفْضَلُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ صَلٰوةُ الْاَوَّابِيْنَ حِيْنَ تَرْمَضُ الْفِصَالُ. (مسلم) 4-539

کہا وہ اس بات سے بخوبی واقف ہیں یہ نماز اس کے علاوہ دوسرے وقت میں افضل ہے۔ رسول محترم ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ نماز اس وقت ادا کرنی چاہیے جب اونٹ کے بچے کے پاؤں جلنے شروع ہو جائیں۔ (مسلم)

فہم الحدیث

اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ صلوۃ اوابین اور چاشت کا فرق ہے۔

الفصل الثالث — تیسری فصل

عَنْ مُوَرِّقِ الْعِجْلِيِّ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ تُصَلِّي الضُّحٰى قَالَ لَا قُلْتُ فَعُمَرُ قَالَ لَا قُلْتُ فَاَبُوْ بَكْرٍ قَالَ لَا قُلْتُ فَالنَّبِيُّ ﷺ قَالَ لَا اِخَالُهُ. (بخاری) 5-540

حضرت مورق عجلی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ کیا آپ چاشت کی نماز ادا کرتے ہیں؟ انہوں نے کہا نہیں۔ میں نے پھر پوچھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ادا کیا کرتے تھے؟ انہوں نے نفی میں جواب دیا۔ میں نے پھر سوال کیا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ پڑھا کرتے تھے؟ انہوں نے نفی میں جواب دیا۔ میں نے استفسار کیا کہ کیا اللہ کے نبی ﷺ ادا فرمایا کرتے تھے انہوں نے جواب دیا میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ ادا نہیں کرتے تھے۔ (بخاری)

فہم الحدیث

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے علم کی بنا پر نفی کر رہے ہیں جبکہ آنحضرت ﷺ چاشت کی نماز ادا کیا کرتے تھے۔ جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے۔

خلاصہ باب

۱۔ نماز چاشت کم از کم دو اور زیادہ سے زیادہ آٹھ رکعت ہے۔

۲۔ امّ ہانی رضی اللہ عنہا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بڑی بہن جو عمر میں آپ ﷺ سے بڑی تھیں۔



بَابُ التَّطَوُّعِ

نفل نماز

الفصل الاول

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لِبِلَالٍ عِنْدَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ یَا بِلَالُ حَدِّثْنِیْ بِاَرْجٰی عَمَلٍ عَمِلْتَهٗ فِی الْاِسْلَامِ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ دَفَّ نَعْلَیْکَ بَیْنَ یَدَیَّ فِی الْجَنَّةِ قَالَ مَا عَمِلْتُ عَمَلًا اَرْجٰی عِنْدِیْ اَنِّیْ لَمْ اَتَطَهَّرْ طُهُوْرًا فِیْ سَاعَةٍ مِّنْ لَّیْلٍ وَلَا نَهَارٍ اِلَّا صَلَّیْتُ بِذَالِکَ الطُّهُوْرِ مَا کُتِبَ لِیْ اَنْ اُصَلِّیَ.(متفق علیه)1-541

پہلی فصل

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز کے وقت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے بلال! مجھے اپنا وہ عمل بتاؤ جو تم نے اسلام میں کیا ہو اور جس کی قبولیت کی تمہیں سب سے زیادہ امید ہو کیونکہ میں نے جنت میں اپنے آگے تیرے جوتوں کی آہٹ سنی ہے۔ بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں نے کوئی غیر معمولی عمل نہیں کیا جو اس سے زیادہ میرے ہاں امید دلانے والا ہو کہ میں نے دن، رات میں جس وقت بھی وضو کیا ہے اور جو مجھے توفیق ملی میں نے نوافل ادا کیے۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم یُعَلِّمُنَا الْاِسْتِخَارَةَ فِی الْاُمُوْرِ کَمَا یُعَلِّمُنَا السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْآنِ یَقُوْلُ اِذَاهَمَّ اَحَدُکُمْ بِالْاَمْرِ فَلْیَرْکَعْ رَکْعَتَیْنِ مِنْ غَیْرِ الْفَرِیْضَةِ ثُمَّ لْیَقُلْ (اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَ اَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاَسْأَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَااَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَاالْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ اَوْ قَالَ فِیْ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِهٖ فَاقْدُرْهُ لِیْ وَیَسِّرْهُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْهِ وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم تمام معاملات کے لیے ہمیں دعائے استخارہ سکھلاتے جس طرح ہمیں قرآن کی سورتیں سکھلایا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص جب کوئی کام کرنے کا ارادہ کرے تو فرض نماز کے علاوہ دو رکعت ادا کرے اور یہ دعا پڑھے "اے اللہ! میں تیرے علم کے ذریعے خیر طلب کرتا ہوں اور تیری قدرت کے طفیل طاقت کا طلبگار ہوں اور تیری بارگاہ میں تیرے فضل عظیم کا خواستگار ہوں بلاشبہ تو ہی طاقت کا سرچشمہ ہے اور میرے پاس کوئی طاقت نہیں تو سب کچھ جانتا ہے۔ جبکہ میں کچھ نہیں جانتا۔ تو ہی غیبوں کو جاننے والا ہے۔ اے اللہ! اگر تیرے نزدیک یہ کام میرے دین ودنیا کے معاملات اور میری آخرت کے لیے بہتر ہے یا اس طرح کہہ کہ میرے جلد یا دیر پیش آنے والے کام میں میرے لئے بہتری ہے۔ تو اس پر مجھے قدرت فرما اور اس کو میرے لئے آسان فرما۔ اور پھر اس میں برکت عطا فرما۔ اور اگر تیرے علم میں یہ کام میرے لئے دینی، دنیاوی اور انجام

اَوْقَالَ فِيْ عَاجِلِ اَمْرِيْ وَاٰجِلِهٖ فَاصْرِفْهُ عَنِّيْ وَاصْرِفْنِيْ عَنْهُ وَاقْدُرْلِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِيْ بِهٖ) قَالَ وَيُسَمِّيْ حَاجَتَهٗ.
(بخاری)2-542

کے لحاظ سے نقصان دہ ہے یا میرے جلدی یا مؤخر کام میں میرے لئے اچھائی نہیں تو اس کو مجھ سے ہٹا دیجئے۔ اور مجھے بھی اس سے دور رکھیے۔ اور بھلائی جہاں کہیں ہو اس کے حصول کی قدرت و ہمت عطا فرما۔ اور پھر اس کے ساتھ مجھے خوش کر دیجئے۔ جابر ﷺ فرماتے ہیں کہ پھر وہ اپنی حاجت پیش کرے۔(بخاری)

خلاصۂ باب

۱۔ ہر وضو کے بعد دو نفل پڑھنا افضل ترین عمل ہے۔

۲۔ استخارہ کرنا اللہ تعالیٰ سے مشورہ کرنے کے مترادف ہے۔

۳۔ استخارہ کے بعد سونا ضروری نہیں۔

۴۔ قیامت کے دن فرائض کی کمی نفلوں سے پوری کی جائے گی۔



بَابُ صَلٰوۃِ السَّفَرِ

نمازسفر

مختلف روایات کو سامنے رکھتے ہوئے مسافت کے تعین میں علما کی دو رائے ہیں امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ اور امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ ۴۸ میل کہتے ہیں۔ جبکہ دوسرے علما شہر کی حدود سے باہر ۹ میل یعنی ۲۳ کلومیٹر کے قائل ہیں۔ سفر کے بارے میں بعض علما علمی موشگافیوں میں پڑ کر یہ کہتے سنائی دیتے ہیں کہ اس وقت ذرائع آمد و رفت کی سہولتوں کا فقدان تھا اب صورت حال تبدیل ہو چکی ہے لہذا آجکل ۴۸ میل پر قصر کرنی چاہیے ۲۳ کلومیٹر کی مسافت پر نماز قصر ادا کرنا مناسب نہیں ایسے علما کو معلوم ہونا چاہئے کہ شریعت کے پیش نظر کوئی مخصوص علاقہ یا زمانہ نہیں ہوتا۔ کیونکہ آج بھی پہاڑی علاقوں میں پگڈنڈیوں کے ذریعے ۲۳ کلومیٹر کا سفر میدانی علاقے کے رہنے والوں کے لئے دل ہلا دینے والا سفر ہوتا ہے۔ شریعت کا مطمع نظر ایک مخصوص دائرہ کار میں رکھ کر لوگوں کو سہولتیں فراہم کرنا ہے اور پھر خالق کائنات کو معلوم ہے کہ دنیا میں یہ ایجادات ہوں گی ایسی صورت حال میں شریعت کے مقصد کو فوت کرنا اور لوگوں کو مشکلات کی طرف دھکیلنا کسی طرح بھی مناسب نہیں ہے۔

الفصل الاوّل

پہلی فصل

عَنْ اَنَسٍ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلَّى الظُّهْرَ بِالْمَدِيْنَةِ اَرْبَعًا وَّ صَلَّى الْعَصْرَ بِذِى الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ (متفق عليه) 543-1

حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں رسول کریم ﷺ نے مدینہ منورہ میں ظہر کی نماز چار رکعت ادا فرمائی اور ذوالحلیفہ پہنچ کر عصر کی دو رکعت نماز پڑھی۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبِ نِ الْخُزَاعِيِّ ﷺ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ اَكْثَرُ مَا كُنَّا قَطُّ وَاٰمَنُهُ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ (متفق عليه) 544-2

حضرت حارثہ بن وہب خزاعی ﷺ فرماتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے ہمیں منیٰ میں دو رکعت نماز پڑھائی جب کہ ہم پہلے سے کہیں زیادہ تعداد میں اور بالکل امن میں تھے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ يَعْلَى بْنِ اُمَيَّةَ ﷺ قَالَ قُلْتُ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ﷺ اِنَّمَا قَالَ اللّٰهُ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَقَدْ اَمِنَ النَّاسُ قَالَ عُمَرُ عَجِبْتُ مِمَّا عَجِبْتَ مِنْهُ فَسَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ صَدَقَةٌ تَصَدَّقَ اللّٰهُ بِهَا عَلَيْكُمْ فَاقْبَلُوْا صَدَقَتَهٗ

حضرت یعلٰی بن امیہ ﷺ ذکر کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر ﷺ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ "اگر تمہیں ڈر ہو کہ کفار تمہیں فتنے میں مبتلا کر دیں گے تو نماز قصر کر لیا کرو" لیکن اب تو لوگ امن میں ہیں۔ حضرت عمر ﷺ نے فرمایا کہ اس پر مجھے بھی حیرت ہوئی تھی۔ جس طرح آپ حیران ہو رہے ہیں تو میں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا تھا کہ یہ

(رواہ مسلم)3-545

اللہ کا انعام ہے اسے قبول کرنا چاہیے۔(مسلم)

وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مِنَ الْمَدِيْنَةِ اِلٰى مَكَّةَ فَكَانَ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى رَجَعْنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ قِيْلَ لَهٗ اَقَمْتُمْ بِمَكَّةَ شَيْئًا قَالَ اَقَمْنَا بِهَا عَشْرًا (متفق عليه) 4-546

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ سے مکہ مکرمہ گئے آپ دو رکعت نماز ہی ادا کرتے رہے۔ حتی کہ ہم مدینہ میں واپس آ گئے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ آپ نے منیٰ میں کچھ عرصہ قیام بھی کیا تھا؟ تو حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم نے دس روز تک قیام کیا تھا۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سَافَرَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم سَفَرًا فَاَقَامَ تِسْعَةَ عَشَرَ يَوْمًا يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَنَحْنُ نُصَلِّيْ فِيْمَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ مَكَّةَ تِسْعَةَ عَشَرَ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ فَاِذَا اَقَمْنَا اَكْثَرَ مِنْ ذَالِكَ صَلَّيْنَا اَرْبَعًا (رواه البخاری) 5-547

حضرت عبداللہ عباس رضی اللہ عنہما ذکر کرتے ہیں کہ ایک دفعہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر میں انیس دن قیام کیا اور نماز قصر ادا کرتے رہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم مکہ مکرمہ میں انیس روز ٹھہرے اور دو رکعت نماز ادا کرتے رہے۔ اگر ہم اس سے زیادہ ٹھہرتے تو چار رکعتیں پڑھتے۔ (بخاری)

وَعَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ رضی اللہ عنہ قَالَ صَحِبْتُ ابْنَ عُمَرَ فِيْ طَرِيْقِ مَكَّةَ فَصَلّٰى لَنَا الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ جَآءَ رَحْلَهٗ وَجَلَسَ فَرَاٰى نَاسًا قِيَامًا فَقَالَ مَا يَصْنَعُ هٰؤُلَآءِ قُلْتُ يُسَبِّحُوْنَ قَالَ لَوْ كُنْتُ مُسَبِّحًا اَتْمَمْتُ صَلٰوتِيْ صَحِبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَكَانَ لَا يَزِيْدُ فِي السَّفَرِ عَلٰى رَكْعَتَيْنِ وَاَبَابَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ كَذَالِكَ (متفق عليه) 6-548

حضرت حفص بن عاصم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ تک حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا ہمسفر تھا انہوں نے ہمیں ظہر کی نماز دو رکعت پڑھائی پھر اپنے خیمہ میں تشریف فرما ہوئے۔ آپ نے دیکھا کہ کچھ لوگ کھڑے ہیں تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ سنتیں ادا کر رہے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ اگر سنتیں ادا کرنا ہوتیں تو میں پوری نماز ادا کرتا۔ میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میں رہا۔ آپ سفر میں دو رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ بھی اتنی ہی نماز پڑھتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَجْمَعُ بَيْنَ صَلٰوةِ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ اِذَا كَانَ عَلٰى ظَهْرِ سَيْرٍ وَّيَجْمَعُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَآءِ (بخاری) 7-549

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں ظہر اور عصر کی نماز ملا کر ادا فرماتے تھے۔ اور مغرب اور عشاء کی نماز اکٹھی پڑھا کرتے تھے۔ (بخاری)

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَرَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ فِي السَّفَرِ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ حَيْثُ تَوَجَّهَتْ بِهٖ يُوْمِئُ اِيْمَآءً صَلٰوةَ اللَّيْلِ اِلَّا الْفَرَائِضَ وَيُوْتِرُ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ (متفق عليه)550-8

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ذکر کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ سواری پر ہی نماز ادا فرمایا کرتے تھے۔ چاہے سواری کا منہ جس جانب ہو جائے۔ آپ ﷺ اشارے سے نماز ادا کرتے یہ نماز فرض کے بجائے تہجد کی نماز ہوتی تھی۔ اور آپ ﷺ وتر بھی سواری پر ادا کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ وَاَبُوْ بَكْرٍ بَعْدَهٗ وَعُمَرُ بَعْدَ اَبِيْ بَكْرٍ وَعُثْمَانُ صَدْرًا مِّنْ خِلَافَتِهٖ ثُمَّ اِنَّ عُثْمَانَ صَلّٰى بَعْدُ اَرْبَعًا فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ اِذَا صَلّٰى مَعَ الْاِمَامِ صَلّٰى اَرْبَعًا وَاِذَا صَلَّاهَا وَحْدَهٗ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ. (متفق عليه) 551-9

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے منیٰ میں دو رکعت نماز ادا کی۔ آپ کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنی خلافت کے آغاز میں دو رکعت نماز ادا کرتے تھے۔ بعد میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے چار رکعتیں ادا کرنا شروع کیں۔ حضرت ابن عمر امام کے ساتھ چار رکعتیں ادا کرتے اور اکیلے ہوتے دو فرض پڑھتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ فُرِضَتِ الصَّلٰوةُ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ هَاجَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَفُرِضَتْ اَرْبَعًا وَّتُرِكَتْ صَلٰوةُ السَّفَرِ عَلَى الْفَرِيْضَةِ الْاُوْلٰى قَالَ الزُّهْرِيُّ قُلْتُ لِعُرْوَةَ مَا بَالُ عَائِشَةَ تُتِمُّ قَالَ تَاَوَّلَتْ كَمَا تَاَوَّلَ عُثْمَانُ. (متفق عليه)552-10

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نماز پہلے دو فرض ہی مقرر ہوئی تھی۔ جب رسول اللہ ﷺ نے ہجرت کی تو چار فرض مقرر ہوئے اور سفر میں دو فرض ہی باقی رکھے گئے۔ جناب زہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سفر میں پوری نماز کیوں پڑھتی تھیں۔ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس طرح عثمان تاویل کرتے تھے۔ اسی طرح ام المومنین تاویل فرماتی تھیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ فَرَضَ اللّٰهُ الصَّلٰوةَ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّكُمْ ﷺ فِي الْحَضَرِ اَرْبَعًا وَفِي السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ وَفِي الْخَوْفِ رَكْعَةً. (مسلم)553-11

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نبی مکرم ﷺ کے حوالے سے گھر میں چار رکعتیں، سفر میں دو اور خوف کی حالت میں ایک رکعت نماز فرض فرمائی ہے۔ (مسلم)

☆☆☆

۱۔بعض محدثین نے لکھا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سفر کے دوران تو قصر ہی کرتے تھے۔لیکن جب وہ سفر کے دوران کہیں پڑاؤ کرتے تو نماز پوری پڑھا کرتے تھے۔گویا کہ وہ عارضی قیام کو سفر میں شمار نہیں فرماتے تھے۔

۲۔سفر کے دوران کسی جگہ قیام کرنے میں بے یقینی پیدا ہو جائے تو لامحدود مدت تک نماز قصر کی جاسکتی ہے۔یعنی ایک آدمی کسی شہر میں اس نیت سے ٹھہرا ہے کہ میرا کام تین دن میں مکمل ہو جائے گا لیکن دفتری مسائل یا کسی وجہ سے آج یا کل رخصت ہونے کی صورت پیدا ہوگئی۔اس طرح دن گزرتے جا رہے ہیں۔جیسا کہ فتح مکہ پر آپ ﷺ کے قیام کے دن متعین نہیں تھے انتظامی امور کی وجہ سے دیر ہوتی گئی اور آپ ﷺ پندرہ یا سترہ دن مکہ میں ٹھہرے اور قصر کرتے رہے جس کی وجہ سے بعض اہل علم نے پندرہ یا انیس دن تک قصر کرنے کو جائز قرار دیا ہے۔

خلاصہ باب

۱۔ سفر میں سنتیں اور نفل پڑھنا آپ ﷺ سے ثابت نہیں۔سوائے صبح کی سنتوں کے۔

۲۔ سفر میں فجر کی چار رکعتیں اور مغرب کے تین فرض پڑھنے چاہئیں

۳۔ سفر کے دوران نماز قصر پڑھنی چاہیے بے شک سفر میں کتنے ہفتے،مہینے گزر جائیں۔

۴۔ حج کے دوران نمازِ قصر پڑھنا سنت ہے۔

۵۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی تاویل سے اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم نے اتفاق نہیں کیا۔



بَابُ الْجُمُعَةِ

نماز جمعہ کی اہمیت وفضیلت

الفصل الاول

پہلی فصل

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ بَیْدَ اَنَّهُمْ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِنَا وَاُوْتِیْنٰهُ مِنْ بَعْدِهِمْ ثُمَّ هٰذَا یَوْمُهُمُ الَّذِیْ فُرِضَ عَلَیْهِمْ یَعْنِیْ یَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاخْتَلَفُوْا فِیْهِ فَهَدَانَا اللّٰهُ لَهٗ وَالنَّاسُ لَنَا فِیْهِ تَبَعٌ اَلْیَهُوْدُ غَدًا وَّالنَّصَارٰی بَعْدَ غَدٍ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّمُسْلِمٍ قَالَ نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ یَوْ مَ الْقِیٰمَةِ وَنَحْنُ اَوَّلُ مَنْ یَّدْخُلُ الْجَنَّةَ بَیْدَ اَنَّهُمْ وَذَكَرَهٗ نَحْوَهٗ اِلٰی اٰخِرِهٖ وَفِیْ اُخْرٰی لَهٗ عَنْهُ وَعَنْ حُذَیْفَةَ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِیْ اٰخِرِ الْحَدِیْثِ نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ مِنْ اَهْلِ الدُّنْیَا وَالْاَوَّلُوْنَ یَوْ مَ الْقِیٰمَةِ الْمَقْضِیُّ لَهُمْ قَبْلَ الْخَلَائِقِ. 554-1

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم سب سے آخر میں آئے ہیں جبکہ قیامت کے دن سب سے پہلے ہونگے۔ یہود ونصاریٰ کو ہم سے پہلے کتاب دی گئی اور ہمیں اس شرف سے ان کے بعد نوازا گیا ان پر یوم جمعہ فرض کیا گیا لیکن انہوں نے اس سے اختلاف کیا اللہ تعالیٰ نے جمعہ کے بارے میں ہماری راہنمائی فرمائی۔ لہذا تمام لوگ ہمارے پیچھے ہیں۔ یہودیوں کے لئے ہفتے کا دن اور عیسائیوں کے لئے اتوار کا دن ہے۔ (بخاری ومسلم)
امام مسلم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ نقل کئے ہیں ہم آخر میں ہونے کے باوجود قیامت کے دن سب سے پہلے ہونگے۔ اور ہم ہی جنت میں بھی پہلے داخل ہونگے۔ (بخاری ومسلم) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہم دنیا میں آخر میں آئے ہیں جب کہ قیامت کے دن تمام مخلوق سے پہلے ہمارا فیصلہ ہوگا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم خَیْرُ یَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَیْهِ الشَّمْسُ یَوْمُ الْجُمُعَةِ فِیْهِ خُلِقَ اٰدَمُ وَفِیْهِ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ وَفِیْهِ اُخْرِجَ مِنْهَا وَلَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ اِلَّا فِیْ یَوْمِ الْجُمُعَةِ. مسلم 555-2

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نقل کرتے ہیں دنوں میں سب سے بہتر دن جمعہ کا دن ہے اس دن آدمؑ کو پیدا کیا گیا اسی دن ان کو جنت میں داخلہ ملا اور جمعہ کو ہی ان کا اخراج ہوا۔ اور اسی دن ہی قیامت برپا ہوگی۔ (مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ فِی الْجُمُعَةِ لَسَاعَةً لَّا یُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُّسْلِمٌ یَّسْاَلُ اللّٰهَ فِیْهَا خَیْرًا اِلَّا اَعْطَاهُ اِیَّاهُ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ وَزَادَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ جمعہ کے دن ایک ایسی بابرکت گھڑی ہے کہ کوئی مسلمان اس وقت اللہ تعالیٰ سے سوال کرے تو اسے وہ

مُسْلِمٌ قَالَ وَهِيَ سَاعَةٌ خَفِيْفَةٌ وَّفِي رِوَايَةٍ لَّهُمَا قَالَ اِنَّ فِي الْجُمُعَةِ لَسَاعَةً لَّا يُوَافِقُهَا مُسْلِمٌ قَائِمٌ يُّصَلِّيْ يَسْئَلُ اللّٰهَ خَيْرًا اِلَّا اَعْطَاهُ اِيَّاهُ. متفق عليه 3-556

چیز عطا کردی جاتی ہے۔ (بخاری ومسلم) امام مسلم نے ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے وہ گھڑی نہایت ہی مختصر ہوتی ہے اور بخاری ومسلم دونوں کی روایت میں ہے جمعہ کے دن ایک ایسا وقت ہے۔ جو کوئی اس وقت نماز کی حالت میں اللہ تعالیٰ سے خیر طلب کرے تو یقیناً اسے خیر اس سے سرفراز کردیا جاتا ہے۔

عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ بْنِ اَبِيْ مُوْسٰى رضي الله عنه قَالَ سَمِعْتُ اَبِيْ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ فِيْ شَانِ سَاعَةِ الْجُمُعَةِ هِيَ مَا بَيْنَ اَنْ يَّجْلِسَ الْاِمَامُ اِلٰى اَنْ تُقْضَى الصَّلٰوةُ. مسلم 4-557

حضرت ابوبردہ رضی اللہ عنہ نے اپنے والد گرامی سے سنا وہ کہا کرتے تھے کہ میں نے رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے جمعہ کے دن یہ مبارک گھڑی امام کے منبر پر بیٹھنے سے لے کر سلام پھیرنے تک ہوا کرتی ہے۔ (مسلم)

خلاصہ باب

۱۔ امت محمدی پیچھے آنے کے باوجود قیامت کے دن سب سے آگے ہوگی۔

۲۔ جمعہ کا دن خصوصی امتیازات کی وجہ سے افضل ترین دن ہے۔

۳۔ جمعہ کے دن قبولیت کی ایک خاص گھڑی ہوا کرتی ہے۔

۴۔ قیامت جمعہ کے روز برپا ہوگی۔



بَابُ وُجُوبِهَا

جمعہ کی فرضیت

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ط ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ O

"اے ایمان والو جب جمعہ کے دن تمہیں نماز کے لیے بلایا جائے تو خرید وفروخت کو چھوڑ کر اللہ کے ذکر کی طرف دوڑتے ہوئے آؤ تمہارے لیے یہ زیادہ بہتر ہے اگر تم جان لو"۔ (الجمعة ۶۲:۹)

الفصل الاول

عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَنَّهُمَا قَالَا سَمِعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ عَلٰى اَعْوَادِ مِنْبَرِهِ لَيَنْتَهِيَنَّ اَقْوَامٌ عَنْ وَّدْعِهِمُ الْجُمُعَاتِ اَوْ لَيَخْتِمَنَّ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ ثُمَّ لَيَكُوْنُنَّ مِنَ الْغَافِلِيْنَ. (مسلم)558-1

پہلی فصل

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ دونوں بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اکرم ﷺ سے سنا جبکہ آپ اپنے منبر پر جلوہ افروز تھے کہ لوگ جمعہ کی نماز ترک کرنے سے باز آجائیں ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر ثبت کر کے انہیں غافل لوگوں میں شامل کر دیں گے۔ (مسلم)

الفصل الثالث

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِقَوْمٍ يَّتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الْجُمُعَةِ لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ رَجُلًا يُّصَلِّيْ بِالنَّاسِ ثُمَّ اُحَرِّقَ عَلٰى رِجَالٍ يَّتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الْجُمُعَةِ بُيُوْتَهُمْ. (مسلم)559-2

تیسری فصل

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی معظم ﷺ نے جمعہ میں پیچھے رہنے والوں کے بارے میں انتباہ فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ لوگوں کی امامت کے لئے کسی دوسرے شخص کو مقرر کروں اور پھر ان لوگوں کے گھروں کو جلا کر راکھ کر دوں جو نماز جمعہ سے پیچھے رہ جاتے ہیں۔ (مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ نماز جمعہ فرض ہے۔

۲۔ شرعی عذر کے بغیر جمعہ چھوڑنے والے کے دل پر مہر لگا دی جاتی ہے۔

۳۔ جمعہ چھوڑنے والوں پر نبی کریم ﷺ نے سخت ناراضگی کا اظہار کیا ہے۔



بَابُ التَّنْظِيفِ وَالتَّبْكِيرِ

جمعہ کے لئے طہارت اور اوّل وقت جانے کا اہتمام کرنا

الفصل الاول

عَنْ سَلْمَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا يَغْتَسِلُ رَجُلٌ يَّوْمَ الْجُمُعَةِ وَيَتَطَهَّرُ مَا اسْتَطَاعَ مِنْ طُهْرٍ وَيَدَّهِنُ مِنْ دُهْنِهٖ اَوْ يَمَسُّ مِنْ طِيْبِ بَيْتِهٖ ثُمَّ يَخْرُجُ فَلَا يُفَرِّقُ بَيْنَ اثْنَيْنِ ثُمَّ يُصَلِّيْ مَا كُتِبَ لَهٗ ثُمَّ يُنْصِتُ اِذَا تَكَلَّمَ الْاِمَامُ اِلَّا غُفِرَ لَهٗ مَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰی.(بخاری)560-1

پہلی فصل

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو شخص بہترین انداز سے جمعہ کے لئے غسل کرے پھر تیل یا گھر میں موجود خوشبو کا استعمال کر کے مسجد کی طرف جائے اور لوگوں کے درمیان فرق کرنے کی بجائے حسب توفیق نماز ادا کرے بعد ازاں نہایت خاموشی کے ساتھ امام کا خطبہ سنے ایسے شخص کے جمعہ سے جمعہ تک کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (بخاری)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ مَنِ اغْتَسَلَ ثُمَّ اَتَی الْجُمُعَةَ فَصَلّٰی مَا قُدِّرَ لَهٗ ثُمَّ اَنْصَتَ حَتّٰی يَفْرُغَ مِنْ خُطْبَتِهٖ ثُمَّ يُصَلِّيْ مَعَهٗ غُفِرَ لَهٗ مَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰی وَفَضْلُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ.(مسلم)561-2

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بیان کرتے ہیں جو شخص غسل کرنے کے بعد جمعہ کے لئے آیا اور حسب استطاعت نوافل پڑھے پھر خاموشی کے ساتھ خطیب کا خطبہ سنے اور امام کے ساتھ فرض ادا کرے' اس کے جمعہ سے جمعہ تک بلکہ مزید تین ایام کے گناہوں کو معاف کر دیا جاتا ہے۔ (مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ تَوَضَّاَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ اَتَی الْجُمُعَةَ فَاسْتَمَعَ وَاَنْصَتَ غُفِرَ لَهٗ مَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ وَزِيَادَةُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ وَّمَنْ مَسَّ الْحَصَا فَقَدْ لَغَا.(مسلم)562-3

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بیان کرتے ہیں جس نے بہترین انداز سے وضو کیا پھر جمعہ کے لئے آیا خاموشی سے خطبہ سنا' اس کے سات اور مزید تین دن یعنی دس دنوں کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ جو جمعہ کے دوران کنکریوں سے کھیلتا رہا اس نے بے ہودہ حرکت کا ارتکاب کیا۔ (مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ وَقَفَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ عَلٰی بَابِ الْمَسْجِدِ يَكْتُبُوْنَ الْاَوَّلَ فَالْاَوَّلَ وَمَثَلُ الْمُهَجِّرِ كَمَثَلِ

اس روایت کو بھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جمعہ کے دن ملائکہ مسجد کے دروازے پر کھڑے ہوتے ہیں وہ سب سے پہلے آنے والے کو

الَّذِیْ یُھْدِیْ بَدَنَةً ثُمَّ کَالَّذِیْ یُھْدِیْ بَقَرَةً ثُمَّ کَبْشًا ثُمَّ دَجَاجَةً ثُمَّ بَیْضَةً فَاِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ طَوَوْا صُحُفَھُمْ وَیَسْتَمِعُوْنَ الذِّکْرَ.(متفق علیه) 4-563

اول اندراج کرتے ہیں جو جمعہ کے لئے پہلے آیا اس کے لئے اونٹ کی قربانی' اس کے بعد آنے والے کے لئے گائے کی قربانی' پھر مینڈھے' اس کے بعد مرغی اور آخر میں آنے والے کو انڈے کے برابر ثواب ملے گا۔ جب امام خطبہ کے لئے پہنچ جاتا ہے تو فرشتے اپنی ڈائریوں کو بند کر کے خطبہ سننے میں مشغول ہو جاتے ہیں۔(بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

ملائکہ کا مسجدوں کے دروازے کے پاس تشریف فرما ہونا جمعہ پڑھنے والوں کے لئے اکرام کا اظہار ہے پھر یکے بعد دیگرے آنے والوں کے لئے درجہ بدرجہ قربانی کا ذکر فرمایا یہ اجر نماز جمعہ کے ثواب کے علاوہ ہے پہلے آنے والوں کی فضیلت کے بیان کے ساتھ لوگوں کے شوق و ذوق میں اضافہ کرنا مقصود ہے تاکہ لوگ صرف نماز پڑھنے کے لئے نہیں بلکہ قرآن و سنت کے احکام جاننے اور سمجھنے کے لئے ذوق و شوق کے ساتھ جمعہ کے لیے آنے کا خاص اہتمام کریں۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِکَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ اَنْصِتْ وَالْاِمَامُ یَخْطُبُ فَقَدْ لَغَوْتَ.(متفق علیه) 5-564

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی ذکر کرتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر تم اپنے قریب بیٹھے ہوئے شخص کو جمعہ کے دن دوران خطبہ خاموش ہونے کے لئے کہو تو تمہارا یہ کہنا فضولیات میں ہے۔(بخاری و مسلم)

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا یُقِیْمَنَّ اَحَدُکُمْ اَخَاهُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ ثُمَّ یُخَالِفُ اِلٰی مَقْعَدِهٖ فَیَقْعُدُ فِیْهِ وَلٰکِنْ یَّقُوْلُ افْسَحُوْا.(مسلم) 6-565

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ کے وقت کوئی شخص دوسرے کو اٹھا کر اس کی جگہ پر نہ بیٹھے البتہ یہ کہے کہ فراخی پیدا کیجئے۔(مسلم)(یہ خطبہ سے پہلے کہنے کی اجازت ہے)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ نَّافِعٍ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْهِ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا یَقُوْلُ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ یُّقِیْمَ الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِنْ مَّقْعَدِهٖ وَیَجْلِسَ فِیْهِ قِیْلَ لِنَافِعٍ رَحْمَتُهُ اللّٰهِ عَلَیْهِ فِی الْجُمُعَةِ قَالَ فِی الْجُمُعَةِ وَغَیْرِهَا.(متفق علیه) 7-566

حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ فرماتے سنا کہ رسول معظم ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ ایک آدمی دوسرے کو اس کی جگہ سے اٹھا کر خود وہاں بیٹھ جائے۔ حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا کیا جمعہ کے وقت؟ انہوں نے فرمایا کہ جمعہ یا جمعہ کے علاوہ۔(بخاری و مسلم)

بَابُ الْخُطْبَةِ وَالصَّلٰوةِ

خطبہ اور نماز جمعہ

اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِی خَلَق

اس رب کے نام سے پڑھو جس نے انسان کو پیدا فرمایا۔ اسلام کے فکر وعمل کی بنیاد علم ومعرفت پر استوار ہے علم ہی کے ذریعے ایک انسان دوسرے سے ممتاز ہوتا ہے۔ اسلام نے نہ صرف بچوں پر تعلیم فرض قرار دی بلکہ ایسے لوگ جو کسی وجہ سے زیورِ تعلیم سے آراستہ نہیں ہو پائے ان کے لیے تعلیم بالغاں کا اس طرح اہتمام کیا کہ ایک طرف نماز جمعہ ہفتہ میں افضل ترین عبادت کرنا افضل ہے اور دوسری طرف معاشرے کے مصروف اور معمر لوگوں کے لئے خطبہ جمعہ کی صورت میں تعلیم کا بندوبست فرمایا۔ اس سے پورے ہفتہ کے لیے ایمان تازہ ہو جاتا ہے۔ اس لیے خطیب کو خلوص اور خوب محنت سے خطبہ دینا چاہیے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ خطبہ توجہ سے ساتھ سننا چاہیے خطبہ کے دوران ادھر ادھر توجہ اور بے مقصد حرکات کرنا اس سے جمعہ کا ثواب ضائع ہو جاتا ہے۔ حصول علم کی تحریک کو نقطۂ عروج تک پہنچانے کے لئے کائنات کے معلم اعظم ﷺ کو حکم ہوا کہ آپ ﷺ اپنے رب کے حضور ہمیشہ دعا مانگا کیجئے۔

رَبِّ زِدْنِی عِلْمًا

''اے اللہ میرا علم اور زیادہ بڑھا''

الفصل الاول / پہلی فصل

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ یُصَلِّی الْجُمْعَةَ حِیْنَ تَمِیْلُ الشَّمْسُ. (بخاری) 567-1

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نماز جمعہ اس وقت ادا فرماتے جب سورج ڈھل رہا ہوتا۔ (بخاری)

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ مَا کُنَّا نَقِیْلُ وَلَا نَتَغَدّٰی اِلَّا بَعْدَ الْجُمْعَةِ. (متفق علیه) 568-2

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں۔ نمازِ جمعہ سے پہلے نہ ہم ستاتے اور نہ کھانا کھایا کرتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ اِذَا اشْتَدَّ الْبَرْدُ بَکَّرَ بِالصَّلٰوةِ وَاِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ اَبْرَدَ بِالصَّلٰوةِ یَعْنِی الْجُمْعَةَ. (بخاری) 569-3

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی مکرم ﷺ شدید سردی میں نماز جمعہ اوّل وقت میں اور سخت گرمی میں نماز جمعہ تاخیر سے ادا فرماتے۔ (بخاری)

عَنِ السَّائِبِ بْنِ یَزِیْدَ رضی اللہ عنہ قَالَ کَانَ النِّدَاءُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ اَوَّلُهٗ اِذَا جَلَسَ الْاِمَامُ عَلَی الْمِنْبَرِ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ فَلَمَّا کَانَ عُثْمَانُ وَکَثُرَ النَّاسُ زَادَ النِّدَآءَ

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عہد نبوت اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں نماز جمعہ کی پہلی اذان اس وقت ہوتی جب امام منبر پر تشریف فرما ہوتا جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا دور آیا اور آبادی بڑھ گئی تو حضرت عثمان

الثَّالِثَ عَلَى الزَّوْرَآءِ. (بخاری) 4-570

ﷺ نے زوراء مقام پر تیسری اذان کہنے کا حکم دیا۔ (بخاری)

فہم الحدیث

یہاں تکبیر کو تیسری اذان شمار کیا گیا ہے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ ؓ قَالَ كَانَتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ خُطْبَتَانِ يَجْلِسُ بَيْنَهُمَا يَقْرَءُ الْقُرْآنَ وَيُذَكِّرُ النَّاسَ فَكَانَتْ صَلٰوتُهُ قَصْدًا وَّخُطْبَتُهُ قَصْدًا. (مسلم) 5-571

حضرت جابر بن سمرہ ؓ ذکر کرتے ہیں کہ نبی معظم ﷺ دو خطبے ارشاد فرماتے تھے ان دونوں کے درمیان بیٹھتے اور قرآن کی تلاوت فرماتے اور لوگوں کو وعظ ونصیحت کرتے۔ آپ ﷺ کے خطبہ جمعہ اور نماز باہم متوازن ہوتے تھے۔ (مسلم)

عَنْ عَمَّارٍ ؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اِنَّ طُوْلَ صَلٰوةِ الرَّجُلِ وَقِصَرَ خُطْبَتِهٖ مَئِنَّةٌ مِّنْ فِقْهِهٖ فَاَطِيْلُوا الصَّلٰوةَ وَاقْصُرُوا الْخُطْبَةَ وَاِنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْرًا. (مسلم) 6-572

حضرت عمار ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ لمبی نماز اور مختصر خطبہ خطیب کے سمجھدار ہونے کی علامت ہے۔ لہٰذا نماز لمبی ہونی چاہیے اور خطبہ مختصر بلاشبہ بعض تقریریں جادو کا اثر رکھتی ہیں۔ (مسلم)

فہم الحدیث

نماز اور خطبہ میں توازن رکھنے کا معنی یہ ہے کہ خطبہ اتنا لمبا نہیں ہونا چاہیے کہ نماز کا وقت تنگ ہو جائے اور آخر میں نماز اطمینان سے پڑھنے کی بجائے جلد ادا کر دی جائے۔ یہ دانائی کے خلاف بات ہے۔ خطبہ اور وعظ ونصیحت کا مدعا تو لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کا شوق دلانا ہے اگر نماز ہی تسلی سے نہ پڑھی جائے تو گویا کہ خطبہ کا مقصد ہی فوت ہو گیا۔

عَنْ جَابِرٍ ؓ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا خَطَبَ احْمَرَّتْ عَيْنَاهُ وَعَلَا صَوْتُهُ وَاشْتَدَّ غَضَبُهُ حَتّٰى كَاَنَّهُ مُنْذِرُ جَيْشٍ يَقُوْلُ صَبَّحَكُمْ وَمَسَّاكُمْ وَيَقُوْلُ بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ وَيَقْرِنُ بَيْنَ اِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى. (مسلم) 7-573

حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول معظم ﷺ خطبہ ارشاد فرماتے تو آپ کی آنکھیں سرخ ہو جاتیں، آواز بلند ہو جاتی اور آپ کا جوش بڑھ جاتا حتی کہ ایسا لگتا تھا جیسے کسی لشکر سے خوف زدہ کر رہے ہوں آپ فرمایا کرتے تھے زندگی صبح ختم ہوئی یا شام کو میں اور قیامت اس طرح ہیں پھر آپ شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی ملا کر دکھاتے۔ (مسلم)

عَنْ يَعْلَى بْنِ اُمَيَّةَ ؓ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ وَنَادَوْا يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ. (متفق عليه). 8-574

حضرت یعلی بن امیہ ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ تلاوت کرتے ہوئے سنا ہے کہ "جہنمی جہنم کے دربان کو پکاریں گے، کاش تیرا رب ہمیں موت دے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اُمِّ هِشَامٍ بِنْتِ حَارِثَةَ بْنِ النُّعْمَانِ رضی الله عنها قَالَتْ مَا اَخَذْتُ قٓ وَالْقُرْآنِ الْمَجِيْدِ اِلَّا عَنْ لِسَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُهَا كُلَّ جُمُعَةٍ عَلَى الْمِنْبَرِ اِذَا خَطَبَ النَّاسَ.(مسلم) 575-9

حضرت امّ ہشام بنت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے ق والقرآن المجید سورت رسول گرامی ﷺ کی زبان اقدس سے سن کر حفظ کی تھی۔آپ لوگوں کو خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے منبر پر اس سورت کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔(مسلم)

عَنْ عَمْرِوبْنِ حُرَيْثٍ ﷺ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَطَبَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَآءُ قَدْ اَرْخٰى طَرَفَيْهَا بَيْنَ كَتِفَيْهِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ. (مسلم)576-10

حضرت عمرو بن حریث ﷺ ذکر کرتے ہیں کہ ایک دفعہ نبی اکرم ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا۔آپ کے سر مبارک پر سیاہ پگڑی تھی، جمعہ کے وقت آپ نے اس کے دونوں پلو کندھوں کے درمیان لٹکائے ہوئے تھے۔ (مسلم)

عَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يَخْطُبُ اِذَا جَآءَ اَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْاِمَامُ يَخْطُبُ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ وَلْيَتَجَوَّزْ فِيْهِمَا.(مسلم(577-11

حضرت جابر ﷺ بیان کرتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے خطبہ کے دوران یہ حکم دیا کہ جب کوئی دورانِ خطبہ آئے تو وہ دو رکعتیں مختصر ادا کرے۔(مسلم)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الصَّلٰوةِ مَعَ الْاِمَامِ فَقَدْ اَدْرَكَ الصَّلٰوةَ. (متفق عليه) 578-12

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ نبی محترم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھ لے تو یقیناً اس نے نماز کو پالیا۔(بخاری و مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ ﷺ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ قَائِمًا ثُمَّ يَجْلِسُ ثُمَّ يَقُوْمُ فَيَخْطُبُ قَائِمًا فَمَنْ نَبَّاكَ اَنَّهُ كَانَ يَخْطُبُ جَالِسًا فَقَدْ كَذَبَ فَقَدْ وَاللّٰهِ صَلَّيْتُ مَعَهُ اَكْثَرَ مِنْ اَلْفَيْ صَلٰوةٍ.(مسلم)579-13

حضرت جابر بن سمرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ کھڑے ہوکر خطبہ ارشاد فرماتے، پھر بیٹھ جاتے اور پھر کھڑے ہوکر خطبہ ارشاد فرماتے اور جو کوئی تجھے بتائے کہ نبی محترم ﷺ بیٹھ کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے یقیناً وہ جھوٹ بولتا ہے۔اللہ کی قسم! میں نے نبی گرامی کے پیچھے دو ہزار سے بھی زیادہ نمازیں ادا کی ہیں۔(مسلم)

عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ ﷺ اَنَّهُ دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ اُمِّ الْحَكَمِ يَخْطُبُ قَاعِدًا فَقَالَ اُنْظُرُوْا اِلٰى هٰذَا الْخَبِيْثِ يَخْطُبُ قَاعِدًا

حضرت کعب بن عجرہ ﷺ کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ آپ مسجد میں گئے تو عبدالرحمٰن بن امّ الحکم بیٹھ کر خطبہ دے رہا تھا حضرت کعب نے کہا کہ

وَقَدْقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَاِذَا رَاَوْاتِجَارَةً اَوْ لَهْوَانِ انْفَضُّوْا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا. (الجمعة ۶۲: ۱۱) (مسلم)580-14

اس خبیث کو دیکھو یہ بیٹھ کر خطبہ دے رہا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ''جب وہ تجارت یا کھیل تماشا دیکھتے ہیں تو اس کے پیچھے چلے جاتے ہیں اور آپ کو کھڑا چھوڑ جاتے ہیں۔(مسلم)

عَنْ عَمَارَةَ بْنِ رُوَيْبَةَ ﷺ اَنَّهُ رَاٰی بِشْرَ بْنَ مَرْوَانَ عَلَى الْمِنْبَرِ رَافِعًا يَدَيْهِ فَقَالَ قَبَّحَ اللّٰهُ هَاتَيْنِ الْيَدَيْنِ لَقَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَا يَزِيْدُ عَلٰى اَنْ يَّقُوْلَ بِيَدِهٖ هٰكَذَا وَ اَشَارَ بِاِصْبَعِهِ الْمُسَبِّحَةِ. (مسلم)581-15

عمارہ بن رویبہ ﷺ نے بشر بن مروان کو دیکھا کہ وہ اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے ہوئے خطبہ دے رہا تھا تو فرمایا کہ اللہ ان ہاتھوں کو توڑ دے میں نے رسول معظم ﷺ کو اس سے زیادہ ہاتھ اٹھاتے ہوئے نہیں دیکھا۔انہوں نے اپنی شہادت کی انگلی کے ساتھ اشارہ کرتے ہوئے وضاحت فرمائی۔(مسلم)

فہم الحدیث

خطبہ اور عوامی خطاب میں فرق ہونا چاہیے۔خطبہ عبادت سمجھ کر دینا چاہیے۔کیونکہ خطبہ کیوجہ سے نماز ظہر نصف کر دی گئی ہے۔
خطبہ میں وقار اور سنجیدگی کا ہونا ضروری ہے۔اس لیے صحابہ کرام ﷺ خطبہ میں زیادہ حرکات کو پسند نہیں کرتے تھے۔

خلاصۂ باب

۱۔ خطبہ مختصر اور نماز جمعہ اطمینان سے ادا کرنی چاہیے۔
۲۔ خطبہ قرآن اور نبی اکرم ﷺ کے ارشادات پر مشتمل ہونا چاہیے۔
۳۔ خطبہ عربی ہو یا قومی زبان میں کھڑے ہو کر دینا چاہیے۔
۴۔ خطبہ کے دوران آنے والا دو رکعتیں پڑھ کر بیٹھے۔
۵۔ خطبہ دیتے وقت اشارے کرنے کی بجائے اس میں وقار ہونا چاہیے۔

مزید ۔خطبہ کا معنی ہے خطاب کرنا اللہ تعالیٰ نے جتنے انبیاء مبعوث فرمائے وہ اپنی قومی زبان میں خطبہ دیا کرتے تھے۔اس لیے جن لوگوں نے نماز جمعہ کے لیے تقریر کی بدعت رائج کر رکھی ہے اور وہ لوگوں کو مطمئن کرنے کے لیے فرماتے ہیں کہ یہ خطبہ نہیں تقریر ہے۔یہ سراسر دھوکا دینے والی بات ہے تقریر کا معنی ہے تقرار کے ساتھ بات بیان کرنا۔خطبہ اور تقریر دونوں عربی کے الفاظ ہیں۔



بَابُ صَلٰوةِ الْخَوْفِ

خوف کی حالت میں نماز پڑھنا

نماز دین کا اہم ترین رکن ہے نبی اکرم ﷺ نے اسے مسلمان اور غیر مسلم کے درمیان حد امتیاز قرار دیا ہے۔ ہوش وحواس ہوتے ہوئے ہر نماز کی ادائیگی اس کے وقت میں لازم ہے۔ تاہم بیماری اور حالتِ جنگ میں وقت میں تقدیم وتاخیر اور اس کی ادائیگی میں کچھ تبدیلیوں کی اجازت ہے۔ بالخصوص جنگ کے حالات میں نماز کی ادائیگی کی کئی صورتیں آپ ﷺ سے ثابت ہیں جن میں چند ایک صورتیں درج ذیل ہیں:

۱۔ امام دو رکعت پڑھ کر بیٹھا رہے اس کے ساتھ پڑھنے والے مجاہد دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیں۔ پھر دوسرا گروہ آ کر امام کی تیسری اور چوتھی رکعت کے ساتھ دو رکعت نماز ادا کرے۔

۲۔ امام دو رکعت نماز پڑھائے گا ایک جماعت اس کے ساتھ ایک رکعت مکمل کرنے کے بعد پیچھے ہٹ کر دوسری رکعت از خود پڑھے گی اب باقی لوگ امام کے ساتھ ایک رکعت ادا کرنے کے بعد دوسری رکعت مکمل کریں گے اس طرح امام دو رکعت کے بعد سلام پھیرے گا۔

۳۔ تیسری صورت میں سب لوگ امام کے ساتھ نماز کے لئے کھڑے ہوں گے پہلی صفوں کے لوگ امام کے ساتھ سجدہ کریں گے جبکہ پچھلے لوگ اسی طرح ہی کھڑے رہیں گے۔ اب یہ لوگ آگے بڑھ کر سجدوں سے فارغ ہونے کے بعد امام کے پیچھے کھڑے ہوں گے اور پہلے لوگ پچھلی صفوں میں کھڑے ہو کر قیام اور رکوع کرنے کے بعد کھڑے رہیں گے اب یہ لوگ سجدے کرتے ہوئے تشہد بیٹھنے کے بعد امام کے ساتھ اکٹھے سلام پھیریں گے۔

۴۔ شدید خوف، گھمسان کا رن یا موجودہ طرز جنگ کے مطابق فوجی جوان اپنے اپنے مورچوں میں جس حالت میں مناسب سمجھیں نماز ادا کر سکتے ہیں۔ نماز کی ابتدا میں ممکن ہو تو وہ قبلہ رخ ہو کر نماز کا آغاز کریں مجبوری کی حالت میں قبلہ کی پابندی بھی اٹھ جایا کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان عالی ہے:

اَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ۔ (البقرة ۲:۱۱۵)

”تم جس طرف بھی اپنے چہرے کرو گے اسی طرف ہی اللہ تعالیٰ کی توجہ کارفرما ہوگی۔“

الفصل الاول — پہلی فصل

عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ اَبِيْهِ رضی اللہ عنہ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ قِبَلَ نَجْدٍ فَوَازَيْنَا الْعَدُوَّ فَصَافَفْنَا لَهُمْ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ میں نجد کے غزوہ میں رسول معظم ﷺ کے ساتھ تھا ہمارا دشمن کے ساتھ آمنا سامنا ہوا تو ہم صف آرا

يُصَلِّيْ لنَا فَقَامَتْ طَائِفَةٌ مَعَهُ وَاَقْبَلَتْ طَائِفَةٌ عَلَى الْعَدُوِّ وَرَكَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمَنْ مَعَهُ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفُوْا مَكَانَ الطَّائِفَةِ الَّتِيْ لَمْ تُصَلِّ فَجَاءُوْا فَرَكَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِهِمْ رَكْعَةً وَّسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَقَامَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ فَرَكَعَ لِنَفْسِهٖ رَكْعَةً وَّسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَرَوٰى نَافِعٌ نَّحْوَهٗ وَزَادَ فَاِنْ كَانَ خَوْفٌ هُوَ اَشَدُّ مِنْ ذَالِكَ صَلُّوْا رِجَالًا قِيَامًا عَلٰى اَقْدَامِهِمْ اَوْ رُكْبَانًا مُّسْتَقْبِلِي الْقِبْلَةِ اَوْ غَيْرَ مُسْتَقْبِلِيْهَا قَالَ نَافِعٌ لَّا اُرَى ابْنَ عُمَرَ ذَكَرَ ذَالِكَ اِلَّاعَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ. (بخاری) 1-582

ہوئے جب نماز کا وقت آیا تو رسول کریم ﷺ کے ساتھ مجاہدین کا ایک گروہ کھڑا ہوا جبکہ دوسرا گروہ دشمن کے مد مقابل تھا پہلے گروہ نے آپ ﷺ کے ساتھ قیام اور رکوع وسجود کیا۔ پھر وہ ان لوگوں کی جگہ آ کر سینہ سپر ہوئے جنھوں نے نماز نہیں پڑھی تھی اب دوسرے گروہ نے آپ کے ساتھ ایک رکعت اور رکوع وسجود کیا پھر آپ نے سلام پھیرا اس طرح ان میں سے ہر جماعت نے ایک ایک رکعت رکوع وسجود کے ساتھ الگ ادا کی۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے شاگرد نافع رحمۃ اللہ علیہ مزید بیان کرتے ہیں اگر خوف زیادہ ہوتا تو لوگ اپنی اپنی جگہوں پر نماز ادا کرتے۔ پیادہ حضرات اپنی حالت میں اور سوار اپنی سواریوں پر وہ قبلہ رخ ہوتے یا ان کے رخ دوسری جانب ہوتے۔ نافع کہتے ہیں کہ مجھے یقین ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے رسول محترم ﷺ سے اس طرح ہی سنا ہوگا (بخاری)

عَنْ يَزِيْدَ بْنِ رُوْمَانَ رَحِمَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ عَمَّنْ صَلّٰى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ ذَاتِ الرِّقَاعِ صَلٰوةَ الْخَوْفِ اِنَّ طَائِفَةً صَفَّتْ مَعَهٗ وَ طَائِفَةٌ وِجَاهَ الْعَدُوِّ فَصَلّٰى بِالَّتِيْ مَعَهٗ رَكْعَةً ثُمَّ ثَبَتَ قَائِمًا وَاَتَمُّوْا لِاَنْفُسِهِمْ ثُمَّ انْصَرَفُوْا فَصَفُّوْا وِجَاهَ الْعَدُوِّ وَجَاءَتِ الطَّائِفَةُ الْاُخْرٰى فَصَلّٰى بِهِمُ الرَّكْعَةَ الَّتِيْ بَقِيَتْ مِنْ صَلٰوتِهٖ ثُمَّ ثَبَتَ جَالِساً وَاَتَمُّوْا لِاَنْفُسِهِمْ ثُمَّ سَلَّمَ بِهِمْ (متفق عليه) 2-583

حضرت یزید بن رومانؒ صالح بن خوات رحمۃ اللہ علیہ سے اور وہ اس شخص سے بیان کرتے ہیں جس نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ذات الرقاع کے دن حالت خوف میں نماز پڑھی فوج کا ایک حصہ آپ کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا جبکہ دوسرا دشمن کے سامنے تھا آپ نے اس گروہ کو ایک رکعت پڑھائی اور پھر اپنی جگہ پر کھڑے رہے لوگوں نے دوسری رکعت اپنے طور پر پوری کی پھر وہ واپس پلٹے اور دشمن کے سامنے صف بستہ ہوئے اب دوسری جماعت آئی اور آپ ﷺ نے ان کو ایک رکعت پڑھائی اس طرح آپ ﷺ دو رکعتیں پڑھ کر بیٹھے رہے لوگوں نے جب دوسری رکعت مکمل کر لی تب آپ نے سلام پھیرا۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ اَقْبَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى اِذَا كُنَّا بِذَاتِ الرِّقَاعِ قَالَ كُنَّا اِذَا اَتَيْنَا

حضرت جابرؓ بیان فرماتے ہیں ہم رسول محترم ﷺ کے ساتھ ذات الرقاع کے مقام پر پہنچے۔ حضرت جابرؓ

عَلٰی شَجَرَةٍ ظَلِیْلَةٍ تَرَکْنَاهَا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَجَاءَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ وَسَیْفُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مُعَلَّقٌ بِشَجَرَةٍ فَاَخَذَ سَیْفَ نَبِیِّ اللّٰهِ ﷺ فَاخْتَرَطَهُ فَقَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ اَتَخَافُنِیْ قَالَ لَا قَالَ فَمَنْ یَّمْنَعُکَ مِنِّیْ قَالَ اَللّٰهُ یَمْنَعُنِیْ مِنْکَ قَالَ فَتَهَدَّدَهُ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَغَمَّدَ السَّیْفَ وَعَلَّقَهُ قَالَ فَنُوْدِیَ بِالصَّلٰوةِ فَصَلّٰی بِطَآئِفَةٍ رَّکْعَتَیْنِ ثُمَّ تَاَخَّرُوْا وَصَلّٰی بِالطَّآئِفَةِ الْاُخْرٰی رَکْعَتَیْنِ قَالَ فَکَانَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَرْبَعُ رَکَعَاتٍ وَّلِلْقَوْمِ رَکْعَتَانِ.(متفق علیه)3-584

کہتے ہیں جب ہم کسی سایہ دار درخت کے قریب ٹھہرتے تو اسکا سایہ رسول محترم ﷺ کے لئے چھوڑ دیتے۔ایسی حالت میں ایک مشرک یک دم آپ کے پاس پہنچا جبکہ رسول محترم ﷺ کی تلوار درخت کے ساتھ لٹکی ہوئی تھی اس نے آپ کی تلوار پکڑ کر نیام سے نکالتے ہوئے رسولِ محترم ﷺ کو کہا کہ آپ مجھ سے ڈرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا ہرگز نہیں۔ دیہاتی کہتا ہے اب تجھے مجھ سے کون بچا سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا اللہ تجھ سے بچائے گا۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اتنی دیر میں صحابہ رضی اللہ عنہم نے اسے دھمکایا۔اس نے آپ کی تلوار نیام میں ڈال کر اسی طرح لٹکا دی۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اذان ہوئی آپ نے جماعت کو دو رکعتیں پڑھائیں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پھر وہ پیچھے ہٹ گئے تو دوسری جماعت کو دو رکعتیں پڑھائیں اس طرح رسول محترم ﷺ کی چار رکعتیں ہوئیں جبکہ دوسروں نے دو دو رکعتیں ادا کیں۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْهُ قَالَ صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلٰوةَ الْخَوْفِ فَصَفَفْنَا خَلْفَهُ صَفَّیْنِ وَالْعَدُوُّ بَیْنَنَا وَبَیْنَ الْقِبْلَةِ فَکَبَّرَ النَّبِیُّ ﷺ وَکَبَّرْنَا جَمِیْعًا ثُمَّ رَکَعَ وَرَکَعْنَا جَمِیْعًا ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهُ مِنَ الرُّکُوْعِ وَرَفَعْنَا جَمِیْعًا ثُمَّ انْحَدَرَ بِالسُّجُوْدِ وَالصَّفُّ الَّذِیْ یَلِیْهِ وَقَامَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ فِیْ نَحْرِ الْعَدُوِّ فَلَمَّا قَضَی النَّبِیُّ ﷺ السُّجُوْدَ وَقَامَ الصَّفُّ الَّذِیْ یَلِیْهِ انْحَدَرَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ بِالسُّجُوْدِ ثُمَّ قَامُوْا ثُمَّ تَقَدَّمَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ وَتَاَخَّرَ الْمُقَدَّمُ ثُمَّ رَکَعَ النَّبِیُّ ﷺ وَرَکَعْنَا جَمِیْعًا ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهُ مِنَ الرُّکُوْعِ وَرَفَعْنَا جَمِیْعًا ثُمَّ انْحَدَرَ بِالسُّجُوْدِ وَالصَّفُّ الَّذِیْ یَلِیْهِ الَّذِیْ کَانَ مُؤَخَّرًا فِی الرَّکْعَةِ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہی فرماتے ہیں رسول محترم ﷺ نے خوف کی حالت میں ہمیں جماعت کروائی ہم نے آپ کی اقتداء میں دو صفیں بنائیں۔ دشمن ہمارے اور قبلہ کے درمیان تھا آپ نے تکبیر کہی ہم نے بھی تکبیر کہی قیام کے بعد آپ نے رکوع کیا ہم نے بھی رکوع کیا پھر آپ نے رکوع سے سر اٹھایا ہم نے بھی سر اٹھائے پھر آپ سجدے کے لئے نیچے جھکے آپ کے ساتھ پہلی صف کے لوگوں نے سجدہ کیا اور دوسری صف کے لوگ نماز کی حالت میں دشمن کے سامنے کھڑے رہے۔آپ ﷺ اور پہلی صف کے لوگ سجدوں کے بعد کھڑے ہوئے اب دوسری صف کے لوگ سجدہ کے لیے جھکے پھر کھڑے ہوئے۔اب پچھلی صف کے لوگ آگے بڑھے اور اگلی صف کے لوگ پیچھے ہٹے تو نبی اکرم ﷺ نے رکوع کیا اور ہم نے بھی رکوع کیا۔آپ نے رکوع سے سر اٹھایا

الْأُوْلٰى وَقَامَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ فِي نَحْرِ الْعَدُوِّ فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ ﷺ السُّجُوْدَ وَالصَّفُّ الَّذِيْ يَلِيْهِ انْحَدَرَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ بِالسُّجُوْدِ فَسَجَدُوْا ثُمَّ سَلَّمَ النَّبِيُّ ﷺ وَسَلَّمْنَا جَمِيْعًا.(مسلم)585-4

ہم نے بھی سر اٹھائے۔ پھر آپ سجدے کے لئے نیچے گئے اس طرح پہلی رکعت میں پیچھے رہنے والے جواب آپ کے قریب تھے انہوں نے سجدہ کیا اور پچھلی صف کے لوگ دشمن کے سامنے کھڑے رہے جب آپ نے اور جو قریب والی صف تھی انہوں نے سجدہ مکمل کر لیا۔ تو پچھلی صف کے لوگوں نے سجدے کئے اور پھر سب نے آپ ﷺ کے ساتھ سلام پھیرا۔ (مسلم)

خلاصہ باب

۱۔ حالت جنگ میں قبلہ رخ ہونا مشکل ہو تو پھر بھی نماز پڑھنا ہوگی۔

۲۔ شدید ترین لڑائی میں ایک فرض پڑھ لینا ہی کافی ہوگا۔

۳۔ نہایت ناگزیر حالات میں سواری پر فرض ادا ہو سکتے ہیں۔



بَابُ صَلٰوةُ الْعِيْدَيْنِ

نمازعیدین

عید کالغوی معنی ہے پلٹ کر آنا۔مراد ہر سال لوٹ کر آنے والا خوشی کا دن ہے۔ہر قوم کی تاریخ میں کچھ دن ایسے ہوتے ہیں جن کی کسی خاص واقعہ یا شخصیت کے حوالے خاص اہمیّت ہوتی ہے۔نبی محترم ﷺ نے فرمایا ہمارے لئے عیدین کے ایام خصوصی اہمیت کے حامل ہیں۔عیدالفطر کے دن رمضان کے روزے رکھنے کے بعد اور اسی مہینے میں مسلمانوں کی عظیم کتاب قرآنِ مجید کے نزول کی ابتدا ہوئی جس کی خوشی میں مسلمان اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاتے ہیں۔اور عید الاضحیٰ کے دن مسلمان حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اتباع میں اپنے رب کے حضور قربانیاں پیش کرتے ہیں۔

الفصل الاول

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ ﷺ یَخْرُجُ یَوْمَ الْفِطْرِ وَالْاَضْحٰی اِلَی الْمُصَلّٰی فَاَوَّلُ شَیْءٍ یَبْدَأُ بِهِ الصَّلٰوةُ ثُمَّ یَنْصَرِفُ فَیَقُوْمُ مُقَابِلَ النَّاسِ وَالنَّاسُ جُلُوْسٌ عَلٰی صُفُوْفِهِمْ فَیَعِظُهُمْ وَیُوْصِیْهِمْ وَیَاْمُرُهُمْ وَاِنْ كَانَ یُرِیْدُ اَنْ یَّقْطَعَ بَعْثًا قَطَعَهٗ اَوْ یَاْمُرُ بِشَیْءٍ اَمَرَ بِهٖ ثُمَّ یَنْصَرِفُ.(متفق علیه) 1-586

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ صَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْعِیْدَیْنِ غَیْرَ مَرَّةٍ وَّلاَ مَرَّتَیْنِ بِغَیْرِ اَذَانٍ وَّلَا اِقَامَةٍ. (مسلم) 2-587

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَبُوْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہ وَعُمَرُ رضی اللہ عنہ یُصَلُّوْنَ الْعِیْدَیْنِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ.(متفق علیه)وَسُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ اَشَهِدْتَّ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْعِیْدَ قَالَ نَعَمْ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَصَلّٰی ثُمَّ خَطَبَ وَلَمْ یَذْكُرْ اَذَانًا وَّلَا اِقَامَةً ثُمَّ

پہلی فصل

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ پڑھنے کے لئے نکلتے تو سب سے پہلے نمازِ عید پڑھتے پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے خطاب کرتے جبکہ لوگ اپنی صفوں میں بیٹھے ہوتے آپ انہیں وعظ فرماتے ،نصیحت کرتے احکامات جاری کرتے اگر کسی جگہ لشکر بھیجنا ہوتا تو اس کا اعلان کرتے' یا کسی کام کا حکم دینا چاہتے تو اس کا حکم دیتے پھر واپس پلٹتے۔(بخاری ومسلم)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے کئی عید کی نمازیں پڑھیں۔آپ ﷺ دونوں عیدیں اذان اور اقامت کے بغیر پڑھا کرتے تھے۔(مسلم)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ تقریر سے پہلے نمازِ عیدین ادا فرمایا کرتے تھے۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کیا آپ نے رسول محترم ﷺ کے ساتھ کوئی نمازِ عید ادا کی ہے؟ ابن عباس فرماتے ہیں کیوں نہیں آپ ﷺ نماز عید کے لئے تشریف فرما ہوئے پہلے نماز پڑھی پھر تقریر فرمائی حضرت ابن عباس رضی

اَتَى النِّسَآءَ فَوَعَظَهُنَّ وَذَكَّرَهُنَّ وَاَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ فَرَاَيْتُهُنَّ يَهْوِيْنَ اِلٰى اٰذَانِهِنَّ وَحُلُوْقِهِنَّ يَدْفَعْنَ اِلٰى بِلَالٍ ثُمَّ ارْتَفَعَ هُوَ وَبِلَالٌ اِلٰى بَيْتِهٖ. (متفق عليه) 3-588

اللہ عنہما نے اذان اور تکبیر کا ذکر نہیں کیا۔ پھر آپ ﷺ عورتوں کے مجمع کی طرف آئے انہیں تبلیغ ونصیحت فرمائی اور صدقہ کرنے کا حکم دیا میں نے خواتین کو دیکھا کہ وہ اپنے کانوں اور گلے سے زیورات اتار کر جناب بلال رضی اللہ عنہ کی طرف پھینک رہی تھیں اسکے بعد آپ ﷺ اور بلال رضی اللہ عنہ اپنے گھر تشریف لے گئے۔ (بخاری ومسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلّٰى يَوْمَ الْفِطْرِ رَكْعَتَيْنِ لَمْ يُصَلِّ قَبْلَهُمَا وَلَا بَعْدَهُمَا. (متفق عليه) 4-589

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں نبی محترم ﷺ نے عید الفطر میں دو رکعتیں نماز پڑھی۔ اس سے پہلے اور اس کے بعد کوئی نفل ادا نہیں کئے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ رضى الله عنها قَالَتْ اُمِرْنَا اَنْ نُّخْرِجَ الْحُيَّضَ يَوْمَ الْعِيْدَيْنِ وَذَوَاتِ الْخُدُوْرِ فَيَشْهَدْنَ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَدَعْوَتَهُمْ وَتَعْتَزِلُ الْحُيَّضُ عَنْ مُّصَلَّاهُنَّ قَالَتِ امْرَاَةٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِحْدٰنَا لَيْسَ لَهَا جِلْبَابٌ قَالَ لِتُلْبِسْهَا صَاحِبَتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا. (متفق عليه) 5-590

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں ہمیں حیض والی اور جوان لڑکیوں کو عیدگاہ کی طرف جانے کا حکم دیا گیا وہ مسلمانوں کے اجتماع کے ساتھ ان کی دعا میں شامل ہوں تاہم حیض والی عورتیں نماز ادا کرنے کی جگہ سے دور رہیں۔ ایک عورت نے آپ ﷺ سے عرض کیا اگر کسی کے پاس بڑی چادر نہ ہو تو ارشاد ہوا کہ اس کے ساتھ والی اسے اپنی چادر سے پہنا دے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ اِنَّ اَبَابَكْرٍ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا جَارِيَتَانِ فِيْ اَيَّامِ مِنًى تُدَفِّفَانِ وَتَضْرِبَانِ وَفِيْ رِوَايَةٍ تُغَنِّيَانِ بِمَا تَقَاوَلَتِ الْاَنْصَارُ يَوْمَ بُعَاثَ وَالنَّبِيُّ ﷺ مُتَغَشٍّ بِثَوْبِهٖ فَانْتَهَرَهُمَا اَبُوْ بَكْرٍ فَكَشَفَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ وَّجْهِهٖ فَقَالَ دَعْهُمَا يَا اَبَا بَكْرٍ فَاِنَّهَا اَيَّامُ عِيْدٍ وَّفِيْ رِوَايَةٍ يَا اَبَا بَكْرٍ اِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ عِيْدًا وَّهٰذَا عِيْدُنَا. (متفق عليه) 6-591

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میرے والد ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہمارے ہاں تشریف لائے اسوقت قربانی کے ایام میں دو بچیاں دف بجا رہیں تھیں۔ ایک روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہ الفاظ ہیں کہ وہ بچیاں گیت گا رہی تھیں جو انصار نے جنگ بُعاث کے موقع پر پڑھے تھے جبکہ نبی محترم ﷺ چادر لپیٹے ہوئے استراحت فرما رہے تھے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان بچیوں کو ڈانٹا آپ ﷺ نے اپنے چہرے سے کپڑا ہٹاتے ہوئے فرمایا ابو بکر رضی اللہ عنہ انہیں مت ڈانٹیے کیونکہ یہ خوشی کے دن ہیں۔ دوسرے مقام پر یہ الفاظ پائے جاتے ہیں ابو بکر رضی اللہ عنہ ہر قوم کے لئے خوشی کے مخصوص دن ہوتے ہیں اور یہ ہماری عید کا دن ہے (بخاری ومسلم)

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول محترم ﷺ عید کے

لَايَغْدُوْ يَوْمَ الْفِطْرِ حَتّٰى يَاْكُلَ تَمَرَاتٍ وَّيَاْكُلُهُنَّ وِتْرًا. (بخاری) 592-7

لئے نکلنے سے پہلے تازہ کھجوریں نوش فرماتے جو طاق ہوتیں ایک، تین، پانچ، سات۔ (بخاری)

عَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا كَانَ يَوْمُ عِيْدٍ خَالَفَ الطَّرِيْقَ. (بخاری) 593-8

حضرت جابر ﷺ فرماتے ہیں نبی محترم ﷺ عید گاہ کی طرف جاتے ہوئے راستہ تبدیل فرماتے تھے۔ (بخاری)

عَنِ الْبَرَآءِ ﷺ قَالَ خَطَبَنَا النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ النَّحْرِ فَقَالَ اِنَّ اَوَّلَ مَا نَبْدَأُ بِهٖ فِيْ يَوْمِنَا هٰذَا اَنْ نُّصَلِّيَ ثُمَّ نَرْجِعَ فَنَنْحَرَ فَمَنْ فَعَلَ ذَالِكَ فَقَدْ اَصَابَ سُنَّتَنَا وَمَنْ ذَبَحَ قَبْلَ اَنْ نُّصَلِّيَ فَاِنَّمَا هُوَ شَاةُ لَحْمٍ عَجَّلَهٗ لِاَهْلِهٖ لَيْسَ مِنَ النُّسُكِ فِيْ شَيْءٍ. (متفق علیه) 594-9

حضرت براء ﷺ بیان کرتے ہیں نبی محترم ﷺ نے عیدالاضحیٰ کے موقع پر خطاب میں ارشاد فرمایا آج کے دن ہمارا پہلا کام نمازِ عید ادا کرنا پھر پلٹ کر قربانی کرنا جس نے اس طرح کیا اس نے ہمارے طریقے کو اپنایا۔ جس نے نمازِ عید سے پہلے قربانی کی بلاشبہ وہ عام جانور کا گوشت ہے جو ذبح کرنے والے نے اپنے گھر والوں کے لئے پہلے ذبح کر دیا یہ قربانی ہرگز نہیں ہوگی۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الْبَجَلِيِّ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَلْيَذْبَحْ مَكَانَهَا اُخْرٰى وَمَنْ لَّمْ يَذْبَحْ حَتّٰى صَلَّيْنَا فَلْيَذْبَحْ عَلَى اسْمِ اللّٰهِ. (متفق علیه) 595-10

حضرت جندب بن عبداللہ البجلی ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا جس نے نمازِ عید سے پہلے جانور ذبح کیا اسے اور قربانی کرنا پڑے گی جو نمازِ عید کے بعد قربانی کرے اسے اللہ کے نام پر قربانی ذبح کرنی چاہئے۔ (بخاری و مسلم)

عَنِ الْبَرَآءِ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَاِنَّمَا يَذْبَحُ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ ذَبَحَ بَعْدَ الصَّلٰوةِ فَقَدْ تَمَّ نُسُكُهٗ وَاَصَابَ سُنَّةَ الْمُسْلِمِيْنَ. (متفق علیه) 596-11

حضرت براٗ بن عازب ﷺ بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا جس نے نماز سے پہلے جانور ذبح کیا اس نے اپنے لئے ذبح کیا جو نماز کے بعد کرے گا اس کی قربانی درست اور مسلمانوں کے طریقے کے مطابق ہوگی (بخاری و مسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَذْبَحُ وَيَنْحَرُ بِالْمُصَلّٰى. (بخاری) 597-12

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں رسول محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عید گاہ میں جانور ذبح کرتے یا اونٹ نحر کرتے۔ (بخاری)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ رحمة الله عليه قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَطَآءٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَا

حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھے حضرت عطا رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس ﷺ اور جابر بن عبداللہ ﷺ کے

لَمْ يَكُنْ يُؤَذَّنُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَلَا يَوْمَ الْاَضْحٰى ثُمَّ سَاَلْتُهُ يَعْنِيْ عَطَآءَ بَعْدَ حِيْنٍ عَنْ ذَالِكَ فَاَخْبَرَنِيْ قَالَ اَخْبَرَنِيْ جَابِرُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ اَنْ لَّا اَذَانَ لِلصَّلٰوةِ يَوْمَ الْفِطْرِ حِيْنَ يَخْرُجُ الْاِمَامُ وَلَا بَعْدَ مَا يَخْرُجُ وَلَا اِقَامَةَ وَلَا نِدَآءَ وَلَا شَيْءَ وَلَا نِدَآءَ يَوْمَئِذٍ وَّلَا اِقَامَةَ. (مسلم)598-13

عَنْ اَبُوْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَخْرُجُ يَوْمَ الْاَضْحٰى وَيَوْمَ الْفِطْرِ فَيَبْدَأُ بِالصَّلٰوةِ فَاِذَا صَلّٰى صَلٰوتَهُ قَامَ فَاَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ وَهُمْ جُلُوْسٌ فِيْ مُصَلَّاهُمْ فَاِنْ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ بِبَعْثٍ ذَكَرَهُ لِلنَّاسِ اَوْ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ بِغَيْرِ ذَالِكَ اَمَرَهُمْ بِهَا وَكَانَ يَقُوْلُ تَصَدَّقُوْا تَصَدَّقُوْا تَصَدَّقُوْا وَكَانَ اَكْثَرُ مَنْ يَتَصَدَّقُ النِّسَآءَ ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَلَمْ يَزَلْ كَذَالِكَ حَتّٰى كَانَ مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ فَخَرَجْتُ مُخَاصِرًا مَّرْوَانَ حَتّٰى اَتَيْنَا الْمُصَلّٰى فَاِذَا كَثِيْرُ بْنُ الصَّلْتِ قَدْ بَنٰى مِنْبَرًا مِّنْ طِيْنٍ وَلَبِنٍ فَاِذَا مَرْوَانُ يُنَازِعُنِيْ يَدَهُ كَاَنَّهُ يَجُرُّنِيْ نَحْوَ الْمِنْبَرِ وَاَنَا اَجُرُّهُ نَحْوَ الصَّلٰوةِ فَلَمَّا رَاَيْتُ ذَالِكَ مِنْهُ قُلْتُ اَيْنَ الْاِبْتِدَآءُ بِالصَّلٰوةِ فَقَالَ لَا يَا اَبَاسَعِيْدٍ قَدْ تُرِكَ مَا تَعْلَمُ قُلْتُ كَلَّا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا تَاْتُوْنَ بِخَيْرٍ مِّمَّا اَعْلَمُ ثَلٰثَ مِرَارٍ ثُمَّ انْصَرَفَ. (مسلم)599-14

حوالے سے بتایا وہ دونوں صحابہ فرماتے ہیں کہ عیدالفطر اور عید الاضحیٰ کے لئے اذان نہیں کہی جاتی تھی۔ ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے کچھ مدت کے بعد حضرت عطار رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا انہوں نے بتایا کہ مجھے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنھما نے بتایا کہ عید کے دن جب امام عیدگاہ کی طرف نکلے اور اس کے عیدگاہ میں پہنچنے کے بعد تکبیر، اذان اور نماز عید کے لئے کوئی اعلان اور اقامت نہیں کہنی چاہیے۔ (مسلم)

حضرت ابوسعید خدری ﷺ فرماتے ہیں رسول معظم ﷺ جب عیدین کے لئے عیدگاہ کی طرف جاتے تو پہلے نماز عید ادا کرتے نماز کے بعد لوگوں کی طرف چہرہ فرماتے جبکہ لوگ اپنی صفوں میں بیٹھے ہوتے۔ اگر کہیں مجاہدین کو بھیجنا ہوتا تو لوگوں سے اس کا ذکر کرتے یا کوئی اور کام ہوتا تو اس کے لیے لوگوں کو حکم فرماتے۔ لوگوں کو بار بار صدقہ کرنے کی تلقین فرماتے اور عورتیں بھی خیرات کرنے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔ اس کے بعد واپس تشریف لاتے۔ یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہا یہاں تک کہ مروان بن حکم آیا حضرت ابوسعید ﷺ فرماتے ہیں کہ میں اور مروان اکٹھے عیدگاہ میں پہنچے کثیر بن صلت نے عیدگاہ میں گارے کے ساتھ اینٹوں کا منبر بنایا ہوا تھا۔ مروان نے اپنا ہاتھ مجھ سے چھڑانے کی کوشش کی کیونکہ وہ منبر کی طرف جانا چاہتا تھا جبکہ میں اسے مصلّے کی طرف کھینچ رہا تھا اس صورت حال میں میں نے انہیں کہا نماز سے ابتداء کیوں نہیں کرتے۔ مروان نے مجھے کہا اے ابو سعید ﷺ جو تم جانتے ہو اس کام کو چھوڑ دیا گیا ہے۔ میں نے اسے تین دفعہ کہا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جو میں جانتا ہوں اس سے بہتر تمہاری بات نہیں ہوسکتی بعدازاں وہ منبر کی طرف چلا گیا۔ (مسلم)

فہم الحدیث

رسول اللہ ﷺ کے ارشادات سے یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہوتی ہے کہ نمازِ عید سے پہلے کسی قسم کی تقریر یا عید کے لئے اعلان کرنا جائز نہیں اور عید سے پہلے تقریر اور عید گاہ میں منبر یا سٹیج استعمال کرنا رسول کریم ﷺ کے طریقے کے خلاف ہے۔ کتنا ہی بہتر اور افضل ہوتا کہ علمائے کرام رسول معظم ﷺ کی سنتِ مبارکہ کو اپناتے ہوئے نماز عید سے پہلے تقریر کرنے کی بجائے بعد میں تقریر کرتے۔ لیکن افسوس بعض علماء نے لوگوں کو یہ باور کرا رکھا کہ خطبہ اور تقریر میں فرق ہوتا ہے حالانکہ ان احادیث کی روشنی واضح ہے کہ رسول کریم ﷺ عید کے خطبے میں بھی وعظ و نصیحت جہاد کی تیاری اور دوسرے پیش آمدہ مسائل کے لئے لوگوں کو آمادہ و تیار فرماتے تھے۔ اسی کا نام خطبہ و تقریر ہے آج یہ علماء آپ ﷺ کی سنت پر چلنے کی بجائے خطبہ و تقریر کے خود ساختہ فرق کے بہانے سے مروان کی جاری کردہ بدعت کو اپنائے ہوئے ہیں۔

(دیکھیے خلافت وملوکیت مولانا مودودیؒ)

خلاصہ باب

۱۔ نمازِ عید کے بعد تقریر کرنا رسول کریم ﷺ کی سنت ہے۔

۲۔ نمازِ عید کے لئے اذان اور تکبیر نہیں ہوتی۔

۳۔ عید گاہ میں امام کا منبر یا اونچی جگہ کھڑا ہونا سنت کی خلاف ورزی ہے۔

۴۔ عید گاہ میں آنے جانے کے لئے راستہ تبدیل اور تکبیرات کہنا سنت ہے۔

۵۔ نمازِ عید سے پہلے ذبح کیا ہوا جانور عام گوشت ہوگا۔ ایسے شخص کو قربانی دوبارہ کرنا پڑے گی۔

۶۔ نماز نہ پڑھنے کے باوجود عید گاہ میں مخصوص ایام والی عورتوں کو بھی جانا اور مسلمانوں کی اجتماعی دعا میں شامل ہونا چاہیے۔



بَابٌ فِي الْأُضْحِيَّةِ

مسائل قربانی

قربانی کا لفظ قربان بروزن سلطان سے نکلا ہے عربی محاورات میں قربان ہر اس چیز کو کہتے ہیں جس سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کیا جائے۔ (احکام القرآن)

لیکن عرف عام میں دسویں ذوالحجہ کو بکرے دنبے' گائے وغیرہ ذبح کرنے کا نام قربانی ہے۔

اگر آج ہم جذبۂ قربانی کے ساتھ زندگی کو ہم آہنگ کرلیں تو جس طرح سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور ان کے متبعین کو دنیا کی قیادت وسیادت کا تاج پہنایا گیا اسی طرح آج بھی ہمیں جہان بانی کے منصب پر فائز کیا جا سکتا ہے۔

الفصل الاول

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ ضَحّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِكَبْشَيْنِ اَمْلَحَيْنِ اَقْرَنَيْنِ ذَبَحَهُمَا بِيَدِهٖ وَسَمّٰی وَكَبَّرَ قَالَ رَاَيْتُهٗ وَاضِعًا قَدَمَهٗ عَلٰی صِفَاحِهِمَا وَيَقُوْلُ بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ. (متفق علیه)600-1

پہلی فصل

حضرت انس رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے دو ایسے مینڈھے قربانی کئے جو خاکستری رنگ اور سینگوں والے تھے۔ آپ نے ان کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرتے وقت بسم اللہ واللہ اکبر کہا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ آپ نے اپنا قدم ان کی گردنوں پر رکھ کر بسم اللہ اور تکبیر پڑھی تھے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَمَرَ بِكَبْشٍ اَقْرَنَ يَطَأُ فِيْ سَوَادٍ وَّيَبْرُكُ فِيْ سَوَادٍ وَيَنْظُرُ فِيْ سَوَادٍ فَاُتِيَ بِهٖ لِيُضَحِّيَ بِهٖ قَالَ يَا عَائِشَةُ هَلُمِّي الْمُدْيَةَ ثُمَّ قَالَ اشْحَذِيْهَا بِحَجَرٍ فَفَعَلْتُ ثُمَّ اَخَذَهَا وَاَخَذَ الْكَبْشَ فَاَضْجَعَهٗ ثُمَّ ذَبَحَهٗ ثُمَّ قَالَ (بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُّحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّمِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ) ثُمَّ ضَحّٰی بِهٖ. (مسلم)601-2

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے سینگوں والا مینڈھا جس کی ٹانگیں' پیٹ اور آنکھیں بھی سیاہ تھیں لانے کا حکم دیا۔ جب یہ جانور ذبح کے لیے لایا گیا تو آپ نے مجھے چھری لانے کے لئے فرمایا آپ نے فرمایا پتھر پر چھری تیز کرو میں نے ایسا ہی کیا آپ نے چھری پکڑی اور مینڈھے کو لٹا کر ذبح کرتے ہوئے بسم اللہ اور یہ الفاظ ادا کئے۔ الٰہی محمد، آل محمد اور محمد کی امت کی طرف سے قبول فرما۔ (مسلم)

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَذْبَحُوْا اِلَّا مُسِنَّةً اِلَّا اَنْ يُّعْسَرَ عَلَيْكُمْ فَتَذْبَحُوْا جَذَعَةً مِّنَ الضَّاْنِ. (مسلم)602-3

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا مسنہ کی قربانی کیا کرو۔ کہ اگر اس کا ملنا مشکل ہو جائے تو ایسی صورت میں بھیڑ کا کھیرا چھترا ذبح کرو۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ ﷺ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ اَعْطَاهُ غَنَمًا یَقْسِمُهَا عَلٰی صَحَابَتِهٖ ضَحَایَا فَبَقِیَ عَتُوْدٌ فَذَکَرَهٗ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ضَحِّ بِهٖ اَنْتَ وَفِیْ رِوَایَةٍ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَصَابَنِیْ جَذَعٌ قَالَ ضَحِّ بِهٖ .(متفق علیه)603-4

حضرت عقبہ بن عامر ﷺ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے مجھے اپنے دوستوں میں تقسیم کرنے کے لئے بکریاں عنایت فرمائیں ان میں ایک سالہ بکری کا بچہ باقی رہ گیا میں نے رسولِ محترم ﷺ کو جب اس کے متعلق بتلایا تو آپ نے فرمایا اس کی قربانی کر دے۔ایک روایت میں اس طرح ہے کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میرے حصّہ میں ایک سالہ بچہ آیا ہے حکم ہوا کہ اس کی قربانی کیجئے۔(بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

اس روایت میں دوسری سند کے ساتھ یہ الفاظ بھی موجود ہیں کہ یہ صرف تجھے اجازت ہے تیرے بعد کسی اور کو اجازت نہ ہوگی۔(فتح الباری) البتہ قربانی نہ ملنے کی صورت میں بکری کے بجائے بھیڑ کا ایک سالہ بچہ ذبح کرنا جائز ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ یَذْبَحُ وَیَنْحَرُ بِالْمُصَلّٰی. (بخاری)604-5

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ عیدگاہ میں قربانی کرتے اور اونٹ کو نحر کیا کرتے تھے۔(بخاری)

عَنْ جَابِرٍ ﷺ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ الْبَقَرَةُ عَنْ سَبْعَةٍ وَالْجَزُوْرُ عَنْ سَبْعَةٍ (مسلم)605-6

حضرت جابر ﷺ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا گائے اور اونٹ کی قربانی سات آدمیوں کی جانب سے ہو سکتی ہے۔(مسلم)

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ وَاَرَادَ بَعْضُکُمْ اَنْ یُّضَحِّیَ فَلَا یَمَسَّ مِنْ شَعْرِهٖ وَبَشَرِهٖ شَیْئًا وَّفِیْ رِوَایَةٍ فَلَا یَاْخُذَنَّ شَعْرًا وَّلَا یَقْلِمَنَّ ظُفُرًا وَّفِیْ رِوَایَةٍ مَّنْ رَّاٰی هِلَالَ ذِی الْحِجَّةِ وَاَرَادَ اَنْ یُّضَحِّیَ فَلَا یَاْخُذْ مِنْ شَعْرِهٖ وَلَا مِنْ اَظْفَارِهٖ.(مسلم)606-7

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں رسولِ محترم ﷺ کا ارشاد ہے جب ذی الحجہ کے دس دن شروع ہو جائیں اور تم میں جو شخص قربانی کرنا چاہتا وہ اپنے بال وغیرہ نہیں کاٹے ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ وہ نہ بال کاٹے اور نہ ناخن، اور ایک روایت میں اس طرح بھی آیا ہے جو ذی الحجہ کا چاند دیکھے اور قربانی کرنا چاہتا ہو۔ اسے اپنے بال اور ناخن نہیں کاٹنا چاہئے۔(مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْ اَیَّامٍ الْعَمَلُ الصَّالِحُ فِیْهِنَّ اَحَبُّ اِلَی اللّٰهِ مِنْ هٰذِهِ الْاَیَّامِ الْعَشْرِ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما آپ ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو ان دس دنوں میں عمل کرنا کسی دن سے بھی زیادہ محبوب نہیں۔آپ سے عرض کیا گیا کیا

قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَلَا الْجِھَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ قَالَ وَلَا الْجِھَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ بِنَفْسِہٖ وَمَالِہٖ فَلَمْ یَرْجِعْ مِنْ ذَالِکَ بِشَیْءٍ.(بخاری) 607-8

جہاد فی سبیل اللہ سے بھی؟ فرمایا جہاد فی سبیل اللہ بھی اس سے افضل نہیں۔اس مجاہد کے علاوہ جس نے اپنی جان اور مال قربان کردیا اور وہ کسی چیز کے ساتھ واپس نہیں پلٹا۔(بخاری)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِاللّٰہِ ﷺ قَالَ شَھِدْتُ الْاَضْحٰی یَوْمَ النَّحْرِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَلَمْ یَعْدُ اَنْ صَلّٰی وَفَرَغَ مِنْ صَلٰوتِہٖ وَسَلَّمَ فَاِذَا ھُوَ یَرٰی لَحْمَ اَضَاحِیْ قَدْ ذُبِحَتْ قَبْلَ اَنْ یَّفْرُغَ مِنْ صَلٰوتِہٖ فَقَالَ مَنْ کَانَ ذَبَحَ قَبْلَ اَنْ یُصَلِّیَ اَوْنُصَلِّیَ فَلْیَذْبَحْ مَکَانَھَا اُخْرٰی وَفِیْ رِوَایَۃٍ قَالَ صَلَّی النَّبِیُّ ﷺ یَوْمَ النَّحْرِ ثُمَّ خَطَبَ ثُمَّ ذَبَحَ وَقَالَ مَنْ کَانَ ذَبَحَ قَبْلَ اَنْ یُّصَلِّیَ فَلْیَذْبَحْ اُخْرٰی مَکَانَھَا وَمَنْ لَّمْ یَذْبَحْ فَلْیَذْبَحْ بِاسْمِ اللّٰہِ.(متفق علیہ) 608-9

حضرت جندب بن عبداللہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ میں عیدالاضحیٰ کے موقع پر رسول اکرم ﷺ کے ساتھ تھا۔آپ نماز پڑھنے سے فارغ ہی ہوئے تھے کہ قربانی کا گوشت دیکھا جو نماز سے پہلے ذبح کی گئی تھی۔آپ ﷺ نے حکم فرمایا کہ جس نے نمازِ عید سے پہلے قربانی کی ہے وہ دوسری قربانی کرے۔ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے عیدالاضحیٰ کی نماز پڑھی پھر خطاب فرمایا اور قربانی دی اس کے بعد فرمایا جس نے نماز سے پہلے جانور ذبح کیا ہے وہ اس کی جگہ دوسرا جانور ذبح کرے اور جس نے ابھی تک قربانی نہیں دی وہ بسم اللہ پڑھ کر قربان کرے۔(بخاری ومسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ ذبح کے وقت صرف یہ الفاظ کہنے چاہئیں۔بسم اللّٰہ واللّٰہُ اکبر.

۲۔ چھری تیز اور جانور کو کم سے کم تکلیف دینی چاہیے۔

۳۔ قربانی کے جانور کی رقم جہاد یا کسی غریب کو صدقہ کرنے کے بجائے جانور ذبح کرنے میں زیادہ ثواب ہے۔

۴۔ قربانی نہ ملنے کی صورت میں بکری کی بجائے بھیڑ کا ایک سالہ بچہ ذبح کرنا جائز ہے۔

۵۔ اللہ تعالیٰ کو ذوالحجۃ کے دس دنوں میں نیک عمل کرنا تمام دنوں سے زیادہ محبوب ہیں۔

۶۔ قربانی کرنے والے کو ذوالحجہ کے دس دنوں میں بال اور ناخن نہیں کاٹنے چاہیں۔

بَابُ الْعَتِيْرَةِ

رجب میں جانور ذبح کرنا

الفصل الاول

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷛ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ لَا فَرَعَ وَلَا عَتِيْرَةَ قَالَ وَالْفَرَعُ اَوَّلُ نِتَاجٍ كَانَ يُنْتَجُ لَهُمْ كَانُوْا يَذْبَحُوْنَهُ لِطَوَاغِيْتِهِمْ وَالْعَتِيْرَةُ فِیْ رَجَبٍ. (متفق عليه) 1-609

پہلی فصل

حضرت ابو ہریرہ ﷛ نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا "فرع" اور "عتیرہ" اسلام میں جائز نہیں۔ حضرت ابو ہریرہ ﷛ ان الفاظ کی تشریح فرماتے ہیں کہ فرع جانور کے پہلے بچے کو کہتے ہیں جسے مشرک بتوں کے نام پر وقف کر کے ذبح کرتے تھے۔ عتیرہ وہ جانور ہے جسے ماہ رجب میں ذبح کرنے کے لئے مخصوص کیا جاتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

آپ ﷺ کے اس ارشاد سے معلوم ہوا کہ صدقہ وخیرات کے لئے اپنی طرف سے مہینہ یا دن مقرر کرنا کہ اس میں زیادہ ثواب ہوگا جائز نہیں کیونکہ کسی دن یا گھڑی کو دوسرے اوقات سے مبارک ٹھہرانے کا حق صرف اللہ تعالیٰ کو ہی پہنچتا ہے۔ اس لئے آپ ﷺ نے رجب کے مہینے میں خصوصی طور پر جانور ذبح کرنے کو خارج از اسلام قرار دیا ہے۔

ایک دوسری روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ کفار کے مقرر کردہ ایام میں پکائے ہوئے کھانے یا ذبح کیا ہوا جانور کا گوشت کھانا صحابہ کرام ﷡ جائز نہیں سمجھتے تھے۔



بَابُ صَلٰوةِ الْخُسُوفِ

سورج اور چاند گرہن کے وقت نماز پڑھنا

سورج اور چاند کے گرہن لگنے کے اسباب اور محرکات کوئی بھی ہوں سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی قدرت کے نشانات میں سے ہیں اور گرہن کے ذریعے ان کا بے نور ہونا رب کبریا کی کبریائی کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ جب چاہے نظام کائنات کو ساکت و جامد کر سکتا ہے۔ صرف "کن" کہنے سے یہ نظام درہم برہم ہو جائے گا۔ قیامت کے دن چاند' سورج اور ستارے اس طرح ہی یہ بے نور ہو جائیں گے۔ آپ اس موقعہ پر اللہ تعالیٰ کی کبریائی کا اعتراف کرتے ہوئے طویل ترین نماز پڑھا کرتے تھے۔ جس کا طریقہ یہ ہے

الفصل الاول

پہلی فصل

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ اِنَّ الشَّمْسَ خَسَفَتْ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَبَعَثَ مُنَادِيًا اَلصَّلٰوةُ جَامِعَةٌ فَتَقَدَّمَ فَصَلّٰى اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِيْ رَكْعَتَيْنِ وَاَرْبَعَ سَجَدَاتٍ قَالَتْ عَائِشَةُ مَا رَكَعْتُ رُكُوْعًا قَطُّ وَلَا سَجَدْتُ سُجُوْدًا قَطُّ كَانَ اَطْوَلَ مِنْهُ. (متفق عليه) 1-610

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسولِ محترم ﷺ کے زمانے میں سورج گرہن ہوا۔ آپ ﷺ نے نماز کے لئے ایک اعلان کرنے والے کو بھیجا' کہ نماز کے لئے اکٹھے ہو جاؤ پھر آگے بڑھ کر دو رکعت نماز میں چار رکوع اور چار سجدے کئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اس سے لمبے رکوع اور سجدے کبھی نہیں کئے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهَا قَالَتْ جَهَرَ النَّبِيُّ ﷺ فِيْ صَلٰوةِ الْخُسُوْفِ بِقِرَآتِهٖ. (متفق عليه) 2-611

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی ذکر کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے گرہن کی نماز میں بلند آواز سے قرأت کی۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ انْخَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالنَّاسُ مَعَهٗ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا نَّحْوًا مِّنْ قِرَآءَةِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اکرم ﷺ کے دور میں سورج گرہن ہوا آپ ﷺ کے ساتھ صحابہ نے گرہن کی نماز پڑھی جس میں سورۃ البقرہ کی تلاوت کے برابر قیام کیا، پھر لمبا رکوع کیا رکوع کے بعد طویل قیام کیا جو پہلے قیام سے کچھ کم تھا پھر رکوع کیا جو پہلے رکوع سے کچھ کم تھا۔ اس کے بعد سیدھے کھڑے ہوئے اور سجدہ کیا اب دوسری رکعت کا قیام پہلی رکعت کے قیام سے

سَجَدَ ثُمَّ قَامَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا وَّهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًاوَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ انْصَرَفَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَقَالَ اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اٰيَتَانِ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلَا لِحَيٰوتِهٖ فَاِذَا رَاَيْتُمْ ذَالِكَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ رَاَيْنَاكَ تَنَاوَلْتَ شَيْئًا فِيْ مَقَامِكَ هٰذَا ثُمَّ رَاَيْنَاكَ تَكَعْكَعْتَ فَقَالَ اِنِّيْ رَاَيْتُ الْجَنَّةَ فَتَنَاوَلْتُ مِنْهَا عُنْقُوْدًا وَلَوْ اَخَذْتُهٗ لَاَكَلْتُمْ مِنْهُ مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا وَرَاَيْتُ النَّارَ فَلَمْ اَرَ كَالْيَوْمِ مَنْظَرًا قَطُّ اَفْظَعَ وَرَاَيْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا النِّسَآءَ فَقَالُوْا بِمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بِكُفْرِهِنَّ قِيْلَ يَكْفُرْنَ بِاللّٰهِ قَالَ يَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ وَيَكْفُرْنَ الْاِحْسَانَ لَوْ اَحْسَنْتَ اِلٰى اِحْدَاهُنَّ الدَّهْرَ ثُمَّ رَاَتْ مِنْكَ شَيْئًا قَالَتْ مَا رَاَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ.(متفق عليه)3-612

کچھ کم تھا۔ پھر طویل رکوع کیا جو پہلی رکعت کے رکوع سے کم تھا۔ پھر سیدھے ہو کر سجدے میں گئے جب آپ فارغ ہوئے تو سورج واضح ہو چکا تھا۔ ارشاد فرمایا سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں انہیں کسی کی موت و پیدائش پر گرہن نہیں لگتا لہذا جب تم ایسی صورت دیکھو تو اللہ تعالیٰ کو یاد کرو عرض کیا گیا یارسول اللہ! ہم نے دیکھا کہ آپ اپنی جگہ سے بڑھ کر کسی چیز کو پکڑ رہے تھے۔ پھر ہم نے دیکھا آپ پیچھے ہٹ رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا بے شک میں نے جنت کا مشاہدہ کیا اور میں نے اس سے ایک خوشہ پکڑنے کی کوشش کی اگر میں اسے حاصل کر لیتا تو تم رہتی دنیا تک اس سے کھاتے رہتے۔ پھر میں نے جہنم کو دیکھا اس جیسا خوفناک منظر میں نے آج تک نہیں دیکھا۔ میں نے جہنم میں عورتوں کو زیادہ پایا۔ عرض کیا گیا اے اللہ کے رسول! ایسا کیوں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ان کی ناشکری کی وجہ سے۔ عرض کیا گیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ؟ فرمایا خاوندوں کی نافرمانی اور احسان فراموشی کی وجہ سے۔ بعض بیویوں پر زندگی بھر احسان کرتے رہو اس کے باوجود تھوڑی سی کمی پر وہ کہتی ہے کہ میں نے کبھی تجھ سے خیر نہیں پائی۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا نَحْوَ حَدِيْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّقَالَتْ ثُمَّ سَجَدَ فَاَطَالَ السُّجُوْدَ ثُمَّ انْصَرَفَ وَقَدِ انْجَلَتِ الشَّمْسُ فَخَطَبَ النَّاسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اٰيَتَانِ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلَا لِحَيٰوتِهٖ فَاِذَا رَاَيْتُمْ ذَالِكَ فَادْعُوا اللّٰهَ وَكَبِّرُوْا وَصَلُّوْا وَتَصَدَّقُوْا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی طرح ہی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی بیان کرتی ہیں پھر آپ ﷺ نے لمبے سجدے کئے جب آپ فارغ ہوئے تو سورج مکمل طور پر صاف ہو چکا تھا اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی قدرتوں میں سے اس کی قدرت کے دو کرشمے ہیں۔ یہ کسی کی زندگی و موت کی وجہ سے گرہن نہیں ہوتے۔ جب تم ایسے پاؤ تو اللہ تعالیٰ سے

ثُمَّ قَالَ يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ ﷺ وَاللّٰهِ مَا مِنْ أَحَدٍ أَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ أَنْ يَزْنِيَ عَبْدُهُ أَوْ تَزْنِيَ أَمَتُهُ يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ ﷺ وَاللّٰهِ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَّلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا. (متفق عليه) 4-613

دعا کرو، تکبیرات کہو، نماز پڑھو اور صدقہ کرو۔ فرمایا اے امت محمدیہ! اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ سے زیادہ کوئی غیرت مند نہیں۔ اسے غیرت آتی ہے کہ کوئی اس کا بندہ یا عورت زنا کرے۔ اللہ کی قسم اے میری امت کے لوگو! جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تمہیں علم ہو جائے تم کم ہنسو اور اکثر روتے رہو۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى ﷺ قَالَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَزِعًا يَّخْشٰى أَنْ تَكُوْنَ السَّاعَةُ فَأَتَى الْمَسْجِدَ فَصَلّٰى بِأَطْوَلِ قِيَامٍ وَّرُكُوْعٍ وَّسُجُوْدٍ مَّا رَأَيْتُهُ قَطُّ يَفْعَلُهُ وَقَالَ هٰذِهِ الْاٰيَاتُ الَّتِيْ يُرْسِلُ اللّٰهُ لَا تَكُوْنُ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَّلَا لِحَيٰوتِهٖ وَلٰكِنْ يُّخَوِّفُ اللّٰهُ بِهَا عِبَادَهُ فَإِذَا رَأَيْتُمْ شَيْئًا مِّنْ ذَالِكَ فَافْزَعُوْا إِلٰى ذِكْرِهٖ وَدُعَائِهٖ وَاسْتِغْفَارِهٖ (متفق عليه) 5-614

حضرت ابوموسیٰ ﷺ بیان کرتے ہیں سورج گرہن ہوا۔ آپ ﷺ نے محسوس کیا کہ شاید قیامت برپا ہو گئی اس لیے آپ ﷺ گھبراہٹ کے عالم میں اٹھ کر مسجد کی طرف آئے۔ آپ ﷺ نے اس قدر طویل قیام رکوع اور سجدوں کے ساتھ نماز پڑھائی میں نے اس سے پہلے آپ ﷺ کو اس قدر طویل نماز پڑھاتے ہوئے نہیں دیکھا اور فرمایا یہ اللہ کی قدرت کی نشانیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کسی شخص کے مرنے یا پیدا ہونے کی وجہ سے نازل نہیں کرتا بلکہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے اپنے بندوں کو ڈراتا ہے۔ جب تم ایسی صورت حال دیکھو تو اللہ تعالیٰ کو گڑگڑاتے ہوئے یاد کرو اور اس کے حضور دعائیں اور استغفار کرو۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ مَاتَ إِبْرٰهِيْمُ بْنُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَصَلّٰى بِالنَّاسِ سِتَّ رَكَعَاتٍ بِأَرْبَعِ سَجَدَاتٍ. (مسلم) 6-615

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ کے زمانے میں سورج اس وقت گرہن ہوا جس دن آپ ﷺ کا بیٹا ابراہیم فوت ہوا آپ ﷺ نے دو رکعتیں چھ رکوع اور چار سجدوں کے ساتھ پڑھائیں۔ (مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ كَسَفَتِ الشَّمْسُ ثَمَانَ رَكَعَاتٍ فِيْ أَرْبَعِ سَجَدَاتٍ وَّعَنْ عَلِيٍّ مِّثْلُ ذَالِكَ. (مسلم) 7-616

حضرت عبداللہ بن عباس ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے سورج گرہن کے موقع پر آٹھ رکوع اور چار سجدوں کے ساتھ پڑھائے۔ حضرت علی ﷺ نے بھی ایسے ہی حدیث بیان فرمائی ہے۔ (مسلم)

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ ﷺ قَالَ كُنْتُ

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرۃ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول

ارْتَمِيْ بِاَسْهُمٍ لِّيْ بِالْمَدِيْنَةِ فِيْ حَيَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِذْ كَسَفَتِ الشَّمْسُ فَنَبَذْتُهَا فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَاَنْظُرَنَّ اِلٰى مَا حَدَثَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ كُسُوْفِ الشَّمْسِ قَالَ فَاَتَيْتُهُ وَهُوَ قَائِمٌ فِي الصَّلٰوةِ رَافِعٌ يَدَيْهِ فَجَعَلَ يُسَبِّحُ وَيُهَلِّلُ وَيُكَبِّرُ وَيَحْمَدُ وَيَدْعُوْ حَتّٰى حُسِرَ عَنْهَا فَلَمَّا حُسِرَ عَنْهَا قَرَءَ سُوْرَتَيْنِ وَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 8-617

ابن سمرة ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کے پاس آیا آپ نماز میں کھڑے تھے آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھایا ہوا تھا اور آپ ﷺ سبحان اللّٰہ لا الہ الا اللّٰہ اللّٰہ اکبر، الحمد للہ کہہ رہے تھے اور اللہ ﷺ کی زندگی میں مدینہ منورہ میں تیر اندازی کر رہا تھا کہ اچانک سورج گرہن ہو گیا میں نے تیروں کو رکھا اور میں نے سوچا کہ اللہ کی قسم! میں دیکھتا ہوں کہ سورج کے گرہن ہونے کی صورت میں رسول اکرم ﷺ کیا کام کرتے ہیں

دعائیں مانگ رہے تھے حتیٰ کہ گرہن دور ہو گیا جب گرہن دور ہوا تو آپ ﷺ نے دو رکعت نماز ادا کی ان میں دو سورتیں تلاوت کیں (مسلم)

عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَقَدْ اَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِالْعَتَاقَةِ فِيْ كُسُوْفِ الشَّمْسِ (رواه البخاری) 9-618

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں سورج گرہن کے وقت آپ نے غلاموں کو آزاد کرنے کا حکم دیا ہے۔ (بخاری)

خلاصہ باب

۱۔ چاند اور سورج کسی شخص کی زندگی و موت کی وجہ سے گرہن نہیں ہوتے۔

۲۔ چاند اور سورج اللہ کی قدرت کے نشانات ہیں۔

۳۔ جب سورج گرہن ہو تو دعائیں، نماز، اللہ کا ذکر اور صدقہ کرنا چاہیے۔



بَابُ الْاِسْتِسْقَاءِ

استقاء

صلوٰۃ استسقاء کا معنیٰ ہے بارش کے لئے نماز پڑھتے ہوئے دعا کرنا۔ یہ دعا غیر معمولی حالات میں مانگی جاتی ہے۔ اس لئے آپ ﷺ معمول سے ہٹ کر دعا کا انداز اختیار فرمایا کرتے تھے۔ ایک تو چادر اوڑھ کر کھلے میدان میں نکلتے اور دوسرا دعا شروع کرنے سے پہلے اپنی چادر کو الٹا کرتے۔ اور اس طرح ہی ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو الٹا رکھتے ہوئے بارش کی دعا کرتے۔ اور آپ ﷺ ہاتھوں کو معمول سے زیادہ بلند کیا کرتے تھے۔

الفصل الاول

پہلی فصل

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ ﷺ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالنَّاسِ اِلَى الْمُصَلّٰى يَسْتَسْقِيْ فَصَلّٰى بِهِمْ رَكْعَتَيْنِ جَهَرَ فِيْهِمَا بِالْقِرَآءَةِ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ يَدْعُوْ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَحَوَّلَ رِدَآءَهُ حِيْنَ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ. (متفق عليه) 1-619

حضرت عبداللہ بن زید ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ لوگوں کے ساتھ نماز استسقاء کے لئے عیدگاہ کی طرف نکلے آپ ﷺ نے دو رکعتیں نماز پڑھائی اور ان میں بلند آواز سے قرأت کی۔ قبلہ رخ ہو کر ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے رہے۔ اور آپ نے اپنے اوپر اوڑھی ہوئی چادر کو بھی الٹا کر لیا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِيْ شَيْءٍ مِّنْ دُعَآئِهٖ اِلَّا فِي الْاِسْتِسْقَاءِ فَاِنَّهٗ يَرْفَعُ حَتّٰى يُرٰى بَيَاضُ اِبْطَيْهِ. (متفق عليه) 2-620

حضرت انس ﷺ فرماتے ہیں آپ ﷺ استسقاء کی دعا میں اس قدر ہاتھ اٹھاتے کہ عام دعا میں اس طرح ہاتھ نہیں اٹھایا کرتے تھے۔ اس قدر ہاتھ بلند کرتے یہاں تک کہ آپ ﷺ کی بغلوں کی سفیدی دکھائی دیتی۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اسْتَسْقٰى فَاَشَارَ بِظَهْرِ كَفَّيْهِ اِلَى السَّمَآءِ. (مسلم) 3-621

حضرت انس ﷺ ہی بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ دعائے استسقاء کے لیے آسمان کی طرف اپنے ہاتھ الٹے کرتے تھے۔ یعنی ہتھیلیوں کا رخ اوپر کے بجائے نیچے کی طرف ہوتا تھا۔ (مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا رَاَى الْمَطَرَ قَالَ اَللّٰهُمَّ صَيِّبًا نَافِعًا. (بخاری) 4-622

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں رسول کریم ﷺ بارش کے وقت یہ دعا مانگا کرتے تھے۔ ”الٰہی! فائدہ مند بارش نازل فرما۔“ (بخاری)

عَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ اَصَابَنَا وَنَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَطَرٌ قَالَ فَحَسَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ثَوْبَهُ حَتّٰى اَصَابَهُ مِنَ الْمَطَرِ فَقُلْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لِمَ صَنَعْتَ هٰذَا قَالَ لِاَنَّهُ حَدِيْثُ عَهْدٍ بِرَبِّهٖ. (مسلم) 5-623

حضرت انس ﷺ بیان فرماتے ہیں ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھے بارش شروع ہوئی۔ آپ ﷺ نے بارش میں نہانے کے لئے جسم مبارک سے قمیض اتاردی ہم نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ نے ایسے کیوں کیا ہے؟ فرمایا، یہ اپنے رب کی طرف سے ابھی ابھی نازل ہورہی ہے۔ (مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ اَنَسٍ ﷺ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ﷺ كَانَ اِذَا قُحِطُوْا اسْتَسْقٰى بِالْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا فَتَسْقِيْنَا وَاِنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا قَالَ فَيُسْقَوْنَ. (بخاری) 6-624

حضرت انس ﷺ ہی بیان کرتے ہیں کہ قحط سالی میں حضرت عمر بن خطاب ﷺ نے بارش مانگنے کے لیے حضرت عباس بن عبدالمطلب ﷺ کو ساتھ لے جا کر دعا کی "الٰہی! ہم تیرے حضور اپنے نبی کے ذریعے بارش کے طلبگار رہا کرتے تھے تو تو ہمیں بارش عطا فرمایا کرتا تھا۔ اب ہم تیرے حضور اپنے نبی کے چچا کے ذریعے بارش طلب کرتے ہیں۔ ہم پر رحمت کی برکھا نازل فرما۔ حضرت انس ﷺ فرماتے ہیں کہ اس طرح بارش ہو جایا کرتی تھی۔ (بخاری)

فہم الحدیث

امیر المومنین حضرت عمر ﷺ کا دعا کے لئے نبی معظم ﷺ کے چچا حضرت عباس ﷺ کو وسیلہ کے طور پر اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کرنا عقیدۂ توحید کے منافی نہیں۔ کیونکہ زندہ لوگوں سے دعا یا کسی کام میں تعاون حاصل کرنا نبی کریم ﷺ کی سنت مبارکہ ہے۔ حضرت عباس ﷺ کو اللہ کے حضور دعا کے لئے ساتھ لے جانا یہ سرور گرامی ﷺ کے ساتھ ان کے رشتے کا احترام اور نبی محترم ﷺ کے ساتھ بے پناہ محبت کا مظہر اور حضرت عمر ﷺ کی انتہا درجے کی عاجزی تھی۔ حالانکہ فضیلت و مرتبت کے لحاظ سے حضرت عمر ﷺ عشرہ مبشرہ میں ہیں اور پوری امت میں ان کا دوسرا درجہ ہے۔ اور اس کے ساتھ وہ مسلمانوں کے خلیفہ تھے حضرت عباس ﷺ کا نام عشرہ مبشرہ میں شامل نہیں۔ یاد رہے مدفون حضرات کا اللہ تعالیٰ کے حضور وسیلہ پیش کرنا، قرآن وسنت کے منافی ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے میری کتاب انبیاء کا طریقہ دعا)



بَابُ فِي الرِّيَاحِ

طوفان بادو باراں کے وقت

قرآنِ مجید میں پہلی اقوام کے عروج وزوال اور تباہی وبربادی کے تذکرے موجود ہیں۔ قومِ ثمود کو نیست ونمود کرنے کے لئے سات راتیں اور آٹھ دن ایسی آندھی چلی کہ ان کی شکلیں مسخ اور پھیپھڑے چھلنی ہوگئے اور آندھیوں نے ان کے مکانات کو تہہ وبالا کردیا اور لوگوں کو پٹک پٹک مارا کہ ان کا وجود ہی ختم ہوگیا۔ اس بنا پر جب زوردار بارش اور تیز آندھی چلتی تو آپ ﷺ فکر مند ہوتے اور دعائیں کرتے۔

الفصل الاول — پہلی فصل

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نُصِرْتُ بِالصَّبَا وَاُهْلِكَتْ عَادٌ بِالدَّبُوْرِ. (متفق عليه)625-1

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا مجھے مشرق کی جانب سے آنے والی ہوا کے ساتھ مدد دی جاتی ہے۔ اور قومِ عاد کو مغرب کی طرف سے چلنے والی آندھیوں سے تباہ کیا گیا تھا۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ضَاحِكًا حَتّٰى اَرٰى مِنْهُ لَهَوَاتِهٖ اِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ فَكَانَ اِذَا رَاٰى غَيْمًا اَوْ رِيْحًا عُرِفَ فِيْ وَجْهِهٖ. (متفق عليه)626-2

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول محترم ﷺ کو کبھی کھل کھلا کر ہنستے نہیں دیکھا۔ بلکہ آپ ﷺ اکثر مسکرایا کرتے تھے۔ آندھی یا بارش کے وقت آپ کے چہرے پر اثرات پہچانے جاتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا عَصَفَتِ الرِّيْحُ قَالَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا فِيْهَا وَ خَيْرَ مَا اُرْسِلَتْ بِهٖ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيْهَا وَشَرِّ مَا اُرْسِلَتْ بِهٖ وَاِذَا تَخَيَّلَتِ السَّمَآءُ تَغَيَّرَ لَوْنُهٗ وَخَرَجَ وَدَخَلَ وَاَقْبَلَ وَاَدْبَرَ فَاِذَا مَطَرَتْ سُرِّيَ عَنْهُ فَعَرَفَتْ ذَالِكَ عَآئِشَةُ فَسَاَلَتْهُ فَقَالَ لَعَلَّهٗ يَا عَآئِشَةُ كَمَا قَالَ قَوْمُ عَادٍ فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا وَفِيْ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی بیان فرماتی ہیں جب تیز آندھی چلتی تو آپ ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے۔ "الٰہی! میں تجھ سے بہتر ہوائیں اور اس میں خیر اور جس وجہ سے اسے چلایا گیا ہے اس خیر کا طلب گار ہوں الٰہی! نقصان وہ آندھی یا اس کی وجہ سے ہونے والے نقصان اور جس کے لئے اسے چلنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس کے نقصان سے تیری حفاظت چاہتا ہوں جب آسمان پر بادل چھا جاتے تو آپ کا رنگ گھبراہٹ کی وجہ سے بدل جاتا۔ کبھی کمرے کے اندر داخل ہوتے اور پھر باہر تشریف لے جاتے اسی طرح آتے جاتے

رِوَايَةٍ يَقُوْلُ اِذَا رَاَى الْمَطَرَ رَحْمَةً. (متفق عليه) 3-627

جونہی بارش شروع ہوتی آپ کا چہرہ کھل جایا کرتا تھا۔ اورحضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فوراً آپ کو پہچان لیتی۔

اورآپ کی یہ حالت دیکھ کرآپ ﷺ سے استفسار کرتیں تو آپ ﷺ فرماتے شاید یہ اس طرح کی چیز ہو جیسا قوم عاد نے کہا ”جب انہوں نے اپنی وادیوں کی طرف بادلوں کو آتے ہوئے دیکھا تو کہنے لگے یہ بارش برسانے والے بادل ہیں دوسری روایت میں اس طرح ہے کہ جب بارش دیکھتے تو آپ ﷺ یہ دعا کرتے۔ خدایا یہ رحمت کی بارش ہو۔(بخاری ومسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَفَاتِيحُ الْغَيْبِ خَمْسٌ ثُمَّ قَرَاَ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ اَلْاٰيَةَ. (بخاری) 4-628

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا پانچ غیب کی چابیاں ہیں قیامت کا علم اللہ کے پاس ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی ”بے شک اللہ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے اور وہی بارش نازل کرتا ہے۔(بخاری)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْسَتِ السَّنَةُ بِاَنْ لَّا تُمْطَرُوْا وَلٰكِنِ السَّنَةُ اَنْ تُمْطَرُوْا وَتُمْطَرُوْا وَلَا تُنْبِتُ الْاَرْضُ شَيْئًا. (مسلم) 5-629

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا بارشوں کا نہ ہونا قحط سالی نہیں قحط سالی تو یہ ہے کہ بارش تو ہو لیکن زمین میں فصل نہ اُگے۔(مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ کھل کھلا کر ہنسنے کی بجائے نبی گرامی ﷺ اکثر مسکرایا کرتے تھے۔

۲۔ سرور دو عالم ﷺ بادل دیکھ کر پریشان ہو جایا کرتے تھے۔

۳۔ قوم عاد کو مغرب کی طرف سے چلنے والی آندھیوں سے نیست و نابود کیا گیا۔

۴۔ حقیقی قحط سالی بارشیں ہونے کے باوجود فصلوں کا نہ ہونا۔



بَابُ عِيَادَةِ الْمَرِيْضِ وَثَوَابِ الْمَرَضِ

مریض کی بیمار پرسی اور بیماری کا ثواب

اسلام خیرخواہی اور باہمی تعاون و ہمدردی کا سبق دینے والا دین ہے اس لئے رسول معظم ﷺ نے خصوصی طور پر معاشرے کے کمزور طبقات کے ساتھ ہمدردی اور خیرخواہی کرنا اسلام کی بنیادی تعلیمات کا حصہ اور ان امور کو مسلمان کے بنیادی اور باہمی حقوق قرار دیا ہے مریض کی عیادت کے لئے جانے والے کو جنت کا راہی قرار دیا اور بھوکے کو کھلانے پلانے سے احتراز کرنے والے کے متعلق ارشاد ہوا کہ قیامت کے دن رب کریم اس کو اس طرح پوچھیں گے جیسا اس نے یہ چیزیں اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کرنے میں کوتاہی کی ہو۔

رسول اکرم ﷺ کا یہ طریقہ تھا کہ جوں ہی کسی حاجت مند کو دیکھتے تو اسکی ضرورت پوری کرنے کی کوشش فرماتے اور مریض کے ساتھ انتہائی ہمدردی کا اظہار کرتے اسے دم فرماتے اور بسا اوقات اس کے لئے دوائی تجویز فرماتے ہوئے پرہیز کا حکم دیتے اور فرمایا کرتے فکر نہ کرو تم صحت یاب اور گناہوں سے پاک ہو جاؤ گے۔

الفصل الاول

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَطْعِمُوا الْجَآئِعَ وَعُوْدُوا الْمَرِيْضَ وَفُكُّوا الْعَانِیَ. (بخاری) 630-1

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ خَمْسٌ رَدُّ السَّلَامِ وَعِيَادَةُ الْمَرِيْضِ وَاتِّبَاعُ الْجَنَائِزِ وَاِجَابَةُ الدَّعْوَةِ وَتَشْمِيْتُ الْعَاطِسِ. (متفق علیه) 631-2

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ سِتٌّ قِيْلَ مَا هُنَّ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ اِذَا لَقِيْتَهُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ وَاِذَا دَعَاكَ فَاَجِبْهُ وَاِذَا اسْتَنْصَحَكَ فَانْصَحْ لَهُ وَاِذَا عَطَسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ فَشَمِّتْهُ وَاِذَا مَرِضَ فَعُدْهُ وَاِذَا مَاتَ فَاتَّبِعْهُ. (مسلم) 632-3

پہلی فصل

حضرت ابوموسیٰ اشعری ﷛ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا بھوکے کو کھانا کھلاؤ، بیمار کی عیادت کرو اور قیدی کو رہائی دلاؤ۔ (بخاری)

حضرت ابوہریرہ ﷛ رسول محترم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ مسلمان کے مسلمان پر پانچ حق ہیں۔ (۱) سلام کا جواب دینا، (۲) بیمار کی عیادت کرنا، (۳) جنازہ میں شرکت کرنا، (۴) دعوت قبول کرنا، (۵) چھینک مارنے والے کو جواب دینا (بخاری و مسلم)

حضرت ابوہریرہ ﷛ ہی بیان کرتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے بیان فرمایا مسلمان کے مسلمان پر چھ حق ہیں۔ آپ ﷺ سے پوچھا گیا کونسے؟ فرمایا (۱) جب تیری کسی مسلمان سے ملاقات ہو تو اس کو سلام کرے، (۲) جب کوئی کھانے کی دعوت دے تو اسے قبول کرے، (۳) جو نصیحت

وبھلائی چاہے تو اس کی خیر خواہی کرے، (۴) چھینک مارنے والا الحمد للہ کہے تو جواب میں یرحمک اللہ کہے، (۵) جب کوئی بیمار پڑے تو اس کی بیمار پرسی کرے اور (۶) جب کوئی وفات پا جائے تو اس کے جنازے میں شریک ہو۔ (مسلم)

عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ اَمَرَنَا النَّبِيُّ ﷺ بِسَبْعٍ وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ اَمَرَنَا بِعِيَادَةِ الْمَرِيْضِ وَاتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَتَشْمِيْتِ الْعَاطِسِ وَرَدِّ السَّلَامِ وَاِجَابَةِ الدَّاعِيْ وَاِبْرَارِ الْمُقْسِمِ وَنَصْرِ الْمَظْلُوْمِ وَنَهَانَا عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ وَعَنِ الْحَرِيْرِ وَالْاِسْتَبْرَقِ وَالدِّيْبَاجِ وَالْمِيْثَرَةِ الْحَمْرَآءِ وَالْقِسِيِّ وَاٰنِيَةِ الْفِضَّةِ وَفِيْ رِوَايَةٍ وَعَنِ الشُّرْبِ فِي الْفِضَّةِ فَاِنَّهُ مَنْ شَرِبَ فِيْهَا فِي الدُّنْيَا لَمْ يَشْرَبْ فِيْهَا فِي الْاٰخِرَةِ. (متفق علیه) 633-4

براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی رحمت ﷺ نے ہمیں سات کام کرنے کا حکم دیا اور سات کاموں سے منع فرمایا آپ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ (۱) مریض کی عیادت کریں (۲) جنازہ کے ساتھ جائیں (۳) چھینک مارنے والے کی چھینک کا (اگر وہ الحمد للہ کہے) جواب دیں (۴) سلام کا جواب دیں (۵) دعوت دینے والے کی دعوت قبول کریں (۶) قسم اٹھانے والے کو سچا جانیں اور (۷) مظلوم کی مدد کریں، اسی طرح آپ ﷺ نے ہمیں (۱) سونے کی انگوٹھی (۲) ریشم (۳) استبرق (۴) دیباج (۵) سرخ گدوں (۶) قس (علاقے) کے بنے ہوئے کپڑوں کے پہننے اور (۷) چاندی کے برتنوں سے منع فرمایا۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے چاندی کے برتن میں پینے سے منع فرمایا کہ جو شخص دنیا میں ان برتنوں میں پیے گا وہ آخرت میں ان میں پینے سے محروم رہے گا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ ثَوْبَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ الْمُسْلِمَ اِذَا عَادَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ لَمْ يَزَلْ فِيْ خُرْفَةِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يَرْجِعَ. (مسلم) 634-5

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ذکر کرتے ہیں کہ جب مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کرتا ہے تو واپس لوٹنے تک گویا کہ جنت کے پھل کھا رہا ہوتا ہے۔ (مسلم)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَا ابْنَ اٰدَمَ مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِيْ قَالَ يَا رَبِّ كَيْفَ اَعُوْدُكَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ قَالَ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ عَبْدِيْ فُلَانًا مَرِضَ فَلَمْ تَعُدْهُ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّكَ لَوْ عُدْتَّهُ لَوَجَدْتَّنِيْ عِنْدَهُ يَا ابْنَ اٰدَمَ اسْتَطْعَمْتُكَ فَلَمْ تُطْعِمْنِيْ قَالَ يَا رَبِّ كَيْفَ اُطْعِمُكَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ قَالَ اَمَا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا۔ اے آدم کے بیٹے! میں بیمار پڑا تو تُو نے میری بیمار پرسی نہ کی۔ بندہ عرض کرے گا۔ میرے پروردگار میں آپ کی بیمار پرسی کیسے کرتا؟ کیونکہ تو ہی تو رب العالمین ہے! اس پر اللہ فرمائے گا۔ تو نہیں جانتا کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہوا تو نے اس کی بیمار پرسی نہ کی۔ اگر تو اس کی بیمار پرسی کے لیے آتا تو مجھے اس کے پاس پاتا۔ اے ابن آدم! میں نے تجھ سے کھانا مانگا لیکن تو نے

عَلِمْتَ اَنَّهُ اسْتَطْعَمَکَ عَبْدِیْ فُلَانٌ فَلَمْ تُطْعِمْهُ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّکَ لَوْ اَطْعَمْتَهُ لَوَجَدْتَ ذَالِکَ عِنْدِیْ یَا ابْنَ اٰدَمَ اسْتَسْقَیْتُکَ فَلَمْ تَسْقِنِیْ قَالَ یَا رَبِّ کَیْفَ اَسْقِیْکَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ قَالَ اسْتَسْقَاکَ عَبْدِیْ فُلَانٌ فَلَمْ تَسْقِهِ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّکَ لَوْ سَقَیْتَهُ وَجَدْتَ ذَالِکَ عِنْدِیْ.(مسلم)6-635

مجھے کھانا نہ کھلایا؟ بندہ جواب دے گا، اے میرے رب! میں تجھے کھانا کیسے کھلاتا تو تو جہانوں کو رزق دینا والا ہے اللہ تعالیٰ فرمائے گا تجھے معلوم نہیں میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا مانگا مگر تو نے اس کو کھلانے سے انکار کر دیا تھا۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ اگر تو اسے کھانا کھلاتا تو اس کا بدلہ میرے پاس پاتا۔ آدم کے بیٹے! میں نے تجھ سے پانی طلب کیا لیکن تو نے مجھے پانی نہ پلایا۔ وہ عرض کرے گا، اے میرے رب! میں تجھے کیسے پانی پلاتا جب کہ تو تو جہانوں کا پالنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میرے فلاں بندہ نے تجھ سے پانی مانگا تھا لیکن تو نے اسے پانی نہیں پلایا۔ کیا تو نہیں جانتا کہ اگر تو نے اس کو پانی پلایا ہوتا تو آج میرے پاس تو اپنے لئے مشروبات کا اہتمام پاتا۔(مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ دَخَلَ عَلٰی اَعْرَابِیٍّ یَعُوْدُهُ وَکَانَ اِذَا دَخَلَ عَلٰی مَرِیْضٍ یَعُوْدُهُ قَالَ لَا بَاسَ طَهُوْرٌ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰی فَقَالَ لَهُ لَا بَأْسَ طَهُوْرٌ اِنْشَاءَ اللّٰهُ قَالَ کَلَّا بَلْ حُمّٰی تَفُوْرُ عَلٰی شَیْخٍ کَبِیْرٍ تُزِیْرُهُ الْقُبُوْرَ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ فَنَعَمْ اِذَنْ.(بخاری)7-636

"حضرت ابن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ نبی رحمت ﷺ ایک دیہاتی کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ رسول کریم ﷺ جب کسی کی عیادت کرتے تو یہ فرمایا کرتے تھے۔ لَابَأْسَ طَهُوْرٌ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ فکر نہ کریں اللہ کو منظور ہوا تو' تو پاک ہو جائے گا۔ آپ ﷺ نے یہی الفاظ کہے، لَابَاسَ طَهُوراً اِنْ شاء الله، لیکن وہ کہنے لگا، ہرگز نہیں بوڑھا آدمی بخار سے تپ رہا ہے۔ جو اسے قبر میں لے جائے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں ایسا ہی ہوگا۔(بخاری)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اشْتَکٰی مِنَّا اِنْسَانٌ مَسَحَهُ بِیَمِیْنِهِ ثُمَّ قَالَ اَذْهِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَآءَ اِلَّا شِفَآءُ کَ شِفَآءً لَا یُغَادِرُ سَقَمًا.(متفق علیه)8-637

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب کبھی ہم سے کوئی شخص کسی تکلیف میں مبتلا ہوتا تو نبی رحمت ﷺ اس پر اپنا دایاں ہاتھ پھیرتے ہوئے دم کرتے، اے انسانوں کے پروردگار! بیماری کو ختم کر دے۔ شفا عطا فرما تیرے سوا کوئی شفا دینے والا نہیں۔ تیری شفا کے علاوہ کسی کے پاس شفا نہیں۔ ایسی شفا عطا فرما کہ بیماری کے اثرات بھی ختم ہو جائیں۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْهَا قَالَتْ اِذَا اشْتَكَى الْاِنْسَانُ الشَّيْءَ مِنْهُ اَوْ كَانَتْ بِهٖ قَرْحَةٌ اَوْ جُرْحٌ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ بِاِصْبَعِهٖ بِسْمِ اللّٰهِ تُرْبَةُ اَرْضِنَا بِرِيْقَةِ بَعْضِنَا لِيُشْفٰى سَقِيْمُنَا بِاِذْنِ رَبِّنَا.(متفق عليه)9-638

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ جب کسی شخص کو کہیں درد، پھوڑا یا زخم ہوتا تو نبی کریم ﷺ اس جگہ اپنی انگلی رکھتے اور یہ دعا مانگتے اللہ کے نام کی برکت سے ہماری تھوک کے ساتھ ملی ہوئی ہماری زمین کی مٹی کے ذریعے ہمارے رب کے حکم سے ہمارے بیمار کو شفا نصیب ہو جائے۔(بخاری ومسلم)

وَ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا شْتَكٰى نَفَثَ عَلٰى نَفْسِهٖ بِالْمُعَوِّذَاتِ وَمَسَحَ عَنْهُ بِيَدِهٖ فَلَمَّا اشْتَكٰى وَ جَعُهُ الَّذِيْ تُوُفِّيَ فِيْهِ،كُنْتُ اَنْفُثُ عَلَيْهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ الَّتِيْ كَانَ يَنْفُثُ وَ اَمْسَحُ بِيَدِ النَّبِيِّ ﷺ (متفق عليه) وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ قَالَتْ كَانَ اِذَا مَرِضَ اَحَدٌ مِنْ اَهْلِ بَيْتِهٖ نَفَثَ عَلَيْهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ 10-639

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتی ہیں کہ جب کبھی نبی رحمت ﷺ بیمار پڑتے تو معوذات (الاخلاص، الفلق، سورۃ الناس) اپنے ہاتھوں پر پھونک کر اپنے سارے جسم پر پھیرتے۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ جب آپ ﷺ مرض الوفات میں مبتلا ہوئے تو میں آپ ﷺ کے ہاتھوں پر پھونکتی پھر آپ ﷺ کے ہاتھوں کو جسم پر پھیراتی۔(بخاری ومسلم) مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کے گھر والوں میں سے کوئی بیمار ہو جاتا تو معوذات پڑھ کر اس پر دم فرماتے۔

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ اَبِي الْعَاصِ رضی اللہ عنہ اَنَّهُ شَكٰى اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَجَعًا يَّجِدُهُ فِيْ جَسَدِهٖ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ضَعْ يَدَكَ عَلَى الَّذِيْ يَاْلَمُ مِنْ جَسَدِكَ وَقُلْ بِسْمِ اللّٰهِ ثَلٰثًا وَّقُلْ سَبْعَ مَرَّاتٍ اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ قَالَ فَفَعَلْتُ فَاَذْهَبَ اللّٰهُ مَا كَانَ بِيْ.(مسلم) 11-640

عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انہوں نے رسول کریم ﷺ سے اپنے جسم میں درد کی شکایت کی آپ ﷺ نے اسے فرمایا اپنا ہاتھ درد والی جگہ پر رکھو اور تین بار بسم اللہ اور سات مرتبہ یہ پڑھو "اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَ قُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ" (اللہ تعالیٰ کی عزت اور قدرت کی برکت سے میں اس درد کی تکلیف اور اسکے مزید بڑھنے سے پناہ طلب کرتا ہوں) جب میں نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ نے میرے درد کو رفع فرمایا۔(مسلم)

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ ن الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ اَنَّ جِبْرَئِيْلَ اَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اشْتَكَيْتَ فَقَالَ نَعَمْ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں جبریل علیہ السلام نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔وہ پوچھتے ہیں کیا آپ کی طبیعت خراب ہے آپ نے فرمایا "ہاں"۔

يُؤْذِيكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ أَوْ عَيْنِ حَاسِدِ اَللّٰهُ يَشْفِيكَ بِسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيكَ. (مسلم) 12-641

اس پر انہوں نے دم کیا۔ ''میں آپ کو ہر اذیت دینے والی چیز، ہر نفس کے شر یا حسد کرنے والی آنکھ کی برائی سے اللہ تعالیٰ کے نام نامی سے دم کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو شفا عطا فرمائے۔ میں اللہ تعالیٰ کے مبارک نام سے آپ کو دم کرتا ہوں۔ (مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُعَوِّذُ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ أُعِيذُكُمَا بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَّمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ وَّيَقُوْلُ إِنَّ أَبَاكُمَا كَانَ يُعَوِّذُ بِهَا إِسْمٰعِيلَ وَإِسْحٰقَ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) 13-642

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو ان الفاظ سے دم کرتے۔ ''ہر شیطان، کیڑے مکوڑوں اور ہر تکلیف دینے والی آنکھ سے اللہ تعالیٰ کے پاک کلمات کی مدد سے اس کی پناہ میں دیتا ہوں۔ آپ ﷺ نے مزید فرمایا کہ تمہارے باپ ابراہیم ان کلمات کے ذریعے حضرت اسماعیل علیہ السلام و اسحٰق علیہ السلام کو دم کیا کرتے تھے۔ (بخاری)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهِ خَيْرًا يُّصِبْ مِنْهُ. (بخاری) 14-643

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کا یہ ارشاد بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جس شخص کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اس کو آزمائش میں مبتلا کر دیتا ہے۔ (بخاری)

وَعَنْهُ وَعَنْ أَبِي سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَا يُصِيْبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَّصَبٍ وَّلَا وَصَبٍ وَّلَا هَمٍّ وَّلَا حُزْنٍ وَّلَا أَذًى وَّلَا غَمٍّ حَتّٰى الشَّوْكَةِ يُشَاكُهَا إِلَّا كَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ. (متفق عليه) 15-644

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابو سعید رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان بیان کرتے ہیں کوئی بھی مسلمان کسی طرح کی تھکاوٹ، درد، فکر، غم، تکلیف اور پریشانی میں مبتلا ہو یہاں تک کہ اس کو کانٹا بھی چبھتا ہے تو اس کو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کا کفارہ بنا دیتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يُوْعَكُ فَمَسَسْتُهُ بِيَدِيْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّكَ لَتُوْعَكُ وَعْكًا شَدِيْدًا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ أَجَلْ إِنِّيْ أُوْعَكُ كَمَا يُوْعَكُ رَجُلَانِ مِنْكُمْ قَالَ فَقُلْتُ ذٰلِكَ لِأَنَّ لَكَ أَجْرَيْنِ فَقَالَ أَجَلْ ثُمَّ قَالَ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نبی اکرم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ کو بخار تھا میں نے آپ ﷺ کے جسم کو اپنے ہاتھ سے چھوا تو عرض کیا اللہ کے رسول آپ کو شدید بخار ہے۔ آپ ﷺ نے جواب دیا ہاں! جب مجھے بخار ہوتا ہے تو لوگوں کے دو آدمیوں کے برابر ہوا کرتا ہے۔ اس پر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيبُهُ اَذًى مِّنْ مَّرَضٍ فَمَا سِوَاهُ اِلَّا حَطَّ اللّٰهُ بِهٖ سَيِّئَاتِهٖ كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا.(متفق عليه)645-16

نے عرض کیا پھر تو آپ ﷺ کو دگنا اجر ملتا ہوگا۔آپ ﷺ نے فرمایا بالکل ایسا ہے۔اللہ تعالیٰ جس مسلمان کو کسی بیماری یا کسی اور تکلیف میں مبتلا کرتا ہے تو اس کے ذریعے اس کے گناہ اس طرح جھاڑ دیتا ہے جیسے درخت سے پتے جھڑتے ہیں۔(بخاری ومسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا رَاَيْتُ اَحَدًا الْوَجَعُ عَلَيْهِ اَشَدُّ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ.(متفق عليه)646-17

حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا کا بیان ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے زیادہ درد وتکلیف میں مبتلا کسی اور کو نہیں دیکھا۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْهَا قَالَتْ مَاتَ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ حَاقِنَتِيْ وَذَاقِنَتِيْ فَلَا اَكْرَهُ شِدَّةَ الْمَوْتِ لِاَحَدٍ اَبَدًا بَعْدَ النَّبِيِّ ﷺ.(بخاری)647-18

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات میری گود میں ہوئی۔آپ ﷺ کی نزع کی تکلیف دیکھنے کے بعد میں کسی کی نزع کی سختی کو زیادہ نہیں سمجھتی۔(بخاری)

عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ الْخَامَةِ مِنَ الزَّرْعِ تُفَيِّئُهَا الرِّيْحُ تَصْرَعُهَا مَرَّةً وَتَعْدِلُهَا اُخْرٰى حَتّٰى يَاْتِيَهُ اَجَلُهُ وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ كَمَثَلِ الْاَرْزَةِ الْمُجْذِيَةِ الَّتِيْ لَا يُصِيْبُهَا شَيْءٌ حَتّٰى يَكُوْنَ انْجِعَافُهَا مَرَّةً وَّاحِدَةً.(متفق عليه)648-19

حضرت کعب بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں۔رسول اکرم ﷺ نے فرمایا مومن کی مثال نرم ونازک کھیتی کی سی ہے جس سے ہوائیں اٹکھیلیاں کرتی رہتی ہیں۔کبھی اس کو نیچے کرتی ہیں اور کبھی اوپر اٹھاتی ہیں یہاں تک کہ اس کا آخری وقت آ پہنچتا ہے اور منافق کی مثال صنوبر کے درخت کی سی ہے جو زمین میں سیدھا گڑھا ہوتا ہے یہاں تک کہ اس کو آندھی ایک ہی جھٹکے کیساتھ جڑ سے اکھاڑ پھینکتی ہے۔(بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ الزَّرْعِ لَا تَزَالُ الرِّيْحُ تُمِيْلُهُ وَلَا يَزَالُ الْمُؤْمِنُ يُصِيْبُهُ الْبَلَاءُ وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ كَمَثَلِ شَجَرَةِ الْاَرْزَةِ لَا تَهْتَزُّ حَتّٰى تُسْتَحْصَدَ.(متفق عليه)649-20

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اعظم ﷺ نے فرمایا کہ مومن کی مثال کھیتی کی سی ہے۔اس کو ہوائیں تھپیڑے مارتی رہتی ہیں گویا کہ مومن کو آزمائشیں پہنچتی رہتی ہیں،مومن کے بالمقابل منافق کی مثال صنوبر کے درخت کی ہے۔وہ سیدھا تنا رہتا ہے یہاں تک کہ اسے کاٹ دیا جاتا ہے۔(بخاری ومسلم)

عَنْ جَابِرٍ ؓ قَالَ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى

حضرت جابر ؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ ایک دفعہ ام سائب

أُمّ السَّائِبِ فَقَالَ مَالَكِ تُزَفْزِفِيْنَ قَالَتِ الْحُمّٰى لَا بَارَكَ اللّٰهُ فِيْهَا فَقَالَ لَا تَسُبِّى الْحُمّٰى فَاِنَّهَا تُذْهِبُ خَطَايَا بَنِىْ اٰدَمَ كَمَا يُذْهِبُ الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ.(مسلم)650-21

رضی اللہ عنھا کے ہاں تشریف لائے۔ وہ بخار سے کانپ رہی تھی۔ آپ ﷺ نے وجہ دریافت فرمائی۔ اس نے کہا بخار ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو برباد کرے۔ نبی رحمت ﷺ نے فرمایا بخار کو برا مت کہو کیونکہ یہ لوگوں کے گناہوں کو اس طرح دور کر دیتا ہے جیسے بھٹی لوہے کی کثافت دور کر دیتی ہے۔ (مسلم)

عَنْ اَبِىْ مُوْسٰى رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا مَرِضَ الْعَبْدُ اَوْ سَافَرَ كُتِبَ لَهٗ بِمِثْلِ مَا كَانَ يَعْمَلُ مُقِيْمًا صَحِيْحًا.(بخاری)651-22

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ کا بندہ بیمار پڑتا ہے یا سفر کرتا ہے تو اس کے اعمال نامے میں وہ تمام نیک کام لکھ دیے جاتے ہیں جو وہ مقیم ہونے اور تندرستی کی حالت میں کیا کرتا تھا (بخاری)

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الطَّاعُوْنُ شَهَادَةُ كُلِّ مُسْلِمٍ.(متفق عليه) 652-23

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ طاعون سے مسلمان کی موت شہادت ہے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الشُّهَدَآءُ خَمْسَةٌ اَلْمَطْعُوْنُ وَالْمَبْطُوْنُ وَالْغَرِيْقُ وَصَاحِبُ الْهَدْمِ وَالشَّهِيْدُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ.(متفق عليه)653-24

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول محترم ﷺ کا یہ فرمان بیان کرتے ہیں شہید پانچ طرح کے ہیں (۱) طاعون (۲) پیٹ کی بیماری (۳) غرق ہونے اور (۴) کسی چیز کے نیچے دب کر مرنے نیز (۵) اللہ کی راہ میں مرنے والے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الطَّاعُوْنِ فَاَخْبَرَنِىْ اَنَّهٗ عَذَابٌ يَبْعَثُهُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ وَاَنَّ اللّٰهَ جَعَلَهٗ رَحْمَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ لَيْسَ مِنْ اَحَدٍ يَقَعُ الطَّاعُوْنَ فَيَمْكُثُ فِىْ بَلَدِهٖ صَابِرًا مُحْتَسِبًا يَعْلَمُ اَنَّهٗ لَا يُصِيْبُهٗ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ اِلَّا كَانَ لَهٗ مِثْلُ اَجْرِ شَهِيْدٍ.(بخاری)654-25

حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا نے رسول معظم ﷺ سے طاعون کے بارے میں دریافت فرمایا۔ نبی رحمت نے جواب دیا طاعون عذاب الٰہی ہے۔ اللہ تعالیٰ جس پر چاہتا ہے مسلط کر دیتا ہے۔ لیکن ایمان دار کے لئے اسکو رحمت بنا دیا ہے۔ طاعون پھیلنے کی صورت میں اگر کوئی شخص اس ایمان ویقین کے ساتھ کہ اسے وہی مصیبت پہنچ سکتی ہے جو اس کی تقدیر میں لکھی جا چکی ہے۔ صبر کے ساتھ ثواب کی نیت سے اسی شہر میں مقیم رہتا ہے تو اس کو شہید کا ثواب ملے گا۔ (بخاری)

عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الطَّاعُوْنُ رِجْزٌ اُرْسِلَ عَلٰى طَائِفَةٍ مِّنْ

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنھما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ طاعون ایک عذاب ہے جس میں بنی

بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ اَوْ عَلٰی مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ فَاِذَا سَمِعْتُمْ بِہٖ بِاَرْضٍ فَلَا تَقْدَمُوْا عَلَیْہِ فَاِذَا وَقَعَ بِاَرْضٍ وَّاَنْتُمْ بِھَا فَلَا تَخْرُجُوْا فِرَارًا مِّنْہُ.(متفق علیہ)655-26

اسرائیل کے ایک گروہ کو مبتلا کیا گیا یا تم سے پہلے لوگوں کو۔ اگر تم سنو کہ کسی علاقہ میں طاعون پھیلی ہوئی ہے تو وہاں مت جاؤ اور اگر اس علاقہ میں جہاں تم رہائش پذیر ہو طاعون پھیل جائے تو راہ فرار مت اختیار کرو۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ قَالَ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اِذَا ابْتَلَیْتُ عَبْدِیْ بِحَبِیْبَتَیْہِ ثُمَّ صَبَرَ عَوَّضْتُہٗ مِنْھُمَا الْجَنَّۃَ یُرِیْدُ عَیْنَیْہِ.(بخاری)656-27

حضرت انس ﷺ کہتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اپنے بندوں کو اس کی دو محبوب چیزوں کے بارے میں آزماؤں اگر وہ صبر کرلے تو میں اس کو ان کے عوض جنت عطا کروں گا ان دو چیزوں سے مراد بندے کی دو آنکھیں ہیں۔ (بخاری)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ کَانَ غُلَامٌ یَّھُوْدِیٌّ یَخْدِمُ النَّبِیَّ ﷺ فَمَرِضَ فَاَتَاہُ النَّبِیُّ ﷺ یَعُوْدُہٗ فَقَعَدَ عِنْدَ رَاْسِہٖ فَقَالَ لَہٗ اَسْلِمْ فَنَظَرَ اِلٰی اَبِیْہِ وَھُوَ عِنْدَہٗ فَقَالَ اَطِعْ اَبَا الْقَاسِمِ فَاَسْلَمَ فَخَرَجَ النَّبِیُّ ﷺ وَھُوَ یَقُوْلُ الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَنْقَذَہٗ مِنَ النَّارِ.(بخاری)657-28

حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں کہ ایک یہودی لڑکا نبی اکرم ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ وہ بیمار پڑ گیا رسولِ رحمت ﷺ اس کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے اس کے سر کے قریب ہوتے ہوئے فرمایا تم اسلام قبول کرلو۔ وہ اپنے باپ کی طرف متوجہ ہوا جو اس کے قریب ہی تھا۔ تو اس کے باپ نے کہا ''ابو القاسم'' کی بات مان لے۔ اس نے اسلام قبول کرلیا۔ نبی اکرم ﷺ نکلے تو آپ ﷺ کی زبان مبارک پر یہ کلمات تھے سب تعریفیں اور شکرانے اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے اس کو دوزخ کی آگ سے بچالیا۔ (بخاری)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ اِنَّ عَلِیًّا خَرَجَ مِنْ عِنْدِ النَّبِیِّ ﷺ فِیْ وَجَعِہِ الَّذِیْ تُوُفِّیَ فِیْہِ فَقَالَ النَّاسُ یَا اَبَاالْحَسَنِ کَیْفَ اَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ قَالَ اَصْبَحَ بِحَمْدِاللّٰہِ بَارِئًا.(بخاری)658-27

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنھما بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی ﷺ نبی اکرم ﷺ کی مرض وفات میں آپ ﷺ کے گھر سے نکلے تو صحابہ کرام ﷺ نے ان سے پوچھا یا ابا الحسن رسول کریم ﷺ نے صبح کیسے کی؟ انہوں نے فرمایا الحمد للہ آپ بہتر ہیں۔ (بخاری)

عَنْ عَطَآءِ بْنِ اَبِیْ رَبَاحٍ رَحْمَۃُ اللّٰہِ قَالَ قَالَ لِیْ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا اَلَا اُرِیْکَ

حضرت عطا بن ابی رباح رحمۃ اللہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنھما سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں

امْرَاَةً مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ قُلْتُ بَلٰی قَالَ هٰذِهِ الْمَرْاَةُ السَّوْدَآءُ اَتَتِ النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ اُصْرَعُ وَاِنِّیْ اَتَکَشَّفُ فَادْعُ اللّٰهَ فَقَالَ اِنْ شِئْتِ صَبَرْتِ وَلَکِ الْجَنَّةُ وَاِنْ شِئْتِ دَعَوْتُ اللّٰهَ اَنْ یُّعَافِیَکِ فَقَالَتْ اَصْبِرُ فَقَالَتْ اِنِّیْ اَتَکَشَّفُ فَادْعُ اللّٰهَ اَنْ لَّا اَتَکَشَّفَ فَدَعَالَهَا. (متفق علیه) 659-30

تجھے ایسی عورت نہ دکھاؤں جو جنتی ہے میں نے کہا کیوں نہیں؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنھما نے فرمایا اس کالے رنگ کی عورت نے رسول اکرم ؐ کے حضور آ کر یوں عرض پیش کی کہ مجھے مرگی کا دورہ پڑتا ہے اور میں بے پردہ ہو جاتی ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے میرے لئے دعا کریں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا اگر تو صبر کرے تو تیرے لئے جنت ہے اور اگر تو چاہے تو میں اللہ تعالیٰ سے تیری صحت یابی کے لئے دعا کرتا ہوں۔ اس نے کہا میں صبر کرتی ہوں اس نے مزید کہا کہ میرا ستر کھل جاتا ہے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ میں برہنہ نہ ہوں۔ آپ ﷺ نے اس کے حق میں دعا فرمائی (بخاری و مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ موت کی سختی گناہوں کا کفارہ بنتی ہے۔

۲۔ نزع کے وقت تکلیف کا زیادہ ہونا گناہ گار ہونے کی علامت نہیں۔

۳۔ مومن کو دنیا میں تکلیفیں آتی ہیں اور خدا کے اکثر نافرمان آسائشوں میں رہتے ہیں۔

۴۔ بیماری اور پریشانی سے مومن کے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔

۵۔ بیماری میں مومن کے معمولات کے مطابق نیکیاں مسلسل لکھی جاتی ہیں۔

۶۔ اچانک موت شہادت کا درجہ رکھتی ہے۔

۷۔ صبر کا پھل جنت ہے۔

۸۔ طاعون۔ پیٹ کی درد۔ ڈوبنے والا۔ گر کر مرنے والا اور جہاد میں مرنے والا شہید ہیں۔



بَابُ تَمَنِّی الْمَوْتِ وَذِکْرِہٖ

موت کی تمنّا اور اس کی یاد دہانی

زندگی اللہ تعالیٰ کا انعام اور عطیہ ہے اسکے ایک ایک لمحے کی قدر کرنی چاہیے اس میں نشیب وفراز اور دکھ سکھ آتے ہی رہتے ہیں۔ دنیا میں کوئی شخص ایسا نہیں گذرا جسے کبھی بھی کسی مشکل اور پریشانی سے واسطہ نہ پڑا ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے!

وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ. ۳/۱۷ آل عمران ۱۴۰

ان ایام کو ہم لوگوں کے درمیان بدلتے رہتے ہیں"۔

اس اصول کو ہمیشہ پیش نگاہ رکھنا چاہیے۔ آسانی کے وقت شکر اور پریشانی کے وقت صبر کی عادت اپنانی چاہیے کسی بیماری اور مشکل سے گھبرا کر موت کی تمنا کرنا بڑے نقصان کا سودا ہے اور ایسا کرنا صابروں کا شیوہ نہیں۔ زندگی ہوگی تو نیک کو مزید نیکیوں کا موقعہ ملے گا اور برا ہے تو شاید توبہ کی توفیق مل جائے۔ اس لئے زندگی قدرت کا عظیم تحفہ ہے۔ اس کی قدر کیجیے۔

الفصل الاول — پہلی فصل

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا یَتَمَنّٰی اَحَدُکُمُ الْمَوْتَ اِمَّا مُحْسِنًا فَلَعَلَّہٗ اَنْ یَّزْدَادَ خَیْرًا وَاِمَّا مُسِیْئًا فَلَعَلَّہٗ اَنْ یَّسْتَعْتِبَ. (بخاری) 1-660

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی بھی موت کی تمنا نہ کرے۔ کیونکہ اگر وہ نیک ہے تو ہو سکتا ہے اسے مزید نیکیوں کی توفیق مل جائے اور اگر برا ہے تو ہو سکتا ہے کہ اللہ اس کو توبہ کی توفیق عنایت فرمائے۔ (بخاری)

وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا یَتَمَنّٰی اَحَدُکُمُ الْمَوْتَ وَلَا یَدْعُ بِہٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَہٗ اِنَّہٗ اِذَا مَاتَ انْقَطَعَ اَمَلُہٗ وَاِنَّہٗ لَا یَزِیْدُ الْمُؤْمِنَ عُمْرُہٗ اِلَّا خَیْرًا. (مسلم) 2-661

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں تم میں سے کوئی نہ موت مانگے اور نہ موت آنے سے پہلے اس کی دعا کرے کیونکہ جب انسان مرجاتا ہے تو اس کی ساری امیدیں منقطع ہو جاتی ہیں۔ بلاشبہ مومن کی لمبی عمر سے اس کی نیکیوں میں ہی اضافہ ہوتا ہے (مسلم)

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا یَتَمَنَّیَنَّ اَحَدُکُمُ الْمَوْتَ مِنْ ضُرٍّ اَصَابَہٗ فَاِنْ کَانَ لَا بُدَّ فَاعِلًا فَلْیَقُلِ اللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مَا کَانَتِ الْحَیٰوۃُ خَیْرًا لِّیْ وَتَوَفَّنِیْ اِذَا کَانَتِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص کسی تکلیف کے سبب موت کی تمنا نہ کرے۔ اگر ضروری ہو تو یہ دعا مانگے۔ "اے اللہ! مجھے زندہ رکھنا جب تک میرے لئے زندگی بہتر ہو اور مجھے موت دیجئے

الْوَفَاةُ خَيْرًا لِّيْ. (متفق علیه) 3-662

جب میرے لئے موت بہتر ہو۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اَحَبَّ لِقَآءَ اللّٰهِ اَحَبَّ اللّٰهُ لِقَآءَهُ وَمَنْ كَرِهَ لِقَآءَ اللّٰهِ كَرِهَ اللّٰهُ لِقَاءَهُ فَقَالَتْ عَآئِشَةُ اَوْ بَعْضُ اَزْوَاجِهٖ اِنَّا لَنَكْرَهُ الْمَوْتَ قَالَ لَيْسَ ذَالِكَ وَلٰكِنَّ الْمُؤْمِنَ اِذَا حَضَرَهُ الْمَوْتُ بُشِّرَ بِرِضْوَانِ اللّٰهِ وَكَرَامَتِهٖ فَلَيْسَ شَيْءٌ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّا اَمَامَهُ فَاَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ وَاَحَبَّ اللّٰهُ لِقَائَهُ وَاِنَّ الْكَافِرَ اِذَاحَضَرَ بُشِّرَ بِعَذَابِ اللّٰهِ وَعُقُوْبَتِهٖ فَلَيْسَ شَيْءٌ اَكْرَهَ اِلَيْهِ مِمَّا اَمَامَهُ فَكَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ وَ كَرِهَ اللّٰهُ لِقَائَهُ (متفق علیه) وَفِيْ رِوَايَةِ عَائِشَةَ وَ الْمَوْتُ قَبْلَ لِقَاءِ اللّٰهِ. 4-663

حضرت عبادہ بن صامت ﷺ رسول محترم ﷺ بیان کرتے ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو محبوب رکھتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملاقات پسند نہیں کرتا اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنا پسند نہیں کرتا۔اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا یا کسی دوسری زوجہ محترمہ نے عرض کیا بلا شبہ ہم موت کو پسند نہیں کرتے۔آپ ﷺ نے فرمایا یہ بات نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جب مومن کی موت واقع ہونے لگتی ہے تو اس کو اللہ کی رضا اور اس کی جانب سے عزت واکرام کی بشارت دی جاتی ہے مومن کو اس وقت اپنے سامنے پیش ہونی والی چیز سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہیں ہوتی۔اس لئے وہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے ملنا پسند فرماتے ہیں اس کے برخلاف جب کافر پر موت کا وقت آتا ہے تو اس کو اللہ تعالیٰ کے عذاب اور اس کے انجام سے مطلع کیا جاتا ہے۔چنانچہ اس کے لئے اپنے سامنے کے منظر سے زیادہ خوفناک چیز اور کوئی نہیں ہوتی۔تبھی وہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنا نہیں چاہتے (بخاری و مسلم) اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات سے پہلے موت ہے۔

عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ ﷺ اَنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مُرَّ عَلَيْهِ بِجَنَازَةٍ فَقَالَ مُسْتَرِيْحٌ اَوْ مُسْتَرَاحٌ مِنْهُ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَاالْمُسْتَرِيْحُ وَالْمُسْتَرَاحُ مِنْهُ فَقَالَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ يَسْتَرِيْحُ مِنْ نَّصَبِ الدُّنْيَا وَاَذَاهَا اِلٰى رَحْمَةِ اللّٰهِ وَالْعَبْدُ الْفَاجِرُ يَسْتَرِيْحُ مِنْهُ الْعِبَادُ وَالْبِلَادُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُ. (متفق علیه) 5-664

حضرت ابوقتادہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا گزر ایک جنازہ پر ہوا۔آپ ﷺ نے فرمایا راحت پانے والا ہے یا دوسرے اس سے راحت وآرام میں ہو گئے۔صحابہ کرام ﷺ نے عرض کیا یا رسول اللہ مُسْتَرِيْحٌ یا مُسْتَرَاحٌ مِنْهُ سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے جواباً فرمایا کہ مومن دنیا کی مصیبتوں اور اذیتوں سے اللہ کی رحمت سے آرام وراحت پاتا ہے جبکہ اللہ کے نافرمان سے اللہ کے بندے آبادیاں، شجر وحجر اور جانور سکون پاتے ہیں۔(بخاری، مسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمَنْكِبِیْ فَقَالَ كُنْ فِی الدُّنْیَا كَاَنَّكَ غَرِیْبٌ اَوْ عَابِرُ سَبِیْلٍ وَّكَانَ ابْنُ عُمَرَ یَقُوْلُ اِذَا اَمْسَیْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الصَّبَاحَ وَاِذَا اَصْبَحْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الْمَسَآءَ وَخُذْ مِنْ صِحَّتِكَ لِمَرَضِكَ وَمِنْ حَیَاتِكَ لِمَوْتِكَ. (بخاری)665-6

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے فرمایا کہ دنیا میں اجنبی یا مسافر کی مانند گزر بسر کیجئے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے جب تو شام کرے تو صبح کا انتظار نہ کر اسی طرح صبح کے بعد شام کا منتظر نہ رہنا۔ صحت کو اپنی بیماری سے پہلے اور زندگی کو اپنی موت سے پہلے غنیمت سمجھو۔ (بخاری)

وَعَنْ جَابِرٍ ؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَبْلَ مَوْتِهٖ بِثَلٰثَةِ اَیَّامٍ یَّقُوْلُ لَا یَمُوْتَنَّ اَحَدُكُمْ اِلَّا وَهُوَ یُحْسِنُ الظَّنَّ بِاللّٰهِ. (مسلم)666-7

حضرت جابر ؓ نے بتایا کہ اس نے نبی اکرم ﷺ کو وفات سے تین دن پہلے فرماتے سنا کہ تم میں سے ہر شخص کو موت کے وقت اللہ تعالیٰ کے بارے میں حسنِ ظن رکھنا چاہیے۔ (مسلم)

خلاصہ باب

ا۔ بیماری سے پہلے صحت اور موت سے قبل زندگی کی قدر کرنی چاہیے۔
۲۔ موت مانگنا جائز نہیں۔
۳۔ اللہ تعالیٰ کے بارے میں ہمیشہ حسن ظن رکھنا چاہیے۔
۴۔ مومن دنیا کی مشکلات سے نجات پاتا ہے اور دنیا اللہ کے نافرمان سے نجات پاتی ہے۔
۵۔ دنیا میں مسافر کی طرح رہنا چاہیے۔



بَابُ مَا يُقَالُ عِنْدَ مَنْ حَضَرَهُ الْمَوْتُ

قریب الموت پر جو کلمات کہے جائیں

دنیا میں جن سچائیوں سے ایک منکرِ خدا اور سرکش انسان کو بھی انکار کی جرأت نہیں ہوتی ان میں ایک حقیقت موت بھی ہے، موت کے اسباب و محرکات پر بحث اور اختلاف ہوتا رہا ہے اور ہوگا لیکن مرنے سے کوئی شخص منکر نہیں ہر شخص آیا ہی جانے کے لئے ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ کچھ لوگوں نے بلا دلیل یہ عقیدہ بنالیا ہے کہ نبی محترم ﷺ اور بزرگ ایک دفعہ فوت ہونے کے بعد دوبارہ زندہ ہو کر دنیا کے امور میں دخل انداز ہوتے رہتے ہیں۔ دراصل یہ ہندو کا عقیدہ ہے کہ اچھا آدمی مرتا ہے تو اس کی روح کسی چیز میں پلٹ آتی ہے برا ہے تو بری چیز میں ڈال دی جاتی ہے اس عقیدہ کو اواگون کہتے ہیں

موت سے کسے رستگاری ہے
آج انکی کل ہماری باری ہے

خوش قسمت انسان ہے جسکی موت ایمان پر واقع ہو آپ ﷺ کی تعلیم یہ ہے کہ جب کسی شخص کو نزع کے عالم میں پاؤ تو اسے لا الہ الا اللہ کی تلقین کروتا کہ آخری وقت اُسے کلمہ پڑھنا نصیب ہو جائے جسے کلمہ پڑھنا نصیب ہوا وہ کامیاب ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی آخر وقت کلمہ طیبہ پڑھنا نصیب فرمائے آمین یا رب العلمین۔

الفصل الاول

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ ﷛ وَاَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷛ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَقِّنُوْا مَوْتَاكُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ. (مسلم)667-1

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا حَضَرْتُمُ الْمَرِیْضَ اَوِ الْمَیِّتَ فَقُوْلُوْا خَیْرًا فَاِنَّ الْمَلٰئِكَةَ یُؤَمِّنُوْنَ عَلٰی مَا تَقُوْلُوْنَ. (مسلم)668-2

وَعَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْ مُّسْلِمٍ تُصِیْبُهٗ مُصِیْبَةٌ فَیَقُوْلُ مَا اَمَرَهُ اللّٰهُ بِهٖ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰهُمَّ اْجُرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَاَخْلُفْ لِیْ خَیْرًا مِّنْهَا اِلَّا اَخْلَفَ

پہلی فصل

ابو سعید خدری ﷛ اور ابو ہریرہ ﷛ راوی ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا کہ اپنے مرنے والوں کو لا الٰہ الا اللہ کی تلقین کیا کرو۔ (مسلم)

اُم سلمہ رضی اللہ عنھا نے بیان کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے نصیحت فرمائی کہ جب تم کسی مریض یا فوت ہونے والے کے پاس جاؤ تو اچھے کلمات کہا کرو کیونکہ فرشتے تمہاری باتوں پر آمین کہتے ہیں۔ (مسلم)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنھا سے ہی روایت ہے کہ رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا جو مسلمان کسی مصیبت میں مبتلا ہو تو وہ وہی کلمے کہے جن کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے "بلاشبہ ہم اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں آخر اسی کی طرف جانے والے ہیں،

اللّٰـهُ لَهُ خَيْرًا مِّنْهَا فَلَمَّا مَاتَ اَبُوْ سَلَمَةَ قُلْتُ اَىُّ الْـمُسْلِمِيْنَ خَيْرٌ مِّنْ اَبِىْ سَلَمَةَ اَوَّلُ بَيْتٍ هَـاجَـرَ اِلٰـى رَسُـوْلِ اللّٰـهِ ﷺ ثُمَّ اِنِّىْ قُلْتُهَا فَـاَخْـلَفَ اللّٰــهُ لِىْ رَسُوْلَ اللّٰـهِ ﷺ. (مسلم)3-669

بارِالٰہا! میری اس مصیبت میں مجھے اجر وثواب سے نواز اور مجھے نعم البدل عطا فرما، چنانچہ اللہ تعالیٰ اسے اس سے بہتر بدلہ عطا کرے گا۔ آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب میرے خاوند ابوسلمہ رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے تو میں نے سوچا کہ ابوسلمہ سے اچھا خاوند کون مسلمانوں میں کون ہوگا؟ یہ پہلا گھرانہ ہے جس نے رسول ﷺ کے ساتھ ہجرت کی پھر بھی میں یہ دعا پڑھتی رہی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کے بدلے رسول کریم ﷺ عطا فرمائے۔(مسلم)

وَعَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى اَبِىْ سَلَمَةَ وَقَدْ شَقَّ بَصَرُهُ فَاَغْمَضَهُ ثُمَّ قَالَ اِنَّ الرُّوْحَ اِذَا قُبِضَ تَبِعَهُ الْبَصَرُ فَضَجَّ نَاسٌ مِنْ اَهْلِهِ فَقَالَ لَا تَدْعُوْا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ اِلَّا بِخَيْرٍ فَاِنَّ الْمَلٰئِكَةَ يُؤَمِّنُوْنَ عَلٰى مَا تَقُوْلُوْنَ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَبِىْ سَلَمَةَ وَارْفَعْ دَرَجَتَهُ فِى الْمَهْدِيِّيْنَ وَاخْلُفْهُ فِىْ عَقِبِهِ فِى الْغَابِرِيْنَ وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهُ يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ وَافْسَحْ لَهُ فِىْ قَبْرِهٖ وَنَوِّرْ لَهُ فِيْهِ. (مسلم)4-670

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی رحمت ﷺ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے ہاں تشریف لائے تو ان کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں۔ آپ ﷺ نے انکی آنکھیں بند کیں اور فرمایا یقیناً جب روح قبض کر لی جاتی ہے تو نظر اس کا تعاقب کرتی ہے اس پر ان کے اہل خانہ زاروقطار رونے لگے۔ آپ ﷺ نے تلقین فرمائی تم اپنے لئے خیر کے سوا اور کچھ نہ مانگو کیونکہ تمہاری دعا پر فرشتے آمین کہتے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے یہ دعا کی ''اے مالک ومختار! ابوسلمہ کی مغفرت فرما اور نیک لوگوں میں اس کے درجات بلند فرما اور اس کے بعد اس کے اہل خانہ کی دستگیری فرما۔ یارب العالمین! اس کو اور ہمیں معاف فرما اس کے لئے اس کی قبر کو فراخ اور اس کے لیے اس کی قبر کو منور فرما دے۔(مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ تُوُفِّىَ سُجِّىَ بِبُرْدٍ حِبَرَةٍ. (متفق عليه)5-671

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے جب وفات پائی تو آپ ﷺ کے جسم اطہر کو دھاری دار چادر سے ڈھانپ دیا گیا۔(بخاری ومسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِذَا خَرَجَتْ رُوْحُ الْمُؤْمِنِ تَلَقَّاهَا مَلَكَانِ يُصْعِدَانِهَا قَالَ حَمَّادٌ فَذَكَرَ مِنْ طِيْبِ رِيْحِهَا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا جب مومن کی روح اس کے جسم سے نکلتی ہے تو دو فرشتے اس کو ہاتھوں ہاتھ لے کر

وَذَكَرَ الْمِسْكَ قَالَ وَيَقُولُ اَهْلُ السَّمَآءِ رُوْحٌ طَيِّبَةٌ جَآءَتْ مِنْ قِبَلِ الْاَرْضِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكِ وَعَلٰى جَسَدٍ كُنْتِ تَعْمُرِيْنَهُ فَيُنْطَلَقُ بِهٖ اِلٰى رَبِّهٖ ثُمَّ يَقُوْلُ انْطَلِقُوْا بِهٖ اِلٰى اٰخِرِ الْاَجَلِ قَالَ وَاِنَّ الْكَافِرَ اِذَا خَرَجَتْ رُوْحُهٗ قَالَ حَمَّادٌ وَّذَكَرَ مِنْ نَتْنِهَا وَذَكَرَ لَعْنًا وَّيَقُوْلُ اَهْلُ السَّمَآءِ رُوْحٌ خَبِيْثَةٌ جَآءَتْ مِنْ قِبَلِ الْاَرْضِ فَيُقَالُ انْطَلِقُوْا بِهٖ اِلٰى اٰخِرِ الْاَجَلِ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ فَرَدَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رِيْطَةً كَانَتْ عَلَيْهِ عَلٰى اَنْفِهٖ هٰكَذَا.
(مسلم)6-672

آسمان کی طرف لے جاتے ہیں ۔ راوی حماد رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بہترین خوشبو اور مشک کا ذکر کیا ۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اہل آسمان کہتے ہیں اے زمین سے آنے والی پاک باز روح تجھ پر اور تیرے جسم پر جس کا تو نے خیال رکھا اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہوں ۔ چنانچہ اس روح کو اس کے رب کی بارگاہ میں لے جایا جاتا ہے ۔ پھر حکم ہوتا ہے اس کو برزخ کے آخری کنارے تک لے جاؤ ۔ رسول محترم ﷺ نے کافر کے متعلق فرمایا کہ جب اس کی روح اس کے جسم سے نکلتی ہے حماد بیان کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے اس کی بدبو اور اس پر لعنت کا ذکر کیا چنانچہ آسمان کے فرشتے کہتے ہیں یہ خبیث روح زمین سے آئی ہے ۔ اس کے متعلق حکم ہوتا ہے کہ اس کو برزخ کے آخری سرے تک لے جاؤ ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ رسول اکرم ﷺ نے اپنی چادر کو اپنی ناک پر اس طرح ڈال لیا (حضرت ابو ہریرہ نے اسی طریقہ سے چادر لپیٹ کر دکھائی) (مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ فوت ہونے والے کو کلمۂ طیبہ کی تلقین کرنی چاہیے۔

۲۔ فوت شدہ کے لیے دعا مغفرت اور بلند درجات کی دعا کرنی چاہیے

۳۔ مرنے والے کی آنکھیں کھلی ہوں تو بند کر دینی چاہییں۔

۴۔ مرنے والے کے لواحقین کو تسلی دینی چاہیے۔

۵۔ میت کے پاس برے الفاظ نہیں کہنے چاہییں۔



بَابُ غُسْلِ الْمَيِّتِ وَتَكْفِيْنِهٖ

میت کے غسل اور اس کی تکفین کا بیان

اسلام نے احترامِ آدمیّت کو جو مقام بخشا وہ کسی مذہب میں نہیں پایا جاتا، جب آدمی مر جاتا ہے تو اسے سنبھالنے کے لئے دنیا کے مختلف مذاہب میں مختلف طریقے رائج ہیں۔ ہندو اور بدھ مت کے لوگ میت کو اپنے ہاتھوں سے جلاتے ہیں جو شقی القلب ہونے کا بدترین مظاہرہ ہے۔ عیسائی اور یہودی گڑھا کھود کر میّت کو دبا دیتے ہیں لیکن اسلام ایک ایسا دین ہے جس نے اس موقعہ پر خصوصی نماز اور دعاؤں کا اہتمام کیا ہے۔ میّت کے لئے مغفرت اور اس کو پیش آنے والی منازل اور جنّت کی نعمتوں کے لئے رب کے حضور دعائیں کی جاتی ہیں، اس سے پہلے بہترین طریقے سے غسل دینا، خوشبو لگانا اور سفید کپڑوں میں کفن دینا اور جنازے کو احترام کے ساتھ اٹھانا پھر پورے اکرام واحترام کے ساتھ اٹھاتے ہوئے قبر میں دفنانا اور تدفین سے فارغ ہوکر قبر پر کھڑے ہوکر بڑی عاجزی کے ساتھ دعائیں کرتے ہوئے الوداع کہنا اور پھر زندگی بھر اسکے لئے ایصال ثواب کا اہتمام کرنا، آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ مشرک اور کافر کے علاوہ مدفون کو قیامت تک اسکے نیک اعمال کا ثواب ملتا رہتا ہے۔ (رسول اللہ ﷺ جب کسی کا جنازہ دیکھتے تو کھڑے ہو جایا کرتے تھے۔)

الفصل الاول

عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ نَغْسِلُ ابْنَتَهٗ فَقَالَ اغْسِلْنَهَا ثَلٰثًا اَوْ خَمْسًا اَوْ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ اِنْ رَّاَيْتُنَّ ذٰلِكَ بِمَآءٍ وَّسِدْرٍ وَّاجْعَلْنَ فِي الْاٰخِرَةِ كَافُوْرًا اَوْ شَيْئًا مِّنْ كَافُوْرٍ فَاِذَا فَرَغْتُنَّ فَاٰذِنَّنِيْ فَلَمَّا فَرَغْنَا اٰذَنَّاهُ فَاَلْقٰى اِلَيْنَا حَقْوَهٗ فَقَالَ اَشْعِرْنَهَا اِيَّاهُ وَفِيْ رِوَايَةٍ اغْسِلْنَهَا وِتْرًا ثَلٰثًا اَوْ خَمْسًا اَوْ سَبْعًا وَّابْدَاْ نَ بِمَيَامِنِهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوْءِ مِنْهَا قَالَتْ فَضَفَرْنَا شَعْرَهَا ثَلٰثَةَ قُرُوْنٍ فَاَلْقَيْنَاهَا خَلْفَهَا. (متفق علیه)673-1

پہلی فصل

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے جب ہم آپ ﷺ کی بیٹی کو غسل دے رہی تھیں۔ آپ ﷺ نے تلقین کی کہ اس کو بیری کے پتوں والے پانی سے تین، پانچ یا جتنی بار مناسب سمجھو غسل دو آخری بار کافور یا اسی طرح کی کوئی چیز ملائی جائے جب فارغ ہو جاؤ تو مجھے اطلاع دینا۔ ہم نے فارغ ہو کر آپ ﷺ کو اطلاع بھجوائی۔ آپ ﷺ نے ہماری طرف اپنا تہبند بھیجا اور فرمایا کہ اسکو اس میں کفن دو۔ ایک روایت میں ہے آپ ﷺ نے اس کو طاق یعنی تین یا پانچ یا سات بار غسل دینے کو کہا غسل کا آغاز میت کے دائیں جانب اور اس کے وضو کے اعضاء سے کرنا ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم نے اس کے بالوں کی تین مینڈھیاں بنا کر ان کو اس کے پیچھے ڈال دیا۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنهَا قَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كُفِّنَ فِىْ ثَلٰثَةِ اَثْوَابٍ يَّمَانِيَةٍ بِيْضٍ سَحُوْلِيَّةٍ مِّنْ كُرْسُفٍ لَيْسَ فِيْهَا قَمِيْصٌ وَّلَا عِمَامَةٌ.(متفق عليه)674-2

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ کو یمن کی بستی سحولیہ کی بنی سوتر کی سفید تین چادروں میں کفنایا گیا۔ان میں نہ قمیص تھی نہ دستار۔(بخاری ومسلم)

عَنْ جَابِرٍ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا كَفَّنَ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ فَلْيُحَسِّنْ كَفَنَهُ.(مسلم)675-3

حضرت جابر ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو کفن دے تو اچھا کفن دے۔(مسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ اِنَّ رَجُلًا كَانَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَوَقَصَتْهُ نَاقَتُهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَمَاتَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اغْسِلُوْهُ بِمَآءٍ وَّسِدْرٍ وَّكَفِّنُوْهُ فِىْ ثَوْبَيْهِ وَلَا تَمَسُّوْهُ بِطِيْبٍ وَّلَا تُخَمِّرُوْا رَاْسَهُ فَاِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مُلَبِّيًا (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 676-4

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص جو نبی کریم ﷺ کے ساتھ احرام کی حالت میں تھا۔اس کی اونٹنی نے اسے گرادیا اور وہ گردن ٹوٹنے سے فوت ہوگیا۔نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اس کو بیری کے پتے ملا کر پانی سے غسل دو اور اسے احرام کی دونوں چادروں میں کفنانا اور نہ اس کو خوشبو لگانا اور نہ اس کا سر ڈھانپنا۔وہ قیامت کے دن تلبیہ کہتا ہوا اٹھایا جائے گا۔(بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

احرام پہننے کے بعد خوشبو لگانا منع ہے اس لیے آپ ﷺ نے اس پر خوشبو لگانے سے منع اور اس کا ننگا رکھنے کا حکم دیا۔

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرٰهِيْمَ ﷛ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ ﷛ اُتِىَ بِطَعَامٍ وَّكَانَ صَائِمًا فَقَالَ قُتِلَ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَّهُوَ خَيْرٌ مِّنِّىْ كُفِّنَ فِىْ بُرْدَةٍ اِنْ غُطِّىَ رَاْسُهُ بَدَتْ رِجْلَاهُ وَ اِنْ غُطِّىَ رِجْلَاهُ بَدَا رَاْسُهُ وَاُرَاهُ قَالَ وَقُتِلَ حَمْزَةُ وَهُوَ خَيْرٌ مِّنِّىْ ثُمَّ بُسِطَ لَنَا مِنَ الدُّنْيَا مَا بُسِطَ اَوْ قَالَ اُعْطِيْنَا مِنَ الدُّنْيَا مَا اُعْطِيْنَا وَلَقَدْ خَشِيْنَا اَنْ تَكُوْنَ حَسَنَاتُنَا

سعد بن ابراہیم ﷛ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ عبدالرحمٰن بن عوف ﷛ کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا وہ روزہ دار تھے۔انہوں نے فرمایا کہ مصعب ؓ بن عمیر شہید کردیے گئے اور وہ مجھ سے بہتر تھے۔ان کو ایک چادر میں کفنایا گیا۔اگر ان کا سر ڈھانپتے تو پاؤں ننگے ہوجاتے اگر پاؤں چھپاتے تو سر ننگا ہوجاتا میرا خیال ہے کہ انہوں نے یہ بھی کہا کہ حضرت حمزہ ﷛ شہید کردیے گئے وہ بھی مجھ سے بہتر تھے۔ان کے بعد دنیا ہمارے لئے فراخ ہوگئی یا یہ الفاظ

عُجِّلَتْ لَنَا ثُمَّ جَعَلَ يَبْكِيْ حَتّٰى تَرَكَ الطَّعَامَ. (بخاری) 5-677

تھے کہ دنیا بہت زیادہ مل گئی۔ اس سے میں خوف محسوس کرتا ہوں کہ کہیں ہمارے نیک اعمال کا بدلہ ہمیں دنیا میں ہی تو نہیں دے دیا گیا۔ یہ کہتے ہوئے ابن عوف نے رونا شروع کر دیا اور کھانا تناول نہ کر سکے (بخاری)

عَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ اَتٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ اُبَيّ بَعْدَ مَا اُدْخِلَ حُفْرَتَهُ فَاَمَرَ بِهٖ فَاُخْرِجَ فَوَضَعَهُ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ فَنَفَثَ فِيْهِ مِنْ رِّيْقِهٖ وَاَلْبَسَهُ قَمِيْصَهُ قَالَ وَكَانَ كَسَا عَبَّاسًا قَمِيْصًا. (متفق عليه) 6-678

حضرت جابر ﷺ بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن اُبی منافق کو جب قبر میں داخل کیا جا چکا تھا تو آپ ﷺ اس وقت تشریف لائے۔ آپ ﷺ کے حکم سے اس کو گڑھے سے نکالا گیا۔ آپ ﷺ نے اس کو اپنے گھٹنوں پر رکھا اور اس پر دم کیا اور اسے اپنی قمیص پہنائی۔ حضرت جابر ﷺ فرماتے ہیں کہ یہ اُس احسان کا بدلہ تھا جو اس نے حضرت عباس ﷺ کو قمیص پہنائی تھی۔ (بخاری ومسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ میت کو اچھی طرح غسل، صاف ستھرے کفن اور خوشبو لگا کر جنازہ اٹھانا چاہیے۔

۲۔ جنازہ اٹھاتے ہوئے نہایت احترام کے ساتھ چلنا چاہیے۔

۳۔ مرد کے لئے کفن میں ایک تہہ بند دوسری چادر باقی جسم کے اوپر اور تیسری چادر کے ساتھ مکمل طور پر ڈھانپ دیا جائے۔

۴۔ قمیص دستار یا جرابیں پہنانا جائز نہیں۔

۵۔ عورت کے کفن میں تین چادروں کے ساتھ سر پر اوڑھنی ہونی چاہیے۔

۶۔ میت کو غسل سے پہلے استنجا کروانا بعد ازاں نماز کی طرح وضو کروانا اور آخر میں سر پر پانی ڈالتے ہوئے تین، پانچ یا سات بار غسل دینا چاہیے۔

۷۔ غسل میں پہلے دایاں پہلو پھر بایاں حصہ دھونا چاہیے۔

۸۔ عورت کے بالوں کو تین حصوں میں بانٹ کر کمر پر ڈالنا چاہیے۔

۹۔ عمرہ یا حج کے احرام میں فوت ہونے والے کو خوشبو اور کفن کے بجائے اسی طرح دفنانا سنت ہے۔



بَابُ الْمَشْيِ بِالْجَنَازَةِ وَالصَّلٰوةِ عَلَيْهَا

جنازے کے ساتھ چلنے اور اس پر نماز پڑھنے کا بیان

اسلام نے میت کی تجہیز و تکفین کے ساتھ یہ آداب بھی سکھلائے ہیں کہ جوں ہی کوئی آدمی فوت ہو چھوٹا ہو یا بڑا' امیر ہو یا غریب' عام آدمی ہو یا بادشاہ اسے جلد سے جلد دفنانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اس میں بہت سی حکمتیں اور فلسفہ پنہاں ہے۔ ایک بڑی حکمت کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر مرنے والا نیک ہے تو اسے جلدی دفنانا چاہیے تاکہ وہ اپنے رب کی نعمتوں سے جلد لطف اندوز ہو سکے۔ اگر معاملہ اسکے برعکس ہے تو ایسے شخص کے وبال سے دنیا جلد پاک ہو جائیگی۔ اس کے ساتھ یہ حکمت بھی ہے کہ میت کو جلد دفنانے سے اسکے لواحقین کو ایک طرح کا صبر ملتا ہے کہ اب اس کو سپرد خاک کر دیا گیا ہے بالآخر ہمیں صبر ہی کرنا پڑے گا۔ رخصت ہونے والے کے بارے میں آپ ﷺ نے اچھے کلمات کہنے کی تلقین فرمائی اور جنازے کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ نماز جنازہ میں نہایت ہی اخلاص کے ساتھ میت کے لیے بخشش کی دعائیں کرنی چاہیں۔ افسوس ہمارے ہاں جنازہ میں بھی افراط و تفریط پائی جاتی ہے کہ کچھ لوگ اس قدر طویل جنازہ پڑھاتے ہیں کہ لوگ اس طوالت کو بوجھ محسوس کرتے ہیں اس کے برعکس دوسرے جنازہ کا جھٹکا کرتے ہیں اور نماز جنازہ کا سلام پھیرتے ہی خود ساختہ دعا شروع کر دیتے ہیں اور بعض لوگ پھر چالیس قدم پر جا کر دعا کے لیے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ رسول مقبول ﷺ کی امت کو راہ اعتدال پر چلنے کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین۔

صحابہ کرام ؓ تدفین کے بارے میں اس قدر جلدی کیا کرتے تھے کہ بارہ لاکھ مربع میل کے حکمران خلیفۃ الرسول سیدنا حضرت ابوبکر صدیق پیر کے روز نماز مغرب سے چند گھڑیاں پہلے فوت ہوئے اور عشاء کے بعد ان کو رسول کریم ﷺ کے پڑوس میں دفن کر دیا۔ لیکن آجکل یہ بات رسم کی حیثیت اختیار کرتی جا رہی ہے کہ جتنا بڑا آدمی فوت ہو اس کا جنازہ بھی اتنا بڑا ہونا چاہیے۔ چاہے اسکے لیے چوبیس گھنٹے انتظار ہی کیوں نہ کرنا پڑے۔ پھر اس کے جنازے پر خطابات کا سلسلہ شروع ہوتا ہے اور مرثیہ گوئی کے انداز میں اسکی تعریف میں مبالغہ کیا جاتا ہے جس کا احادیث کی کتابوں میں کوئی ثبوت نہیں ملتا۔

الفصل الاول

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَسْرِعُوْا بِالْجَنَازَةِ فَاِنْ تَکُ صَالِحَةً فَخَيْرٌ تُقَدِّمُوْنَهَا اِلَيْهِ وَاِنْ تَکُ سِوٰى ذٰلِکَ فَشَرٌّ تَضَعُوْنَهُ عَنْ رِّقَابِکُمْ. (متفق عليه) 679-1

پہلی فصل

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے فرمایا۔ جنازے کو جلدی لے جایا کرو۔ اگر وہ نیک ہے تو اسے بھلائی کی طرف جلدی لے چلو۔ اگر وہ بد ہے۔ تو تم اپنی گردنوں سے بوجھ اتار دو۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ فَاحْتَمَلَهَا الرِّجَالُ عَلٰی اَعْنَاقِهِمْ فَاِنْ کَانَتْ صَالِحَةً قَالَتْ قَدِّمُوْنِیْ وَاِنْ کَانَتْ غَیْرَ صَالِحَةٍ قَالَتْ لِاَهْلِهَا یَا وَیْلَهَا اَیْنَ تَذْهَبُوْنَ بِهَا یَسْمَعُ صَوْتَهَا کُلُّ شَیْءٍ اِلَّا الْاِنْسَانَ وَلَوْ سَمِعَ الْاِنْسَانُ لَصَعِقَ. (بخاری) 2-680

حضرت ابوسعید خدری ﷺ بیان کرتے ہیں ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب میت کو (چارپائی پر) رکھ دیا جاتا ہے اور لوگ جنازہ کو اپنے کندھوں پر اٹھاتے ہیں ۔ اگر وہ روح نیک ہو تو کہتی ہے مجھے جلدی آگے لے چلو ۔ اگر صالح نہ ہو تو اپنے اہل خانہ سے واویلا کرتی ہے ہائے بربادی تم کہاں لئے جا رہے ہو آدمیوں کے سوا ہر چیز اس کی آواز سنتی ہے ۔ اگر انسان سن لیں تو بے ہوش ہو جائیں ۔ (بخاری)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا رَاَیْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُوْمُوْا فَمَنْ تَبِعَهَا فَلَا یَقْعُدْ حَتّٰی تُوْضَعَ. (متفق علیه) 3-681

حضرت ابوسعید خدری ﷺ سے روایت ہے محسنِ انسانیت نے فرمایا اگر تم جنازہ دیکھو تو (اس کے احترام میں) کھڑے ہو جاؤ ۔ اور جو کوئی جنازہ کے ساتھ چلے وہ اس وقت تک نہ بیٹھے جب تک جنازہ رکھ نہ دیا جائے ۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ مَرَّتْ جَنَازَةٌ فَقَامَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقُمْنَا مَعَهُ فَقُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنَّهَا یَهُوْدِیَّةٌ فَقَالَ اِنَّ الْمَوْتَ فَزَعٌ فَاِذَا رَاَیْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُوْمُوْا. (متفق علیه) 4-682

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ایک جنازہ گزرا تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو گئے اور آپ ﷺ کے ساتھ ہم بھی کھڑے ہو گئے اور عرض کی یا رسول اللہ! یہ جنازہ تو یہودی عورت کا ہے آپ ﷺ نے فرمایا بلاشبہ موت گھبراہٹ ہے جب تم جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ ۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَلِیٍّ ﷺ قَالَ رَاَیْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَامَ فَقُمْنَا وَقَعَدَ فَقَعَدْنَا یَعْنِیْ فِی الْجَنَازَةِ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 5-683

حضرت علی ﷺ فرماتے ہیں ہم نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ کھڑے ہوئے ہم بھی کھڑے ہوئے آپ ﷺ تشریف فرما ہوئے تو ہم بھی بیٹھ گئے یعنی جنازہ کے بعد (مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنِ اتَّبَعَ جَنَازَةَ مُسْلِمٍ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا وَّکَانَ مَعَهُ حَتّٰی یُصَلّٰی عَلَیْهَا وَیُفْرَغَ مِنْ دَفْنِهَا فَاِنَّهُ یَرْجِعُ مِنَ الْاَجْرِ بِقِیْرَاطَیْنِ کُلُّ قِیْرَاطٍ مِثْلُ اُحُدٍ وَّمَنْ صَلّٰی عَلَیْهَا ثُمَّ رَجَعَ قَبْلَ اَنْ تُدْفَنَ فَاِنَّهُ یَرْجِعُ بِقِیْرَاطٍ. (متفق علیه) 6-684

حضرت ابوہریرہ ﷺ نبی اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں ۔ آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص کسی مسلمان کے جنازہ میں ایمان اور طلب ثواب کی نیت سے شریک ہوا اور اس کی نمازِ جنازہ پڑھی اور اس کو دفنانے سے فارغ ہوا تو اس کو دو قیراط کے برابر اجر ملے گا ۔ ہر قیراط احد پہاڑ کے برابر ہے لیکن جس شخص نے صرف نمازِ جنازہ پڑھی اور دفنانے سے پہلے لوٹ آیا تو اس کو ایک قیراط ثواب ملے گا ۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَعٰى لِلنَّاسِ النَّجَاشِيَّ الْيَوْمَ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ وَخَرَجَ بِهِمْ اِلَى الْمُصَلّٰى فَصَفَّ بِهِمْ وَكَبَّرَ اَرْبَعَ تَكْبِيْرَاتٍ.(متفق عليه)685-7

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے جس دن نجاشی فوت ہوا اسی دن اس کی موت سے لوگوں کو آگاہ فرمایا اور لوگوں کے ساتھ عیدگاہ تشریف لے گئے صفیں درست کی گئیں اور (غائبانہ نماز جنازہ) چار تکبیروں کے ساتھ پڑھائی۔(بخاری ومسلم)

عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ لَيْلٰى رضي الله عنه قَالَ كَانَ زَيْدُ بْنُ اَرْقَمَ يُكَبِّرُ عَلٰى جَنَائِزِنَا اَرْبَعًا وَّاِنَّهُ كَبَّرَ عَلٰى جَنَازَةٍ خَمْسًا فَسَاَلْنَاهُ فَقَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُكَبِّرُهَا.(مسلم)686-8

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ ہمارے جنازوں میں چار تکبیریں کہتے لیکن ایک جنازہ میں انہوں نے پانچ تکبیریں کہیں۔ ان سے پوچھا گیا تو فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ پانچ تکبیریں بھی کہتے تھے۔(مسلم)

عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَوْفٍ رضي الله عنه قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عَبَّاسٍ عَلٰى جَنَازَةٍ فَقَرَءَ فَاتِحَةَ الْكِتٰبِ فَقَالَ لِتَعْلَمُوْا اَنَّهَا سُنَّةٌ.(بخاری)687-9

حضرت طلحہ بن عبداللہ بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پیچھے ایک نماز جنازہ پڑھی تو انہوں نے سورۃ الفاتحہ تلاوت کی۔ پھر فرمایا (سورۃ الفاتحہ کی تلاوت اس لئے بلند آواز سے کی ہے) تمہیں معلوم ہو جائے کہ یہ سنتِ رسول کریم ﷺ ہے۔(بخاری)

عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى جَنَازَةٍ فَحَفِظْتُ مِنْ دُعَآئِهٖ وَهُوَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهٗ وَارْحَمْهُ وَعَافِهٖ وَاعْفُ عَنْهُ وَاَكْرِمْ نُزُلَهٗ وَوَسِّعْ مُدْخَلَهٗ وَاغْسِلْهُ بِالْمَآءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّهٖ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْاَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَاَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِّنْ دَارِهٖ وَاَهْلًا خَيْرًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَزَوْجًا خَيْرًا مِّنْ زَوْجِهٖ وَاَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَاَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ وَفِيْ رِوَايَةٍ وَقِهٖ فِتْنَةَ الْقَبْرِ وَعَذَابَ النَّارِ قَالَ حَتّٰى تَمَنَّيْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَنَا ذَالِكَ الْمَيِّتَ.(مسلم)688-10

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے نمازِ جنازہ پڑھائی تو میں نے آپ ﷺ کی دعائیں یاد کر لیں۔ آپ ﷺ نے دعا کی بارالٰہا! اس کی مغفرت فرما اس پر رحم فرما اس کی حفاظت فرما' اس کو معاف فرمادے، اس کی عزت واکرام کے ساتھ مہمان نوازی فرما' اس کی قبر کو وسیع فرما' اس کو پانی' برف اور اولوں کے ساتھ دھوڈالیے' اس کو گناہوں سے اس طرح پاک صاف کردے جیسے سفید کپڑا میل کچیل سے دھویا جاتا ہے' اس کے اہل خانہ سے بہتر اہل اور اس کی بیوی سے بہتر بیوی عنایت فرما، اس کو جنت میں داخل فرما اور اس کو قبر اور جہنم کی آگ کے عذاب سے محفوظ فرما ایک روایت میں ہے قبر کے فتنہ اور جہنم کی آگ سے بچا۔ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میرے

دل میں آرزو پیدا ہوئی کہ کاش اس کی جگہ میرا جنازہ ہوتا۔ (مسلم)

عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ ﷺ اَنَّ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا لَمَّا تُوُفِّیَ سَعْدُ بْنُ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَتِ ادْخُلُوْا بِهِ الْمَسْجِدَ حَتّٰی اُصَلِّیَ عَلَیْهِ فَاُنْکِرَ ذَالِکَ عَلَیْهَا فَقَالَتْ وَاللّٰهِ لَقَدْ صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰی ابْنَیْ بَیْضَآءَ فِی الْمَسْجِدِ سُهَیْلٍ وَّاَخِیْهِ. (مسلم)689-11

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن ؓ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ فوت ہوئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ان کا جنازہ مسجد میں لاؤ تاکہ میں بھی جنازہ میں شریک ہوسکوں۔ اس بات کو ناپسند کیا گیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرمانے لگیں اللہ کی قسم! نبی کریم ﷺ نے بیضاء کے دونوں بیٹوں سہیل اور اس کے بھائی کی نماز جنازہ مسجد میں ادا کی تھی۔ (مسلم)

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ ؓ قَالَ صَلَّیْتُ وَرَآءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَلٰی امْرَاَةٍ مَّاتَتْ فِیْ نِفَاسِهَا فَقَامَ وَسَطَهَا. (متفق علیه)690-12

حضرت سمرہ بن جندب ؓ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی رحمت ﷺ کے پیچھے ایک عورت کی نماز جنازہ ادا کی وہ عورت زچگی کے دوران فوت ہوئی تھی۔ آپ اس کے درمیان جنازہ پڑھاتے ہوئے کھڑے ہوئے۔ (بخاری ومسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ بِقَبْرٍ دُفِنَ لَیْلًا فَقَالَ مَتٰی دُفِنَ هٰذَا قَالُوا الْبَارِحَةَ قَالَ اَفَلَا اٰذَنْتُمُوْنِیْ قَالُوْا دَفَنَّاهُ فِیْ ظُلْمَةِ اللَّیْلِ فَکَرِهْنَا اَنْ نُّوْقِظَکَ فَقَامَ فَصَفَفْنَا خَلْفَهُ فَصَلّٰی عَلَیْهِ. (متفق علیه)691-13

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کا گزر ایک قبر پر ہوا۔ اسے رات کو دفنایا گیا تھا۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا اس کو کب دفن کیا گیا؟ صحابہ کرام ؓ نے بتایا کل رات آپ ﷺ نے فرمایا تم نے مجھے کیوں نہ اطلاع دی۔ انھوں نے کہا ہم نے اسے رات کے اندھیرے میں دفن کیا۔ آپ ﷺ کو اس وقت بیدار کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ چنانچہ آپ ﷺ کھڑے ہوئے ہم نے آپ کے پیچھے صف بنائی تو آپ نے اس کی نمازِ جنازہ ادا کی۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ اَنَّ امْرَاَةً سَوْدَآءَ کَانَتْ تَقُمُّ الْمَسْجِدَ اَوْ شَابٌّ فَفَقَدَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَسَاَلَ عَنْهَا اَوْعَنْهُ فَقَالُوْا مَاتَ قَالَ اَفَلَا کُنْتُمْ اٰذَنْتُمُوْنِیْ قَالَ فَکَاَنَّهُمْ صَغَّرُوْا اَمْرَهَا اَوْ اَمْرَهٗ فَقَالَ دُلُّوْنِیْ عَلٰی قَبْرِهٖ فَدَلُّوْهُ فَصَلّٰی عَلَیْهَا ثُمَّ

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے۔ سیاہ رنگ کی ایک عورت یا نوجوان (راوی حدیث کو شک ہے) مسجد نبوی میں جھاڑو دیا کرتا تھا نبی رحمت ﷺ نے اس کو غیر حاضر پا کر اس کے متعلق دریافت فرمایا صحابہ نے اس کی موت کی خبر دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے اس کی اطلاع کیوں نہ دی

قَالَ اِنَّ هٰذِهِ الْقُبُوْرَ مَمْلُوَّةٌ ظُلْمَةً عَلٰى اَهْلِهَا وَاِنَّ اللّٰهَ يُنَوِّرُهَا لَهُمْ بِصَلٰوتِيْ عَلَيْهِمْ. (متفق عليه) ولفظه لمسلم 692-14

۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس واقعہ کو معمولی جانا اس پر رسول رحمت ﷺ نے فرمایا مجھے اس کی قبر بتایئے ۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کو اس کی قبر پر لے گئے ۔ آپ ﷺ نے نماز جنازہ پڑھی اور فرمایا یہ قبریں اپنے اہل کے لیے اندھیروں سے بھری ہوئی ہیں اور اللہ تعالیٰ میری نماز کی وجہ سے ان کو روشن کر دیتے ہیں ۔(بخاری و مسلم یہ الفاظ مسلم کے ہیں)

عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهُ مَاتَ لَهُ ابْنٌ بِقُدَيْدٍ اَوْ بِعُسْفَانَ فَقَالَ يَا كُرَيْبُ ! اُنْظُرْ مَااجْتَمَعَ لَهُ مِنَ النَّاسِ قَالَ فَخَرَجْتُ فَاِذَا نَاسٌ قَدِ اجْتَمَعُوْا لَهُ فَاَخْبَرْتُهُ فَقَالَ تَقُوْلُ هُمْ اَرْبَعُوْنَ ' قَالَ نَعَمْ قَالَ اَخْرِجُوْهُ فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَا مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ يَمُوْتُ فَيَقُوْمُ عَلٰى جَنَازَتِهِ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا لَا يُشْرِكُوْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا اِلَّا شَفَّعَهُمُ اللّٰهُ فِيْهِ (مسلم) 693-15

ابن عباس رضی اللہ عنہما کا غلام کریب ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کرتا ہے کہ اس کا بیٹا ''قدید'' یا ''عسفان'' مقام میں فوت ہوا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا' اے کریب! دیکھ کر بتایئے کہ کس قدر لوگ جمع ہو چکے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ میں گیا تو کچھ لوگ جنازہ کے لیے جمع ہو چکے تھے۔ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو خبر دی۔ انہوں نے دریافت کیا کہ کیا چالیس آدمی ہوں گے؟ اس نے کہا ہاں! انہوں نے فرمایا' جنازہ نکالو۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ ﷺ فرما رہے تھے کہ جو مسلمان فوت ہو جائے اور اس کے جنازے میں چالیس ایسے افراد شریک ہوں جو اللہ کے ساتھ شرک نہیں کرتے تو میت کے بارے میں اللہ ان کی شفاعت قبول کرتا ہے۔(مسلم)

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَا مِنْ مَيِّتٍ تُصَلِّيْ عَلَيْهِ اُمَّةٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ يَبْلُغُوْنَ مِائَةً كُلُّهُمْ يَشْفَعُوْنَ لَهُ اِلَّا شُفِّعُوْا فِيْهِ . (مسلم) .694-16

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا' جس میت پر ایک سو مسلمان نماز جنازہ ادا کریں اور وہ اس کے حق میں دعا کریں تو ان کی سفارش قبول ہوگی۔(مسلم)

وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ مَرُّوْا بِجَنَازَةٍ فَاَثْنَوْا عَلَيْهَا خَيْرًا . فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ وَجَبَتْ ثُمَّ مَرُّوْا بِاُخْرٰى فَاَثْنَوْا عَلَيْهَا شَرًّا . فَقَالَ وَجَبَتْ . فَقَالَ عُمَرُ مَا وَجَبَتْ فَقَالَ هٰذَا اَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ خَيْرًا فَوَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَ هٰذَا اَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ ایک جنازے کے پاس سے گزرے تو انہوں نے اس کی تعریف کی۔ نبی ﷺ نے فرمایا' واجب ہوگئی۔ بعد ازاں ایک اور جنازہ کے پاس سے گزرے صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس کی مذمت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا واجب ہو گئی ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا

شَرًّا فَوَجَبَتْ لَهُ النَّارُ أَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِي الْأَرْضِ . (متفق عليه) وَفِيْ رِوَايَةٍ (اَلْمُؤْمِنُوْنَ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِي الْأَرْضِ 695-17

۔واجب ہونے سے کیا مقصد ہے؟ آپ نے فرمایا' جس کی تم نے تعریف کی ہے اس کے لیے جنت واجب ہوگئی اور جس کی تم نے مذمت کی ہے اس کے لیے دوزخ واجب ہوگئی' تم زمین پر اللہ کے گواہ ہو۔(بخاری ومسلم) اور ایک روایت میں ہے کہ ایماندار لوگ زمین پر اللہ کے گواہ ہیں۔

وَعَنْ عُمَرَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَيُّمَا مُسْلِمٍ شَهِدَ لَهُ أَرْبَعَةٌ بِخَيْرٍ أَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ قُلْنَا وَثَلَاثَةٌ قُلْنَا وَاثْنَانِ قَالَ وَاثْنَانِ ثُمَّ لَمْ نَسْأَلْهُ عَنِ الْوَاحِدِ . البخاری. 696-18

حضرت عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس مسلمان کے حق میں چار شخص اس کے نیک ہونے کی گواہی دیں تو اللہ اس کو جنت میں داخل فرمائے گا۔ ہم نے عرض کیا' تین شخص بھی؟ آپ نے فرمایا تین شخص بھی۔ ہم نے عرض کیا' دو شخص بھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا' دو شخص بھی۔ اس کے بعد ہم نے آپ ﷺ سے ایک شخص کے بارے میں دریافت نہیں کیا۔(بخاری)

فہم الحدیث

اس گواہی سے مراد فقط رسماً اچھے الفاظ نہیں بلکہ وہ گواہی ہے جو ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے حق میں اچھی طرح جان پہچان اور دیکھ بھال کر دیتا ہے جسے سچی شہادت کہا جاتا ہے۔

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَسُبُّوا الْأَمْوَاتَ فَإِنَّهُمْ قَدْ أَفْضَوْا إِلٰى مَا قَدَّمُوْا. رواه البخاری. 697-19

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ بیان کرتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' فوت شدہ لوگوں کو برا بھلا نہ کہو۔ اس لئے کہ وہ اپنے اعمال کا بدلہ پا چکے ہیں جو انہوں نے آگے بھیجے ہیں (بخاری)

وَعَنْ جَابِرٍ ؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ مِنْ قَتْلٰى أُحُدٍ فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ ثُمَّ يَقُوْلُ أَيُّهُمْ أَكْثَرُ أَخْذًا لِلْقُرْآنِ فَإِذَا أُشِيْرَ لَهُ إِلٰى أَحَدِهِمَا قَدَّمَهُ فِي اللَّحْدِ وَقَالَ أَنَا شَهِيْدٌ عَلٰى هٰؤُلَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ . وَأَمَرَ بِدَفْنِهِمْ بِدِمَائِهِمْ وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِمْ وَلَمْ يُغَسَّلُوْا . رواه البخاری 698-20

حضرت جابر ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ احد کے شہداء میں سے دو میتوں کو ایک کپڑے میں اکٹھا کرتے ہوئے دریافت فرماتے کہ ان میں سے کس شخص کو قرآن زیادہ یاد ہے؟ جب آپ ﷺ کو ان میں سے ایک شخص کی جانب اشارہ کیا جاتا تو آپ لحد میں پہلے اس کو رکھتے اور آپ نے فرمایا' قیامت کے دن میں ان کے بارے میں گواہی دوں گا نیز آپ ﷺ نے حکم دیا کہ انہیں خون سمیت دفن کیا جائے نہ ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی اور نہ ہی انہیں غسل دیا گیا۔(بخاری)

فہم الحدیث

نبی کریم ﷺ نے موت کے بعد بھی حافظ قرآن کا احترام فرمایا اور اسے مقدم رکھا۔

وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِفَرَسٍ مَعْرُوْرٍ فَرَكِبَهُ حِيْنَ انْصَرَفَ مِنْ جَنَازَةِ ابْنِ الدَّحْدَاحِ وَنَحْنُ نَمْشِيْ حَوْلَهُ . رواه مسلم 699-21

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بغیر زین کے ایک گھوڑا لایا گیا۔ جب آپ ﷺ ابن الدحداح کے جنازے سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ اس پر سوار ہو کر آئے اور ہم آپ کے گرد پیدل چل رہے تھے۔ (مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ لَيْلٰى رحمة الله عليه قَالَ كَانَ ابْنُ حُنَيْفٍ وَقَيْسُ بْنُ سَعْدٍ قَاعِدَيْنِ بِالْقَادِسِيَّةِ فَمَرَّ عَلَيْهِمَا بِجَنَازَةٍ فَقَامَا فَقِيْلَ لَهُمَا اِنَّهَا مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ اَيْ مِنْ اَهْلِ الذِّمَّةِ فَقَالَا اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّتْ بِهِ جَنَازَةٌ فَقَامَ فَقِيْلَ لَهُ اِنَّهَا جَنَازَةُ يَهُوْدِيٍّ فَقَالَ اَلَيْسَتْ نَفْسًا متفق عليه .700-22

عبدالرحمان بن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سہل بن حنیف اور قیس بن سعد قادسیہ شہر میں بیٹھے ہوئے تھے ان کے پاس سے ایک جنازہ گزرا' وہ دونوں کھڑے ہو گئے۔ ان سے کہا گیا کہ جنازہ تو ذمیوں کا تھا۔ دونوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو آپ کھڑے ہو گئے۔ آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ یہ تو یہودی کا جنازہ تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا' کیا اس کی جان نہ تھی؟ (بخاری ومسلم)

خلاصہ باب

۱۔ نماز جنازہ درمیانے انداز کی پڑھانی چاہیے۔
۲۔ میت کو جلد دفن کرنا چاہیے۔
۳۔ شہید کو بغیر غسل اور جنازہ کے دفنانا سنت ہے۔
۴۔ غیر مسلم کے جنازہ پر کھڑا ہونا سنت ہے۔
۵۔ کسی کا دو مرتبہ جنازہ پڑھانا جائز ہے۔



بَابُ دَفْنِ الْمَيِّتِ

میّت کو دفن کرنا

الفصل الاول

پہلی فصل

عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ سَعْدَ بْنَ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ فِیْ مَرَضِهِ الَّذِیْ هَلَکَ فِیْهِ الْحَدُوْا لِیْ لَحْدًا وَّانْصِبُوْا عَلَیَّ اللَّبِنَ نَصْبًا کَمَا صُنِعَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم. (مسلم)1-701

حضرت عامر بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اپنی مرض الموت کے وقت حکم دیا کہ میرے لیے لحد بنانا اور لحد کے اوپر کچی اینٹیں رکھنا جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کیا گیا تھا۔ (مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ جُعِلَ فِیْ قَبْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَطِیْفَةٌ حَمْرَآءُ. (مسلم)2-702

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں سرخ رنگ کی چادر بچھائی گئی تھی۔ (مسلم)

عَنْ سُفْیَانَ التَّمَّارِ رضی اللہ عنہ اَنَّهُ رَاٰی قَبْرَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم مُسَنَّمًا. (بخاری)3-703

حضرت سفیان تمار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی گرامی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک دیکھی جو اونٹ کی کوہان کی طرح تھی۔ (بخاری)

عَنْ اَبِی الْهَیَّاجِ الْاَسَدِیِّ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْهِ قَالَ قَالَ لِیْ عَلِیٌّ اَلَا اَبْعَثُکَ عَلٰی مَا بَعَثَنِیْ عَلَیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَنْ لَّا تَدَعَ تِمْثَالًا اِلَّا طَمَسْتَهُ وَلَا قَبْرًا مُّشْرِفًا اِلَّا سَوَّیْتَهُ. (مسلم)4-704

حضرت ابو الھیاج اسدی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کیا میں تجھے کسی ایسے کام کے لئے نہ بھیجوں جس کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بھیجا تھا یہ کہ ہر جاندار کی تصویر کو مٹانا اور ہر اونچی قبر کو برابر کرنا۔ (مسلم)

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَنْ یُّجَصَّصَ الْقَبْرُ وَاَنْ یُّبْنٰی عَلَیْهِ وَاَنْ یُّقْعَدَ عَلَیْهِ. (مسلم)5-705

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر کو چونا گچ بنانے، اس پر عمارت کھڑی کرنے اور اس پر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔ (مسلم)

عَنْ اَبِیْ مَرْثَدٍ الْغَنَوِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا تَجْلِسُوْا عَلَی الْقُبُوْرِ وَلَا تُصَلُّوْا اِلَیْهَا. (مسلم)6-706

حضرت ابو مرثد غنوی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قبروں پر نہ بیٹھو اور نہ ان کی طرف نماز ادا کرو۔ (مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

لَاَنْ يَّجْلِسَ اَحَدُكُمْ عَلٰى جَمْرَةٍ فَتُحْرِقَ ثِيَابَهُ فَتَخْلُصَ اِلٰى جِلْدِهٖ خَيْرٌ لَّهُ مِنْ اَنْ يَّجْلِسَ عَلٰى قَبْرٍ. (مسلم) 707-7

نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی آگ کے شعلے پر بیٹھے وہ اس کے کپڑوں کو جلا ڈالے اور اس کے اثرات اس کے جسم تک پہنچیں یہ اس کے لیے اس سے بہتر ہے کہ وہ کسی قبر پر بیٹھے۔ (مسلم)

فہم الحدیث

قبر پر بیٹھنے والا چھوٹا ہو یا بڑا' بزرگ ہو یا عام مسلمان مجاوری کی نیت سے' چلہ کشی یا کشف کے لئے بیٹھے یہ شرک ہے۔ جس سے بچنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ کیونکہ شرک اللہ تعالیٰ معاف نہیں کرتا (القرآن)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ اَنَسٍ ﷛ قَالَ شَهِدْنَا بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تُدْفَنُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَالِسٌ عَلَى الْقَبْرِ فَرَاَيْتُ عَيْنَيْهِ تَدْمَعَانِ فَقَالَ هَلْ فِيْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ لَّمْ يُقَارِفِ اللَّيْلَةَ فَقَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ اَنَا قَالَ فَانْزِلْ فِيْ قَبْرِهَا فَنَزَلَ. (بخاری) 708-8

حضرت انس ﷛ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی گرامی ﷺ کی بیٹی کی تدفین کے وقت موجود تھے آپ ﷺ قبر پر تشریف فرما تھے میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے آپ ﷺ نے دریافت کیا کیا تم میں سے کوئی ایسا شخص ہے۔ جس نے رات مجامعت نہیں؟ کی حضرت ابو طلحہ ﷛ نے کہا کہ میں ہوں آپ ﷺ نے فرمایا قبر میں اتریے چنانچہ وہ قبر میں اترے۔ (بخاری)

عَنْ عَمْرِوبْنِ الْعَاصِ ﷛ قَالَ لِابْنِهٖ وَهُوَ فِيْ سِيَاقِ الْمَوْتِ اِذَا اَنَا مِتُّ فَلَا تَصْحَبْنِيْ نَائِحَةٌ وَّلَا نَارٌ فَاِذَا دَفَنْتُمُوْنِيْ فَشُنُّوْا عَلَيَّ التُّرَابَ شَنًّا ثُمَّ اَقِيْمُوْا حَوْلَ قَبْرِيْ قَدْرَ مَا يُنْحَرُ جَزُوْرٌ وَّيُقْسَمُ لَحْمُهَا حَتّٰى اَسْتَانِسَ بِكُمْ وَاَعْلَمَ مَاذَا اُرَاجِعُ بِهٖ رُسُلَ رَبِّيْ. (مسلم) 709-9

حضرت عمرو بن عاص ﷛ جب موت کی آغوش میں تھے تو انہوں نے اپنے بیٹے سے فرمایا کہ جب میں فوت ہو جاؤں تو میرے ساتھ نوحہ گر عورت اور آگ نہ جائے جب تم مجھے دفن کر چکو تو میری قبر پر مٹی ڈالنا پھر میری قبر کے پاس اتنا عرصہ ٹھہرے رہنا جتنے عرصہ میں اونٹ کو ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم کیا جاتا ہے تاکہ میں تمہارے ساتھ مانوس رہوں۔ اور میں معلوم کر سکوں کہ میں اپنے رب کے فرشتوں کو کیا جواب دوں۔ (مسلم)

فہم الحدیث

حضرت عمرو بن العاص ﷛ کا اپنے بیٹے کو یہ ارشاد فرمانا کہ کچھ دیر کے لئے میری قبر پر ٹھہرے رہنا تاکہ میں منکر نکیر کے سوالات کے وقت کچھ تسلی پا سکوں یہ الفاظ محض موت کی سختی کی وجہ سے تھے ورنہ تمام صحابہ کرام ﷡ کا عقیدہ یہ تھا! کہ مرنے کے بعد آدمی کا دنیا اور دنیا والوں کے ساتھ رابطہ کٹ جاتا ہے۔

بَابُ الْبُكَاءِ عَلَى الْمَيِّتِ

میت پر آہ وبکا کرنا

کسی کی موت پر رونا اور غم کا اظہار کرنا انسانی فطرت کا تقاضا ہے۔ آپ ﷺ کی تعلیم یہ ہے کہ غم کا اظہار کرو اگر آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔ تو اس میں کوئی حرج نہیں یہ تو اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔ اس لئے کہ آنسو دل کی نرمی کے سبب بہا کرتے ہیں۔ اور اس سے آدمی کا غم ہلکا اور طبیعت میں صبر وسکون پیدا ہوتا ہے۔ البتہ واویلا کرنے گریبان چاک کرنے اور چہرے پیٹنے سے سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے۔

الفصل الاوّل

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ دَخَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى اَبِىْ سَيْفٍ الْقَيْنِ وَكَانَ ظِئْرًا لِّاِبْرٰهِيْمَ فَاَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِبْرَاهِيْمَ فَقَبَّلَهٗ وَشَمَّهٗ ثُمَّ دَخَلْنَا عَلَيْهِ بَعْدَ ذٰلِكَ وَاِبْرٰهِيْمُ يَجُوْدُ بِنَفْسِهٖ فَجَعَلَتْ عَيْنَا رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تَذْرِفَانِ فَقَالَ لَهٗ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ وَّاَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ يَا ابْنَ عَوْفٍ اِنَّهَا رَحْمَةٌ ثُمَّ اَتْبَعَهَا بِاُخْرٰى فَقَالَ اِنَّ الْعَيْنَ تَدْمَعُ وَالْقَلْبُ يَحْزَنُ وَلَا نَقُوْلُ اِلَّا مَا يَرْضٰى رَبُّنَا وَاِنَّا بِفِرَاقِكَ يَا اِبْرَاهِيْمُ لَمَحْزُوْنُوْنَ. (متفق عليه) 1-710

پہلی فصل

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم رسولِ اکرم ﷺ کے ہمراہ آپ ﷺ کے بیٹے ابراہیم کی دایہ کے خاوند ابوسیف لوہار کے ہاں گئے۔ رسول معظم ﷺ نے ابراہیم کو اٹھا کر چوما اور پیار کیا۔ اس کے بعد دوبارہ گئے تو ابراہیم پر نزع کی حالت طاری تھی۔ اس حالت پر آپ کی آنکھیں بھر آئیں۔ چنانچہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے آپ سے عرض کیا آپ اللہ کے رسول ہو کر آنسو بہا رہے ہیں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' اے ابن عوف! آنسو کا نکلنا رحمت ہے۔ آپ کی آنکھوں سے پھر آنسو جاری ہو گئے فرمایا' آنکھیں روتی ہیں' دل غمزدہ ہے پھر بھی ہم وہی الفاظ کہیں گے جن کو ہمارا رب پسند کرتا ہے۔ بیٹا بلا شبہ ہم تیری جدائی سے غم زدہ ہیں۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ اَرْسَلَتِ ابْنَةُ النَّبِيِّ ﷺ اِلَيْهِ اَنَّ ابْنًا لِّيْ قُبِضَ فَاْتِنَا فَاَرْسَلَ يُقْرِئُ السَّلَامَ وَيَقُوْلُ اِنَّ لِلّٰهِ مَا اَخَذَ وَلَهٗ مَا اَعْطٰى وَكُلٌّ عِنْدَهٗ بِاَجَلٍ مُّسَمًّى فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ فَاَرْسَلَتْ اِلَيْهِ تُقْسِمُ عَلَيْهِ لَيَاْتِيَنَّهَا

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی بیٹی نے آپ ﷺ کو پیغام بھجوایا کہ میرا بیٹا قریب المرگ ہے آپ ہمارے ہاں تشریف لائیں آپ ﷺ نے سلام کے ساتھ پیغام بھیجا کہ بلاشبہ اللہ ہی کا ہے جس کو اس نے قبض کیا ہے اور اسی کا ہے جو وہ عطا کرتا ہے اور اس کے

فَقَامَ وَمَعَهُ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَمُعَاذُبْنُ جَبَلٍ وَاُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَرِجَالٌ فَرُفِعَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الصَّبِيُّ وَنَفْسُهُ تَتَقَعْقَعُ فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ فَقَالَ سَعْدٌ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا هٰذَا فَقَالَ هٰذِهٖ رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِ عِبَادِهٖ فَاِنَّمَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَآءَ.(متفق عليه) 2-711

ہاں ہرایک کے لئے وقت مقرر ہے۔اس لئے صبر کرو اور اللہ تعالیٰ سے اجر وثواب کی امید رکھو۔آپ کی بیٹی نے اللہ کا واسطہ دے کر پھر پیغام بھیجا کہ ایک دفعہ ضرور تشریف لائیں۔ اس پر آپ ﷺ کھڑے ہوئے سعد بن عبادہ معاذ بن جبل ابی بن کعب زید بن ثابت اور دیگر صحابہ ؓ آپ کے ہمراہ تھے۔آپ ﷺ کی خدمت میں بچہ پیش کیا گیا۔تو اس کا سانس قفس عنصری سے نکل رہا تھا۔آپ کی آنکھیں اشک بار ہوگئیں۔حضرت سعد ؓ نے عرض کیا یہ کیا ہے؟ تب آپ نے ارشاد فرمایا' یہ رحمت ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں میں بھر دیا ہے۔اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے ان پر رحم فرماتا ہے جو دوسروں پر رحم کرتے ہیں (بخاری ومسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَرَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ اشْتَكٰى سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ شَكْوٰى لَهٗ فَاَتَاهُ النَّبِيُّ ﷺ يَعُوْدُهٗ مَعَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ ابْنِ عَوْفٍ وَسَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ وَّعَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ؓ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ وَجَدَهٗ فِيْ غَاشِيَةٍ فَقَالَ قَدْ قُضِيَ قَالُوْا لَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَبَكَى النَّبِيُّ ﷺ فَلَمَّا رَاَى الْقَوْمُ بُكَآءَ النَّبِيِّ ﷺ بَكَوْا فَقَالَ اَلَا تَسْمَعُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ لَا يُعَذِّبُ بِدَمْعِ الْعَيْنِ وَلَا بِحُزْنِ الْقَلْبِ وَلٰكِنْ يُّعَذِّبُ بِهٰذَا وَاَشَارَ اِلٰى لِسَانِهٖ اَوْ يَرْحَمُ وَاِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَآءِ اَهْلِهٖ عَلَيْهِ.(متفق عليه) 3-712

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن عبادہ ؓ کی عیادت کے لئے آپ کے ساتھ نبی رحمت ﷺ تشریف لے گئے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ' حضرت سعد بن وقاص ؓ اور عبداللہ بن مسعود ؓ بھی تھے حضرت سعد کو غشی کی حالت میں پایا۔آپ ﷺ نے استفسار فرمایا کہ کیا یہ فوت ہو چکے ہیں؟ بتایا گیا نہیں یارسول اللہ! اس پر رسول کریم ﷺ اشک بار ہوگئے۔صحابہ کرام ؓ نے آپ کو روتے دیکھا تو وہ بھی آنسو بہانے لگے۔پھر آپ ﷺ نے فرمایا یادرکھو کہ! اللہ تعالیٰ آنکھوں میں آنسوؤں اور دل کے حزن وملال سے عذاب نہیں دیتا۔زبان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔اس کی وجہ سے مبتلائے عذاب کرتا ہے یا رحم فرماتا ہے۔البتہ میت کو اس کے اہل خانہ کی آہ وبکا کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے۔(بخاری ومسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍرَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَشَقَّ الْجُيُوْبَ وَدَعٰى بِدَعْوَى

حضرت عبد اللہ بن مسعود ؓ نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ وہ شخص ہم سے نہیں جو رخساروں کو پیٹتا' دامن چاک کرتا اور جاہلیت کا واویلا کرتا ہے۔(بخاری ومسلم)

الْجَاهِلِيَّةِ. (متفق عليه)713-4

عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ ؓ قَالَ اُغْمِيَ عَلٰی اَبِیْ مُوْسٰی فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ اُمُّ عَبْدِاللّٰهِ تَصِيْحُ بِرَنَّةٍ ثُمَّ اَفَاقَ فَقَالَ اَلَمْ تَعْلَمِيْ وَكَانَ يُحَدِّثُهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَنَا بَرِيْءٌ مِّمَّنْ حَلَقَ وَصَلَقَ وَخَرَقَ. (متفق عليه ولفظه لمسلم)714-5

حضرت ابو بردہ ؓ نے بتایا کہ حضرت ابو موسیٰ ؓ بے ہوش ہو گئے تو ان کی بیوی ام عبداللہ ؓ بلند آواز سے رونے لگی۔ تھوڑی دیر بعد آپ ؓ کو افاقہ ہوا تو فرمانے لگے تجھے معلوم نہیں! رسول اکرم ﷺ نے فرمایا' میں اس شخص سے بری الذمہ ہوں جو سر منڈواتا' جزع فزع کرتا اور کپڑے پھاڑتا ہو (بخاری و مسلم) یہ الفاظ مسلم کے ہیں۔

عَنْ اَبِیْ مَالِكٍ الْاَشْعَرِيِّ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَرْبَعٌ فِيْ اُمَّتِيْ مِنْ اَمْرِالْجَاهِلِيَّةِ لَا يَتْرُكُوْنَهُنَّ اَلْفَخْرُ فِي الْاَحْسَابِ وَالطَّعْنُ فِي الْاَنْسَابِ وَالْاِسْتِسْقَاءُ بِالنُّجُوْمِ وَالنِّيَاحَةُ وَقَالَ النَّائِحَةُ اِذَا لَمْ تَتُبْ قَبْلَ مَوْتِهَا تُقَامُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَعَلَيْهَا سِرْبَالٌ مِّنْ قَطِرَانٍ وَّدِرْعٌ مِّنْ جَرَبٍ. (مسلم)715-6

ابو مالک اشعری ؓ نے نبی مکرم ﷺ کی یہ نصیحت بیان فرمائی۔ میری امت میں جاہلیت کی چار عادتیں عود کر آئیں گی (۱) حسب و نسب پر فخر (۲) دوسروں کے حسب (۳) نسب پر طعن (۴) ستاروں کو بارش کا ذریعہ سمجھنا اور نوحہ کرنا مزید فرمایا' وفات سے پہلے نوحہ کرنے والی عورت اگر تائب نہ ہوئی تو روزِ قیامت اس کو اس حال میں کھڑا کیا جائے گا کہ اسے خارش کا کرتہ اور کندھک کی قمیض پہنائی جائے گی (مسلم)

عَنْ اَنَسٍ ؓ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِامْرَاَةٍ تَبْكِيْ عِنْدَ قَبْرٍ فَقَالَ اتَّقِي اللّٰهَ وَاصْبِرِيْ قَالَتْ اِلَيْكَ عَنِّيْ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَبْ بِمُصِيْبَتِيْ وَلَمْ تَعْرِفْهُ فَقِيْلَ لَهَا اِنَّهُ النَّبِيُّ ﷺ فَاَتَتْ بَابَ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمْ تَجِدْ عِنْدَهٗ بَوَّابِيْنَ فَقَالَتْ لَمْ اَعْرِفْكَ فَقَالَ اِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَالصَّدْمَةِ الْاُوْلٰی. (متفق عليه)716-7

حضرت انس بیان ؓ کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا گزر ایک عورت پر ہوا جو ایک قبر پر آہ و بکا کر رہی تھی۔ آپ نے تلقین فرمائی' اللہ سے ڈرو اور صبر کرو۔ وہ کہنے لگی مجھ سے دور ہو جاؤ۔ تمہیں ایسی مصیبت نہیں پہنچی جیسی مصیبت میں میں مبتلا ہوں۔ اور وہ آپ کو پہچانتی نہیں تھی۔ اس کو بتایا گیا کہ یہ نبی کریم ﷺ ہیں۔ پھر وہ آپ کے دروازے پر آئی جس پر کوئی چوکیدار نہ تھا وہ معذرت خواہانہ عرض کرنے لگی۔ میں نے آپ کو پہچانا نہیں تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا' صبر تو وہ ہے جو صدمہ پہنچنے کے فوراً بعد کیا جائے (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَمُوْتُ لِمُسْلِمٍ ثَلٰثَةٌ مِّنَ الْوَلَدِ فَيَلِجُ النَّارَ

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا کسی مسلمان کے جب تین بچے

اِلَّا تَحِلَّةَ الْقَسَمِ.(متفق عليه)717-8

فوت ہو جائیں تو وہ صرف قسم کو پورا کرنے کے لیے دوزخ میں داخل ہوگا (بخاری ومسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِنِسْوَةٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ لَا يَمُوْتُ لِاِحْدٰكُنَّ ثَلٰثَةٌ مِّنَ الْوَلَدِ فَتَحْتَسِبُهُ اِلَّا دَخَلَتِ الْجَنَّةَ فَقَالَتِ امْرَاَةٌ مِنْهُنَّ اَوِ اثْنَانِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَوِاثْنَانِ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) وَفِىْ رِوَايَةٍ لَّهُمَا (ثَلٰثَةٌ لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ.9-718

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے فرمایا۔تم میں سے جس عورت کے تین بچے فوت ہو گئے اور اس نے صبر کیا تو وہ جنت میں داخل ہوگی۔ان میں ایک خاتون نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر دو فوت ہوئے ہوں تو آپ نے فرمایا' دو کا بھی یہی حکم ہے۔(مسلم) مسلم اور بخاری کی روایت میں تین نابالغ بچوں کا ذکر آتا ہے۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اللّٰهُ مَا لِعَبْدِى الْمُؤْمِنِ عِنْدِىْ جَزَآءٌ اِذَا قَبَضْتُ صَفِيَّهُ مِنْ اَهْلِ الدُّنْيَا ثُمَّ احْتَسَبَهُ اِلَّا الْجَنَّةُ.(بخارى)719-10

حضرت ابو ہریرہ ؓ ہی سے رسول ﷺ کا یہ ارشاد ہے۔اللہ عزّ وجل فرماتا ہے کہ وہ مومن جس کے عزیز و اقارب میں سے محبوب ترین انسان کی روح میں قبض کر لوں اور وہ اس پر صبر کرے تو اس کا بدلہ میرے نزدیک جنت کے سوا کچھ نہیں ہوگا۔

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ ؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ نِّيحَ عَلَيْهِ فَاِنَّهُ يُعَذَّبُ بِمَا نِيحَ عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ.(متفق عليه)720-11

حضرت مغیرہ بن شعبہ ؓ بیان کرتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا' جس شخص پر نوحہ کیا جاتا ہے اس کو روز قیامت اس نوحہ خوانی کے سبب عذاب ہوگا۔(بخاری ومسلم)

عَنْ عُمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَاقَالَتْ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا وَذُكِرَ لَهَا اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ اِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَآءِ الْحَيِّ عَلَيْهِ تَقُوْلُ يَغْفِرُ اللّٰهُ لِاَبِىْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَمَا اِنَّهُ لَمْ يَكْذِبْ وَلٰكِنَّهُ نَسِىَ اَوْ اَخْطَاَ اِنَّمَا مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى يَهُوْدِيَّةٍ يُّبْكٰى عَلَيْهَا فَقَالَ اِنَّهُمْ لَيَبْكُوْنَ عَلَيْهَا وَاِنَّهَا لَتُعَذَّبُ فِىْ قَبْرِهَا.(متفق عليه)721-12

عمرۃ بنت عبدالرحمٰن ؓ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا اور انہیں بتایا گیا کہ عبداللہ بن عمر ؓ فرماتے ہیں کہ زندہ لوگوں کے میّت پر نوحہ سے میّت کو عذاب ہوگا۔اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔اللہ عز وجل ابو عبدالرحمٰن کو معاف فرمائے۔اس نے جھوٹ نہیں بولا وہ بھول گیا ہے یا اس کو غلطی لگی ہے۔دراصل رسول مکرم ﷺ کا گزر ایک یہودی عورت پر ہوا جس پر آہ و بکا کی جارہی تھی۔آپ نے فرمایا یہ لوگ اس پر آہ بکا کر رہے ہیں اور اس کو قبر میں عذاب دیا جارہا ہے۔(بخاری ومسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِیْ مُلَیْکَةَ ﷺ قَالَ تُوُفِّیَتْ بِنْتٌ لِعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ ﷺ بِمَکَّةَ فَجِئْنَا لِنَشْهَدَ هَا وَحَضَرَهَا ابْنُ عُمَرَوَابْنُ عَبَّاسٍ فَاِنِّیْ لَجَالِسٌ بَیْنَهُمَا فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا لِعَمْرِوبْنِ عُثْمَانَ وَهُوَ مَوَاجِهُهُ اَ لَا تَنْهٰی عَنِ الْبُکَآءِ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنَّ الْمَیِّتَ لَیُعَذَّبُ بِبُکَآءِ اَهْلِهِ عَلَیْهِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَدْ کَانَ عُمَرُ یَقُوْلُ بَعْضَ ذٰلِکَ ثُمَّ حَدَّثَ فَقَالَ صَدَرْتُ مَعَ عُمَرَ ﷺ مِنْ مَکَّةَ حَتّٰی اِذَا کُنَّا بِالْبَیْدَآءِ فَاِذَا هُوَ بِرَکْبٍ تَحْتَ ظِلِّ سَمُرَةٍ فَقَالَ اذْهَبْ فَانْظُرْ مَنْ هٰؤُلَآءِ الرَّکْبُ فَنَظَرْتُ فَاِذَا هُوَ صُهَیْبٌ قَالَ فَاَخْبَرْتُهُ فَقَالَ ادْعُهُ فَرَجَعْتُ اِلٰی صُهَیْبٍ فَقُلْتُ ارْتَحِلْ فَالْحَقْ اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ فَلَمَّا اَنْ اُصِیْبَ عُمَرُ ﷺ دَخَلَ صُهَیْبٌ یَبْکِیْ یَقُوْلُ وَااَخَاهُ وَآصَاحِبَاهُ فَقَالَ عُمَرُ ﷺ یَا صُهَیْبُ اَتَبْکِیْ عَلَیَّ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ الْمَیِّتَ لَیُعَذَّبُ بِبَعْضِ بُکَآءِ اَهْلِهِ عَلَیْهِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﷺ فَلَمَّا مَاتَ عُمَرُ ذَکَرْتُ ذَالِکَ لِعَآئِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا فَقَالَتْ یَرْحَمُ اللّٰهُ عُمَرَ ﷺ لَا وَاللّٰهِ مَا حَدَّثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ الْمَیِّتَ لَیُعَذَّبُ بِبُکَآءِ اَهْلِهِ عَلَیْهِ وَلٰکِنْ اِنَّ اللّٰهَ یَزِیْدُ الْکَافِرَ عَذَابًا بِبُکَآءِ اَهْلِهِ عَلَیْهِ وَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا حَسْبُکُمُ الْقُرْآنُ وَلَا تَزِرُوَازِرَةٌ وِزْرَ اُخْرٰی قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عِنْدَ ذَالِکَ وَاللّٰهُ اَضْحَکَ وَاَبْکٰی قَالَ

حضرت عبد اللہ بن ابی ملیکہ ﷺ بیان کرتے کہ حضرت عثمان ﷺ کی بیٹی مکہ مکرمہ میں وفات پا گئی۔ ہم اس کے جنازہ کے لئے آئے ابن عمر ﷺ اور ابن عباس ﷺ بھی وہاں تھے۔ میں ان دونوں کے درمیان تھا انہوں نے اپنے سامنے بیٹھے ہوئے عمرو بن عثمان ﷺ کو کہا آپ خواتین کو نوحہ وبکا سے کیوں نہیں روکتے؟ حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے' میت کو اس کے اہل خانہ کے رونے سے عذاب دیا جاتا ہے۔ اس پر ابن عباس ﷺ نے فرمایا حضرت عمر ﷺ ایسی ہی بات کہتے تھے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ میں حضرت عمر ﷺ کے ہمراہ مکہ مکرمہ سے لوٹا جب ہم بیداء پہنچے تو وہاں حضرت صہیب ﷺ کو پایا پھر اس کی اطلاع حضرت عمر ﷺ کو دی انہوں نے صہیب ﷺ کو بلانے کیلئے کہا تو میں حضرت صہیب ﷺ کے پاس گیا اور کہا تشریف لے چلئے امیر المومنین آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ پھر جب حضرت عمر ﷺ زخمی ہوئے تو حضرت صہیب ﷺ روتے ہوئے ہائے میرا بھائی اور میرا ساتھی کہتے داخل ہوئے۔ حضرت عمر ﷺ نے سختی سے فرمایا مجھ پر تم روتے ہو حالانکہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا' بلاشبہ مرنے والے کے بعض تعلق داروں کے رونے کی وجہ سے میت کو عذاب دیا جاتا ہے۔ ابن عباس ﷺ فرماتے ہیں جب حضرت عمر ﷺ وفات پا گئے تو میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس کا ذکر کیا۔ ام المومنین نے جواب دیا اللہ تعالیٰ عمر ﷺ پر رحم فرمائے۔ اللہ کی قسم! ایسی بات نہیں کہ میت کو اس کے اہل کے رونے سے عذاب ہوتا ہو۔ حالانکہ نبی کریم ﷺ نے یہ فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کافروں کے عذاب میں ان کے اہل کے رونے کے سبب اضافہ کرتا ہے حضرت عائشہ ﷺ نے

اِبْنُ اَبِیْ مُلَیْکَۃَ فَمَاقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمَا شَیْئًا. (متفق علیه)722-13

اس پر مزید فرمایا ہمارے لئے قرآن ہی کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کوئی نفس کسی دوسرے نفس کے بوجھ کو نہیں اٹھائے گا' اس پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی تائید میں فرمایا۔ اللہ ہی انسان کو ہنساتا ہے اور رلاتا ہے ابن ملیکہ ﷛ کا بیان ہے کہ اس پر عبداللہ بن عمر ﷛ خاموش رہے (بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

لواحقین کے بین کرنے سے میّت کو تب عذاب ہوگا جب مرنے والا خود ایسا کیا کرتا تھا یا وہ اس طرح رونے کی وصیّت کر گیا ہو۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا جَآءَ النَّبِیَّ ﷺ قَتْلُ ابْنِ حَارِثَةَ وَجَعْفَرٍ وَّابْنِ رَوَاحَةَ ﷛ جَلَسَ یُعْرَفُ فِیْهِ الْحُزْنُ وَاَنَا اَنْظُرُ مِنْ صَائِرِ الْبَابِ تَعْنِیْ شَقَّ الْبَابِ فَاَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ اِنَّ نِسَآءَ جَعْفَرٍ ﷛ وَّذَکَرَ بُکَآءَ هُنَّ فَاَمَرَهُ اَنْ یَّنْهَاهُنَّ فَذَهَبَ ثُمَّ اَتَاهُ الثَّانِیَةَ لَمْ یُطِعْنَهُ فَقَالَ انْهَهُنَّ فَاَتَاهُ الثَّالِثَةَ قَالَ وَاللّٰہِ غَلَبْنَنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ فَزَعَمْتُ اَنَّهُ قَالَ فَاحْثُ فِیْ اَفْوَاهِهِنَّ التُّرَابَ فَقُلْتُ اَرْغَمَ اللّٰہُ اَنْفَکَ لَمْ تَفْعَلْ مَا اَمَرَکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَلَمْ تَتْرُکْ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ مِنَ الْعَنَاءِ. (متفق علیه)723-14

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں جب حضرت ابن حارثہ ﷛' جعفر ﷛ اور ابن رواحہ ﷛ شہید ہوئے تو آنحضرت ﷺ حزن وملال میں مبتلاء مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے۔ میں دروازے کی جھری سے یعنی سوراخوں سے دیکھ رہی تھی کہ ایک شخص نے آکر آپ کو بتایا کہ حضرت جعفر ﷛ کے گھر خواتین ان پر بلند آواز سے رو رہی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا انہیں روکو۔ وہ ان کے پاس گیا بعد ازاں آپ کے پاس آکر بتایا وہ اسکا کہا نہیں مانتیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا انہیں روکو۔ وہ پھر آکر عرض کرتا ہے۔ اللہ کی قسم یا رسول اللہ! وہ ہم پر غالب آگئی ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں آپ ﷺ نے اسے حکم دیا ان کے منہ میں مٹی ڈالے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے اس شخص سے کہا اللہ تیری ناک خاک آلودہ کرے نہ تجھ سے وہ کام ہوسکا جس کا آپ ﷺ نے تجھے حکم دیا اور نہ تو آپ کو پریشان کرنے سے باز آیا۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا مَاتَ اَبُوْ سَلَمَةَ قُلْتُ غَرِیْبٌ وَّفِیْ اَرْضِ غُرْبَةٍ لَّاَبْکِیَنَّهُ بُکَآءً یُّتَحَدَّثُ عَنْهُ فَکُنْتُ قَدْ تَهَیَّاْتُ لِلْبُکَآءِ عَلَیْهِ اِذْ اَقْبَلَتِ امْرَاَةٌ تُرِیْدُ اَنْ تُسْعِدَنِیْ فَاسْتَقْبَلَهَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں جب ان کے خاوند ابو سلمہ ﷛ فوت ہوئے تو انہوں نے سوچا تھا غریب الوطن تھا پردیس میں مرگیا۔ میں اس پر اتنا روؤں گی کہ میری آہ وبکا لوگ یاد رکھیں گے۔ چنانچہ میں نے اس پر نوحہ کے لئے اپنے آپ کو تیار کیا اس دوران ایک عورت آئی جس کا

اَتُرِیْدِ یْنَ اَنْ تُدْخِلِی الشَّیْطَانَ بَیْتًا اَخْرَجَهُ اللّٰهُ مِنْهُ مَرَّتَیْنِ وَکَفَفْتُ عَنِ الْبُکَآءِ فَلَمْ اَبْکِ.(مسلم)724-15

ارادہ رونے میں میری معاونت کرنے کا تھا نبی اکرم ﷺ اس عورت سے اس طرح مخاطب ہوئے اور دو دفعہ یہ ارشاد فرمایا جس گھر سے اللہ تعالیٰ نے شیطان کو نکال دیا اس گھر میں تو پھر اس کو داخل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اس فرمان کے بعد میں رونے سے بالکل رک گئی۔ (مسلم)

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍ ؓ قَالَ اُغْمِیَ عَلٰی عَبْدِاللّٰهِ بْنِ رَوَاحَةَ فَجَعَلَتْ اُخْتُه عَمْرَةُ تَبْکِیْ وَاجَبَلَاهُ وَاکَذَا وَاکَذَا تُعَدِّدُ عَلَیْهِ فَقَالَ حِیْنَ اَفَاقَ مَاقُلْتِ شَیْئًا اِلَّا قِیْلَ لِیْ کَذَالِکَ زَادَ فِیْ رِوَایَةٍ فَلَمَّا مَاتَ لَمْ تَبْکِ عَلَیْهِ.(بخاری)725-16

حضرت نعمان بن بشیر ؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ ؓ بے ہوش ہو گئے اور ان کی بہن عمرہ روتے ہوئے ان کی خوبیاں گن رہی تھیں کہ تو پہاڑ، بہادر، عظیم سہارا اور اس قسم کے الفاظ کہہ رہی تھیں جب انہیں ہوش آیا فرمانے لگے تو نے میرے بارے میں اس قسم کی باتیں کی ہیں اگر مجھ سے سوال ہوتا کہ واقعی تو ایسا تھا؟ تو پھر......دوسری روایت میں ہے کہ وہ جب فوت ہو گئے تو ان کی بہن پھر اسطرح نہیں روئی۔ (بخاری)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لَهُ مَاتَ ابْنٌ لِیْ فَوَجَدْتُ عَلَیْهِ هَلْ سَمِعْتَ مِنْ خَلِیْلِکَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَیْهِ شَیْئًا یُطَیِّبُ بِاَنْفُسِنَا عَنْ مَوْتَانَا قَالَ نَعَمْ سَمِعْتُهُ ﷺ قَالَ صِغَارُهُمْ دَعَامِیْصُ الْجَنَّةِ یَلْقٰی اَحَدُهُمْ اَبَاهُ فَیَاْخُذُ بِنَاصِیَةِ ثَوْبِهٖ فَلَا یُفَارِقُهُ حَتّٰی یُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ.(مسلم)726-17

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں ایک شخص نے ان سے عرض کیا میرا بیٹا فوت ہو گیا جس کی وجہ سے مجھے شدید صدمہ ہے جناب ابو ہریرہ ؓ کیا آپ نے اپنے محبوب سے ایسا ارشاد سنا اللہ ان پر رحمتیں نازل فرمائے جس سے ہمیں سکون حاصل ہو؟ حضرت ابو ہریرہ ؓ فرماتے ہیں جی ہاں میں نے آپ ﷺ سے سنا ہے آپ ﷺ نے فرمایا چھوٹے بچے بلا تکلف جنت میں گھومتے پھرتے ہوں گے وہ اپنے والدین سے مل کر ان کے دامن کو پکڑ لیں گے اور ان کو جنت میں داخل کرانے تک نہیں چھوڑیں گے۔ (مسلم)

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ ؓ قَالَ جَاءَ تْ اِمْرَاَةٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ذَهَبَ الرِّجَالُ بِحَدِیْثِکَ فَاجْعَلْ لَنَا مِنْ نَفْسِکَ یَوْمًا نَاْتِیْکَ فِیْهِ تُعَلِّمُنَا مِمَّا عَلَّمَکَ اللّٰهُ فَقَالَ اِجْتَمِعْنَ فِیْ یَوْمِ کَذَا وَکَذَا فِیْ مَکَانِ

حضرت ابو سعید ؓ ذکر کرتے ہیں ایک عورت رسول محترم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتی ہے مرد حضرات تو آپ کے ارشادات سے مستفید ہوتے ہیں ہمارے لیے بھی ایک دن عنایت فرمائیں تا کہ ہم بھی وہ علم حاصل کریں جو اللہ تعالیٰ آپ کو عطا فرماتے ہیں۔ ارشاد ہوا کہ آپ فلاں

كَذَا وَكَذَا فَاجْتَمَعْنَ فَأَتَاهُنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَعَلَّمَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَهُ اللّٰهُ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْكُنَّ امْرَأَةٌ تُقَدِّمُ بَيْنَ يَدَيْهَا مِنْ وَّلَدِهَا ثَلٰثَةً اِلَّا كَانَ لَهَا حِجَابًا مِّنَ النَّارِ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنْهُنَّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَوِاثْنَيْنِ فَاَعَادَتْهَا مَرَّتَيْنِ ثُمَّ قَالَ وَاثْنَيْنِ وَاثْنَيْنِ وَاثْنَيْنِ (رواہ البخاری) 18-727

دن اور فلاں جگہ اجتماع کیا کریں۔ تو انہوں نے وہاں اجتماع کیا رسول محترم ﷺ وہاں تشریف لے گئے آپ نے انہیں ان مسائل سے آگاہ فرمایا جنکی اللہ تعالیٰ نے آپ کو تعلیم دی پھر فرمایا جس عورت نے اپنے تین بچوں کو آگے بھیجا وہ بچے اپنی ماں کے لیے جہنم سے رکاوٹ بن جائیں گے۔ ایک عورت نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! کیا دو بچوں کے لیے بھی یہی اجر ہے اور یہ الفاظ اس نے دو مرتبہ دہرائے آپ نے فرمایا دو بچوں کے لیے بھی یہی اجر ہے آپ ﷺ نے یہ الفاظ تین مرتبہ یہ ارشاد فرمایا۔ (بخاری)

خلاصہ باب

۱۔ کسی کی موت پر رونا انسانی فطرت کا تقاضا ہے۔
۲۔ ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہے۔
۳۔ کسی کی موت پر رخسار پیٹنا' دامن چاک کرنا اور نوحہ کرنا کفر کی حرکات ہیں۔
۴۔ نسب پر فخر کرنا' ستاروں کے ذریعے بارش مانگنا اور دوسرے کے نسب پر طعن کرنا جہالت ہے۔
۵۔ صدمہ کی ابتدا کے وقت صبر کرنا اصل صبر ہے۔
۶۔ لخت جگر کی موت پر صبر کرنے والی ماں جنت میں جائے گی۔
۷۔ کسی کی آہ و بکا کی وجہ سے مرنے والے کو عذاب نہیں ہوتا۔
۸۔ شہید کی موت پر خوشی کے بجائے غم کا اظہار کرنا سنت ہے۔



بَابُ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ

قبروں کی زیارت

الفصل الاول

عَنْ بُرَيْدَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا وَنَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُوْمِ الْاَضَاحِيْ فَوْقَ ثَلٰثٍ فَاَمْسِكُوْا مَا بَدَالَكُمْ وَنَهَيْتُكُمْ عَنِ النَّبِيْذِ اِلَّا فِيْ سِقَآءٍ فَاشْرَبُوْا فِي الْاَسْقِيَةِ كُلِّهَا وَلَا تَشْرَبُوْا مُسْكِرًا. (مسلم)728-1

پہلی فصل

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا لیکن اب تم زیارت کیا کرو۔ اسی طرح میں نے تم کو قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ رکھنے سے روکا تھا اب یہ زیادہ دن رکھنے کی اجازت ہے میں نے تمہیں شراب پینے والے برتنوں میں نبیذ بنانے سے منع کیا تھا اب تم سب برتن استعمال کر سکتے ہو۔ البتہ نشہ آور مشروب کو پینا جائز نہیں۔ (مسلم)

فہم الحدیث

آپ ﷺ نے شرک ورسومات کی وجہ سے ابتداء میں قبروں کی زیارت سے روک دیا تھا جب لوگوں کا توحید پر عقیدہ پختہ ہوا اور وہ رسومات سے پرہیز کرنے لگے۔ تو آپ نے یہ کہہ کر قبروں کی زیارت کی اجازت عنایت فرمائی کہ اب تم قبرستان میں جایا کرو۔ کیونکہ اس سے آدمی کو موت یاد آتی ہے البتہ ان لوگوں کو بالخصوص عورتوں کو قبرستان جانے سے اجتناب کرنا چاہئے۔ جو وہاں جا کر واویلا یا خلاف شریعت حرکات کرتی ہیں۔ تین دن سے زیادہ گوشت کی ممانعت شاید اس لئے فرمائی کہ مسلمانوں کا ابتدائی دور غربت وافلاس کا تھا جب نسبتاً خوشحالی کا دور آیا تو آپ ﷺ نے قربانی کا گوشت جمع کرنے کی کھلی اجازت عطا فرمائی۔ اگر آج بھی کسی علاقے میں ایسی صورت ہو تو قربانی کے گوشت کا ذخیرہ کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ زَارَ النَّبِيُّ ﷺ قَبْرَ اُمِّهٖ فَبَكٰى وَاَبْكٰى مَنْ حَوْلَهٗ فَقَالَ اسْتَاْذَنْتُ رَبِّيْ فِيْ اَنْ اَسْتَغْفِرَ لَهَا فَلَمْ يُؤْذَنْ لِيْ وَاسْتَاْذَنْتُهٗ فِيْ اَنْ اَزُوْرَ قَبْرَهَا فَاُذِنَ لِيْ فَزُوْرُوا الْقُبُوْرَ فَاِنَّهَا تُذَكِّرُ الْمَوْتَ. (مسلم)729-2

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اپنی والدہ ماجدہ کی قبر کی زیارت کے لئے گئے اور آپ زار وقطار رونے لگے اور جو صحابہ رضی اللہ عنہم آپ کے ساتھ تھے وہ بھی روئے جا رہے تھے۔ بعد میں آپ نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے اپنی والدہ کے لئے استغفار کی اجازت چاہی تھی لیکن مجھے یہ اجازت نہیں ملی۔ پھر میں نے زیارت کے لئے اجازت مانگی۔ جس کے لئے مجھے اجازت عنایت فرمائی گئی لوگو! قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ یہ موت یاد کرواتی ہے۔ (مسلم)

عَنْ بُرَيْدَةَ ﷺ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُعَلِّمُهُمْ اِذَا خَرَجُوْا اِلَى الْمَقَابِرِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ نَسْاَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ.(مسلم)730-3

حضرت بریدہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا جب تم قبرستان میں جاؤ تو یہ دعا کیا کرو۔''اے قبروں میں بسنے والے مومنو اور مسلمانو! تم پر سلامتی ہو۔ جب اللہ نے چاہا ہم بھی تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں۔ہم اپنے اور تمہارے لئے اللہ تعالیٰ سے خیر مانگتے ہیں۔(مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كُلَّمَا كَانَ لَيْلَتُهَا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَخْرُجُ مِنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ اِلَى الْبَقِيْعِ فَيَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِيْنَ وَاَتَاكُمْ مَّا تُوْعَدُوْنَ غَدًا مُّؤَجَّلُوْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَهْلِ بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ.(مسلم) 731-4

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ایک رات رسول اکرم ﷺ میرے ہاں تشریف فرما تھے۔آپ رات کے آخری حصے میں بقیع قبرستان کی طرف تشریف لے گئے۔اور انہیں السلام علیکم کہتے ہوئے فرمایا''اے قبرستان میں بسنے والے مومنو!تم سے جو وعدہ ہوا تھا وہ مل چکا اور ہمیشہ رہنے والے اجر کے لئے آخرت کا وقت ہے۔ان شاء اللہ ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں۔الٰہی بقیع قبرستان والوں کو معاف فرما۔(مسلم)

وَعَنْهَا قَالَتْ كَيْفَ اَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تَعْنِيْ فِيْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ قَالَ قُوْلِيْ اَلسَّلَامُ عَلٰى اَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَيَرْحَمُ اللّٰهُ الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَاْخِرِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ.(مسلم) 732-5

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتی ہیں انہوں نے رسول محترم ﷺ سے استفسار کیا۔قبروں کی زیارت کے وقت کیا پڑھنا چاہئے۔فرمایا تجھے یہ دعا کرنی چاہئے۔''اے قبروں میں رہنے والے مومنو اور مسلمانو! تم پر سلامتی ہو اللہ تعالیٰ تمہارے پہلے اور پچھلے لوگوں پر رحم فرمائے۔ان شاء اللہ ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں۔(مسلم)

خلاصہ باب

۱۔ قبروں کی زیارت کرنی چاہیے۔کیونکہ اس طرح موت یاد آتی ہے۔
۲۔ اہل محلہ اور عزیز و اقرباء کے حالات اجازت دیتے ہوں تو قربانی کا گوشت ذخیرہ کیا جا سکتا ہے۔
۳۔ والدین کی قبر پر خصوصی طور پر جانا چاہیے۔
۴۔ قبرستان جا کر مدفون حضرات کے لیے اور اپنے لیے دعائے مغفرت کرنی چاہیے۔

كِتَابُ الزَّكٰوةِ

زکوٰۃ کے مسائل

اسلام سے قبل حاکموں، بادشاہوں اور سرداروں کا اصول یہ تھا کہ وہ لوگوں کی آمدنی سے دسواں حصہ وصول کرتے پھر اسے اپنی شان وشوکت اور عظمت واقتدار پر خرچ کرتے۔ اس طرح غریبوں، کسانوں اور مزدوروں کی کمائی حاکموں کی ذات، خاندان اوران کے لئے تللّوں پر خرچ ہوجاتی۔ اسلام نے ان کی اجارہ داری کو دو طرح ختم کیا ایک تو دس فیصد کی بجائے زکوٰۃ کی صورت میں چالیسواں حصہ مقرر کرتے ہوئے اس کو صرف غرباء اور مساکین کا حق قرار دیا۔ اور اس میں امیروں کے لئے ایک پیسہ کی گنجائش نہیں چھوڑی۔ پھر اس میں یہ اصلاح بھی فرمائی کہ علاقے کی زکوٰۃ کے زیادہ حق دار پہلے وہاں کے رہنے والے غریبوں اور مستحقین کو ٹھہرایا۔

اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ بَعَثَ مُعَاذًا ؓ اِلَی الْیَمَنِ فَقَالَ فَاَعْلِمْھُمْ اَنَّ اللّٰہَ افْتَرَضَ عَلَیْھِمْ صَدَقَۃً فِیْٓ اَمْوَالِھِمْ تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِیَائِھِمْ وَتُرَدُّ عَلٰی فُقَرَائِھِمْ (رواہ البخاری)

”حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت معاذ ؓ کو یمن بھیجا تو ارشاد فرمایا لوگوں کو بتانا کہ ان پر اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان کے مال داروں سے لے کر ان کے فقرا کو دی جائے گی۔“ (بخاری)

مسلم حکومتوں کے پاس آج بے پناہ وسائل، ان گنت ذرائع آمدنی، پٹرول اور دیگر معدنیات کے خزانے کثیر مقدار میں موجود ہیں۔ لیکن اس کے باوجود اغیار کے مقابلے میں مسلمانوں میں غربت وافلاس کا دور دورہ ہے۔ مالی بے چارگی نے مسلمانوں کے اخلاقی وسیاسی اور دینی اقدار کو تباہ کرنے کے ساتھ بدترین سیاسی غلامی میں مبتلا کر دیا ہے۔ کروڑوں مسلمان معاشی تنگی کی وجہ سے روٹی کے دھندے کے علاوہ کسی دوسری طرف سوچنے اور دیکھنے کی فرصت نہیں پاتے جبکہ اسلام کا معاشی پروگرام تو وہی ہے جو آج سے چودہ سو سال قبل تھا اور اسی نظام کی بدولت سرورِ گرامی ﷺ نے مکہ معظمہ میں پیشین گوئی فرمائی تھی کہ وہ وقت آئے گا جب مسلمانوں کی معیشت اس قدر مضبوط اور صحیح خطوط پر استوار ہوگی کہ مخیّر حضرات مساکین کو ڈھونڈتے پھریں گے لیکن انہیں کوئی مستحق دستیاب نہیں ہوگا۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے

فَاِنَّ السَّاعَۃَ لَاتَقُوْمُ حَتّٰی یَطُوْفَ اَحَدُکُمْ بِصَدَقَتِہٖ لَا یَجِدُ مَنْ یَّقْبَلُھَا مِنْہُ

”قیامت نہیں آئے گی جب تک زکوٰۃ دینے والے سرگرداں نہیں پھریں گے لیکن انہیں قبول کرنے والا کوئی نہیں ملے گا۔“ (بخاری، کتاب الزکوٰۃ)

الفصل الاول

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ بَعَثَ مُعَاذًا اِلَی الْیَمَنِ فَقَالَ اِنَّکَ تَاْتِیْ

پہلی فصل

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ذکر کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے معاذ ؓ کو یمن کی طرف بھیجتے ہوئے فرمایا تم

قَوْمًا اَهْلَ كِتَابٍ فَادْعُهُمْ اِلٰى شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَاَعْلِمْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَاَعْلِمْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِيَائِهِمْ فَتُرَدُّ عَلٰى فُقَرَائِهِمْ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَاِيَّاكَ وَكَرَائِمَ اَمْوَالِهِمْ وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَاِنَّهُ لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ. (متفق عليه)

ایسے لوگوں کے پاس جا رہے ہو جو اہل کتاب ہیں انہیں کلمہ شہادت کی دعوت دیجئے اگر وہ کلمہ پڑھ لیں تو پھر انکو بتائیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر رات اور دن میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں جب وہ اسے تسلیم کر لیں تو انہیں بتلائیں کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر زکوٰۃ فرض کی ہے ان کے امیر لوگوں سے زکوٰۃ وصول کر کے انہیں کے غرباء میں تقسیم کی جائے۔ جب وہ زکوٰۃ دینے پر آمادہ ہوں تو ان سے ان کے بہترین مال لینے سے اجتناب کرو۔ مظلوم کی بددعا سے بچے رہنا کیونکہ اللہ تعالیٰ اور مظلوم کی بددعا کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہوتا۔ (بخاری و مسلم)

733-1 عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْ صَاحِبِ ذَهَبٍ وَّلَا فِضَّةٍ لَّا يُؤَدِّيْ مِنْهَا حَقَّهَا اِلَّا اِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ صُفِّحَتْ لَهُ صَفَائِحَ مِنْ نَّارٍ فَاُحْمِيَ عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَيُكْوٰى بِهَا جَنْبُهُ وَجَبِيْنُهُ وَظَهْرُهُ كُلَّمَا رُدَّتْ اُعِيْدَتْ لَهُ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيُرٰى سَبِيْلَهُ اِمَّا اِلَى الْجَنَّةِ وَاِمَّا اِلَى النَّارِ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَالْاِبِلُ قَالَ وَلَا صَاحِبُ اِبِلٍ لَا يُؤَدِّيْ مِنْهَا حَقَّهَا وَمِنْ حَقِّهَا حَلْبُهَا يَوْمَ وِرْدِهَا اِلَّا اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ بُطِحَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ اَوْفَرَ مَا كَانَتْ لَا يَفْقِدُ مِنْهَا فَصِيْلًا وَّاحِدًا تَطَؤُهُ بِاَخْفَافِهَا وَتَعَضُّهُ بِاَفْوَاهِهَا كُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ اُوْلٰهَا رُدَّ عَلَيْهِ اُخْرٰهَا فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيُرٰى سَبِيْلَهُ اِمَّا اِلَى الْجَنَّةِ وَاِمَّا اِلَى النَّارِ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَالْبَقَرُ وَالْغَنَمُ قَالَ وَلَا صَاحِبُ بَقَرٍ وَّلَا غَنَمٍ لَا يُؤَدِّيْ

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا جس کے پاس سونا اور چاندی ہو اور وہ اس سے زکوٰۃ ادا نہیں کرتا قیامت کے دن اس سونا چاندی کی آگ کی سیخیں بنائی جائیں گی ان کو جہنم کی آگ میں تپا کر اس کی پیشانی، پہلوؤں اور کمر کو داغا جائے گا جب وہ ٹھنڈی ہو جائیں گی تو پھر انہیں گرم کر کے داغا جائے گا۔ پچاس ہزار سال کے دن میں جب تک تمام انسانوں کا فیصلہ نہیں ہو جاتا اس وقت تک یہ سزا جاری رہے گی۔ پھر اس کے بارے فیصلہ کیا جائے کہ اس کو جنت میں داخل کیا جائے یا جہنم میں پھینکا جائے۔ رسول معظم ﷺ سے اونٹوں کے بارے میں پوچھا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا جو آدمی اونٹوں کا حق ادا نہیں کرتا۔ اسے بھی سزا ملے گی اونٹوں کا حق یہ ہے کہ جب ان کو پانی پلانے کیلئے گھاٹ پر لے جائے تو اس کا کچھ دودھ غرباء و مساکین میں تقسیم کرے۔ جو شخص اونٹوں کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا اس کو قیامت کے دن چٹیل میدان میں منہ کے بل لٹا کر اونٹوں کو حکم ہوگا کہ وہ اس آدمی کو کاٹتے اور پاؤں سے روندتے ہوئے گزریں۔ اونٹ پہلے سے کہیں زیادہ موٹے

مِنْهَا حَقَّهَا إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بُطِحَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ لَّا يَفْقِدُ مِنْهَا شَيْئًا لَيْسَ فِيهَا عَقْصَاءُ وَلَا جَلْحَاءُ وَلَا عَضْبَاءُ تَنْطَحُهُ بِقُرُونِهَا وَتَطَأُهُ بِأَظْلَافِهَا كُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ أُولٰهَا رُدَّ عَلَيْهِ أُخْرٰهَا فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيَرٰى سَبِيلَهُ إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِمَّا إِلَى النَّارِ قِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَالْخَيْلُ قَالَ فَالْخَيْلُ ثَلٰثَةٌ هِيَ لِرَجُلٍ وِزْرٌ وَهِيَ لِرَجُلٍ سِتْرٌ وَّهِيَ لِرَجُلٍ أَجْرٌ فَأَمَّا الَّتِيْ هِيَ لَهُ وِزْرٌ فَرَجُلٌ رَّبَطَهَا رِئَاءً وَّفَخْرًا وَّنِوَاءً عَلٰى أَهْلِ الْإِسْلَامِ فَهِيَ لَهُ وِزْرٌ وَأَمَّا الَّتِيْ هِيَ لَهُ سِتْرٌ فَرَجُلٌ رَّبَطَهَا فِيْ سَبِيلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَمْ يَنْسَ حَقَّ اللّٰهِ فِيْ ظُهُورِهَا وَلَا رِقَابِهَا فَهِيَ لَهُ سِتْرٌ وَأَمَّا الَّتِيْ هِيَ لَهُ أَجْرٌ فَرَجُلٌ رَّبَطَهَا فِيْ سَبِيلِ اللّٰهِ لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ فِيْ مَرْجٍ وَّرَوْضَةٍ فَمَا أَكَلَتْ مِنْ ذٰلِكَ الْمَرْجِ أَوِ الرَّوْضَةِ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا كُتِبَ لَهُ عَدَدَ مَا أَكَلَتْ حَسَنَاتٌ وَّكُتِبَ لَهُ عَدَدُ أَرْوَاثِهَا وَأَبْوَالِهَا حَسَنَاتٌ وَّلَا تَقْطَعُ طِوَلَهَا فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا أَوْ شَرَفَيْنِ إِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ عَدَدَ آثَارِهَا وَأَرْوَاثِهَا حَسَنَاتٍ وَّلَا مَرَّ بِهَا صَاحِبُهَا عَلٰى نَهْرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ وَلَا يُرِيْدُ أَنْ يُّسْقِيَهَا إِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ عَدَدَ مَا شَرِبَتْ حَسَنَاتٍ قِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَالْحُمُرُ قَالَ مَا أُنْزِلَ عَلَيَّ فِي الْحُمُرِ شَيْءٌ إِلَّا هٰذِهِ الْآيَةُ الْفَاذَّةُ الْجَامِعَةُ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهُ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهُ. (مسلم) 2-734

اور تعداد میں زیادہ ہوں گے۔ یہ عذاب پچاس ہزار سال تک جاری رہے گا یہاں تک کہ تمام انسانوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے گا کہ کون جنت میں جائے گا اور کون جہنم میں نبی مکرم ﷺ سے پھر دریافت کیا گیا کہ گائے اور بکریوں کے بارے میں کیا حکم ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا وہ آدمی جو گائے اور بکریوں کی زکوٰۃ نہیں دیتا محشر کے میدان میں اس کو چٹیل میدان میں چہرے کے بل لٹاتے ہوئے اس کے جانور خم دار سینگوں اور بغیر سینگوں حتیٰ کہ ٹوٹے ہوئے سینگوں سے گویا کہ کوئی بھی پیچھے نہیں رہے گا وہ اپنے سینگوں اور پاؤں کے ساتھ ماریں گے اور منہ کے ساتھ کاٹیں گے جب ان میں سے آخری جانور اس کو اپنی باری مار لے گا تو پھر پہلا جانور آئے گا اس طرح وہ یکے بعد دیگرے مارتے رہیں گے پچاس ہزار سال کے اس دن میں یہ سزا جاری رہے گی۔ حتیٰ کہ تمام لوگوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے گا اور وہ اپنے ٹھکانے یعنی جہنم یا جنت کو پالیں۔ رسول معظم ﷺ سے گھوڑوں کے بارے استفسار ہوا۔ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا گھوڑے تین طرح کے ہوتے ہیں ایک وہ جو مالک کے لئے مصیبت کا باعث ہوگا۔ دوسرا اس شخص کے لئے پردہ اور تیسرا وہ جو آدمی کے لئے باعث اجر وثواب ہوگا۔ وہ گھوڑا آدمی کے لئے عذاب کا باعث ہوگا۔ جس کو اس نے ریاکاری فخر وتکبر اور مسلمانوں کے ساتھ لڑنے کے لئے رکھا ہوا ہے۔ دوسرا وہ گھوڑا ہوگا جس کو اللہ تعالیٰ کے لیے وقف کیا وہ اس کے لیے پردہ ہوگا پھر اس کی سواری کے بارے اللہ تعالیٰ کے حق کو نہیں بھولا ایسا گھوڑا جہنم کے درمیان رکاوٹ ہوگا۔ تیسرا جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں مجاہدین کے لئے وقف ہو اس کا چراہ گاہ میں کھانا پینا اور چلنا پھرنا حتی کہ اس کے پیشاب پاخانے کے

بدلے بھی مالک کو اجر سے نوازا جائے گا گھوڑا اگر اپنی رسی توڑ کر ایک پہاڑی سے دوسری پہاڑی تک بھاگ کر جاتا ہے تو اس کے پاؤں کے نشانات اور لید کے برابر اس کے مالک کو ثواب عطا کیا جائے گا۔ مالک کسی ندی کے پاس سے گزرتا ہے۔ اس کے پانی نہ پلانے کے باوجود اگر وہ پانی پی لیتا ہے اس کے پینے کے ایک ایک قطرے کے برابر گھوڑا رکھنے والے کو نیکیاں دی جائیں گی نبی کریم ﷺ سے گدھوں کے بارے سوال کیا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ گدھوں کے بارے میں مجھ پر الگ وحی نازل نہیں ہوئی۔ البتہ یہ اکیلی آیت ہی جامع ترجمان ہے۔ ”جو کوئی ایک ذرہ کے برابر نیکی کرے گا وہ اس کو پالے گا اور جو کوئی ایک ذرہ کے برابر برائی کرے گا وہ اس کا نتیجہ دیکھ لے گا۔“ (پ ۳۰۔ سورۃ زلزال آیت آخری) (مسلم)

عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَلَمْ يُؤَدِّ زَكٰوتَهٗ مُثِّلَ لَهٗ مَالُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ شُجَاعًا اَقْرَعَ لَهٗ زَبِيْبَتَانِ يُطَوَّقُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ثُمَّ يَاْخُذُ بِلِهْزِمَتَيْهِ يَعْنِيْ شِدْقَيْهِ ثُمَّ يَقُوْلُ اَنَا مَالُكَ اَنَا كَنْزُكَ ثُمَّ تَلَا وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ الْاٰيَةَ. (بخاری) 735-3

حضرت ابو ہریرہ ؓ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے مال عطا کیا اور وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرتا ہو تو قیامت کے دن اس کا مال زہریلے گنجے سانپ کی شکل اختیار کرلے گا اس کی آنکھوں پر دو سیاہ نقطے ہوں گے اسے اس شخص کے گلے کا ہار بنایا جائے گا وہ اس کے دونوں جبڑوں سے پکڑے گا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں اور میں تیرا خزانہ ہوں جسے تونے دنیا میں سنبھالے رکھا پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ الْاٰيَةَ۔ (بخاری)

عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَا مِنْ رَجُلٍ يَكُوْنُ لَهٗ اِبِلٌ اَوْ بَقَرٌ اَوْ غَنَمٌ لَا يُؤَدِّيْ حَقَّهَا اِلَّا اُتِيَ بِهَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْظَمَ مَا يَكُوْنُ وَاَسْمَنَهٗ تَطَاُهٗ بِاَخْفَافِهَا وَتَنْطِحُهٗ بِقُرُوْنِهَا كُلَّمَا جَازَتْ اُخْرٰهَا رُدَّتْ عَلَيْهِ اُوْلٰهَا حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ. (متفق علیه) 736-4

حضرت ابوذر ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا جس شخص کے پاس اونٹ، گائے یا بکریاں ہوں اور وہ ان کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا تو قیامت کے دن اس کے پاس ان کو لایا جائے گا وہ پہلے سے زیادہ موٹی تازی ہوں گی وہ اسے اپنے پاؤں کے ساتھ روندیں گی اور سینگوں کیساتھ ماریں گے جب ان میں آخری اس کو مارتے ہوئے گزر جائیں گی تو پھر پہلے اسے روندنا شروع کرے گی سزا کا یہ سلسلہ لوگوں کے درمیان فیصلہ ہونے تک جاری رہے گا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَتَاكُمُ الْمُصَدِّقُ فَلْيَصْدُرْ عَنْكُمْ وَهُوَ عَنْكُمْ رَاضٍ. (مسلم) 737-5

حضرت جریر بن عبداللہ ؓ بیان کرتے ہیں رسول معظم ﷺ کا ارشاد ہے جب زکوٰۃ وصول کرنے والا تمہارے پاس آئے تو اسے خوش کر کے واپس کیا کرو۔ (مسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِيْ اَوْفٰى ؓ قَالَ كَانَ

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم

النَّبِیُّ ﷺ اِذَا اَتَاهُ قَوْمٌ بِصَدَقَتِهِمْ قَالَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى اٰلِ فُلَانٍ فَاَتَاهُ اَبِیْ بِصَدَقَتِهٖ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى اٰلِ اَبِیْ اَوْفٰى (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ) وَفِیْ رِوَایَةٍ اِذَا اَتَى الرَّجُلُ النَّبِیَّ ﷺ بِصَدَقَتِهٖ قَالَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَیْهِ.6-738

ﷺ کے پاس جب لوگ زکوٰۃ لے کر آتے تو آپ ﷺ ان کے لئے دعا فرماتے اے اللہ فلاں کے اہل وعیال پر رحمت فرما۔ میرے والد آپ ﷺ کی خدمت میں زکوٰۃ لے کر آئے تو آپ ﷺ نے دعا فرمائی اے اللہ ابو اوفی کے اہل وعیال پر رحمت نازل فرما (بخاری ومسلم) ایک دوسری روایت میں ہے جب کوئی آدمی زکوٰۃ پیش کرتا تو آپ دعا کرتے کہ اے اللہ اس پر رحمت فرما۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عُمَرَ عَلَى الصَّدَقَةِ فَقِیْلَ مَنَعَ ابْنُ جَمِیْلٍ وَخَالِدُ بْنُ الْوَلِیْدِ وَالْعَبَّاسُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا یَنْقِمُ ابْنُ جَمِیْلٍ اِلَّا اَنَّهٗ كَانَ فَقِیْرًا فَاَغْنَاهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَاَمَّا خَالِدٌ فَاِنَّكُمْ تَظْلِمُوْنَ خَالِدًا قَدِ احْتَبَسَ اَدْرَاعَهٗ وَاَعْتُدَهٗ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَاَمَّا الْعَبَّاسُ فَهِیَ عَلَیَّ وَمِثْلُهَا مَعَهَا ثُمَّ قَالَ یَا عُمَرُ اَمَا شَعَرْتَ اَنَّ عَمَّ الرَّجُلِ صِنْوُ اَبِیْهِ.(متفق علیه)7-739

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے حضرت عمر ﷺ کو زکوٰۃ کی وصولی کے لیے بھیجا۔ انہوں نے آپ سے شکایت کی کہ ابن جمیل، خالد بن ولید اور عباس ﷺ نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا ہے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا ابن جمیل صرف اس وجہ سے انکار کر رہا ہے کہ مفلس اور تنگ دست تھا اسے اللہ نے اپنے رسول کی دعا کی بدولت مال دار کر دیا ہے خالد بن ولید ﷺ سے زکوٰۃ کا مطالبہ کرنا اس کے ساتھ زیادتی ہے کیونکہ اس نے اپنی زرہ اور دوسرا جنگی سامان اللہ کے راستے میں وقف کیا ہوا ہے البتہ عباس ﷺ کی زکوٰۃ میرے ذمہ ہے اور زکوٰۃ کے برابر مزید سامان کا بھی ذمہ دار ہوں پھر آپ ﷺ نے فرمایا اے عمر! کیا آپ نہیں جانتے آدمی کا چچا اس کے والد کی مانند ہوتا ہے؟ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِیْ حُمَیْدٍ السَّاعِدِیِّ ﷺ قَالَ اسْتَعْمَلَ النَّبِیُّ ﷺ رَجُلًا مِنَ الْاَزْدِ یُقَالُ لَهُ ابْنُ اللُّتْبِیَّةِ عَلَى الصَّدَقَةِ فَلَمَّا قَدِمَ قَالَ هٰذَا لَكُمْ وَهٰذَا اُهْدِیَ لِیْ فَخَطَبَ النَّبِیُّ ﷺ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَیْهِ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّیْ اَسْتَعْمِلُ رِجَالًا مِنْكُمْ عَلٰى اُمُوْرٍ مِمَّا وَلَّانِیَ اللّٰهُ فَیَاْتِیْ اَحَدُهُمْ فَیَقُوْلُ هٰذَا لَكُمْ وَهٰذِهٖ هَدِیَّةٌ اُهْدِیَتْ لِیْ فَهَلَّا جَلَسَ فِیْ بَیْتِ اَبِیْهِ اَوْ بَیْتِ اُمِّهٖ

حضرت ابوحمید ساعدی ﷺ بیان کرتے ہیں کہ نبی معظم ﷺ نے ازد قبیلہ کے ابن اللتبیہ نامی آدمی کو زکوٰۃ وصول کرنے پر مقرر فرمایا جب وہ واپس آیا تو اس نے کہا یہ مال آپ کا ہے اور یہ مجھے تحائف ملے ہیں اس موقعہ پر نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرتے ہوئے فرمایا جن امور پر اللہ تعالیٰ نے مجھے حاکم بنایا ہے میں ان امور پر تم میں سے کسی شخص کو مقرر کر دیتا ہوں تو وہ واپس آ کر کہتا ہے کہ یہ مال تمہارا ہے اور یہ تحفہ ہے جو مجھے دیا گیا ہے اگر وہ

فَيَنْظُرَ اَيُهْدٰى لَهُ اَمْ لَا وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ لَا يَاْخُذُ اَحَدٌ مِنْهُ شَيْئًا اِلَّا جَاءَ بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَحْمِلُهُ عَلٰى رَقَبَتِهٖ اِنْ كَانَ بَعِيْرًا لَهُ رُغَاءٌ اَوْ بَقَرًا لَهُ خُوَارٌ اَوْشَاةً تَيْعِرُ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى رَأَيْنَا عُفْرَةَ اِبْطَيْهِ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ اَللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ (متفق عليه) 740-8

اپنے باپ یا اپنی ماں کے گھر بیٹھا رہتا پھر دیکھا جاتا اسے کیسے تحفہ ملتا؟ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کوئی بھی شخص جو زکوٰۃ کے مال میں خیانت کرے گا تو قیامت کے دن اس حالت میں آئے گا کہ اس نے مال کو گردن پر اٹھایا ہوگا اگر اونٹ ہوگا تو وہ بلبلائے گا۔ گائے یا بھیڑ بکری بھی بولتی ہوگی پھر آپ نے اپنے ہاتھوں کو بلند کیا یہاں تک کہ ہم نے آپ ﷺ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی آپ نے فرمایا اے اللہ کیا میں نے احکام کو پہنچا دیا ہے؟ آپ نے پھر فرمایا اے اللہ کیا میں نے تیرے احکام کو پہنچا دیا ہے۔؟ (متفق علیہ)

عَنْ عَدِىِّ بْنِ عُمَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنِ اسْتَعْمَلْنَاهُ مِنْكُمْ عَلٰى عَمَلٍ فَكَتَمَنَا مِخْيَطًا فَمَا فَوْقَهُ كَانَ غُلُوْلًا يَاْتِىْ بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ. (مسلم) 741-9

حضرت عدی بن عمیرہ ؓ بیان کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے ارشاد فرمایا تم میں سے جس شخص کو ہم زکوٰۃ کی وصولی پر مقرر کریں وہ ہم سے سوئی یا جو اس سے بھی چھوٹی چیز ہو چھپائے گا تو قیامت کے دن یہ خیانت تصور ہوگی جس کے ساتھ اسے حاضر کیا جائے گا۔ (مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ لَمَّا تُوُفِّىَ النَّبِىُّ ﷺ وَاسْتُخْلِفَ اَبُوْ بَكْرٍ بَعْدَهُ وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ؓ لِاَبِىْ بَكْرٍ ؓ كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَمَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عَصَمَ مِنِّىْ مَالَهُ وَنَفْسَهُ اِلَّا بِحَقِّهٖ وَحِسَابُهُ عَلَى اللّٰهِ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ ؓ وَاللّٰهِ لَاُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ فَاِنَّ الزَّكٰوةَ حَقُّ الْمَالِ وَاللّٰهِ لَوْ مَنَعُوْنِىْ عَنَاقًا كَانُوْا يُؤَدُّوْنَهَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلٰى مَنْعِهَا قَالَ عُمَرُ ؓ فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ اِلَّا رَاَيْتُ اَنَّ اللّٰهَ شَرَحَ

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی مکرم ﷺ وفات پا گئے اور آپ کی وفات کے بعد حضرت ابو بکر صدیق ؓ کو خلیفہ منتخب کیا گیا اور عرب کے کچھ لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا تو حضرت عمر بن خطاب ؓ نے ابو بکر صدیق ؓ سے کہا کہ آپ کیسے ان لوگوں سے جنگ کریں گے جبکہ نبی معظم ﷺ نے فرمایا ہے کہ مجھے حکم دیا گیا ہے میں لوگوں سے اسوقت تک جنگ کروں جب تک وہ یہ گواہی نہ دے دیں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں جس نے اس کا اقرار کر لیا کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں تو اس نے مجھ سے اپنی جان اور مال کو بچا لیا البتہ اسلام کے حق کی وجہ سے اس کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہے تو حضرت ابو بکر ؓ نے فرمایا اللہ کی قسم! میں ان لوگوں سے ضرور لڑائی کروں گا جو نماز

صَدْرَ اَبِیْ بَکْرٍ ﷺ لِلْقِتَالِ فَعَرَفْتُ اَنَّهُ الْحَقُّ (متفق علیه) 742-10

اور زکوٰۃ میں فرق کرتے ہیں اس لیے کہ زکوٰۃ مال پر فرض ہے اللہ کی قسم اگر لوگ مجھ سے بھیڑ کے بچے کو روک لیں گے جس کو وہ رسول اللہ کی خدمت میں پیش کیا کرتے تھے تو میں اس کے روکنے پر ان سے قتال کروں گا۔ حضرت عمر ﷺ نے اعتراف کیا اللہ کی قسم! مجھے اطمینان ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ نے ابوبکر صدیق ﷺ کے دل کو جہاد کے لیے کھول دیا ہے تو میں نے جان لیا کہ یہ لڑنا حق ہے۔ (بخاری و مسلم)

خلاصہ باب

۱۔ زکوٰۃ اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں شامل ہے۔
۲۔ زکوٰۃ پہلے مقامی غرباء کا حق ہے۔
۳۔ منکرینِ زکوٰۃ کی محشر کے میدان میں ہی سزا شروع ہو جائے گی۔
۴۔ زکوٰۃ کے سونے' چاندی سے انکی کروٹوں اور پیشانیوں کو داغا جائے گا۔
۵۔ زکوٰۃ نہ دینے والوں کے جانور بار بار انکے اوپر سے گزریں گے اور اپنے سینگوں سے ماریں گے اور منہ سے کاٹیں گے۔
۶۔ زکوٰۃ کا مال سیاہ ناگ بنا کر اس کے گلے میں ڈال دیا جائے گا۔
۷۔ زکوٰۃ وصول کرنے والوں کو خوش کرنا چاہیے۔
۸۔ زکوٰۃ وصول کرنے والے زیادتی کرنے سے بچیں کیونکہ مظلوم کی بددعا اللہ تعالیٰ قبول کرتا ہے۔
۹۔ زکوٰۃ ادا کرنے والے کو دعا دینی چاہیے۔
۱۰۔ مدارس کے سفیر اور سرکاری ملازم کو ملنے والے تحائف سرکاری بیت المال میں جمع ہوں گے۔
۱۱۔ قیامت کے دن بددیانت اہل کار اس خیانت کے ساتھ پیش ہوگا۔
۱۲۔ منکرین زکوٰۃ کے خلاف حکومت کو جہاد کرنا چاہیے تاوقتیکہ وہ زکوٰۃ ادا نہ کریں۔



بَابُ مَا يَجِبُ فِيهِ الزَّكٰوةُ

زکوٰۃ کن کن چیزوں پر فرض ہے

اسلام شفقت، مہربانی، نرمی اور آسانی کا دین ہے اس نے ہر شعبہء زندگی میں لوگوں کو ہر قسم کے استحصال سے نکال کر سہولتیں بہم پہنچائی ہیں۔ زکوٰۃ اسلام کا اہم رکن اور معاشی زندگی کی جان ہے لیکن اس کے باوجود زکوٰۃ دہندگان کو بیش بہا سہولتیں عنایت فرمائیں اس طرح ایک کے ساتھ تعاون میں دوسرے کو نقصان سے محفوظ رکھنے کا اصول پیش نگاہ رکھا اس لیے نہایت ہی مختصر نصاب مقرر کیا تا کہ لوگ زکوٰۃ کو اللہ کی عبادت، اظہارِ تشکر اور پسماندہ طبقات کی مالی مدد اطمینانِ قلب کے ساتھ کرتے رہیں۔

الفصل الاول

پہلی فصل

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسَةِ اَوْسُقٍ مِّنَ التَّمْرِ صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ اَوَاقٍ مِّنَ الْوَرِقِ صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ ذَوْدٍ مِّنَ الْاِبِلِ صَدَقَةٌ.(متفق علیه) 1-743

حضرت ابو سعید خدری ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا پانچ وسق کھجور، پانچ اوقیہ چاندی اور پانچ اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ نہیں۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ صَدَقَةٌ فِیْ عَبْدِهٖ وَلَا فِیْ فَرَسِهٖ (وَفِیْ رِوَايَةٍ قَالَ لَيْسَ فِیْ عَبْدِهٖ صَدَقَةٌ اِلَّا صَدَقَةُ الْفِطْرِ.(متفق علیه) 2-744

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا مسلمان کے غلام اور گھوڑے پر زکوٰۃ نہیں ہے ایک اور حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا مسلمان کے غلام پر زکوٰۃ نہیں البتہ صدقہ فطر ادا کرنا ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَنَسٍ ﷺ اَنَّ اَبَابَكْرٍ ﷺ كَتَبَ لَهٗ هٰذَا الْكِتَابَ لَمَّا وَجَّهَهٗ اِلَى الْبَحْرَيْنِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ هٰذِهٖ فَرِيْضَةُ الصَّدَقَةِ الَّتِیْ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ وَالَّتِیْ اَمَرَ اللّٰهُ بِهَا رَسُوْلَهٗ فَمَنْ سُئِلَهَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ عَلٰى وَجْهِهَا فَلْيُعْطِهَا وَمَنْ سُئِلَ فَوْقَهَا فَلَا يُعْطِ فِیْ اَرْبَعٍ وَّعِشْرِيْنَ مِنَ الْاِبِلِ فَمَا دُوْنَهَا مِنَ الْغَنَمِ مِنْ كُلِّ خَمْسٍ شَاةٌ فَاِذَا

حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق ﷺ نے جب مجھے بحرین بھیجا تو یہ تحریر لکھ کر دی شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔ یہ وہ فرض زکوٰۃ ہے جس کو رسولِ محترم ﷺ نے مسلمانوں پر فرض قرار دیا جس کا اللہ نے اپنے رسول کو حکم دیا ہے جس مسلمان سے زکوٰۃ طلب کی جائے وہ اس کے مطابق ادا کرے اور اگر مقررہ نصاب سے زیادہ طلب کی جائے تو وہ انکار کر دے۔ پانچ سے لے کر چوبیس اونٹوں تک زکوٰۃ ہر

بَلَغَتْ خَمْسًا وَّعِشْرِيْنَ اِلٰى خَمْسٍ وَّثَلٰثِيْنَ فَفِيْهَا بِنْتُ مَخَاضٍ اُنْثٰى فَاِذَا بَلَغَتْ سِتًّا وَّثَلٰثِيْنَ اِلٰى خَمْسٍ وَّاَرْبَعِيْنَ فَفِيْهَا بِنْتُ لَبُوْنٍ اُنْثٰى فَاِذَا بَلَغَتْ سِتًّا وَّاَرْبَعِيْنَ اِلٰى سِتِّيْنَ فَفِيْهَا حِقَّةٌ طَرُوْقَةُ الْجَمَلِ فَاِذَا بَلَغَتْ وَاحِدَةً وَّسِتِّيْنَ اِلٰى خَمْسٍ وَّسَبْعِيْنَ فَفِيْهَا جَذْعَةٌ فَاِذَا بَلَغَتْ سِتًّا وَّسَبْعِيْنَ اِلٰى تِسْعِيْنَ فَفِيْهَا بِنْتَا لَبُوْنٍ فَاِذَا بَلَغَتْ اِحْدٰى وَتِسْعِيْنَ اِلٰى عِشْرِيْنَ وَمِائَةٍ فَفِيْهَا حِقَّتَانِ طَرُوْقَتَا الْجَمَلِ فَاِذَا زَادَتْ عَلٰى عِشْرِيْنَ وَمِائَةٍ فَفِيْ كُلِّ اَرْبَعِيْنَ بِنْتُ لَبُوْنٍ وَّفِيْ كُلِّ خَمْسِيْنَ حِقَّةٌ وَمَنْ لَّمْ يَكُنْ مَّعَهٗ اِلَّا اَرْبَعٌ مِّنَ الْاِبِلِ فَلَيْسَ فِيْهَا صَدَقَةٌ اِلَّا اَنْ يَّشَآءَ رَبُّهَا فَاِذَا بَلَغَتْ خَمْسًا فَفِيْهَا شَاةٌ وَّمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهٗ مِنَ الْاِبِلِ صَدَقَةُ الْجَذْعَةِ وَلَيْسَتْ عِنْدَهٗ جَذْعَةٌ وَّعِنْدَهٗ حِقَّةٌ فَاِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ الْحِقَّةُ وَيَجْعَلُ مَعَهَا شَاتَيْنِ اِنِ اسْتَيْسَرَتَا لَهٗ اَوْ عِشْرِيْنَ دِرْهَمًا وَّمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهٗ صَدَقَةُ الْحِقَّةِ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ الْحِقَّةُ وَعِنْدَهُ الْجَذْعَةُ فَاِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ الْجَذْعَةُ وَيُعْطِيْهِ الْمُصَدِّقُ عِشْرِيْنَ دِرْهَمًا اَوْ شَاتَيْنِ وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهٗ صَدَقَةُ الْحِقَّةِ وَلَيْسَتْ عِنْدَهٗ اِلَّا بِنْتُ لَبُوْنٍ فَاِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ بِنْتُ لَبُوْنٍ وَّيُعْطِيْ شَاتَيْنِ اَوْ عِشْرِيْنَ دِرْهَمًا وَّمَنْ بَلَغَتْ صَدَقَتُهٗ بِنْتَ لَبُوْنٍ وَعِنْدَهٗ حِقَّةٌ فَاِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ الْحِقَّةُ وَيُعْطِيْهِ الْمُصَدِّقُ عِشْرِيْنَ دِرْهَمًا اَوْ شَاتَيْنِ وَمَنْ بَلَغَتْ صَدَقَتُهٗ بِنْتَ لَبُوْنٍ

پانچ اونٹوں پر ایک بکری ہے جب انکی تعداد پچیس سے پینتیس تک ہو تو ان میں ایک سالہ اونٹنی دی جائے جس کی عمر دوسرے سال میں داخل ہو چکی ہو۔ جب چھتیس سے پینتالیس تک تعداد پہنچ جائے تو دو سالہ اونٹنی دی جائے جو تیسرے سال میں داخل ہو چکی ہو۔ جب چھیالیس سے ساٹھ تک تعداد پہنچ جائے تو ان میں تین سال والی مادہ اونٹنی دی جائے جو چوتھے سال میں داخل اور جفتی کے قابل ہو جب گنتی اکسٹھ سے پچھتر تک ہو تو چار سال والی اونٹنی جو پانچویں سال میں داخل ہو چکی ہو، دینی ہوگی۔ اور جب ان کا شمار چھہتر سے نوے تک پہنچ جائے تو ان میں دو مادہ اونٹنیاں جو دو سال مکمل کر کے تیسرے سال میں داخل ہوں دی جائیں۔ جب اکانوے سے ایک سو بیس تک ہو تو ان میں دو اونٹنیاں جو تین سال کی عمر پوری کر کے چوتھے سال میں داخل اور سانڈ کی جفتی کے قابل ہوں اور جب ایک سو بیس سے زائد ہو جائیں تو ہر چالیس پر دو سال عمر کی مادہ اونٹنی جو تیسرے سال میں داخل ہو اور ہر پچاس پر تین سال کی مادہ اونٹنی جو چوتھے سال میں داخل ہو چکی ہو اور جس شخص کے پاس چار اونٹ ہیں ان پر کوئی زکوٰۃ نہیں ہے البتہ ان کا مالک اپنی خوشی سے کچھ دینا چاہے تو دے سکتا ہے جب اونٹ پانچ ہوں تو ان پر ایک بکری ہے۔ اور جس کے اونٹوں پر زکوٰۃ چار سال کی عمر کی اونٹنی ہے جو پانچویں سال میں داخل ہے لیکن اس کے پاس ایسی اونٹنی موجود نہیں اگر اس کے پاس ایسی مادہ اونٹنی جو تین سال مکمل اور چوتھے سال میں داخل ہو چکی ہے تو اس سے یہی قبول کی جائے گی ہاں اس کے ساتھ دو بکریاں بھی دے گا اگر بکریاں نہ ہوں تو بیس درہم ادا کرنے ہوں گے اور جس شخص پر زکوٰۃ میں تین سال

وَّلَيْسَتْ عِنْدَهُ وَعِنْدَهُ بِنْتُ مَخَاضٍ فَاِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ بِنْتُ مَخَاضٍ وَّيُعْطِي مَعَهَا عِشْرِيْنَ دِرْهَمًا اَوْ شَاتَيْنِ وَمَنْ بَلَغَتْ صَدَقَتُهُ بِنْتَ مَخَاضٍ وَّلَيْسَتْ عِنْدَهُ وَعِنْدَهُ بِنْتُ لَبُوْنٍ فَاِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ وَيُعْطِيْهِ الْمُصَدِّقُ عِشْرِيْنَ دِرْهَمًا اَوْ شَاتَيْنِ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ عِنْدَهُ بِنْتُ مَخَاضٍ عَلٰى وَجْهِهَا وَعِنْدَهُ ابْنُ لَبُوْنٍ فَاِنَّهُ يُقْبَلُ مِنْهُ وَلَيْسَ مَعَهُ شَيْءٌ وَّفِيْ صَدَقَةِ الْغَنَمِ فِيْ سَائِمَتِهَا اِذَا كَانَتْ اَرْبَعِيْنَ اِلٰى عِشْرِيْنَ وَمِائَةٍ شَاةٌ فَاِذَا زَادَتْ عَلٰى عِشْرِيْنَ وَمِائَةٍ اِلٰى مِائَتَيْنِ فَفِيْهَا شَاتَانِ فَاِذَا زَادَتْ عَلٰى مِائَتَيْنِ اِلٰى ثَلٰثِمِائَةٍ فَفِيْهَا ثَلٰثُ شِيَاهٍ فَاِذَا زَادَتْ عَلٰى ثَلٰثِ مِائَةٍ فَفِيْ كُلِّ مِائَةٍ شَاةٌ فَاِذَا كَانَتْ سَائِمَةُ الرَّجُلِ نَاقِصَةً مِّنْ اَرْبَعِيْنَ شَاةً وَّاحِدَةً فَلَيْسَ فِيْهَا صَدَقَةٌ اِلَّا اَنْ يَّشَاءَ رَبُّهَا وَلَا تُخْرَجُ فِي الصَّدَقَةِ هَرِمَةٌ وَّلَا ذَاتُ عَوَارٍ وَّلَا تَيْسٌ اِلَّا مَا شَاءَ الْمُصَدِّقُ وَلَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ وَلَا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ خَشْيَةَ الصَّدَقَةِ وَمَاكَانَ مِنْ خَلِيْطَيْنِ فَاِنَّهُمَا يَتَرَاجَعَانِ بَيْنَهُمَابِالسَّوِيَّةِ وَفِي الرِّقَّةِ رُبُعُ الْعُشْرِ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ اِلَّا تِسْعِيْنَ وَمِائَةٍ فَلَيْسَ فِيْهَا شَيْءٌ اِلَّا اَنْ يَّشَاءَ رَبُّهَا.

(بخاری)3-745

کی عمر والی اونٹنی ہے جو چوتھے سال میں داخل ہے لیکن اس کے پاس وہ نہیں ہے البتہ اس کے پاس ایسی اونٹنی ہے جو چار سال والی ہے اور پانچویں سال میں داخل ہے تو اس سے یہی قبول کرنی چاہیے اور زکوٰۃ وصول کرنے والا اس کو بیس درہم یا دو بکریاں دے گا اور جس شخص پر زکوٰۃ میں ایسی اونٹنی واجب ہے جو تین سال کی ہے لیکن اس کے پاس اونٹنی دو سال کی عمر والی ہے تو اس سے وہی لے لی جائے گی اور وہ دو بکریاں یا بیس درہم دے گا اور جس شخص کی زکوٰۃ میں ایسی اونٹنی واجب ہے جو دو سال مکمل کر کے تیسرے سال میں داخل ہو چکی ہے لیکن اس کے پاس جو اونٹنی ہے اس کی عمر کا چوتھا سال شروع ہو چکا ہے تو اس سے وہی لے لی جائے گی اور زکوٰۃ وصول کرنے والا اونٹنی کے مالک کو بیس درہم یا دو بکریاں دے گا اور جس شخص پر زکوٰۃ میں ایسی اونٹنی لازم آتی ہے جو دو سال کی ہو لیکن اس کے پاس اس عمر کی اونٹنی نہیں ہے بلکہ اس کے پاس ایسی اونٹنی ہے جو ایک سال کی ہے تو اس سے یہی اونٹنی لے لی جائے گی اور وہ اس کے ساتھ بیس درہم یا زکوٰۃ وصول کرنے والے کو دو بکریاں دے گا اور جس شخص کی زکوٰۃ میں ایسی اونٹنی واجب ہوتی ہے جو ایک سال کی ہو اور اس کے پاس ایسی اونٹنی نہیں ہے اس کے پاس دو سال والی ہے تو اس سے وہی لے لی جائے گی۔ اور زکوٰۃ وصول کرنے والا مالک کو بیس درہم یا دو بکریاں دے گا۔ اگر اس کے پاس ایک سال کی اونٹنی نہیں ہے اس کے پاس دو سال کا اونٹ ہے تو اس سے یہی قبول کر لیا جائے گا اس کے ساتھ مالک کو کچھ نہیں دیا جائے گا اور بکریوں کی زکوٰۃ جو چر کر گزارہ کرتی ہیں چالیس سے لے کر ایک سو بیس تک ایک بکری زکوٰۃ ہوگی جب ایک سو بیس سے دو سو ہو جائیں تو ان میں دو بکریاں زکوٰۃ ہے جب دو سو سے تین سو ہو جائیں تو ان میں تین بکریاں ہیں جب تین سو سے زیادہ ہو جائیں تو ہر سو بکریوں پر ایک بکری زکوٰۃ ہے جب کسی شخص کی بکریاں جو خود چر کر گزارہ

کرنے والی ہیں۔ان کی تعداد چالیس سے ایک بھی کم ہے تو ان پر زکوۃ نہیں البتہ اس کا مالک چاہے تو دے سکتا ہے اور زکوۃ میں بوڑھا، عیب دار اور نر جانور نہ دیا جائے البتہ زکوۃ وصول کرنے والا قبول کر لے تو کوئی حرج نہیں اور زکوۃ کی کمی وبیشی کے خوف سے علیحدہ علیحدہ بکریوں کو اکٹھا نہ کیا جائے اور اسی طرح مشترکہ مال کو جدا نہ کیا جائے اور جس مال میں دو آدمی شریک ہوں تو وہ دونوں برابر ایک دوسرے سے حساب کریں گے اور چاندی کی زکوۃ چالیسواں حصہ ہے اگر درہم ایک سو نوے ہیں تو ان پر کچھ زکوۃ فرض نہیں البتہ اس کا مالک صدقہ کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔(بخاری)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ فِيْمَا سَقَتِ السَّمَآءُ وَالْعُيُوْنُ اَوْ كَانَ عَثَرِيًّا الْعُشْرُ وَمَا سُقِيَ بِالنَّضْحِ نِصْفُ الْعُشْرِ.(بخاری) 4-746

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس زمین کو بارش اور چشموں سے سیراب کیا جائے یا وہ خودرو ہو اس میں دسواں حصہ ہے اور جس کو کنواں چلا کر سیراب کیا جائے اس کی پیداوار میں بیسواں حصہ زکوۃ ہے۔(بخاری)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْعَجْمَآءُ جُرْحُهَا جُبَارٌ وَّالْبِئْرُ جُبَارٌ وَّالْمَعْدِنُ جُبَارٌ وَّفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ.(متفق علیه) 5-747

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا جانور کے مارنے کا کوئی جرمانہ نہیں کنویں میں گرنے اور کان میں مرنے کی بھی کوئی دیت نہیں اور مدفون خزانے میں سے پانچواں حصہ ادا کرنا ہوگا۔(بخاری ومسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ ساڑھے سات تولے سونا اور ساڑھے باون تولے چاندی سے کم پر زکوۃ نہیں۔
۲۔ ذاتی استعمال کی سواری مکان ودوکان پر زکوۃ نہیں۔
۳۔ قدرتی پانی سے اگنے والی فصل پر دس فی صد اور ٹیوب ویل اور نہری پانی سے تیار ہونے والی فصل پر بیسواں حصہ عشر ہوگا۔
۴۔ جانوروں کی زکوۃ حسب نصاب ادا کرنی چاہیے۔
۵۔ مال نصاب تک پہنچ جائے تو اس کی گنتی ون پوائنٹ سے شروع کرنا ہوگی۔
۶۔ کارخانے کی مشینری، دوکان کے باردانہ، ذرائع آمدنی اور بار برداری کے سامان پر زکوۃ نہیں۔
۷۔ مال جب نصاب زکوۃ کو پہنچے اور پھر اس پر ایک سال گذر جائے تب فرض ہوتی ہے۔

(تفصیل کے لیے میری کتاب زکوۃ کے فضائل ومسائل دیکھیے)



بَابُ صَدَقَةِ الْفِطْرِ

صدقہ فطر

صدقہ فطر کا مقصد روزوں میں کمی وبیشی کی تلافی اور خوشی کے موقعہ پر غرباء ومساکین کو مالی تعاون کے ذریعے اجتماعی خوشی میں شریک کرنا ہے۔ اس لیے گھر کے ہر فرد پر لازم ہے۔ چاہے نومولود بچہ ایک دن کا ہو اور چاہے کسی مالک کے پاس روزے رکھنے والے ملازم ہی کیوں نہ ہوں۔ ان کی طرف سے صدقہ فطر ادا کرنا چاہیے۔

الفصل الاول

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ زَكٰوةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيْرٍ عَلَى الْعَبْدِ وَالْحُرِّ وَالذَّكَرِ وَالْاُنْثٰى وَالصَّغِيْرِ وَالْكَبِيْرِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَاَمَرَ بِهَا اَنْ تُؤَدّٰى قَبْلَ خُرُوْجِ النَّاسِ اِلَى الصَّلٰوةِ . (متفق عليه)748-1

پہلی فصل

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر غلام' آزاد' مرد' عورت' چھوٹے بڑے ہر مسلمان پر کھجور یا جَو سے ایک صاع فرض فرمایا اور اس کے بارے میں حکم دیا کہ نماز عید کی طرف جانے سے پہلے ادا کیا جائے (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ ﷺ قَالَ كُنَّا نُخْرِجُ زَكٰوةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ طَعَامٍ اَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيْرٍ اَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِنْ اَقِطٍ اَوْ صَاعًا مِنْ زَبِيْبٍ . (متفق عليه) 749-2

حضرت ابوسعید خدری ﷺ بیان کرتے ہیں کہ ہم اجناس جَو' کھجور' پنیر' یا منقہ سے ایک صاع صدقہ فطر ادا کیا کرتے تھے (بخاری ومسلم)

خلاصہ باب

۱۔ صدقہ فطر گھر کے تمام افراد پر واجب ہے۔
۲۔ صدقہ فطر عید سے پہلے ادا کرنا سنت ہے۔
۳۔ صدقہ فطر روزے میں کمی وبیشی کی تلافی کرتا ہے اور غریب کو اجتماعی خوشی میں شریک کرتا ہے۔
۴۔ صدقہ فطر کے لیے گندم' جو' کھجور' پنیر' منقہ کا ایک ایک صاع مقرر ہے۔
۵۔ مالک کے گھر میں روزے رکھنے والے ملازم کا فطرانہ بھی مالک کو دینا ہوگا۔
۶۔ ایک صاع 1/2 2 اڑھائی کلو کے برابر ہے۔



بَابُ مَنْ لَّا تَحِلُّ لَهُ الصَّدَقَةُ

جن لوگوں کے لئے صدقہ لینا جائز نہیں

مقام نبوت اس قدر اعلیٰ، ارفع اور مقدس ترین ہے جسکو ہر نقص اور عیب سے پاک رکھا جاتا ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ ہر نبی کو ہر گناہ سے مبرا اور محفوظ فرماتے ہیں اسی طرح ان کو دنیا کی تمام کمزوریوں سے پاک رکھتے ہیں۔ تاکہ ان کی ذات اور کام پر کوئی حرف گیری نہ کر سکے۔ ان کو حکم تھا کہ کار نبوت کے بدلے لوگوں سے کسی قسم کے اجر کا تصور بھی دل میں پیدا نہ ہونے دیں۔ اس لئے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بے پناہ مصروفیات اور مسائل کے باوجود اپنی بنیادی ضروریات کو پورا کرنے کے کا خود اہتمام کیا کرتے تھے۔ انہیں کئی روز بھوکا رہنا اور پیٹ پر پتھر باندھنا گوارا تھا لیکن وہ کسی سے دنیاوی مفاد اٹھانے کے روادار نہیں ہوتے تھے۔ وہ استغناء کے ارفع مقام پر فائز ہو کر بے جھجک اعلان فرماتے۔

لَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا

''میں تم سے کسی معاوضہ کا طلبگار نہیں ہوں''

نبی محترم ﷺ نے استغناء اور بے نیازی کا اعلیٰ ترین نمونہ پیش کر کے قیامت تک کے لئے اپنی اولاد پر زکوٰۃ وصدقات کو حرام قرار دیا۔ آپ ﷺ کے اسوۂ گرامی سے دینی کارکنان اور مبلّغین کو یہ سبق بھی حاصل کرنا چاہیے کہ دینی خدمات کے بدلے اپنی جائز اور بنیادی ضرورت سے بڑھ کر مال دار بننے کی حرکتوں سے پرہیز فرمائیں۔

اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے غرباء اور مساکین کے ساتھ بھرپور تعاون کرنے کا حکم دیا اور صدقہ وخیرات کی بے انتہا فضیلت و برکت کا ذکر فرمایا ہے۔ لیکن دوسری طرف گداگری کی حوصلہ شکنی اور مذمت کی ہے۔ اس لئے آپ ﷺ کے سامنے جب صحت مند شخص سوال کرتا تو اسے عطا کرنے کے بجائے محنت ومزدوری کا حکم دیتے۔ البتہ جب معلوم ہوتا کہ مانگنے والا ناگہانی مصیبت یا کسی غیر معمولی بوجھ تلے دب چکا ہے تو اسکی ہر طرح مدد فرماتے اور تعاون کرنے کا حکم دیتے درج ذیل ارشادات میں اسی امتیاز کو واضح فرمایا گیا ہے۔ کہ حقیقی محتاج کو حسب ضرورت مانگنے کی اجازت ہے لیکن لالچ کی بنا پر مانگنا دنیا وآخرت میں ذلت ورسوائی کا موجب ہوگا۔

الفصل الاوّل

عَنْ اَنَسٍ ؓ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِتَمْرَةٍ فِي الطَّرِيْقِ فَقَالَ لَوْلَا اَنِّيْ اَخَافُ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الصَّدَقَةِ لَاَكَلْتُهَا. (متفق علیه) 1-750

پہلی فصل

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی معظم ﷺ نے راستے میں گری ہوئی کھجور دیکھی آپ نے فرمایا اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ کھجور صدقہ کی ہے تو میں اس کو کھا لیتا۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ اَخَذَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ تَمْرَةً مِّنْ تَمْرِ الصَّدَقَةِ فَجَعَلَهَا فِیْ فِيْهِ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ كَخْ كَخْ لِيَطْرَحَهَا ثُمَّ قَالَ اَمَا شَعَرْتَ اَنَّا لَا نَاكُلُ الصَّدَقَةَ. (متفق عليه) 2-751

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں۔ حضرت حسن بن علی ﷺ نے صدقہ کی کھجوروں سے ایک کھجور منہ میں ڈال لی۔ نبی اکرم ﷺ نے اس کو چھی چھی کہا تا کہ حسن اس کھجور کو منہ سے نکال پھینکے۔ پھر فرمایا بیٹا تجھے معلوم نہیں کہ ہم صدقہ نہیں کھایا کرتے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَبْدِالْمُطَّلِبِ بْنِ رَبِيْعَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ هٰذِهِ الصَّدَقٰتِ اِنَّمَا هِیَ اَوْسَاخُ النَّاسِ وَاِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِمُحَمَّدٍ وَلَا لِاٰلِ مُحَمَّدٍ. (مسلم) 3-752

حضرت عبدالمطلب بن ربیعہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا یہ صدقات لوگوں کے اموال کی میل کچیل ہوتے ہیں۔ یہ محمد اور آل محمد کے لیے جائز نہیں ہیں۔ (مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اُتِیَ بِطَعَامٍ سَاَلَ عَنْهُ اَهَدِيَّةٌ اَمْ صَدَقَةٌ فَاِنْ قِيْلَ صَدَقَةٌ قَالَ لِاَصْحَابِهٖ كُلُوْا وَلَمْ يَاْكُلْ وَاِنْ قِيْلَ هَدِيَّةٌ ضَرَبَ بِيَدِهٖ فَاَكَلَ مَعَهُمْ. (متفق عليه) 4-753

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں جب رسول معظم ﷺ کے سامنے کھانا پیش کیا جاتا آپ پوچھتے یہ ہدیہ ہے یا صدقہ؟ اگر بتایا جاتا کہ صدقہ ہے تو آپ صحابہ کرام ﷺ کو تناول کرنے کے لیے کہتے اور خود تناول نہ فرماتے اگر بتایا جاتا کہ تحفہ ہے تو آپ صحابہ کرام کے ساتھ کھانے میں شریک ہو جاتے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ فِیْ بَرِيْرَةَ ثَلٰثُ سُنَنٍ اِحْدَی السُّنَنِ اَنَّهَا عُتِقَتْ فَخُيِّرَتْ فِیْ زَوْجِهَا وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ وَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالْبُرْمَةُ تَفُوْرُ بِلَحْمٍ فَقُرِّبَ اِلَيْهِ خُبْزٌ وَّاُدْمٌ مِّنْ اُدْمِ الْبَيْتِ فَقَالَ اَلَمْ اَرَ بُرْمَةً فِيْهَا لَحْمٌ قَالُوْا بَلٰی وَلٰكِنْ ذٰلِكَ لَحْمٌ تُصُدِّقَ بِهٖ عَلٰی بَرِيْرَةَ وَاَنْتَ لَا تَاْكُلُ الصَّدَقَةَ قَالَ هُوَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ. (متفق عليه) 5-754

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں بریرہ رضی اللہ عنہا کے واقعہ سے تین طرح کے احکامات معلوم ہوئے۔ پہلا حکم یہ کہ اسے آزاد کیا گیا تو اسے اس کے خاوند کے بارے میں اختیار دیا گیا اس لئے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ولاء کا حقدار وہ ہوگا جس نے آزاد کیا ہو اور رسول معظم ﷺ گھر میں داخل ہوئے تو اس وقت ہنڈیا میں گوشت پکایا جا رہا تھا آپ کی خدمت میں روٹی اور سالن پیش کیا گیا آپ ﷺ نے استفسار فرمایا کیا میں نے ہنڈیا میں پکتا ہوا گوشت نہیں دیکھا؟ گھر والوں نے اثبات میں جواب دیا مگر عرض کیا کہ یہ بریرہ رضی اللہ عنہا پر صدقہ کیا گیا ہے اور آپ صدقہ نہیں کھاتے۔ آپ ﷺ نے وضاحت فرمائی۔ وہ اس کے لیے کہ صدقہ ہے اور ہمارے لیے ہدیہ ہے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقبَلُ الْهَدِيَّةَ وَيُثِيبُ عَلَيهَا. (بخاری) 6-755

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتی ہیں کہ رسول معظم ﷺ تحفہ قبول فرماتے اوراس کے جواب میں تحفہ دیتے۔(بخاری)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَوْ دُعِیتُ اِلٰی کُرَاعٍ لَاَجَبْتُ وَلَوْاُهْدِیَ اِلَیَّ ذِرَاعٌ لَقَبِلْتُ. (بخاری) 7-756

حضرت ابوہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا اگر مجھے جانور کے پائے کی دعوت دی جائے تو میں قبول کروں گا اوراگر میری طرف دستی کا گوشت بطور تحفہ بھیجا جائے تو میں قبول کروں گا۔(بخاری)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَیْسَ الْمِسْکِیْنُ الَّذِیْ یَطُوْفُ عَلَی النَّاسِ تَرُدُّهُ اللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ وَالتَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ وَلٰکِنَّ الْمِسْکِیْنُ الَّذِیْ لَا یَجِدُ غِنًی یُغْنِیْهِ وَلَا یُفْطَنُ بِهٖ فَیُتَصَدَّقُ عَلَیْهِ وَلَا یَقُوْمُ فَیَسْاَلُ النَّاسَ. (متفق علیه) 8-757

حضرت ابو ہریرہ ﷺ ہی بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا مسکین وہ نہیں ہے جو لوگوں سے مانگتا ہے اسے ایک لقمہ یا دو لقمے ایک کھجور یا دو کھجوریں مل جائیں مسکین تو وہ ہے جس کے پاس نہ اتنا مال ہو جو اسے مستغنی کردے اور نہ ہی ایسا دکھائی دیتا ہو کہ اس پر صدقہ کیا جائے نہ ہی لوگوں کے سامنے دست سوال دراز کرتا ہو۔(بخاری ومسلم)

خلاصہ باب

۱۔ اہل بیت پرزکوۃ اور مخصوص وصدقات حرام ہیں البتہ انہیں تحفہ پیش کیا جاسکتا ہے

۲۔ دربدر مانگنے والا حقیقی مسکین اور حاجت مند نہیں ہوا کرتا۔

۳۔ حقیقی غریب وہ ہے جو اپنی بنیادی ضروریات پوری نہ کرسکے اور مانگنے سے پرہیز کرنے والا ہو۔



بَابُ مَنْ لَّا تَحِلُّ لَهُ الْمَسْئَلَةُ وَمَنْ تَحِلُّ لَهُ

سوال کرنا کس کے لیے جائز اور کس کے لیے ناجائز ہے

غرباء اور مساکین کے ساتھ بھرپور تعاون کرنے کا حکم ہے اللہ اور اسکے رسول صدقہ اور خیرات کی بے انتہا فضیلت بیان فرمائی ہے لیکن دوسری طرف گداگری کی حوصلہ شکنی اور مذمت کی ہے۔ لہذا آپ ﷺ کے سامنے جب صحت مند شخص سوال کرتا تو اسے کچھ دینے کے بجائے محنت اور مزدوری کا حکم دیتے البتہ جب معلوم ہوتا کہ مانگنے والا ناگہانی مصیبت یا کسی غیر معمولی بوجھ تلے دب چکا ہے تو اس کی ہر طرح مدد فرماتے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو تعاون کرنے کا حکم دیتے درج ذیل ارشادات میں اسی امتیاز کو نمایاں فرمایا گیا ہے کہ حقیقی محتاج کو اجازت ہے لیکن لالچ کی بنا پر مانگنا قیامت کے دن ذلت ورسوائی کا موجب ہے۔

الفصل الاول

عَنْ قَبِيْصَةَ بْنِ مُخَارِقٍ ﷺ قَالَ تَحَمَّلْتُ حَمَالَةً فَاتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَسْاَلُهُ فِيْهَا فَقَالَ اَقِمْ حَتّٰى تَاْتِيَنَا الصَّدَقَةُ فَنَامُرَ لَكَ بِهَا ثُمَّ قَالَ يَا قَبِيْصَةُ اِنَّ الْمَسْئَلَةَ لَا تَحِلُّ اِلَّا لِاَحَدِ ثَلَاثَةٍ رَّجُلٍ تَحَمَّلَ حَمَالَةً فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْئَلَةُ حَتّٰى يُصِيْبَهَا ثُمَّ يُمْسِكُ وَرَجُلٍ اَصَابَتْهُ جَائِحَةٌ اجْتَاحَتْ مَالَهُ فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْئَلَةُ حَتّٰى يُصِيْبَ قِوَامًا مِّنْ عَيْشٍ اَوْ قَالَ سِدَادًا مِّنْ عَيْشٍ وَرَجُلٍ اَصَابَتْهُ فَاقَةٌ حَتّٰى يَقُوْمَ ثَلٰثَةٌ مِّنْ ذَوِي الْحِجٰى مِنْ قَوْمِهٖ لَقَدْ اَصَابَتْ فُلَانًا فَاقَةٌ فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْئَلَةُ حَتّٰى يُصِيْبَ قِوَامًا مِّنْ عَيْشٍ اَوْ قَالَ سِدَادًا مِّنْ عَيْشٍ فَمَا سِوَاهُنَّ مِنَ الْمَسْئَلَةِ يَا قَبِيْصَةُ سُحْتٌ يَّاْكُلُهَا صَاحِبُهَا سُحْتًا. (مسلم)1-758

پہلی فصل

حضرت قبیصہ بن مخارق ﷺ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیت کی ذمہ داری قبول کی۔ میں نے رسول محترم ﷺ کی خدمت حاضر ہو کر آپ سے تعاون مانگا آپ نے فرمایا کچھ دیر یہیں ٹھہریئے جب کوئی صدقہ آئے گا تو ہم تیرے لیے حکم دیں گے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا اے قبیصہ! اس طرح سوال کرنا صرف تین اشخاص کیلیے جائز ہے ایک وہ شخص جسے دیت پڑ جائے اس کے لیے سوال کرنا درست ہے یہاں تک کہ اس کی ضمانت پوری ہو جائے۔ اس کے بعد اسے سوال کرنے سے رک جانا چاہیے دوسرا وہ شخص جس کو کوئی مصیبت آن پڑے اس وجہ سے اس کا مال تباہ ہو گیا ہو اسکے لیے بھی سوال کرنے کی اجازت ہے یہاں تک کہ اسکی حالت درست ہو جائے تیسرا وہ شخص جو فاقہ زدہ ہو اس کی قوم کے تین سمجھ دار آدمی گواہی دیں کہ یہ آدمی غربت کا مارا ہوا ہے تو اس کے لیے اس وقت تک سوال کرنا جائز ہے جب تک اس کے دو وقت کے کھانے کا انتظام نہ ہو جائے اے قبیصہ! اس کے علاوہ سوال کرنا حرام ہے اور سوال کرنے والا حرام کھا رہا ہے (مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ سَاَلَ النَّاسَ اَمْوَالَهُمْ تَكَثُّرًا فَاِنَّمَا یَسْاَلُ جَمْرًا فَلْیَسْتَقِلَّ اَوْلِیَسْتَكْثِرْ. (مسلم) 2-759

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص اس لیے لوگوں سے سوال کرے کہ اسکے پاس دولت جمع ہو جائے ایسا شخص آگ کے انگاروں کا سوال کر رہا ہے خواہ زیادہ ہوں یا کم۔ (مسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا یَزَالُ الرَّجُلُ یَسْاَلُ النَّاسَ حَتّٰی یَاْتِیَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ لَیْسَ فِیْ وَجْهِهٖ مُزْعَةُ لَحْمٍ. (متفق علیه) 3-760

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا جو شخص لوگوں سے سوال ہی کرتا رہتا ہے تو قیامت کے دن یہ شخص اس حال میں آئے گا کہ اس کا چہرہ گوشت کے بغیر ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ مُعَاوِیَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تُلْحِفُوْا فِی الْمَسْئَلَةِ فَوَاللّٰهِ لَا یَسْاَلُنِیْ اَحَدٌ مِّنْكُمْ شَیْئًا فَتُخْرِجَ لَهٗ مَسْئَلَتُهٗ مِنِّیْ شَیْئًا وَّاَنَا لَهٗ كَارِهٌ فَیُبَارَكَ لَهٗ فِیْمَا اَعْطَیْتُهٗ. (مسلم) 4-761

حضرت معاویہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا تم چمٹ کر سوال نہ کیا کرو اللہ کی قسم! جب کوئی آدمی اصرار کے ساتھ مانگتا ہے تو میں ناپسند کرنے کے باوجود اسے دے دیتا ہوں لیکن جو میں نے اسے دیا اس میں برکت نہیں ہوگی۔ (مسلم)

عَنِ الزُّبَیْرِ بْنِ الْعَوَّامِ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَاَنْ یَّاْخُذَ اَحَدُكُمْ حَبْلَهٗ فَیَاْتِیَ بِحُزْمَةِ حَطَبٍ عَلٰی ظَهْرِهٖ فَیَبِیْعَهَا فَیَكُفَّ اللّٰهُ بِهَا وَجْهَهٗ خَیْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ یَّسْاَلَ النَّاسَ اَعْطَوْهُ اَوْ مَنَعُوْهُ. (بخاری) 5-762

حضرت زبیر بن عوام ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا تم میں کوئی آدمی رسی لے اور اس میں لکڑیاں باندھ کر گٹھا کمر پر رکھ کر فروخت کرے اسطرح اللہ تعالیٰ اسکے چہرے کی آبرو بھی محفوظ رکھے گا۔ یہ بہتر ہے کہ وہ لوگوں سے مانگتا پھرے وہ اسے دیں یا نہ دیں۔ (بخاری)

عَنْ حَكِیْمِ بْنِ حِزَامٍ ﷺ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاَعْطَانِیْ ثُمَّ سَاَلْتُهٗ فَاَعْطَانِیْ ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا حَكِیْمُ اِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرٌ حُلْوٌ فَمَنْ اَخَذَهٗ بِسَخَاوَةِ نَفْسٍ بُوْرِكَ لَهٗ فِیْهِ وَمَنْ اَخَذَهٗ بِاِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ یُبَارَكْ لَهٗ فِیْهِ وَكَانَ كَالَّذِیْ یَاْكُلُ وَلَا یَشْبَعُ وَالْیَدُ الْعُلْیَا خَیْرٌ مِّنَ الْیَدِ السُّفْلٰی قَالَ حَكِیْمٌ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا اَرْزَاُ اَحَدًا بَعْدَكَ شَیْئًا حَتّٰی

حضرت حکیم بن حزام ﷺ بیان کرتے ہیں۔ میں نے رسول اکرم ﷺ سے مال کا سوال کیا آپ نے مجھے عنایت فرمادیا میں نے پھر مانگا تو آپ نے دوبارہ مجھے عنایت فرماتے ہوئے سمجھایا اے حکیم! بلاشبہ یہ مال بھلا اور اچھا لگتا ہے لیکن جو شخص لالچ کے بغیر مال حاصل کرتا ہے اسکے لیے برکت ہوتی ہے جو آدمی حرص و طمع کی وجہ سے مانگتا ہے تو اس کے لیے اس میں برکت نہیں ہوتی اس کا حال اس شخص جیسا ہو جاتا ہے جو کھانے پر کھانا کھائے جاتا ہے۔ مگر سیر نہیں ہوتا

أُفَارِقَ الدُّنْيَا. (متفق عليه) 763-6

اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے حکیم نے کہا اللہ کے رسول! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو سچائی کے ساتھ مبعوث فرمایا' آپ کے بعد اب کسی شخص سے سوال نہیں کروں گا یہاں تک کہ دنیا سے رخصت ہو جاؤں گا۔ (بخاری ومسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَهُوَ يَذْكُرُ الصَّدَقَةَ وَالتَّعَفُّفَ عَنِ الْمَسْئَلَةِ اَلْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى وَالْيَدُ الْعُلْيَا هِيَ الْمُنْفِقَةُ وَالسُّفْلٰى هِيَ السَّائِلَةُ. (متفق عليه) 764-7

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے منبر پر تشریف فرما ہو کر صدقہ اور سوال سے کنارہ کش رہنے کے بارے میں فرمایا اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ کیونکہ اوپر والا ہاتھ خرچ کرنے والا اور نیچے والا ہاتھ لینے والا ہوتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ ﷺ قَالَ اِنَّ اُنَاسًا مِّنَ الْاَنْصَارِ سَاَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاَعْطَاهُمْ حَتّٰى نَفِدَ مَا عِنْدَهُ فَقَالَ مَا يَكُوْنُ عِنْدِيْ مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ اَدَّخِرَهُ عَنْكُمْ وَمَنْ يَّسْتَعِفَّ يُعِفَّهُ اللّٰهُ وَمَنْ يَّسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللّٰهُ وَمَنْ يَّتَصَبَّرْ يُصَبِّرْهُ اللّٰهُ وَمَا اُعْطِيَ اَحَدٌ عَطَآءً هُوَ خَيْرٌ وَّاَوْسَعُ مِنَ الصَّبْرِ. (متفق عليه) 765-8

حضرت ابوسعید خدری ﷺ بیان کرتے ہیں انصار کے کچھ لوگوں نے رسول اکرم ﷺ سے مال کے لیے سوال کیا آپ ﷺ نے ان کو مال دے دیا حتیٰ کہ جو مال آپ کے پاس تھا ختم ہو گیا پھر آپ ﷺ نے فرمایا میرے پاس جتنا بھی مال ہو میں کبھی انکار نہیں کروں گا لیکن جو شخص سوال کرنے سے خود کو بچائے تو اللہ تعالیٰ بھی اسے بچائے گا اور جو شخص بے نیازی اختیار کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو غنی کر دے گا۔ جو شخص صبر کرے گا اللہ تعالیٰ اسے صبر عنایت فرمائے گا۔ جس شخص کو جو کچھ دیا جائے وہ صبر سے بہتر نہیں ہے۔ صبر سے بہتر بے نیاز کرنے والا کوئی تحفہ نہیں ہو سکتا۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ﷺ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُعْطِيْنِيْ الْعَطَآءَ فَاَقُوْلُ اَعْطِهِ اَفْقَرَ اِلَيْهِ مِنِّيْ فَقَالَ خُذْهُ فَتَمَوَّلْهُ وَتَصَدَّقْ بِهٖ فَمَا جَآئَكَ مِنْ هٰذَا الْمَالِ وَاَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَّلَا سَآئِلٍ فَخُذْهُ وَمَالَا فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ. (متفق عليه) 766-9

حضرت عمر بن خطاب ﷺ بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ مجھے مال بطور عطیہ دیتے تو میں عرض کرتا آپ مجھ سے زیادہ غریب آدمی کو عنایت فرمائیں آپ ﷺ جواباً فرماتے مال قبول کر کے خوشحال ہو جاؤ اس کا صدقہ کرو جب تیرے پاس اس قسم کا مال آئے جس کا تجھے لالچ نہیں اور نہ ہی تو نے سوال کیا تو ایسا مال تجھے قبول کر لینا چاہیے اس کے سوا جو مال ہے اس کے پیچھے نہ پڑو۔ (بخاری ومسلم)

خلاصہ باب

۱۔ دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔

۲۔ سوال کرنے سے بچنے والے کو اللہ تعالیٰ غنی فرما دیتے ہیں۔

۳۔ لالچ کی بنا پر مانگنے والے کا چہرہ قیامت کے دن ہڈیوں کا خوفناک ڈھانچہ ہوگا۔

۴۔ تین ذمہ دار آدمی گواہی دیں تو مصیبت زدہ آدمی دوسروں سے مانگ سکتا ہے۔

۵۔ مزدوری کرنا مانگنے سے ہزار درجہ بہتر ہے۔

۶۔ بن مانگے مال ملے تو قبول کر لینے میں کوئی حرج نہیں۔



بَابُ الْإِنْفَاقِ وَكَرَاهِيَةِ الْإِمْسَاكِ

خرچ کرنا اور بخل سے ناپسندیدگی

اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اس کی مالی نعمتوں کا شکریہ اور اپنے سے تہی دست بھائی کی مدد کرنے کے لئے قرآن مجید نے صدقہ کرنے کی فضیلت بیان کرتے ہوئے اس کی بڑی ترغیب دلائی ہے اس سے باہمی اخوت ہمدردی کو فروغ غربت پر کنٹرول اور خرچ کرنے والے کے دل میں سکون اور اطمینان پیدا ہوتا ہے۔ صدقہ کرنے کے بارے میں رسول کریم ﷺ کے جذبات کا عالم یہ تھا کہ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ اگر میرے پاس اُحد پہاڑ کے برابر سونا ہوتو میں اسے اپنے پاس رکھنے کے بجائے تین دن سے پہلے غرباء اور مساکین میں تقسیم کرنا پسند کروں گا یہ صرف فرمان ہی نہیں تھا بلکہ زندگی بھر آپ ﷺ کا یہ معمول رہا جو کچھ آپ کو دستیاب ہوتا لوگوں میں تقسیم فرما دیا کرتے تھے۔ آپ کی فیاضی کے اثرات ہیں کہ آپ کی اکثر ازواج کھاتے پیتے گھرانوں کے ساتھ تعلق رکھتی تھیں جیسا کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا حضرت حفصہ لیکن وہ بھی جو کچھ میسر آتا صدقہ وخیرات کر دیا کرتی تھیں اور خود بھوکا رہنا برداشت کر لیتی تھیں۔ قرآن مجید کے ارشادات سیرت طیبہ کے اثرات اور آپ ﷺ کے اہل خانہ کے معمولات سے متاثر ہو کر خلفائے راشدین اور ان کی حکومتوں میں تمام گورنر اور عمال کی حالت یہ تھی کہ وہ مال جمع کرنے بخل اور کنجوسی کو اپنی آخرت کے لئے ہلاکت کا سامان سمجھتے تھے۔ بخل کے بارے میں رسول محترم ﷺ کا ارشاد ہے کہ بخیل آدمی کے دل کی یہ کیفیت ہوتی ہے جیسے اس نے لوہے کی جیکٹ پہن رکھی ہو جس میں وہ اپنے آپ کو جکڑا ہوا محسوس کرتا ہے۔ بخل سے دل میں تنگی پیدا ہوتی ہے اور شیطان اس بات کی فکر پیدا کرتا ہے کہ اگر تو نے یہ مال خرچ کر دیا تو آنے والے وقت میں اپنی ضرورتیں کیسے پوری کرے گا؟ اور پھر اس کے دل میں یہ خیال بھی پیدا کرتا ہے کہ اس طرح تو یہ مال اتنا کم ہو جائے گا۔ اس کے برعکس فیاضی کا ذکر کرتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا جب آدمی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے خرچ کرنا شروع کرتا ہے تو پہنی ہوئی زرہ کی ایک ایک کر کے کڑی کھلتی چلی جاتی ہے گویا کہ بخل سے تنگ دلی اور صدقہ کرنے سے فراخ دلی پیدا ہوتی ہے۔ آپ ﷺ نے صدقہ کرنے کی ترغیب دیتے ہوئے یہ بھی فرمایا کہ صدقہ کرنے سے صرف آخرت میں ہی اجر نہیں ملے گا بلکہ دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ مال میں کشادگی پیدا فرمائے گا۔ اس لحاظ سے صدقہ اپنے دامن میں آدمی کے لئے ذاتی سکون مال میں فراخی اور باہمی ہمدردی لئے ہوئے ہے۔ جبکہ بخل سے دل میں تنگی طبیعت میں کمینگی اور معاشرے میں نفرت پیدا ہوتی ہے۔

الفصل الاول — پہلی فصل

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَوْ كَانَ لِیْ مِثْلُ اُحُدٍ ذَهَبًا لَسَرَّنِیْ اَنْ لَا يَمُرَّ عَلَیَّ ثَلٰثُ لَيَالٍ وَّعِنْدِیْ مِنْهُ شَیْءٌ اِلَّا

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا اگر میرے پاس اُحد پہاڑ کے برابر سونا ہو تو میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ تین راتیں گزرنے سے پہلے

شَیْءٌ اُرْصِدُهٗ لِدَیْنٍ.(بخاری) 767-1

اس میں سے کچھ بھی اپنے پاس باقی نہ رہنے دوں۔ البتہ قرض کی ادائیگی کے لیے کچھ روک لوں۔ (بخاری)

عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْ یَوْمٍ یُصْبِحُ الْعِبَادُ فِیْهِ اِلَّا مَلَکَانِ یَنْزِلَانِ فَیَقُوْلُ اَحَدُهُمَا اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا وَیَقُوْلُ الْاٰخَرُ اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُمْسِکًا تَلَفًا. (متفق علیه) 768-2

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جب لوگ صبح کرتے ہیں تو ہر یوم دو فرشتے آسمان سے نازل ہوتے ہیں۔ ایک فرشتہ دعا گو ہوتا ہے اے اللہ! خرچ کرنے والے کو عطا فرما اور دوسرا بددُعا کرتا ہے، اے اللہ! بخیل کے مال کو تباہ کردے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَسْمَاءَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْفِقِیْ وَلَا تُحْصِیْ فَیُحْصِیَ اللّٰهُ عَلَیْکِ وَلَا تُوْعِیْ فَیُوْعِیَ اللّٰهُ عَلَیْکِ اِرْضَخِیْ مَا اسْتَطَعْتِ.(متفق علیه) 769-3

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول مکرم ﷺ نے مجھے فرمایا تم خرچ کرو اور گنتی نہ کیا کرو۔ ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تجھے گن گن کر دے گا۔ اور بخل سے بچو۔ نہیں تو اللہ تعالیٰ بھی تجھ سے روک لے گا۔ اپنی استطاعت کے مطابق خرچ کرتی رہو۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اَنْفِقْ یَا ابْنَ اٰدَمَ اُنْفِقْ عَلَیْکَ.(متفق علیه) 770-4

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اے آدم کے بیٹے! خرچ کر میں تجھے دیتا رہوں گا۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَا ابْنَ اٰدَمَ اَنْ تَبْذُلَ الْفَضْلَ خَیْرٌ لَّکَ وَاَنْ تُمْسِکَهٗ شَرٌّ لَّکَ وَلَا تُلَامُ عَلٰی کَفَافٍ وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ. (مسلم) 771-5

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اے آدم کے بیٹے! اگر تو ضرورت سے زائد خرچ کرے تو تیرے لیے بہتر ہے اور اگر تو اس کو روک لے تو وہ تیرے لیے بُرا ہے اور ضرورت کے تحت مال رکھنے پر تجھے کوئی ملامت نہیں اور مال خرچ کرتے وقت اپنے اہل وعیال سے آغاز کرو۔ (مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَثَلُ الْبَخِیْلِ وَالْمُتَصَدِّقِ کَمَثَلِ رَجُلَیْنِ عَلَیْهِمَا جُنَّتَانِ مِنْ حَدِیْدٍ قَدِ اضْطُرَّتْ اَیْدِیْهِمَا اِلٰی ثُدِیِّهِمَا وَتَرَاقِیْهِمَا فَجَعَلَ الْمُتَصَدِّقُ کُلَّمَا تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا بخیل اور صدقہ کرنے والے کی مثال ان دو آدمیوں کی طرح ہے جنہوں نے زرہ پہن رکھی ہو۔ اس کے ہاتھوں کو اس کی چھاتیوں اور سینے کے ساتھ جکڑ دیا گیا ہو۔ صدقہ دینے والا جب صدقہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو زرہ

انْبَسَطَتْ عَنْهُ وَجَعَلَ الْبَخِيْلُ كُلَّمَا هَمَّ بِصَدَقَةٍ قَلَصَتْ وَاَخَذَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ بِمَكَانِهَا (متفق عليه)772-6

کشادہ ہو جاتی ہے اور بخیل جب صدقہ کرنے کا خیال کرتا ہے تو زرہ سمٹ جاتی ہے۔ اور ہر کڑی اپنی اپنی جگہ تنگ ہو جاتی ہے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اتَّقُوا الظُّلْمَ فَاِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمٰتٌ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَاتَّقُوا الشُّحَّ فَاِنَّ الشُّحَّ اَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حَمَلَهُمْ عَلٰى اَنْ سَفَكُوْا دِمَآءَ هُمْ وَاسْتَحَلُّوْا مَحَارِمَهُمْ. (مسلم)773-7

حضرت جابر ﷺ بیان کرتے ہیں رسول کریم ﷺ نے فرمایا تم ظلم کرنے سے بچو۔ اس لیے کہ ظلم قیامت کے دن اندھیرے ہوں گے اور بخل سے بھی بچے رہو اس لیے کہ بخل نے تم سے پہلے لوگوں کو تباہ و برباد کیا ہے۔ اسی نے لوگوں کو قتل کرنے پر ابھارا اور حرام چیزوں کو حلال کرنے پر آمادہ کیا۔ (مسلم)

عَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَصَدَّقُوْا فَاِنَّهُ يَاْتِيْ عَلَيْكُمْ زَمَانٌ يَمْشِي الرَّجُلُ بِصَدَقَتِهِ فَلَا يَجِدُ مَنْ يَّقْبَلُهَا يَقُوْلُ الرَّجُلُ لَوْ جِئْتَ بِهَا بِالْاَمْسِ لَقَبِلْتُهَا فَاَمَّا الْيَوْمَ فَلَا حَاجَةَ لِيْ بِهَا. (متفق عليه)774-8

حضرت حارثہ بن وہب ﷺ بیان کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے فرمایا صدقہ کیا کرو تم پر ایک ایسا دور آئے گا کہ ایک شخص صدقہ لے کر نکلے گا تو اسے کوئی صدقہ قبول کرنے والا نہیں ملے گا۔ وہ کہے گا اگر آپ کل آتے تو میں یہ قبول کر لیتا۔ لیکن آج مجھے ضرورت نہیں۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَّارَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ الصَّدَقَةِ اَعْظَمُ اَجْرًا؟ قَالَ اَنْ تَصَدَّقَ وَاَنْتَ صَحِيْحٌ شَحِيْحٌ تَخْشَى الْفَقْرَ وَتَاْمُلُ الْغِنٰى وَلَا تُمْهِلُ حَتّٰى اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ قُلْتَ لِفُلَانٍ كَذَا وَلِفُلَانٍ كَذَا وَقَدْ كَانَ لِفُلَانٍ. (متفق عليه)775-9

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے سوال کیا اے اللہ کے رسول! کون سا صدقہ سب سے افضل ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تو اس حال میں صدقہ کرے کہ تو صحتمند ہو اور تجھے مال جمع کرنے کا شوق اور غربت کا خوف ہو اور تو دولت مند بننا چاہتا ہو صدقہ کرنے میں دیر نہیں کرنی چاہیے۔ جب روح حلق تک آجائے پھر تو وصیت کرنے لگے کہ فلاں کے لیے اتنا مال اور فلاں کو اتنا مال دے دیا جائے۔ حالانکہ اس وقت تو مال کسی اور کا ہو چکا ہوتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ ﷺ قَالَ اِنْتَهَيْتُ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ جَالِسٌ فِيْ ظِلِّ الْكَعْبَةِ فَلَمَّا رَاٰنِيْ قَالَ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ فَقُلْتُ فِدَاكَ اَبِيْ وَاُمِّيْ مَنْ هُمْ قَالَ هُمْ

حضرت ابوذر ﷺ بیان کرتے ہیں میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پہنچا آپ کعبۃ اللہ کے سائے میں تشریف فرما تھے، آپ ﷺ نے مجھے دیکھ کر فرمایا رب کعبہ کی قسم! وہ لوگ خسارے میں ہیں، میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ

الاَكْثَرُوْنَ اَمْوَالًا اِلَّا مَنْ قَالَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ وَعَنْ يَّمِيْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ وَقَلِيْلٌ مَّا هُمْ. (متفق عليه) 10-776

پر قربان، وہ کون ہیں؟ فرمایا وہ لوگ جن کے پاس وافر مال ہے۔ ہاں وہ نقصان میں نہیں جنہوں نے مال اس طرح آگے پیچھے دائیں بائیں اللہ کے لیے خرچ کیا ہے۔ جبکہ لوگ ایسا کم ہی کرتے ہیں۔ (بخاری ومسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ بَعْضَ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ قُلْنَ لِلنَّبِيِّ ﷺ اَيُّنَا اَسْرَعُ بِكَ لُحُوْقًا؟ قَالَ اَطْوَلُكُنَّ يَدًا فَاَخَذُوْا قَصَبَةً يَذْرَعُوْنَهَا وَ كَانَتْ سَوْدَةُ اَطْوَلَهُنَّ يَدًا فَعَلِمْنَا بَعْدُ اِنَّمَا كَانَ طُوْلَ يَدِهَا الصَّدَقَةُ وَ كَانَتْ اَسْرَعَنَا لُحُوْقًا بِهٖ زَيْنَبُ وَ كَانَتْ تُحِبُّ الصَّدَقَةَ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) وَفِي رِوَايَةِ مُسْلِمٍ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَسْرَعُكُنَّ لُحُوْقًا بِيْ اَطْوَلُكُنَّ يَدًا قَالَتْ وَ كَانَتْ يَتَطَاوَلْنَ اَيَّتُهُنَّ اَطْوَلُ يَدًا قَالَتْ فَكَانَتْ اَطْوَلَنَا يَدًا زَيْنَبُ لِاَنَّهَا كَانَتْ تَعْمَلُ بِيَدِهَا وَ تَتَصَدَّقُ. 777-11

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی بیویوں میں بعض نے آپ سے دریافت کیا کہ ہم میں سے کون سی بیوی آپ سے جنت میں پہلے ملے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا جس کے ہاتھ لمبے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے چھڑی کے ساتھ اپنے ہاتھوں کو ناپنا شروع کیا تو حضرت سودہ ؓ کے ہاتھ سب سے لمبے تھے لیکن ہمیں بعد میں پتہ چلا کہ ہاتھ لمبے ہونے سے مراد زیادہ صدقہ دینا تھا۔ چنانچہ ہم سے جو پہلے آپ ﷺ سے ملیں وہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا تھی جو صدقہ خیرات کرنے کو بہت پسند کرتی تھی۔ (بخاری) مسلم کی روایت میں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا رسول معظم ﷺ نے فرمایا جنت میں مجھے سب سے پہلے وہ بیوی ملے گی جس کے ہاتھ لمبے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کی بیویاں اندازہ لگاتیں تھیں کہ کس کے ہاتھ لمبے ہیں چنانچہ ہم میں سے زینب کے ہاتھ لمبے ثابت ہوئے اس لئے کہ وہ دستی محنت کرتی تھیں اور صدقہ وخیرات کردیا کرتی تھیں۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لَاَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهٖ فَوَضَعَهَا فِيْ يَدِ سَارِقٍ فَاَصْبَحُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ تُصُدِّقَ اللَّيْلَةَ عَلٰى سَارِقٍ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلٰى سَارِقٍ لَاَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهٖ فَوَضَعَهَا فِيْ يَدِ زَانِيَةٍ

حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا ایک آدمی نے فیصلہ کیا کہ میں آج صدقہ کروں گا۔ وہ صدقہ لے کر نکلا اس نے چور کے ہاتھ پر صدقہ رکھ دیا۔ صبح ہوئی تو لوگ باتیں کررہے تھے۔ آج رات کوئی چور کو صدقہ دے گیا ہے۔ صدقہ کرنے والے نے کہا الٰہی! تیرے ہی لیے تعریفیں ہیں میں تو چور کو صدقہ دے بیٹھا ہوں۔ اب میں

فَاَصْبَحُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ تُصُدِّقَ اللَّيْلَةَ عَلٰى زَانِيَةٍ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ لَکَ الْحَمْدُ عَلٰى زَانِيَةٍ لَاَ تَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهٖ فَوَضَعَهَا فِيْ يَدِ غَنِيٍّ فَاَصْبَحُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ تُصُدِّقَ اللَّيْلَةَ عَلٰى غَنِيٍّ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ لَکَ الْحَمْدُ عَلٰى سَارِقٍ وَزَانِيَةٍ وَغَنِيٍّ فَاُتِيَ فَقِيْلَ لَهٗ اَمَّا صَدَقَتُکَ عَلٰى سَارِقٍ فَلَعَلَّهٗ اَنْ يَّسْتَعِفَّ عَنْ سَرِقَتِهٖ وَاَمَّا الزَّانِيَةُ فَلَعَلَّهَا اَنْ تَّسْتَعِفَّ عَنْ زِنَاهَا وَاَمَّا الْغَنِيُّ فَلَعَلَّهٗ يَعْتَبِرُ فَيُنْفِقَ مِمَّا اَعْطَاهُ اللّٰهُ.(متفق عليه ولفظه للبخاری)12-778

پھر صدقہ کروں گا۔ وہ صدقہ لے کر نکلا اور اس نے زانیہ کے ہاتھ تھما دیا۔ صبح کے وقت لوگ چہ میگوئیاں کر رہے تھے کہ آج رات زانیہ عورت کو صدقہ ملا ہے۔ صدقہ کرنے والے نے کہا کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہے۔ میں نے تو بدکار عورت کو صدقہ دے دیا ہے۔ اب میں مزید صدقہ کروں گا۔ وہ پھر صدقہ کرنے کے لیے نکلا اب کی بار مالدار آدمی کے ہاتھ دے بیٹھا۔ صبح ہوئی تو لوگ باتیں بنا رہے تھے گزشتہ شب مالدار آدمی کو صدقہ مل گیا۔ خیر آدمی نے کہا اے اللہ! ہر قسم کی حمد تیرے ہی لیے ہے میں تو چور، زانیہ اور مالدار آدمی کو صدقہ دے بیٹھا ہوں۔ اسے (خواب) میں بتلایا گیا چور کو تیرا صدقہ دینا قبول ہوا۔ شاید وہ چوری سے باز آ جائے اور زانیہ عورت زنا کاری سے پاکدامنی اختیار کرے، مالدار شاید عبرت حاصل کرے تو وہ اللہ کے عطا کردہ مال سے خرچ کرنے لگے گا۔

(بخاری و مسلم) یہ الفاظ بخاری کے ہیں۔

وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ بَيْنَا رَجُلٌ بِفَلَاةٍ مِّنَ الْاَرْضِ فَسَمِعَ صَوْتًا فِيْ سَحَابَةٍ اسْقِ حَدِيْقَةَ فُلَانٍ فَتَنَحّٰى ذٰلِکَ السَّحَابُ فَاَفْرَغَ مَآءَهٗ فِيْ حَرَّةٍ فَاِذَا شَرْجَةٌ مِّنْ تِلْکَ الشِّرَاجِ قَدِ اسْتَوْعَبَتْ ذٰلِکَ الْمَآءَ كُلَّهٗ فَتَتَبَّعَ الْمَآءَ فَاِذَا رَجُلٌ قَآئِمٌ فِيْ حَدِيْقَتِهٖ يُحَوِّلُ الْمَآءَ بِمِسْحَاتِهٖ فَقَالَ لَهٗ يَا عَبْدَاللّٰهِ مَا اسْمُکَ قَالَ فُلَانٌ اَلِاسْمُ الَّذِيْ سَمِعَ فِي السَّحَابَةِ فَقَالَ لَهٗ يَا عَبْدَاللّٰهِ لِمَ تَسْاَلُنِيْ عَنِ اسْمِيْ فَقَالَ اِنِّيْ سَمِعْتُ صَوْتًا فِي السَّحَابِ الَّذِيْ هٰذَا مَآؤُهٗ يَقُوْلُ اسْقِ حَدِيْقَةَ فُلَانٍ لِاِسْمِکَ فَمَا تَصْنَعُ فِيْهَا قَالَ اَمَّا اِذَا قُلْتُ

حضرت ابوہریرہ ؓ ہی بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ایک دفعہ کا واقعہ ہے ایک مسافر چٹیل میدان میں تھا اس نے بادل سے آواز سنی فلاں شخص کے باغ کو پانی پلایا جائے۔ اچانک بادل کا ٹکڑا علیحدہ ہوا اس نے ایک میدان میں پانی برسایا پانی ایک نالے میں بہہ نکلا۔ مسافر پانی کے پیچھے چل دیا۔ وہ دیکھتا ہے کہ ایک آدمی باغ میں کھڑا کسّی کے ساتھ ایک کھیت سے دوسرے کھیت کو پانی دے رہا ہے۔ اس نے پوچھا اے اللہ کے بندے! تمہارا کیا نام ہے؟ اس نے کہا میرا نام یہ ہے۔ یہ وہی نام تھا جو اس نے بادلوں میں سُنا تھا۔ اس نے پوچھا اے اللہ کے بندے آپ میرا نام کیوں پوچھ رہے ہیں؟ اس نے کہا میں نے بادلوں سے آپ کا نام سُنا جن کا یہ پانی ہے۔ کوئی کہہ رہا تھا فلاں نام

هٰذَا فَاِنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی مَا یَخْرُجُ مِنْهَا فَاَتَصَدَّقُ بِثُلُثِهٖ وَاٰكُلُ اَنَا وَعِیَالِیْ ثُلُثًا وَّاَرُدُّ فِیْهَا ثُلُثَهُ.(مسلم) 779-13

کے آدمی کے باغ کو پانی پلاؤ۔ آپ مجھے بتائیں کہ آپ باغ کا نظام کیسے چلاتے ہیں۔ اس نے کہا آپ کے سوال کا جواب اس طرح ہے۔ میں آمدن کا حساب کر کے ایک تہائی صدقہ کرتا ہوں دوسرے حصہ سے میرے اور میرے اہل وعیال کے اخراجات پورے ہوتے ہیں۔ اور بقیہ باغ کی افزائش پر صرف کرتا ہوں ۔ (مسلم)

وَعَنْهُ اَنَّهُ سَمِعَ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ اِنَّ ثَلٰثَةً مِّنْ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ اَبْرَصَ وَاَقْرَعَ وَاَعْمٰی فَاَرَادَاللّٰهُ اَنْ یَّبْتَلِیَهُمْ فَبَعَثَ اِلَیْهِمْ مَلَكًافَاَتَی الْاَبْرَصَ فَقَالَ اَیُّ شَیْءٍ اَحَبُّ اِلَیْكَ قَالَ لَوْنٌ حَسَنٌ وَّجِلْدٌ حَسَنٌ وَّیَذْهَبُ عَنِّیَ الَّذِیْ قَدْ قَذِرَنِیَ النَّاسُ قَالَ فَمَسَحَهُ فَذَهَبَ عَنْهُ قَذَرُهُ وَاُعْطِیَ لَوْنًا حَسَنًا وَجِلْداً حَسَنًا قَالَ فَاَیُّ الْمَالِ اَحَبُّ اِلَیْكَ قَالَ الْاِبِلُ اَوْ قَالَ الْبَقَرُ شَكَّ اِسْحٰقُ اِلَّا اَنَّ الْاَبْرَصَ اَوِ الْاَقْرَعَ قَالَ اَحَدُهُمَا الْاِبِلُ وَقَالَ الْاٰخَرُ الْبَقَرُ قَالَ فَاُعْطِیَ نَاقَةً عُشَرَآءَ فَقَالَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِیْهَا قَالَ فَاَتَی الْاَقْرَعَ فَقَالَ اَیُّ شَیْءٍ اَحَبُّ اِلَیْكَ قَالَ شَعْرٌ حَسَنٌ وَیَذْهَبُ عَنِّیْ هٰذَاالَّذِیْ قَدْ قَذِرَنِیَ النَّاسُ قَالَ فَمَسَحَهُ فَذَهَبَ عَنْهُ قَالَ وَاُعْطِیَ شَعْراً حَسَنًا قَالَ فَاَیُّ الْمَالِ اَحَبُّ اِلَیْكَ قَالَ الْبَقَرُ فَاُعْطِیَ بَقَرَةً حَامِلًا قَالَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِیْهَا قَالَ فَاَتَی الْاَعْمٰی فَقَالَ اَیُّ شَیْءٍ اَحَبُّ اِلَیْكَ قَالَ اَنْ یَّرُدَّ اللّٰهُ اِلَیَّ بَصَرِیْ فَاُبْصِرَ بِهِ النَّاسَ قَالَ فَمَسَحَهُ فَرَدَّاللّٰهُ اِلَیْهِ بَصَرَهُ قَالَ فَاَیُّ الْمَالِ اَحَبُّ اِلَیْكَ قَالَ الْغَنَمُ فَاُعْطِیَ شَاةً وَّالِدًا فَاَنْتَجَ هٰذَانِ وَوَلَّدَ هٰذَا فَكَانَ لِهٰذَاوَادٍ مِّنَ الْاِبِلِ وَلِهٰذَا وَادٍ مِّنَ الْبَقَرِ وَلِهٰذَا

حضرت ابو ہریرہ ؓ ہی بیان کرتے ہیں کہ نبی معظم ﷺ نے فرمایا بنی اسرائیل میں ایک برص والا اور دوسرا گنجا اور تیسرا اندھا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو آزمانا چاہا تو ایک فرشتے کو انسانی شکل میں ان کے پاس بھیجا۔ فرشتے نے برص کے مریض کے پاس جا کر کہا تجھے کون سی چیز زیادہ پسند ہے؟ اس نے کہا خوبصورت رنگ، صحت مند جسم اور اس بیماری کی وجہ سے لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں یہ ختم ہو جائے۔ فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیرا تو اس کی بیماری جاتی رہی اور اسے خوبصورت رنگ اور صحت مند جسم نصیب ہوا۔ فرشتے نے پوچھا کون سا مال پسند کرو گے؟ اس نے کہا اونٹ یا گائے۔ روایت کرنے والے جناب اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ کو اونٹ یا گائے کے بارے میں شک ہے البتہ برص والے یا گنجے شخص میں سے ایک نے اونٹ اور دوسرے نے گائے کے لیے کہا۔ چنانچہ اس کو دس ماہ کی حاملہ اونٹنی دی گئی فرشتے نے دعا کی اللہ تیرے مال میں برکت عطا فرمائے۔ پھر وہ گنجے کے پاس آیا اس سے پوچھا تجھے کون سی چیز زیادہ محبوب ہے؟ اس نے کہا خوبصورت بال اور جس بیماری کی وجہ سے لوگ مجھے معیوب جانتے ہیں اس سے مجھے شفا نصیب ہو۔ راوی کہتا ہے کہ فرشتے نے ہاتھ پھیرا اس کی بیماری جاتی رہی اور اس کے خوبصورت بال نکل آئے۔ فرشتے نے کہا

وَادٍ مِّنَ الْغَنَمِ قَالَ ثُمَّ اِنَّهُ اَتَى الْاَبْرَصَ فِیْ صُوْرَتِهٖ وَهَيْأَتِهٖ فَقَالَ رَجُلٌ مِّسْكِيْنٌ قَدِ انْقَطَعَتْ بِیَ الْحِبَالُ فِیْ سَفَرِیْ فَلَا بَلَاغَ لِیَ الْيَوْمَ اِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ بِكَ اَسْئَلُكَ بِالَّذِیْ اَعْطَاكَ اللَّوْنَ الْحَسَنَ وَالْجِلْدَ الْحَسَنَ وَالْمَالَ بَعِيْرًا اَتَبَلَّغُ بِهٖ فِیْ سَفَرِیْ فَقَالَ الْحُقُوْقُ كَثِيْرَةٌ فَقَالَ اِنَّهُ كَاَنِّیْ اَعْرِفُكَ اَلَمْ تَكُنْ اَبْرَصَ يَقْذَرُكَ النَّاسُ فَقِيْرًا فَاَعْطَاكَ اللّٰهُ فَقَالَ اِنَّمَا وُرِّثْتُ هٰذَا الْمَالَ كَابِرًا عَنْ كَابِرٍ فَقَالَ اِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَصَيَّرَكَ اللّٰهُ اِلٰى مَا كُنْتَ قَالَ وَاَتَى الْاَقْرَعَ فِیْ صُوْرَتِهٖ فَقَالَ لَهٗ مِثْلَ مَا قَالَ لِهٰذَا وَرَدَّ عَلَيْهِ مِثْلَ مَا رَدَّ عَلٰى هٰذَا فَقَالَ اِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَصَيَّرَكَ اللّٰهُ اِلٰى مَا كُنْتَ قَالَ وَاَتَى الْاَعْمٰى فِیْ صُوْرَتِهٖ وَهَيْأَتِهٖ فَقَالَ رَجُلٌ مِّسْكِيْنٌ وَابْنُ سَبِيْلٍ اِنْقَطَعَتْ بِیَ الْحِبَالُ فِیْ سَفَرِیْ فَلَا بَلَاغَ لِیَ الْيَوْمَ اِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ بِكَ اَسْاَلُكَ بِالَّذِیْ رَدَّ عَلَيْكَ بَصَرَكَ شَاةً اَتَبَلَّغُ بِهَا فِیْ سَفَرِیْ فَقَالَ قَدْ كُنْتُ اَعْمٰى فَرَدَّ اللّٰهُ اِلَیَّ بَصَرِیْ فَخُذْ مَا شِئْتَ وَدَعْ مَا شِئْتَ فَوَاللّٰهِ لَا اَجْهَدُكَ الْيَوْمَ بِشَیْءٍ اَخَذْتَهٗ لِلّٰهِ فَقَالَ اَمْسِكْ مَالَكَ فَاِنَّمَا ابْتُلِيْتُمْ فَقَدْ رُضِیَ عَنْكَ وَسُخِطَ عَلٰى صَاحِبَيْكَ.(متفق عليه) 14-780

وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ صَلَّيْتُ وَرَاءَ

آپ کون سا مال پسند کرتے ہیں؟ وہ کہنے لگا گائے تو اسے ایک حاملہ گائے عنایت کی گئی اس کے لیے فرشتے نے برکت کی دعا کی۔ اب فرشتہ اندھے کے پاس گیا۔ جا کر پوچھا اے نابینے! تو کون سی چیز پسند کرے گا؟ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ مجھے بینائی عطا کردے۔ تاکہ میں بھی لوگوں کو دیکھ سکوں۔ چنانچہ فرشتے نے ہاتھ پھیرا تو اللہ نے اسے بصارت عطا فرما دی۔ فرشتے نے پوچھا کون سا مال زیادہ اچھا لگتا ہے؟ اس نے کہا بکریاں۔ اس کو بچہ جننے والی بکری دے دی گئی۔ چنانچہ ان دونوں یعنی گائے اور اونٹ نے بھی بچے جنے۔ اور بکریاں بھی بڑھتی رہیں۔ برص والے کے اونٹوں سے جنگل بھر گیا۔ اور اس گنجے کا گائے کی نسل سے الگ جنگل بھر گیا۔ اور اس اندھے کا بھی بکریوں سے جنگل بھر گیا کچھ مدت کے بعد فرشتہ برص والے کے پاس اسی پہلی شکل وصورت میں آ کر کہنے لگا۔ میں مسکین شخص ہوں سفر میں میرے پاس وسائل ختم ہو گئے ہیں۔ اب میرے لیے اللہ کی کرم نوازی اور تیری مدد کے بغیر گھر پہنچنا ممکن نہیں۔ میں تجھ سے اس ذات کے نام سے سوال کرتا ہوں جس نے تجھے خوبصورت رنگ صحت مند جسم اور مال دیا ہے۔ تو مجھے ایک اونٹ عطا کردے کہ میں اس پر سوار ہو کر اپنی منزل مقصود پر پہنچ جاؤں۔ اس نے جواب دیا مجھ پر ذمہ داریوں کا انبار ہے فرشتے نے کہا شاید میں تجھے جانتا ہوں کہ تو پہلے برص زدہ نہیں تھا؟ تجھ سے لوگ نفرت کرتے تھے۔ تو غریب تھا اللہ نے تجھے مالدار بنا دیا۔ اس نے کہا کہ میں نسل درنسل مالدار ہوں۔ فرشتے نے کہا اگر تو جھوٹ کہتا ہے تو اللہ تجھے ویسا ہی کرے جیسا تو پہلے تھا۔ اس کے بعد فرشتہ گنجے کے پاس آیا۔ اس سے وہی باتیں کیں جو پہلے سے کی تھیں اس نے بھی وہی جواب دیا جو پہلے نے دیا تھا۔ فرشتے نے کہا اگر تو جھوٹ کہہ رہا ہے تو اللہ تجھے پہلے کی طرح کردے۔ اب فرشتہ اندھے کے پاس آیا اور کہا میں ایک مفلس، نادار

آدمی ہوں۔ سفر میں میرے پاس اسباب نہیں رہے۔ اب میں اللہ کی مدد اور پھر تمہارے تعاون کے بغیر اپنی منزل پر نہیں پہنچ سکتا۔ اس لئے میں تجھ سے اللہ کے واسطے سے بھیک مانگتا ہوں۔ جس نے تجھے بینائی عطا کی تو مجھے ایک بکری عنایت فرمادے تاکہ میں منزل مقصود پر پہنچ سکوں۔ اس نے کہا میں واقعی اندھا تھا۔ اللہ نے مجھے نظر عطا کی جتنا مال چاہو لے جاؤ۔ اور جس قدر چاہو باقی رہنے دو۔ اللہ کی قسم! میں تجھے نہیں روکوں گا۔ جتنا مال چاہتے ہو اللہ کے نام پر قبول کرلو۔ فرشتے نے کہا اپنا مال اپنے پاس رکھو حقیقتاً تمہاری آزمائش مقصود تھی پس تجھ پر اللہ راضی ہوا اور تمہارے دونوں ساتھیوں پر غضب ناک ہوا۔ (بخاری ومسلم)

النَّبِيِّ ﷺ بِالْمَدِيْنَةِ الْعَصْرَ فَسَلَّمَ ثُمَّ قَامَ مُسْرِعًا فَتَخَطّٰى رِقَابَ النَّاسِ اِلٰى بَعْضِ حُجَرِ نِسَائِهٖ فَفَزِعَ النَّاسُ مِنْ سُرْعَتِهٖ فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ فَرَاٰى اَنَّهُمْ قَدْ عَجِبُوْا مِنْ سُرْعَتِهٖ قَالَ ذَكَرْتُ شَيْئًا مِنْ تِبْرٍ عِنْدَنَا فَكَرِهْتُ اَنْ يَحْبِسَنِيْ فَاَمَرْتُ بِقِسْمَتِهٖ (رَوَاهُ البخاری) وَ فِيْ رِوَايَةٍ لَهٗ قَالَ كُنْتُ خَلَّفْتُ فِي الْبَيْتِ تِبْرًا مِنَ الصَّدَقَةِ فَكَرِهْتُ اَنْ اُبَيِّتَهٗ 15-781

حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ میں نے نبی گرامی ﷺ کے پیچھے مدینہ منورہ میں عصر کی نماز پڑھی۔ آپ ﷺ نے جلدی سے سلام پھیرا اور اٹھ کھڑے ہوئے۔ لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے اپنی کسی بیوی کے حجرہ میں تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ کی جلدی کی وجہ سے لوگ پریشان ہوئے آپ لوگوں کی طرف واپس آئے اور دیکھا کہ یہ لوگ آپ کی جلدی کی وجہ سے متعجب ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ میرے پاس کچھ سونا تھا۔ میں نے اس بات کو ناپسند کیا کہ وہ مجھے اللہ سے روکے رکھے تو میں نے اُسے تقسیم کرنے کا حکم دیا۔ (بخاریؒ) ایک روایت میں صدقے کا کچھ سونا گھر میں تھا۔ میں نے ناپسند کیا کہ وہ رات ہمارے پاس پڑا رہے۔

خلاصہ باب

۱۔ صدقہ کرنے والے کے لئے فرشتہ برکت کی دعا اور کنجوس کے لئے بددعا کرتا ہے۔
۲۔ استطاعت کے مطابق صدقہ کرتے ہی رہنا چاہیے۔
۳۔ خرچ کرنے والے کو اللہ تعالیٰ مزید عنایت فرماتے ہیں۔
۴۔ پہلے مستحق اقرباء پر صدقہ کرنا چاہیے۔
۵۔ صحت اور ذاتی ضروریات کے وقت خرچ کرنا افضل صدقہ ہے۔
۶۔ خیرات کرنے والے مالداروں کے علاوہ قیامت کے روز تمام سرمایہ دار نقصان میں ہوں گے۔
۷۔ بے علمی میں غیر مستحق کو صدقہ کرنے سے ثواب میں کمی واقع نہیں ہوتی۔
۸۔ اللہ تعالیٰ مال دے کر آزماتا بھی ہے۔

بَابُ فَضْلِ الصَّدَقَةِ

صدقہ کرنے کی فضیلت

صدقہ کا لفظ قرآن مجید میں زکوٰۃ اور نفلی صدقات دونوں کے لیے استعمال ہوا ہے۔ لیکن آپ ﷺ نے صدقہ کے مفہوم میں بڑی توسیع فرمائی ہے۔ کسی غریب کی روپے پیسے سے مدد کرنا' دوست واحباب کو کھانا کھلانا' نیکی کی اشاعت کرنا اور برائی سے لوگوں کو منع کرنا' مومن کا مال چوری ہوجانا۔ زمیندار کی کھیتی سے جانوروں کا دانہ دنکا اٹھانا۔ حتیٰ کہ متبسم چہرے سے ایک دوسرے کے ساتھ ملاقات کرنے کو بھی صدقہ میں شمار فرمایا۔ رزق حلال سے اللہ تعالیٰ کی رضا اور دوسرے کی عزت نفس کا خیال رکھ کر صدقہ دیا جائے تو ربّ کریم اس کو پہاڑوں جیسی وسعت وکشادگی سے نوازیں گے۔ نیکی کی تلقین اور برائی سے منع کرنے والے کی لسانی اور علمی محنت ولیاقت کے حوالے سے صدقہ شمار ہوگا۔ چہرے کی مسکراہٹ کی قدر وقیمت جاننا ہوتو ڈاکٹر کی مسکراہٹ کے بارے میں مریض سے پوچھیے۔ کسی بڑے کے تبسم کی قدر سمجھنی ہوتو چھوٹے کارکن' غریب آدمی یا درماندہ شخص سے دریافت فرمائیں کہ اس کے لئے بڑے کی مسکراہٹ صدقے سے کس قدر گراں قدر ہے۔

الفصل الاول — پہلی فصل

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ تَصَدَّقَ بِعَدْلِ تَمْرَةٍ مِنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ وَّلَا يَقْبَلُ اللّٰهُ اِلَّا الطَّيِّبَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتَقَبَّلُهَا بِيَمِيْنِهٖ ثُمَّ يُرَبِّيْهَا لِصَاحِبِهَا كَمَا يُرَبِّيْ اَحَدُكُمْ فَلُوَّهٗ حَتّٰى تَكُوْنَ مِثْلَ الْجَبَلِ. (متفق علیه) 1-782

حضرت ابوہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا جس شخص نے حلال کمائی سے ایک کھجور کے برابر صدقہ کیا۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ صرف حلال چیزوں سے صدقہ قبول فرماتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ اسے اپنے دائیں ہاتھ میں لیتے ہوئے شرف قبولیت بخشتے ہیں۔ پھر اس کو اس طرح بڑھاتے ہیں جیسا کہ تم اپنے بچھڑے کی پرورش کر کے اسے بڑا کرتے ہو۔ یہاں تک کہ ایک کھجور کا ثواب پہاڑ کے برابر ہوجاتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ وَّمَا زَادَ اللّٰهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ اِلَّا عِزًّا وَّمَا تَوَاضَعَ اَحَدٌ لِلّٰهِ اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ. (مسلم) 2-783

حضرت ابوہریرہ ﷛ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا صدقہ کرنے سے مال میں کمی واقع نہیں ہوتی۔ معاف کرنے سے اللہ تعالیٰ بندے کو مزید عزت سے نوازتے ہیں اور جو شخص بھی اللہ کی رضا کے لیے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس شخص کو لوگوں کی نگاہوں میں معزز فرمادیتے ہیں۔ (مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اَنْفَقَ

حضرت ابوہریرہ ﷛ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم

زَوْجَيْنِ مِنْ شَيْءٍ مِّنَ الْاَشْيَآءِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ دُعِيَ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ وَلِلْجَنَّةِ اَبْوَابٌ فَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصَّلٰوةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلٰوةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرَّيَّانِ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ مَّا عَلٰى مَنْ دُعِيَ مِنْ تِلْكَ الْاَبْوَابِ مِنْ ضَرُوْرَةٍ فَهَلْ يُدْعٰى اَحَدٌ مِّنْ تِلْكَ الْاَبْوَابِ كُلِّهَا قَالَ نَعَمْ وَاَرْجُوْ اَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ. (متفق عليه) 3-784

ﷺ نے فرمایا جس شخص نے مال میں سے دو حصّے اللہ کے راستے میں خرچ کیے تو اسے جنت کے تمام دروازوں سے بلایا جائے گا جب کہ جنت کے (آٹھ) دروازے ہیں۔ جو شخص جہاد میں مصروف رہا تو اسے جہاد کے دروازے سے بلایا جائے گا۔ جو شخص کثرت سے نماز پڑھنے والا ہے، اسے نماز کے دروازے سے بلایا جائے گا۔ جو شخص صدقہ وخیرات کرتا رہا اسے صدقہ کے دروازے سے بلایا جائے گا۔ جو شخص کثرت سے روزے رکھتا رہا تو اسے ریان کے دروازے سے بلایا جائے گا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا گو ہر دروازے سے بلائے جانے کی ضرورت نہیں تاہم کسی شخص کو ان تمام دروازوں سے بلایا جائے گا؟ آپ ﷺ نے اثبات میں جواب دیتے ہوئے فرمایا مجھے امید ہے کہ ابوبکر آپ ان میں سے ہوں گے۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اَصْبَحَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ صَائِمًا قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ اَنَا قَالَ فَمَنْ تَبِعَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ جَنَازَةً قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ اَنَا قَالَ فَمَنْ اَطْعَمَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ مِسْكِيْنًا قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ اَنَا قَالَ فَمَنْ عَادَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ مَرِيْضًا قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ اَنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا اجْتَمَعْنَ فِيْ امْرِءٍ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ. (مسلم) 4-785

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسولِ محترم ﷺ نے پوچھا تم میں سے کس شخص نے آج روزہ رکھا ہوا ہے؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے۔ نبی محترم ﷺ نے پھر دریافت کیا آج تم میں سے کون جنازے کے ساتھ گیا؟ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا میں شریک ہوا ہوں۔ نبی کریم ﷺ پھر پوچھتے ہیں آج تم میں سے کس نے مسکین کو کھانا کھلایا؟ حضرت ابوبکر صدیق نے عرض میں نے مسکین کو کھانا کھلایا ہے۔ نبی معظم ﷺ چوتھی دفعہ استفسار فرماتے ہیں کہ آج تم میں سے کس نے بیمار کی عیادت کی؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے۔ اس پر رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا جس شخص میں یہ اوصاف جمع ہو جائیں وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَا نِسَآءَ الْمُسْلِمَاتِ لَا تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا وَلَوْ فِرْسَنَ شَاةٍ. (متفق عليه) 5-786

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا اے مسلمان عورتو! کوئی عورت اپنی پڑوسن کو ہدیہ دینا حقیر نہ سمجھے اگرچہ بکری کے پائے ہی کیوں نہ ہوں۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ جَابِرٍ ﷺ وَّحُذَيْفَةَ ﷺ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كُلُّ مَعْرُوْفٍ صَدَقَةٌ. (متفق عليه) 6-787

حضرت جابر ﷺ اور حضرت حذیفہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہر نیک کام صدقہ ہے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ شَيْئًا وَلَوْ اَنْ تَلْقٰى اَخَاكَ بِوَجْهٍ طَلِيْقٍ (مسلم) 7-788

حضرت ابوذر ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا کسی بھی اچھے عمل کو معمولی نہ سمجھو چاہے اپنے بھائی سے کشادہ پیشانی کے ساتھ ملاقات ہی ہو۔ (مسلم)

عَنْ اَبِیْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ قَالُوْا فَاِنْ لَّمْ يَجِدْ قَالَ فَلْيَعْمَلْ بِيَدَيْهِ فَيَنْفَعُ نَفْسَهُ وَيَتَصَدَّقُ قَالُوْا فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ اَوْلَمْ يَفْعَلْ قَالَ فَيُعِيْنُ ذَاالْحَاجَةِ الْمَلْهُوْفِ قَالُوْا فَاِنْ لَّمْ يَفْعَلْهُ قَالَ فَيَاْمُرُ بِالْخَيْرِ قَالُوْا فَاِنْ لَّمْ يَفْعَلْ قَالَ فَيُمْسِكُ عَنِ الشَّرِّ فَاِنَّهُ لَهُ صَدَقَةٌ. (متفق عليه) 8-789

حضرت ابوموسیٰ اشعری ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا ہر مسلمان پر صدقہ لازم ہے۔ صحابہ کرام ﷺ نے دریافت کیا اگرچہ اس کے پاس صدقہ دینے کے لئے کچھ نہ ہو؟ فرمایا اپنے ہاتھ سے کام کرے۔ خود کو بھی فائدہ پہنچائے اور صدقہ وخیرات بھی کرے۔ صحابہ کرام ﷺ نے عرض کیا اگر اس کی طاقت نہ ہو یا وہ یہ کام نہ کر سکے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کسی ضرورت مند اور مصیبت زدہ کی مدد کرے۔ صحابہ کرام ﷺ نے عرض کیا اگر وہ مدد کرنے کے قابل نہ ہو؟ ارشاد ہوا نیکی کا حکم دے۔ صحابہ کرام ﷺ نے عرض کیا اگر وہ اس کی صلاحیت نہ رکھتا ہو؟ آپ ﷺ فرماتے ہیں برائی سے بچا رہے یہی اس کے لئے صدقہ ہے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كُلُّ سُلَامٰى مِنَ النَّاسِ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ كُلَّ يَوْمٍ تَطْلُعُ فِيْهِ الشَّمْسُ يَعْدِلُ بَيْنَ الْاِثْنَيْنِ صَدَقَةٌ وَّيُعِيْنُ الرَّجُلَ عَلٰى دَآبَّتِهٖ فَيَحْمِلُ عَلَيْهَا اَوْ يَرْفَعُ عَلَيْهَا مَتَاعَهُ صَدَقَةٌ وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ وَّكُلُّ خُطْوَةٍ يَّخْطُوْهَا اِلَى الصَّلٰوةِ صَدَقَةٌ وَّيُمِيْطُ الْاَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ صَدَقَةٌ. (متفق عليه) 9-790

حضرت ابوہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا انسان کے ہر جوڑ پر روزانہ صدقہ لازم ہے۔ دو آدمیوں کے درمیان عدل وانصاف کرنا صدقہ ہے، کسی شخص کو اس کی سواری پر سوار کرانے میں مدد دینا یا سواری پر اس کا سامان رکھنا صدقہ ہے، اچھی بات کہنا صدقہ ہے، نماز کے لئے چلنا صدقہ ہے اور راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا صدقہ ہے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول محترم ﷺ

رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ خُلِقَ کُلُّ اِنْسَانٍ مِّنْ بَنِیْ اٰدَمَ عَلٰی سِتِّیْنَ وَثَلَاثِ مِائَۃِ مَفْصِلٍ فَمَنْ کَبَّرَ اللّٰہَ وَحَمِدَاللّٰہَ وَھَلَّلَ اللّٰہَ وَسَبَّحَ اللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَ اللّٰہَ وَعَزَلَ حَجَرًا عَنْ طَرِیْقِ النَّاسِ اَوْ شَوْکَۃً اَوْعَظْمًا اَوْ اَمَرَ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ نَھٰی عَنِ الْمُنْکَرِ عَدَدَ تِلْکَ السِّتِّیْنَ وَالثَّلَاثِ مِائَۃِ فَاِنَّہٗ یَمْشِیْ یَوْمَئِذٍ وَّقَدْ زَحْزَحَ نَفْسَہٗ عَنِ النَّارِ.(مسلم) 10-791

نے فرمایابنی آدم کاہر انسان تین سوساٹھ جوڑوں پراستوار ہے۔جس نے اللہ تعالیٰ کی کبریائی اور حمدوثنا کی، لاالہ الااللہ کا اقرار کیا سبحان اللہ کہا، اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگی، لوگوں کے راستے سے کانٹا، پتھر، ہڈی کو ہٹایایا اچھے کام کاحکم دیا اور برے کام سے روکا۔جس نے ایسا تین سوساٹھ کام کئے وہ اس دن زمین پر اس حال میں چل رہا ہوگا کہ اس نے خود کو دوزخ سے دور کرلیا۔ (مسلم)

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ بِکُلِّ تَسْبِیْحَۃٍ صَدَقَۃً وَّکُلِّ تَکْبِیْرَۃٍ صَدَقَۃً وَّکُلِّ تَحْمِیْدَۃٍ صَدَقَۃً وَّکُلِّ تَھْلِیْلَۃٍ صَدَقَۃً وَّاَمْرٍ بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَۃً وَّنَھْیٍ عَنِ الْمُنْکَرِ صَدَقَۃً وَّفِیْ بُضْعِ اَحَدِکُمْ صَدَقَۃً قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَیَاتِیْ اَحَدُنَا شَھْوَتَہٗ وَیَکُوْنُ لَہٗ فِیْھَا اَجْرٌ قَالَ اَرَءَ یْتُمْ لَوْ وَضَعَھَا فِیْ حَرَامٍ اَکَانَ عَلَیْہِ فِیْہِ وِزْرٌ فَکَذٰلِکَ اِذَا وَضَعَھَا فِی الْحَلَالِ کَانَ لَہٗ اَجْرٌ.(مسلم)792-11

حضرت ابوذر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا اللہ کی پاکیزگی بیان کرنا صدقہ ہے، اللہ کی کبریائی بیان کرنا صدقہ ہے، اللہ کی تعریف کرنا صدقہ ہے، اللہ کو ہی عبادت کے لائق جاننا صدقہ ہے، نیکی کاحکم دینا اور برے کام سے روکنا بھی صدقہ ہے اور تمہارا بیویوں کے ساتھ میل ملاپ صدقہ ہے۔صحابہ کرام ؓ نے عرض کیا اپنے جذبات کی تسکین کے لئے ایسا کرنا اس کا بھی ثواب ملتا ہے؟ فرمایا اگر کوئی ناجائز طریقے سے ایسا کرلے تو اس پر گناہ نہیں ہوگا؟ لہٰذا جو اپنی خواہش کو جائز طریقے سے پورا کرے گا تو اس کو ثواب ہوگا۔(مسلم)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ نِعْمَ الصَّدَقَۃُ اللِّقْحَۃُ الصَّفِیُّ مِنْحَۃً وَالشَّاۃُ الصَّفِیُّ مِنْحَۃً تَغْدُوْ بِاِنَاءٍ وَتَرُوْحُ بِاٰخَرَ.(متفق علیہ)793-12

حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا بہترین صدقہ دودھ دینے والی عمدہ اونٹنی کو بطور عطیہ دینا ہے اور عمدہ نسل کی بکری کا عطیہ دینا جو صبح وشام برتن بھر کر دودھ دیتی ہو۔(بخاری ومسلم)

عَنْ اَنَسٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَا مِنْ مُسْلِمٍ یَغْرِسُ غَرْسًا اَوْ یَزْرَعُ زَرْعًا فَیَاْ کُلُ مِنْہُ اِنْسَانٌ اَوْ طَیْرٌ اَوْ بَھِیْمَۃٌ اِلَّا کَانَتْ لَہٗ صَدَقَۃٌ (متفق علیہ) و فی رِوَایَۃٍ لِّمُسْلِمٍ عَنْ

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا بندۂ مومن جو بھی درخت لگاتا ہے یا زمین کاشت کرتا ہے اس میں انسان، چوپائے یا پرندے کھالیتے ہیں تو اس کے نامۂ اعمال میں صدقہ اور نیکی لکھی جاتی ہے۔

جَابِرٍ وَمَا سُرِقَ مِنْهُ لَهُ صَدَقَةٌ. 13-794 (بخاری ومسلم) مسلم کی روایت میں حضرت جابر ﷺ بیان کرتے ہیں اور جو اس سے چوری ہو جائے وہ بھی مالک کے لئے صدقہ ہے۔)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ غُفِرَ لِاِمْرَاَةٍ مُوْمِسَةٍ مَرَّتْ بِكَلْبٍ عَلٰى رَأْسِ رَكِيٍّ يَلْهَثُ كَادَ يَقْتُلُهُ الْعَطَشُ فَنَزَعَتْ خُفَّهَا فَاَوْثَقَتْهُ بِخِمَارِهَا فَنَزَعَتْ لَهُ مِنَ الْمَآءِ فَغُفِرَ لَهَا بِذَالِكَ قِيْلَ اِنَّ لَنَا فِي الْبَهَائِمِ اَجْرًا قَالَ فِيْ كُلِّ ذَاتِ كَبِدٍ رَطْبَةٍ اَجْرٌ. (متفق عليه) 14-795

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ایک زانیہ عورت کو صرف اس وجہ سے معاف کر دیا گیا کہ وہ ایک کتے کے قریب سے گزری جو کنویں کے کنارے پیاس کی وجہ سے زبان لٹکائے ہوئے مرنے کے قریب تھا۔ اس عورت نے اپنا موزہ اتارا، اس کو اپنے دوپٹے کے ساتھ مضبوطی سے باندھ کر کنویں سے پانی نکال کر کتے کو پلایا۔ اس کے بدلے اسے معاف کر دیا گیا۔ آپ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ ہمارے لیے چوپایوں کی خدمت کرنے میں ثواب ہے؟ آپ نے فرمایا ہر جان دار کی خدمت کرنا ثواب ہے۔ (بخاری ومسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَاَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عُذِّبَتِ امْرَاَةٌ فِيْ هِرَّةٍ اَمْسَكَتْهَا حَتّٰى مَاتَتْ مِنَ الْجُوْعِ فَلَمْ تَكُنْ تُطْعِمُهَا وَلَا تُرْسِلُهَا فَتَاْكُلَ مِنْ خَشَاشِ الْاَرْضِ. (متفق عليه) 15-796

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما اور ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا ایک عورت اس وجہ سے عذاب میں مبتلا کی گئی کہ اس نے ایک بلی کو باندھ رکھا تھی کہ وہ بھوک سے مر گئی۔ عورت نے بلی کو نہ کھلایا پلایا اور نہ ہی آزاد کیا کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے کھا کر زندگی بچا لیتی۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ رَجُلٌ بِغُصْنِ شَجَرَةٍ عَلٰى ظَهْرِ طَرِيْقٍ فَقَالَ لَاُنَحِّيَنَّ هٰذَا عَنْ طَرِيْقِ الْمُسْلِمِيْنَ لَا يُؤْذِيْهِمْ فَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ. (متفق عليه) 16-797

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا ایک آدمی کا گزر ایسے راستے سے ہوا۔ جہاں درخت کی بڑی ٹہنی نے راستہ روک رکھا تھا۔ اس شخص نے عزم کیا کہ میں مسلمانوں کے راستے سے اس ٹہنی کو ضرور ہٹا دوں گا تاکہ گزرنے والے تکلیف سے بچ جائیں۔ اس عمل کی وجہ سے وہ جنت میں داخل ہو گیا۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَقَدْ رَاَيْتُ رَجُلًا يَتَقَلَّبُ فِي الْجَنَّةِ فِيْ شَجَرَةٍ قَطَعَهَا مِنْ

حضرت ابو ہریرہ ﷺ ہی بیان کرتے ہیں رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا میں نے جنت میں ایک آدمی کو بڑے ناز سے چلتے

ظَهْرِ الطَّرِيْقِ كَانَتْ تُؤْذِى النَّاسَ. (مسلم)

پھرتے دیکھا۔ یہ اس وجہ سے تھا کہ اس نے راستے سے تکلیف دہ درخت کو کاٹ کر ہٹایا تھا۔ (مسلم)

17-798 عَنْ اَبِىْ بَرْزَةَ ﷺ قَالَ قُلْتُ يَا نَبِىَّ اللّٰهِ ﷺ عَلِّمْنِىْ شَيْئًا اَنْتَفِعُ بِهٖ قَالَ اعْزِلِ الْاَذٰى عَنْ طَرِيْقِ الْمُسْلِمِيْنَ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابوبرزہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے جو میرے لئے مفید ہو آپ ﷺ نے فرمایا مسلمانوں کے راستے سے تکلیف دہ چیزوں کو دور کرتے رہو۔ (مسلم)

18-799

خلاصہ باب

۱۔ قیامت کے روز اخلاص والے معمولی صدقے کو پہاڑ کے برابر بنا دیا جائے گا۔

۲۔ صدقہ کرنے سے مال کم نہیں ہوتا۔

۳۔ انکساری اختیار کرنے اور کسی کو معاف کرنے سے آدمی کی عزت میں اضافہ ہوتا ہے۔

۴۔ خندہ پیشانی سے ملنا نیکی کی علامت ہے۔

۵۔ نیکی کا حکم اور برائی سے رک جانے کو صدقہ قرار دیا گیا ہے۔

۶۔ راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا بھی صدقہ ہے۔

۷۔ اللہ کے راستے میں بہترین چیز خرچ کرنی چاہیے۔

۸۔ کھیتی سے پرندوں کا چگنا اور مال کا چوری ہو جانا بھی مومن کے لیے صدقہ شمار ہوگا۔

۹۔ کتے اور جانور کو کھلانا اور پلانا صدقہ ہے۔

۱۰۔ نیکی کی تلقین اور برائی سے منع کرنا بھی صدقہ ہے۔



بَابُ اَفْضَلِ الصَّدَقَةِ

بہترین صدقہ

صدقہ کرنا ہر حال میں بہتر عمل ہے لیکن قرآنِ مجید اور رسولِ کریم ﷺ نے صدقہ کرنے کا انداز اور ایک طریقہ کار بتلایا۔ اس طریقے کا خیال رکھے بغیر اگر کروڑوں روپے بھی صدقہ کیے جائیں تو اسکے وہ ثمرات اور نتائج برآمد نہیں ہو سکتے جو اسلام کا مقصود ہیں۔ اگر صدقہ کرنے والا اعتدال کے ساتھ صدقہ نہیں کریگا تو ایک وقت آئیگا کہ وہ خود کوڑی کوڑی کا محتاج ہو جائیگا۔ اور اگر شریعت کے بتلائے ہوئے طریقے اور ترتیب کا خیال نہ رکھا جائے تو کچھ سائل تو امیر ہو جائیں گے جبکہ باقی غربت میں ہی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہوں گے۔ ان نقائص اور کمزوریوں کی تلافی اور غرباء کو اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے کیلئے ربّ عظیم اور رسول کریم ﷺ نے بہترین طریقہ کار بتلایا ہے کہ خرچ کرنے والا اعتدال کے ساتھ پہلے اپنے اعزاء واقرباء کا خیال رکھے اور بعد ازاں دوسروں کے ساتھ تعاون کرے۔ یہ وہ جامع طریقہ ہے جس سے کسی مستحق کے محروم رہنے کا احتمال ختم ہو جاتا ہے کیونکہ دنیا میں ہر ایک کا رشتہ دار بھی ہے اور تمدّن کے حوالے سے اسکے پڑوسی اور محلّے دار بھی ہوا کرتے ہیں۔ صدقہ کرتے ہوئے اس بات کا بھی خیال رکھنا چاہیے کہ ناقص اور اپنی نظر میں ناپسند چیز دوسرے پر خرچ نہ کی جائے اس سے اللہ تعالیٰ کی وہ خوشنودی حاصل نہیں ہو سکتی جو بہترین چیز صدقہ کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ قرآنِ حکیم اور رسول محترم ﷺ نے بہترین چیز اور مشکل وقت میں صدقہ کرنے کو افضل صدقہ قرار دیا ہے۔

الفصل الاول

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ وَ حَکِیْمِ بْنِ حِزَامٍ ؓ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَیْرُ الصَّدَقَةِ مَا کَانَ عَنْ ظَهْرِ غِنًی وَّابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ. (رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ عَنْ حَکِیْمٍ وَحْدَهُ) 1-800

عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَنْفَقَ الْمُسْلِمُ نَفَقَةً عَلٰی اَهْلِهٖ وَهُوَ یَحْتَسِبُهَا کَانَتْ لَهٗ صَدَقَةً. (متفق علیه) 2-801

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ دِیْنَارٌ اَنْفَقْتَهٗ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَدِیْنَارٌ اَنْفَقْتَهٗ فِیْ

پہلی فصل

حضرت ابو ہریرہ ؓ اور حکیم بن حزام ؓ بیان کرتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا بہترین صدقہ وہ ہے جو اپنی ضروریات پوری کر کے دیا جائے اور خرچ کرنے میں اپنے اہل وعیال سے آغاز کرنا چاہیے۔ (بخاری) اور مسلم نے صرف حضرت حکیم ؓ سے روایت کی ہے۔

حضرت ابو مسعود ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا جب آدمی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتا ہے تو یہ بھی صدقہ ہے۔
(بخاری ومسلم)

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا ایک دینار وہ ہے جس کو تو اللہ کے راستے میں خرچ

رَقَبَةٍ وَّدِيْنَارٌ تَصَدَّقْتَ بِهٖ عَلٰى مِسْكِيْنٍ وَّدِيْنَارٌ اَنْفَقْتَهٗ عَلٰى اَهْلِكَ اَعْظَمُهَا اَجْرًا الَّذِیْ اَنْفَقْتَهٗ عَلٰى اَهْلِكَ. (مسلم)3-802

کرے۔ایک دینار وہ ہے جس کو تو غلام آزاد کرنے میں خرچ کرے،ایک دینار وہ ہے جس کو تو مسکین پر خرچ کرے، ایک وہ ہے جسے تو بیوی بچوں پر خرچ کرے۔ ان میں سب سے زیادہ ثواب اس دینار کا ہے جسے تو بیوی بچوں پر خرچ کرے۔(مسلم)

عَنْ ثَوْبَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَفْضَلُ دِيْنَارٍ يُنْفِقُهُ الرَّجُلُ دِيْنَارٌ يُنْفِقُهٗ عَلٰى عِيَالِهٖ وَدِيْنَارٌ يُنْفِقُهٗ عَلٰى دَآبَّتِهٖ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَدِيْنَارٌ يُنْفِقُهٗ عَلٰى اَصْحَابِهٖ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ. (مسلم)4-803

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا بہترین دینار وہ ہے جسے آدمی اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتا ہے اور وہ دینار جس کو اپنے چار پائے پر خرچ کرتا ہے جسے اس نے اللہ کے راستے میں باندھ رکھا ہے اور وہ دینار جسے کوئی شخص اللہ کی راہ میں اپنے ساتھیوں پر خرچ کرتا ہے۔(مسلم)

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَلِیْ اَجْرٌ اَنْ اُنْفِقَ عَلٰى بَنِیْ اَبِیْ سَلَمَةَ اِنَّمَا هُمْ بَنِیَّ فَقَالَ اَنْفِقِیْ عَلَيْهِمْ فَلَكِ اَجْرُ مَا اَنْفَقْتِ عَلَيْهِمْ. (متفق عليه)5-804

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے دریافت کیا کہ اگر میں ابوسلمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد پر خرچ کروں تو مجھے ثواب ملے گا کیونکہ وہ میرے بھی بچے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ان پر خرچ کرو تجھے ان پر خرچ کرنے کا ثواب ملے گا۔(بخاری ومسلم)

عَنْ زَيْنَبَ رضی اللّٰه عنها امْرَاَةِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَصَدَّقْنَ يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ وَلَوْ مِنْ حُلِيِّكُنَّ قَالَتْ فَرَجَعْتُ اِلٰى عَبْدِاللّٰهِ فَقُلْتُ اِنَّكَ رَجُلٌ خَفِيْفُ ذَاتِ الْيَدِ وَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ اَمَرَنَا بِالصَّدَقَةِ فَاْتِهٖ فَاسْئَلْهُ فَاِنْ كَانَ ذَالِكَ يُجْزِئُ عَنِّیْ وَاِلَّا صَرَفْتُهَا اِلٰى غَيْرِكُمْ قَالَتْ فَقَالَ لِیْ عَبْدُاللّٰهِ بَلِ ائْتِيْهِ اَنْتِ قَالَتْ فَانْطَلَقْتُ فَاِذَا امْرَاَةٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ بِبَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَاجَتِیْ حَاجَتُهَا قَالَتْ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَدْ اُلْقِيَتْ عَلَيْهِ الْمَهَابَةُ

حضرت زینب رضی اللہ عنہا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی بیان کرتی ہیں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا اے خواتین! تم صدقہ کیا کرو۔خواہ تمہیں اپنے زیورات دینے پڑیں۔وہ فرماتی ہیں میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور میں نے ان سے کہا تم تنگ دست ہو۔جبکہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں صدقہ کرنے کا حکم دیا ہے آپ رسول کریم ﷺ کی خدمت میں جائیں اور ان سے دریافت کریں کہ اگر میرا آپ پر صدقہ کرنا جائز ہے تو میں آپ پر صدقہ کرتی ہوں وگرنہ آپ کے علاوہ دوسرے لوگوں پر صدقہ کروں گی۔ زینب رضی اللہ عنہا کہتی ہیں مجھے جناب عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا تو خود ہی جا۔میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو وہاں ایک

قَالَتْ فَخَرَجَ عَلَيْنَا بِلَالٌ فَقُلْنَا لَهُ ائْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَأَخْبِرْهُ أَنَّ امْرَأَتَيْنِ بِالْبَابِ تَسْأَلَانِكَ أَتُجْزِئُ الصَّدَقَةُ عَنْهُمَا عَلٰى أَزْوَاجِهِمَا وَعَلٰى أَيْتَامٍ فِيْ حُجُوْرِهِمَا وَلَا تُخْبِرْهُ مَنْ نَحْنُ قَالَتْ فَدَخَلَ بِلَالٌ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَسَأَلَهُ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ هُمَا قَالَ امْرَأَةٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ وَزَيْنَبُ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَيُّ الزَّيَانِبِ قَالَ امْرَأَةُ عَبْدِاللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَهُمَا أَجْرَانِ أَجْرُ الْقَرَابَةِ وَأَجْرُ الصَّدَقَةِ. (متفق عليه واللفظ لمسلم)805-6

انصاری عورت رسول اللہ ﷺ کے دروازے پر تھی ہم دونوں نے ایک ہی مسئلہ پوچھنا تھا۔حضرت زینب رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول محترم ﷺ بڑی عظمت وہیبت والے تھے اتنے میں بلال رضی اللہ عنہ باہر نکلے ہم نے ان سے کہا کہ رسول کریم ﷺ کو بتائیں دوعورتیں آپ کے دروازے پر کھڑی ہیں وہ آپ سے مسئلہ پوچھنا چاہتی ہیں کہ ان کا صدقہ ان کے خاوندوں اوران کی سر پرستی میں جو یتیم بچے ہیں ان پر لگ سکتا ہے؟ آپ کو یہ نہ بتانا کہ ہم کون ہیں ؟ زینب رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں بلال رسول معظم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے آپ سے عرض کیا۔ رسول اکرم ﷺ نے استفسار فرمایا کہ وہ دونوں عورتیں کون ہیں؟ بلال رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ایک انصاری عورت ہے جبکہ دوسری زینب رضی اللہ عنہا رسول کریم ﷺ نے فرمایا کون سی زینب؟ بلال رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی۔اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان کو دوہرا ثواب ہے ایک صلہ رحمی کا اور دوسرا صدقہ کرنے کا۔(بخاری ومسلم)۔یہ الفاظ مسلم کے ہیں۔

عَنْ مَيْمُوْنَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا أَعْتَقَتْ وَلِيْدَةً فِيْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَوْ أَعْطَيْتِهَا أَخْوَالَكِ كَانَ أَعْظَمَ لِأَجْرِكِ. (متفق عليه)806-7

ام المؤمنین حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ اس نے رسول محترم ﷺ کے زمانے میں ایک لونڈی آزاد کی اور اس کا تذکرہ رسول معظم ﷺ سے کیا۔آپ نے فرمایا اگر تو یہ لونڈی اپنے ماموں کو بطور عطیہ دیتی تو تجھے زیادہ ثواب ملتا۔(بخاری ومسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ لِيْ جَارَيْنِ فَإِلٰى أَيِّهِمَا أُهْدِيْ قَالَ إِلٰى أَقْرَبِهِمَا مِنْكِ بَابًا. (بخاری) 807-8

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ اس نے دریافت کیا اے اللہ کے رسول! میرے دو پڑوسی ہیں ان دونوں میں سے پہلے کس کو ہدیہ دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ان دونوں میں سے جس کا دروازہ قریب تر ہے۔(بخاری)

عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا طَبَخْتَ مَرَقَةً فَأَكْثِرْ مَاءَهَا وَتَعَاهَدْ

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا جب تم گوشت پکاؤ اس کا شوربہ زیادہ بنایا کرو اس میں

جِيْرَانِکَ. (مسلم) 808-9

اپنے پڑوسیوں کا خیال رکھا کرو۔ (مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ کَانَ اَبُوْ طَلْحَةَ ﷺ اَکْثَرَ الْاَنْصَارِ بِالْمَدِیْنَةِ مَالًا مِّنْ نَّخْلٍ وَّکَانَ اَحَبُّ اَمْوَالِهٖ اِلَیْهِ بَیْرُحَآءَ وَکَانَتْ مُسْتَقْبِلَةَ الْمَسْجِدِ وَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَدْخُلُهَا وَیَشْرَبُ مِنْ مَّآءٍ فِیْهَا طَیِّبٍ قَالَ اَنَسٌ ﷺ فَلَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰیَةُ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ (آل عمران ٣: ٩٢) قَامَ اَبُوْ طَلْحَةَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی یَقُوْلُ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ وَاِنَّ اَحَبَّ مَالِیْ اِلَیَّ بَیْرُحَآءُ وَاِنَّهَا صَدَقَةٌ لِلّٰهِ تَعَالٰی اَرْجُوْ بِرَّهَا وَذُخْرَهَا عِنْدَ اللّٰهِ فَضَعْهَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَیْثُ اَرَاکَ اللّٰهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَخٍ بَخٍ ذٰلِکَ مَالٌ رَّابِحٌ وَقَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ وَاِنِّیْ اَرٰی اَنْ تَجْعَلَهَا فِی الْاَقْرَبِیْنَ فَقَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ ﷺ اَفْعَلُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَسَمَهَا اَبُوْ طَلْحَةَ ﷺ فِیْ اَقَارِبِهٖ وَبَنِیْ عَمِّهٖ. (متفق علیه) 809-10

حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں کہ ابوطلحہ ﷺ مدینہ منورہ میں تمام انصار سے زیادہ کھجوروں کے مالک تھے۔ ان کے نزدیک ان کا محبوب ترین مال باغ بیرحاء تھا جو مسجد نبوی کے سامنے تھا۔ رسول کریم ﷺ اس میں جانے اور وہاں سے عمدہ پانی پیتے۔ حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی ”تم ہرگز نیکی نہیں حاصل کرسکتے جب تک تم اپنے محبوب مال سے خرچ نہ کرو۔“ (آل عمران ٣:٩٢) تو ابوطلحہ ﷺ رسول معظم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا، اے اللہ کے رسول! بلاشبہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم اس وقت تک نیکی نہیں حاصل کرسکتے جب تک تم بہترین مال خرچ نہ کرو۔ اور میرا سب سے محبوب مال بیرحاء ہے۔ میں اسے اللہ کی رضا کے لئے صدقہ کرتا ہوں اور اس کے بدلے ثواب اور اللہ کے ہاں ذخیرہ چاہتا ہوں۔ اے اللہ کے رسول! آپ جہاں چاہیں اس کو خرچ کریں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بہت خوب، بہت خوب! یہ مال بہت ہی مفید ہے میں نے تیری پیش کش سُن لی ہے۔ میری رائے یہ ہے کہ تم اس مال کو اپنے قریبی رشتہ داروں پر صدقہ کردو۔ اس پر ابوطلحہ ﷺ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! میں ایسا ہی کروں گا۔ چنانچہ ابوطلحہ ﷺ نے اسے اپنے قرابت داروں اور اپنے چچازاد بھائیوں میں تقسیم کردیا۔ (بخاری و مسلم)

خلاصہ باب

١۔ اہلِ خانہ پر میانہ روی سے خرچ کرنے پر ثواب ہوگا۔

٢۔ بیوی کا اپنے خاوند کے ساتھ اپنے مال سے تعاون کرنا صدقہ ہے۔

٣۔ قریبی رشتہ داروں پر پہلے صدقہ کرنا چاہیے۔

٤۔ پڑوسیوں میں قریبی پڑوسی کا سب سے زیادہ حق ہے۔

٥۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں بہترین مال خرچ کرنا چاہیے۔

بَابُ صَدَقَةِ الْمَرْأَةِ مِنْ مَالِ الزَّوْجِ

عورت کا اپنے خاوند کے مال سے صدقہ کرنا

اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ آدمی کے صدقہ و خیرات میں اس کے اہل خانہ کو شامل فرمایا اور عورت کے کیے ہوئے صدقہ میں اس کے خاوند کو شریک فرمایا گیا۔ حتی کہ کسی کے فوت ہونے کے بعد کوئی رشتہ دار یا محب اس کے لیے صدقہ کرتا ہے تو مدفون مسلمان کو اس خیرات کا ثواب ہوتا ہے۔ آپ ﷺ کے فرمان سے یہ بات بھی عیاں ہوتی ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کے مال کا انچارج ہے اور وہ مالک کے حکم پر بروقت ادائیگی کرتا ہے تو خزانچی کو بھی ثواب ملے گا۔

الفصل الاول

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَنْفَقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ طَعَامِ بَيْتِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ كَانَ لَهَا اَجْرُهَا بِمَا اَنْفَقَتْ وَلِزَوْجِهَا اَجْرُهُ بِمَا كَسَبَ وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذَالِكَ لَا يَنْقُصُ بَعْضُهُمْ اَجْرَ بَعْضٍ شَيْئًا. (متفق عليه) 1-810

پہلی فصل

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا جب عورت اپنے گھر کے کھانے سے صدقہ کرے اور اسراف نہ کرے تو اسے اس خرچ کرنے کا ثواب حاصل ہوگا اور اس کے خاوند کو بھی ثواب ملے گا۔ کیونکہ اس نے مال کمایا نیز خزانچی کو بھی ثواب ملے گا۔ ایک کا ثواب دوسرے کے ثواب میں کوئی کمی نہیں کرے گا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَنْفَقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ كَسْبِ زَوْجِهَا مِنْ غَيْرِ اَمْرِهٖ فَلَهَا نِصْفُ اَجْرِهٖ. (متفق عليه) 2-811

حضرت ابوہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا جب عورت اپنے خاوند کی کمائی سے اس کی اجازت کے بغیر خرچ کرتی ہے تو عورت کو نصف ثواب ملتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِىْ مُوْسٰى الْاَشْعَرِيِّ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْخَازِنُ الْمُسْلِمُ الْاَمِيْنُ الَّذِىْ يُعْطِىْ مَا اُمِرَ بِهٖ كَامِلًا مُوَفَّرًا طَيِّبَةً بِهٖ نَفْسُهُ فَيَدْفَعُهُ اِلَى الَّذِىْ اُمِرَ لَهُ بِهٖ اَحَدُ الْمُتَصَدِّقِيْنَ. (متفق عليه) 3-812

حضرت ابوموسیٰ اشعری ﷺ بیان کرتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا مسلمان امانت دار خزانچی جسے جس چیز کے دینے کا حکم دیا جاتا ہے وہ اسے مکمل طور پر پورا پورا خوش دلی سے ادا کرتا ہے اور جس شخص کو دینے کے لئے اسے کہا جاتا ہے، وہ اسے دے دیتا ہے تو وہ خزانچی بھی صدقہ کرنے

والوں میں سے ایک ہے یعنی اجر وثواب میں مال والے کے ساتھ شریک ہوگا۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رضی الله عنها قَالَتْ اِنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ اِنَّ اُمِّي افْتُلِتَتْ نَفْسُهَا وَ اَظُنُّهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ فَهَلْ لَّهَا اَجْرٌ اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ. (متفق عليه) 813-4

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ سے ذکر کرتا ہے کہ میری والدہ اچانک فوت ہوگئی ہیں، میرا خیال ہے اگر اسے بات کرنے کا موقع ملتا تو وہ صدقہ کرتی۔ میں اس کی جانب سے صدقہ کروں تو کیا اسے ثواب ہوگا۔ آپ نے فرمایا ثواب ہوگا۔ (بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

اس حدیثِ مبارکہ میں فیکٹری یا کسی ادارے کے اکاونٹنٹ کے لیے خوش خبری ہے کہ وہ اپنی اتھارٹی کے حکم پر متعلقہ آدمی کو فوری طور پر ادائیگی کرتا ہے تو اسے اس دیانت اور مستعدی پر ثواب ملے گا۔ کیونکہ اس سے رقم لینے والے آدمی کا وقت، عزتِ نفس محفوظ رہنے کے ساتھ اسکی بروقت ضرورت پوری ہوتی ہے۔ دفتری کارکردگی میں مستعدی اور ترقی ہوتی ہے۔

الفصل الثالث — تیسری فصل

عَنْ عُمَيْرٍ ؓ مَوْلَى اَبِي اللَّحْمِ قَالَ اَمَرَنِيْ مَوْلَايَ اَنْ اُقَدِّدَ لَحْمًا فَجَاءَنِيْ مِسْكِيْنٌ فَاَطْعَمْتُهُ مِنْهُ فَعَلِمَ بِذَالِكَ مَوْلَايَ فَضَرَبَنِيْ فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرْتُ ذَالِكَ لَهُ فَدَعَاهُ فَقَالَ لِمَ ضَرَبْتَهُ قَالَ يُعْطِيْ طَعَامِيْ بِغَيْرِ اَنْ اٰمُرَهُ فَقَالَ الْاَجْرُ بَيْنَكُمَا وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ كُنْتُ مَمْلُوْكًا فَسَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَتَصَدَّقُ مِنْ مَّالِ مَوَالِيَّ بِشَيْءٍ قَالَ نَعَمْ وَالْاَجْرُ بَيْنَكُمَا نِصْفَانِ. (مسلم) 814-5

حضرت عمیر ؓ ابی اللحم ؓ کے غلام بیان کرتے ہیں کہ میرے آقا نے مجھے حکم دیا کہ میں گوشت کے ٹکڑے کروں چنانچہ میرے پاس ایک مسکین آیا۔ میں نے اس کو اس گوشت میں سے کھلایا جب میرے آقا کو اس بات کا علم ہوا تو اس نے مجھے سزا دی۔ بعد ازاں میں رسولِ محترم ﷺ کے ہاں پہنچا۔ میں نے یہ بات آپ سے عرض کی آپ ﷺ نے اسے بلا کر پوچھا کہ تو نے اسے کیوں مارا ہے؟ اس نے کہا اس نے میرا کھانا میری اجازت کے بغیر دے دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ثواب تم دونوں کے درمیان تقسیم ہوگا۔ ایک روایت میں ہے اس نے بیان کیا کہ میں غلام تھا میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ میں اپنے آقا کے مال میں سے کچھ صدقہ کر سکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں تم دونوں کو آدھا آدھا ثواب ہوگا۔ (مسلم)

فہم الحدیث

اس حدیث سے مراد کھانے پینے کی چیز اور معمولی صدقہ ہے۔ جو ملازم اپنے مالک کی غیر حاضری میں اس کے مال سے دے سکتا ہے جس سے مالک کو کوئی خاص نقصان نہیں پہنچتا۔ بصورت دیگر اس ملازم کو اجازت لینا ہوگی کیونکہ جس چیز کا مالک نہیں ہے۔ وہ اس سے کس طرح صدقہ کر سکتا ہے۔

خلاصہ باب

۱۔ عورت اپنے خاوند کے مال سے صدقہ کر سکتی ہے۔

۲۔ عورت کو خاوند سے بلا اجازت صدقہ کرنے کا آدھا ثواب ملے گا۔

۳۔ بروقت ادائیگی کی وجہ سے بیت المال کے انچارج کو بھی ثواب ملتا ہے۔

۴۔ فوت ہونے والے کو ایصالِ ثواب ہوتا ہے۔

۵۔ فوت شدگان کے لیے صدقہ وخیرات کرتے رہنا چاہیے۔



بَابُ مَنْ لَا يَعُوْدُ فِي الصَّدَقَةِ

جو صدقہ واپس نہیں لیتا

اسلام صرف آدمی کی عزت میں اضافہ اور اس کا تحفظ ہی نہیں کرتا بلکہ وہ اپنے چاہنے والوں کو ہر قسم کے خطرات، خدشات اور شبہات سے بھی محفوظ رہنے کی تعلیم دیتا ہے۔ صدقہ کرنے کے بعد اسے خریدنے اور واپس لینے میں یہ شبہات پیدا ہونا لازمی ہیں کہ شاید صدقہ کرنے والا کسی مجبوری کے زیر اثر یا جذبات میں آ کر صدقہ کر تو بیٹھا ہے اور اب اس کی طبیعت میں پریشانی اور لالچ پیدا ہو گیا ہے جس کی وجہ سے وہ کسی بہانے اپنا کیا ہوا صدقہ واپس لینا چاہتا ہے۔ ایسا کرنے سے طبیعت میں کمینگی، حرص، ہلکا پن پایا جانے کے ساتھ صدقہ واپس لینے سے نہ صرف غریب کی غربت برقرار رہے گی بلکہ اگر وہ اس صدقہ اس سے اپنی ضرورت پوری کر چکا ہے تو واپس کرنے سے اس کو ذہنی و مالی تکلیف ہوگی اور اس کی غربت میں اضافہ ہوگا۔ ساتھ ساتھ وہ اس کو اپنی توہین اور اپنے ساتھ سنگین مذاق تصور کرے گا۔ ان باتوں اور دوسری حکمتوں کو سامنے رکھتے ہوئے آپ ﷺ نے کیے ہوئے صدقہ کو خریدنے کی اجازت نہیں دی اور غریب سے صدقہ واپس لینے کے عمل کو کتے کے "قے" چاٹنے کے مترادف قرار دیا ہے۔

الفصل الاول

پہلی فصل

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قَالَ حَمَلْتُ عَلٰى فَرَسٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَاَضَاعَهُ الَّذِيْ كَانَ عِنْدَهُ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَشْتَرِيَهُ وَظَنَنْتُ اَنَّهُ يَبِيْعُهُ بِرُخْصٍ فَسَاَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ لَا تَشْتَرِهٖ وَلَا تَعُدْ فِيْ صَدَقَتِكَ وَاِنْ اَعْطَاكَهُ بِدِرْهَمٍ فَاِنَّ الْعَائِدَ فِيْ صَدَقَتِهٖ كَالْكَلْبِ يَعُوْدُ فِيْ قَيْئِهٖ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَا تَعُدْ فِيْ صَدَقَتِكَ فَاِنَّ الْعَائِدَ فِيْ صَدَقَتِهٖ كَالْعَائِدِ فِيْ قَيْئِهٖ (متفق عليه) 1-815

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے ایک شخص کو گھوڑا فی سبیل اللہ صدقہ کیا لیکن اس نے گھوڑے کی اچھی خدمت نہ کی جس کی وجہ سے وہ کمزور ہو گیا۔ میں نے چاہا کہ میں اس کو خرید لوں اور میرا خیال تھا کہ وہ مجھے سستے داموں فروخت کر دے گا۔ میں نے نبی محترم ﷺ سے دریافت کیا ۔آپ نے فرمایا اسے نہ خریدو اور اپنے صدقہ کو واپس نہ لینا اگر چہ وہ تجھے ایک درہم کے عوض ہی دے کیونکہ جو شخص صدقہ واپس لیتا ہے وہ اس کتے کی مانند ہے۔ جو قے کر کے چاٹتا ہے۔ ایک روایت میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا اپنے صدقے کو واپس نہ لینا اس لیے کہ صدقہ واپس لینے والا اس شخص کی طرح ہے جو اپنی قے چاٹتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ بُرَيْدَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ اِذَا اَتَتْهُ امْرَاَةٌ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ آپ کے پاس ایک عورت آئی اس نے

اللّٰہِ ﷺ اِنِّیْ تَصَدَّقْتُ عَلٰی اُمِّیْ بِجَارِیَۃٍ وَاِنَّھَا مَاتَتْ قَالَ وَجَبَ اَجْرُکِ وَرَدَّھَا عَلَیْکِ الْمِیْرَاثُ قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اِنَّہٗ کَانَ عَلَیْھَا صَوْمُ شَھْرٍ اَفَاَصُوْمُ عَنْھَا قَالَ صُوْمِیْ عَنْھَا قَالَتْ اِنَّھَا لَمْ تَحُجَّ قَطُّ اَفَاَحُجُّ عَنْھَا قَالَ نَعَمْ حُجِّیْ عَنْھَا.(مسلم) 816-2

دریافت کیا اے اللہ کے رسول! میں نے اپنی والدہ پر لونڈی صدقہ کی تھی اور میری والدہ فوت ہوگئی ہے آپ ﷺ نے فرمایا تیرا ثواب ثابت ہوگیا اور وراثت میں وہ لونڈی تجھے واپس مل گئی۔ اس نے مزید استفسار کیا۔ اے اللہ کے رسول! والدہ کے ذمہ ایک ماہ کے روزے تھے کیا میں اس کی طرف سے روزے رکھ سکتی ہوں؟ آپ ﷺ نے اسے روزے رکھنے کی اجازت دی۔ اس نے مزید دریافت کیا میری ماں نے حج نہیں کیا تھا کیا میں اس کی جانب سے حج کرسکتی ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا تو حج کرسکتی ہے۔ (مسلم)

فہم الحدیث

اس ارشاد میں آپ ﷺ نے صدقہ کی ہوئی لونڈی واپس لینے کی اجازت اس لئے دی ہے کہ صدقہ کرنے والی عورت نے اسے واپس لینے یا خریدنے کی کوشش نہیں کی بلکہ مسئلے کی نوعیت تبدیل ہوگئی ہے۔ ایک تو اس کی والدہ فوت ہوگئی جس کو اس نے لونڈی دی تھے اور دوسری صورت یہ ہے کہ یہ لونڈی وراثت میں اس کا ہی حق بنتا تھا۔ جس کی وجہ سے آپ ﷺ نے اسے لونڈی واپس لینے کی اجازت عنایت فرمائی۔

خلاصۂ باب

۱۔ صدقہ دے کر واپس لینا کتے کے قے چاٹنے کے مترادف ہے۔

۲۔ صدقہ کی ہوئی چیز خریدنے کی بھی اجازت نہیں۔

۳۔ فوت ہونے والے کے ذمہ روزے ہوں تو قریبی رشتہ دار اس کے روزے رکھے۔

۴۔ فوت شدگان کے لئے ایصالِ ثواب کے طور پر صدقہ اور حج کرنا ثابت ہے۔

۵۔ کسی کے فوت ہونے کے بعد اس کو صدقہ ہوئی چیز خریدی جاسکتی ہے



كِتَابُ الصَّوْمِ

روزے کے مسائل

رمضان وہ مبارک مہینہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید سمیت پہلی بڑی بڑی کتابیں نازل فرمائیں۔ مشہور مفسر قرآن حافظ ابن کثیر نے نزولِ کتب کی تفصیل اس طرح بیان فرمائی ہے۔

أُنْزِلَتْ صُحُفُ اِبْرٰهِيْمَ فِيْ أَوَّلِ لَيْلَةٍ مِّنْ رَمَضَانَ وَ أُنْزِلَتِ التَّوْرَاةُ لِسِتٍّ مَّضَيْنَ مِنْ رَمَضَانَ وَالْاِنْجِيْلُ لِثَلَاثَ عَشْرَةَ خَلَتْ مِنْ رَمَضَانَ وَ اَنْزَلَ اللّٰهُ الْقُرْآنَ لِاَرْبَعٍ وَ عِشْرِيْنَ خَلَتْ مِنْ رَمَضَانَ وَ قَدْ رُوِیَ مِنْ حَدِيْثِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ اَنَّ الزَّبُوْرَ اُنْزِلَ لِثِنْتَیْ عَشْرَةَ خَلَتْ مِنْ رَمَضَانَ. (ابن كثير)

صحف ابراہیم رمضان کی پہلی رات نازل ہوئے اور تورات چھ رمضان، انجیل رمضان کی تیرہ تاریخ کو نازل کی گئی جبکہ قرآن مجید ۲۴ رمضان کی رات کو نازل ہوا جابر بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ زبور ۱۲ رمضان کو اتاری گئی۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَ الْفُرْقَانِ (البقرة ۲: ۱۵۸)

”رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن مجید نازل کیا گیا اس میں ہدایت کے کھلے دلائل ہیں اور یہ حق و باطل میں فرق کرنے والی کتاب ہے۔“

روزہ میں ظاہری طور پر اجتماعیت کے قرائن و آثار بہت کم نظر آتے ہیں سوائے اس کے کہ ایک ہی مطلع سے متعلق روزے دار ایک ہی وقت کی پابندی کے ساتھ روزہ رکھتے اور افطار کرتے دکھائی دیتے ہیں مگر تھوڑی سی توجہ سے دیکھا جائے تو روحانی اور قلبی لحاظ سے جس قدر روزہ مومنوں کو باہمی رشتوں میں جوڑنے کا مؤثر ذریعہ ہے شاید ہی دین کے کسی دوسرے رکن کے ذریعے یہ قربت پیدا ہوتی ہو۔ روزہ اللہ عزوجل کی خفیہ ترین عبادت ہے سوائے علام الغیوب کے کسی دوسرے کو حقیقی اور حتمی علم نہیں ہو سکتا کہ یہ شخص روزے دار ہے۔ روزے دار کے ان پرخلوص جذبات اور غایت درجے کی تعمیل حکم کی بنا پر ارشاد پاک ہے۔

اَلصَّوْمُ لِیْ وَ اَنَا اَجْزِیْ بِهٖ.

”روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا“

یہ روزہ اس بات کا بالفعل احساس دلاتا ہے کہ بھوک اور تنگ دستی کی سختیاں غریب کی زندگی پر کیا اثرات مرتب کرتی ہیں۔ خصوصاً غیور اور محنت کش جو صبح سے شام تک کھیت، دوکان یا پھر سر پر دا بڑا اٹھائے مزدوری کرتا ہے۔ زندگی بھر جان توڑ مشقت کے باوجود غربت کے تھپیڑے کھاتا ہے۔ جب وہ چھوٹے چھوٹے بچوں کو روکھی سوکھی روٹی اور تن کے کپڑے اور علاج کے لیے دوائی مہیا نہیں کر سکتا تو اس کے کلیجے پر جو گزرتی ہے اس کے قلبی اضطراب کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جان سکتا اور پھر جب اس کی جواں سال نیک سیرت بیٹی کو سماج اس لیے قبول نہیں کرتا کہ اس کے باپ کے پاس دولت نہیں ہے اس بے کسی اور بے بسی کو تو کوئی غریب ہی جان سکتا ہے یا پھر بندۂ مومن جس نے رمضان سے کوئی روحانی فائدہ حاصل کیا ہو۔ اس احساس کا پیدا ہونا اس وقت تک ممکن نہ تھا جب تک دولت مندوں کو بھوک سختی سے عملاً نہ گزارا جاتا۔ یہی جذبات امیر و غریب کو ایک

دوسرے کے قریب تر کر دیتے ہیں اور اس بنا پر روزے کے فضائل کا ذکر کرتے ہوئے آپ ﷺ کی زبان اطہر سے یہ الفاظ جاری ہوئے۔ روزہ سے آدمی کے گناہ معاف اور باہمی ہمدردی پیدا ہوتی ہے۔ سحری اور افطاری کے وقت سنت کے مطابق کچھ بھوک باقی رہنے دی جائے تو روزے سے کئی جسمانی بیماریاں دور ہو جاتی ہیں۔

عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فِيْ آخِرِ يَوْمٍ مِنْ شَعْبَانَ فَقَالَ يَآ اَيُّهَا النَّاسُ قَدْ اَظَلَّكُمْ شَهْرٌ عَظِيْمٌ شَهْرٌ مُبَارَكٌ شَهْرُ صَبْرٍ وَ الصَّبْرُ ثَوَابُهُ الْجَنَّةُ وَ شَهْرُ الْمُوَاسَاةِ وَ شَهْرٌ يُزَادُ فِيْهِ رِزْقُ الْمُؤْمِنِ. (مشکوٰۃ، کتاب الصوم)

حضرت سلمان فارسی ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے شعبان کے آخر میں ہم سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اے لوگو! تم پر ایک بابرکت اور عظیم المرتبت مہینہ سایہ فگن ہونے والا ہے۔ یہ بھائی چارے کا مہینہ ہے۔ اس میں مومن کے رزق میں وسعت پیدا کر دی جاتی ہے۔ (تفصیل کے لیے میرے کتاب برکات رمضان ملاحظہ فرمائیں۔)

الفصل الاول

پہلی فصل

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَفِيْ رِوَايَةٍ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِيْنُ وَفِيْ رِوَايَةٍ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الرَّحْمَةِ. (متفق عليه) 817-1

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا رمضان کی آمد پر آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ دوسری روایت میں ہے جنت کے دروازے کھول اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین جکڑ دیے جاتے ہیں۔ ایک اور روایت میں ہے کہ رحمت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فِي الْجَنَّةِ ثَمَانِيَةُ اَبْوَابٍ مِنْهَا بَابٌ يُسَمَّى الرَّيَّانُ لَا يَدْخُلُهُ اِلَّا الصَّآئِمُوْنَ. (متفق عليه) 818-2

حضرت سھل بن سعد ؓ ذکر کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے فرمایا جنت کے آٹھ دروازے ہیں ان میں سے ایک کا نام ''ریان'' ہے۔ اس دروازے سے صرف روزہ دار ہی داخل ہوں گے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ

حضرت ابو ہریرۃ ؓ بیان فرماتے ہیں کہ نبی معظم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس آدمی نے رمضان کے روزے حالت ایمان میں ثواب کی نیت سے رکھے اس کے پہلے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں جس آدمی نے حالت ایمان میں طلب ثواب کے لئے قیام کیا اس کے پہلے گناہ معاف کر دیے

مِنْ ذَنْبِهٖ. (متفق علیه) 3-819

جاتے ہیں اور جس نے شب قدر کا قیام ایمان کی حالت میں ثواب کے لیے کیا اس کے بھی پہلے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْـهُ قَـالَ قَـالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ يُضٰـعَفُ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلٰى سَبْعِ مِـائَةِ ضِـعْفٍ قَـالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِلَّا الصَّوْمَ فَـاِنَّـهٗ لِـىْ وَاَنَا اَجْزِىْ بِهٖ يَدَعُ شَهْوَتَهٗ وَطَعَامَهٗ مِـنْ اَجْـلِىْ لِلصَّآئِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهٖ وَفَـرْحَةٌ عِـنْـدَ لِقَآءِ رَبِّهٖ وَلَخُلُوْفُ فَمِ الصَّآئِمِ اَطْيَـبُ عِـنْدَاللّٰهِ مِنْ رِّيْحِ الْمِسْكِ وَالصِّيَامُ جُـنَّةٌ فَـاِذَا كَـانَ يَوْمُ صَوْمِ اَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَـصْـخَـبْ فَاِنْ سَآبَّهٗ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَهٗ فَلْيَقُلْ اِنِّىْ اَمْرُءٌ صَآئِمٌ. (متفق علیه) 4-820

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ نبی معظم ﷺ نے فرمایا۔ آدم کے بیٹے کو تمام نیک اعمال کا بدلہ دس سے سات سو گنا تک دیا جائے گا لیکن اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے روزہ کے سوا کیونکہ وہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا روزہ دار اپنی خواہشات اور کھانے پینے کو میری خوشنودی کے لئے چھوڑتا ہے روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں۔ ایک خوشی جب وہ روزہ افطار کرتا ہے. دوسری خوشی جب اس کی ملاقات اپنے رب سے ہو گی۔ روزے دار کے منہ کی بو اللہ کے ہاں کستوری کی خوشبو سے بہتر ہے۔ روزہ ڈھال ہے جب تم روزہ رکھو تو فحش کلامی سے احتراز اور جھگڑا سے اجتناب کرو اگر کوئی شخص روزہ دار کو گالی دے یا اس سے جھگڑا کرے تو اسے کہنا چاہیے میں روزہ دار ہوں۔ (بخاری و مسلم)

خلاصہ باب

۱۔ رمضان میں جنت کے دروازے کھول اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے۔

۲۔ ایمان اور احتساب کے ساتھ روزہ رکھنا اور رات کو قیام کرنا گناہوں سے معافی کی ضمانت ہے۔

۳۔ ہر عمل کا اجر دس سے سات سو گنا ہے لیکن روزے کی جزا بے حساب ہے۔

۴۔ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے ہاں کستوری کی خوش بو سے بہتر ہے۔

۵۔ روزہ دار کو بری حرکات اور بد کلامی سے بچنا چاہیے۔

۶۔ روزہ سے باہمی ہمدردی اور اخوت پیدا ہوتی ہے۔

۷۔ سنت کے مطابق سحری، افطاری کرنے سے کئی بیماریوں سے نجات ملتی ہے۔



بَابُ رُؤْيَةِ الْهِلَالِ

چاند دیکھنے کے مسائل

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَ هِلَّةِ قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ.

اے نبی! آپ سے لوگ چاند کے بارے میں پوچھتے ہیں۔فرمادیجئے یہ لوگوں کے لیے نظام اوقات ہے۔

دنیا کا نظام شمس وقمر کے حوالے سے چل رہا ہے۔شمس وقمر کے بے شمار فوائد کے ساتھ یہ فائدہ بھی ہے کہ چاند سے لوگ رات اور دن کا تعین کرنے کے ساتھ زندگی اور اسکے متعلقات کا حساب وکتاب رکھتے ہیں مسلمانوں کے کیلنڈر کی بنیاد قمری مہینے پر رکھی گئی ہے جو بڑا سادہ اور واضح نظامِ حیات ہے۔کیونکہ قمری مہینہ انتیس یا تیس دن کا ہوتا ہے اس میں کسی تیسری گنتی کا تصور نہیں کیا جاسکتا اور نہ ہی کچھ مدّت کے بعد لوگوں کو اپنی گھڑیوں کو آگے پیچھے کرنا پڑتا ہے۔شمسی نظام میں تاریخ کی ابتدا رات بارہ بجے سے شروع ہوتی ہے جو سمجھ سے بالاتر ہے۔کیونکہ اس میں آدھی رات اور آدھا دن شمار کرنا پڑتا ہے۔اسی وجہ سے کسی دوسال کے ایام برابر نہیں ہوا کرتے۔اس کے برعکس قمری مہینہ طلوع چاند سے شروع ہوتا ہے حساب وکتاب کے حوالے سے دن' رات آپس میں خلط ملط نہیں ہوتے۔اور چاند طلوع ہونے کے ساتھ ایک ساعت سے گنتی شروع ہو جاتی ہے۔اور قمری نظام پر نماز پنجگانہ' حج' عیدالاضحیٰ اور اسلام کے چوتھے رکن روزے کا آغاز ہوتا ہے۔لہٰذا چاند دیکھنا سنّت بھی ہے شرعی اور دنیاوی نظامِ زندگی کا حصہ بھی۔چاند دیکھنے والے کے بارے میں بنیادی طور پر علماء کے دو نقطۂ نظر ہیں۔اگر ایک آدمی عید یا رمضان اور حج کا چاند دیکھتا ہے تو وہ اپنی رویئت پر اعتبار کرتے ہوئے رمضان اور عید کا فیصلہ کرسکتا ہے لیکن مسلمانوں کے اجتماعی نظام کے لیے دو عادل اور صادق القول صاحب کردار آدمیوں کی شہادت ضروری ہے۔کیونکہ انکے چاند دیکھنے کی اطلاع دینا خبر ہی نہیں شہادت کا درجہ رکھتی ہے۔شہادت کے لیے اسلام کا مضبوط اور ایک خصوصی نظام ہے اس معیار پر پورا اترے بغیر کسی کی گواہی کو قبول نہیں کیا جاسکتا۔اسی طرح شک کی صورت میں آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ مہینہ تیس دن کا تصور ہوگا۔

الفصل الاول

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَصُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوُا الْهِلَالَ وَلَا تُفْطِرُوْا حَتّٰى تَرَوْهُ فَاِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدُرُوْا لَهٗ وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ الشَّهْرُ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ لَيْلَةً فَلَا تَصُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوْهُ فَاِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاَكْمِلُوا الْعِدَّةَ ثَلٰثِيْنَ. (متفق عليه) 1-821

پہلی فصل

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں۔رسول مکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب تک تم چاند نہ دیکھ لو روزہ نہ رکھو اور نہ ہی دیکھے کے بغیر افطار کرو۔چاند نظر نہ آنے کی صورت میں گنتی پوری کرو۔دوسری روایت میں ہے مہینہ انتیس دن کا بھی ہوا کرتا ہے تم چاند دیکھ کر روزہ رکھو اگر چاند نظر نہ آئے تو تیس دن پورے کرلیا کرو۔(بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم صُوْمُوْا لِرُؤْیَتِهٖ وَاَفْطِرُوْا لِرُؤْیَتِهٖ فَاِنْ غُمَّ عَلَیْکُمْ فَاَکْمِلُوْا عِدَّةَ شَعْبَانَ ثَلٰثِیْنَ.(متفق علیه)2-822

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور دیکھ کر ہی افطار کرو اگر رمضان کا چاند نظر نہ آئے تو شعبان کے تیس دن پورے کرو۔(بخاری ومسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّا اُمَّةٌ اُمِّیَّةٌ لَا نَکْتُبُ وَلَا نَحْسِبُ اَلشَّهْرُ هٰکَذَا وَهٰکَذَا وَهٰکَذَا وَعَقَدَ الْاِبْهَامَ فِی الثَّالِثَةِ ثُمَّ قَالَ الشَّهْرُ هٰکَذَا وَهٰکَذَا وَهٰکَذَا یَعْنِیْ تَمَامَ الثَّلٰثِیْنَ یَعْنِیْ مَرَّةً تِسْعًا وَّعِشْرِیْنَ وَمَرَّةً ثَلٰثِیْنَ.(متفق علیه)3-823

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم لکھنے سے نا آشنا لوگ ہیں۔ہم حساب کا علم بھی نہیں جانتے۔مہینہ اس طرح، اس طرح اور اس طرح ہے۔تیسری بار انگوٹھے کو بند رکھا بعد میں فرمایا کہ مہینہ انتیس دن کا ہوتا ہے پھر فرمایا اس طرح' اس طرح پھر تیسری دفعہ اس طرح کیا یعنی تیس دن کا ہے۔مہینہ کبھی انتیس دن کا اور کبھی تیس دن کا ہوتا ہے۔(بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ دونوں ہاتھوں کی انگلیاں کھول کر بمع انگوٹھے اور تیسری دفعہ ایک انگوٹھے کو بند رکھتے ہوئے صحابہ رضی اللہ عنہم کے سامنے ہاتھ کیے اس طرح گنتی سمجھاتے ہوئے فرمایا کہ مہینہ انتیس یا تیس دن کا ہوا کرتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ بَکْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم شَهْرَا عِیْدٍ لَا یَنْقُصَانِ رَمَضَانُ وَذُوالْحِجَّةِ.(متفق علیه)4-824

حضرت ابی بکرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عید کے دو مہینے ثواب میں کم نہیں ہوتے اس سے مراد رمضان اور ذوالحجہ ہیں۔(بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

یعنی ایک مہینہ تیس دن کا ہوا اور دوسرا انتیس دن ہوگا۔تو اس ایک مہینہ کا ایک دن کم ہونے کی وجہ سے ثواب میں کمی نہیں ہوتی ثواب پورے مہینے کا ملے گا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا یَتَقَدَّمَنَّ اَحَدُکُمْ رَمَضَانَ بِصَوْمِ یَوْمٍ اَوْ یَوْمَیْنِ اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ رَجُلٌ کَانَ یَصُوْمُ صَوْمًا فَلْیَصُمْ ذٰلِکَ الْیَوْمَ.(متفق علیه)5-825

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص رمضان سے ایک یا دو دن پہلے روزہ نہ رکھے۔ہاں اگر کوئی شخص پہلے سے ان ایام کا روزہ رکھتا تھا تو وہ روزہ رکھ سکتا ہے۔(بخاری ومسلم)

الفصل الثالث

عَنْ اَبِي الْبَخْتَرِيِّ ﷺ قَالَ خَرَجْنَا لِلْعُمْرَةِ فَلَمَّا نَزَلْنَا بِبَطْنِ نَخْلَةَ تَرَآ اَيْنَا الْهِلَالَ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ هُوَابْنُ ثَلَاثٍ وَّقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ هُوَابْنُ لَيْلَتَيْنِ فَلَقِيْنَا ابْنَ عَبَّاسٍ فَقُلْنَا اِنَّا رَاَيْنَا الْهِلَالَ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ هُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ هُوَ ابْنُ لَيْلَتَيْنِ فَقَالَ اَيُّ لَيْلَةٍ رَاَيْتُمُوْهُ قُلْنَا لَيْلَةَ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ مَدَّهُ لِلرُّؤْيَةِ فَهُوَ لَيْلَةٌ رَاَيْتُمُوْهُ (وَفِيْ رِوَايَةٍ عَنْهُ قَالَ) اَهْلَلْنَا رَمَضَانَ وَنَحْنُ بِذَاتِ عِرْقٍ فَاَرْسَلْنَا رَجُلًا اِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ يَسْاَلُهُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَدْ اَمَدَّهُ لِرُؤْيَتِهٖ فَاِنْ اُغْمِيَ عَلَيْكُمْ فَاَكْمِلُوا الْعِدَّةَ.(مسلم)6-826

تیسری فصل

ابوالبختری رحمہ اللہ سے روایت ہے۔وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم عمرہ کرنے نکلے جب ہم بطنِ نخلہ مقام میں اترے تو ہم نے چاند دیکھا۔بعض نے کہا یہ تو تیسری رات کا ہے اور کچھ نے کہا یہ دوسری رات کا ہے۔جب ہم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنھما سے ملے ہم نے انہیں بتایا کہ ہم نے چاند دیکھا بعض نے کہا کہ یہ تو تیسری رات کا ہے کچھ اسے دوسری رات کا کہتے ہیں۔انہوں نے پوچھا کہ تم نے کس رات چاند دیکھا؟ ہم نے بتایا کہ فلاں رات دیکھا۔انہوں نے بیان کیا کہ رسول محترم ﷺ نے چاند دیکھنے کے وقت کو رمضان قرار دیا ہے۔پس وہ رات رمضان کی ہے جس رات تم نے چاند دیکھا۔ابوالبختری کی ایک اور روایت میں ہے کہ ہم نے ذات عرق کے مقام پر چاند دیکھا ہم نے ایک شخص کو حضرت ابن عباس کی طرف بھیجا کہ وہ ان سے پوچھے۔تو حضرت ابن عباس ﷺ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا بلا شبہ اللہ نے چاند دیکھنے کے لیے اسے بڑھا دیا ہے اگر چاند تم پر پوشیدہ ہو جائے تو (شعبان کے) تیس دن پورے کرو۔(مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ رمضان کا آغاز اور اختتام چاند دیکھ کر کرنا چاہیے۔شک کی صورت میں شعبان کے تیس دن پورے کرنا ہوں گے۔

۲۔ قمری مہینہ انتیس یا تیس دن کا ہوا کرتا ہے۔

۳۔ استقبالِ رمضان کے طور پر شعبان کے آخر میں روزہ رکھنا جائز نہیں۔

۴۔ معمول کے نفلی روزے رکھنے والا شعبان کے آخر میں بھی روزہ رکھ سکتا ہے۔

۵۔ رمضان سے پہلے استقبالیہ پروگرام رکھنا مناسب نہیں۔



بَابُ فِي السُّحُوْرِ

سحری کے مسائل

الفصل الاول

عَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَسَحَّرُوْا فَاِنَّ فِي السَّحُوْرِ بَرَكَةً. (متفق عليه) 1-827

پہلی فصل

حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا سحری کھایا کرو یقیناً سحری کھانے میں برکت ہے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ عَمْرِوبْنِ الْعَاصِ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَصْلُ مَا بَيْنَ صِيَامِنَا وَصِيَامِ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُكْلَةُ السَّحَرِ. (مسلم) 2-828

حضرت عمرو بن العاص ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا اہل کتاب اور ہمارے روزوں میں سحری کھانے کا فرق ہے۔ (مسلم)

عَنْ سَهْلٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَّا عَجَّلُوا الْفِطْرَ. (متفق عليه) 3-829

حضرت سہل ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا لوگ ہمیشہ بھلائی پر رہیں گے جب تک وہ افطار کرنے میں جلدی کریں گے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ عُمَرَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَقْبَلَ اللَّيْلُ مِنْ هٰهُنَا وَاَدْبَرَ النَّهَارُ مِنْ هٰهُنَا وَغَرَبَتِ الشَّمْسُ فَقَدْ اَفْطَرَ الصَّائِمُ. (متفق عليه) 4-830

حضرت عمر ﷺ بیان کرتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جب رات ادھر سے آ جائے اور دن ادھر سے چلا جائے اور سورج غروب ہو جائے تو روزہ دار روزہ افطار کر دے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْوِصَالِ فِي الصَّوْمِ فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ اِنَّكَ تُوَاصِلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ وَاَيُّكُمْ مِّثْلِيْ اِنِّيْ اَبِيْتُ يُطْعِمُنِيْ رَبِّيْ وَيَسْقِيْنِيْ. (متفق عليه) 5-831

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے روزے میں وصال سے منع فرمایا۔ اس پر ایک شخص نے آپ سے عرض کیا اے اللہ کے رسول! آپ تو وصال کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا تم میں کون میرے جیسا ہو سکتا ہے؟ میں تو رات گزارتا ہوں کہ مجھے اللہ تعالیٰ کھلاتا اور پلاتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

الفصل الثالث

عَنْ اَبِيْ عَطِيَّةَ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ قَالَ دَخَلْتُ اَنَا وَمَسْرُوْقٌ عَلٰى عَائِشَةَ فَقُلْنَا يَا اُمَّ

تیسری فصل

ابوعطیہ رحمہ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں مسروق کی معیت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں گیا۔ ہم نے عرض کیا

الْمُؤْمِنِيْنَ رَجُلَانِ مِنْ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ اَحَدُهُمَا يُعَجِّلُ الْاِفْطَارَ وَيُعَجِّلُ الصَّلٰوةَ وَالْاٰخَرُ يُؤَخِّرُ الْاِفْطَارَ وَيُؤَخِّرُ الصَّلٰوةَ قَالَتْ اَيُّهُمَا يُعَجِّلُ الْاِفْطَارَ وَيُعَجِّلُ الصَّلٰوةَ قُلْنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَتْ هٰكَذَا صَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالْاٰخَرُ اَبُوْ مُوْسٰى رضی اللہ عنہ (مسلم)832-6

اے ام المؤمنین! رسول گرامی ﷺ کے صحابہ میں سے دو شخص ایسے ہیں ان میں سے ایک افطاری اور نماز ادا کرنے میں جلدی کرتا ہے دوسرا افطاری تاخیر سے کرتا ہے اور نماز بھی تاخیر سے پڑھتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا ان میں سے کون افطاری اور نماز پڑھنے میں جلدی کرتا ہے۔ ہم نے بتایا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا سرور دوعالم ﷺ بھی ایسے ہی کیا کرتے تھے۔ دوسرے صحابی ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ تھے۔ (مسلم)

خلاصہ باب

۱۔ سحری کھانا آپ ﷺ کی سنت اور صحت کے لئے باعث قوت ہے۔

۲۔ سورج غروب ہوتے ہی روزہ افطار کرنا افضل اور فطرت کا تقاضا ہے۔

۳۔ مسلسل نفلی روزے رکھنا غیر افضل اور صحت کے لئے مضر ہیں۔



بَابُ تَنْزِيهِ الصَّوْمِ

روزے کی حالت میں کن چیزوں سے اجتناب کیا جائے

اللہ تعالیٰ نے روزہ کا مقصد بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ روزے اس لیے فرض کر دیے گئے ہیں تاکہ تم میں تقویٰ پیدا ہو جائے۔ اس فرمان کی تشریح کرتے ہوئے رسول محترم ﷺ نے روزہ کی حالت میں بری حرکات اور فحش گفتار سے اجتناب کرنے کا حکم دیا۔ اور روزہ رکھ کر کچھ ایسے امور کی رخصت سے نوازا جس سے روزہ نبھانے میں آسانی ہو۔ روزے میں غسل کرنا، جسم پر تیل لگانا، خوشبو استعمال کرنا، تازہ مسواک کے استعمال اور گرمیوں میں کپڑوں کو گیلا کرنے کی اجازت عنایت فرمائی۔ حتیٰ کہ میاں بیوی کو اپنے آپ پر ضبط رکھنے کی صورت میں ایک حد تک قربت اختیار کرنے کا اختیار دیا۔ اگر روزے دار بھول کر کوئی چیز کھا پی لے تو فرمایا اسے کسی قسم کا غم کرنے کے بجائے یہ سمجھنا چاہیے کہ اللہ ہی نے اسے کھلایا پلایا ہے۔

الفصل الاول — پہلی فصل

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ لَّمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِیْ اَنْ يَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ. (بخاری) 833-1

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص جھوٹ اور اس پر عمل نہیں چھوڑتا اللہ کو کچھ پروا نہیں کہ وہ کھانا پینا چھوڑ دے۔ (بخاری)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُقَبِّلُ وَيُبَاشِرُ وَهُوَ صَائِمٌ وَكَانَ اَمْلَكَكُمْ لِاِرْبِهٖ. (متفق علیه) 834-2

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ روزے کی حالت میں بوس و کنار کرتے اور آپ تم سب سے زیادہ خواہش پر قابو رکھنے والے تھے۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

آپ ﷺ کا روزے کی حالت میں بوس و کنار کرنا اس لیے نہیں تھا کہ آپ اس معاملہ میں نعوذ باللہ بڑے جذباتی تھے۔ اس کی وضاحت تو ام المومنین نے فرما دی ہے کہ آپ ﷺ اپنے آپ پر بے انتہا ضبط رکھنے والے تھے۔ یہ تو اپنی امت کے لیے تھا تاکہ مسلمانوں کو پتہ چل جائے کہ اگر کسی کی نئی نئی شادی ہوئی ہو یا وہ معمول کے تحت اپنی بیوی سے محبت کا اظہار کرنا چاہتا ہے تو اسے اجازت ہے۔ بشرطیکہ وہ حد سے آگے بڑھنے کی کوشش نہ کرے۔

عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُدْرِكُهُ الْفَجْرُ فِیْ رَمَضَانَ وَهُوَ جُنُبٌ مِّنْ غَيْرِ حُلْمٍ فَيَغْتَسِلُ وَيَصُوْمُ. (متفق علیه) 835-3

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں رسول معظم ﷺ اس حال میں صبح کرتے کہ آپ جنبی ہوتے یہ جنابت احتلام کی وجہ سے نہیں ہوتی تھی۔ آپ غسل فرماتے اور روزہ رکھتے۔ (بخاری و مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ اِنَّ النَّبِيَّ ﷺ اِحْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ وَاحْتَجَمَ وَهُوَ صَائِمٌ. (متفق عليه) 836-4

ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں سرورِ دو عالم ﷺ نے حالتِ احرام اور حالت روزہ میں سینگیاں لگوائیں۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ نَسِيَ وَهُوَ صَائِمٌ فَاَكَلَ اَوْ شَرِبَ فَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ فَاِنَّمَا اَطْعَمَهُ اللّٰهُ وَسَقَاهُ. (متفق عليه) 837-5

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا جس نے حالت روزہ میں بھول کر کھا پی لیا۔ وہ اپنا روزہ مکمل کرے کیونکہ اسے اللہ نے کھلایا اور پلایا ہے۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوْسٌ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ اِذْ جَآءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَكْتُ قَالَ مَالَكَ قَالَ وَقَعْتُ عَلٰى امْرَاَتِيْ وَاَنَا صَائِمٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هَلْ تَجِدُ رَقَبَةً تُعْتِقُهَا قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ تَسْتَطِيْعُ اَنْ تَصُوْمَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ لَا قَالَ هَلْ تَجِدُ اِطْعَامَ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا قَالَ لَا قَالَ اجْلِسْ وَمَكَثَ النَّبِيُّ ﷺ فَبَيْنَا نَحْنُ عَلٰى ذَالِكَ اُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِعَرَقٍ فِيْهِ تَمْرٌ وَّالْعَرَقُ الْمِكْتَلُ الضَّخْمُ قَالَ اَيْنَ السَّائِلُ قَالَ اَنَا قَالَ خُذْ هٰذَا فَتَصَدَّقْ بِهٖ فَقَالَ الرَّجُلُ اَعَلٰى اَفْقَرَ مِنِّيْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَوَاللّٰهِ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا يُرِيْدُ الْحَرَّتَيْنِ اَهْلُ بَيْتٍ اَفْقَرُ مِنْ اَهْلِ بَيْتِيْ فَضَحِكَ النَّبِيُّ ﷺ حَتّٰى بَدَتْ اَنْيَابُهُ ثُمَّ قَالَ اَطْعِمْهُ اَهْلَكَ. (متفق عليه) 838-6

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں ہم نبی کریم ﷺ کے ہاں بیٹھے ہوئے تھے ایک شخص نے آ کر عرض کیا اے اللہ کے رسول! میں برباد ہو گیا آپ نے فرمایا تجھے کیا ہوا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میں نے روزے کی حالت میں اپنی بیوی سے جماع کر لیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تو غلام آزاد کر سکتا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ کیا تو دو مہینے مسلسل روزے رکھ سکتا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا کیا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتے ہو؟ اس نے کہا نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا بیٹھ جائیے۔ آپ کچھ دیر ٹھہرے رہے۔ ہم وہاں ہی تھے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں کھجوروں کا ٹوکرہ پیش کیا گیا۔ آپ نے فرمایا سائل کہاں ہے؟ وہ بول اٹھا میں ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کھجوریں اٹھائیے اور صدقہ کیجیے۔ وہ عرض کرتا ہے اے اللہ کے رسول! اپنے سے زیادہ فقیر پر کروں۔ اللہ کی قسم! مدینہ کے سنگلاخوں کے درمیان میرے گھر والوں سے زیادہ کوئی محتاج نہیں۔ نبی گرامی ہنسے یہانتک کہ آپ کی ڈاڑھیں نظر آنے لگیں بعد ازاں آپ ﷺ نے فرمایا جا اپنے گھر والوں کو کھلا دے۔ (بخاری ومسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ ثَابِتِ الْبُنَانِيِّ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ قَالَ سُئِلَ

ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں انس بن مالک ؓ

أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ ﷺ كُنْتُمْ تَكْرَهُوْنَ الْحِجَامَةَ لِلصَّائِمِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا إِلَّا مِنْ أَجْلِ الضَّعْفِ. (بخاری) 7-839

سے پوچھا گیا کیا تم روزہ دار کے لئے سینگی لگوانا رسول معظم ﷺ کے زمانہ میں مکروہ سمجھتے تھے؟ انہوں نے کہا نہیں ہاں سوائے کمزوری ہونے کی وجہ سے۔ (بخاری)

وَعَنِ الْبُخَارِيِّ تَعْلِيْقًا قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ ﷺ يَحْتَجِمُ وَهُوَ صَائِمٌ ثُمَّ تَرَكَهُ فَكَانَ يَحْتَجِمُ بِاللَّيْلِ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ إِنْ تَمَضْمَضَ ثُمَّ أَفْرَغَ مَا فِيْ فِيْهِ مِنَ الْمَاءِ لَا يَضُرُّهُ أَنْ يَزْدَرِدَ رِيْقَهُ وَمَاذَا بَقِيَ فِيْ فِيْهِ وَلَا يَمْضَغُ الْعِلْكَ فَإِنْ زْدَرَدَ رِيْقَ الْعِلْكِ لَا أَقُوْلُ إِنَّهُ يُفْطِرُ وَلٰكِنْ يُنْهٰى عَنْهُ. (بخاری) 8-840

حضرت عطاءؒ بیان کرتے ہیں اگر کوئی شخص منہ میں پانی ڈال کر پھر نکال دے تو کوئی حرج نہیں اگرچہ وہ تھوک اور منہ میں موجود باقی تری کو نگل لے البتہ علک نہ چبائے اگر علک لعاب کو نگل لیا تو میں نہیں کہتا کہ اسکا روزہ ٹوٹ گیا۔ البتہ اس سے لوگوں کو منع کرنا چاہیے۔ (امام بخاری نے ترجمۃ الباب میں اس حدیث کا ذکر کیا ہے۔)

فہم الحدیث

اس زمانے میں علک ایک درخت کی لکڑی ہوتی تھی۔ جو سوکھ جاتی تو لوگ ذائقہ اور خوشبو کیلیے اسے منہ میں رکھ کر چباتے تھے جیسا کہ ہمارے ہاں ملٹھی چبائی جاتی ہے

خلاصہ باب

۱۔ برے اعمال اور جھوٹ بولنے سے روزہ کا مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ ۲۔ طبیعت میں ضبط ہونے کی صورت میں بیوی سے بوس و کنار کیا جا سکتا ہے تاہم جوان آدمی کو پرہیز کرنے کی تلقین فرمائی۔ ۳۔ آدمی ہو یا عورت جنبی حالت میں روزہ رکھ سکتے ہیں البتہ نماز کے لئے غسل لازم ہوگا۔ ۴۔ عورت جنبی ہونے کی حالت میں کھانا پکا سکتی ہے۔ ۵۔ روزہ کی حالت میں ڈاکٹر کے مشورے سے ٹیکہ لگوایا جا سکتا ہے۔ ۶۔ مسواک، برش اور پیسٹ استعمال کیا جا سکتا ہے۔ ۷۔ بھول کر کھانے پینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ ۸۔ روزہ کی حالت میں ہمبستری کرنے والے کو ایک غلام آزاد کرنا یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا یا پھر دو مہینے کے مسلسل روزے رکھنا ہوں گے۔ ۹۔ غسل اور کلی کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ ۱۰۔ گرمی کی وجہ سے نہانا یا کپڑے گیلے کرنا جائز ہیں۔



بَابُ صَوْمِ الْمُسَافِرِ

مسافر کے روزوں کے بارے میں

سفر دینی مقصد کیلئے ہو یا دنیاوی کام کیلئے اس میں سکون اور وہ سہولتیں حاصل نہیں ہو سکتیں جو آدمی کو اپنے گھر میں حاصل ہوا کرتی ہیں۔ شریعت نے سفری مشکلات کو سامنے رکھتے ہوئے نماز میں قصر اور سفر کے دوران روزے کا مکمل طور پر اختیار دیا ہے۔ کہ چاہے تو روزہ رکھ لے۔ اگر طبیعت نہیں مانتی تو روزہ چھوڑنے پر کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ تاہم اسے چھوڑے ہوئے روزے بعد میں رکھنے ہوں گے اگر وہ روزہ رکھ کر سفر کے دوران روزہ افطار کرنا چاہتا ہے تو اس پر بھی شریعت میں ذرہ برابر رکاوٹ نہیں۔ نبی مکرم ﷺ اور صحابہ کرام ؓ سے سفر میں روزہ رکھنا اور چھوڑنا دونوں صورتوں کا ثبوت ملتا ہے۔ بعض علماء لفظی موشگافیوں میں پڑ کر یہ بات کہتے ہیں کہ آجکل ذرائع آمدورفت نے سفر کو بہت آسان کر دیا ہے لہٰذا روزہ رکھنا چاہیے۔ مگر وہ اس حقیقت کو بھول جاتے ہیں کہ شریعت کسی ایک علاقے 'شہر یا صرف امیروں کیلئے ہی نہیں بلکہ یہ تو عالم گیر ضابطۂ حیات ہے جس میں ہر علاقے اور ہر زمانے کے لوگوں کا خیال رکھا گیا ہے۔ روزہ چھوڑنے کے لیے سفر کی مسافت اتنی ہی ہوگی جس مسافت کا نمازِ قصر کے لیے تعین کیا گیا ہے۔ وہ اپنے شہر کے حدود سے کم از کم تیئس ۲۳ کلومیٹر ہے۔ یاد رہے پہاڑی علاقوں کا ۲۳ کلومیٹر کا پیدل سفر آج بھی کئی گھنٹوں میں طے ہوتا ہے۔ اور آدمی کو ہلکان کر دیتا ہے۔ اس رخصت کے باوجود کوئی سفر میں روزہ رکھنا چاہتا ہے تو اسے اختیار ہے۔

الفصل الاول

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ اَنَّ حَمْزَةَ بْنَ عَمْرٍو الْاَسْلَمِيَّ قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ اَاَصُوْمُ فِي السَّفَرِ وَكَانَ كَثِيْرَ الصِّيَامِ فَقَالَ اِنْ شِئْتَ فَصُمْ وَاِنْ شِئْتَ فَاَفْطِرْ .(متفق عليه) 1-841

پہلی فصل

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حمزہ بن عمرو اسلمی نے رسولِ معظم ﷺ سے پوچھا کیا میں سفر میں روزہ رکھوں؟ کیونکہ وہ اکثر روزہ رکھتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر چاہو تو روزہ رکھو چاہو تو چھوڑ دو۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ ؓ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لِسِتٍّ عَشَرَةَ مَضَتْ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ فَمِنَّا مَنْ صَامَ وَمِنَّا مَنْ اَفْطَرَ فَلَمْ يَعِبِ الصَّائِمُ عَلَى الْمُفْطِرِ وَلَا الْمُفْطِرُ عَلَى الصَّائِمِ. (مسلم) 2-842

حضرت ابوسعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رمضان کی سولہ تاریخ کو رسولِ محترم ﷺ کی معیّت میں جنگ لڑی۔ ہم میں سے کچھ لوگ روزہ دار تھے اور کچھ لوگ روزے سے نہیں تھے روزہ داروں نے روزہ نہ رکھنے والوں کو ملامت نہ کی اور نہ روزہ نہ رکھنے والوں نے روزہ داروں پر کچھ اعتراض کیا۔ (مسلم)

عَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ سَفَرٍ فَرَاٰى زِحَامًا وَّرَجُلًا قَدْ ظُلِّلَ عَلَيْهِ فَقَالَ مَا هٰذَا قَالُوْا صَائِمٌ فَقَالَ لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصَّوْمُ فِي السَّفَرِ .(متفق علیه)843-3

حضرت جابر ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ سفر میں تھے آپ نے دیکھا ایک اژدھام ہے اور ایک شخص پر سایہ کیا گیا ہے آپ نے پوچھا کیا ہوا؟ صحابہ نے بتایا کہ یہ روزہ دار ہے آپ ﷺ نے فرمایا سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں ہے۔(بخاری ومسلم)

عَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي السَّفَرِ فَمِنَّا الصَّآئِمُ وَمِنَّا الْمُفْطِرُ فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا فِيْ يَوْمٍ حَارٍّ فَسَقَطَ الصَّوَّامُوْنَ وَقَامَ الْمُفْطِرُوْنَ فَضَرَبَ الْاَبْنِيَةَ وَسَقَوُا الرِّكَابَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَهَبَ الْمُفْطِرُوْنَ الْيَوْمَ بِالْاَجْرِ .(متفق علیه)844-4

حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں ہم سفر میں نبی گرامی ﷺ کے ساتھ تھے ہم میں سے کچھ لوگ روزہ دار تھے اور کچھ روزہ دار نہ تھے۔ سخت گرمی میں ہم نے ایک جگہ پڑاؤ کیا روزہ دار رک گئے اور آرام کرنے لگے جو روزہ دار نہ تھے وہ اٹھے انہوں نے خیمے لگائے اور اونٹوں کو پانی پلایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا آج روزہ نہ رکھنے والے ثواب میں سبقت لے گئے ہیں۔(بخاری ومسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْمَدِيْنَةِ اِلٰى مَكَّةَ فَصَامَ حَتّٰى بَلَغَ عُسْفَانَ ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَرَفَعَهٗ اِلٰى يَدِهٖ لِيَرَاهُ النَّاسُ فَاَفْطَرَ حَتّٰى قَدِمَ مَكَّةَ وَذَالِكَ فِيْ رَمَضَانَ فَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ قَدْ صَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَفْطَرَ فَمَنْ شَاءَ صَامَ وَمَنْ شَاءَ اَفْطَرَ .مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ عَنْ جَابِرٍ اَنَّهٗ شَرِبَ بَعْدَ الْعَصْرِ .845-5

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول معظم ﷺ مدینہ سے مکہ کی طرف روانہ ہوئے آپ روزے سے تھے عسفان مقام پر پہنچے تو آپ ﷺ نے پانی منگوایا اور اس کو اپنے ہاتھ میں لے کر اونچا کیا تاکہ حاضرین آپ کو دیکھ سکیں کہ آپ نے روزہ افطار کر لیا ہے پھر آپ ﷺ مکہ مکرمہ پہنچے۔ یہ واقعہ رمضان کا ہے۔ چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے کہ رسول محترم ﷺ نے سفر میں روزہ رکھا بھی اور نہیں بھی رکھا۔ جو چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے افطار کرے۔(بخاری ومسلم) مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے عصر کے بعد پانی پیا تھا۔

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ جَابِرٍ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ عَامَ الْفَتْحِ اِلٰى مَكَّةَ فِيْ رَمَضَانَ فَصَامَ حَتّٰى بَلَغَ

حضرت جابر ﷺ بیان کرتے ہیں فتح مکہ کے سال رسول معظم ﷺ رمضان المبارک میں مکہ مکرمہ کی طرف روانہ

كُرَاعَ الْغَمِيْمِ فَصَامَ النَّاسُ ثُمَّ دَعَا بِقَدَحٍ مِّنْ مَّاءٍ فَرَفَعَهُ حَتّٰى نَظَرَ النَّاسُ اِلَيْهِ ثُمَّ شَرِبَ فَقِيْلَ لَهُ بَعْدَ ذَالِكَ اِنَّ بَعْضَ النَّاسِ قَدْ صَامَ فَقَالَ اُولٰئِكَ الْعُصَاةُ اُولٰئِكَ الْعُصَاةُ. (مسلم) 6-846

ہوئے آپ نے روزہ رکھا اور اصحابہ کرام ﷺ نے بھی روزہ رکھا ہوا تھا۔ جب آپ کراع الغمیم پہنچے وہاں آپ نے پانی کا پیالہ منگوایا اسے اونچا کیا تا کہ صحابہ کرام ﷺ دیکھ لیں پھر آپ کو بتایا گیا کہ کچھ صحابہ ﷺ کا اب بھی روزہ ہے۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا یہ لوگ نافرمان ہیں، یہ لوگ نافرمان ہیں۔ (مسلم)

عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَمْرٍو الْاَسْلَمِيِّ ﷺ اَنَّهُ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنِّيْ اَجِدُ بِيْ قُوَّةً عَلَى الصِّيَامِ فِي السَّفَرِ فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ قَالَ هِيَ رُخْصَةٌ مِّنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَمَنْ اَخَذَ بِهَا فَحَسَنٌ وَّمَنْ اَحَبَّ اَنْ يَّصُوْمَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ. (مسلم) 7-847

حمزہ بن عمرو اسلمی ﷺ بیان کرتے ہیں انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! میں سفر میں روزہ رکھنے کی طاقت رکھتا ہوں کیا مجھے گناہ ہوگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا سفر میں اللہ کی طرف سے اجازت ہے۔ جو شخص رخصت پر عمل کرے اس کے لیے بہتر ہے جو شخص روزہ رکھنا پسند کرے اس پر کچھ گناہ نہیں۔ (مسلم)

فہم الحدیث

سفر میں روزہ رکھنے اور چھوڑنے کے بارے میں دونوں طرح کی روایات ہیں۔ ان روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر شدید ترین گرمی ہو اور آدمی کے لیے روزہ رکھنا دشوار ہو تو روزہ چھوڑنا افضل ہے۔ بالخصوص جب دشمن کے خلاف مسلمان صف آرا ہوں تو روزہ افطار کر دینا چاہیے۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے صحابہ ﷺ کو دکھا کر عصر کے بعد پانی پیا اسکے باوجود جنہوں نے روزہ افطار نہیں کیا ان پر خفگی کا اظہار فرمایا۔ عام حالات میں سفر میں روزہ رکھنا یا افطار کرنا دونوں طرح جائز ہے۔

خلاصہ باب

۱۔ سفر میں فرض روزہ رکھنے یا چھوڑنے کی اجازت ہے۔

۲۔ سفر میں شدید دقت کی حالت میں روزہ رکھنے کو آپ ﷺ نے پسند نہیں فرمایا۔

۳۔ روزہ دار سفر میں روزہ توڑ سکتا ہے۔



بَابُ الْقَضَاءِ

روزوں کی قضاء

الفصل الاول

عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ يَكُوْنُ عَلَيَّ الصَّوْمُ مِنْ رَمَضَانَ فَمَا اَسْتَطِيْعُ اَنْ اَقْضِيَ اِلَّا فِيْ شَعْبَانَ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ يَعْنِي الشُّغْلَ مِنَ النَّبِيِّ اَوْ بِالنَّبِيِّ ﷺ. (متفق عليه) 1-848

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَحِلُّ لِلْمَرْاَةِ اَنْ تَصُوْمَ وَزَوْجُهَا شَاهِدٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ وَلَا تَاْذَنُ فِيْ بَيْتِهٖ اِلَّا بِاِذْنِهٖ. (مسلم) 2-849

عَنْ مُعَاذَةَ الْعَدَوِيَّةِ رضى اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا قَالَتْ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا مَا بَالُ الْحَآئِضِ تَقْضِي الصَّوْمَ وَلَا تَقْضِي الصَّلٰوةَ قَالَتْ عَآئِشَةُ كَانَ يُصِيْبُنَا ذٰلِكَ فَنُؤْمَرُ بِقَضَآءِ الصَّوْمِ وَلَا نُؤْمَرُ بِقَضَآءِ الصَّلٰوةِ. (مسلم) 3-850

عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ مَّاتَ وَعَلَيْهِ صَوْمٌ صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهُ. (متفق عليه) 851-4

پہلی فصل

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ میں نے رمضان کے روزوں کی قضا دینی ہوتی تھی۔ مجھے شعبان میں ہی قضا دینے کا وقت ملتا تھا۔ یحییٰ بن سعید راوی بیان کرتے ہیں ان کا مقصود یہ تھا کہ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں مشغول رہتیں۔ (بخاری ومسلم)

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا عورت کا خاوند گھر میں موجود ہو تو اس کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ نہیں رکھنا چاہیے۔ اور نہ ہی اس کی اجازت کے بغیر وہ کسی شخص کو گھر میں آنے کا موقع دے۔ (مسلم)

حضرت معاذہ عدویہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کیا وجہ ہے کہ حیض والی عورت روزوں کی قضا دیتی ہے، نماز کی قضا نہیں دیتی؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا ہمیں حیض کا معاملہ درپیش آتا تو ہمیں روزوں کی قضا کا حکم دیا جاتا لیکن نمازوں کی قضا کا حکم نہ دیا جاتا۔ (مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا جو شخص فوت ہوا اور اس پر روزے واجب تھے تو اس کا ولی اسکی جانب سے روزے رکھے۔ (بخاری ومسلم)

خلاصہ باب

۱۔ قضا روزے سال بھر میں جب چاہے رکھے جاسکتے ہیں۔
۲۔ نفلی روزہ عورت خاوند کی مرضی کے بغیر نہیں رکھ سکتی۔ جب کہ اس کا خاوند گھر میں ہو۔
۳۔ حیض کے ایام کی نمازیں معاف ہیں لیکن فرضی روزے رکھنے ہوں گے۔

بَابُ صِيَامِ التَّطَوُّعِ

نفلی روزے

دینِ اسلام کے احکامات دوطرح کے ہیں ایک وہ جن کو اسلام کی اساس اور بنیاد قرار دیکر فرض ٹھہرایا گیا ہے۔ دوسرے وہ مسائل اور احکامات ہیں جن کو فرائض میں کمی بیشی کی تلافی، لوگوں کی فلاح و بہبود اور اللہ تعالیٰ کی قربت کا وسیلہ ٹھہرایا ہے۔ فرض نماز کے ساتھ سنتیں اور نوافل مقرر کیے، زکوٰۃ کے ساتھ نفلی صدقات رکھے گئے، حج کی ادائیگی کے بعد عمرہ کا ثواب بیان کیا گیا اور فرض روزوں کے علاوہ نفلی روزے رکھنے کی ہدایات فرمائی تا کہ ربّ کریم کا قرب حاصل ہو سکے۔ نفلی روزے کے بارے میں آپ ﷺ سائل کی صحت اور اسکے حالات دیکھ کر ترغیب دیا کرتے تھے۔ نفلی روزے میں اس قدر رخصت عنایت فرمائی کہ اگر کوئی شخص چاہے تو سارا دن روزہ رکھنے کے باوجود عصر کے بعد روزہ توڑ سکتا ہے۔ اور اس پر کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ البتہ نفلی روزے کی قضا کے بارے میں یہ وضاحت نہیں پائی جاتی کہ کسی دوسرے دن اسکی قضا دینا ہوگی یا نہیں۔ اسی وجہ سے نفلی روزے کی قضا کے بارے میں علماء کے درمیان اختلاف ہے۔

الفصل الاول

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَصُوْمُ حَتّٰى نَقُوْلَ لَا يُفْطِرُ وَيُفْطِرُ حَتّٰى نَقُوْلَ لَا يَصُوْمُ وَمَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اسْتَكْمَلَ صِيَامَ شَهْرٍ قَطُّ اِلَّا رَمَضَانَ وَمَا رَأَيْتُهُ فِيْ شَهْرٍ اَكْثَرَ مِنْهُ صِيَامًا فِيْ شَعْبَانَ وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَتْ كَانَ يَصُوْمُ شَعْبَانَ كُلَّهُ وَكَانَ يَصُوْمُ شَعْبَانَ اِلَّا قَلِيْلًا. (متفق عليه) 852-1

پہلی فصل

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسولِ کریم ﷺ پے در پے نفلی روزے رکھتے۔ یہاں تک کہ ہم خیال کرتے کہ آپ روزہ نہیں چھوڑیں گے۔ جب آپ چھوڑتے تو ہم سمجھتے کہ اب آپ روزہ نہیں رکھیں گے۔ میں نے دیکھا کہ آپ نے کبھی رمضان کے علاوہ ایک ماہ کے روزے رکھے ہوں۔ اور میں نے آپ کو نہیں دیکھا کہ آپ ﷺ شعبان سے زیادہ کسی مہینے میں روزے رکھتے ہوں۔ ایک روایت میں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں: آپ ﷺ شعبان کے اکثر دنوں میں روزے رکھتے تھے۔ اور بہت کم روزے چھوڑتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ ؓ قَالَ قُلْتُ لِعَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَصُوْمُ شَهْرًا كُلَّهُ قَالَتْ مَا عَلِمْتُهُ صَامَ شَهْرًا كُلَّهُ اِلَّا رَمَضَانَ وَلَا اَفْطَرَهُ كُلَّهُ حَتّٰى يَصُوْمَ مِنْهُ حَتّٰى

حضرت عبداللہ بن شقیق ؓ بیان کرتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ کیا نبی محترم ﷺ کسی مہینے کے پورے روزے رکھتے تھے؟ انہوں نے فرمایا مجھے علم نہیں کہ آپ ﷺ نے رمضان کے علاوہ کسی مہینے

مَضٰی لِسَبِیْلِہٖ.(مسلم)2-853

کے پورے روزے رکھے ہوں اور کسی مہینے میں بالکل روزے نہ رکھے ہوں بلکہ ہر مہینے کچھ روزے رکھتے تھے یہاں تک کہ آپ ﷺ دنیا سے رخصت ہوگئے۔(مسلم)

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ ؓ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّہٗ سَاَلَہٗ اَوْ سَاَلَ رَجُلًا وَّعِمْرَانُ یَسْمَعُ فَقَالَ یَا اَبَا فُلَانٍ اَمَا صُمْتَ مِنْ سَرَرِ شَعْبَانَ قَالَ لَا قَالَ فَاِذَا اَفْطَرْتَ فَصُمْ یَوْمَیْنِ.(متفق علیہ)3-854

حضرت عمران بن حصین ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ان سے یا کسی دوسرے شخص سے دریافت فرمایا اور عمران رضی اللہ عنہ سن رہے تھے۔آپ نے پوچھا اے ابوفلاں! کیا تو نے شعبان کے آخری دنوں کے روزے رکھے ہیں؟ اس نے نفی میں جواب دیا۔آپ نے فرمایا: جب تو رمضان کے روزوں سے فارغ ہوجائے تو دو روزے رکھنا۔(بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَفْضَلُ الصِّیَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ شَھْرُاللّٰہِ الْمُحَرَّمُ وَاَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ بَعْدَالْفَرِیْضَۃِ صَلٰوۃُ اللَّیْلِ.(مسلم)4-855

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا رمضان کے بعد زیادہ فضیلت والے روزے اللہ کے نزدیک محرم کے روزے ہیں اور فرض نماز کے بعد افضل نماز تہجد کی نماز ہے۔(مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ مَا رَاَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَتَحَرّٰی صِیَامَ یَوْمٍ فَضَّلَہٗ عَلٰی غَیْرِہٖ اِلَّا ھٰذَا الْیَوْمَ یَوْمَ عَاشُوْرَاءَ وَھٰذَا الشَّھْرَ یَعْنِیْ شَھْرَ رَمَضَانَ.(متفق علیہ) 5-856

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ کو میں نے نہیں دیکھا کہ آپ ایسے دن کے روزے کے لئے کوشاں ہوں جس کو دوسرے دنوں پر فضیلت دی ہے سوائے عاشورہ اور رمضان کے روزوں کے۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْہُ قَالَ حِیْنَ صَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَوْمَ عَاشُوْرَآءَ وَاَمَرَ بِصِیَامِہٖ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّہٗ یَوْمٌ یُعَظِّمُہُ الْیَھُوْدُ وَالنَّصَارٰی فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَئِنْ بَقِیْتُ اِلٰی قَابِلٍ لَاَصُوْمَنَّ التَّاسِعَ.(مسلم)6-857

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے جب عاشورہ کے دن کا روزہ رکھا اور اس کا حکم دیا۔تو صحابہ کرام ؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول اس دن کی تو یہودی اور عیسائی بھی تعظیم کرتے ہیں۔ اس پر رسول اکرم ﷺ نے فرمایا اگر میں آئندہ سال زندہ رہا تو میں نو محرم کا بھی روزہ رکھوں گا۔(مسلم)

عَنْ اُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا اَنَّ نَاسًا تَمَارَوْا عِنْدَھَا یَوْمَ عَرَفَۃَ فِیْ صِیَامِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ بَعْضُھُمْ ھُوَصَائِمٌ وَّقَالَ

حضرت ام الفضل بنت حارث رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ چند صحابہ کرام ؓ نے ان کے پاس عرفہ کے دن رسول اللہ ﷺ کے روزے کے بارے میں گفتگو کی۔بعض نے

بَعْضُهُمْ لَيْسَ بِصَائِمٍ فَاَرْسَلْتُ اِلَيْهِ بِقَدَحِ لَبَنٍ وَّهُوَ وَاقِفٌ عَلٰى بَعِيْرِهٖ بِعَرَفَةَ فَشَرِبَهٗ. (متفق عليه)858-7

کہا کہ آپ ﷺ نے روزہ رکھا ہوا ہے۔ جب کہ کچھ کا خیال تھا کہ آپ نے روزہ نہیں رکھا۔ چنانچہ میں نے آپ کی خدمت میں دودھ کا پیالہ بھیجا آپ عرفہ میں اپنے اونٹ پر سوار تھے۔ آپ نے دودھ نوش فرمالیا۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَائِمًا فِي الْعَشْرِ قَطُّ. (مسلم)859-8

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے کبھی رسول معظم ﷺ کو عشرہ ذوالحجہ میں روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا۔ (مسلم)

عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ ؓ اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ كَيْفَ تَصُوْمُ فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ قَوْلِهٖ فَلَمَّا رَاٰى عُمَرُ غَضَبَهٗ قَالَ رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ غَضَبِ اللّٰهِ وَغَضَبِ رَسُوْلِهٖ فَجَعَلَ عُمَرُ يُرَدِّدُ هٰذَا الْكَلَامَ حَتّٰى سَكَنَ غَضَبُهٗ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ مَنْ يَّصُوْمُ الدَّهْرَ كُلَّهٗ قَالَ لَا صَامَ وَلَا اَفْطَرَ اَوْقَالَ لَمْ يَصُمْ وَلَمْ يُفْطِرْ قَالَ كَيْفَ مَنْ يَّصُوْمُ يَوْمَيْنِ وَيُفْطِرُ يَوْمًا قَالَ وَيُطِيْقُ ذٰلِكَ اَحَدٌ قَالَ كَيْفَ مَنْ يَّصُوْمُ يَوْمًا وَّيُفْطِرُ يَوْمًا قَالَ ذٰلِكَ صَوْمُ دَاوٗدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ كَيْفَ مَنْ يَصُوْمُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمَيْنِ قَالَ وَدِدْتُ اَنِّيْ طُوِّقْتُ ذٰلِكَ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلٰثٌ مِّنْ كُلِّ شَهْرٍ وَّرَمَضَانُ اِلٰى رَمَضَانَ فَهٰذَا صِيَامُ الدَّهْرِ كُلِّهٖ صِيَامُ يَوْمِ عَرَفَةَ اَحْتَسِبُ عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُّكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِيْ قَبْلَهٗ وَالسَّنَةَ الَّتِيْ بَعْدَهٗ وَصِيَامُ يَوْمِ عَاشُوْرَآءَ اَحْتَسِبُ عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُّكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِيْ قَبْلَهٗ. (مسلم)860-9

حضرت ابوقتادہ ؓ بیان کرتے ہیں ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتا ہے آپ کیسے روزے رکھتے ہیں۔ آپ نے اس سوال کو محسوس فرمایا۔ حضرت عمر ؓ نے آپ کی خفگی دیکھی تو انہوں نے عرض کیا کہ ہم اللہ کے رب، اسلام کے دین اور محمد ﷺ کے نبی ہونے پر راضی ہیں اللہ اور اس کے رسول کی ناراضگی سے پناہ طلب کرتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کلمات کو دہراتے رہے یہاں تک کہ آپ کی خفگی دور ہوگئی۔

پھر حضرت عمر ؓ عرض کرتے ہیں اے اللہ کے رسول! اس شخص کا کیا ہوگا جو زندگی بھر روزے رکھتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس نے نہ روزہ رکھا نہ اس نے روزے چھوڑا یا آپ نے فرمایا اس نے روزے رکھے نہ روزے افطار کئے۔ حضرت عمر ؓ نے دریافت کیا: اس شخص کے بارے میں کیا فرمان ہے جو دو دن روزہ رکھتا ہے اور ایک دن چھوڑتا ہے؟ آپ نے استفسار فرمایا: کہ کسی میں اتنی طاقت ہے؟ حضرت عمر ؓ تیسری بار عرض کرتے ہیں: اس شخص کے متعلق کیا ارشاد ہے جو ایک دن روزہ رکھتا ہے؟ اور ایک دن افطار کرتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ حضرت داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے۔ حضرت عمر ؓ چوتھی دفعہ پوچھتے ہیں:

اس شخص کے بارے میں فرمایا جوایک دن روزہ رکھتا ہے اور دو دن چھوڑتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا میں یہ چاہتا ہوں کہ مجھے اسکی طاقت نصیب ہو جائے۔ بعد ازاں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر ماہ تین دن کے اور رمضان سے رمضان کے روزے زندگی بھر کے روزے ہیں۔ یوم عرفہ کے روزہ کے بارے مجھے اللہ سے امید ہے کہ اس سے پہلے سال اور اس کے بعد کے سال کا کفارہ ہوں گے۔ اور عاشورہ کے روزہ کے متعلق میں اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں وہ اس سے پہلے سال کے گناہوں کا کفارہ فرما دیں گے۔ (مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ صَوْمِ الْاِثْنَيْنِ فَقَالَ فِيْهِ وُلِدْتُّ وَفِيْهِ اُنْزِلَ عَلَيَّ. (مسلم) 10-861

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ سے سوموار کے روزے کے بارے میں دریافت کیا گیا آپ ﷺ نے فرمایا اس دن میں پیدا ہوا اور اسی دن مجھ پر وحی کی ابتدا ہوئی۔ (مسلم)

عَنْ مُعَاذَةَ الْعَدَوِيَّةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا سَاَلَتْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَصُوْمُ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ قَالَتْ نَعَمْ فَقُلْتُ لَهَا مِنْ اَيِّ اَيَّامِ الشَّهْرِ كَانَ يَصُوْمُ قَالَتْ لَمْ يَكُنْ يُبَالِيْ مِنْ اَيِّ اَيَّامِ الشَّهْرِ يَصُوْمُ. (مسلم) 11-862

حضرت معاذہ عدویہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ ہر ماہ تین دن کے روزے رکھتے تھے؟ انہوں نے کہا ہاں رکھتے تھے۔ میں نے ان سے پوچھا مہینے میں کون سے دنوں کے روزے رکھتے تھے۔ انہوں نے فرمایا آپ ﷺ کچھ پروا نہیں کرتے تھے کہ مہینے کے کون سے دنوں کے روزے رکھے ہیں۔ (مسلم)

عَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ اَنَّهُ حَدَّثَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ اَتْبَعَهُ سِتًّا مِّنْ شَوَّالٍ كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ. (مسلم) 12-863

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے عمرو بن ثابت رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے رمضان کے روزے رکھے اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے گویا اس نے پورے سال کے روزے رکھے۔ (مسلم)

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الْفِطْرِ وَالنَّحْرِ. (متفق عليه) 13-864

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے عید الفطر اور عید قربان کے دنوں کے روزہ رکھنے سے منع فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا صَوْمَ فِيْ يَوْمَيْنِ الْفِطْرِ وَالْاَضْحٰى. (متفق عليه) 14-865

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دنوں کے روزے نہیں ہیں۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ نُبَيْشَةَ الْهُذَلِيِّ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَيَّامُ التَّشْرِيْقِ اَيَّامُ اَكْلٍ وَّشُرْبٍ وَّذِكْرِ اللّٰهِ. (مسلم) 866-15

حضرت نبیشہ ہذلی ﷺ بیان کرتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ایام تشریق (۱۰ تا ۱۳) کے ایام کھانے پینے اور اللہ کے ذکر کے لئے ہیں۔ (مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَصُوْمُ اَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اِلَّا اَنْ يَّصُوْمَ قَبْلَهُ اَوْ يَصُوْمَ بَعْدَهُ. (متفق عليه) 867-16

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص جمعہ کے دن کا روزہ نہ رکھے، ہاں اس سے پہلے یا بعد والے دن کا روزہ رکھا جائے تو جائز ہے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَخْتَصُّوْا لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ بِقِيَامٍ مِنْ بَيْنِ اللَّيَالِيْ وَلَا تَخْتَصُّوْا يَوْمَ الْجُمُعَةِ مِنْ بَيْنِ الْاَيَّامِ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ فِيْ صَوْمٍ يَّصُوْمُهُ اَحَدُكُمْ. (مسلم) 868-17

حضرت ابو ہریرہ ﷺ ہی بیان کرتے ہیں رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: راتوں میں سے جمعہ کی رات کا قیام اور دنوں میں جمعہ کے دن کا روزہ خاص نہ کیا کرو۔ اور ہاں اگر اس تاریخ کو تم میں کوئی شخص روزہ رکھتا ہے تو جائز ہے۔ (مسلم)

عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ صَامَ يَوْمًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بَعَّدَ اللّٰهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا. (متفق عليه) 869-18

حضرت ابوسعید خدری ﷺ بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے ایک دن اللہ کے راستے میں روزہ رکھا! اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو دوزخ سے ستر سال کی مسافت کے برابر دور فرما دے گا۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

یعنی کوئی آدمی ایک دن چھوڑ کر دوسرے دن کے روزہ رکھتا ہے اور اس حساب کے مطابق اسکا روزہ جمعہ کے دن آتا ہے۔ تو وہ جمعہ کا روزہ رکھ سکتا ہے۔ یا کسی کے روزے رہتے ہیں وہ تواتر کے ساتھ رکھ رہا ہے تو اسے بھی جمعہ کا روزہ جائز ہے۔ بصورت دیگر جمعہ کا روزہ نہیں رکھنا چاہیے۔ تاکہ آدمی جمعہ پوری نشاط کے ساتھ ادا کر سکے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِوبْنِ الْعَاصِ ﷺ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَا عَبْدَاللّٰهِ اَلَمْ اُخْبَرْ اَنَّکَ تَصُوْمُ النَّهَارَ وَتَقُوْمُ اللَّيْلَ فَقُلْتُ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَلَا تَفْعَلْ صُمْ وَاَفْطِرْ وَقُمْ وَنَمْ فَاِنَّ لِجَسَدِکَ عَلَيْکَ حَقًّا وَّاِنَّ لِعَيْنِکَ عَلَيْکَ حَقًّا وَاِنَّ لِزَوْجِکَ عَلَيْکَ

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص ﷺ بیان کرتے ہیں رسول مکرم ﷺ نے فرمایا۔ اے عبداللہ مجھے بتایا گیا ہے کہ تو دن کو روزہ اور پوری رات قیام کرتا ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ کے رسول! ایسا ہی ہے۔ آپ نے فرمایا ایسا نہ کیا کرو روزہ رکھنا اور چھوڑنا بھی چاہئے۔ قیام بھی کرو اور آرام بھی کیونکہ تیرے جسم، تیری آنکھ، تیری بیوی اور تیرے مہمان کا تجھ پر

حَقًّا وَإِنَّ لِزَوْرِكَ عَلَيْكَ حَقًّا لَا صَامَ مَنْ صَامَ الدَّهْرَ صَوْمُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ صَوْمُ الدَّهْرِ كُلِّهِ صُمْ كُلَّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَّاقْرَإِ الْقُرْآنَ فِيْ كُلِّ شَهْرٍ قُلْتُ إِنِّيْ أُطِيْقُ أَكْثَرَ مِنْ ذَالِكَ قَالَ صُمْ أَفْضَلَ الصَّوْمِ صَوْمَ دَاوٗدَ صِيَامُ يَوْمٍ وَإِفْطَارُ يَوْمٍ وَّاقْرَأْ فِيْ كُلِّ سَبْعِ لَيَالٍ مَرَّةً وَّلَا تَزِدْ عَلٰى ذَالِكَ.
(متفق عليه)870-19

حق ہے۔اس شخص کا روزہ نہیں جو مسلسل روزے رکھتا ہے۔ ہر ماہ میں تین دن کے روزے سال بھر کے روزے رکھنے کے برابر ہیں۔ہر مہینے تین روزے اور ایک بار قرآن پاک تلاوت کیا کرو۔ میں نے عرض کیا میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔آپ ﷺ نے فرمایا تم افضل روزہ رکھو! وہ داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے ایک دن روزہ رکھنا اور دوسرے دن چھوڑنا اور سات راتوں میں ایک بار قرآن پاک ختم کرلیا کرو اس سے زیادہ نہ پڑھو۔(بخاری ومسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ فَوَجَدَ الْيَهُوْدَ صِيَامًا يَوْمَ عَاشُوْرَآءَ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا هٰذَا الْيَوْمُ الَّذِيْ تَصُوْمُوْنَهُ فَقَالُوْا هٰذَا يَوْمٌ عَظِيْمٌ أَنْجَى اللّٰهُ فِيْهِ مُوْسٰى وَقَوْمَهُ وَغَرَّقَ فِرْعَوْنَ وَقَوْمَهُ فَصَامَهُ مُوْسٰى شُكْرًا فَنَحْنُ نَصُوْمُهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَنَحْنُ أَحَقُّ وَأَوْلٰى بِمُوْسٰى مِنْكُمْ فَصَامَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ. (متفق عليه) 871-20

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: جب رسول اکرم ﷺ مدینہ تشریف لائے آپ نے دیکھا! یہود محرم کی دسویں تاریخ کو روزہ رکھتے ہیں۔آپ نے ان سے دریافت کیا: کہ اس دن کا روزہ کیوں رکھتے ہو؟ انہوں نے کہا یہ عظمت والا دن ہے۔اس دن اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو نجات عطا کی۔فرعون اور اس کی قوم کو غرق کیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس دن اللہ کے شکرانے کے طور پر روزہ رکھا۔لہٰذا ہم بھی روزہ رکھتے ہیں یہ سن کر رسول محترم ﷺ نے فرمایا ہم تم سے زیادہ حق رکھتے ہیں اور تم سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زیادہ قریب ہیں۔چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے دس محرم کا روزہ رکھا اور رکھنے کا حکم دیا۔(بخاری ومسلم)

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضي الله عنه قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَأْمُرُ بِصِيَامِ يَوْمِ عَاشُوْرَآءَ وَيَحُثُّنَا عَلَيْهِ وَيَتَعَاهَدُنَا عِنْدَهُ فَلَمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ لَمْ يَأْمُرْنَا وَلَمْ يَنْهَنَا عَنْهُ وَلَمْ يَتَعَاهَدْنَا عِنْدَهُ.
(مسلم)872-21

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ عاشورہ کے دن کے روزے کا حکم دیتے، روزہ رکھنے کی رغبت دلاتے اور خیال رکھتے لیکن جب رمضان کے روزے فرض ہوئے تو آپ نے ہمیں نہ عاشورہ کا روزہ رکھنے کا حکم دیا اور نہ منع کیا اور نہ ہی اس کے بارے میں ہمارا خیال رکھا۔(مسلم)

خلاصہ باب

۱۔ رمضان المبارک کے علاوہ پورے مہینے کے روزے رکھنا آپ ﷺ سے ثابت نہیں۔

۲۔ رمضان المبارک کے بعد محرم کے دو روزے سب سے افضل ہیں۔

۳۔ نو، دس یا دس گیارہ محرم کو روزہ رکھنا چاہیے۔

۴۔ حضرت داؤد علیہ السلام ایک دن چھوڑ کر روزہ رکھتے تھے، آپ ﷺ نے صوم داؤد کو پسند فرمایا بشرطیکہ کوئی اس کی طاقت رکھتا ہو۔

۵۔ ہر عربی مہینے کی تیرہ، چودہ، پندرہ تاریخ کو آپ ﷺ روزہ رکھتے تھے۔ مصروفیت کے تحت دوسرے ایام میں رکھتے تھے۔

۶۔ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے ایام میں روزہ رکھنا جائز نہیں۔

۷۔ جمعہ کے دن روزہ اور جمعرات کو عبادت کے لئے مخصوص کرنے سے منع فرمایا گیا ہے۔

۸۔ ایک نفلی روزے کی برکت سے آدمی جہنم سے ستر سال کی مسافت کے برابر دور ہو جاتا ہے۔

۹۔ مہینے میں تین روزے رکھنا اور ایک دفعہ قرآن مجید کی تلاوت مکمل کرنا افضل ترین عمل ہے۔

۱۰۔ شوال کے چھ روزے رکھنے والے کو سال بھر کے روزوں کا ثواب ملتا ہے۔

۱۱۔ پیر اور جمعرات کے دن روزہ رکھنا آپ ﷺ کی سنت مبارکہ ہے۔

۱۲۔ عرفہ کے دن کا روزہ اگلے پچھلے سال کے گناہوں کا کفارہ ہے۔



بَابٌ فِی الْاِفْطَارِ مِنْ صِیَامِ التَّطَوُّعِ

نفلی روزں کا افطار کرنا

الفصل الاول

پہلی فصل

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ عَلَیَّ النَّبِیُّ ﷺ ذَاتَ یَوْمٍ فَقَالَ هَلْ عِنْدَکُمْ شَیْءٌ فَقُلْنَا لَا قَالَ فَاِنِّیْ اِذًا صَائِمٌ ثُمَّ اَتَانَا یَوْمًا اٰخَرَ فَقُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُهْدِیَ لَنَا حَیْسٌ فَقَالَ اَرِنِیْهِ فَلَقَدْ اَصْبَحْتُ صَائِمًا فَاَکَلَ. (مسلم)873-1

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ ایک دن میرے پاس تشریف لائے۔ آپ نے دریافت کیا تمہارے ہاں کوئی چیز ہے؟ تو میں نے نفی میں جواب دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا چلو میں روزے سے ہوں۔ ایک اور دن ہمارے ہاں تشریف لائے ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! ہمیں حلوہ تحفہ بھیجا گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے دکھاؤ میں صبح سے روزے سے ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے روزہ افطار کر دیا۔ (مسلم)

عَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ دَخَلَ النَّبِیُّ ﷺ عَلٰی اُمِّ سُلَیْمٍ فَاَتَتْهُ بِتَمْرٍ وَسَمْنٍ فَقَالَ اَعِیْدُوْا سَمْنَکُمْ فِیْ سِقَائِهٖ وَتَمْرَکُمْ فِیْ وِعَائِهٖ فَاِنِّیْ صَائِمٌ ثُمَّ قَامَ اِلٰی نَاحِیَةٍ مِّنَ الْبَیْتِ فَصَلّٰی غَیْرَ الْمَکْتُوْبَةِ فَدَعَا لِاُمِّ سُلَیْمٍ وَّاَهْلِ بَیْتِهَا. (بخاری)874-2

حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں نبی مکرم ﷺ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے پاس گئے انہوں نے آپ ﷺ کی خدمت میں کھجور اور گھی پیش کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم گھی کو مشکیزے میں اور کھجوروں کو اس کے برتن میں واپس رکھ دو اس لئے کہ میرا روزہ ہے آپ ﷺ نے گھر کے ایک کونے میں نفل نماز پڑھی اور ام سلیم رضی اللہ عنہا اور اس کے گھر والوں کے لئے دعا کی۔ (بخاری)

فہم الحدیث

ام سلیم حضرت انس کی والدہ ہیں رشتہ کے لحاظ سے آپکی خالہ تھیں جسکی وجہ سے آپ ﷺ کبھی کبھی ان کے گھر تشریف لے جاتے اور بسا اوقات انکے ہاں آرام بھی فرمایا کرتے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا دُعِیَ اَحَدُکُمْ اِلٰی طَعَامٍ وَهُوَ صَائِمٌ فَلْیَقُلْ اِنِّیْ صَائِمٌ وَّفِیْ رِوَایَةٍ قَالَ اِذَا

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کسی شخص کو کھانے کی دعوت دی جائے اور اس نے روزہ رکھا ہوا ہو تو وہ کہے

دُعِيَ اَحَدُكُمْ فَلْيُجِبْ فَاِنْ كَانَ صَائِمًا فَلْيُصَلِّ وَاِنْ كَانَ مُفْطِرًا فَلْيُطْعَمْ. (مسلم) 3-875

میں روزے سے ہوں اور دوسری روایت میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو دعوت دی جائے تو وہ دعوت قبول کر لے اگر وہ روزہ دار ہے تو گھر والوں کے لیے برکت کی دعا کرے اور اگر روزے دار نہ ہو تو کھانا کھائے۔ (مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ نفلی روزے کی نیت دوپہر کے وقت بھی کی جا سکتی ہے۔ بشرطیکہ صبح سے کھایا پیا نہ ہو۔

۲۔ میزبان کی دلجوئی کے لئے نفلی روزہ توڑ دیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

۳۔ آپ ﷺ کبھی نفلی روزہ افطار فرماتے اور کبھی کھانے سے انکار فرما دیتے۔



بَابُ لَيْلَةِ الْقَدْرِ

شب قدر کی فضیلت

اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ o وَمَآ اَدْرٰکَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ o لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ o تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِکَةُ وَالرُّوْحُ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ کُلِّ اَمْرٍ o سَلٰمٌ هِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ o

''ہم نے اس قرآن کو شب قدر میں نازل کیا ہے اور تو کیا جانے کہ شب قدر کیا ہے؟ شب قدر ہزار مہینوں سے زیادہ بہتر ہے۔ فرشتے اور جبریل امین اس میں اپنے رب کے اذن سے ہر حکم لے کر اترتے ہیں۔ یہ رات طلوع فجر تک سراسر سلامتی ہے۔''

بعض علما کی زیادتیاں

شب قدر کے بارے میں رسول معظم ﷺ نے دوٹوک الفاظ میں ارشاد فرمایا ہے کہ یہ رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں سے کسی ایک رات میں آیا کرتی ہے۔ جس رات کے بارے میں آپ ﷺ نے لیلۃ القدر کی نشاندہی فرمائی اس کے متعلق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔ ایک کا خیال ہے کہ وہ ستائیسویں رات تھی جبکہ دوسرے صحابی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں وہ اکیسویں رات ہے۔ اس طرح پانچ راتوں کے بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خیالات پائے جاتے ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد آنے والے لوگوں کی غالب ترین اکثریت کا نقطہ نظر یہ ہے کہ وہ پانچ راتوں میں سے کوئی ایک رات ہوتی۔ آپ ﷺ کے واضح فرمان اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے اجتماعی نقطہ نظر کے باوجود کچھ علماء اس بات پر مصر ہیں کہ وہ ہر صورت ستائیسویں رات ہے۔ یہ ایسی زیادتی ہے جس کی وجہ سے لوگ زندگی بھر دوسری راتوں کی عبادت سے محروم رہتے ہیں۔ اس زیادتی کے ساتھ ایک ظلم یہ ہوا کہ پندرہ شعبان کی رات کو شب برات کا نام دے کر اس کی قدر و منزلت کو شب قدر سے بھی زیادہ بیان کیا جاتا ہے۔ حالانکہ جو روایت شعبان کی رات کے بارے میں حدیث کے ریکارڈ میں پائی جاتی ہے اس کے بارے میں علما کا کلیۃً اتفاق ہے کہ اس کی سند نہایت ہی کمزور ہے اور جو فضائل شب برات کے بارے میں ذکر کیے جاتے ہیں وہ شعبان کی اس رات کے بجائے قرآن مجید اور حدیث کے مطابق شب قدر کے بارے میں ہیں۔ جو رمضان کے آخری عشرہ میں کوئی ایک طاق رات ہے۔

حٰمٓ o وَالْکِتٰبِ الْمُبِیْنِ o اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةٍ مُّبٰرَکَةٍ اِنَّا کُنَّا مُنْذِرِیْنَ o فِیْهَا یُفْرَقُ کُلُّ اَمْرٍ حَکِیْمٍ o (الدخان ۴۴: ۱ تا ۴)

''حم۔ قسم ہے اس کتاب مبین کی کہ ہم نے اسے ایک بڑی خیر و برکت والی رات میں نازل کیا ہے۔ کیونکہ ہم لوگوں کو متنبہ کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ یہ وہ رات ہے جس میں ہمارے حکم سے ہر معاملہ کا حکیمانہ فیصلہ صادر کیا جاتا ہے۔''

شب قدر کے بارے میں لطائف

نبی اکرم ﷺ نے پانچ راتوں میں سے کسی ایک رات کا شب قدر ہونا قرار دیا ہے۔ اسکی فقط نشانی یہ بتلائی کہ اس کی صبح کو سورج کی شعاعیں ہلکی ہوتی ہیں۔ لیکن کچھ اہل علم نے اپنے مشاہدے کی بنیاد پر اس کی نشانیوں کا اس طرح ذکر کیا ہے کہ لوگ اسکو شریعت سمجھ بیٹھے ہیں۔ حالانکہ اس کا قرآن و سنت میں ثبوت نہیں ہے۔ ایک عالم کا فرمان ہے کہ اس رات ہلکی ہلکی بوندا

باندی ضرور ہوتی ہے۔ دوسرے کا ارشاد ہے کہ اس رات آدمی کے جسم پر کپکپی طاری ہوتی ہے اور جبریل امین اس سے مصافحہ اور کچھ معانقہ کرنے کا ذکر کرتے ہیں۔ بعض حضرات بیان کرتے ہیں کہ جب وہ لمحہ آتا ہے تو ہر چیز روشن ہو جاتی اور شجر وحجر سجدے میں گر جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ پانی دودھ ہو جاتا ہے۔ ان علما کی دیکھا دیکھی ان پڑھ لوگوں نے یہ لطیفے بنا رکھے ہیں کہ ایک شخص نے ساری رات لکڑی کا شہتیر اٹھائے رکھا۔ جب قبولیت کا لمحہ آیا وہ تھک کر پھینک دیتا ہے پھینکتے ہوئے کہا سونا نہیں تو لوہا ہی بن جا۔ تو وہ شہتیر لوہا بن گیا۔

الفصل الاول

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ. (بخاری) 876-1

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ اِنَّ رِجَالًا مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ اُرُوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْمَنَامِ فِي السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَرٰى رُءْيَاكُمْ قَدْ تَوَاطَأَتْ فِي السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ فَمَنْ كَانَ مُتَحَرِّيْهَا فَلْيَتَحَرَّهَا فِي السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ. (متفق عليه) 877-2

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ الْتَمِسُوْهَا فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي تَاسِعَةٍ تَبْقٰى فِي سَابِعَةٍ تَبْقٰى فِي خَامِسَةٍ تَبْقٰى. (بخاری) 878-3

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اعْتَكَفَ الْعَشْرَ الْاَوَّلَ مِنْ رَمَضَانَ ثُمَّ اعْتَكَفَ الْعَشْرَ الْاَوْسَطَ فِي قُبَّةٍ تُرْكِيَّةٍ ثُمَّ اطَّلَعَ رَاْسَهٗ فَقَالَ اِنِّيْ اَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْاَوَّلَ اَلْتَمِسُ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ ثُمَّ اَعْتَكِفُ الْعَشْرَ

پہلی فصل

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا شب قدر کو رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی معظم ﷺ کے کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خواب میں رمضان کے آخری سات دنوں میں شب قدر دکھائی گئی۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں جانتا ہوں تمہارا خواب آخری سات راتوں کے بارے میں موافقت اختیار کر گیا ہے پس جو شخص شب قدر کو تلاش کرنے والا ہو وہ آخری سات راتوں میں تلاش کرے۔ (بخاری ومسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا شب قدر کو رمضان کی آخری دس راتوں میں تلاش کرو۔ جب نو راتیں باقی رہ جائیں، سات باقی رہ جائیں، پانچ باقی رہ جائیں۔ (بخاری)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ رمضان کے پہلے عشرے میں اعتکاف بیٹھے بعد ازاں درمیانے عشرہ میں ترکی خیمہ میں اعتکاف بیٹھے۔ پھر آپ ﷺ نے اپنا سر مبارک خیمے سے باہر نکالا اور فرمایا میں پہلے عشرہ میں اعتکاف بیٹھا اور شب قدر کا متلاشی رہا، میں

الْاَوْسَطَ ثُمَّ اُتِیتُ فَقِیلَ لِیْ اِنَّهَا فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ فَمَنْ کَانَ اعْتَکَفَ مَعِیَ فَلْیَعْتَکِفِ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ فَقَدْ اُرِیتُ هٰذِهِ اللَّیْلَةَ ثُمَّ اُنْسِیتُهَا وَقَدْ رَاَیْتُنِیْ اَسْجُدُ فِیْ مَآءٍ وَّطِیْنٍ مِّنْ صَبِیْحَتِهَا فَالْتَمِسُوْهَا فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ وَالْتَمِسُوْهَا فِیْ کُلِّ وِتْرٍ قَالَ فَمَطَرَتِ السَّمَاءُ تِلْکَ اللَّیْلَةَ وَکَانَ الْمَسْجِدُ عَلٰی عَرِیْشٍ فَوَکَفَ الْمَسْجِدُ فَبَصُرَتْ عَیْنَایَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَعَلٰی جَبْهَتِهٖ اَثَرُ الْمَآءِ وَالطِّیْنِ مِنْ صَبِیْحَةِ اِحْدٰی وَعِشْرِیْنَ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ) فِی الْمَعْنٰی وَاللَّفْظُ لِمُسْلِمٍ اِلٰی قَوْلِهٖ فَقِیْلَ لِیْ اَنَّهَا فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ وَالْبَاقِیْ لِلْبُخَارِیِّ وَفِیْ رِوَایَةِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اُنَیْسٍ قَالَ لَیْلَةُ ثَلٰثٍ وَّعِشْرِیْنَ. (مسلم)879-4

دوسرے عشرے میں اعتکاف بیٹھا پھر میرے پاس فرشتہ آیا اور مجھے بتایا گیا کہ شب قدر آخری دس راتوں میں ہے جو شخص میرے ساتھ اعتکاف بیٹھنا چاہتا ہے وہ آخری دس روز اعتکاف بیٹھے۔ مجھے یہ رات دکھائی گئی پھر مجھے بھلا دی گئی میں اس رات کی صبح کو پانی اور مٹی میں سجدہ کرتا ہوں تم شب قدر کو آخری دس راتوں میں سے ہر طاق رات میں تلاش کرو۔ راوی کہتا ہے اس رات بارش ہوئی اور مسجد کی چھت جو چھپر کی تھی ٹپکی تو میری آنکھوں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کی پیشانی پر اکیسویں رات کی صبح کو کیچڑ کا اثر تھا۔ (بخاری ومسلم) دونوں میں یہی مسئلہ ہے لیکن یہ الفاظ مسلم کے ہیں۔ ''مجھے بتایا گیا کہ وہ رات آخری دس راتوں میں ہے'' تک اس کے بعد کے الفاظ بخاری کے ہیں۔ اور عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا تیئسویں رات ہے۔ (مسلم)

عَنْ زِرِّبْنِ حُبَیْشٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سَاَلْتُ اُبَیَّ بْنَ کَعْبٍ رضی اللہ عنہ فَقُلْتُ اِنَّ اَخَاکَ ابْنَ مَسْعُوْدٍ یَّقُوْلُ مَنْ یُّقِمِ الْحَوْلَ یُصِبْ لَیْلَةَ الْقَدْرِ فَقَالَ رَحِمَهُ اللّٰهُ اَرَادَ اَنْ لَّا یَتَّکِلَ النَّاسُ اَمَا اِنَّهٗ قَدْ عَلِمَ اَنَّهَا فِیْ رَمَضَانَ وَاَنَّهَا فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ وَاَنَّهَا لَیْلَةُ سَبْعٍ وَّعِشْرِیْنَ ثُمَّ حَلَفَ لَا یَسْتَثْنِیْ اَنَّهَا لَیْلَةُ سَبْعٍ وَّعِشْرِیْنَ فَقُلْتُ بِاَیِّ شَیْءٍ تَقُوْلُ ذٰلِکَ یَا اَبَا الْمُنْذِرِ قَالَ بِالْعَلَامَةِ اَوْ بِالْاٰیَةِ الَّتِیْ اَخْبَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهَا تَطْلُعُ یَوْمَئِذٍ لَّا شُعَاعَ لَهَا. (مسلم)880-5

حضرت زر بن جیش رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے دریافت کرتے ہوئے کہا تیرا بھائی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتا ہے جو شخص سال بھر قیام کرے گا وہ شب قدر پالے گا۔ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا اس کا مقصد یہ تھا کہ لوگ صرف اس پر اعتماد نہ کر بیٹھیں ورنہ معلوم تو اسے بھی ہے یہ رات رمضان میں ہے اور آخری دس دنوں میں ہے بلکہ ستائیسویں کی رات ہے۔ پھر ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے قسم کھا کر کہا ان شاء اللہ بھی نہیں کہا کہ وہ ستائیسویں کی رات ہے میں نے کہا اے ابو المنذر کس بنیاد پر آپ ستائیسویں کی رات کہتے ہیں۔ اس نے کہا اس علامت یا نشانی کی بنیاد پر جس کے بارے ہمیں رسول اکرم ﷺ نے بتلایا ہے کہ اس روز جب سورج طلوع ہوتا ہے تو اس کی شعاعیں زیادہ تیز نہیں ہوتیں۔ (مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَجْتَهِدُ فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مَا لَا يَجْتَهِدُ فِيْ غَيْرِهٖ. (مسلم) 881-6

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول معظم ﷺ رمضان المبارک کی آخری دس راتوں میں جس قدر کوشش کے ساتھ عبادت کرتے اس قدر دوسری راتوں میں کوشش نہیں ہوتی تھی۔ (مسلم)

وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ شَدَّ مِيْزَرَهُ وَاَحْيٰى لَيْلَهُ وَاَيْقَظَ اَهْلَهُ. (متفق علیه) 882-7

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتی ہیں جب رمضان المبارک کا آخری عشرہ ہوتا تو رسول اللہ ﷺ کمر کس لیتے رات بھر بیدار رہتے اور اپنے اہل خانہ کو بھی جگاتے۔ (بخاری و مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رضی اللہ عنہ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ لِيُخْبِرَنَا بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ فَتَلَاحٰى رَجُلَانِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَقَالَ خَرَجْتُ لِاُخْبِرَكُمْ بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ فَتَلَاحٰى فُلَانٌ وَّفُلَانٌ فَرُفِعَتْ وَعَسٰى اَنْ يَّكُوْنَ خَيْرًا لَّكُمْ فَالْتَمِسُوْهَا فِي التَّاسِعَةِ وَالسَّابِعَةِ وَالْخَامِسَةِ. (بخاری) 883-8

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ باہر تشریف لائے تا کہ ہمیں شب قدر کے بارے میں بتائیں لیکن دو صحابی آپس میں جھگڑ رہے تھے۔ آپ نے فرمایا میں اس لئے باہر نکلا تھا تا کہ تمہیں شب قدر کے بارے میں بتاؤں لیکن فلاں اور فلاں باہم جھگڑ رہے تھے جسکی وجہ سے اس کا علم اٹھالیا گیا اور ممکن ہے یہ تمہارے لئے بہتر ہو اس لیے تم شب قدر کو رمضان المبارک کے آخری عشرے کی نو، سات اور پانچویں طاق راتوں میں تلاش کرو۔ (بخاری)

شب قدر کی خصوصیات

(۱) اس رات قرآن نازل ہوا (۲) اس رات کی عبادت ہزار رات سے افضل ہے (۳) اس رات خاص ملائکہ اور جبریل خود تشریف لاتے ہیں (۴) یہ پوری کی پوری خصوصی رحمت کی حامل ہے (۵) اس میں قسمتوں کے فیصلے ہوتے ہیں (۶) یہ سال کی تمام راتوں سے افضل رات ہے (۷) اس رات معافی مانگنے والے کے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

خلاصۂ باب

(۱) شب قدر رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں ہوا کرتی ہے۔ (۲) طاق راتوں کے بارے میں صحابہ کے اپنے مشاہدات ہیں کہ کسی ایک رات کو مخصوص کرنے کی کوئی دلیل نہیں۔ (۳) شب قدر میں خود جاگنا اور اہل خانہ کو جگانا رسول اکرم ﷺ کی سنت مبارکہ ہے۔ (۴) قسمت کے فیصلے شب برات کی بجائے شب قدر میں ہوا کرتے ہیں۔ (۵) ۱۵ شعبان کی رات شب برات کی فضیلت کے بارے میں کوئی ٹھوس دلیل نہیں۔ (۶) شب برات کا نام حدیث میں موجود ہی نہیں کیونکہ شب فارسی اور برات عربی کا لفظ ہے۔

بَابُ الْاِعْتِكَافِ

اعتکاف کے مسائل

انسان کی جبلت میں یہ بات موجود ہے کہ جب بھی اسے کوئی پریشانی یا مشکل مسئلہ درپیش ہو تو وہ تنہائی پسند کرتا ہے تاکہ سکون کے ساتھ پیش آمدہ مسئلے کا حل سوچ سکے۔ پریشانی میں تنہائی ہمیشہ سکون کا باعث ہوا کرتی ہے۔ دنیا کا کوئی مذہب ایسا نہیں جس میں یک سوئی اور خلوت کو خصوصی مقام حاصل نہ ہو۔ ہر زمانے میں تزکیۂ نفس اور روحانی بلندیوں کے حصول کے لیے لوگ غاروں اور جنگلوں میں جا کر چلہ کشی کرتے رہے ہیں۔ کچھ لوگ تو ہمیشہ کے لیے وہاں کے ہو کر رہ گئے۔ اسلام نے تارک الدنیا ہو کر رہبانیت اختیار کرنے کی حوصلہ افزائی نہیں کی۔ البتہ اس فطری ضرورت کا لحاظ کیا اور روحانی بلندیوں کے حصول کے لیے اعتکاف کی ترغیب دی ہے۔ جس میں تنہائی بھی ہے اور لوگوں کے ساتھ باجماعت نماز اور جمعہ ادا کرنے کی صورت میں تعلق بھی برقرار رکھا گیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی کے حوالے سے اعتکاف کے ساتھ اس امت کا بڑا مضبوط رشتہ ہے کیونکہ آپ ﷺ غار حرا میں ایک طرح سے اعتکاف کی حالت میں ہی تھے جب ''اقرأ'' کا پیغام جاں فزا آیا تھا۔ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان الفاظ میں اس کا تذکرہ کیا ہے:

ثُمَّ حُبِّبَ اِلَيْهِ الْخَلَاءُ وَ كَانَ يَخْلُوْ بِغَارِ حِرَاءَ فَيَتَحَنَّثُ فِيْهِ وَ هُوَ التَّعَبُّدُ اللَّيَالِيَ ذَوَاتِ الْعَدَدِ قَبْلَ اَنْ يَّنْزِعَ اِلٰى اَهْلِهٖ وَيَتَزَوَّدُ لِذٰلِكَ ثُمَّ يَرْجِعُ اِلٰى خَدِيْجَةَ فَيَتَزَوَّدُ لِمِثْلِهَا حَتّٰى جَاءَهُ الْحَقُّ وَ هُوَ فِيْ غَارِ حِرَاءَ فَجَاءَهُ الْمَلَكُ فَقَالَ اِقْرَاْ.

''جب چالیس سال کے ہوئے تو آپ ﷺ خلوت پسند ہو گئے اور آپ غار حرا میں علیحدہ ہو کر شب و روز غور و فکر کرتے رہتے اور اس وقت آپ ﷺ کی یہی عبادت ہوا کرتی تھی۔ جب کھانے پینے کا سامان ختم ہو جاتا گھر سے دوبارہ لے جاتے یہاں تک کہ جبریل امین علیہ السلام نے اقرا پڑھنے کے لئے فرمایا۔''

الفصل الاول — پہلی فصل

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ ثُمَّ اعْتَكَفَ اَزْوَاجُهُ مِنْ بَعْدِهٖ. (متفق علیه) 884-1

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی معظم ﷺ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فوت کر لیا۔ آپ ﷺ کی وفات کے بعد آپ کی بیویاں اعتکاف بیٹھا کرتی تھیں۔ (بخاری ومسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَجْوَدَ النَّاسِ بِالْخَيْرِ وَ كَانَ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔ رسول کریم ﷺ صدقہ کرنے کے لحاظ سے سب سے زیادہ

اَجْوَدَ مَا يَكُوْنُ فِيْ رَمَضَانَ كَانَ جِبْرَئِيْلُ يَلْقَاهُ كُلَّ لَيْلَةٍ فِيْ رَمَضَانَ يَعْرِضُ عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ الْقُرْآنَ فَاِذَا لَقِيَهُ جِبْرَئِيْلُ كَانَ اَجْوَدَ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيْحِ الْمُرْسَلَةِ.(متفق عليه)885-2

کشادہ ہاتھ تھے آپ سب سے زیادہ سخاوت رمضان المبارک میں کرتے تھے۔ جبرائیل رمضان المبارک میں ہر رات آپ سے ملاقات کرتے تو آپ ﷺ حضرت جبریل علیہ السلام کو قرآن سناتے۔ جب آپ سے جبرائیل علیہ السلام ملاقات کرتے تو آپ ﷺ کی سخاوت میں تیز آندھیوں سے بھی زیادہ ہوجاتے۔(بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ كَانَ يُعْرَضُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ الْقُرْآنُ كُلَّ عَامٍ مَرَّةً فَعُرِضَ عَلَيْهِ مَرَّتَيْنِ فِي الْعَامِ الَّذِيْ قُبِضَ وَكَانَ يَعْتَكِفُ كُلَّ عَامٍ عَشْرًا فَاعْتَكَفَ عِشْرِيْنَ فِي الْعَامِ الَّذِيْ قُبِضَ.(بخاری)886-3

حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ کے سامنے ہر سال ایک مرتبہ قرآن پاک پڑھا جاتا لیکن جس سال آپ ﷺ فوت ہوئے آپ کے سامنے دو بار قرآن تلاوت کیا گیا اور آپ ہر سال دس دن اعتکاف بیٹھتے۔لیکن جس سال آپ فوت ہوئے آپ بیس دن اعتکاف بیٹھے۔(بخاری)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اعْتَكَفَ اَدْنٰى اِلَيَّ رَأْسَهُ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَاُرَجِّلُهُ وَكَانَ لَا يَدْخُلُ الْبَيْتَ اِلَّا لِحَاجَةِ الْاِنْسَانِ.(متفق عليه)887-4

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول مکرم ﷺ اعتکاف میں تھے۔آپ مسجد میں بیٹھے ہوتے اور میری جانب اپنا سر مبارک نکالتے۔ میں آپ ﷺ کے بالوں کو کنگھی کرتی اور آپ گھر میں صرف انسانی ضرورت کے لیے تشریف لاتے تھے۔(بخاری ومسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ عُمَرَ ؓ سَاَلَ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ كُنْتُ نَذَرْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ اَنْ اَعْتَكِفَ لَيْلَةً فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ قَالَ فَاَوْفِ بِنَذْرِكَ.(متفق عليه)888-5

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر ؓ نے نبی محترم ﷺ سے دریافت کیا کہ میں نے جاہلیت میں نذر مانی تھی کہ میں مسجد حرام میں ایک رات اعتکاف کروں گا۔آپ نے فرمایا تمہیں نذر پوری کرنی چاہیے۔(بخاری ومسلم)

خلاصہ باب

۱۔مسنون اعتکاف رمضان کے آخری عشرہ میں ہوتا ہے۔۲۔اعتکاف بیٹھنے کے لیے نماز عصر یا مغرب کے بعد مسجد میں رہنا افضل ہے۔۳۔اعتکاف جامع مسجد میں بیٹھنا چاہیے۔۴۔عام اعتکاف دس دن سے کم بھی ہوسکتا ہے۔۵۔عورتوں کا اپنے گھروں میں اعتکاف کرنا حدیث سے ثابت نہیں۔مسنون اعتکاف مسجد میں ہوتا ہے۔

كِتَابُ فَضَائِلِ الْقُرآنِ

فضائلِ قرآن

قرآنِ مجید راہنمائی کا روشن آفتاب ☆ قلب وذہن کے لیے نسخہ شاداب ☆ مسائل اور مصائب کا تریاق ☆ دافع امراض و حل المشکلات ☆ تلاوت موجب ثواب و برکات ☆ اس پر عمل کرنے سے دنیا وآخرت شاد باد ہو جاتی ہے۔ ☆ تدبر وتفکر سے مسائل کا ادراک حاصل ہوتا ہے ☆ يَقُوْلُ الرَّبُّ تَبَارَکَ وَ تَعَالىٰ مَنْ شَغَلَهُ الْقُرْآنُ عَنْ ذِكْرِیْ وَ سُؤَالِیْ اَعْطَيْتُهُ اَفْضَلَ مَآ اُعْطِی السَّآئِلِيْنَ (الترمذی)

”اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جسے قرآن پاک کی تلاوت نے میرے ذکر اور دعا مانگنے سے مصروف رکھا میں اسے سوال کرنے والوں سے زیادہ عطا کرونگا“۔

نبی کریم ﷺ قرآن مجید کے حوالے سے اس طرح دعا کرتے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ بِكُلِّ اِسْمٍ هُوَلَکَ سَمَّيْتَ بِهٖ نَفْسَکَ اَوْ اَنْزَلْتَهُ فِیْ كِتَابِکَ اَوْ عَلَّمْتَهُ اَحَدًا مِنْ خَلْقِکَ اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْآنَ رَبِيْعَ قَلْبِیْ وَ نُوْرَ صَدْرِیْ وَجَلَاءَ حُزْنِیْ وَ ذَهَابَ هَمِّیْ وَغَمِّیْ (مسند احمد)

”اے اللہ میں تیرے ہر اس نام سے جسے تو نے اپنے لئے پسند کیا ہے یا اپنی کتاب میں نازل کیا ہے یا اپنی مخلوق میں سے کسی کو بھی سکھلایا ہے میں درخواست کرتا ہوں کہ قرآن پاک کو میرے دل کی بہار، میرے سینے کا نور، میری پریشانیوں کا مداوا اور غموں کا تریاق بنا دے۔

جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات کبریائی اور خیر و برکت کے لحاظ سے یکتا اور تنہا ہے۔ ذکر واذکار میں یہی حیثیت تلاوت قرآن مجید کو حاصل ہے۔ قرآن مجید کو زندگی کا رہنما بنانے سے دنیا وآخرت کے مسائل اور دکھوں کا مداوا ہونے کی ضمانت مل جاتی ہے۔ اس کتاب مقدس سے انحراف اور بے اعتنائی پریشانیوں اور مشکلات کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ رسول کریم ﷺ اس کتاب عظیم کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اسکی بدولت مسلمانوں کو عزت وعظمت سے نوازتا رہے گا اور اس کے چھوڑنے کی وجہ سے میری امّت دنیا میں ہی ذلیل وخوار ہو جائے گی۔

اِنَّ اللّٰهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتَابِ اَقْوَامًا وَ يَضَعُ بِهٖ آخَرِيْنَ. (مشکوٰۃ ،فضائل القرآن)

یقیناً اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعے قوموں کو بلند فرماتا ہے اور اسی کے سبب دوسروں کو ذلیل کرتا ہے۔

اس کا تقاضا یہ ہے کہ اخلاص نیت کے ساتھ حتی المقدور اس کے ہر حکم اور ہدایت پر عمل کرنے کی کوشش کی جائے۔ اگر کوئی فرد یا قوم جان بوجھ کر اس کے کچھ احکامات کو چھوڑ دے اور صرف من پسند باتوں کو اختیار کرے تو اس سے نہ مسائل حل ہو پائیں گے اور نہ ہی مشکلات رفع ہونگی بلکہ اس منافقانہ اور دوغلے پن کی وجہ انداز سے دنیا کی ذلت اور آخرت میں عذاب الٰہی کی گرفت سے بچنا ناممکنات میں سے ہوگا۔

تُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَ تَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰى اَشَدِّ الْعَذَابِ وَ مَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ٥(البقرۃ:۸۵'پ۲)

"کیا تم اس کتاب کے بعض احکامات کو تسلیم اور کچھ سے انکار اور انحراف کرتے ہو تم میں سے جو بھی یہ رویہ اختیار کرے گا اس کے لئے دنیا کی زندگی میں ذلت و رسوائی اور آخرت میں شدید عذاب ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہارے کردار سے غافل نہیں ہے"۔

جب تک مسلمان اس کی تلاوت اور اس پر تدبر و تفکر اور اسے عملی زندگی میں نہیں اپنائیں گے فرد ہو یا قوم گھرانا ہو یا معاشرہ طرح طرح کے دکھوں اور پریشانیوں سے دوچار ہوتا چلا جائے گا۔ حتیٰ کہ دنیاوی اسباب و وسائل، آسائشوں، سہولتوں کے ہوتے ہوئے بھی لوگ غموں کے سمندر اور فکر کے جھکڑوں میں ٹامک ٹوئیاں مارتے رہیں گے۔ سب کچھ ہونے کے باوجود ان کی معاشی اور سماجی زندگی کو اجیرن بنا دیا جائے گا۔ ایسے لوگ قرآن مجید کی رہنمائی کو چھوڑ کر مشکلات سے نکلنے کی جتنی کوششیں کریں گے وہ اتنے ہی مصائب و مشکلات کے بھنور میں پھنستے چلے جائیں گے۔ دنیا میں قرآن مجید کی روشنی اور رہنمائی سے استفادہ نہ کرنے کی وجہ سے روزِ محشر میں انہیں اندھا کر کے اٹھایا جائے گا جبکہ وہاں ایک ایک لحہ روشنی اور بینائی کی ضرورت ہوگی۔ ایسے لوگ رب کبریا کی بارگاہ میں دُہائی دیں گے مگر اب یہ آہ و زاریاں بے سود ثابت ہونگی۔

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًاوَّ نَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَعْمٰى ٥قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰى وَ قَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ٥ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا وَ كَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ٥ وَكَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ اَسْرَفَ وَ لَمْ يُؤْمِنْ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ وَ لَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَاَبْقٰى٥(طٰہٰ ۲۰: ۱۲۴ - ۱۲۷)

"جس نے ہماری یاد سے انحراف کیا یقیناً ہم اس کی گزران کو تنگ کر دیں گے اور اسے قیامت کے دن اندھا کر کے اٹھائیں گے وہ کہے گا کہ اے میرے رب! مجھے اندھا کر کے کیوں اٹھایا گیا ہے جبکہ میں دنیا میں بینا تھا؟ جواب آئے گا کہ یہ اس لیے کیا گیا ہے کہ تیرے پاس میرے احکامات آئے اور تو نے انہیں فراموش کر دیا۔ اس لیے آج تیرے ساتھ ویسا ہی سلوک کیا جا رہا ہے جیسا کہ تو نے اپنے رب کی آیات کو ماننے سے انحراف اور بے توجہگی کی۔ ہم اسے بھی اسطرح سزا دیتے ہیں۔ جو اسراف کرے اور اپنے رب کی آیات پر ایمان نہ لائے۔ آخرت کا عذاب شدید ترین اور ہمیشہ رہنے والا ہے۔"

قرآن پاک کے ان ارشادات کی روشنی میں جب ہم اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی کا جائزہ لیتے ہیں تو کتاب مقدس کی اس سچائی کے سامنے شرمندگی اور ندامت کے سوا کچھ دکھائی نہیں دیتا۔

ہر حال میں قرآن وسنت کے ساتھ وابستگی

رسول اکرم ﷺ اپنی حیات مبارکہ کا آخری حج کر رہے تھے جس سرزمین پر ڈھونڈنے سے بھی کوئی بت کا پرستار نہیں ملتا تھا آج انسانوں کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔ نگاہ پاک جدھر اٹھتی ہے توحید کے چاہنے اور ماننے والے اللہ تعالیٰ کی حمد و ستائش اور اسکی نعمتوں کا اعتراف کر رہے ہیں۔ تقریباً ایک لاکھ چالیس ہزار کا مجمع ہے۔ آپ ﷺ کی زبان اطہر سے اللہ تعالیٰ کی حمد و تعریف

کے بعد جب یہ کلمات جاری ہوئے کہ اے لوگو! ممکن ہے اس کے بعد ہم اسطرح اکٹھے نہ ہوسکیں یکدم لوگوں میں سناٹے کا عالم بپا ہوا اور دور دراز سے آنے والے صحابہ کرام ؓ ٹکٹکی باندھ کر آپ ﷺ کے چہرۂ پرانوار کی ضیا پاشیوں کو اپنے دل ودماغ میں منعکس کررہے تھے۔ آج کے خطبے میں دوسرے ارشادات کے ساتھ آخری فرمان یہ تھا کہ اللہ کی کتاب اور میرے طریقے کے ساتھ ہر حال میں وابستہ رہنا۔ اس کے بدلے میں تمہیں اس بات کی ضمانت دیتا ہوں کہ جب تک تم ان کے ساتھ وابستہ رہو گے دنیا کی کوئی طاقت تمہیں اپنے راستے سے نہیں ہٹا سکے گی اور پھر آخر میں آپ ﷺ نے لوگوں سے استفسار کیا میں نے اللہ کے ارشادات پہنچانے کا حق ادا کردیا ہے؟ تو سامعین کی طرف سے بیک وقت یہ آواز آئی کیوں نہیں آپ نے ٹھیک ٹھیک حق ادا کردیا ہے۔ اب آپ کا چہرہ آسمان کی طرف اٹھا۔ شہادت کی انگلی بلند کرتے ہوئے فرمایا کہ اے مالک! گواہ رہنا، میرے مالک گواہ رہنا۔ (بخاری)

تلاوت کے اوقات اور آداب

قرآنِ مجید کی تلاوت کے بنیادی آداب یہ ہیں کہ اعوذ باللہ کے بعد اس کو نہایت ہی عقیدت واحترام، کامل یکسوئی اور غور وفکر کے ساتھ پاک حالت میں پڑھا جائے۔ اس کی تلاوت کا بہترین وقت سحری کا وقت قرار دیا گیا ہے۔

وَ رَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيْلًا o اِنَّا سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا o اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً وَّ اَقْوَمُ قِيْلًا o (المزمل ۷۳: ۴.۶)

"قرآن مجید کی ٹھہر ٹھہر کر تلاوت کیجئے، عنقریب ہم آپ پر بھاری ذمہ داری ڈالنے والے ہیں، صبح جلد بیدار ہونا صحت کی بہتری اور گفتگو میں تاثیر پیدا کرنے کے لیے نہایت مفید ہے۔"

تلاوت کا اجر

دنیا میں صرف ایک ہی کتابِ مقدّس ہے جس کی فقط تلاوت کرنے سے مسلمان کو ایک ایک حرف کے بدلے میں بارگاہ ایزدی سے اجر وثواب سے سرفراز کیا جاتا ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ قَرَءَ حَرْفًا مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ فَلَهُ بِهٖ حَسَنَةٌ وَ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا لَا اَقُوْلُ الٓمّٓ حَرْفٌ بَلِ الْاَلِفُ حَرْفٌ وَاللَّامُ حَرْفٌ وَالْمِيْمُ حَرْفٌ (مشكوة فضائل القرآن)

"رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جس نے کتاب اللہ کا ایک حرف پڑھا اس کے لئے ایک ایک حرف کے بدلے نیکی ہے اور ہر نیکی دس نیکیوں کے برابر ہے۔ آپ نے فرمایا میں یہ نہیں کہتا کہ الم ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے، لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے۔

الفصل الاول	پہلی فصل
عَنْ عُثْمَانَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَيْرُكُمْ	حضرت عثمان ؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے

مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ. (بخاری) 889-1

فرمایا تم میں وہ آدمی سب سے بہتر ہے جو قرآن پڑھتا اور پڑھاتا ہے۔(بخاری)

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ ؓ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ فِي الصُّفَّةِ فَقَالَ اَيُّكُمْ يُحِبُّ اَنْ يَّغْدُوَ كُلَّ يَوْمٍ اِلٰى بُطْحَانَ اَوِ الْعَقِيْقِ فَيَاْتِيْ بِنَاقَتَيْنِ كَوْمَاوَيْنِ فِيْ غَيْرِ اِثْمٍ وَلَا قَطْعِ رَحِمٍ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كُلُّنَا نُحِبُّ ذَالِكَ قَالَ اَفَلَا يَغْدُوْا اَحَدُكُمْ اِلَى الْمَسْجِدِ فَيُعَلِّمَ اَوْ يَقْرَاُ اٰيَتَيْنِ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ نَّاقَتَيْنِ وَثَلٰثٌ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ ثَلٰثٍ وَّاَرْبَعٌ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَرْبَعٍ وَمِنْ اَعْدَادِهِنَّ مِنَ الْاِبِلِ. (مسلم) 890-2

حضرت عقبہ بن عامر ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی معظم ﷺ تشریف لائے اور ہم صفہ میں تھے۔آپ ﷺ نے استفسار کیا کہ تم میں سے کون پسند کرتا ہے کہ وہ روزانہ بطحان یا وادی عقیق میں جائے اور وہاں سے دو بلند کوہان والی اونٹنیاں بغیر چوری اور ظلم کے حاصل کرے۔ہم نے عرض کیا ہم سب اس چیز کو پسند کرتے ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا جو تم میں علی الصبح مسجد کی طرف جائے اور اللہ کی کتاب سے دو آیتیں پڑھائے یا پڑھے اس کے لیے یہ دو اونٹنیوں سے بہتر ہے۔تین آیات تین اونٹنیوں اور چار آیات چار اونٹنیوں سے بہتر ہیں۔اور آیات کا شمار اونٹنیوں کی تعداد سے بہتر ہے۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اِذَا رَجَعَ اِلٰى اَهْلِهٖ اَنْ يَّجِدَ فِيْهِ ثَلٰثَ خَلِفَاتٍ عِظَامٍ سِمَانٍ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ فَثَلٰثُ اٰيَاتٍ يَّقْرَاُ بِهِنَّ اَحَدُكُمْ فِيْ صَلٰوتِهٖ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ ثَلٰثِ خَلِفَاتٍ عِظَامٍ سِمَانٍ. (مسلم) 891-3

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا، بھلا تم میں سے کوئی شخص یہ چاہتا ہے کہ جب وہ اپنے گھر آئے تو وہاں تین حاملہ موٹی تازہ اونٹنیاں پائے؟ ہم نے عرض کیا، کیوں نہیں! آپ نے فرمایا تم میں جو شخص تین آیات نماز میں تلاوت کرے گا اس کے لئے یہ تین حاملہ اور موٹی تازہ اونٹنیوں سے بہتر ہے۔(مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْمَاهِرُ بِالْقُرْاٰنِ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ وَالَّذِيْ يَقْرَاُ الْقُرْاٰنَ وَيَتَتَعْتَعُ فِيْهِ وَهُوَ عَلَيْهِ شَاقٌّ لَّهٗ اَجْرَانِ. (متفق علیه) 892-4

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔نبی معظم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ماہر قرآن اللہ کے تابع فرمان اور معزز لکھنے والے فرشتوں کے ساتھ ہوگا۔اور جو قرآن اٹک اٹک کر پڑھتا ہے اور اس کو پڑھنا مشکل ہے اس کے لئے دوہرا ثواب ہوگا۔(بخاری ومسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا حَسَدَ اِلَّا عَلَى اثْنَيْنِ رَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْاٰنَ فَهُوَ يَقُوْمُ بِهٖ اٰنَاءَ اللَّيْلِ وَاٰنَاءَ النَّهَارِ وَرَجُلٌ

حضرت ابن عمر ؓ بیان کرتے ہیں نبی معظم ﷺ نے فرمایا دو آدمیوں پر رشک کیا جا سکتا ہے۔ایک وہ جسکو اللہ نے قرآن کی نعمت سے نوازا وہ دن رات اس کی تلاوت کرتا ہے

اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ اٰنَآءَ اللَّيْلِ وَاٰنَآءَ النَّهَارِ. (متفق عليه) 5-893

اور دوسرا وہ شخص جس کو مال عطا ہوا وہ دن رات اسے خرچ کرتا رہتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِیْ يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ مَثَلُ الْاُتْرُجَّةِ رِيْحُهَا طَيِّبٌ وَّطَعْمُهَا طَيِّبٌ وَمَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِیْ لَا يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ مَثَلُ التَّمْرَةِ لَا رِيْحَ لَهَا وَطَعْمُهَا حُلْوٌ وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِیْ لَا يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ لَيْسَ لَهَا رِيْحٌ وَّطَعْمُهَا مُرٌّ وَّمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِیْ يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ مَثَلُ الرَّيْحَانَةِ رِيْحُهَا طَيِّبٌ وَّطَعْمُهَا مُرٌّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِیْ رِوَايَةٍ اَلْمُؤْمِنُ الَّذِیْ يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ وَيَعْمَلُ بِهٖ كَالْاُتْرُجَّةِ وَالْمُؤْمِنُ الَّذِیْ لَا يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ وَيَعْمَلُ بِهٖ كَالتَّمْرَةِ. 6-894

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا ایمان دار شخص کی مثال جو قرآن پاک کی تلاوت کرتا ہے تَرَجُّہ نگی جیسی ہے جس کی خوش بو اور ذائقہ عمدہ ہوتا ہے۔ اور اس ایمان دار شخص کی مثال جو قرآن پاک کی تلاوت نہیں کرتا کھجور کی طرح ہے جس کی خوش بو تو نہیں البتہ ذائقہ شیریں ہوتا ہے۔ اور اس منافق کی مثال جو قرآن کی تلاوت نہیں کرتا حنظلہ جیسی ہے جس کی خوش بو نہیں اور ذائقہ بھی کڑوا ہوتا ہے اور اس منافق کی مثال جو قرآن کی تلاوت کرتا ہے نیاز بو کے پھول جیسی ہے جس کی خوش بو تو عمدہ البتہ ذائقہ کڑوا ہوتا ہے۔ (بخاری ومسلم) اور مسلم کی دوسری روایت میں ہے وہ ایمان دار شخص جو قرآن پاک کی تلاوت کرتا ہے اور اس کے مطابق عمل کرتا ہے اس کی مثال اُترجہ کے پھل جیسی ہے اور جو تلاوت نہیں کرتا البتہ قرآن کے مطابق عمل پیرا ہے اس کی مثال کھجور جیسی ہے۔ (اُترجہ یمن کا بہترین پھل ہے جو وہاں کثرت سے پایا جاتا ہے۔)

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتَابِ اَقْوَامًا وَّيَضَعُ بِهٖ اٰخَرِيْنَ. (مسلم) 7-895

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی محترم ﷺ نے ارشاد فرمایا بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کی بدولت کچھ کو عزت دے گا اور کچھ لوگوں کو ذلیل کرے گا۔ (مسلم)

عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ اَنَّ اُسَيْدَ بْنَ حُضَيْرٍ قَالَ بَيْنَمَا هُوَ يَقْرَأُ مِنَ اللَّيْلِ سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ وَفَرَسُهٗ مَرْبُوْطَةٌ عِنْدَهٗ اِذْ جَالَتِ الْفَرَسُ فَسَكَتَ فَسَكَنَتْ فَقَرَأَ فَجَالَتْ فَسَكَتَ فَسَكَنَتْ ثُمَّ قَرَءَ فَجَالَتِ الْفَرَسُ فَانْصَرَفَ وَكَانَ ابْنُهٗ يَحْيٰ قَرِيْبًا مِّنْهَا فَاَشْفَقَ اَنْ تُصِيْبَهٗ وَلَمَّا اَخَّرَهٗ رَفَعَ رَاْسَهٗ اِلَى السَّمَآءِ فَاِذَا مِثْلُ الظُّلَّةِ فِيْهَا اَمْثَالُ الْمَصَابِيْحِ فَلَمَّا اَصْبَحَ حَدَّثَ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے کہا ایک دفعہ وہ رات کو سورۂ بقرۃ کی تلاوت کر رہے تھے اور ان کا گھوڑا قریب ہی بندھا ہوا تھا۔ اچانک گھوڑا کودنے لگا وہ خاموش ہوئے تو گھوڑا بدکنے سے رُک گیا۔ پھر انہوں نے تلاوت شروع کی تو گھوڑا اچھلنے لگا پھر وہ خاموش ہو گئے اور گھوڑا بھی اچھلنے سے رک گیا۔ اس نے پھر پڑھنا شروع کیا تو گھوڑا کودنے لگا۔ چنانچہ اسید رضی اللہ عنہ

النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ اقْرَأْ يَا ابْنَ حُضَيْرٍ اقْرَأْ يَا ابْنَ حُضَيْرٍ قَالَ فَاشْفَقْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَنْ تَطَاَ يَحْيٰ وَكَانَ مِنْهَا قَرِيْبًا فَانْصَرَفْتُ اِلَيْهِ وَرَفَعْتُ رَأْسِيْ اِلَى السَّمَاءِ فَاِذَا مِثْلُ الظُّلَّةِ فِيْهَا اَمْثَالُ الْمَصَابِيْحِ فَخَرَجْتُ حَتّٰى لَا اَرٰهَا قَالَ اَتَدْرِيْ مَا ذَاكَ قَالَ لَا قَالَ تِلْكَ الْمَلٰئِكَةُ دَنَتْ لِصَوْتِكَ وَلَوْ قَرَاْتَ لَاَصْبَحَتْ يَنْظُرُ النَّاسُ اِلَيْهَا لَا تَتَوَارٰى مِنْهُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَاللَّفْظُ لِلْبُخَارِيِّ . 896-8

نماز سے فارغ ہوئے کیونکہ ان کا بیٹا یحیٰ گھوڑے کے قریب تھا۔ وہ خوفزدہ ہوئے کہ بچے کو تکلیف نہ پہنچے۔ جب اس نے بچے کو ہٹایا آسمان کی طرف سر اٹھایا تو ایک سائبان سا دیکھا جس میں چراغ جلتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ جب صبح ہوئی تو انہوں نے یہ واقعہ نبی گرامی ﷺ کو سنایا۔ آپ نے فرمایا اے ابن حضیر! تمہیں پڑھتے رہنا چاہیے تھا۔ تمہیں پڑھتے ہی رہنا چاہیے تھا اس نے عرض کیا اے اللہ کے نبی ﷺ! مجھے خطرہ لاحق ہو گیا کہ کہیں گھوڑا بچے کو روند نہ ڈالے! کیونکہ بچہ گھوڑے کے بالکل قریب تھا۔ چنانچہ میں اس کی طرف گیا اور میں نے آسمان کی جانب سر اٹھایا تو ایک سائبان سا دکھائی دیا جس میں روشنیاں نظر آ رہی تھیں۔ جب میں باہر آیا تو مجھے روشنی نظر نہ آئی۔ آپ نے فرمایا، تجھے معلوم ہے کہ یہ روشنیاں کیا تھیں؟ اس نے کہا نہیں، آپ نے فرمایا یہ فرشتے تھے جو تیری قراءت سننے کے لیے آئے تھے۔ اگر تو قرأت جاری رکھتا تو صبح ہونے پر لوگ انہیں دیکھ لیتے فرشتے ان سے اوجھل نہ ہوتے۔ (بخاری ومسلم) یہ الفاظ بخاری کے ہیں۔

عَنِ الْبَرَاءِ ﷺ قَالَ كَانَ رَجُلٌ يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْكَهْفِ وَاِلٰى جَانِبِهٖ حِصَانٌ مَرْبُوْطٌ بِشَطَنَيْنِ فَتَغَشَّتْهُ سَحَابَةٌ فَجَعَلَتْ تَدْنُوْ وَتَدْنُوْ وَجَعَلَ فَرَسُهٗ يَنْفِرُ فَلَمَّا اَصْبَحَ اَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ تِلْكَ السَّكِيْنَةُ تَنَزَّلَتْ بِالْقُرْاٰنِ. (متفق علیه) 897-9

حضرت براء بن عازب ﷺ بیان کرتے ہیں ایک شخص سورۂ کہف کی تلاوت کر رہا تھا۔ اس کے قریب ایک گھوڑا دو رسّوں سے بندھا ہوا تھا اچانک اس شخص پر بادل سایہ فگن ہو گیا۔ بادل قریب سے قریب تر ہوتا جا رہا تھا اور گھوڑا بدکنے لگا۔ صبح وہ شخص نبی گرامی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ واقعہ سنایا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا سکینت تھی جو قرآن پاک کی تلاوت کی وجہ سے نازل ہوئی۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُعَلّٰى ﷺ قَالَ كُنْتُ اُصَلِّيْ فِي الْمَسْجِدِ فَدَعَانِيَ النَّبِيُّ ﷺ فَلَمْ اُجِبْهُ ثُمَّ اَتَيْتُهٗ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ كُنْتُ اُصَلِّيْ قَالَ اَلَمْ يَقُلِ اللّٰهُ اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ" (پ ۹. رکوع ۱۷) ثُمَّ قَالَ اَلَا اُعَلِّمُكَ اَعْظَمَ سُوْرَةٍ فِي الْقُرْاٰنِ قَبْلَ اَنْ تَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَاَخَذَ بِيَدِيْ فَلَمَّا اَرَدْنَا اَنْ نَخْرُجَ قُلْتُ يَا

حضرت ابوسعید بن معلّٰی ﷺ بیان کرتے ہیں میں مسجد نبوی ﷺ میں نماز ادا کر رہا تھا مجھے نبی گرامی ﷺ نے بلایا۔ میں آپ کے بلانے پر نہ گیا۔ سلام پھیرنے کے بعد میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! میں نماز ادا کر رہا تھا۔ آپ نے فرمایا کیا تو نے اللہ کا فرمان نہیں سنا؟ اللہ اور اس کا رسول جب تمہیں بلائیں تو حاضر ہوا کرو۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کیا مسجد سے نکلنے

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنَّکَ قُلْتَ لَاُعَلِّمَنَّکَ اَعْظَمَ سُوْرَةٍ مِنَ الْقُرْاٰنِ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ هِیَ السَّبْعُ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْاٰنُ الْعَظِیْمُ الَّذِیْ اُوْتِیْتُهُ. (بخاری)10-898

سے پہلے تجھے قرآن پاک کی عظمت والی سورت کے بارے نہ بتلاؤں؟ آپ نے میرا ہاتھ پکڑا جب ہم باہر نکلنے لگے تو میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ نے فرمایا تھا میں تجھے قرآن پاک کی سب سے عظیم سورت سے آگاہ کروں گا۔ فرمایا وہ سورت الحمدللہ رب العلمین ہے اس سورت کی سات آیات ہیں جن کی بار بار تلاوت ہوتی ہے اور اس کے ساتھ قرآن عظیم ہے جو مجھے عطا ہوا ہے۔ (بخاری)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَجْعَلُوْا بُیُوْتَکُمْ مَّقَابِرَ اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَنْفِرُ مِنَ الْبَیْتِ الَّذِیْ یُقْرَاُ فِیْهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ. (مسلم)899-11

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ۔ یاد رکھو شیطان اس گھر سے بھاگ جاتا ہے جس میں سورۂ بقرۃ کی تلاوت کی جاتی ہے۔ (مسلم)

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ اقْرَءُ وا الْقُرْآنَ فَاِنَّهُ یَاْتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ شَفِیْعًا لِّاَ صْحَابِهٖ اقْرَءُ وا الزَّهْرَاوَیْنِ الْبَقَرَةَ وَسُوْرَةَ اٰلِ عِمْرَانَ فَاِنَّهُمَا تَاْتِیَانِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ کَاَنَّهُمَا غَمَامَتَانِ اَوْ غَیَابَتَانِ اَوْ فِرْقَانِ مِنْ طَیْرٍ صَوَآفَّ تُحَآجَّانِ عَنْ اَصْحَابِهِمَا اقْرَأُوْا سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ فَاِنَّ اَخْذَهَا بَرَکَةٌ وَّتَرْکَهَا حَسْرَةٌ وَلَا یَسْتَطِیْعُهَا الْبَطَلَةُ. (مسلم)900-12

حضرت ابوامامہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسولِ اکرم ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا قرآن مجید کی تلاوت کیا کرو اس لیے کہ قرآن پاک قیامت کے دن ان لوگوں کی سفارش کرے گا جو اس کی تلاوت کرتے ہوں گے۔ دو روشن سورتوں یعنی سورۃ البقرۃ اور آل عمران کی تلاوت کیا کرو۔ یہ دونوں سورتیں قیامت کے دن گھنے یا ہلکے بادلوں یا پرندوں کے جھنڈ کی شکل میں ہوں گی۔ جنہوں نے اپنے پروں کو پھیلایا ہوا ہوگا۔ یہ اپنے پڑھنے والوں کی طرف سے جھگڑا کریں گی۔ سورۃ بقرۃ کی تلاوت کیا کرو اس لیے کہ سورت بقرۃ کی تلاوت کی بدولت برکت ہوتی ہے اور اس کی تلاوت نہ کرنا باعث افسوس ہے جہاں ان کی تلاوت کی جائے وہاں شیطان اور جادوگر اپنا زور چلانے کی طاقت نہیں رکھتے۔ (مسلم)

عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ یُؤْتٰی بِالْقُرْآنِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَاَهْلِهِ الَّذِیْنَ کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ بِهٖ تَقْدَمُهُ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ وَاٰلُ عِمْرَانَ کَاَنَّهُمَا غَمَامَتَانِ اَوْ ظُلَّتَانِ سَوْدَاوَانِ بَیْنَهُمَا شَرْقٌ اَوْ کَاَنَّهُمَا فِرْقَانِ مِنْ طَیْرٍ صَوَآفَّ تُحَآجَّانِ عَنْ

حضرت نواس بن سمعان ﷺ بیان کرتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا قیامت کے دن قرآن پاک اور اس کے پڑھنے والوں اور اس پر عمل پیرا ہونے والوں کو لایا جائے گا۔ ان کے آگے سورۃ البقرۃ اور آل عمران ہوں گی گویا کہ دو بادل ہیں یا دو سیاہ بادل ہیں ان کے

صَاحِبِهِمَا. (مسلم) 13-901

درمیان روشنی ہے یا جیسے کہ وہ پرندوں کی دو قطاریں ہیں جنہوں نے پر پھیلائے ہوئے ہوں وہ اپنے تلاوت کرنے والوں کی جانب سے جھگڑا کریں گی۔ (مسلم)

عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَا اَبَا الْمُنْذِرِ اَتَدْرِيْ اَيُّ اٰيَةٍ مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى مَعَكَ اَعْظَمُ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ يَا اَبَا الْمُنْذِرِ اَتَدْرِيْ اَيُّ اٰيَةٍ مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ مَعَكَ اَعْظَمُ قُلْتُ "اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ" قَالَ فَضَرَبَ فِيْ صَدْرِيْ وَقَالَ لِيَهْنِكَ الْعِلْمُ يَا اَبَا الْمُنْذِرِ. (مسلم) 14-902

حضرت ابی بن کعب ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول گرامی ﷺ نے فرمایا اے ابوالمنذر! تجھے معلوم ہے اللہ کی کتاب میں سے کون سی آیت تیرے پاس زیادہ عظمت والی ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول ہی زیادہ جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے پھر پوچھا اے ابوالمنذر! اللہ کی کتاب سے کون سی آیت تیرے ہاں زیادہ شان والی ہے؟ میں نے عرض کیا اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ (یعنی آیت الکرسی) ''اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں وہ ذات زندہ و قائم رہنے والی ہے''۔ ابی بن کعب کہتے ہیں آپ ﷺ نے میرے سینے پر تھپکی دیتے ہوئے فرمایا اے ابوالمنذر تجھے علم مبارک ہو۔ (مسلم)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ وَكَّلَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِحِفْظِ زَكٰوةِ رَمَضَانَ فَاَتَانِيْ اٰتٍ فَجَعَلَ يَحْثُوْا مِنَ الطَّعَامِ فَاَخَذْتُهٗ وَقُلْتُ لَاَرْفَعَنَّكَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنِّيْ مُحْتَاجٌ وَّعَلَيَّ عِيَالٌ وَلِيْ حَاجَةٌ شَدِيْدَةٌ قَالَ فَخَلَّيْتُ عَنْهُ فَاَصْبَحْتُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ ﷺ مَا فَعَلَ اَسِيْرُكَ الْبَارِحَةَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ شَكَا حَاجَةً شَدِيْدَةً وَعِيَالًا فَرَحِمْتُهٗ فَخَلَّيْتُ سَبِيْلَهٗ قَالَ اَمَا اِنَّهٗ قَدْ كَذَبَكَ وَسَيَعُوْدُ فَعَرَفْتُ اَنَّهٗ سَيَعُوْدُ لِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِنَّهٗ سَيَعُوْدُ فَرَصَدْتُّهٗ فَجَآءَ يَحْثُوْ مِنَ الطَّعَامِ فَاَخَذْتُهٗ فَقُلْتُ لَاَرْفَعَنَّكَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ دَعْنِيْ فَاِنِّيْ مُحْتَاجٌ وَعَلَيَّ عِيَالٌ لَا اَعُوْدُ فَرَحِمْتُهٗ فَخَلَّيْتُ سَبِيْلَهٗ فَاَصْبَحْتُ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ مَا فَعَلَ اَسِيْرُكَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ شَكَا

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے صدقہ فطر کی حفاظت پر مقرر کیا۔ میرے پاس ایک شخص آیا جو دونوں ہاتھوں سے کھجوریں اٹھانے لگ گیا۔ میں نے اسے پکڑتے ہوئے کہا کہ میں تجھے رسول اللہ ﷺ کے ہاں پیش کروں گا۔ اس نے منت سماجت کرتے ہوئے کہا میں حاجت مند ہوں اور مجھ پر اہل و عیال کے اخراجات کی ذمہ داری ہے اور میں شدید ضرورت مند ہوں۔ ابو ہریرہ ﷺ کہتے ہیں میں نے اسے چھوڑ دیا صبح ہوئی تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اے ابو ہریرہ! گزشتہ رات تیرے قیدی نے کیا کیا؟ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! اس نے حاجت مند ہونے اور کثرت عیال کا بڑی دردمندی کے ساتھ ذکر کیا، میں نے اس پر ترس کھا کر چھوڑ دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس نے تجھ سے جھوٹ بولا ہے اور وہ عنقریب پھر آئے گا۔ ابو ہریرہ ﷺ کہتے ہیں مجھے یقین ہو گیا کہ وہ یقیناً آئے گا

حَاجَةٌ شَدِيْدَةٌ وَّعِيَالًا فَرَحِمْتُهُ فَخَلَّيْتُ سَبِيْلَهُ فَقَالَ اَمَا اِنَّهُ قَدْ كَذَبَكَ وَسَيَعُوْدُ فَرَصَدْتُهُ فَجَاءَ يَحْثُوْ مِنَ الطَّعَامِ فَاَخَذْتُهُ فَقُلْتُ لَاَرْفَعَنَّكَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَ هٰذَا اٰخِرُ ثَلٰثِ مَرَّاتٍ اَنَّكَ تَزْعَمُ لَا تَعُوْدُ ثُمَّ تَعُوْدُ قَالَ دَعْنِي اُعَلِّمْكَ كَلِمَاتٍ يَنْفَعُكَ اللّٰهُ بِهَا اِذَا اَوَيْتَ اِلٰى فِرَاشِكَ فَاقْرَأْ اٰيَةَ الْكُرْسِيِّ "اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ" (پ ٣. ركوع ٢) حَتّٰى تَخْتِمَ الْاٰيَةَ فَاِنَّكَ لَنْ يَّزَالَ عَلَيْكَ مِنَ اللّٰهِ حَافِظٌ وَّلَا يَقْرَبُكَ شَيْطٰنٌ حَتّٰى تُصْبِحَ فَخَلَّيْتُ سَبِيْلَهُ فَاَصْبَحْتُ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا فَعَلَ اَسِيْرُكَ قُلْتُ زَعَمَ اَنَّهُ يُعَلِّمُنِيْ كَلِمٰتٍ يَنْفَعُنِيَ اللّٰهُ بِهَا قَالَ اَمَا اِنَّهُ صَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوْبٌ تَعْلَمُ مَنْ تُخَاطِبُ مُنْذُ ثَلٰثِ لَيَالٍ قُلْتُ لَا قَالَ ذَاكَ شَيْطٰنٌ. (بخاری) 15-903

کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ وہ عنقریب آئے گا۔ میں اس کی گھات میں بیٹھ گیا۔ وہ آیا اور کھجوروں کے ڈھیر سے دونوں ہاتھوں سے کھجوریں اٹھانے لگا۔ میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا کہ میں تجھے رسول معظم ﷺ کے سامنے پیش کروں گا۔ اس نے منتیں شروع کر دیں کہ اسے چھوڑ دیا جائے اس لیے کہ میں ضرورت مند اور بہت ہی غریب ہوں اس کے ساتھ مجھ پر اہل وعیال کا بوجھ ہے۔ اب میں دوبارہ نہیں آؤں گا۔ چنانچہ میں نے اس پر ترس کھا کر اسے چھوڑ دیا۔ صبح ہوئی تو رسول محترم ﷺ نے فرمایا۔ ابوہریرہ! تیرے قیدی کا کیا بنا؟ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول !اس نے اپنی ضرورت مندی اور اہل خانہ کی ذمہ داریوں کا پرسوز الفاظ میں ذکر کیا۔ میں نے اسے پھر چھوڑ دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس نے تیرے ساتھ جھوٹ بولا ہے اب پھر ضرور آئے گا۔ چنانچہ میں اس کی گھات میں بیٹھ گیا وہ آیا اور کھجوروں کے ڈھیر سے دونوں ہاتھوں کے ساتھ اٹھانے لگا۔ میں نے اسے قابو کر لیا اور اسے کہا اب کی بار تجھے ہر صورت رسول معظم ﷺ کی خدمت میں پیش کروں گا۔ یہ تیسری اور آخری بار ہے۔ تو کہتا رہا کہ میں نہیں آؤں گا لیکن تو پھر آجاتا ہے۔ اس نے کہا مجھے چھوڑ دیجئے میں تجھے ایسے کلمات بتاتا ہوں جن سے تجھے اللہ تعالیٰ بہت فائدہ دیں گے۔ جب تو اپنے بستر پر لیٹے تو آیت الکرسی پڑھ لیا کرو اس کی برکت سے ہمیشہ تجھ پر اللہ کی جانب سے محافظ مقرر ہوگا اور صبح ہونے تک شیطان تیرے قریب نہیں آئے گا۔ اس وظیفہ کی وجہ سے میں نے اسے چھوڑ دیا۔ صبح ہوئی تو رسول کریم ﷺ نے مجھ سے پوچھا تیرے قیدی کا کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا اس نے مجھے کہا کہ وہ مجھے چند کلمات سکھلاتا ہے جن کے پڑھنے سے مجھے اللہ تعالیٰ فائدہ عطا کرے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس نے تجھے سچ بات بتائی ہے حالانکہ خود جھوٹا ہے۔ تجھے معلوم ہے کہ تین راتیں تیرے پاس کون آتا رہا۔ میں نے عرض کیا مجھے معلوم نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ شیطان تھا۔ (بخاری)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ بَيْنَمَا جِبْرَئِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَاعِدٌ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ سَمِعَ نَقِيْضًا مِنْ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت جبرائیل نبی کریم ﷺ کے پاس تشریف

فَوْقِهٖ فَرَفَعَ رَأْسَهٗ فَقَالَ هٰذَا بَابٌ مِّنَ السَّمَآءِ فُتِحَ الْيَوْمَ لَمْ يُفْتَحْ قَطُّ اِلَّا الْيَوْمَ فَنَزَلَ مِنْهُ مَلَكٌ فَقَالَ هٰذَا مَلَكٌ نَزَلَ اِلَى الْاَرْضِ لَمْ يَنْزِلْ قَطُّ اِلَّا الْيَوْمَ فَسَلَّمَ فَقَالَ اَبْشِرْ بِنُوْرَيْنِ اُوْتِيْتَهُمَا لَمْ يُؤْتَهُمَا نَبِيٌّ قَبْلَكَ فَاتِحَةُ الْكِتَابِ وَخَوَاتِيْمُ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ لَنْ تَقْرَأَ بِحَرْفٍ مِّنْهُمَا اِلَّا اُعْطِيْتَهٗ.(مسلم)904-16

فرماتے۔اچانک جبرائیل نے آسمان سے زوردارآواز سنی اوراپنا سر اٹھایا اور بتلایا یہ آواز آسمان کے اس دروازے کے کھلنے کی ہے جو اس سے پہلے نہیں کھلا۔آج ہی کھلا ہے اس دروازے سے جوفرشتہ نازل ہوا ہے جبرائیل نے بتایا یہ فرشتہ آج سے پہلے کبھی زمین پر نہیں اترا اور آج ہی آیا ہے۔فرشتے نے سلام کہتے ہوئے خوشخبری دی کہ آپ دونوروں کے عطا ہونے پر خوش ہو جائیں کیونکہ آپ سے پہلے کسی پیغمبر کو یہ نور عطا نہیں ہوئے۔یہ سورۃ فاتحہ اور بقرہ کی آخری آیات ہیں ان دونوں میں سے جس کی تلاوت کرتے ہوئے دعا کریں گے وہ آپ عطا کیا جائے گا۔(مسلم)

عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْاٰيَتَانِ مِنْ اٰخِرِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ مَنْ قَرَأَ بِهِمَا فِیْ لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ.(متفق علیه)905-17

حضرت ابومسعودانصاری ﷺ بیان کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے فرمایا جوشخص سورۃ بقرۃ کی آخری دوآیات کی رات کوتلاوت کرے گا تو ان کی تلاوت اسے ہرنقصان سے محفوظ رکھے گی۔(بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ حَفِظَ عَشْرَ اٰيَاتٍ مِنْ اَوَّلِ سُوْرَةِ الْكَهْفِ عُصِمَ مِنَ الدَّجَّالِ. (مسلم)906-18

حضرت ابودرداء ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا جس شخص نے سورۃ کہف کی شروع سے دس آیات حفظ کیں وہ دجال کے شر سے محفوظ رہے گا۔(مسلم)

عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَيَعْجِزُ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّقْرَأَ فِیْ لَيْلَةٍ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ قَالُوْا وَكَيْفَ يَقْرَأُ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ قَالَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ يَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ.(رواه مسلم وَرَوَاهُ الْبُخَارِیُّ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ ﷺ)907-19

حضرت ابودرداء ﷺ ہی بیان کرتے ہیں رسول کریم ﷺ نے فرمایا کیا تم میں سے کوئی شخص ایک رات میں تہائی قرآن پاک تلاوت کرسکتا ہے؟ صحابہ کرام ﷺ نے عرض کیا قرآن پاک کا تیسرا حصہ کیسے پڑھا جا سکتا ہے؟ آپ نے واضح فرمایا قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ کی تلاوت کرنا قرآن پاک کی ایک تہائی پڑھنے کے برابر ہے۔ (مسلم) امام بخاری نے اس روایت کو ابودرداء ﷺ کی بجائے حضرت ابوسعید خدری ﷺ سے بیان کیا ہے۔

عَنْ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ بَعَثَ رَجُلًا عَلٰى سَرِيَّةٍ وَكَانَ يَقْرَأُ لِاَصْحَابِهٖ فِیْ صَلَاتِهِمْ فَيَخْتِمُ بِقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ فَلَمَّا رَجَعُوْا ذَكَرُوْا ذٰلِكَ لِلنَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ سَلُوْهُ لِاَیِّ شَیْءٍ يَّصْنَعُ ذٰلِكَ فَسَاَلُوْهُ فَقَالَ لِاَنَّهَا صِفَةُ الرَّحْمٰنِ وَاَنَا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی معظم ﷺ نے ایک آدمی کو ایک چھوٹے سے لشکر پر امیر مقرر فرمایا وہ شخص امامت کرواتے ہوئے اپنی قرأت کو سورۃ اخلاص کے ساتھ ختم کرتا تھا۔جب لشکر کے لوگ واپس آئے تو انہوں نے اس کا تذکرہ نبی مکرم ﷺ سے

أُحِبُّ اَنْ اَقْرَاَهَا فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ اَخْبِرُوْهُ اَنَّ اللّٰهَ يُحِبُّهُ. (متفق عليه) 908-20

کیا۔آپ نے فرمایا اس سے پوچھو کہ وہ کیوں ایسا کرتا تھا؟ انہوں اس سے استفسار کیا تو اس نے جواب دیا اس سورت میں رحمٰن کی صفات کا ذکر ہے اس لیے میں اس کی تلاوت کو پسند کرتا ہوں۔آپ ﷺ نے فرمایا اسے بتایا جائے کہ اللہ بھی اسے پسند کرتا ہے۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْ اَنَسٍ ؓ قَالَ اِنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ أُحِبُّ هٰذِهِ السُّوْرَةَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ قَالَ اِنَّ حُبَّکَ اِيَّاهُ اَدْخَلَکَ الْجَنَّةَ (رواه البخاری معناه) 909-21

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ! میں اس سورۃ ''قل ھو اللہ احد'' سے بہت محبت رکھتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کی محبت تجھے جنّت میں لے جائے گی۔(بخاری)

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلَمْ تَرَ اٰيٰتٍ اُنْزِلَتِ اللَّيْلَةَ لَمْ يُرَ مِثْلُهُنَّ قَطُّ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ. (مسلم) 910-22

حضرت عقبہ بن عامر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا کیا آپ کو معلوم نہیں کہ آج رات جو آیات نازل ہوئی ہیں ان جیسی دوسری آیات نہیں۔وہ سورۃ الفلق اور سورۃ الناس ہیں۔(مسلم)

عَنْ عَآئِشَةَ رضی الله عنها اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ اِذَا اَوٰی اِلٰی فِرَاشِهٖ كُلَّ لَيْلَةٍ جَمَعَ كَفَّيْهِ ثُمَّ نَفَثَ فِيْهِمَا فَقَرَاَ فِيْهِمَا قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَّقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا مَا اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِهٖ يَبْدَأُ بِهِمَا عَلٰی رَأْسِهٖ وَوَجْهِهٖ وَمَا اَقْبَلَ مِنْ جَسَدِهٖ يَفْعَلُ ذٰلِکَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 911-23

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی کریم ﷺ رات کو اپنے بستر پر سونے کے لئے جاتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو ملاتے ہوئے سورۃ اخلاص، الفلق اور الناس تلاوت کر کے دونوں ہاتھوں میں پھونک کر جہاں تک ممکن ہوتا اپنے جسم پر پھیرتے۔آغاز سر، چہرے اور جسم کے سامنے والے حصے سے کرتے ہوئے تین بار اپنے آپ کو دم کرتے۔(بخاری ومسلم)

خلاصۂ باب

ا۔بہترین آدمی وہ ہے جو قرآن مجید پڑھے اور پڑھائے۔۲۔قرآن مجید اٹک اٹک کر پڑھنے والے کو دوہرا ثواب ہو گا۔۳۔قرآن پڑھنے والے اور صدقہ کرنے والے پر رشک کیا جا سکتا ہے۔۴۔قرآن مجید کے ذریعے مسلمان عزت پائیں گے اور اس کو چھوڑنے کی وجہ سے ذلّت سے دوچار ہوں گے۔۵۔قرآن مجید کے احکامات سے انحراف کرنے والا قیامت کو اندھا کر کے اٹھایا جائے گا۔۶۔جس گھر میں تلاوت قرآن اور عبادت نہ کی جائے وہ قبرستان کی مانند ہے۔۷۔آیت الکرسی پڑھنے والے کے مال کی حفاظت کے لیے اللہ کی طرف سے محافظ مقرر کر دیا جاتا ہے۔۸۔سورۂ اخلاص تین دفعہ پڑھنے سے پورے قرآن کی تلاوت کا ثواب ملتا ہے۔۹۔سورۂ بقرہ شریر جنات اور معوذات جادو ٹونے سے آدمی کی حفاظت کرتی ہیں۔

بَابُ آدَابِ التِّلَاوَةِ وَدُرُوسِ الْقُرْآنِ

تلاوتِ قرآن کے آداب اور اس کا پڑھنا

قرآن مجید ایک مقدس اور عظیم کتاب کی شکل میں ہمارے پاس اللہ کی طرف سے آخری پیغام اور رہنمائی کا سرچشمہ ہے جس طرح اس کے عملی تقاضے پورے کیے بغیر اسکے فیوض و برکات سے انسان مستفید نہیں ہوسکتا ایسے ہی اس کی تلاوت اور اسکو چھونے کے آداب ملحوظ رکھے بغیر پڑھنے والا روحانی ثمرات اور قلبی لذّات سے محظوظ نہیں ہوسکتا۔ اس کتاب عظیم کے تقاضوں میں پہلا اور اوّلین تقاضا یہ ہے کہ دل کی گہرائی اور دماغ کی یکسوئی اور جذبہء ایمانی کے ساتھ اسے نہ صرف بار بار پڑھا جائے بلکہ اس پر پوری صلاحیتوں کے ساتھ تدبر و تفکر کیا جائے جس سے نہ صرف فکری گرہیں کھلتی ہیں بلکہ دماغ روشن، دل منوّر اور عمل کی راہیں آسان اور ہموار ہو جاتی ہیں۔ یہ وہ اللہ تعالیٰ کی نعمت عظیمہ ہے جسکی اگر شعوری یا غیر شعوری طور پر ناقدری کی جائے تو یہ عظیم نعمت انسان سے از خود کنارہ کش ہونے کے لیے تیار رہتی ہے۔ جسکو رسول معظم ﷺ نے اپنے ابتدائی مخاطبین کی اکثریت کی ذہنی صلاحیتوں کا خیال رکھتے ہوئے ان الفاظ میں بیان فرمایا کہ قرآن مجید کی مثال تو اونٹ کی طرح ہے جو اس وقت تک ہی آدمی کے ساتھ منسلک رہتا ہے جب تک اس کی حفاظت کی جاتی رہے۔ اس لیے آپ لوگوں کو قرآن کی تلاوت کا حکم دیتے، اس کے ثواب سے آگاہ فرماتے اور اس کے روحانی اور عملی فوائد کی طرف توجہ دلایا کرتے تھے۔ یاد رہے کہ قرآن کا لغوی اور لفظی معنی یہ ہے کہ ایسی کتاب جس کو بار بار پڑھا جائے۔ اللہ تعالیٰ امّت مسلمہ کو قرآن مجید کی تلاوت اور اسکی رہنمائی سے ہمکنار فرمائے۔ آمین۔

الفصل الاول

عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَعَاهَدُوا الْقُرْآنَ فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَهُوَ اَشَدُّ تَفَصِّيًا مِّنَ الْاِبِلِ فِیْ عُقُلِهَا. (متفق عليه) 912-1

پہلی فصل

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا قرآن پاک کا خیال رکھو۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، رسّی کھل جانے سے اونٹ اتنا تیز نہیں بھاگتا جس قدر جلدی قرآن سینوں سے نکل جاتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِئْسَ مَا لِاَحَدِهِمْ اَنْ يَّقُوْلَ نَسِيْتُ اٰيَةَ كَيْتَ وَكَيْتَ بَلْ نُسِّیَ وَاسْتَذْكِرُوا الْقُرْآنَ فَاِنَّهٗ اَشَدُّ تَفَصِّيًا مِّنْ صُدُوْرِ الرِّجَالِ مِنَ النَّعَمِ. (متفق عليه وَزَادَ مُسْلِمٌ بِعُقُلِهَا) 913-2

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا یہ بات بہت ہی بُری ہے کہ کوئی آدمی یہ کہے کہ میں فلاں فلاں آیت بھول گیا ہوں۔ بلکہ وہ کہے کہ اسے فلاں آیت بھلا دی گئی ہے۔ قرآن مجید کا دور کیا کرو اس لئے کہ اونٹ اتنی تیزی کے ساتھ نہیں بھاگتا جس قدر تیزی سے

قرآن پاک سینوں سے نکل جاتا ہے۔(بخاری ومسلم) مسلم میں رسی کا لفظ زائد ہے۔

فہم الحدیث

یہ کہنا کہ قرآن مجید بھول گیا ہوں اس میں لاپرواہی اور گستاخی پائی جاتی ہے۔اس عظیم کتاب کے ادب کا تقاضا ہے کہ آدمی کہے کہ مجھے قرآن مجید بھلا دیا گیا ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ اِنَّمَا مَثَلُ صَاحِبِ الْقُرْآنِ كَمَثَلِ صَاحِبِ الْاِبِلِ الْمُعَقَّلَةِ اِنْ عَاهَدَ عَلَيْهَا اَمْسَكَهَا وَاِنْ اَطْلَقَهَا ذَهَبَتْ.(متفق عليه)3-914

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا قرآن مجید کے حافظ کی مثال اس شخص کی ہے جس نے اونٹ کو رسیوں سے باندھ رکھا ہے اگر وہ ان کی نگرانی کرے گا تو ان کو قابو رکھے گا اور اگر نگرانی چھوڑ دے گا تو وہ نکل کھڑا ہوگا۔(بخاری ومسلم)

عَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِقْرَؤُا الْقُرْآنَ مَا ائْتَلَفَتْ عَلَيْهِ قُلُوْبُكُمْ فَاِذَا اخْتَلَفْتُمْ فَقُوْمُوْا عَنْهُ.(متفق عليه)4-915

حضرت جندب بن عبداللہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس وقت تک قرآن پاک کی تلاوت کرو جب تک تمہارے دل اس کی تلاوت سے مانوس رہیں۔ جب تمہارے دل سیر ہوجائیں تو قرآن پاک کی تلاوت بند کرو۔(بخاری ومسلم)

عَنْ قَتَادَةَ ؓ قَالَ سُئِلَ اَنَسٌ ؓ كَيْفَ كَانَ قِرَاءَةُ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ كَانَتْ مَدًّا مَدًّا ثُمَّ قَرَأَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ يَمُدُّ بِبِسْمِ اللّٰهِ وَيَمُدُّ بِالرَّحْمٰنِ وَيَمُدُّ بِالرَّحِيْمِ. (بخاري)5-9156

حضرت قتادہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس ؓ سے دریافت کیا گیا کہ نبی مکرم ﷺ قرآن مجید کی تلاوت کس انداز سے کرتے تھے؟انہوں نے جواب دیا آپ الفاظ کو لمبا کرکے تلاوت فرماتے پھر انہوں نے عملاً قرآن تلاوت کر کے بتلایا۔بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ کو لمبا کیا "الرحمٰن" لمبا کیا اور "الرحیم" لمبا کیا۔(بخاری)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا اَذِنَ اللّٰهُ لِشَيْءٍ مَّا اَذِنَ لِنَبِيٍّ يَتَغَنّٰى بِالْقُرْآنِ.(متفق عليه)6-917

حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں رسول معظم ﷺ کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کی آواز اتنی توجہ سے نہیں سنتے جتنا نبی کی آواز کو سنتے ہیں جب وہ خوب صورت آواز کے ساتھ قرآن پاک کی تلاوت کرتا ہے۔(بخاری ومسلم)

عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا اَذِنَ اللّٰهُ

حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول

لِشَيْءٍ مَّا اَذِنَ لِنَبِيٍّ حَسَنِ الصَّوْتِ بِالْقُرْآنِ يَجْهَرُ بِهٖ. (متفق عليه) 918-7

ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کسی آواز پر اتنا دھیان نہیں فرماتا جس قدر ایک نبی کی آواز پر انہماک فرماتا ہے۔ جب وہ نبی خوب صورت اور بلند آواز کے ساتھ قرآن کی تلاوت کرتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ. (بخاری) 919-8

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا وہ شخص ہم میں سے نہیں جو خوب صورت آواز کے ساتھ قرآن پاک کی تلاوت نہیں کرتا۔ (بخاری)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ اقْرَأْ عَلَيَّ قُلْتُ اَقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ اُنْزِلَ قَالَ اِنِّيْ اُحِبُّ اَنْ اَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِيْ فَقَرَأْتُ سُوْرَةَ النِّسَآءِ حَتّٰى اَتَيْتُ اِلٰى هٰذِهِ الْاٰيَةِ "فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا" (پ ۵. رکوع ۳) قَالَ حَسْبُكَ الْاٰنَ فَالْتَفَتُّ اِلَيْهِ فَاِذَا عَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ. (متفق عليه) 920-9

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول مکرم ﷺ نے مجھے فرمایا جب کہ آپ منبر پر تشریف فرما تھے۔ اے عبداللہ! میرے سامنے قرآن مجید کی تلاوت کرو۔ میں نے عرض کیا میں آپ کو پڑھ کر سناؤں؟ جبکہ آپ پر قرآن نازل ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں پسند کرتا ہوں کہ کسی دوسرے سے قرآن مجید سنوں۔ پھر میں نے سورۂ نساء کی تلاوت شروع کردی۔ جب میں اس آیت پر پہنچا "اس وقت کیا حال ہوگا۔ جب ہم ہر امت سے گواہ لائیں گے اور تجھے ہم ان پر بطور گواہ لائیں گے۔" تو آپ ﷺ نے فرمایا اب بس کیجئے۔ جب میں نے آپ کی طرف نظر اٹھائی تو آپ کی آنکھوں سے زاروقطار آنسو بہہ رہے تھے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِاُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رضی اللہ عنہ اِنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِيْ اَنْ اَقْرَاَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ قَالَ اللّٰهُ سَمَّانِيْ لَكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ وَقَدْ ذُكِرْتُ عِنْدَ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ قَالَ نَعَمْ فَذَرَفَتْ عَيْنَاهُ وَفِيْ رِوَايَةٍ اِنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِيْ اَنْ اَقْرَاَ عَلَيْكَ لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا قَالَ وَسَمَّانِيْ قَالَ نَعَمْ فَبَكٰى. (متفق عليه) 921-10

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ میں قرآن مجید کی تلاوت تجھے سناؤں ابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اللہ نے آپ کو میرا نام لے کر فرمایا ہے؟ آپ ﷺ نے اثبات میں جواب دیا۔ حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے پھر حیران ہو کر پوچھا کیا رب العالمین کے ہاں میرا ذکر ہوا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا بالکل ذکر ہوا ہے۔ اس خوشی سے حضرت ابی رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور ایک روایت میں ہے اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں "لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا" کی تلاوت تجھے سناؤں۔ انہوں نے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے میرا نام لیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں تیرا نام لیا ہے۔ یہ سن کر حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ خوشی سے رو پڑے۔ (بخاری ومسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يُّسَافَرَ بِالْقُرْآنِ اِلٰى اَرْضِ الْعَدُوِّ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) وَفِیْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ لَا تُسَافِرُوْا بِالْقُرْآنِ فَاِنِّیْ لَا اٰمَنُ اَنْ يَّنَالَهُ الْعَدُوُّ.922-11

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے قرآنِ مجید لے کر دشمن کے علاقوں کی طرف سفر کرنے سے منع فرمایا۔(بخاری ومسلم)۔ مسلم کی روایت میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا قرآن کے ساتھ سفر نہ کرو۔ مجھے خدشہ ہے کہ کہیں یہ دشمن کے ہاتھ نہ لگ جائے۔

فہم الحدیث

دشمن کے علاقے میں قرآن مجید لے جانے سے اس لیے منع کیا کہ اس وقت توہین قرآن کا اندیشہ تھا۔ یا پھر قرآن پاک کی کتابت بہت کم ہوتی تھی۔ جس کی وجہ سے قرآن مجید کے نسخے بہت کم تھے۔

خلاصۂ باب

۱۔ قرآن مجید کی تلاوت کا اہتمام کرنا چاہیے ورنہ یہ نعمت چھن جاتی ہے۔

۲۔ طبیعت کے سیر ہونے تک تلاوت کرنی چاہیے۔

۳۔ تلاوت دل ربا لہجے میں کرتے ہوئے اس پر فکر وتدبر کرنا چاہیے۔

۴۔ دوسرے سے قرآن مجید کی تلاوت سننا نبی پاک ﷺ کا طریقہ ہے۔

۵۔ تلاوت دل سوزی سے سنی اور کرنی چاہیے۔

۶۔ جہاں قرآن مجید کی توہین ہونے کا خطرہ ہو وہاں قرآن مجید لے جانا منع ہے۔



بَابُ اخْتِلَافِ الْقِرَآءَ اتِ وَ جَمْعِ الْقُرْآنِ

اختلاف قرأت اور قرآن مجید کی تدوین

اہل علم اور اہل زبان جانتے ہیں کہ دنیا میں کسی قوم اور قبیلے کی زبان کے بنیادی قواعد' الفاظ اور محاورات تو ایک ہی ہوا کرتے ہیں لیکن مختلف قبائل اور افراد کے باہمی میل جول اور معاشرت کی وجہ سے الفاظ کی ادائیگی کے انداز اور لب و لہجے میں فطری طور پر فرق ہوا کرتا ہے۔ قرآن مجید کی تلاوت کے اختلاف کا بھی یہی معنیٰ ہے۔ اہل حجاز جس انداز اور لہجہ میں ایک جملہ استعمال کرتے ہیں۔ اہل یمن، مصر اور عراق کے لوگ وہی جملہ اور الفاظ اپنے لب و لہجے میں ادا کرتے ہیں۔ کسی ملک اور قوم کی زبان کا باہمی اختلاف اپنی جگہ پر مسلمہ امر ہے یہاں تک کہ کسی شہر اور اس کے مضافات میں رہنے والے دیہات کی گفتگو کا انداز بھی ایک نہیں ہوا کرتا۔ بے شک قرآن مجید قریش کی زبان میں نازل ہوا لیکن سرور گرامی ﷺ کی خواہش پر اللہ تعالیٰ نے قرآن کو سات لہجوں میں پڑھنے کی اجازت عنایت فرمائی۔ اس باب میں سات قرأ توں اور تلاوت کے باہمی فرق کی وضاحت فرماتے ہوئے انہیں جائز قرار دیا گیا۔ تاکہ قرآن حمید پڑھنے والے عربی اور غیر عربی مسلمانوں کو کسی دقت کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ تاکہ پورے انہاک کے ساتھ قرآن فہمی اور تلاوت کرتے رہیں۔

الفصل الاول

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ هِشَامَ ابْنَ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ رضی اللہ عنہ يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ عَلٰى غَيْرِ مَا اَقْرَأُهَا وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَقْرَأَنِيْهَا فَكِدْتُ اَنْ اَعْجَلَ عَلَيْهِ ثُمَّ اَمْهَلْتُهُ حَتّٰى انْصَرَفَ ثُمَّ لَبَّبْتُهُ بِرِدَآئِهٖ فَجِئْتُ بِهٖ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ سَمِعْتُ هٰذَا يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ عَلٰى غَيْرِ مَا اَقْرَأْتَنِيْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَرْسِلْهُ اقْرَأْ فَقَرَأَ الْقِرَآءَةَ الَّتِيْ سَمِعْتُهٗ يَقْرَأُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هٰكَذَا اُنْزِلَتْ ثُمَّ قَالَ لِيَ اقْرَأْ فَقَرَأْتُ فَقَالَ هٰكَذَا اُنْزِلَتْ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ اُنْزِلَ عَلٰى سَبْعَةِ اَحْرُفٍ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ. (متفق علیه و اللفظ لمسلم) 923-1

پہلی فصل

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے ہشام بن حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کو سنا وہ سورت فرقان کی تلاوت میرے طریقے کے بجائے دوسرے انداز سے کرتے تھے جبکہ رسول معظم ﷺ نے مجھے بذات خود اس سورۃ کی تلاوت سکھائی تھی۔ قریب تھا کہ میں ان سے الجھ پڑتا لیکن میں نے انہیں موقعہ دیا۔ جب وہ تلاوت سے فارغ ہو گئے تو میں اس کی چادر اس کے گلے میں ڈال کر انہیں کھینچتا ہوا رسول مکرم ﷺ کے پاس لے آیا۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول میں نے اس شخص کو سنا ہے وہ سورۂ فرقان کی تلاوت اس انداز سے نہیں کر رہا جس طریقہ سے آپ نے مجھے تلاوت کرنا سکھایا ہے۔ اس پر رسول اکرم ﷺ نے مجھے فرمایا اسے چھوڑ دو۔ پھر آپ نے اسے تلاوت کرنے کی ہدایت کی جس طرح میں نے اس سے سنی تھی اسی طرح اس نے قرأت

کی۔آپ نے فرمایا یہ سورت اسی طرح نازل ہوئی ہے۔پھر آپ نے مجھے حکم دیا اب تم تلاوت کرو میں نے تلاوت کی۔آپ ﷺ نے تلاوت سن کر فرمایا اس طرح بھی یہ سورت نازل ہوئی ہے بلاشبہ قرآن پاک سات قرأتوں میں نازل ہوا ہے۔تم جس طرح آسان سمجھو تلاوت کیا کرو۔(بخاری و مسلم) روایت کے الفاظ مسلم کے ہیں۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ رَجُلًا قَرَأَ وَسَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقْرَأُ خِلَافَهَا فَجِئْتُ بِهِ النَّبِیَّ ﷺ فَاَخْبَرْتُهُ فَعَرَفْتُ فِیْ وَجْهِهِ الْكَرَاهِيَةَ فَقَالَ كِلَاكُمَا مُحْسِنٌ فَلَا تَخْتَلِفُوْا فَاِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ اخْتَلَفُوْا فَهَلَكُوْا.
(بخاری) 2-924

حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ بیان کرتے ہیں۔میں نے ایک آدمی کو تلاوت کرتے ہوئے سنا جبکہ میں نے نبی مکرم ﷺ کو اس کی تلاوت کے برعکس تلاوت کرتے سنا تھا تو میں اسے لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جب میں نے آپ سے یہ عرض کی تو میں نے آپ کے چہرے پر ناراضگی کے اثرات دیکھے۔آپ ﷺ نے فرمایا تم دونوں کی تلاوت درست ہے۔اس طرح اختلافات نہ کیا کرو۔تم سے پہلے لوگ اس اختلاف کی وجہ سے برباد ہوئے۔(بخاری)

عَنْ اُبَیِّ بْنِ كَعْبٍ ﷺ قَالَ كُنْتُ فِی الْمَسْجِدِ فَدَخَلَ رَجُلٌ یُّصَلِّیْ فَقَرَاَ قِرَآءَةً اَنْكَرْتُهَا عَلَيْهِ ثُمَّ دَخَلَ اٰخَرُ فَقَرَاَ قِرَآءَةً سِوٰی قِرَآءَةِ صَاحِبِهٖ فَلَمَّا قَضَيْنَا الصَّلٰوةَ دَخَلْنَا جَمِيْعًا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ اِنَّ هٰذَا قَرَاَ قِرَآءَةً اَنْكَرْتُهَا عَلَيْهِ وَدَخَلَ اٰخَرُ فَقَرَاَ سِوٰی قِرَآءَةِ صَاحِبِهٖ فَاَمَرَهُمَا النَّبِیُّ ﷺ فَقَرَاَ فَحَسَّنَ شَاْنَهُمَا فَسُقِطَ فِیْ نَفْسِیْ مِنَ التَّكْذِيْبِ وَلَا اِذْ كُنْتُ فِی الْجَاهِلِيَّةِ فَلَمَّا رَاٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا قَدْ غَشِيَنِیْ ضَرَبَ فِیْ صَدْرِیْ فَفِضْتُ عَرَقًا وَكَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلَی اللّٰهِ فَرَقًا فَقَالَ لِیْ يَا اُبَیُّ اُرْسِلَ اِلَیَّ اَنِ اقْرَاِ الْقُرْاٰنَ عَلٰی حَرْفٍ فَرَدَدْتُّ اِلَيْهِ اَنْ هَوِّنْ عَلٰی اُمَّتِیْ فَرَدَّ اِلَیَّ الثَّانِيَةَ اقْرَاْهُ عَلٰی حَرْفَيْنِ فَرَدَدْتُّ اِلَيْهِ اَنْ هَوِّنْ عَلٰی اُمَّتِیْ فَرَدَّ اِلَیَّ

حضرت ابی بن کعب ﷺ بیان کرتے ہیں۔میں مسجد میں تھا ایک آدمی مسجد میں داخل ہو کر نماز ادا کرنے لگا۔اس نے قرأت کی میں اس کی تلاوت کو نہیں سمجھ سکا۔اس کے بعد ایک اور شخص مسجد میں آیا اس نے پہلے شخص کے طریقے کے خلاف تلاوت کی۔جب ہم نے نماز ادا کرلی تو ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچے۔میں نے عرض کیا اس شخص نے تلاوت کی جس کو میں صحیح نہیں سمجھتا پھر دوسرا شخص آیا اس نے پہلے کے طریقے کے خلاف تلاوت کی۔نبی مکرم ﷺ نے ان دونوں کو حکم دیا کہ وہ تلاوت کریں۔آپ نے دونوں کی تلاوت کو صحیح قرار دیا۔اس پر میرے دل میں آپ کی تکذیب کا ایسا خیال آیا کہ زمانہء کفر میں بھی ایسا خیال نہ آیا تھا۔جب رسول معظم ﷺ نے مجھے بُرے خیالات میں مبتلا پایا تو آپ ﷺ نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اس سے میں پسینے میں شرابور ہوگیا۔گویا کہ میں خوف کی حالت میں اللہ تعالیٰ کا مشاہدہ کررہا ہوں۔آپ نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا

الثَّالِثَةَ اُقْرَاْهُ عَلٰی سَبْعَةِ اَحْرُفٍ وَّلَکَ بِکُلِّ رَدَّةٍ رَدَدْتُکَھَا مَسْاَلَۃٌ تَسْاَلُنِیْھَا فَقُلْتُ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاُمَّتِیْ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاُمَّتِیْ وَاَخَّرْتُ الثَّالِثَةَ لِیَوْمٍ یَّرْغَبُ اِلَیَّ الْخَلْقُ کُلُّھُمْ حَتّٰی اِبْرَاھِیْمُ عَلَیْهِ السَّلَامُ.(مسلم)925-3

اے ابی مجھے وحی کی گئی ہے کہ میں ایک طریقے پر قرآن کی تلاوت کروں۔ میں نے کہا میری امت پر آسانی فرمائی جائے تو دوبارہ میری جانب وحی آئی۔ آپ دو قرأ توں میں تلاوت کریں۔ پھر میں نے عرض کیا اے اللہ میری امت پر مزید آسانی فرما۔ تو تیسری بار مجھے اجازت عنایت ہوئی کہ آپ سات طریقوں سے تلاوت کر سکتے ہیں۔ اور فرمایا گیا کہ آپ کے ہر جواب کے بدلے جو میں نے آپ کی جانب بھیجا اس پر آپ کی ایک ایک دعا قبول ہوگی۔ تو میں نے دعا کی اے اللہ میری امت کو بخش دے۔ اے اللہ! میری امت کو بخش دے اور تیسری دعا کو میں نے اس دن کے لئے رکھ لیا ہے جس دن تمام مخلوق میری طرف رجوع کرے گی یہاں تک حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی مجھ سے سفارش کروائیں گے۔ (مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْھُمَا قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَقْرَاَنِیْ جِبْرَئِیْلُ عَلٰی حَرْفٍ فَرَاجَعْتُهٗ فَلَمْ اَزَلْ اَسْتَزِیْدُهٗ وَیَزِیْدُنِیْ حَتّٰی انْتَھٰی اِلٰی سَبْعَةِ اَحْرُفٍ قَالَ ابْنُ شِھَابٍ بَلَغَنِیْ اَنَّ تِلْکَ السَّبْعَةَ الْاَحْرُفَ اِنَّمَا ھِیَ فِی الْاَمْرِ تَکُوْنُ وَاحِدًا لَّا تَخْتَلِفُ فِیْ حَلَالٍ وَّلَا حَرَامٍ.(متفق علیه)926-4

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جبرائیل علیہ السلام نے مجھے ایک قرأت میں تلاوت کرائی۔ میں ان سے اصرار کرتے ہوئے مزید قرأتوں کا مطالبہ کرتا رہا اور وہ مجھے مزید اجازت دیتے رہے۔ یہاں تک کہ سات قرأتوں کی اجازت مل گئی۔ ابن شہابؒ ذکر کرتے ہیں مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ ساتوں قرأتیں معنی کے لحاظ سے ایک ہیں قرأتوں کے اختلاف سے حلال اور حرام میں کچھ فرق نہیں۔ (بخاری و مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ عَلْقَمَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ کُنَّا بِحِمْصَ فَقَرَاَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ سُوْرَةَ یُوْسُفَ فَقَالَ رَجُلٌ مَّا ھٰکَذَا اُنْزِلَتْ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ وَاللّٰهِ لَقَرَاْتُھَا عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اَحْسَنْتَ فَبَیْنَا ھُوَ یُکَلِّمُهٗ اِذْ وَجَدَ مِنْهُ رِیْحَ الْخَمْرِ فَقَالَ اَتَشْرَبُ الْخَمْرَ وَتُکَذِّبُ بِالْکِتَابِ فَضَرَبَهُ الْحَدَّ.(متفق علیه)927-5

حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم حمص شہر میں تھے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے سورت یوسف کی تلاوت کی ایک شخص نے کہا یہ سورت اس طرح نازل نہیں ہوئی۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم! میں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے اس کی تلاوت کی تھی اس پر آپ نے فرمایا تھا کہ تو نے درست قرأت کی ہے۔ جب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ وہ شخص گفتگو کر رہا تھا تو انہیں اس کے منہ سے شراب کی بو آئی۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو شرابی ہو کر کتاب اللہ کی تکذیب کرتا ہے؟ اس پر شراب پینے کی حد نافذ کی گئی۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رضی اللہ عنہ قَالَ اَرْسَلَ اِلَيَّ اَبُوْبَكْرٍ مَّقْتَلَ اَهْلِ الْيَمَامَةِ فَاِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عِنْدَهُ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہ اِنَّ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اَتَانِيْ فَقَالَ اِنَّ الْقَتْلَ قَدِ اسْتَحَرَّ يَوْمَ الْيَمَامَةِ بِقُرَّآءِ الْقُرْآنِ وَاِنِّيْ اَخْشٰى اِنِ اسْتَحَرَّ الْقَتْلُ بِالْقُرَّآءِ بِالْمَوَاطِنِ فَيَذْهَبُ كَثِيْرٌ مِّنَ الْقُرْآنِ وَاِنِّيْ اَرٰى اَنْ تَاْمُرَ بِجَمْعِ الْقُرْآنِ قُلْتُ لِعُمَرَ كَيْفَ تَفْعَلُ شَيْئًا لَّمْ يَفْعَلْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ عُمَرُ هٰذَا وَاللّٰهِ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ عُمَرُ يُرَاجِعُنِيْ حَتّٰى شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرِيْ لِذَالِكَ وَرَاَيْتُ فِيْ ذَالِكَ الَّذِيْ رَاٰى عُمَرُ قَالَ زَيْدٌ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ اِنَّكَ رَجُلٌ شَابٌّ عَاقِلٌ لَّا نَتَّهِمُكَ وَقَدْ كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَتَتَبَّعِ الْقُرْآنَ فَاجْمَعْهُ فَوَاللّٰهِ لَوْ كَلَّفُوْنِيْ نَقْلَ جَبَلٍ مِّنَ الْجِبَالِ مَا كَانَ اَثْقَلَ عَلَيَّ مِمَّا اَمَرَنِيْ بِهٖ مِنْ جَمْعِ الْقُرْآنِ قَالَ قُلْتُ كَيْفَ تَفْعَلُوْنَ شَيْئًا لَّمْ يَفْعَلْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ هُوَ وَاللّٰهِ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ اَبُوْبَكْرٍ يُّرَاجِعُنِيْ حَتّٰى شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرِيْ لِلَّذِيْ شَرَحَ لَهٗ صَدْرَ اَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ فَتَتَبَّعْتُ الْقُرْآنَ اَجْمَعُهٗ مِنَ الْعُسُبِ وَاللِّخَافِ وَصُدُوْرِ الرِّجَالِ حَتّٰى وَجَدْتُّ اٰخِرَ سُوْرَةِ التَّوْبَةِ مَعَ اَبِيْ خُزَيْمَةَ الْاَنْصَارِيِّ لَمْ اَجِدْهَا مَعَ اَحَدٍ غَيْرِهٖ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ (پ ۱۱. رکوع ۵) حَتّٰى خَاتِمَةِ بَرَآءَةَ فَكَانَتِ الصُّحُفُ عِنْدَ اَبِيْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ ثُمَّ عِنْدَ عُمَرَ رضی اللہ عنہ حَيٰوتَهٗ ثُمَّ عِنْدَ حَفْصَةَ

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے میری طرف اہل یمامہ کے قتل ہونے کے موقع پر پیغام بھیجا۔تو وہاں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے ہاں جناب عمر رضی اللہ عنہ آئے انہوں نے کہا یمامہ کی جنگ میں کثرت کے ساتھ قرآن مجید کے حفاظ شہید ہوئے ہیں۔اگر غزوات میں اسی طرح لوگ شہید ہوتے رہے تو مجھے ڈر ہے کہ قرآن پاک کا اکثر وبیشتر حصہ ناپید ہوجائے گا۔ میری رائے یہ ہے آپ کاتبین وحی کو قرآن حکیم کے جمع کرنے کا حکم دیں۔ میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا آپ وہ کام کیسے کر سکتے ہیں جسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، اللہ کی قسم! قرآن مجید کو جمع کرنا بہترین کام ہے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس بات پر اصرار کرتے رہے۔حتیٰ کہ اس کام کے لئے اللہ نے میرا سینہ کھول دیا۔اور میری رائے حضرت عمر کے موافق ہوگئی۔حضرت زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ۔حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا تم جواں سال اور سمجھ دار ہو۔تمہاری دیانت پر بھی ہمیں کوئی شک نہیں مزید برآں تمہیں وحی لکھنے کا شرف حاصل ہے اس لیے قرآن مجید کی آیات کو تلاش کرو اور انہیں ایک مصحف میں جمع کردو۔حضرت زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اللہ کی قسم! اگر وہ مجھے کسی پہاڑ کو دوسرے پہاڑ کی جگہ اٹھا کر رکھ دینے کا حکم دیتے تو یہ کام اتنا دشوار نہ ہوتا جتنا مجھے قرآن مجید جمع کرنے کا کام مشکل معلوم ہوا۔حضرت زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے ان سے عرض کیا۔آپ وہ کام کیسے کر سکتے ہیں جس کام کو رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انجام نہیں دیا؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم! یہ کام نہایت ہی خیر کا ہے۔زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ابوبکر رضی اللہ عنہ مجھے یہ بات بار بار فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ

رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا بِنْتِ عُمَرَ. (بخاری) 928-6

نے مجھے انشراح صدر عطا فرمایا۔ جیسا کہ ابوبکر ﷛ اور عمر ﷛ کو انشراح صدر فرمایا تھا۔ میں نے قرآن مجید کھجور کی شاخوں، سفید پتھروں، اور حفاظ کے سینوں سے جمع کرنا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ سورت توبہ کا آخری حصہ مجھے ابوخزیمہ انصاری ﷛ سے دستیاب ہوا۔ ان کے علاوہ کسی کے ہاں میں نے ان آیات مبارکہ کو نہ پایا وہ آیات یہ تھیں۔ لقد جاء کم رسول من انفسکم (آخر سورت تک) تو یہ جمع شدہ مصحف ابوبکر صدیق ﷛ کے پاس رہا۔ یہاں تک کہ وہ فوت ہو گئے۔ ان کے بعد زندگی بھر حضرت عمر ﷛ کے پاس رہا ان کے بعد ام المؤمنین حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا کے پاس رہا۔ (بخاری)

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ ﷛ اَنَّ حُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ ﷛ قَدِمَ عَلٰى عُثْمَانَ وَكَانَ يُغَازِیْ اَهْلَ الشَّامِ وَفِیْ فَتْحِ اَرْمِيْنِيَّةَ وَاَذْرَبِيْجَانَ مَعَ اَهْلِ الْعِرَاقِ فَاَفْزَعَ حُذَيْفَةَ ﷛ اخْتِلَافُهُمْ فِی الْقِرَآءَةِ فَقَالَ حُذَيْفَةُ ﷛ لِعُثْمَانَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَدْرِکْ هٰذِهِ الْاُمَّةَ قَبْلَ اَنْ يَّخْتَلِفُوْا فِی الْكِتَابِ اخْتِلَافَ الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰی فَاَرْسَلَ عُثْمَانُ اِلٰی حَفْصَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنْ اَرْسِلِیْ اِلَيْنَا بِالصُّحُفِ نَنْسَخُهَا فِی الْمَصَاحِفِ ثُمَّ نَرُدُّهَا اِلَيْکِ فَاَرْسَلَتْ بِهَا حَفْصَةُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اِلٰی عُثْمَانَ فَاَمَرَ زَيْدَ ابْنَ ثَابِتٍ وَّعَبْدَاللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ وَسَعِيْدَ بْنَ الْعَاصِ وَعَبْدَاللّٰهِ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ فَنَسَخُوْهَا فِی الْمَصَاحِفِ وَقَالَ عُثْمَانُ لِلرَّهْطِ الْقُرَيْشِيِّيْنَ الثَّلٰثِ اِذَا اخْتَلَفْتُمْ اَنْتُمْ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فِیْ شَیْءٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ فَاكْتُبُوْهُ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ فَاِنَّمَا نَزَلَ بِلِسَانِهِمْ فَفَعَلُوْا حَتّٰی اِذَا نَسَخُوا الصُّحُفَ فِی الْمَصَاحِفِ رَدَّ عُثْمٰنُ ﷛ الصُّحُفَ اِلٰی حَفْصَةَ رَضِیَ

حضرت انس بن مالک ﷛ بیان کرتے ہیں حذیفہ بن یمان ﷛ حضرت عثمان ﷛ کے پاس مدینہ آئے حضرت عثمان ﷛ آرمینیہ، آذر بائیجان کو فتح کرنے کے لئے شامیوں اور عراقیوں کے خلاف تیاریاں کر رہے تھے۔ قرآن مجید کی قرأت میں عراقیوں اور شامیوں کے اختلاف نے حضرت حذیفہ ﷛ کو پریشان کر دیا۔ انہوں نے حضرت عثمان ﷛ سے عرض کیا اے امیر المؤمنین اس سے پہلے کہ امت کتاب اللہ کی قرأت میں اختلاف کرے جس طرح یہودی اور عیسائی اختلاف کرتے ہیں، آپ امت کی خبر لیں حضرت عثمان ﷛ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی طرف پیغام بھیجا۔ آپ ہمیں مصحف عطا فرمائیں تاکہ ہم اس کی نقلیں تیار کر سکیں ہم اسے آپ کو واپس کر دیں گے۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عثمان ﷛ کی طرف مصحف بھیجا۔ حضرت عثمان ﷛ نے زید بن ثابت، عبداللہ بن زبیر، سعید بن عاص اور عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام کو حکم دیا۔ انہوں نے نقلیں تیار کیں۔ حضرت عثمان نے تینوں قریشیوں سے فرمایا قرآن مجید کے کسی لفظ میں تمہارا اور زید بن ثابت کا اختلاف ہو تو اس لفظ کو قریش کی طرز تحریر پر لکھنا۔ اس لئے کہ قرآن مجید قریش کی زبان میں نازل ہوا ہے۔ انہوں نے

اللّٰهُ عَنهَا وَاَرْسَلَ اِلٰى كُلِّ اُفُقٍ بِمُصْحَفٍ مِّمَّا نَسَخُوْا وَاَمَرَ بِمَا سِوَاهُ مِنَ الْقُرْآنِ فِىْ كُلِّ صَحِيْفَةٍ اَوْ مُصْحَفٍ اَنْ يُّحْرَقَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَاَخْبَرَنِىْ خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّهُ سَمِعَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ ﷺ قَالَ فَقَدْتُ آيَةً مِّنَ الْاَحْزَابِ حِيْنَ نَسَخْنَا الْمُصْحَفَ قَدْ كُنْتُ اَسْمَعُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ بِهَا فَالْتَمَسْنَا هَا فَوَجَدْنَاهَا مَعَ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ نِ الْاَنْصَارِىِّ "مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ" (پ ۲۱. ركوع ۱۹) فَاَلْحَقْنَا هَا فِىْ سُوْرَتِهَا فِى الْمُصْحَفِ. (بخاری)929-7

حضرت عثمان ﷺ کے حکم کے مطابق تمام کام سرانجام دیا۔ جب انہوں نے متعدد نسخے تیار کر لئے تو عثمان نے اصل مصحف حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بھجوا دیا اور ملک کے ہر کونے میں ایک ایک نقل شدہ مصحف بھی بھجوایا۔ اس کے علاوہ دیگر مصاحف کے بارے میں حکم دیا کہ ان کو جلا دیا جائے۔ ابن شہاب نے بیان کیا مجھے خارجہ بن زید بن ثابت نے خبر دی۔ اس نے حضرت زید بن ثابت ﷺ سے سنا انہوں نے فرمایا جب ہم نے مصحف کو نقل کیا تو سورت احزاب کی ایک آیت ہمیں نہ مل سکی جبکہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے اسے سنا تھا۔ آپ ﷺ اس کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ چنانچہ ہم نے اس کو تلاش کیا تو ہم نے اس آیت کو خزیمہ بن ثابت ﷺ انصاری کے پاس پایا۔ (مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَاعَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ) تو ہم نے اس آیت کو اس مصحف کی سورت میں شامل کر دیا۔ (بخاری)

خلاصۂ باب

۱۔ قرآن مجید قریش کی زبان میں نازل ہوا ہے

۲۔ قرآن مجید کے بوسیدہ اوراق جلائے جا سکتے ہیں۔ تاہم ان پڑھ عوام کے سامنے ایسا کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے

۳۔ قرآن مجید کی تدوین خلیفۂ اوّل کے حکم پر حضرت زید بن ثابت ﷺ کا لازوال عظیم الشان کارنامہ ہے۔

۴۔ آپ ﷺ نے قرآن مجید کی موجودہ ترتیب وحی الٰہی کے مطابق فرمائی۔

۵۔ قرآن مجید کو مدنی، مکی اور یمنی لہجوں میں سے کسی لہجے میں تلاوت کرنا جائز ہے۔



كِتَابُ الدَّعَوَاتِ

دعاؤں کی اہمیّت وقبولیّت

دعا عبادات کا خلاصہ☆ انسانی حاجات اور جذبات کا مرقع ☆ بندے اور اس کے رب کے درمیان لطیف مگر مضبوط واسطہ ہے ☆ اس سے ضمیر کا بوجھ ہلکا اور پریشانیوں اور پشیمانیوں کا مداوا ہوتا ہے۔ اس لیے دعا پورے انہماک' توجہ اور پر خلوص انداز سے اصرار و تکرار کے ساتھ کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کی خوشی اور حکم یہ ہے کہ اس سے بلا واسطہ اور براہِ راست مانگا جائے۔ اللہ تعالیٰ سے نہ مانگنا بدترین تکبّر ہے۔ فوت شدگان کے واسطے، وسیلے' برکت اور حرمت کے ذریعے سے دعا کرنا شرک ہے۔

اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ "دعا عبادت کا مغز ہے"

اَلدُّعَاءُ سِلَاحُ الْمُؤْمِنِ "دعا مومن کا اسلحہ ہے"

نبی اکرم ﷺ نے دعا کو عبادات کا اصل اور مغز قرار دیا ہے اور مومن کو اپنی حفاظت کے لیے دعا ڈھال کے طور پر استعمال کرنے کی ترغیب دی ہے۔ یہی عبادت کی غرض و غایت اور اس کا مقصود ہے۔ چونکہ عبادت میں عاجزی' گناہوں کا اعتراف، اللہ تعالیٰ سے حاجات کی طلبی، مشکلات اور پریشانیوں سے بچنے کی درخواست' ہر قسم کے نقصانات اور مخالف کے شر سے محفوظ رہنے کی استدعا پھر اللہ تعالیٰ کی کبریائی کا اعتراف اور نبی اکرم ﷺ پر درود شامل ہوتا ہے۔ اس لیے دعا سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے دعا سے بندے کی بندگی کا اظہار ہوتا ہے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے گفتگو کا ایسا ملکہ عنایت فرمایا تھا کہ ہزاروں الفاظ پر مشتمل گفتگو کو آپ ایک ہی جملے میں بیان کرنے کی صلاحیت رکھتے تھے۔ اس لیے دو ہی جملوں میں عبادت و ریاضت کے تصور اور مقصد کو بیان فرمایا ہے، دعا عبادت کا اصل اور نقصانات سے بچنے کے لیے ڈھال ہے۔

دعا کی قبولیت کے انداز

۱۔ دعا کا اسی وقت قبول ہو جانا۔

۲۔ زندگی کے کسی حصے میں مستجاب ہونا۔

۳۔ مقصود حاصل نہ ہو سکے تو اس کے بدلے میں کسی ناگہانی مصیبت کا ٹل جانا۔

۴۔ دنیا میں قبول نہ ہو تو آخرت میں اس قدر عطا کیا جائے گا کہ بندہ پکار اٹھے گا کہ کاش میری کوئی دعا دنیا میں قبول نہ ہوئی ہوتی۔

تفصیل کے لیے میری کتاب انبیاء کا طریقہ دعا پڑھیں۔

الفصل الاول — پہلی فصل

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِکُلِّ نَبِیٍّ دَعْوَةٌ مُّسْتَجَابَةٌ فَتَعَجَّلَ کُلُّ نَبِیٍّ

حضرت ابو ہریرہ ﷺ رسول اکرم ﷺ سے بیان فرماتے ہیں، ہر نبی کی ایک دعا مستجاب ہوتی ہے۔ ہر نبی نے اپنی قبول ہونے

دَعْوَتَهُ وَاِنِّی اخْتَبَأْتُ دَعْوَتِیْ لِاُمَّتِیْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ فَهِیَ نَائِلَةٌ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مَنْ مَّاتَ مِنْ اُمَّتِیْ لَا یُشْرِکُ بِاللّٰهِ شَیْأً. (رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَلِلْبُخَارِیِّ اَقْصَرُ مِنْهُ) 930-1

والی دعا مانگنے میں پہل کی لیکن میں نے اپنی دعا کو اپنی امت کی شفاعت کے لیے قیامت کے دن کے لئے محفوظ رکھا ہوا ہے۔ چنانچہ میری شفاعت سے میری امت کا ہر وہ شخص مستفیض ہوگا جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا۔ (مسلم) جبکہ مسلم کی نسبت بخاری میں الفاظ کم ہیں۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَللّٰهُمَّ اِنِّی اتَّخَذْتُ عِنْدَکَ عَهْدًا لَّنْ تُخْلِفَنِیْهِ فَاِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ فَاَیُّ الْمُؤْمِنِیْنَ اٰذَیْتُهُ شَتَمْتُهُ لَعَنْتُهُ جَلَدْتُّهُ فَاجْعَلْهَا لَهُ صَلٰوةً وَّزَکٰوةً وَقُرْبَةً تُقَرِّبُهُ بِهَا اِلَیْکَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ. (متفق علیه) 931-2

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ دعا کرتے تھے۔ بارالہا! میرا تیرے ساتھ جو عہد ہے تجھ سے اس کی خلاف ورزی کی توقع نہیں ہو سکتی۔ جبکہ میں صرف انسان ہوں اگر کسی مومن کو تکلیف پہنچاؤں، برا بھلا کہوں، اس پر لعنت کروں یا ماروں تو اس تکلیف کو اس مومن کے لئے رحمت وتزکیہ اور قربت کا ذریعہ بنانا اور قیامت کے دن وہ تیرے قرب کا ذریعہ بن جائے۔ (بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

اس عہد سے مراد وہ عہد ہے جو کلمہ طیبہ کی صورت میں ایک مسلمان اپنے رب سے کرتا ہے۔ نبی تو اس عہد کا زیادہ احترام کرنے والا ہوتا ہے۔ اس کے بدلے ربّ کریم کا وعدہ ہے کہ معاف کرتا رہوں گا۔ نبی کریم ﷺ دعا کیا کرتے تھے کہ میرے رب اگر میں کسی پر ناراض ہو کر اسے سخت سست کہوں یا سزا دوں تو آپ اسے مزید سزا دینے کی بجائے میری لعنت کو بھی اس کے حق میں رحمت فرما دے۔ یہ انفرادی اور عملی غلطی کے بارے دعا ہے۔ کہ میری لعنت بھی اس کے لیے رحمت ثابت ہو۔ اگر کوئی شخص لعنتیوں والے کام کرے تو اس پر اللہ کی لعنت ضرور ہوگی۔ اس سے حلالہ کرنے' کروانے پر آپ ﷺ کی گئی لعنت رحمت میں تبدیل نہیں ہو سکتی جیسا کہ علامہ عینی نے اس کو بدلنے کی کوشش کی ہے۔

عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا دَعَا اَحَدُکُمْ فَلَا یَقُلِ اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ اِنْ شِئْتَ ارْحَمْنِیْ اِنْ شِئْتَ ارْزُقْنِیْ اِنْ شِئْتَ وَلْیَعْزِمْ مَسْئَلَتَهُ اِنَّهُ یَفْعَلُ مَا یَشَآءُ وَلَا مُکْرِهَ لَهُ. (بخاری) 932-3

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے نصیحت فرمائی کہ تم میں سے کوئی اللہ تعالیٰ سے اس طرح دعا نہ مانگے کہ اگر تو چاہے تو میری مغفرت فرما' تو چاہے تو مجھ پر رحم فرما، تو چاہے تو مجھے رزق عطا فرما دے۔ بلکہ پورے وثوق سے اللہ تعالیٰ سے طلب کرے کیونکہ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اللہ تعالیٰ کو کوئی بھی مجبور نہیں کر سکتا۔ (بخاری)

عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا دَعَا

حضرت ابو ہریرہ ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب تم میں سے کوئی دعا مانگے اس طرح دعا نہ مانگے

أَحَدُكُمْ فَلَا يَقُلِ اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ إِنْ شِئْتَ وَلٰكِنْ لِيَعْزِمْ وَلْيُعَظِّمِ الرَّغْبَةَ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَتَعَاظَمُهُ شَيْءٌ أَعْطَاهُ. (مسلم)933-4

کہ اگر تو چاہے تو مجھے معاف فرما دے بلکہ عزم بالجزم سے دعا مانگے اور عظیم ترین چیز مانگے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے لئے کسی بڑی سے بڑی چیز کا عطا کرنا مشکل نہیں ہے۔ (مسلم)

عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُسْتَجَابُ لِلْعَبْدِ مَا لَمْ يَدْعُ بِإِثْمٍ أَوْ قَطِيْعَةِ رَحِمٍ مَّا لَمْ يَسْتَعْجِلْ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَا الْإِسْتِعْجَالُ قَالَ يَقُوْلُ قَدْ دَعَوْتُ وَقَدْ دَعَوْتُ فَلَمْ أَرَ يُسْتَجَابُ لِيْ فَيَسْتَحْسِرُ عِنْدَ ذَالِكَ وَيَدَعُ الدُّعَاءَ. (مسلم)934-5

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے بیان فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ بندہ کی دعا اس وقت تک قبول ہوتی ہے جب تک وہ کسی گناہ یا قطع رحمی کی دعا نہیں مانگتا یا جلد بازی نہیں کرتا۔ آپ ﷺ سے پوچھا گیا جلد بازی سے کیا مراد ہے؟ فرمایا دعا کرنیوالا اس طرح کہے کہ میں نے بار بار دعا کی لیکن اس کی قبولیت نہیں ہوئی۔ اس وجہ سے اکتا کر دعا کرنا چھوڑ دے۔ (مسلم)

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ دَعْوَةُ الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ لِأَخِيْهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ مُسْتَجَابَةٌ عِنْدَ رَأْسِهِ مَلَكٌ مُّوَكَّلٌ كُلَّمَا دَعَا لِأَخِيْهِ بِخَيْرٍ قَالَ الْمَلَكُ الْمُوَكَّلُ بِهِ اٰمِيْنَ وَلَكَ بِمِثْلٍ. (مسلم)935-6

ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا ،ایک مسلمان کی دوسرے مسلمان کے حق میں دعا اس کی غیر موجودگی میں مقبول ہوتی ہے۔ دعا مانگنے والے کے ساتھ ایک فرشتہ مقرر ہوتا ہے۔ جب کبھی کوئی مسلمان اپنے بھائی کے لئے بھلائی کی دعا کرتا ہے تو وہ فرشتہ اس پر آمین کہتا ہے۔ ساتھ ہی یہ دعا کرتا ہے کہ تجھے بھی اس جیسا عطا ہو۔ (مسلم)

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَا تَدْعُوْا عَلٰى أَنْفُسِكُمْ وَلَا تَدْعُوْا عَلٰى أَوْلَادِكُمْ، وَلَا تَدْعُوْا عَلٰى أَمْوَالِكُمْ لَا تُوَافِقُوْا مِنَ اللّٰهِ سَاعَةً يُّسْأَلُ فِيْهَا عَطَاءً فَيَسْتَجِيْبَ لَكُمْ (رواه مسلم)936-7

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم اپنے لیے اپنی اولاد اور اپنے مال کے بارے میں بد دعا نہ کرو۔ ایسا نہ ہو کہ وہ گھڑی ایسی ہو جس میں مانگی گئی چیز عطا دی جائے اور وہ بد دعا تمہارے حق میں قبول ہو جائے۔ (مسلم)

خلاصہ باب

۱۔ آپ نے اپنی مخصوص دعا کو امت کے لیے آخرت میں بخشش کی خاطر محفوظ رکھا ہے۔ ۲۔ اللہ تعالیٰ سے دعا اعتماد اور یقین محکم سے مانگنی چاہیے۔ ۳۔ عدم قبولیت کی صورت میں دعا کا چھوڑنا کسی صورت بہتر نہیں۔ ۴۔ دوسرے مسلمان کی غیر حاضری میں دعا کرنا دونوں کے حق میں قبولیت یقینی ہے۔ ۵۔ دعا اللہ کی توحید کی ترجمان اور عبادات کا خلاصہ ہے۔ ۶۔ اللہ کے اسمائے گرامی اور اس کے فضل وکرم کو وسیلہ بنانا سنت ہے۔ ۷۔ مدفون بزرگوں کو وسیلہ بنانا شرک ہے۔ ۸۔ انبیائے کرام علیہم السلام بلاتوسل ہی دعا کیا کرتے تھے۔ ۹۔ وسیلے کے ذریعے خالق ومخلوق کے درمیان رکاوٹیں پیدا نہ کیجئے۔

بَابُ ذِكْرِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَالتَّقَرُّبِ اِلَيْهِ

اللہ کا ذکر اور اس کے حضور قرب چاہنا

مشکلات اور پریشانیوں سے نجات کے لیے دعا اور ذکر کے دوران اس نیت کا ہونا نہایت ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ مشکلات سے نجات کے ساتھ آخرت میں بھی اس کا بدلہ عطا فرمائے۔ انسان اپنی غلطیوں اور کوتاہیوں کا اعتراف' اللہ تعالیٰ کے تقدس کا اقرار' اپنی بے بسی اور عجز وانکساری کا اظہار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی کبریائی اور تمام اسباب کو اس کے اختیار میں سمجھتے ہوئے ایک فقیر کی طرح اس کے حضور التجا اور ذکر وفکر میں محو ہو جائے۔ ذکر کے دوران جس قدر اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ ہوگی اسی قدر ہی پریشانیوں اور فکر مندیوں سے نجات حاصل ہوگی۔ اکثر لوگ ذکر کے دوران بھی اپنی توجہ پریشانی اور مشکلات کی طرف رکھتے ہیں جس کی وجہ سے یادِ الٰہی کے باوجود ان کی طبیعت کو سکون اور وہ لذت حاصل نہیں ہوتی جو فکر کے بدلے سکون ہونا چاہئے اس لئے ذکر کامل توجہ اور کثرت کے ساتھ کرنے کا حکم ہے۔

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اذْكُرُو اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا وَّ سَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا (پ:۲۲ احزاب: ۴۱ تا ۴۲)

”اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کیا کرو اور صبح شام اس کی تسبیح کرتے رہو۔“

ذکر کی فضیلت وحیثیت سمجھنے کے لئے ایک واقعہ ہی ذہین اور سمجھ دار آدمی کے لئے کافی ہو سکتا ہے۔ حضرت یونس علیہ السلام قوم کو عرصہ دراز تک نصیحتیں فرماتے رہے۔ قوم سمجھنے کے بجائے گناہ اور جرائم میں آگے ہی بڑھتی چلی گئی تو حضرت یونس علیہ السلام نے بددعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔ اللہ تعالیٰ نے قوم کو تباہ و برباد کرنے کے لئے حضرت یونس علیہ السلام سے وعدہ فرمایا۔ لیکن ابھی تباہی کے وقت میں کچھ مدت باقی تھی کہ حضرت یونس علیہ السلام قوم کے طعنوں اور عذاب الٰہی کے بار بار مطالبے پر پریشان ہو کر اللہ تعالیٰ کی اجازت آنے سے پہلے ہجرت کر جاتے ہیں بحری سفر کے دوران ایک مچھلی کا لقمہ بنے مچھلی انہیں اپنے پیٹ میں لئے ہوئے پانی کی تہوں کے نیچے چلی گئی۔ جب حضرت یونس علیہ السلام کو اپنے سے سرزد ہونے والی غلطی کا احساس ہوا تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کو نہایت آہ وزاری کے ساتھ یاد کیا۔

اس واقعے کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے قرآن مجید نے ذکر کی اہمیت وحیثیت کو یوں بیان کیا ہے اگر وہ اللہ تعالیٰ کو یاد نہ کرتے تو قیامت تک مچھلی کے پیٹ میں رہتے۔ (پ:۲۳-الصافات ۱۴۳-۱۴۴)

الفصل الاول

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ ﷺ وَاَبِىْ سَعِيْدٍ ﷺ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَقْعُدُ قَوْمٌ يَّذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَنَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ وَذَكَرَ هُمُ اللّٰهُ فِيْمَنْ

پہلی فصل

حضرت ابوہریرہ ﷺ اور حضرت ابوسعید خدری ﷺ دونوں رسولِ معظم ﷺ سے بیان کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا، جب تک لوگ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہتے ہیں فرشتے ان کو گھیرے رکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی رحمت ان پر چھائی رہتی

عِنْدَهُ. (مسلم) 1-937

ہے اور سکون و اطمینان کا نزول ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر اپنے مقرب فرشتوں میں کرتا ہے۔ (مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَسِيْرُ فِیْ طَرِيْقِ مَكَّةَ فَمَرَّ عَلٰى جَبَلٍ يُقَالُ لَهٗ جُمْدَانُ فَقَالَ سِيْرُوْا هٰذَا جُمْدَانُ سَبَقَ الْمُفَرِّدُوْنَ قَالُوْا وَمَا الْمُفَرِّدُوْنَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الذَّاكِرُوْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذَّاكِرَاتُ. (مسلم) 2-938

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا مکہ کی طرف سفر کرتے ہوئے جب جمدان نامی پہاڑ سے گزر ہوا تو آپ نے فرمایا، چلتے رہیے یہ جمدان ہے۔ کنارہ کش رہنے والے سبقت لے گئے۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ! کنارہ کش رہنے والوں سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا، کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے مرد اور خواتین۔ (مسلم)

فہم الحدیث

کنارہ کش رہنے والوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو لوگوں میں بیٹھ کر بے مقصد باتیں کرنے کے بجائے تنہا بیٹھ کر یا سفر کے دوران ذکر وفکر کرتے ہیں لہذا وہ باتیں کرنے والوں سے نیکوں میں سبقت لے جائیں گے۔

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰى ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَثَلُ الَّذِیْ يَذْكُرُ رَبَّهٗ وَالَّذِیْ لَا يَذْكُرُ مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ. (متفق علیه) 3-939

حضرت ابو موسیٰ اشعری ﷺ رسول اللہ ﷺ کا فرمان بیان کرتے ہیں کہ اپنے پروردگار کا ذکر کرنے والے کی مثال زندہ اور نہ کرنے والے کی مثال مردہ شخص کی سی ہے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ وَاَنَا مَعَهٗ اِذَا ذَكَرَنِیْ فَاِنْ ذَكَرَنِیْ فِیْ نَفْسِهٖ ذَكَرْتُهٗ فِیْ نَفْسِیْ وَاِنْ ذَكَرَنِیْ فِیْ مَلَاٍ ذَكَرْتُهٗ فِیْ مَلَاٍ خَيْرٍ مِّنْهُمْ. (متفق علیه) 4-940

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ میں اپنے بندے کے ساتھ اپنے بارے میں اس کے ظن کے مطابق معاملہ کرتا ہوں۔ وہ جب میرا ذکر کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ اگر وہ میرا ذکر اپنے دل میں کرتا ہے تو میں اس کا ذکر خفیہ کرتا ہوں اور اگر وہ میرا ذکر کسی گروہ میں کرتا ہے تو میں اس کا ذکر اس سے بہتر گروہ میں کرتا ہوں۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا وَاَزِيْدُ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَجَزَآءُ سَيِّئَةٍ مِّثْلُهَا اَوْ اَغْفِرُ وَمَنْ تَقَرَّبَ مِنِّیْ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًا وَّمَنْ تَقَرَّبَ مِنِّیْ ذِرَاعًا

ابو ذر ﷺ سے روایت ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے جو ایک نیکی کرے گا اس کے لئے اس کا دس گنا ثواب ہے۔ جب کہ ایک برائی کا بدلہ اس برائی کے برابر ہوگا یا میں اسے معاف کردوں گا۔ جو ایک بالشت میرے قریب آئے گا میں ایک ہاتھ اس کے قریب ہوں گا، جو ایک ہاتھ

تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا وَّمَنْ اَتَانِیْ یَمْشِیْ اَتَیْتُهٗ هَرْوَلَةً وَّمَنْ لَقِیَنِیْ بِقِرَابِ الْاَرْضِ خَطِیْئَةً لَّا یُشْرِکُ بِیْ شَیْئًا لَّقِیْتُهٗ بِمِثْلِهَا مَغْفِرَةً (رواہ مسلم) 941-5

میرے قریب آئے گا میں اس کے دو ہاتھ قریب ہو جاؤں گا، جو میری طرف چل کر آئے گا میں اس کی طرف دوڑ کر آؤں گا اور جو بھری ہوئی زمین کے برابر گناہوں کے ساتھ (بخشش کے ساتھ) میری ملاقات کرے گا۔لیکن اس میں شرک نہ ہوتو میں اتنی ہی بخشش کے ساتھ اس سے ملاقات کرونگا۔(مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی قَالَ مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ اِلَیَّ عَبْدِیْ بِشَیْءٍ اَحَبَّ اِلَیَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَیْهِ وَمَا یَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اَحْبَبْتُهٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُهٗ فَکُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِهٖ وَیَدَهُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِهَا وَاِنْ سَاَلَنِیْ لَاُعْطِیَنَّهٗ وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِیْ لَاُعِیْذَنَّهٗ وَمَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَیْءٍ اَنَا فَاعِلُهٗ تَرَدُّدِیْ عَنْ نَفْسِ الْمُؤْمِنِ یَکْرَهُ الْمَوْتَ وَاَنَا اَکْرَهُ مَسَاءَ تَهٗ وَلَابُدَّلَهٗ مِنْهُ (رواہ البخاری) 942-6

حضرت ابو ہریرہ ﷺ رسول اکرم ﷺ سے حدیث قدسی بیان کرتے ہیں کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے، جس شخص نے میرے دوست کے ساتھ عداوت رکھی اس کے خلاف میرا علانِ جنگ ہے اور میرے کسی بندے کو میرا قرب حاصل نہیں ہوتا جو قرب فرائض کی ادائیگی سے حاصل ہوتا ہے۔ بندہ جوں جوں نفل پڑھتا ہے توں توں اسے میری صحبت اور قرب حاصل ہوتا ہے۔فرائض سے میرا تقرب حاصل نہیں ہوتا ہمیشہ اس کو میرا تقرب نوافل سے حاصل ہوتا ہے حتیٰ کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔ جب وہ میرا محبوب بن جاتا ہے تو میں اس کے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سنتے ہے اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔اگر وہ مجھ سے کسی چیز کا طالب ہوتا ہے تو اس کو عطا کرتا ہوں۔ پناہ طلب کرتا ہے تو اس کو میں پناہ دیتا ہوں اور مجھے کسی کام کے کرنے میں اتنا تامل نہیں ہوتا جتنا ایک مومن کی جان قبض کرنے میں ہوتا ہے کیونکہ وہ موت سے کراہت کرتا ہے اور میں اس کو پہنچنے والی تکلیف کو برا سمجھتا ہوں۔لیکن موت سے ہرگز چھٹکارا نہیں ہے۔(بخاری)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِکَةً یَّطُوْفُوْنَ فِی الطُّرُقِ یَلْتَمِسُوْنَ اَهْلَ الذِّکْرِ فَاِذَا وَجَدُوْا قَوْمًا یَّذْکُرُوْنَ اللّٰهَ تَنَادَوْا هَلُمُّوْا اِلٰی حَاجَتِکُمْ قَالَ فَیَحُفُّوْنَهُمْ بِاَجْنِحَتِهِمْ اِلَی السَّمَآءِ الدُّنْیَا قَالَ فَیَسْئَلُهُمْ

جناب ابو ہریرہ ﷺ روایت کرتے ہیں کہ نبی معظم ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ کچھ فرشتے ہیں جو راستوں میں اللہ کے ذاکرین کی تلاش میں پھرتے رہتے ہیں۔ جب وہ کچھ لوگوں کو اللہ عزوجل کے ذکر میں مشغول پاتے ہیں تو دوسرے فرشتوں کو اپنے مطلوب کی طرف بلاتے ہیں اور ان

رَبُّهُمْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِهِمْ مَّا يَقُوْلُ عِبَادِيْ قَالَ يَقُوْلُوْ نَ يُسَبِّحُوْنَكَ وَيُكَبِّرُوْنَكَ وَيَحْمَدُوْنَكَ وَيُمَجِّدُوْنَكَ قَالَ فَيَقُوْلُ هَلْ رَاَوْنِيْ قَالَ فَيَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰهِ مَا رَاَوْكَ قَا لَ فَيَقُوْلُ كَيْفَ لَوْ رَاَوْنِيْ قَالَ فَيَقُوْلُوْنَ لَوْ رَاَوْكَ كَانُوْا اَشَدَّ لَكَ عِبَادَةً وَّاَشَدَّ لَكَ تَمْجِيْدًا وَّاَكْثَرَ لَكَ تَسْبِيْحًا قَالَ فَيَقُوْلُ فَمَا يَسْئَلُوْنَ قَالُوْا يَسْئَلُوْنَكَ الْجَنَّةَ قَالَ يَقُوْلُ وَهَلْ رَاَوْهَا قَالَ فَيَقُوْلُوْنَ لاَ وَاللّٰهِ يَا رَبِّ مَا رَاَوْهَا قَالَ يَقُوْلُ فَكَيْفَ لَوْ رَاَوْهَا قَالَ يَقُوْلُوْنَ لَوْ اَنَّهُمْ رَاَوْهَا كَانُوْا اَشَدَّ عَلَيْهَا حِرْصًا وَّاَشَدَّ لَهَا طَلَبًا وَّاَعْظَمَ فِيْهَا رَغْبَةً قَالَ فَمِمَّ يَتَعَوَّ ذُوْنَ قَالَ يَقُوْلُوْ نَ مِنَ النَّارِ قَالَ يَقُوْلُ فَهَلْ رَاَوْهَا قَالَ يَقُوْلُوْنَ لاَ وَاللّٰهِ يَا رَبِّ مَا رَاَوْهَا قَالَ يَقُوْلُ فَكَيْفَ لَوْ رَاَوْهَا قَالَ يَقُوْلُوْنَ لَوْ رَاَوْهَا كَانُوْا اَشَدَّ مِنْهَا فِرَارًا وَّاَشَدَّ لَهَا مَخَافَةً قَالَ فَيَقُوْلُ فَاُشْهِدُكُمْ اَنِّيْ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ قَالَ يَقُوْلُ مَلَكٌ مِّنَ الْمَلٰئِكَةِ فِيْهِمْ فُلَانٌ لَّيْسَ مِنْهُمْ اِنَّمَا جَآءَ لِحَاجَةٍ قَالَ هُمُ الْجُلَسَآءُ لاَ يَشْقٰى جَلِيْسُهُمْ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَفِيْ رِوَايَةِ مُسْلِمٍ قَالَ اِنَّ لِلّٰهِ مَلٰئِكَةً سَيَّارَةً فُضُلًا يَّبْتَغُوْنَ مَجَالِسَ الذِّكْرِ فَاِذَا وَجَدُوْا مَجْلِسًا فِيْهِ ذِكْرٌ قَعَدُوْا مَعَهُمْ وَحَفَّ بَعْضُهُمْ بَعْضًا بِاَجْنِحَتِهِمْ حَتّٰى يَمْلَاُوْا مَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ السَّمَآءِ الدُّنْيَا فَاِذَا تَفَرَّقُوْا عَرَجُوْا وَصَعِدُوْا اِلَى السَّمَآءِ قَالَ فَيَسْاَلُهُمْ

کو اپنے پروں سے آسمان دنیا تک ڈھانپ لیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا، ان کا رب ان سے دریافت فرماتا ہے حالانکہ اس کو اچھی طرح علم ہے کہ میرے بندے کیا مانگ رہے تھے؟ آپ نے فرمایا۔ کہ وہ جواباً کہتے ہیں وہ تیری تسبیح وتکبیر، حمد خوانی اور عظمت کا اعتراف کرنے میں مشغول ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ دریافت کرتا ہے، کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا، وہ جواب دیتے ہیں۔ اللہ کی قسم! انہیں انہوں نے نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ دریافت کرتا ہے اگر مجھے دیکھ لیتے تو ان کی کیا کیفیت ہوتی؟ آپ نے فرمایا فرشتے عرض کرتے ہیں اگر انہوں نے تجھے دیکھا ہوتا تو وہ عبادت وتسبیح میں زیادہ شدّت اختیار کرتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا پھر اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے وہ کس چیز کا سوال کر رہے تھے؟ ملائکہ عرض کرتے ہیں وہ تجھ سے جنت مانگ رہے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ دریافت کرتا ہے انہوں نے اس کو دیکھا ہے؟ آپ نے فرمایا فرشتے جواب دیتے ہیں اے ہمارے پروردگار! انہوں نے اس کو نہیں دیکھا۔ اللہ عزوجل پوچھتے ہیں اگر انہوں نے جنت کو دیکھا ہوتا تو ان کا کیا حال ہوتا؟ وہ جواباً عرض کرتے ہیں اگر وہ جنت کو دیکھ لیتے تو اس کی بہت زیادہ حرص کرتے۔ اور انہیں شدید طلب اور مزید رغبت بڑھ جاتی۔ اللہ تعالیٰ دریافت کرتا ہے وہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا فرشتے عرض کرتے ہیں کہ دوزخ کی آگ سے پناہ مانگتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کیا انہوں نے اس کو دیکھا ہے؟ وہ جواب دیتے ہیں یا رب! انہیں اللہ کی قسم انہوں نے اس کو نہیں دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا، پھر اللہ تعالیٰ دریافت کرتا ہے کہ ان کی کیفیت کیا ہوتی اگر دوزخ کو دیکھا ہوتا؟ وہ جواب دیتے ہیں

اللّٰهُ وَهُوَ اَعْلَمُ بِحَالِهِمْ مِّنْ اَيْنَ جِئْتُمْ فَيَقُوْلُوْنَ جِئْنَا مِنْ عِنْدِ عِبَادِكَ فِي الْاَرْضِ يُسَبِّحُوْنَكَ وَيُكَبِّرُوْنَكَ وَيُهَلِّلُوْنَكَ وَيُمَجِّدُوْنَكَ وَيَحْمَدُوْنَكَ وَيَسْئَلُوْنَكَ قَالَ وَمَاذَا يَسْئَلُوْنِيْ قَالُوْا يَسْئَلُوْنَكَ جَنَّتَكَ قَالَ وَهَلْ رَاَوْا جَنَّتِيْ قَالُوْا لَا اَيْ رَبِّ قَالَ وَكَيْفَ لَوْ رَاَوْا جَنَّتِيْ قَالُوْا وَيَسْتَجِيْرُوْنَكَ قَالَ وَمِمَّا يَسْتَجِيْرُوْنِيْ قَالُوْا مِنْ نَّارِكَ قَالَ وَهَلْ رَاَوْا نَارِيْ قَالُوْا لَا قَالَ فَكَيْفَ لَوْ رَاَوْا نَارِيْ قَالُوْا يَسْتَغْفِرُوْنَكَ قَالَ فَيَقُوْلُ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ فَاَعْطَيْتُهُمْ مَّا سَاَلُوْا وَاَجَرْتُهُمْ مِمَّا اسْتَجَارُوْا قَالَ يَقُوْلُوْنَ رَبِّ فِيْهِمْ فُلَانٌ عَبْدٌ خَطَّاءٌ اِنَّمَا مَرَّ فَجَلَسَ مَعَهُمْ قَالَ فَيَقُوْلُ وَلَهٗ غَفَرْتُ هُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْقٰى بِهِمْ جَلِيْسُهُمْ. 7-943

اگر وہ دوزخ کو دیکھ لیتے تو پوری قوت کے ساتھ دور بھاگتے اور بہت زیادہ ڈرتے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے گواہ رہو کہ میں نے انہیں بخش دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا، ایک فرشتہ کہتا ہے کہ فلاں آدمی ذکر کرنے والوں میں شامل نہیں، وہ تو اپنے کسی کام کی غرض سے آیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کے ہم مجلس بھی محروم سعادت نہیں رہتے۔ (بخاری) مسلم کی روایت میں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے زمین میں پھرنے والے کچھ فرشتے مقرر کر رکھے ہیں جو مجالس ذکر کے متلاشی رہتے ہیں۔ جب کسی مجلس میں ذکر کو پا لیتے ہیں تو وہ ان کے ساتھ بیٹھ جاتے ہیں اور ان پر اپنے پروں سے سایہ فگن ہوتے ہیں حتیٰ کہ ان کے سروں سے لے کر آسمانِ دنیا تک ساری فضا ان سے معمور ہو جاتی ہے۔ جب ذکر کرنے والے اٹھ جاتے ہیں تو ملائکہ آسمان کی طرف چڑھ جاتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ ان سے دریافت کرتا ہے، حالانکہ وہ اچھی طرح جانتا ہے، تم کہاں سے آئے ہو؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ ہم زمین سے تیرے بندوں کے ہاں سے آئے ہیں۔ وہ تیری تسبیح وتکبیر، توحید، شان اور تعریف وتوصیف بیان کرنے میں مصروف تھے۔ اور آپ سے سوال کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ دریافت کرتا ہے وہ مجھ سے کس چیز کا سوال کر رہے تھے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں۔ آپ سے جنت مانگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کیا انہوں نے میری جنت کو دیکھا ہے؟ وہ جواب دیتے ہیں ہمارے پروردگار نہیں۔ اللہ تعالیٰ دریافت کرتا ہے اگر وہ میری جنت دیکھ لیتے تو ان کا کیا حال ہوتا! پھر ملائکہ کہتے ہیں وہ تجھ سے پناہ مانگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ دریافت کرتا ہے وہ مجھ سے کس چیز سے پناہ کے طالب ہیں۔ وہ عرض کرتے ہیں وہ تجھ سے تیری دوزخ کی آگ سے پناہ چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کیا انہوں نے دوزخ دیکھی ہے؟ فرشتے جواب دیتے ہیں نہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر انہوں نے میری آگ دیکھی ہوتی تو ان کا کیا حال ہوتا! وہ کہتے ہیں وہ آپ سے بخشش چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ بے شک میں نے ان کی مغفرت فرما دی، ان کا سوال پورا کر دیا، اور جس چیز سے انہوں نے پناہ مانگی اس چیز سے پناہ عطا کر دی۔ فرشتے کہتے ہیں ان میں فلاں شخص خطا کار ہے۔ وہ گزرتے ہوئے ان کے ساتھ بیٹھ گیا۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے اس کی بھی مغفرت کر دی۔ کیونکہ وہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کے ہم مجلس بھی محروم سعادت نہیں رہتے۔ (مسلم)

عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ الرُّبَيِّعِ الْاُسَيْدِیِّ قَالَ لَقِيَنِیْ اَبُوْ بَكْرٍ فَقَالَ كَيْفَ اَنْتَ يَا حَنْظَلَةُ قُلْتُ نَافَقَ حَنْظَلَةُ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ مَا تَقُوْلُ قُلْتُ نَكُوْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يُذَكِّرُنَا بِالنَّارِ وَالْجَنَّةِ كَاَنَّا رَاْیُ عَيْنٍ فَاِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَافَسْنَا الْاَزْوَاجَ وَالْاَوْلَادَ وَالضَّيْعَاتِ نَسِيْنَا كَثِيْرًا قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ فَوَاللّٰهِ اِنَّا لَنَلْقٰی مِثْلَ هٰذَا فَانْطَلَقْتُ اَنَا وَاَبُوْ بَكْرٍ حَتّٰی دَخَلْنَا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ نَافَقَ حَنْظَلَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَمَا ذَاكَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَكُوْنُ عِنْدَكَ تُذَكِّرُنَا بِالنَّارِ وَالْجَنَّةِ كَاَنَّا رَاْیُ عَيْنٍ فَاِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِكَ عَافَسْنَا الْاَزْوَاجَ وَالْاَوْلَادَ وَالضَّيْعَاتِ نَسِيْنَا كَثِيْرًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَوْ تَدُوْمُوْنَ عَلٰی مَا تَكُوْنُوْنَ عِنْدِیْ وَفِی الذِّكْرِ لَصَافَحَتْكُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ عَلٰی فُرُشِكُمْ وَفِیْ طُرُقِكُمْ وَلٰكِنْ يَا حَنْظَلَةُ سَاعَةً وَسَاعَةً ثَلٰثَ مَرَّاتٍ. (مسلم)944-8

حضرت حنظلہ بن ربیع اسیدی ؓ بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضرت ابوبکر ؓ ملے ۔ انہوں نے میرا حال پوچھا۔ میں نے بتایا کہ حنظلہ تو منافق ہوگیا ہے۔ انہوں نے تعجب سے کہا سبحان اللہ! کیا کہہ رہے ہو؟ میں نے کہا جب ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور ہمیں جنت اور دوزخ کے بارے میں بتایا جاتا ہے تو ہماری کیفیت ایسی ہوتی گویا کہ ہم کھلی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ لیکن جب آپ ﷺ کی مجلس سے نکل کر بیوی بچوں اور کاروبار میں مشغول ہو جاتے ہیں تو بہت سی باتیں بھول جاتے ہیں۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا اللہ کی قسم! ہماری بھی یہی حالت ہے چنانچہ ہم روانہ ہوئے اور رسول کریم کی خدمت میں پہنچے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! حنظلہ منافق ہو گیا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ! جب ہم آپؐ کے پاس ہوتے ہیں اور آپ ہمیں جنت اور دوزخ کے متعلق بتاتے ہیں تو ہمارا حال یہ ہوتا ہے گویا کہ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ لیکن جب آپ سے علیحدہ ہوکر بیوی بچوں اور کاروبار میں مصروف ہو جاتے ہیں تو اکثر باتیں بھول جاتے ہیں۔ چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، اگر تمہاری کیفیت ہمیشہ ایسی رہے جو وعظ و نصیحت کے وقت میرے پاس ہوتی ہے تو فرشتے تمہارے بستروں اور راستوں میں تم سے مصافحہ کریں۔ لیکن حنظلہ! ہر گھڑی مختلف ہوتی ہے یہ بات آپؐ نے تین مرتبہ دہرائی۔ (مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ ؓ قَالَ خَرَجَ مُعَاوِيَةُ ؓ عَلٰی حَلْقَةٍ فِی الْمَسْجِدِ فَقَالَ مَا اَجْلَسَكُمْ قَالُوْا جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللّٰهَ قَالَ آللّٰهِ مَا اَجْلَسَكُمْ اِلَّا ذَالِكَ قَالُوْا آللّٰهِ مَا اَجْلَسَنَا غَيْرُهٗ قَالَ اَمَا

حضرت ابوسعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت معاویہ ؓ مسجد میں لوگوں کے ایک حلقہ میں آئے اور دریافت کیا تم یہاں کیوں بیٹھے ہو؟ انہوں نے جواب دیا ہم یہاں اللہ کا ذکر کرنے کے لئے بیٹھے ہیں ۔ حضرت معاویہ

اِنِّیْ لَمْ اَسْتَحْلِفُکُمْ تُھْمَۃً لَّکُمْ وَمَا کَانَ اَحَدٌ بِمَنْزِلَتِیْ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ اَقَلَّ عَنْہُ حَدِیْثًا مِّنِّیْ وَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ خَرَجَ عَلٰی حَلْقَۃٍ مِّنْ اَصْحَابِہٖ فَقَالَ مَا اَجْلَسَکُمْ ھٰھُنَا قَالُوْا جَلَسْنَا نَذْکُرُ اللّٰہَ وَنَحْمَدُہٗ عَلٰی مَا ھَدَانَا لِلْاِسْلَامِ وَمَنَّ بِہٖ عَلَیْنَا قَالَ اٰللّٰہِ مَا اَجْلَسَکُمْ اِلَّا ذَالِکَ قَالُوْا اٰللّٰہِ مَا اَجْلَسَنَا اِلَّا ذَالِکَ قَالَ اَمَا اِنِّیْ لَمْ اَسْتَحْلِفْکُمْ تُھْمَۃً لَّکُمْ وَلٰکِنَّہٗ اَتَانِیْ جِبْرِیْلُ فَاَخْبَرَنِیْ اَنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ یُبَاھِیْ بِکُمُ الْمَلٰئِکَۃَ.(مسلم)945-9

ﷺ نے اللہ کی قسم دے کر پوچھا کیا تم صرف اسی لئے یہاں بیٹھے ہو؟ انہوں نے قسم کھا کر بتایا اس کے علاوہ اور کوئی مقصد نہیں۔ اس پر حضرت معاویہ ﷺ نے بتایا کہ میں نے غلط سمجھ کر تم سے قسم نہیں اٹھوائی۔ تم سب سے زیادہ رسول اکرم ﷺ کے قریب ہونے کے باوجود میں نے بہت کم حدیثیں بیان کی ہیں۔ توجہ فرماؤ کہ ایک دفعہ رسولِ اکرم ﷺ اپنے اصحاب کی مجلس میں تشریف لائے آپ ﷺ نے ان سے دریافت کیا تمہارے یہاں بیٹھنے کی کیا غرض ہے؟ انہوں نے جواب دیا ہم یہاں اللہ کا ذکر کرنے کے لئے بیٹھے ہیں اور اسلام کی طرف راہنمائی اور احسان پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کررہے ہیں۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا واللہ! کیا تمہاری مجلس کا مقصد اس کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ صحابہ نے قسماً عرض کیا ہمارے بیٹھنے کا مقصد اس کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں نے تمہیں غلط سمجھتے ہوئے قسم نہیں اٹھوائی بلکہ میرے پاس حضرت جبرائیل آئے اور خبر دی کہ اللہ عزوجل تمہارے ساتھ فرشتوں پر فخر کرتا ہے۔(مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَلشَّیْطٰنُ جَاثِمٌ عَلٰی قَلْبِ ابْنِ اٰدَمَ فَاِذَا ذَکَرَ اللّٰہَ خَنَسَ وَاِذَا غَفَلَ وَسْوَسَ.(بخاری)946-10

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنھما بیان کرتے ہیں۔ رسول کا ارشاد ہے، شیطان آدم کے بیٹے کے دل سے چمٹا رہتا ہے۔ جب وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو دور ہٹ جاتا جب وہ ذکر سے غافل ہو جاتا ہے تو شیطان واپس آ کر وسوسے ڈالنا شروع کر دیتا ہے۔(بخاری)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَقُوْلُ اَنَا مَعَ عَبْدِیْ اِذَا ذَکَرَنِیْ وَتَحَرَّکَتْ بِیْ شَفَتَاہُ.(بخاری)947-11

حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول محترم ﷺ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ میں اپنے بندے کے ساتھ ہوتا ہوں جب بندہ ذکر کرتا اور زبان کو میرے نام کے ساتھ حرکت دیتا ہے۔(بخاری)

خلاصۂ باب

اللہ تعالیٰ ذکر کرنے والے کے ساتھ ہوتا ہے۔ ذکر سے غافل شخص مردہ کے برابر ہے۔ اللہ تعالیٰ ذکر کرنے والے کا تذکرہ ملائکہ میں کرتے ہیں۔ ذکر کی مجالس کو ملائکہ اپنے پیروں میں ڈھانپ لیتے ہیں۔ ذاکرین پر اللہ تعالیٰ رحمت سایہ فگن ہوتی ہے۔ ذکر کرنے والوں کے گناہ معاف مشکلات سے نجات اور جہنم سے چھٹکارا ملتا ہے۔

كِتَابُ اَسْمَاءِ اللّٰهِ تَعَالٰى

اللہ تعالیٰ کے پاکیزہ اور بابرکت اسمائے گرامی

اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات اور اس کے اسمائے گرامی ہر لحاظ سے ہمہ جہت اور ہمہ گیر فضیلت و برکت کے منبع وسرچشمہ ہیں۔ اس کی ذات ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہنے والی ہے۔ اسی طرح اس کا فضل وکرم، برکت ورحمت اس کی صفات ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے جس بھی اسمِ مبارک کا وظیفہ کیا جائے وہی اس کی رحمت وفضل کے نزول کا باعث ہوتا ہے۔ نمازی کی ابتدا میں نمازی اسی بات کا اقرار کرتا ہے۔

وَ تَبَارَکَ اسْمُکَ

''اللہ تیرا نام ہر اعتبار سے بابرکت ہے۔''

اسمائے گرامی کے ورد کا دنیا وآخرت میں جامع اور دائمی فائدہ تو اس وقت ہوگا جب ذکر کرنے والا اس کی ذاتِ پاک اور اسکے اسم گرامی سے محبت اور اس کا شعور اور اس اسم مبارک کے مطابق عقیدہ رکھتا ہو۔ جو شخص صحیح عقیدے کے بغیر اللہ تعالیٰ کے ۹۹ ناموں میں سے کسی ایک کا وظیفہ کرتا ہے تو اس کی روح کو سکون اور دنیا میں فائدہ تو ضرور پہنچے گا لیکن اس کی زندگی میں نکھار اور آخرت میں سرفرازی حاصل نہیں ہوسکتی جب تک اللہ تعالیٰ کی ذات' صفات اور اسمائے پاک کے مطابق عقیدہ نہ بنا لے لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس کے بتلائے ہوئے اسماء کے ساتھ پکارنا چاہیے۔

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا وَذَرُوالَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِىْٓ اَسْمَآئِهٖ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ٥ (۹پ الاعراف ۱۸۰)

''اللہ کے بہترین نام ہیں اس کو اچھے ہی ناموں سے پکارو اور ان لوگوں کو چھوڑ دو جو اس کے نام رکھنے میں راستی سے منحرف ہوجاتے ہیں۔ جو کچھ وہ کرتے ہیں اس کا بدلہ وہ پاکر رہیں گے۔''

الفصل الاول

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ لِلّٰهِ تَعَالٰى تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ اِسْمًا مِائَةً اِلَّا وَاحِدَةً مَّنْ اَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَفِىْ رَوَايَةٍ وَّهُوَ وِتْرٌ يُّحِبُّ الْوِتْرَ. (متفق عليه) 948-1

پہلی فصل

حضرت ابوہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے ایک کم سو یعنی ننانوے نام ہیں۔ جس نے ان کو شمار کیا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ ایک روایت میں ہے اللہ کی ذات ایک ہے۔ وہ ایک عدد کو پسند کرتا ہے۔ (بخاری ومسلم)



بَابُ ثَوَابِ التَّسْبِيحِ وَالتَّحْمِيدِ وَالتَّهْلِيلِ وَالتَّكْبِيرِ

اللہ تعالیٰ کی تسبیح وحمد و کبریائی اور الوہیت کی فضیلت

اللہ تعالیٰ نے انسان کو روح اور جسم کے ساتھ تخلیق فرمایا ہے۔ جسم کے آرام وقیام کا تعلق زمین اور اس کی پیداوار کے ساتھ ہے اور روح کا رشتہ ملکوتی دنیا سے قائم کیا گیا ہے۔ جس طرح انسانی جسم کو طعام وقیام اور سکون وآرام کی ضرورت ہے اسی طرح روح کی خوراک اور اس کا آرام وسکون اس میں ہے کہ آدمی کا عقیدہ توحید پر ہو' کردار شریعت کے مطابق اور اس کے خیالات پاکیزہ ہوں۔ اس اہتمام وانتظام کے باوجود بھی روح اپنے آپ میں اضطراب' بے سکونی اور ایک طرح کی بھوک محسوس کرتی ہے۔ اس ضرورت کو پورا کرنے' اس کو توانا اور ہشاش بشاش رکھنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے ذکر جیسی نعمت سے سرفراز فرمایا اور اس کے لیے مختلف ذکر نازل فرمائے اور حکم دیا کہ اپنے رب کو کثرت کے ساتھ یاد کرو تاکہ تم دنیا وآخرت میں کامیاب رہو اور اپنے ذکر کو دلوں کا اطمینان قرار دیا۔ صرف ذکر ایسی عبادت ہے جس کے کرنے کے لئے بار بار کثرت کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔

الفصل الاول

پہلی فصل

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَفْضَلُ الْكَلَامِ اَرْبَعٌ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَفِيْ رِوَايَةٍ اَحَبُّ الْكَلَامِ اِلَى اللّٰهِ اَرْبَعٌ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ لَا يَضُرُّكَ بِاَيِّهِنَّ بَدَاْتَ. (مسلم) 1-949

حضرت سمرہ بن جندب ﷛ بیان کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے فرمایا بہترین کلمات چار ہیں۔ (۱) سبحان الله، (۲) الحمد لله' (۳) لا اله الاالله (۴) والله اكبر. ایک اور روایت میں ہے اللہ کے ہاں محبوب ترین کلام چار قسم کا ہے. (۱) سبحان الله، (۲) الحمد لله، (۳) لا اله الا الله (۴) والله اكبر ان میں سے جسے چاہے پہلے پڑھ تجھے کسی قسم کا نقصان نہیں ہوگا۔ (مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَاَنْ اَقُوْلَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ. (مسلم) 2-950

حضرت ابوہریرہ ﷛ ذکر کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا۔ سبحان الله 'الحمد لله 'لا اله الا الله والله اكبر کہنا میرے لیے ہر اس چیز سے محبوب ہے جس پر سورج طلوع ہوتا ہے۔ (مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ فِیْ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ حُطَّتْ خَطَايَاهُ وَاِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ. (متفق عليه) 3-951

حضرت ابوہریرہ ﷛ ہی بیان کرتے ہیں رسول مکرم ﷺ نے فرمایا جو صبح وشام سبحان اللہ وبحمدہ سو بار پڑھتا ہے اس کے سارے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ قَالَ حِيْنَ يُصْبِحُ وَحِيْنَ يُمْسِيْ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ مِائَةَ مَرَّةٍ لَمْ يَأْتِ اَحَدٌ يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ بِاَفْضَلَ مِمَّا جَآءَ بِهٖ اِلَّا اَحَدٌ قَالَ مِثْلَ مَا قَالَ اَوْ زَادَ عَلَيْهِ. (متفق علیه)952-4

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص صبح اور شام سو بار سبحان اللہ وبحمدہ کہتا ہے تو قیامت کے دن کوئی شخص اس سے افضل کلمات لے کر نہیں آئے گا۔ البتہ وہ شخص جس نے اس طرح کے کلمات یا اس سے زائد کلمات کہے ہوں۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَلِمَتَانِ خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيْلَتَانِ فِي الْمِيْزَانِ حَبِيْبَتَانِ اِلَى الرَّحْمٰنِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ. (متفق علیه)953-5

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دو کلمات ایسے ہیں جو زبان پر بہت ہی ہلکے ترازو میں بہت بھاری اور رحمان کو بہت ہی محبوب ہیں وہ "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ." ہیں (بخاری و مسلم)

عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اَيَعْجِزُ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّكْسِبَ كُلَّ يَوْمٍ اَلْفَ حَسَنَةٍ فَسَاَلَهٗ سَائِلٌ مِّنْ جُلَسَآئِهٖ كَيْفَ يَكْسِبُ اَحَدُنَا اَلْفَ حَسَنَةٍ قَالَ يُسَبِّحُ مِائَةَ تَسْبِيْحَةٍ فَيُكْتَبُ لَهٗ اَلْفُ حَسَنَةٍ اَوْ يُحَطُّ عَنْهُ اَلْفُ خَطِيْئَةٍ. (رواه مسلم)954-6

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول معظم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے۔ آپ نے فرمایا کیا تم اس سے عاجز ہو کہ روزانہ ایک ہزار نیکی کرو۔ آپ کی مجلس میں بیٹھنے والوں میں سے ایک شخص نے آپ سے عرض کیا کہ ہم ایک ہزار نیکیاں کیسے کر سکتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا سو بار سبحان اللہ کہنے سے ہزار نیکیاں حاصل ہوتی ہیں یا ہزار گناہ معاف ہوتے ہیں۔ (مسلم)

عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَيُّ الْكَلَامِ اَفْضَلُ قَالَ مَا اصْطَفَى اللّٰهُ لِمَلٰٓئِكَتِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ. (مسلم)955-7

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کون سا کلام افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا جس کو اللہ نے اپنے فرشتوں کیلئے منتخب کیا ہے اور وہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ ہے۔ (مسلم)

عَنْ جُوَيْرِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ مِنْ عِنْدِهَا بُكْرَةً حِيْنَ صَلَّى الصُّبْحَ وَهِيَ فِيْ مَسْجِدِهَا ثُمَّ رَجَعَ بَعْدَ اَنْ اَضْحٰى وَهِيَ جَالِسَةٌ قَالَ مَازِلْتِ عَلَى الْحَالِ الَّتِيْ فَارَقْتُكِ عَلَيْهَا قَالَتْ نَعَمْ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَقَدْ قُلْتُ بَعْدَكِ اَرْبَعَ كَلِمَاتٍ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی مکرم ﷺ صبح کی نماز ادا کرنے کے بعد ان کے ہاں سے نکلے جب کہ میں اپنی جائے نماز پر تھی۔ پھر آپ چاشت کی نماز کے بعد واپس آئے اور میں اپنی جائے نماز پر بیٹھی تھی۔ آپ ﷺ نے پوچھا جس حالت پر میں تجھ سے جدا ہوا تھا ابھی تک اسی حالت میں ہو؟ انہوں نے اثبات میں جواب دیا۔ آپ

لَوْ وُزِنَتْ بِمَا قُلْتِ مُنْذُ الْيَوْمِ لَوَزَنَتْهُنَّ "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ عَدَدَ خَلْقِهٖ وَرِضٰى نَفْسِهٖ وَزِنَةَ عَرْشِهٖ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهٖ". (مسلم) 956-8

ﷺ نے فرمایا میں نے یہاں سے جانے کے بعد چار کلمات تین بار کہے ہیں ان کا موازنہ تمہارے ان کلمات سے کیا جائے جن کو تو صبح سے پڑھ رہی ہے تو وہ ان پر غالب آ جائیں۔ وہ کلمات یہ ہیں سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ عَدَدَ خَلْقِهٖ وَرِضٰى نَفْسِهٖ وَزِنَةَ عَرْشِهٖ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهٖ. (مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ فِیْ يَوْمٍ مِّائَةَ مَرَّةٍ كَانَتْ لَهٗ عِدْلُ عَشْرِ رِقَابٍ وَّكُتِبَتْ لَهٗ مِائَةُ حَسَنَةٍ وَّمُحِيَتْ عَنْهُ مِائَةُ سَيِّئَةٍ وَّكَانَتْ لَهٗ حِرْزًا مِّنَ الشَّيْطَانِ يَوْمَهٗ ذَالِكَ حَتّٰى يُمْسِيَ وَلَمْ يَاْتِ اَحَدٌ بِاَفْضَلَ مِمَّا جَآءَ بِهٖ اِلَّا رَجُلٌ عَمِلَ اَكْثَرَ مِنْهُ. (متفق عليه) 957-9

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ" "نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے وہ اکیلا ہے کوئی اس کا شریک نہیں سب تعریفیں اسی کے لیے ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے"۔ جو ایک دن میں سو مرتبہ ورد کرے گا اس کو دس غلاموں کے آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا، اس کے لئے سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور سو برائیاں مٹا دی جاتی ہیں۔ اس دن شام تک شیطان سے محفوظ رہتا ہے اور کسی شخص کا عمل اس کے عمل سے بہتر نہیں ہوگا ماسوائے اس شخص کے جس نے اس کے عمل سے زیادہ کیا ہو۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِیْ مُوْسَى الْاَشْعَرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِیْ سَفَرٍ فَجَعَلَ النَّاسُ يَجْهَرُوْنَ بِالتَّكْبِيْرِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَآ اَيُّهَا النَّاسُ ارْبَعُوْا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ اِنَّكُمْ لَا تَدْعُوْنَ اَصَمَّ وَلَا غَآئِبًا اِنَّكُمْ تَدْعُوْنَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا وَّهُوَ مَعَكُمْ وَالَّذِیْ تَدْعُوْنَهٗ اَقْرَبُ اِلٰى اَحَدِكُمْ مِّنْ عُنُقِ رَاحِلَتِهٖ قَالَ اَبُوْ مُوْسٰى وَاَنَا خَلْفَهٗ اَقُوْلُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ فِیْ نَفْسِیْ فَقَالَ يَا عَبْدَاللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ اَ لَا اَدُلُّكَ عَلٰى كَنْزٍ مِّنْ كُنُوْزِ الْجَنَّةِ فَقُلْتُ بَلٰى يَا

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم رسولِ کریم ﷺ کے ہمراہ سفر میں تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بلند آواز سے اللہ اکبر کہنے لگے۔ آپؐ نے فرمایا، لوگو اپنی جانوں پر نرمی کرو۔ تم کسی بہرے یا غائب کو نہیں پکارتے ہو بلکہ اس ذات کو پکار رہے ہو جو سننے اور دیکھنے والا ہے۔ وہ ہر وقت تمہارے ساتھ ہے جس ذات کو تم پکار رہے ہو وہ تمہاری سواری کی گردن سے بھی زیادہ تم سے قریب ہے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں آپ کے پیچھے تھا اور نہایت آہستہ سے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کہہ رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا عبداللہ بن قیس! میں تجھے جنت

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ (لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ). (متفق علیه) 958-10

کے خزانوں میں سے ایک خزانہ کی خبر نہ دوں۔ میں نے عرض کیا کیوں نہیں یارسول اللہ ﷺ! ضرور۔ آپ نے فرمایا "لاحول ولاقوۃ الا باللہ" جنت کا خزانہ ہے۔ (بخاری ومسلم)

الفصل الثالث

عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ ﷺ قَالَ جَاءَ اَعْرَابِیٌّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ عَلِّمْنِیْ كَلَامًا اَقُوْلُهٗ قَالَ قُلْ (لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ. اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِیْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِیْرًا وَ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَزِیْزِ الْحَكِیْمِ) فَقَالَ فَهٰؤُلَاءِ لِرَبِّیْ فَمَالِیْ فَقَالَ ("قُلْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ، وَاهْدِنِیْ، وَارْزُقْنِیْ وَ عَافِنِیْ). شَكَّ الرَّاوِیْ فِیْ عَافِنِیْ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 959-11

تیسری فصل

حضرت سعد بن ابی وقاص ﷺ بیان کرتے ہیں ایک دیہاتی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کی مجھے ایسا ذکر بتائیں جس پر میں ہمیشگی اختیار کروں۔ آپ نے فرمایا یہ ذکر کرتا رہ۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِیْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِیْرًا سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَزِیْزِ الْحَكِیْمِ" "اس نے کہا یہ سب تو اللہ کے لیے ہے۔ میرے لئے کیا ہے؟ فرمایا تو کہہ "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاهْدِنِیْ وَارْزُقْنِیْ وَعَافِنِیْ "بارالٰہا! میری مغفرت اور مجھ پر رحم فرما میری راہنمائی فرما، مجھے رزق عطا فرما اور مجھے تندرستی عطا فرما"۔ راوی حدیث کو لفظ عافنی (تندرستی عطا فرما) کے بارے میں شک ہے۔ (مسلم)

خلاصہ باب

١. "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ" دن سو بار پڑھنے سے سمندر کی جھاگ کے برابر گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔
٢۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے ذکر کو دلوں کا اطمینان قرار دیا ہے۔
٣. "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔
٤۔ ذکر کثرت کے ساتھ کرنا چاہیے۔



بَابُ الْاِسْتِغْفَارِ وَالتَّوْبَةِ

اللہ سے توبہ اور بخشش مانگنا

توبہ استغفار سے اللہ کی رضا کا حصول ☆ گناہوں کی معافی ☆ ضمیر کا بوجھ ہلکا ☆ پریشانیوں سے نجات ☆ دنیا میں کشادگی اور آخرت میں جنت کے باغات ☆ گناہوں کے بدلے نیکیاں ☆ توبہ استغفار اللہ کے غضب سے بچنے کی ڈھال ہیں۔

توبہ کی شرائط: گناہ پر ندامت، گزشتہ پر معذرت اور آئندہ سے اجتناب۔

فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًاo يُّرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًاo وَّ يُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًاo (نوح ۷۱: ۱۰-۱۲)

(نوح علیہ السلام) میں نے کہا اپنے رب سے معافی مانگو، بیشک وہ بڑا معاف کرنے والا ہے۔ وہ تم پر آسمان سے خوب بارش برسائے گا، تمہیں مال اور اولاد سے نوازے گا، تمہارے لیے باغ پیدا کرے گا اور تمہارے لیے نہریں جاری کردے گا۔''

انسان اُنس یا نسیان سے مرکب ہے۔ بھولنا بلکہ بار بار بھول جانا اس کی طبع اور فطرت میں شامل ہے۔ اس بات کی ترجمانی رسول محترم ﷺ نے یوں فرمائی تھی۔

كُلُّ بَنِىْ آدَمَ خَطَّاءٌ وَ خَيْرُ الْخَطَّائِيْنَ التَّوَّابُوْنَ (باب التوبه. مشكوة)

''آدم کی ساری اولاد خطا ہوتی ہے۔ مگر بہترین خطا کار وہ ہیں جو معافی مانگنے والے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ کو کسی شخص کی غلطی اور گناہ پر اتنی ناراضگی نہیں ہوتی جتنا وہ غلطی پر اصرار کرنے والے سے ناراض ہوتا ہے۔ شیطان اور انسان پھر انسان اور مسلمان کا یہ بنیادی فرق ہے کہ مسلمان اپنی غلطی پر تکرار اور اصرار نہیں کرتا۔

امیر المومنین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ابر باراں ہوئے عرصہ گذر چکا تھا وہ ہاتھ اٹھا کر بارش مانگنے کے بجائے بار بار توبہ واستغفار کرتے رہے۔ کسی نے عرض کیا کہ آپ نے بارش کی تو دعا کی ہی نہیں، فرمایا تو نے قرآن نہیں پڑھا کہ اللہ تعالیٰ نے توبہ استغفار کے بدلے بارش کا وعدہ فرمایا ہے۔

الفصل الاول

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاللّٰهِ اِنِّىْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ فِى الْيَوْمِ اَكْثَرَ مِنْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً. (بخاری) 960-1

عَنِ الْاَغَرِّ الْمُزَنِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّهٗ لَيُغَانُ عَلٰى قَلْبِىْ وَاِنِّىْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ فِى الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ. (مسلم) 961-2

تیسری فصل

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ نبی محترم ﷺ نے فرمایا۔ اللہ کی قسم! میں ہر روز ستر مرتبہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب اور اس سے توبہ کرتا ہوں۔ (بخاری)

حضرت اغر المزنی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا بلاشبہ میں اپنے دل پر غفلت محسوس کرتا ہوں اور میں ہر روز سو بار اللہ تعالیٰ سے مغفرت مانگتا ہوں۔ (مسلم)

عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَا اَيُّهَا النَّاسُ تُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ فَاِنِّيْ اَتُوْبُ اِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ.(مسلم)3-962

حضرت اغر المزنی ؓ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، لوگو! اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرو۔ بلاشبہ میں ہر روز سو مرتبہ توبہ کرتا ہوں۔(مسلم)

عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْمَا يَرْوِيْ عَنِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اَنَّهُ قَالَ يَا عِبَادِيْ اِنِّيْ حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلٰى نَفْسِيْ وَجَعَلْتُهُ بَيْنَكُمْ مُحَرَّمًا فَلَا تَظَالَمُوْا يَا عِبَادِيْ كُلُّكُمْ ضَالٌّ اِلَّا مَنْ هَدَيْتُهُ فَاسْتَهْدُوْنِيْ اَهْدِكُمْ يَا عِبَادِيْ كُلُّكُمْ جَائِعٌ اِلَّا مَنْ اَطْعَمْتُهُ فَاسْتَطْعِمُوْنِيْ اُطْعِمْكُمْ يَا عِبَادِيْ كُلُّكُمْ عَارٍ اِلَّا مَنْ كَسَوْتُهُ فَاسْتَكْسُوْنِيْ اَكْسُكُمْ يَا عِبَادِيْ اِنَّكُمْ تُخْطِئُوْنَ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَاَنَا اَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا فَاسْتَغْفِرُوْنِيْ اَغْفِرْ لَكُمْ يَا عِبَادِيْ اِنَّكُمْ لَنْ تَبْلُغُوْا ضَرِّيْ فَتَضُرُّوْنِيْ وَلَنْ تَبْلُغُوْا نَفْعِيْ فَتَنْفَعُوْنِيْ يَا عِبَادِيْ لَوْ اَنَّ اَوَّلَكُمْ وَاٰخِرَكُمْ وَاِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوْا عَلٰى اَتْقٰى قَلْبِ رَجُلٍ وَّاحِدٍ مِّنْكُمْ مَّا زَادَ ذٰلِكَ فِيْ مُلْكِيْ شَيْئًا يَا عِبَادِيْ لَوْ اَنَّ اَوَّلَكُمْ وَاٰخِرَكُمْ وَاِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوْا عَلٰى اَفْجَرِ قَلْبِ رَجُلٍ وَّاحِدٍ مِّنْكُمْ مَّا نَقَصَ ذٰلِكَ مِنْ مُّلْكِيْ شَيْئًا يَّا عِبَادِيْ لَوْ اَنَّ اَوَّلَكُمْ وَاٰخِرَكُمْ وَاِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ قَامُوْا فِيْ صَعِيْدٍ وَّاحِدٍ فَسَاَلُوْنِيْ فَاَعْطَيْتُ كُلَّ اِنْسَانٍ مَسْئَلَتَهُ مَا نَقَصَ ذٰلِكَ مِمَّا عِنْدِيْ اِلَّا كَمَا يَنْقُصُ الْمِخْيَطُ اِذَا اُدْخِلَ الْبَحْرَ يَا عِبَادِيْ اِنَّمَا هِيَ اَعْمَالُكُمْ اُحْصِيْهَا عَلَيْكُمْ ثُمَّ

حضرت ابوذر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا، اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔ میرے بندو! میں نے ظلم کو اپنی ذات پر حرام کیا اور تمہارے درمیان بھی ظلم ناجائز قرار دیا ہے۔ اس لیے ایک دوسرے پر ظلم نہ کیا کرو۔ میرے بندو! تم میں سے ہر ایک گمراہ ہے ماسوا اس کے جس کو میں ہدایت سے سرفراز کروں۔ پس تم مجھ سے ہدایت مانگو میں تمہیں ہدایت دوں گا، تم میں سے ہر ایک بھوکا ہے سوائے اس کے جس کو میں کھلاؤں۔ پس تم مجھ سے کھانا مانگو میں تمہیں کھلاؤں گا۔ میرے بندو! تم سب ننگے ہو سوائے کہ اس کے جس کی میں ستر پوشی کروں۔ پس تم مجھ سے پہناوا طلب کرو میں تمہیں پہناؤں گا۔ میرے بندو! تم رات دن گناہ کرتے ہو، میں تمام گناہوں کو بخش دینے والا ہوں۔ مجھ سے بخشش طلب کرو میں تمہیں بخش دوں گا۔ میرے بندو! تم مجھے نقصان اور نفع پہنچانے کی طاقت نہیں رکھتے ہو۔ میرے بندو! تمہارے تمام اگلے پچھلے، جن وانس سب سے زیادہ متقی انسان کے دل کی طرح ہو جائیں تو یہ میری سلطنت میں ذرّہ بھی اضافہ نہیں کر سکتا۔ میرے بندو! تمہارے اگلے پچھلے جن وانس سب سے بدترین فاسق وفاجر انسان کے دل کی طرح ہو جائیں تو یہ میری حکومت میں کچھ نقص واقع نہیں کر سکتا۔ اے میرے بندو! تمہارے اگلے پچھلے، جن وانس اگر سب کھلے میدان میں اکٹھے ہو جائیں پھر وہ مجھ سے مانگنے لگیں اور میں ہر آدمی کو اس کی منہ مانگی مرادیں دے دوں تو میرے خزانوں میں اتنی کمی بھی واقع نہیں کر سکتا جتنی سوئی کو سمندر میں ڈبونے

اُوَفِّيْكُمْ اِيَّا هَا فَمَنْ وَّجَدَ خَيْرًا فَلْيَحْمَدِ اللّٰهَ وَمَنْ وَّجَدَ غَيْرَ ذٰلِكَ فَلَا يَلُوْمَنَّ اِلَّا نَفْسَهٗ.(مسلم)963-4

سے ہوتی ہے۔ میرے بندو! تمہارے اعمال کا میں تمہارے لیے حساب رکھ رہا ہوں' پھر ان کی جزا دوں گا۔ جس کو اچھا بدلہ ملے وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور جو اس کے برعکس پائے وہ اپنے آپ ہی کو ملامت کرے۔ (مسلم)

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَانَ فِيْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ رَجُلٌ قَتَلَ تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ اِنْسَانًا ثُمَّ خَرَجَ يَسْأَلُ فَاَتٰى رَاهِبًا فَسَأَلَهٗ فَقَالَ اَلَهٗ تَوْبَةٌ قَالَ لَا فَقَتَلَهٗ وَجَعَلَ يَسْأَلُ فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ ائْتِ قَرْيَةَ كَذَا وَكَذَا فَاَدْرَكَهُ الْمَوْتُ فَنَآءَ بِصَدْرِهٖ نَحْوَهَا فَاخْتَصَمَتْ فِيْهِ مَلٰئِكَةُ الرَّحْمَةِ وَمَلٰئِكَةُ الْعَذَابِ فَاَوْحَى اللّٰهُ اِلٰى هٰذِهٖ اَنْ تَقَرَّبِيْ وَاِلٰى هٰذِهٖ اَنْ تَبَاعَدِيْ فَقَالَ قِيْسُوْا مَا بَيْنَهُمَا فَوُجِدَ اِلٰى هٰذِهٖ اَقْرَبَ بِشِبْرٍ فَغُفِرَ لَهٗ.(متفق عليه)964-5

حضرت ابوسعید خدری ﷺ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا بنی اسرائیل میں ایک شخص نے ننانوے قتل کئے تھے۔ پھر وہ توبہ کے لیے ایک راہب کے پاس پہنچا اور اپنی توبہ کے بارے میں پوچھا۔ کیا اس کی توبہ قبول ہوسکتی ہے؟ راہب نے جواب دیا، نہیں۔ اس نے اسے بھی قتل کردیا اور پھر وہ مسئلہ پوچھنے گیا، اسے اس شخص نے ایک بستی کی طرف راہنمائی کی۔ راستے میں اس کو موت نے آلیا تو وہ اپنے سینے کے بل اس بستی کی طرف گرا۔ اس شخص کے بارے میں رحمت اور عذاب کے فرشتے جھگڑنے لگے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اس بستی کو حکم دیا کہ مرنے والے کے قریب ہوجائے اور چھوڑی ہوئی بستی کو اس سے دوری کا حکم دیا۔ پھر دونوں کے درمیان فاصلہ ناپنے کا حکم دیا: چنانچہ وہ منزلِ مقصود کے بالشت بھر قریب پایا گیا اس لئے اس کو معاف کردیا گیا۔ (بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

رسول کریم ﷺ اس فرمان میں اللہ تعالیٰ کی رحمت وبخشش کی وسعتوں کے بارے میں بتلانا چاہتے ہیں۔ کہ اس کی رحمت وبخشش کا سمندر کس قدر وسیع وعریض ہے۔ کہ اگر کوئی شخص اس قدر بھی جرائم کرگزرا ہو اور پھر وہ سچی توبہ کرے۔ تو رب کریم اسے معاف کردیتے ہیں۔ جو شخص سابقہ جرائم کی تلافی کرنا چاہتا ہے۔ لیکن اب تلافی کرنا اس کے بس کی بات نہیں رہی۔ ایسی صورت حال میں اللہ تعالیٰ اپنے مظلوم بندوں کو قیامت کے روز اپنی طرف سے عطیات دے کر راضی فرما دیں گے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ لَمْ تُذْنِبُوْا لَذَهَبَ اللّٰهُ

حضرت ابوہریرہ ﷺ کا بیان ہے کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر تم

بِكُمْ وَلَجَآءَ بِقَوْمٍ يُذْنِبُوْنَ فَيَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ فَيَغْفِرُ لَهُمْ.(مسلم)965-6

گناہ نہ کرتے تو اللہ تعالیٰ تمہیں اٹھالیتا اور تمہارے بجائے گناہ کرنے والی قوم کو لاتا وہ اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتے تو ربّ کریم انہیں معاف کر دیتا۔(مسلم)

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ يَدَهُ بِاللَّيْلِ لِيَتُوْبَ مُسِيْءُ النَّهَارِ وَيَبْسُطُ يَدَهُ بِالنَّهَارِ لِيَتُوْبَ مُسِيْءُ اللَّيْلِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَّغْرِبِهَا.(مسلم)966-7

حضرت ابو موسیٰ ؓ کا بیان ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ رات کو اپنا دستِ رحمت پھیلاتا ہے تا کہ دن بھر کا گنہگار توبہ کرلے اور دن کو دستِ شفقت بڑھاتا ہے تا کہ رات بھر کا گنہگار توبہ کرلے۔سورج کے مغرب سے نکلنے تک یہ سلسلہ جاری رہے گا۔(مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رضی الله عنها قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا اعْتَرَفَ ثُمَّ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ.(متفق عليه)967-8

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی بندہ گناہ کا اعتراف کر کے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے۔(بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ تَابَ قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَّغْرِبِهَا تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ.(مسلم)968-9

حضرت ابو ہریرہ ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ ہر اس شخص کی توبہ قبول کرے گا جس نے سورج کے مغرب سے طلوع ہونے سے پہلے توبہ کرلی۔(مسلم)

عَنْ اَنَسٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَللّٰهُ اَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ عَبْدِهٖ حِيْنَ يَتُوْبُ اِلَيْهِ مِنْ اَحَدِكُمْ كَانَتْ رَاحِلَتُهٗ بِاَرْضٍ فَلَاةٍ فَانْفَلَتَتْ مِنْهُ وَعَلَيْهَا طَعَامُهٗ وَشَرَابُهٗ فَاَيِسَ مِنْهَا فَاَتٰى شَجَرَةً فَاضْطَجَعَ فِيْ ظِلِّهَا قَدْ اَيِسَ مِنْ رَّاحِلَتِهٖ فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ اِذْ هُوَ بِهَا قَائِمَةً عِنْدَهٗ فَاَخَذَ بِخِطَامِهَا ثُمَّ قَالَ مِنْ شِدَّةِ الْفَرَحِ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ عَبْدِیْ وَاَنَا رَبُّكَ اَخْطَاَ مِنْ شِدَّةِ الْفَرَحِ.(مسلم)969-10

حضرت انس ؓ روایت کرتے ہیں۔کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کوئی اللہ کا بندہ جب توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ سے تمہارے اس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے۔جس کی سواری اس کے کھانے پینے کے سامان کے ساتھ کسی بے آب و گیاہ میدان میں گم ہوگئی ہو۔وہ اس کی تلاش سے مایوس ہو کر ایک درخت کے سائے تلے لیٹ جائے۔مایوسی کے بعد اچانک اس سواری کو اپنے سامنے کھڑا پائے۔اس کی لگام تھامتے ہوئے اور انتہائی خوشی سے پکار اٹھے۔اے اللہ! تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا پروردگار ہوں۔اس بے پناہ خوشی کی وجہ سے بے ساختہ اتنی بری بات کہہ دیتا ہے۔(مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ عَبْدًا اَذْنَبَ ذَنْبًا فَقَالَ رَبِّ اَذْنَبْتُ فَاغْفِرْهُ

حضرت ابو ہریرہ ؓ کا بیان ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کوئی شخص گناہ کرتا ہے پھر اپنے رب سے عرض

فَقَالَ رَبُّهُ اَعَلِمَ عَبْدِیْ اَنَّ لَهُ رَبًّا یَّغْفِرُ الذَّنْبَ وَیَاْخُذُبِهٖ غَفَرْتُ لِعَبْدِیْ ثُمَّ مَكَثَ مَا شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ اَذْنَبَ ذَنْبًا فَقَالَ رَبِّ اَذْنَبْتُ ذَنْبًا فَاغْفِرْهُ فَقَالَ اَعَلِمَ عَبْدِیْ اَنَّ لَهُ رَبًّا یَّغْفِرُ الذَّنْبَ وَ یَاْخُذُ بِهٖ غَفَرْتُ لِعَبْدِیْ ثُمَّ مَكَثَ مَاشَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ اَذْنَبَ ذَنْبًا قَالَ رَبِّ اَذْنَبْتُ ذَنْبًا اٰخَرَ فَاغْفِرْهُ لِیْ فَقَالَ اَعَلِمَ عَبْدِیْ اَنَّ لَهُ رَبًّا یَّغْفِرُ الذَّنْبَ وَیَاْخُذُ بِهٖ غَفَرْتُ لِعَبْدِیْ فَلْیَفْعَلْ مَا شَآءَ. (متفق علیه)970-11

کرتا ہے۔کہ میں گناہ کر بیٹھا ہوں تو اے رب معاف فرما۔اس کا رب فرشتوں سے کہتا ہے، کیا میرے بندے کو معلوم ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہوں کو معاف کرتا ہے اوران پر مؤاخذہ بھی کرتا ہے؟ لہٰذا میں نے اپنے بندے کو بخش دیا۔ پھر جب تک اللہ کی توفیق ہوتی ہے وہ گناہ سے باز رہتا ہے، پھراس سے گناہ ہو جاتا ہے اور پھر اپنے رب کو پکارتا ہے۔میرے پروردگار مجھ سے گناہ ہو گیا ہے۔میرے اللہ! مجھے معاف فرما۔اللہ تعالیٰ فرشتوں سے استفسار کرتا ہے کہ میرا بندہ جانتا ہے کہ کوئی اس کا مالک ہے جو گناہوں کو معاف بھی کرتا ہے اوران پر پکڑتا بھی ہے؟ میں نے اپنے بندے کو معاف کر دیا! اب وہ جو چاہے کرے۔(بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

جو چاہے کرے سے مراد یہ نہیں کہ اسے گناہ کرنے کی رخصت دے دی گئی ہے بلکہ اس کا معنیٰ یہ ہے کہ توبہ کی وجہ سے بندے کے سابقہ گناہ معاف کر دیے گئے ہیں۔اب اس کو مطمئن ہونا چاہیے کہ مجھے سابقہ گناہوں پر کوئی گرفت نہیں ہوگی۔

عَنْ جُنْدُبٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَدَّثَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ وَاللّٰهِ لَا یَغْفِرُ اللّٰهُ لِفُلَانٍ وَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی قَالَ مَنْ ذَالَّذِیْ یَتَاَلّٰی عَلَیَّ اَنِّیْ لَا اَغْفِرُ لِفُلَانٍ فَاِنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ لِفُلَانٍ وَّاَحْبَطْتُ عَمَلَكَ اَوْ كَمَا قَالَ. (مسلم)971-12

حضرت جندب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ایک شخص نے قسم کھا کر کہا کہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص کو معاف نہیں کرے گا۔اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کون ہے وہ جو میرا نام لے کر حلفاً کہتا ہے کہ میں فلاں شخص کو معاف نہیں کروں گا۔لو میں نے اس کو تو معاف کر دیا اور تیری قسم کو میں نے پورا نہیں ہونے دیا۔(مسلم)

عَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَیِّدُ الْاِسْتِغْفَارِ اَنْ تَقُوْلَ ((اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰی عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَااسْتَطَعْتُ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَیَّ وَ اَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّهُ

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔رسول محترم ﷺ نے فرمایا یہ سید الاستغفار ہے۔"بارالٰہا! تو میرا رب ہے۔تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔تو نے مجھے پیدا کیا میں تیرا بندہ ہوں۔مقدور بھر تیرے عہد اور وعدے پر قائم ہوں۔میں اپنے اعمال کے شر سے تیری حفاظت چاہتا ہوں۔مجھ پر تیری جو نعمتیں ہیں ان کا اقرار کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کا بھی

لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ)) قَالَ وَمَنْ قَالَهَا مِنَ النَّهَارِ مُوْقِنًا بِهَا فَمَاتَ مِنْ يَوْمِهٖ قَبْلَ اَنْ يُمْسِيَ فَهُوَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَمَنْ قَالَهَا مِنَ اللَّيْلِ وَهُوَ مُوْقِنٌ بِهَا فَمَاتَ قَبْلَ اَنْ يُّصْبِحَ فَهُوَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ.(بخاری)972-13

اقراری ہوں مجھے معاف فرما دے۔ بے شک تیرے سوا کوئی گناہوں کو معاف کرنے والا نہیں"۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص یہ کلمات پورے یقین کے ساتھ دن کو کہے اگر شام سے پہلے فوت ہو جائے وہ جنت میں داخل ہوگا اور جو کوئی رات کو یہ کلمات یقین کے ساتھ کہے اور صبح سے پہلے فوت ہو جائے وہ بھی جنت میں جائے گا۔ (بخاری)

الفصل الثالث

وَعَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ حَدِيْثَيْنِ اَحَدُهُمَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَالْآخَرُ عَنْ نَفْسِهٖ قَالَ اِنَّ الْمُؤْمِنَ يَرٰى ذُنُوْبَهٗ كَاَنَّهٗ قَاعِدٌ تَحْتَ جَبَلٍ يَخَافُ اَنْ يَّقَعَ عَلَيْهِ وَاِنَّ الْفَاجِرَ يَرٰى ذُنُوْبَهٗ كَذُبَابٍ مَرَّ عَلٰى اَنْفِهٖ فَقَالَ بِهٖ هٰكَذَا اَيْ بِيَدِهٖ فَذَبَّهٗ عَنْهُ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَلّٰهُ اَفْرَحُ بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ الْمُؤْمِنِ مِنْ رَجُلٍ نَزَلَ فِيْ اَرْضٍ دَوِيَّةٍ مُهْلِكَةٍ مَعَهٗ رَاحِلَتُهٗ عَلَيْهَا طَعَامُهٗ وَشَرَابُهٗ فَوَضَعَ رَأْسَهٗ فَنَامَ نَوْمَةً فَاسْتَيْقَظَ وَقَدْ ذَهَبَتْ رَاحِلَتُهٗ فَطَلَبَهَا حَتّٰى اِذَا اشْتَدَّ عَلَيْهِ الْحَرُّ وَالْعَطَشُ اَوْمَاشَاءَ اللّٰهُ قَالَ اَرْجِعُ اِلٰى مَكَانِيَ الَّذِيْ كُنْتُ فِيْهِ فَاَنَامُ حَتّٰى اَمُوْتَ فَوَضَعَ رَأْسَهٗ عَلٰى سَاعِدِهٖ لِيَمُوْتَ فَاسْتَيْقَظَ فَاِذَارَاحِلَتُهٗ عِنْدَهٗ عَلَيْهَا زَادُهٗ وَشَرَابُهٗ فَاللّٰهُ اَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ الْعَبْدِ الْمُؤْمِنِ مِنْ هٰذَا بِرَاحِلَتِهٖ وَزَادِهٖ رَوٰى مُسْلِمٌ اَلْمَرْفُوْعَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْهُ فَحَسْبُ وَرَوَى الْبُخَارِيُّ الْمَوْقُوْفَ عَلَى ابْنِ مَسْعُوْدٍ

تیسری فصل

حضرت حارث بن سوید رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں حضرت عبداللہ بن مسعود نے دو باتیں بیان کیں۔ ایک ارشاد کو رسول معظم ﷺ کا بیان کیا اور دوسری اپنی بات بیان کی۔ ان کی اپنی بیان کردہ بات یہ ہے کہ ایمان دار شخص اپنے گناہوں کو یوں محسوس کرتا ہے جیسے وہ کسی پہاڑ کے دامن میں بیٹھا ہوا ہے۔ وہ خوف زدہ رہتا ہے کہ کہیں پہاڑ اس پر نہ گر پڑے لیکن بدکار انسان اپنے گناہوں کو یوں محسوس کرتا ہے کہ جیسے مکھی اس کے ناک پر بیٹھی اور اس نے اپنے ہاتھ سے مکھی کو اڑا دیا ہے۔ بعد ازاں انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول مکرم ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندے کی توبہ سے ایسے شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جو خوفناک جنگل میں اترا اس کی سواری اس کے ساتھ ہے جس پر اس کے خوردونوش کا سامان ہے اس نے اپنا سر زمین پر رکھا اور سو گیا اور جب وہ بیدار ہوا تو اس کی سواری وہاں سے جا چکی تھی۔ اس نے سواری کو بہت تلاش کیا جب اس پر گرمی اور پیاس کا شدید غلبہ ہوا تو اس نے اپنے آپ سے کہا میں اپنی اسی جگہ پر جاتا ہوں جہاں میں سویا تھا۔ وہاں جا کر سو جاتا ہوں اور موت کی آغوش میں پہنچ جاتا ہوں۔ وہ مرنے کے

ایضًا.973-14 لیے اپنا سر رکھتا ہے۔بیدار ہوتا ہے اس کی سواری اسکے پاس موجود تھی۔اس پر اسی طرح خوردونوش کا سامان تھا۔بس اللہ تعالیٰ ایماندار شخص کی توبہ پر اس سے زیادہ خوش ہوتا ہے جو اپنی سواری اور خوردونوش کا سامان دیکھ کر خوش ہوتا ہے۔''مسلم'' نے اس میں سے صرف مرفوع حدیث کوذکر کیا ہے جب کہ بخاری نے ابن مسعود کی موقوف حدیث کو بھی بیان کیا ہے۔

خلاصۂ باب

۱۔ گناہوں کی معافی اور دل کی غفلت دور کرنے کے لئے کثرت سے استغفار کرنا چاہیے۔

۲۔ لوگوں کی نیکی یا جرائم کی وجہ سے رب ذوالجلال کی بادشاہت میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

۳۔ اخلاص نیت کے ساتھ توبہ کرنے سے اللہ تعالیٰ مظلوم کو راضی کرتے ہوئے ظالم کے گناہ معاف فرمادیں گے۔

۴۔ اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ پر بے حد وحساب خوش ہوتا ہے۔



بَابُ فِیْ سَعَةِ رَحْمَتِهٖ

رحمتِ الٰہی کی وسعتیں

اللہ کی رحمت وشفقت پانی کے قطرات، ریت کے ذرات، ہوا کے جھونکوں، سورج کی کرنوں اور زمین وآسمان کی وسعتوں سے بھی زیادہ وسعتیں لیے ہوئے ہے۔ رب کریم کا ارشاد ہے:

وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ فَسَاَکْتُبُهَا لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوةَ وَالَّذِیْنَ هُمْ بِاٰیٰتِنَا یُؤْمِنُوْنَ O (الاعراف ۷:۱۵۶)

''میری رحمت نے ہر چیز کو اپنے دامن میں لے رکھا ہے اور اس کے مستحق وہ لوگ ہیں جو تقویٰ اور زکوٰۃ کی ادائیگی کے ساتھ ہماری نشانیوں پر ایمان رکھتے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا تذکرہ کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ رب کریم کی رحمت اس قدر وسیع وعریض ہے جیسے بحر بیکراں۔ اگر کوئی چڑیا سمندر سے ایک چونچ بھر لے تو کیا سمندر کو کوئی فرق پڑتا ہے؟ اگر کائنات کے تمام جن وانس کی حاجات اور تمناؤں کو پورا کر دیا جائے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سمندر میں چڑیا کے چونچ بھرنے کے برابر بھی کمی واقع نہیں ہوتی۔ مومنوں کے لیے اللہ تعالیٰ کا فرمان یہ ہے۔ میری رحمت وشفقت ہر آن اور ہر شان میں ان کے قریب تر ہوا کرتی ہے:۔

اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ O (الاعراف ۷:۵۶)

''یقیناً اللہ کی رحمت نیک لوگوں کے قریب ہوا کرتی ہے''۔

پھر اس فضل وکرم کی انتہا یہ ہے کہ اس کی ذاتِ مہربان نے اپنے لیے یہ پسند فرمایا کہ میری شفقت میرے غضب پر ہر آن غالب رہے گی۔ اس نے عرشِ معلی پر اپنے کرم سے یہ لکھ رکھا ہے۔

اِنَّ رَحْمَتِیْ غَلَبَتْ غَضَبِیْ.

''یقیناً میری رحمت ہمیشہ میرے قہر وغضب پر غالب ہے''۔

انسان کو اس کی رحمت کا اس طرح طلب گار رہنا چاہیے کہ اے اللہ میں نے اپنے گلشنِ حیات کو گناہوں کے جھکڑوں، غلطیوں اور جرائم کی آندھیوں سے برباد کر لیا ہے۔ میری وادیٔ حیات کو تیرے بغیر کوئی سیراب نہیں کر سکتا۔ مجھے تیرے ہی در کی امید اور تیری ہی رحمتوں کا سہارا ہے۔ جس طرح تو ویران وادیوں، تپتے ہوئے صحراؤں، اجڑے ہوئے باغوں کو اپنے کرم کی بارش سے سبز وشاداب بنا دیتا ہے اسی طرح مجھے حیاتِ نو سے ہمکنار کر دے۔ جب یہ کہتے ہوئے اس کا دل موم اور اس کی آنکھیں پرنم ہو جاتی ہیں تو اتنی دیر میں رحمتِ خداوندی اس کی روح کو تھپکیاں اور دل کو تسلیاں دیتے ہوئے ان الفاظ میں اسے حیاتِ نو کی امید دلا رہی ہوتی ہے:

قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ

الرَّحِيْمُ○ (الزمر ۳۹: ۵۳)

"(اے نبی ﷺ) کہہ دو کہ اے میرے بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ یقیناً اللہ سارے گناہ معاف کرنے والا اور وہی غفور ورحیم ہے"۔

الفصل الاول

پہلی فصل

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا قَضَى اللّٰهُ الْخَلْقَ كَتَبَ كِتَابًا فَهُوَ عِنْدَهُ فَوْقَ عَرْشِهٖ اِنَّ رَحْمَتِیْ سَبَقَتْ غَضَبِیْ وَفِیْ رِوَایَةٍ غَلَبَتْ غَضَبِیْ. (متفق علیه) 974-1

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنے کا فیصلہ کیا تو اس نے ایک کتاب لکھی جو اس کی جناب میں عرش پر موجود ہے بلاشبہ میری رحمت میرے غضب سے بڑھ کر ہے۔ دوسری روایت میں ہے میری ناراضگی پر غالب ہے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ لِلّٰهِ مِائَةَ رَحْمَةٍ اَنْزَلَ مِنْهَا رَحْمَةً وَّاحِدَةً بَیْنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالْبَهَائِمِ وَالْهَوَآمِّ فَبِهَا یَتَعَاطَفُوْنَ وَبِهَا یَتَرَاحَمُوْنَ وَبِهَا تَعْطِفُ الْوَحْشُ عَلٰى وَلَدِهَا وَاَخَّرَ اللّٰهُ تِسْعًا وَّتِسْعِیْنَ رَحْمَةً یَّرْحَمُ بِهَا عِبَادَهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ. (متفق علیه وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّمُسْلِمٍ عَنْ سَلْمَانَ نَحْوَهٗ وَفِیْ اٰخِرِهٖ قَالَ فَاِذَا كَانَ یَوْمُ الْقِیٰمَةِ اَكْمَلَهَا بِهٰذِهِ الرَّحْمَةِ. 975-2

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی سو رحمتیں ہیں ان میں سے ایک اس نے تمام جنوں، انسانوں، جانوروں اور حشرات الارض پر نازل کی۔ اسی رحمت کے سبب وہ آپس میں محبت رکھتے ہیں۔ اسی کے باعث ایک دوسرے سے شفقت کرتے ہیں۔ اسی کی وجہ سے وحشی جانوروں کو اپنے بچوں سے محبت ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے ننانوے رحمتیں قیامت کے دن اپنے بندوں پر شفقت فرمانے کے لیے بچا رکھی ہیں۔ (بخاری ومسلم) مسلم کی ایک حدیث میں جس کو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ اسی طرح بیان کرتے ہیں اس روایت کے آخر میں ہے کہ اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اس رحمت کے ساتھ باقی ننانوے رحمتیں ملا کر مکمل کر دے گا۔ (بخاری ومسلم)

عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَوْ یَعْلَمُ الْمُؤْمِنُ مَا عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الْعُقُوْبَةِ مَا طَمِعَ بِجَنَّتِهٖ اَحَدٌ وَّلَوْ یَعْلَمُ الْكَافِرُ مَا عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الرَّحْمَةِ مَاقَنَطَ مِنْ جَنَّتِهٖ اَحَدٌ. (متفق علیه) 976-3

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا، اگر کسی مومن کو معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب کس قدر سخت ہے تو کوئی بھی جنت کی امید نہ رکھے۔ اگر کسی کافر کو اللہ تعالیٰ کی رحمت کی وسعت معلوم ہو جائے تو کوئی کافر بھی اس کی جنت سے مایوس نہ ہونے پائے۔ (بخاری ومسلم)

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْجَنَّةُ اَقْرَبُ اِلٰى اَحَدِكُمْ مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ وَالنَّارُ مِثْلُ ذٰلِكَ.(بخاری)977-4

حضرت ابن مسعود﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جنت اور جہنم تم سے ہر ایک کے جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ قریب ہے۔(بخاری)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ رَجُلٌ لَّمْ يَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ لِاَهْلِهِ وَفِیْ رِوَايَةٍ اَسْرَفَ رَجُلٌ عَلٰى نَفْسِهِ فَلَمَّا حَضَرَهُ الْمَوْتُ اَوْصٰى بَنِيْهِ اِذَا مَاتَ فَحَرِّقُوْهُ ثُمَّ اذْرُوْا نِصْفَهُ فِی الْبَرِّ وَنِصْفَهُ فِی الْبَحْرِ فَوَاللّٰهِ لَئِنْ قَدَرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ لَيُعَذِّبَنَّهُ عَذَابًا لَّا يُعَذِّبُهُ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ فَلَمَّا مَاتَ فَعَلُوْا مَا اَمَرَهُمْ فَاَمَرَ اللّٰهُ الْبَحْرَ فَجَمَعَ مَا فِيْهِ وَاَمَرَ الْبَرَّ فَجَمَعَ مَا فِيْهِ ثُمَّ قَالَ لَهٗ لِمَ فَعَلْتَ هٰذَا قَالَ مِنْ خَشْيَتِكَ يَارَبِّ وَاَنْتَ اَعْلَمُ فَغَفَرَ لَهٗ.(متفق علیه)978-5

حضرت ابو ہریرہ﷛ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ایک شخص جس نے کبھی کوئی بھلائی نہیں کی تھی اس نے اپنے گھر والوں سے کہا۔ دوسری روایت میں ہے کہ ایک شخص نے اپنی جان پر زیادتیاں کی تھیں۔ جب اس کی موت کا وقت قریب آ پہنچا تو اس نے اپنے بیٹوں کو نصیحت کی کہ جب وہ مر جائے تو اسے جلا کر۔ نصف راکھ خشکی میں اڑا دینا اور باقی کو سمندر میں بہا دینا۔ اللہ کی قسم! اگر اللہ تعالیٰ نے اس پر قابو پالیا تو اسے ایسا عذاب دے گا جو عذاب جہان والوں میں سے کسی کو نہ دے گا۔ جب وہ مر گیا تو اس کے بیٹوں نے اپنے باپ کے حکم کے مطابق عمل کیا۔ اللہ تعالیٰ نے سمندر کو حکم دیا تو اس نے اس کے تمام اجزا کو اکٹھا کر دیا اور ہوا کو حکم دیا تو اس نے اس کے تمام اجزا جمع کر دیے پھر اس سے پوچھا گیا تو نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے جواب دیا اللہ تیرے ڈر کی وجہ سے اور تو سب سے زیادہ جانتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت فرما دی۔(بخاری ومسلم)

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ﷛ قَالَ قَدِمَ عَلَى النَّبِیِّ ﷺ سَبْیٌ فَاِذَا امْرَاَةٌ مِّنَ السَّبْیِ قَدْ تَحَلَّبَ ثَدْيُهَا تَسْعٰى اِذْ وَجَدَتْ صَبِيًّا فِی السَّبْیِ اَخَذَتْهُ فَاَلْصَقَتْهُ بِبَطْنِهَا وَاَرْضَعَتْهُ فَقَالَ لَنَا النَّبِیُّ ﷺ اَتَرَوْنَ هٰذِهٖ طَارِحَةً وَّلَدَهَا فِی النَّارِ فَقُلْنَا لَا وَهِیَ تَقْدِرُ عَلٰى اَنْ لَّا تَطْرَحَهُ فَقَالَ اللّٰهُ اَرْحَمُ بِعِبَادِهٖ مِنْ هٰذِهٖ بِوَلَدِهَا.(متفق علیه)979-6

حضرت عمر بن خطاب﷛ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس کچھ قیدی آئے۔ ان قیدیوں میں سے ایک عورت کی چھاتیوں میں سے دودھ بہہ رہا تھا۔ وہ اپنے بچے کی تلاش میں دوڑتی پھرتی تھی کہ اچانک قیدیوں میں سے ایک بچہ مل گیا اس نے اسے اٹھا کر سینے سے لگایا اور دودھ پلانے لگی اس پر نبی رحمت ﷺ نے ہم سے استفسار فرمایا، تمہارا کیا خیال ہے کیا یہ عورت اپنے بچے کو آگ میں ڈال سکتی ہے؟ ہم نے عرض کیا اگر اس کو آگ سے بچانے کی طاقت ہو تو ہرگز نہیں پھینک سکتی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے

بندوں کے حق میں اس سے کہیں زیادہ رحیم ہے جتنی یہ عورت اپنے بچے کے حق میں مہربان ہے۔ (بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

یہ حدیث سن کر بعض لوگ کہتے ہیں کہ ماں تو کوئی ایسی نہیں جو اپنے بچے کو آگ میں پھینک دے پھر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو کیوں جہنم میں پھینکیں گے؟ ایسے لوگ یاد فرمائیں ماں اس وقت ہی اپنی اولاد پر شفقت کرتی ہے اور اسے کرنی چاہیے جب تک اولاد کم از کم ماں کی ماتا کو تسلیم کرے خواہ اولاد نافرمان ہی کیوں نہ ہو۔ اگر اولاد ماں کے بارے میں یہ کہے کہ یہ ہماری ماں ہی نہیں اور وہ ماں کے سامنے کسی اور عورت کو ماں کا مقام اور اس کی خدمت کرتے رہیں یہاں تک کہ ماں بلک بلک کر مر جائے۔

ایسا بیٹا جو پوری زندگی اپنے باپ سے کہتا رہے کہ تو میرا باپ ہی نہیں۔ میں کسی اور کا نطفہ ہوں اور اس نے ایک دفعہ معذرت نہیں اپ کی توہین اور اس کے شریک کی تعظیم ہے۔ تو غیرت مند ماں پھر کیا گوارہ کرے گی۔ کہ ایسی اولاد کو سزا نہ ملے۔ کیا ماں باپ اپنی اولاد کو مارتے نہیں؟ کیا اولاد کو پولیس کے حوالے نہیں کیا جاتا؟ کیا غیور ماں باپ تو ایسی اولاد کا چہرہ دیکھنا بھی پسند نہیں کرتے؟ اللہ تعالیٰ تو سب سے زیادہ غیرت والا ہے وہ کیسے گوارا کرے گا؟ پیدا کرنے والا' معاف کرنے والا میں یہ بندہ ساری زندگی اسے خالق و مالک نہیں مانتا بلکہ اس کے سامنے اس کے عاجز بندوں' حقیر چیزوں اور بے جا پتھروں کو پوجتا ہے۔ ایسے باغی مشرک کو سزا نہ ملے آخر کیوں؟

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَنْ يُّنْجِيَ اَحَدًا مِّنْكُمْ عَمَلُهُ قَالُوْا وَلَا اَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَلَا اَنَا اِلَّا اَنْ يَّتَغَمَّدَنِيَ اللّٰهُ مِنْهُ بِرَحْمَتِهٖ فَسَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا وَاغْدُوْا وَرُوْحُوْا وَشَيْءٌ مِّنَ الدُّلْجَةِ وَالْقَصْدَ الْقَصْدَ تَبْلُغُوْا. (متفق عليه) 980-7

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کسی شخص کو بھی اس کے عمل نجات نہیں دلا سکتے۔ صحابہ ؓ پوچھتے ہیں یا رسول اللہ! کیا آپ کو بھی؟ فرمایا۔ مجھے بھی میرے عمل نہیں بچا سکتے اِلَّا یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رحمت کے دامن میں ڈھانپ لے۔ سو تم صحیح راستے پر چلو، اللہ تعالیٰ کی قربت اختیار کرو، صبح وشام اور رات کے کچھ حصہ میں نیک عمل کرو لیکن میانہ روی اختیار کرو منزلِ مقصود پالو گے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ جَابِرٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يُدْخِلُ اَحَدًا مِّنْكُمْ عَمَلُهُ الْجَنَّةَ وَلَا يُجِيْرُهُ مِنَ النَّارِ وَلَا اَنَا اِلَّا بِرَحْمَةِ اللّٰهِ. (مسلم) 981-8

حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کسی شخص کو اس کے اعمال نہ جنت میں داخل کر سکتے ہیں اور نہ آگ سے بچا سکتے ہیں اور میں بھی اس کی رحمت کے بغیر جنّت میں داخل نہیں ہو سکتا۔ (مسلم)

عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَسْلَمَ الْعَبْدُ فَحَسُنَ اِسْلَامُهُ يُكَفِّرُ اللّٰهُ عَنْهُ

حضرت ابو سعید ؓ کا بیان ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جب کوئی بندہ مسلمان ہو جاتا ہے اور اچھی طرح

كُلَّ سَيِّئَةٍ كَانَ زَلَّفَهَا وَكَانَ بَعْدُ الْقِصَاصُ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلٰى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ اِلٰى اَضْعَافٍ كَثِيْرَةٍ وَالسَّيِّئَةُ بِمِثْلِهَا اِلَّا اَنْ يَّتَجَاوَزَ اللّٰهُ عَنْهَا.(بخاری)9-982

اطاعت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے جو اس نے کیے تھے اور اسی طرح قصاص کے بعد گناہ مٹ جاتے ہیں ہر نیکی کا اجر دس گنا سے لے کر سات سو گنا سے بھی بڑھ جاتا ہے اور گناہ کا بدلہ اس کے برابر ہی ملتا ہے اِلَّا یہ کہ اللہ تعالیٰ اس سے درگزر فرما دے۔(بخاری)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ الْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ فَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ لَهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً فَاِنْ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ لَهُ عِنْدَهُ عَشْرَ حَسَنَاتٍ اِلٰى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ اِلٰى اَضْعَافٍ كَثِيْرَةٍ وَّمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ لَهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً فَاِنْ هُوَ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ لَهُ سَيِّئَةً وَّاحِدَةً.(متفق علیه)10-983

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نیکیوں اور برائیوں کو لکھتا ہے جب کوئی شخص کسی نیک کام کا ارادہ کرتا ہے لیکن ابھی عمل نہیں کیا اس کے باوجود اللہ تعالیٰ اپنی جناب میں ایک پوری نیکی لکھ لیتا ہے جب اس پر عمل کرتا ہے تو اس کے لئے دس گنا سے لے کر سات سو گنا سے بھی زیادہ نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔اگر کوئی شخص برائی کا ارادہ کرتا ہے اور اس پر عمل نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے اپنے حضور ایک مکمل نیکی ثبت فرماتا ہے۔برا عمل کرنے کی صورت میں اللہ تعالیٰ اس کے لیے صرف ایک ہی گناہ ہی لکھتا ہے۔(بخاری ومسلم)

خلاصہ باب

۱۔ اللہ کی رحمت اسکے غضب پر ہمیشہ غالب رہے گی۔

۲۔ ربِّ کریم نے ۹۹ فیصد رحمتیں کو اپنے بندوں کے لیے قیامت کے لیے مختص کر دی ہیں۔

۳۔ جنت اور جہنم انسان کے قریب تر ہیں۔

۴۔ ربِّ کریم ماں کی ممتا سے کروڑ ہا درجہ انسان پر مشفق و مہربان ہے۔

۵۔ اعمال میں میانہ روی اور مستقل مزاجی منزل تک پہنچنے کی ضمانت ہے۔

۶۔ اللہ کی رحمت سے کوئی بھی بے نیاز نہیں ہو سکتا۔یہاں تک کہ انبیا علیہم السلام بھی اللہ کی رحمت کے محتاج ہیں۔

۷۔ دل میں پیدا ہونے والے نیک جذبات کا بھی اجر ملتا ہے۔

۸۔ ہر نیکی کا اجر دس سے سات سو گنا بلکہ اس سے بھی زیادہ ملتا ہے جبکہ گناہ کی سزا توبہ نہ کرنے کی صورت میں اسی کے برابر ملتی ہے۔

۹۔ گناہ کا پختہ ارادہ کرنے کے باوجود اس کے مطابق عمل نہیں کرتا تو ایک نیکی اس کے حق میں لکھ دی جاتی ہے۔

بَابُ مَا يَقُوْلُ عِنْدَ الصَّبَاحِ وَالْمَسَاءِ وَالْمَنَامِ

صبح وشام اور سونے کے وقت کی دعائیں

قرآن مجید بار بار یہ بات بیان کرتا ہے کہ زمین وآسمان کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتہلیل کرتی ہے یہاں تک کہ ریت کے ذرات' پانی کے قطرات اور ہوا کی لہریں اللہ کی حمد وثنا میں لگی ہوئی ہیں۔ حتی کہ سورج بھی اللہ کے حضور سجدہ ریز ہوتا ہے۔ اس باب میں صبح وشام اور رات کی دعاؤں کا الگ اور خصوصی ذکر اس لیے کیا گیا ہے کہ ہر جاندار چیز صبح کی صورت میں زندگی کی ابتدا کرتی ہے اور نیند کی شکل میں ہر جاندار موت کی گود میں چلا جاتا ہے۔ قرآن مجید نے بالخصوص ان اوقات میں انسان کو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کا حکم فرمایا ہے۔

يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ○ وَسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ أَصِيْلًا ○ الاحزاب ۳۳: ۴۱ - ۴۲)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کو کثرت سے یاد کرو اور صبح وشام اس کی تسبیح کرتے رہو''۔

الفصل الاول

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ﷺ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَمْسٰى قَالَ ((أَمْسَيْنَا وَأَمْسَى الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَخَيْرِ مَا فِيْهَا وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيْهَا اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ وَسُوْءِ الْكِبَرِ وَفِتْنَةِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ)) وَإِذَا أَصْبَحَ قَالَ ذَالِكَ أَيْضًا ((أَصْبَحْنَا وَأَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ رَبِّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابٍ فِي النَّارِ وَعَذَابٍ فِي الْقَبْرِ)). (مسلم)984-1

پہلی فصل

حضرت عبداللہ ﷺ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ شام کے وقت یہ دعا پڑھتے۔ ''ہم نے شام کی اور اللہ کی تمام مخلوق نے شام کی۔ سب تعریفیں اور شکرانے اللہ کے لیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی اکیلا معبودِ حقیقی ہے، کوئی اس کا شریک نہیں ساری بادشاہی اسی کی ہے اور سب تعریفیں اور شکرانے اسی کے لیے ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ بارِالٰہا! میں تجھ سے اس رات کی بھلائی اور اس میں جو بھی بہتری ہے طلب کرتا ہوں اور اس کے شر اور اس میں جو بھی برائی ہے اس کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ ہمارے معبود! میں سستی وکاہلی، بڑھاپے اور اس کی بیماریوں، دنیا کے فتنے اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔'' اور جب صبح کرتے تو یہی دعا اس طرح کرتے ''ہم نے صبح کی اور اللہ کی تمام مخلوق نے صبح کی'' دوسری روایت میں ہے ''میرے پروردگار! جہنم اور قبر کے عذاب سے اپنی پناہ میں رکھنا۔'' (مسلم)

عَنْ حُذَيْفَةَ ﷺ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَخَذَ مَضْجِعَهُ مِنَ اللَّيْلِ وَضَعَ يَدَهُ تَحْتَ خَدِّهِ ثُمَّ

حضرت حذیفہ ﷺ بیان کرتے ہیں جب رات کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے بستر پر لیٹتے تو اپنا ہاتھ اپنے

يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ بِاسْمِکَ اَمُوْتُ وَاَحْيٰى وَاِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ)).(بخاری ومسلم عن البراء)985-2

رخسار کے نیچے رکھتے ہوئے یہ دعا کرتے۔ ''الٰہی! تیرے نام کے ساتھ سوتا ہوں اور اسی کے ساتھ جاگتا ہوں۔'' اٹھنے پر کہتے ''تمام تعریفوں اور شکرانوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے جس نے ہمیں نیند کے بعد بیدار کیا اور اسی کی طرف اٹھ کر جانا ہے۔'' (بخاری ومسلم) اور مسلم کی روایت حضرت براء سے ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَوٰى اَحَدُكُمْ اِلٰى فِرَاشِهٖ فَلْيَنْفُضْ فِرَاشَهٗ بِدَاخِلَةِ اِزَارِهٖ فَاِنَّهٗ لَا يَدْرِیْ مَا خَلَفَهٗ عَلَيْهِ ثُمَّ يَقُوْلُ ((بِاسْمِکَ رَبِّیْ وَضَعْتُ جَنْبِیْ وَبِکَ اَرْفَعُهٗ اِنْ اَمْسَكْتَ نَفْسِیْ فَارْحَمْهَا وَاِنْ اَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهٖ عِبَادَکَ الصَّالِحِيْنَ)) وَفِیْ رِوَايَةٍ ثُمَّ لِيَضْطَجِعْ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ ثُمَّ لِيَقُلْ بِاسْمِکَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِیْ رِوَايَةٍ فَلْيَنْفُضْهُ بِصَنِفَةِ ثَوْبِهٖ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ وَّاِنْ اَمْسَكْتَ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لَهَا.986-3

حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص جب اپنے بستر پر آئے تو اپنی تہبند کے کنارے سے اس کو جھاڑے۔ وہ نہیں جانتا کہ اس کی غیر حاضری میں اس پر کیا کچھ گزرتا رہا۔ پھر یوں دعا مانگے۔ ''میرے پروردگار! تیرے نام سے اپنا پہلو رکھ رہا ہوں اور تیرے نام کی برکت سے اٹھاؤں گا۔ اگر تو میری روح قبض کر لے تو اس پر رحم فرمانا، اگر اس کو واپس بھیج دے تو اس کی اس طرح حفاظت کرنا جیسے تو اپنے صالح بندوں کی حفاظت فرماتا ہے۔'' دوسری روایت میں ہے اس طرح اللہ تعالیٰ کا نام لے کر دائیں کروٹ لیٹ جائے۔ اور بِاسْمِکَ کہے (بخاری ومسلم) ایک روایت میں ہے کہ بستر کو اپنے کپڑے کے ساتھ تین مرتبہ جھاڑے اور کہے اگر تو نے میری روح کو قبض لیا تو اسے بخش دینا۔

عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ ؓ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَوٰى اِلٰى فِرَاشِهٖ نَامَ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ ثُمَّ قَالَ ((اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِیْ اِلَيْکَ وَوَجَّهْتُ وَجْهِیْ اِلَيْکَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِیْ اِلَيْکَ وَاَلْجَاْتُ ظَهْرِیْ اِلَيْکَ رَغْبَةً وَّرَهْبَةً اِلَيْکَ لَا مَلْجَاَ وَلَا مَنْجَاَ مِنْکَ اِلَّا اِلَيْکَ اٰمَنْتُ بِکِتَابِکَ الَّذِیْ اَنْزَلْتَ وَنَبِيِّکَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ)) وَقَالَ

حضرت براء بن عازب ؓ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ اپنے بستر پر آتے تو دائیں کروٹ لیٹ کر یہ دعا پڑھتے۔ ''ہمارے معبود حقیقی! میں نے اپنی جان تیرے سپرد کی، اپنا چہرہ تیری ہی طرف کر لیا، اپنے کام تیرے حوالے کیے، تجھ پر بھروسہ کیا، تیری طرف رغبت کے ساتھ تجھ سے ڈرتے ہوئے، تیری جائے پناہ کے سوا کوئی جائے پناہ نہیں۔ میں تیری نازل کردہ کتاب اور تیرے بھیجے ہوئے نبی پر ایمان لایا'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص یہ کلمات

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ قَالَهُنَّ ثُمَّ مَاتَ تَحْتَ لَيْلَتِهٖ مَاتَ عَلَى الْفِطْرَةِ وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِرَجُلٍ يَا فُلَانُ اِذَا اَوَيْتَ اِلٰى فِرَاشِكَ فَتَوَضَّأْ وُضُوْئَكَ لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلٰى شِقِّكَ الْاَيْمَنِ ثُمَّ قُلِ ((اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِيْ اِلَيْكَ اِلٰى قَوْلِهٖ اَرْسَلْتَ)) وَقَالَ فَاِنْ مُتَّ مِنْ لَيْلَتِكَ مُتَّ عَلَى الْفِطْرَةِ وَاِنْ اَصْبَحْتَ اَصَبْتَ خَيْرًا.(متفق عليه)4-987

کہے اگر اسی رات مر جائے تو اس کی موت اسلام پر ہو گی۔دوسری روایت میں ہے رسول اکرم ﷺ نے ایک شخص کا نام لے کر فرمایا جب تو اپنے بستر پر جائے تو وضو کر پھر دائیں پہلو پر لیٹ کر یہ دعا کر "میں نے اپنی جان تیرے سپرد کی------نبی پر ایمان لایا"۔اگر تو اس رات مر جائے تو فطرت کی موت مرے گا اور اگر صبح کرے تو تجھے خیر و برکت حاصل ہو گی۔(بخاری ومسلم)

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا اَوٰى اِلٰى فِرَاشِهٖ قَالَ ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَكَفَانَا وَاٰوَانَا فَكَمْ مِمَّنْ لَّا كَافِيَ لَهٗ وَلَا مُؤْوِيَ)).(مسلم)5-988

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ اپنے بستر پر جاتے تو یہ دعا مانگتے۔"ہر قسم کی تعریف اور شکرانے اللہ تعالیٰ کو لائق ہیں جس نے ہمیں کھلایا پلایا، ہماری ہر ضرورت کو پورا کیا اور رہائش مہیا فرمائی۔ کتنے ہی لوگ ہیں جن کی ضرورت پوری کرنے والا اور رہائش دینے والا کوئی نہیں ہے۔(مسلم)

عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ اَنَّ فَاطِمَةَ اَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ تَشْكُوْ اِلَيْهِ مَا تَلْقٰى فِيْ يَدِهَا مِنَ الرَّحٰى وَبَلَغَهَا اَنَّهٗ جَآءَهٗ رَقِيْقٌ فَلَمْ تُصَادِفْهُ فَذَكَرَتْ ذَالِكَ لِعَآئِشَةَ فَلَمَّا جَآءَ اَخْبَرَتْهُ عَآئِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَ فَجَآءَنَا وَقَدْ اَخَذْنَا مَضَاجِعَنَا فَذَهَبْنَا نَقُوْمُ فَقَالَ عَلٰى مَكَانِكُمَا فَجَآءَ فَقَعَدَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهَا حَتّٰى وَجَدْتُّ بَرْدَ قَدَمِهٖ عَلٰى بَطْنِيْ فَقَالَ اَلَا اَدُلُّكُمَا عَلٰى خَيْرٍ مِّمَّا سَاَلْتُمَا اِذَا اَخَذْتُمَا مَضْجَعَكُمَا فَسَبِّحَا ثَلٰثًا وَّثَلٰثِيْنَ وَاحْمِدَا ثَلٰثًا وَّثَلٰثِيْنَ وَكَبِّرَا اَرْبَعًا وَّثَلٰثِيْنَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمَا مِنْ خَادِمٍ.(متفق عليه)6-989

حضرت علی رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں ایک دفعہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس کچھ قیدی آئے ہیں۔چکی پیسنے کی وجہ سے ہاتھوں میں چھالے پڑ جانے کی شکایت لے کر آپ کی خدمت اقدس میں گئیں۔آپ کو غیر حاضر پاکر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے تذکرہ کیا۔جب آپ ﷺ تشریف لائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بارے بتایا۔حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں چنانچہ آپ ہمارے ہاں تشریف لائے ہم بستروں پر لیٹ چکے تھے ہم نے اٹھنا چاہا۔تو آپ ﷺ نے فرمایا اپنی جگہ پر لیٹے رہو پھر آگے بڑھ کر میرے اور فاطمہ کے درمیان بیٹھ گئے۔ یہاں تک کہ میں نے آپ ﷺ کے قدم مبارک کی ٹھنڈک اپنے پیٹ پر محسوس کی' فرمایا تم دونوں جو مانگتے ہو کیا اس سے بہتر

چیز آپ کو نہ بتلاؤں؟ جب تم دونوں اپنے بستر پر جاؤ تو تینتیس مرتبہ سبحان اللہ، تینتیس مرتبہ الحمد للہ اور چونتیس مرتبہ اللہ اکبر پڑھا کرو۔ یہ تمہارے لیے خادم سے بہتر ہے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ جَاءَ تْ فَاطِمَةُ رضی الله عنها اِلَی النَّبِیِّ ﷺ تَسْاَلُهُ خَادِمًا فَقَالَ اَلاَ اَدُلُّکِ عَلٰی مَا هُوَ خَیْرٌ مِّنْ خَادِمٍ تُسَبِّحِیْنَ اللّٰهَ ثَلٰثًا وَّثَلٰثِیْنَ وَتَحْمَدِیْنَ اللّٰهَ ثَلٰثًا وَّثَلٰثِیْنَ وَتُكَبِّرِیْنَ اللّٰهَ اَرْبَعًا وَّثَلٰثِیْنَ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ وَّعِنْدَ مَنَامِکَ. (مسلم)990-7

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنھا نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں خادم کا مطالبہ لے کر آئیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں خادم سے بہتر چیز تمہیں نہ بتلاؤں؟ کہ تم ہر نماز اور سونے کے وقت تینتیس مرتبہ سبحان اللہ، تینتیس مرتبہ الحمد للہ اور چونتیس مرتبہ اللہ اکبر کے کلمات پڑھا کرو۔ (مسلم)

خلاصہ باب

۱۔ سونے کے وقت دائیں ہاتھ پر رخسار رکھتے ہوئے مسنون دعائیں پڑھنی چاہییں۔

۲۔ صبح اٹھتے وقت یا رات کو جاگنے کی صورت میں اللہ کا ذکر کرنا چاہیے۔

۳۔ سونے سے پہلے وضو کرنا آپ کی سنت مبارکہ ہے۔

۴۔ دعاؤں کے ساتھ سوتے وقت ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ الحمد اللہ اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر پڑھنا چاہیے۔

۵۔ مصنوعی دعاؤں اور وظائف کی بجائے مسنون دعائیں اور وظائف پڑھنے چاہییں۔



بَابُ الدَّعَوَاتِ فِي الْاَوْقَاتِ

مختلف اوقات کی دعائیں

دعا اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بے شمار روحانی جسمانی، دنیاوی اور اخروی فوائد ہیں۔ لہٰذا حکم ہے کہ کثرت کے ساتھ ذکر کیا کرو۔ افضل ترین ذکر وہ ہے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ہدایت کے مطابق اور ان اوقات اور موقعوں پر کیا جائے جن کا قرآن وسنّت سے ثبوت ملتا ہے۔ اگر ایک شخص کھانے سے پہلے اور بعد میں مسنون دعائیں نہیں پڑھتا اور سونے کے وقت سنّت کے مطابق ذکر نہیں کرتا اور آگے پیچھے اور ورد وظائف کرتا رہتا ہے تو وہ حقیقی معنوں میں ذاکر نہیں ہوسکتا۔ حقیقی ذاکر وہ ہے جو رسولِ محترم ﷺ کے بتلائے ہوئے طریقے اور اوقات کے مطابق ذکر کرے اس باب میں انہی اوقات اور اذکار کی نشاندہی کی گئی ہے:

الفصل الاول

پہلی فصل

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَوْ اَنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّاْتِيَ اَهْلَهُ قَالَ (بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطٰنَ مَا رَزَقْتَنَا) فَاِنَّهُ اِنْ يُّقَدَّرْ بَيْنَهُمَا وَلَدٌ فِيْ ذَالِكَ لَمْ يَضُرَّهُ شَيْطَانٌ اَبَدًا.(متفق عليه)1-991

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا اگر تم میں سے کوئی اپنی بیوی کے پاس جانا چاہے تو یہ دعا پڑھے "اللہ تعالیٰ کے نام سے بارالٰہا! ہمیں شیطان سے دور رکھ اور جو تو ہمیں اولاد عطا کرے اسے بھی شیطان سے بچائے رکھنا۔ اگر اولاد ان دونوں کے مقدر میں ہوئی تو شیطان کبھی اس کو نقصان نہ پہنچائے گا۔ (بخاری ومسلم)

عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ عِنْدَ الْكَرْبِ (لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْاَرْضِ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ).(متفق عليه)2-993

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مصیبت کے وقت یہ دعا کی ہے۔ "اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبودِ حقیقی نہیں، وہ عظمت اور حلم والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبودِ حقیقی نہیں، وہ عرشِ عظیم کا مالک ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبودِ حقیقی نہیں، وہ آسمانوں، زمین اور عرش کریم کا مالک ہے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ ﷺ قَالَ اسْتَبَّ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ وَنَحْنُ عِنْدَهُ جُلُوْسٌ وَّاَحَدُهُمَا يَسُبُّ صَاحِبَهُ مُغْضَبًا قَدِ احْمَرَّ وَجْهُهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اِنِّيْ لَاَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ

حضرت سلیمان بن صرد ﷺ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں دو شخص گالم گلوچ پر اتر آئے۔ ہم بھی وہاں بیٹھے تھے۔ ان میں سے ایک شخص کا چہرہ غصے سے سرخ ہوگیا اور وہ اپنے ساتھی کو برا بھلا کہہ رہا تھا۔ نبی اکرم ﷺ

قَالَهَا لَذَهَبَ عَنْهُ مَا يَجِدُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ فَقَالُوْا لِلرَّجُلِ لَا تَسْمَعُ مَا يَقُوْلُ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ اِنِّيْ لَسْتُ بِمَجْنُوْنٍ.(متفق عليه)994-3

نے فرمایا میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ اگر یہ شخص وہ کلمہ کہہ دے تو اس کا غصہ کافور ہو جائے۔ وہ کلمہ یہ ہے۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ یعنی "میں راندہ درگاہ شیطان سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں۔ اس پر صحابہ کرام ﷺ نے اس کو متوجہ کیا۔ کیا تو نبی کریم ﷺ کا فرمان نہیں سن رہا؟ اس نے جواب دیا میں پاگل نہیں ہوں۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا سَمِعْتُمْ صِيَاحَ الدِّيْكَةِ فَاسْئَلُو اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهِ فَاِنَّهَا رَأَتْ مَلَكًا وَاِذَا سَمِعْتُمْ نَهِيْقَ الْحِمَارِ فَتَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ فَاِنَّهُ رَاٰى شَيْطَانًا.(متفق عليه)995-4

حضرت ابوہریرہ ﷺ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب تم مرغ کی اذان سنو تو اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگا کرو۔ کیونکہ وہ فرشتے کو دیکھتا ہے اور جب گدھے کو ہینگتا سنو تو مردود شیطان سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرو۔ کیونکہ گدھا شیطان کو دیکھتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا اسْتَوٰى عَلٰى بَعِيْرِهٖ خَارِجًا اِلَى السَّفَرِ كَبَّرَ ثَلٰثًا ثُمَّ قَالَ (سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْأَلُكَ فِيْ سَفَرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰى وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰى اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هٰذَا وَاطْوِلَنَا بُعْدَهٗ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةُ فِي الْاَهْلِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ وَّعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَاٰبَةِ الْمَنْظَرِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِي الْمَالِ وَالْاَهْلِ) وَاِذَا رَجَعَ قَالَ هُنَّ وَزَادَ فِيْهِنَّ (اٰئِبُوْنَ تَآئِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ). (مسلم)995-5

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ سفر پر روانہ ہوتے وقت جب اپنے اونٹ پر سوار ہوتے تو تین مرتبہ اللہ اکبر کہتے پھر یہ دعا پڑھتے "پاک ہے وہ ذات جس نے اس سواری کو ہمارے لیے مسخر کر دیا حالانکہ ہم اس کو زیر کرنے کی طاقت نہ رکھتے تھے۔ بلاشبہ ہم اپنے رب کی طرف پلٹنے والے ہیں۔ بارالٰہا! ہم اس سفر میں نیکی، تقویٰ اور ایسے عمل کا سوال کرتے ہیں جس میں تیری رضا ہو۔ اے ہمارے معبود! ہمارے اس سفر کو آسان بنا دے، اس کی دوری کو سمیٹ دے۔ بارالٰہا! تو اس سفر میں ہمارا ساتھی ہے اور اہل وعیال کی حفاظت فرمانے والا ہے۔ بارالٰہا! میں سفر کی مشقتوں، غمناک منظر اور اپنے اہل وعیال اور مال میں پریشان واپسی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔" جب واپس آتے تو ان کلمات کا اضافہ فرماتے۔ "ہم لوٹنے والے ہیں، توبہ کرنے والے ہیں، عبادت کرنے والے ہیں۔ اور اپنے خالق و مالک کی حمد وثنا کے گن گانے والے ہیں۔" (مسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَرْجِسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا سَافَرَ يَتَعَوَّذُ مِنْ وَّعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ وَالْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْرِ وَدَعْوَةِ الْمَظْلُوْمِ وَسُوْءِ الْمَنْظَرِ فِي الْاَهْلِ وَالْمَالِ. (مسلم) 6-996

حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں دورانِ سفر رسول اللہ ﷺ سفر کی صعوبتوں، واپسی پر دل شکستگی، حالات کی بری تبدیلی، مظلوم کی بددعا اور گھر اور مال میں برے حالات سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کیا کرتے تھے۔ (مسلم)

عَنْ خَوْلَةَ بِنْتِ حَكِيْمٍ رضی الله عنها قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ نَزَلَ مَنْزِلًا فَقَالَ (اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ) لَمْ يَضُرَّهُ شَيْءٌ حَتّٰى يَرْتَحِلَ مِنْ مَّنْزِلِهٖ ذَالِكَ. (مسلم) 7-997

خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا جو شخص کسی جگہ قیام کرے اور یہ دعا کرے تو جب تک وہ شخص اس مقام سے کوچ نہیں کرے گا اس کو کوئی تکلیف نہیں پہنچ سکتی۔ ''میں اللہ تعالیٰ کے کامل کلمات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ہر شر سے پناہ طلب کرتا ہوں''۔ (مسلم)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا لَقِيْتُ مِنْ عَقْرَبٍ لَدَغَتْنِي الْبَارِحَةَ قَالَ اَمَا لَوْ قُلْتَ حِيْنَ اَمْسَيْتَ (اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ) لَمْ تَضُرَّكَ. (مسلم) 8-998

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں آیا اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! کل رات مجھے بچھو کے ڈسنے سے بڑی تکلیف پہنچی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا شام کے وقت اگر تو نے پڑھا ہوتا ''میں اللہ تعالیٰ کے کامل کلمات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔'' تو بچھو تجھے ہرگز تکلیف نہ پہنچا سکتا۔ (مسلم)

عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ اِذَا كَانَ فِيْ سَفَرٍ وَاَسْحَرَ يَقُوْلُ سَمِعَ سَامِعٌ بِحَمْدِ اللّٰهِ وَحُسْنِ بَلَائِهٖ عَلَيْنَا رَبَّنَا صَاحِبْنَا وَاَفْضِلْ عَلَيْنَا عَائِذًا بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ. (مسلم) 9-999

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ جب سفر میں ہوتے اور سحری کا وقت ہوتا تو یہ دعا کرتے۔ سننے والا سن رہا ہے ہم اللہ کی تعریف کر رہے ہیں اس کے جو عمدہ احسانات کا جو ہم پر ہیں اعتراف کرتے ہیں اے ہمارے پروردگار! ہمارا محافظ بن جایئے' ہم پر فضل کر اور اللہ کی ہم دوزخ سے پناہ طلب کرنے والے ہیں۔ (مسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا قَفَلَ مِنْ غَزْوٍ اَوْ حَجٍّ اَوْ عُمْرَةٍ يُكَبِّرُ عَلٰى كُلِّ شَرَفٍ مِّنَ الْاَرْضِ ثَلٰثَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کسی غزوہ، حج یا عمرہ سے واپسی پر کسی بلندی کی طرف بڑھتے تو تین بار اللہ اکبر پڑھ کر یہ دعا مانگتے۔ ''اللہ تعالیٰ کے

تَکْبِیْرَاتٍ ثُمَّ یَقُوْلُ (لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اٰیِبُوْنَ تَآئِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ). (متفق علیه) 1000-10

سوا کوئی معبود حقیقی نہیں ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ہے، اسی کی بادشاہی ہے۔ اسی کے لیے ہر تعریف وثنا اور شکرانے ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ ہم لوٹنے والے ہیں، توبہ کرنے والے ہیں، عبادت کرنے والے ہیں، سجدہ کرنے والے ہیں اور اپنے پروردگار کی تعریفوں کے گن گانے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ سچ کردکھایا، اپنے بندے کی مدد فرمائی اس اکیلے نے تمام گروہوں کو شکست فاش دی۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰی ؓ قَالَ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَوْمَ الْاَحْزَابِ عَلَی الْمُشْرِکِیْنَ فَقَالَ (اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْکِتَابِ سَرِیْعَ الْحِسَابِ اَللّٰهُمَّ اهْزِمِ الْاَحْزَابَ اَللّٰهُمَّ اهْزِمْهُمْ وَزَلْزِلْهُمْ). (متفق علیه) 1001-11

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی ؓ کا بیان ہے۔ غزوۂ خندق کے دن رسول اللہ ﷺ نے مشرکین کے لیے بددعا کی، ”اے اللہ! کتاب نازل فرمانے والے، جلد حساب چکانے والے، سب گروہوں کو شکست سے دوچار کردے۔ بارالٰہا! مشرکین کو شکست دے اور ان کے قدم اکھاڑ دے۔“ (بخاری ومسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ ؓ قَالَ نَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰی اَبِیْ فَقَرَّبْنَا اِلَیْهِ طَعَامًا وَّوَطْبَةً فَاَکَلَ مِنْهَا ثُمَّ اُتِیَ بِتَمْرٍ فَکَانَ یَاْکُلُهٗ وَیُلْقِی النَّوٰی بَیْنَ اِصْبَعَیْهِ وَیَجْمَعُ السَّبَّابَةَ وَالْوُسْطٰی وَفِیْ رِوَایَةٍ فَجَعَلَ یُلْقِی النَّوٰی عَلٰی ظَهْرِ اِصْبَعَیْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰی ثُمَّ اُتِیَ بِشَرَابٍ فَشَرِبَهٗ فَقَالَ اَبِیْ وَاَخَذَ بِلِجَامِ دَآبَّتِهٖ اُدْعُ اللّٰهَ لَنَا فَقَالَ (اَللّٰهُمَّ بَارِکْ لَهُمْ فِیْمَا رَزَقْتَهُمْ وَاغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ). (مسلم) 1002-12

حضرت عبداللہ بن بسر ؓ کا بیان ہے، رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے والد کے مہمان بنے، ہم نے آپ کے سامنے کھانا اور حلوہ پیش کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے کھایا پھر کھجوریں پیش کی گئیں، آپ ان کو کھاتے رہے اور گٹھلیاں دو انگلیوں یعنی انگشت شہادت اور درمیانی انگلی سے پکڑ کر پھینکتے رہے، دوسری روایت میں ہے کہ انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کی پشت پر رکھ کر پھینکتے رہے۔ پھر پانی پیش کیا گیا، آپ نے پانی پیا۔ پھر میرے والد نے آپ کی سواری کی لگام تھامتے ہوئے اپنے لیے دعا کی درخواست کی چنانچہ آپ نے دعا فرمائی۔ ”اے ہمارے اللہ! جو رزق تو نے ان کو دیا ہے اس میں برکت عطا فرما، ان کو معاف کردے اور ان پر مہربانی فرما۔ (مسلم)

الفصل الثالث

وَعَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ كُنَّا إِذَا صَعِدْنَا كَبَّرْنَا وَ إِذَانَزَلْنَا سَبَّحْنَا (رواه البخاری) 1003-13

تیسری فصل

حضرت جابر ﷺ بیان کرتے ہیں کہ ہم سفر میں بلندی پر چڑھتے وقت اللہ اکبر اور نشیب میں اترتے وقت سبحان اللہ پڑھا کرتے تھے۔ (بخاری)

خلاصہ باب

۱۔ افضل ترین دعائیں اور وظائف وہ ہیں جو سنت سے ثابت ہوں۔

۲۔ حقیقی ذکر کرنے والا وہ ہے جو مسنون اوقات کے وقت مسنون وظائف کرتا ہے۔

۳۔ بلندی پر چڑھتے ہوئے اللہ اکبر تین مرتبہ اور اترتے وقت سبحان اللہ کہنا چاہیے۔

۴۔ ہر دم اللہ تعالیٰ سے اس کی پناہ طلب کرنی چاہیے۔

۵۔ اپنے میزبان کے لیے دعا کرنا سنتِ رسول کریم ہے۔

۶۔ سوتے اور جاگتے وقت مسنون دعائیں کرنی چاہیں۔

۷۔ غصہ سے نجات کے لئے حاصل کرنے کے لیے اعوذ باللہ۔۔۔ پڑھنا چاہیے۔

۸۔ سنت معلوم ہو جانے کے باوجود اس پر عمل نہ کرنا بیوقوفی ہے۔

۹۔ سفر پر جاتے ور پلٹتے وقت دعائیں کرنی سنّت ہیں۔



بَابُ الْاِسْتِعَاذَةِ

بُری چیزوں سے اللہ کی پناہ طلب کرنا

اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کے تمام عناصر کو باہم متضاد پیدا فرمایا ہے۔ روشنی کی مقابلے میں اندھیرا، آگ کو ٹھنڈا کرنے کے لیے پانی، زمین کی پستیوں پر آسمان کی رفعت و بلندی۔ اسی طرح نیکی کے مدمقابل برائی اور نقصان کے برعکس فائدہ کا سلسلہ قائم کیا ہے۔ اسی بنا پر اللہ کے حضور مانگتے وقت انسان کو خیر و عافیت طلب کرنے کے ساتھ ہر قسم کے شر اور نقصان سے بھی پناہ طلب کرتے رہنا چاہیے۔ قرآن مجید میں نیک بندوں کی ایک یہ صفت بھی بیان ہوئی ہے جس کی روشنی میں، مہربان آقا ﷺ نے امت کی رہنمائی کرتے ہوئے یہ دعائیں سکھلائی ہیں۔

الفصل الاول

پہلی فصل

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ جَهْدِ الْبَلَآءِ وَدَرْکِ الشَّقَآءِ وَسُوْٓءِ الْقَضَآءِ وَشَمَاتَةِ الْاَعْدَاءِ.(متفق علیه)1004-1

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے سخت مصیبت، بدبختی، بری تقدیر اور دشمنوں کے خوش ہونے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنے کی تلقین فرمائی۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَنَسٍ ؓ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ یَقُوْلُ (اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَالْعَجْزِ وَالْکَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَضَلَعِ الدَّیْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ). (متفق علیه)1005-2

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے "اے اللہ میں فکر و غم، عاجزی، کاہلی، بزدلی، بخل، قرض کے غلبہ اور لوگوں کے دباؤ میں آنے سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ یَقُوْلُ (اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْکَسَلِ وَالْهَرَمِ وَالْمَغْرَمِ وَالْمَاْثَمِ اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَفِتْنَةِ النَّارِ وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْغِنٰی وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْفَقْرِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِیْحِ الدَّجَالِ اَللّٰهُمَ اغْسِلْ خَطَایَایَ بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّ قَلْبِیْ کَمَا یُنَقَّی الثَّوْبُ الْاَبْیَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَبَاعِدْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ خَطَایَایَ کَمَا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی کریم ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے۔ "ہمارے معبود! میں سستی و کاہلی بڑھاپے قرض اور گناہ سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔ بارالٰہا! میں جہنم کے عذاب اور آگ کے فتنے اور قبر کی سختی اور عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ دولت کی آزمائش کے شر غربت کے مصائب مسیح دجال کی آزمائش کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ ہمارے اللہ! میرے گناہوں کو برفیلے پانی اور اولوں سے دھو ڈال، میرے دل کو اس طرح پاک صاف کر دے جس طرح سفید کپڑا میل کچیل سے پاک کیا جاتا ہے

بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ). (متفق عليه) 3-1006

اور میرے اور میرے گناہوں کے درمیان مشرق ومغرب جیسی دوری پیدا کردے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ زَيْدِبْنِ اَرْقَمَ ﷺ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ (اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَالْهَرَمِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ اَللّٰهُمَّ اٰتِ نَفْسِىْ تَقْوٰهَا وَزَكِّهَااَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكّٰهَا اَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلٰهَا اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عِلْمٍ لَّا يَنْفَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ وَمِنْ نَفْسٍ لَاتَشْبَعُ وَمِنْ دَعْوَةٍ لَّا يُسْتَجَابُ لَهَا). (مسلم) 4-1007

حضرت زید بن ارقم ﷺ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان کلمات کے ساتھ دعا مانگا کرتے تھے۔ "بارالٰہا! میں عاجزی، سستی وکاہلی، بزدلی، بخل، بڑھاپے اور عذاب قبر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ یا اللہ میرے نفس کو تقویٰ اور پاکیزگی عطا فرما۔ توسب سے بہتر پاکیزگی عطا کرنے والا ہے۔ تو ہی میرے نفس کا والی اور آقا ہے۔ اے ہمارے اللہ! میں نفع نہ دینے والے علم، تیرا خوف نہ رکھنے والے دل، سیر نہ ہونے والے نفس اور مقبول نہ ہونے والی دعا سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔ (مسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ مِنْ دُعَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ (اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ وَتَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ وَفُجَاءَ ةِ نِقْمَتِكَ وَجَمِيْعِ سَخَطِكَ). (مسلم) 5-1008

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی یہ دعا ہوا کرتی تھی۔ "بارالٰہا! میں تیری نعمتوں کے زوال، تیری عافیت کے پھر جانے، تیرے اچانک عذاب اور تیری ہر طرح کی ناراضگی سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔ (مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ (اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ وَمِنْ شَرِّمَا لَمْ اَعْمَلْ). (مسلم) 6-1009

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اکثر یہ دعا مانگا کرتے تھے۔ "اے اللہ! میں اپنے کردہ اور ناکردہ اعمال کے شر سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔ (مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ (اَللّٰهُمَّ لَكَ اَسْلَمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْكَ اَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِعِزَّتِكَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَنْ تُضِلَّنِىْ اَنْتَ الْحَىُّ الَّذِىْ لَا يَمُوْتُ وَالْجِنُّ وَالْاِنْسُ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے۔ "بارالٰہا! میں تیرا مطیع فرمان ہوگیا، تجھ پر ایمان لاتا ہوں، تجھی پر بھروسہ کرتا ہوں، تیری ہی طرف رجوع کرتا ہوں اور تیری ہی (مدد) کے ساتھ لڑائی کرتا ہوں۔ میں تیری عزت کے ساتھ پناہ میں آتا ہوں کہ تو مجھے گمراہ

يَمُوْتُوْنَ).(متفق علیہ)7-1010 کرے۔تیرے سوا کوئی معبود نہیں ۔تو زندہ ہے جسے کبھی موت نہیں آئے گی جبکہ جن وانس سب مرنے والے ہیں۔(بخاری ومسلم)

خلاصۂ باب

افضل اور بہتر بات یہ ہے کہ ہمیں رسول محترم ﷺ کی زبان اطہر سے نکلے ہوئے دعائیہ کلمات یاد ہونے چاہییں کیونکہ یہ مقدس الفاظ اللہ تعالیٰ نے ہی آپ کی زبان اطہر پر جاری فرمائے ہیں اوران دعاؤں کو قبولیت کے شرف سے نوازا ہے۔اگر کوئی شخص یہ کلمات یاد نہیں کرسکتا تو اسے اپنے الفاظ میں ہر اس چیز سے پناہ مانگنی چاہیے جس کا آپ ﷺ کی دعاؤں میں ذکر پایا جاتا ہے۔



بَابُ جَامِعِ الدُّعَاءِ

جامع دعائیں

دعا کے آداب بتلاتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے یہ تعلیم عنایت فرمائی کہ آدمی کو اپنے رب سے مانگتے ہوئے عجز وانکساری اور جامع کلمات کے ساتھ مانگنا چاہیے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے خزانے سمندر کی طرح وسیع وعریض، ہر وقت لبالب، ہمیشہ سے بھرے ہوئے اور ہمیشہ بھرے رہیں گے۔ آپ ﷺ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ کائنات کی تمام مخلوقات کی تمام حاجات کو پورا کر دیا جائے تو اللہ کی رحمت کے سمندر میں اتنی بھی کمی واقع نہیں ہوتی جتنی ایک چڑیا سمندر سے اپنی چونچ میں پانی لیتی ہے۔ فرمان ربی ہے

رَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ فَسَاَکْتُبُهَا لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ وَ یُؤْتُوْنَ الزَّکٰوةَ وَالَّذِیْنَ هُمْ بِاٰیٰتِنَا یُؤْمِنُوْنَ○ اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ.(الاعراف ۷:۱۵۶-۱۵۷)

''میری رحمت ہر چیز پر چھائی ہوئی ہے اور اسے میں ان لوگوں کے حق میں لکھوں گا جو پرہیزگاری کریں گے، زکوۃ دیں گے اور میری آیات پر ایمان لائیں گے۔ یہ رحمت ان لوگوں کا حصہ ہے جو اس پیغمبر نبی امی ﷺ کی پیروی اختیار کریں''۔

الفصل الاول

پہلی فصل

عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهٗ کَانَ یَدْعُوْ بِهٰذَا الدُّعَاءِ (اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ خَطِیْئَتِیْ وَجَهْلِیْ وَاِسْرَافِیْ فِیْ اَمْرِیْ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّیْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ جِدِّیْ وَهَزْلِیْ وَخَطَئِیْ وَعَمْدِیْ وَکُلُّ ذٰلِکَ عِنْدِیْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّیْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ وَاَنْتَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ).(متفق علیه) 1-1011

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اکثر یہ دعا مانگا کرتے تھے۔ ''بارالٰہا! میری خطائیں، میری جہالت، اپنی حد سے بڑھ جانا اور جن کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے، انہیں معاف فرمادے۔ اے ہمارے اللہ! میری سنجیدہ، غیر سنجیدہ، بھول کر اور عمداً کی گئی خطاؤں اور جو کچھ مجھ سے سرزد ہوا سب کو مغفرت فرمادے۔ اے ہمارے اللہ! تو میرے وہ گناہ معاف کردے جو مجھ سے پہلے ہو چکے یا بعد میں ہوں گے اور جو میں نے چھپائے یا ظاہر کیے اور جو تو مجھ سے زیادہ ان کو جاننے والا ہے تو ہی سب کو آگے بڑھانے والا اور تو ہی پیچھے رکھنے والا ہے اور تو ہی ہر چیز پر قادر ہے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ (اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ لِیْ دِیْنِیَ الَّذِیْ هُوَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے۔ رسول معظم ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے۔ ''اے اللہ! میرے لیے میرے دین کو

عِصْمَةُ اَمْرِیْ وَاَصْلِحْ لِیْ دُنْیَایَ الَّتِیْ فِیْهَامَعَاشِیْ وَاَصْلِحْ لِیْ اٰخِرَتِیَ الَّتِیْ فِیْهَا مَعَادِیْ وَاجْعَلِ الْحَیٰوۃَ زِیَادَۃً لِّیْ فِیْ کُلِّ خَیْرٍ وَّاجْعَلِ الْمَوْتَ رَاحَۃً لِّیْ مِنْ کُلِّ شَرٍّ).(مسلم)2-1012

درست رکھنا۔ دین ہی میرے معاملات میں اصل سہارا ہے، میرے لیے میرے دنیا کے معاملات جن کے ساتھ میرا معاش وابستہ ہے درست فرمادے۔ میری آخرت کو میرے لئے درست فرمادے جہاں مجھے لوٹ کر جانا ہے اور میری زندگی کو ہر نیک کام زیادہ کرنے کا ذریعہ بنا اور موت کو میرے لیے ہر شر سے راحت کا موجب بنا۔ (مسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍؓ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهٗ کَانَ یَقُوْلُ (اَللّٰهُمَّ اِنِّیْۤ اَسْاَلُکَ الْهُدٰی وَالتُّقٰی وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰی).(مسلم)3-1013

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی محترم ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے۔ ”ہمارے اللہ! میں تجھ سے ہدایت، تقویٰ، پاکیزگی اور استغنا کا طلب گار ہوں۔ (مسلم)

عَنْ عَلِیٍّؓ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ قُلِ (اللّٰهُمَّ اهْدِنِیْ وَسَدِّدْنِیْ) وَاذْکُرْ بِالْهُدٰی هِدَایَتَکَ الطَّرِیْقَ وَبِالسَّدَادِ سَدَادَالسَّهْمِ.(مسلم)4-1014

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اس دعا کو مانگنے کی تلقین فرمائی۔ ”اے اللہ! مجھے ہدایت دے اور مجھے سیدھا رکھنا“ ہدایت سے مراد سیدھے راستے کی ہدایت اور سیدھا رکھنے سے مراد تیر کی مانند سیدھا رکھنا۔ (مسلم)

عَنْ اَبِیْ مَالِکِ الْاَشْجَعِیِّؓ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ کَانَ رَجُلٌ اِذَا اَسْلَمَ عَلَّمَهُ النَّبِیُّ ﷺ الصَّلٰوۃَ ثُمَّ اَمَرَهٗ اَنْ یَّدْعُوَ بِهٰٓؤُلَآءِ الْکَلِمٰتِ (اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاهْدِنِیْ وَعَافِنِیْ وَارْزُقْنِیْ).(مسلم)5-1015

حضرت ابو مالک اشجعیؓ کو ان کے والد نے بتایا کہ جب کوئی شخص اسلام قبول کرتا تو نبی معظم ﷺ اس کو نماز کی تعلیم دیتے پھر ان کلمات کے ساتھ دعا مانگنے کا حکم دیتے۔ ”بارالٰہا! مجھے معاف فرمادے، مجھ پر رحم فرما، مجھے سیدھے راستے پر چلا، مجھے عافیت عطا فرما اور مجھے رزق عنایت فرما۔“ (مسلم)

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ کَانَ اَکْثَرُ دُعَآءِ النَّبِیِّ ﷺ اَللّٰهُمَّ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ.(متفق علیه) 6-1016

حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ نبی مکرم ﷺ اکثر یہ دعا مانگا کرتے تھے۔ ”اے ہمارے اللہ! ہمیں دنیا اور آخرت کی ہر نیکی اور بھلائی عطا فرما اور جہنم کی آگ کے عذاب سے محفوظ رکھیو۔ (بخاری ومسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ عَادَ رَجُلًا مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ قَدْ خَفَتَ فَصَارَ مِثْلَ الْفَرْخِ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ هَلْ کُنْتَ تَدْعُوااللّٰہَ

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مسلمان بیمار کی بیمار پرسی کی۔ وہ بیماری کی وجہ سے بے حد کمزور چوزے کی مانند ہو چکا تھا۔ رسول کریم ﷺ نے

بِشَیْءٍ اَوْ تَسْأَلُهُ إِيَّاهُ قَالَ نَعَمْ كُنْتُ اَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ مَا كُنْتُ مُعَاقِبِیْ بِهٖ فِی الْاٰخِرَةِ فَعَجِّلْهُ لِیْ فِی الدُّنْيَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سُبْحَانَ اللّٰهِ لَا تُطِيْقُهُ وَلَا تَسْتَطِيْعُهُ اَفَلَا قُلْتَ (اَللّٰهُمَّ اٰتِنَا فِی الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ) قَالَ فَدَعَا اللّٰهَ بِهٖ فَشَفَاهُ اللّٰهُ.(مسلم)7-1017

اس سے دریافت کیا تو اللہ تعالیٰ سے کوئی دعا کرتا رہا ہے؟ اس نے جواب دیا۔ہاں! میں یہ دعا مانگتا رہا ہوں۔الٰہی مجھے آخرت میں تو نے جو سزا دینی ہے وہ مجھے اس دنیا میں ہی دے دے۔'' رسول اللہ ﷺ نے تعجب سے فرمایا۔سبحان اللہ! تو اس کی نہ طاقت رکھتا ہے نہ استطاعت۔تو نے اس طرح کیوں نہ دعا کی۔''اے اللہ ہمیں دنیا اور آخرت کی ہر نیکی اور بھلائی عطا فرما اور جہنم کی آگ سے محفوظ فرما۔حضرت انس ؓ نے بیان کیا اس نے ان کلمات کے ساتھ اللہ سے دعا کی تو اللہ نے اس کو شفا عطا فرمائی۔(مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ دعا ہمیشہ جامع کلمات اور الفاظ میں مانگنی چاہیے۔
۲۔ آخرت کے ثواب کے بدلے دنیا میں کوئی آزمائش نہیں مانگنی چاہیے۔
۳۔ دعا مانگتے ہوئے دانستہ اور نادانستہ ہو جانے والے سب گناہوں کی معافی طلب کرنی چاہیے۔
۴۔ جامع اور بہترین دعا وہ ہے جس میں دنیا و آخرت کی بہتری طلب کی جائے۔



كِتَابُ الْمَنَاسِكِ

حج کے ارکان

حج عبادات کا مرقع' دین کی جامعیت اور روح کا ترجمان ہے۔ یہ مسلمانوں کی اجتماعی تربیت اور ملت کے معاملات کا ہمہ گیر جائزہ لینے کا وسیع وعریض پلیٹ فارم ہے۔ شریعت نے امتِ مسلمہ کو اپنے اور دنیا بھر کے تعلقات و معاملات کا تجزیہ کرنے کے لئے سالانہ بین الاقوامی سٹیج مہیا کیا ہے تاکہ وہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کے معاملہ میں اپنی کمی وبیشی کا احساس کرتے ہوئے توبہ واستغفار کی صورت میں اس کی تلافی کا انتظام کریں۔ جہاں اپنے کردار و گفتار کا جائزہ لینا ہے وہاں ملتِ کفر کے حالات وواقعات اور ان کے فکر وعمل پر کڑی نظر رکھنا بھی نہایت ضروری ہے۔ یہ احتساب وعمل کی ایسی تربیت گاہ ہے کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ حج کے موقع پر مملکت کے گورنروں اور اعلیٰ حکام کا اجلاس منعقد کرتے اور ان علاقوں کے عمائدین سے وہاں کے حالات وواقعات اور حکام کے طرزِ عمل کے بارے میں استفسار فرماتے اور موقع پر ہی ہدایات جاری کرتے تھے۔ یہاں تک کہ کئی گورنروں کو ان کے علاقے کے معزز شہریوں کے سامنے احتساب کے لیے بھی پیش کیا کرتے تھے۔ حج صرف چند ارکان کی ادائیگی اور فقط بڑا اجتماع منعقد کرنے کا نام نہیں بلکہ اس میں تو افکار واعمال کی انفرادی اور اجتماعی اصلاح کا پروگرام دیا گیا ہے۔ اسی کے پیش نظر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حجاج کرام کو دھکم پیل اور حج کے مقصد سے ہٹتے ہوئے محسوس کیا تو موقع پر ہی ہدایات جاری فرمائیں' حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم رکاب تھے۔ لوگوں کی حالت یہ تھی کہ جمگھٹا کی صورت میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کے لئے زور آزمائی کر رہے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ میں کوڑا لہراتے ہوئے لوگوں سے یہ فرماتے جا رہے تھے۔

عَلَيْكُمْ السَّكِيْنَةُ فَإِنَّ الْبِرَّ لَيْسَ فِيْ اِيْضَاعٍ

اے حجاج کرام! سنجیدگی اور وقار اختیار کیجئے' نیکی اچھلنے کودنے کا نام نہیں۔

فرضیّتِ حج

حج چند معیّن اور مقررہ ایام میں اللہ تعالیٰ کے دیوانوں اور پروانوں کی طرح اس کے دربار کی حاضری دینے کا نام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاضری کے آداب بتلائے اور کر کے دکھلائے۔ یہ حاضری ہر صاحبِ استطاعت پر واجب ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ○ القرآن (آل عمران ۳:۹۷)

''اور اللہ تعالیٰ کے لئے حج کرنا فرض ہے ہر اس شخص پر جو اس تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو''۔

یہی بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمائی کہ حج فرض ہے ہر اس آدمی پر

مَنْ مَلَكَ زَادًا وَّرَاحِلَةً تُبَلِّغُهُ إِلٰى بَيْتِ اللّٰهِ (ترمذی)

''جو استطاعت رکھتا ہو زادِ راہ اور سواری کی جس کے ذریعے بیت اللہ پہنچ جائے''۔

الفصل الاول

پہلی فصل

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ یَا اَیُّهَا النَّاسُ قَدْ فُرِضَ عَلَیْکُمُ الْحَجُّ فَحُجُّوْا فَقَالَ رَجُلٌ اَکُلَّ عَامٍ یَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَسَکَتَ حَتّٰی قَالَهَا ثَلٰثًا فَقَالَ لَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ وَلَمَا اسْتَطَعْتُمْ ثُمَّ قَالَ ذَرُوْنِیْ مَا تَرَکْتُکُمْ فَاِنَّمَا هَلَکَ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ بِکَثْرَةِ سُؤَالِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ عَلٰی اَنْبِیَآئِهِمْ فَاِذَا اَمَرْتُکُمْ بِشَیْءٍ فَاْتُوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاِذَا نَهَیْتُکُمْ عَنْ شَیْءٍ فَدَعُوْهُ.(مسلم)1018-1

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا، لوگو! تم پر حج فرض کر دیا گیا ہے۔ اس لئے تم حج کرو۔ ایک آدمی نے پوچھا کیا ہر سال؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے حتی کہ اس نے اپنا سوال تین بار دہرایا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر میں ہاں کہہ دیتا تو پر ہر سال حج فرض ہو جاتا اور تم اس کی استطاعت نہ رکھتے۔ پھر فرمایا، جب میں تمہاری خاطر کوئی بات چھوڑ دوں تو میرا پیچھا نہ کرو۔ تم سے پہلے بہت سے لوگ سوالات کی کثرت اور انبیا سے اختلاف کے سبب ہلاک ہوئے۔ جب میں تمہیں کسی کام کا حکم دوں تو مقدور بھر اسے بجا لاؤ اور جب کسی کام سے منع کروں تو اس سے باز آ جاؤ۔ (مسلم)

عَنْهُ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَیُّ الْعَمَلِ اَفْضَلُ قَالَ اِیْمَانٌ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ قِیْلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ الْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ قِیْلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ حَجٌّ مَّبْرُوْرٌ.(متفق علیه)1019-2

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا سب سے افضل عمل کون سا ہے؟ آپ نے جواب دیا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔ مزید پوچھا گیا۔ پھر کون سا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جہاد فی سبیل اللہ۔ دریافت کیا گیا۔ پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا، حج مبرور۔ (بخاری و مسلم)

عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ یَرْفُثْ وَلَمْ یَفْسُقْ رَجَعَ کَیَوْمٍ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ.(متفق علیه)1020-3

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اللہ کی رضا کے لئے حج کیا۔ اور اس نے دورانِ حج کوئی شہوانی فعل اور فجور نہ کیا تو وہ ایسے لوٹے گا گویا اسی دن اس کی والدہ نے اس کو جنم دیا۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَلْعُمْرَةُ اِلَی الْعُمْرَةِ کَفَّارَةٌ لِّمَا بَیْنَهُمَا وَالْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَیْسَ لَهٗ جَزَآءٌ اِلَّا الْجَنَّةُ.(متفق علیه)1021-4

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ایک عمرہ دوسرے عمرے کے درمیان کے گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے اور حجِ مقبول کی جزا صرف جنت ہی ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ عُمْرَةً فِیْ رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةً. (متفق علیه)1022-5

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا، رمضان میں عمرہ حج کرنے کے برابر ہے۔(بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

رمضان المبارک میں عمرہ کرنے کا ثواب بیان فرمانے کا یہ مقصد نہیں کہ اگر کسی پر حج فرض ہو چکا ہے تو وہ رمضان میں عمرہ کرے تو اس کا فرض ادا ہو جائے گا۔ بلکہ اس کا مقصد تو صرف رمضان میں عمرہ کا ثواب بیان فرمانا ہے۔ایسے شخص کے ذمہ حج کی ادائیگی باقی رہے گی جب تک وہ ادا نہ کرے۔

وَعَنْهُ قَالَ اِنَّ النَّبِیَّ ﷺ لَقِیَ رَكْبًا بِالرَّوْحَآءِ فَقَالَ مَنِ الْقَوْمُ قَالُوا الْمُسْلِمُوْنَ فَقَالُوْا مَنْ اَنْتَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَرَفَعَتْ اِلَيْهِ امْرَاَةٌ صَبِيًّا فَقَالَتْ اَلِهٰذَا حَجٌّ قَالَ نَعَمْ وَلَكِ اَجْرٌ. (مسلم)1023-6

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ روحاء کے مقام پر ایک قافلے سے ملے۔آپ ﷺ نے پوچھا کس قوم سے تعلق ہے؟ انہوں نے جواب دیا، مسلمان اور انہوں نے جواباً پوچھا آپ کون ہیں؟ آپ نے جواب دیا، میں اللہ کا رسول ہوں۔اس موقعہ پر ایک عورت نے ایک بچہ اوپر اٹھا کر پوچھا کیا اس کا حج ادا ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں اس کا اجر تمہیں بھی ملے گا۔(مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ اِنَّ امْرَاَةً مِّنْ خَثْعَمَ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ فَرِيْضَةَ اللّٰهِ عَلٰى عِبَادِهٖ فِی الْحَجِّ اَدْرَكَتْ اَبِیْ شَيْخًا كَبِيْرًا لَّا يَثْبُتُ عَلَى الرَّاحِلَةِ اَفَاَحُجُّ عَنْهُ قَالَ نَعَمْ وَذَالِكَ فِیْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ. (متفق علیه)1024-7

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ قبیلہ خثعم کی ایک عورت نے دریافت کیا۔یا رسول اللہ! اللہ کی جانب سے اپنے بندوں پر حج فرض کیا گیا کیا حج میرے والد پر واجب ہے جب کہ وہ اتنا بوڑھا ہے کہ اپنی سواری پر بیٹھنے کی طاقت نہیں رکھتا؟ کیا میں اس کی جانب سے حج کر سکتی ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں اور یہ حجۃ الوداع کا واقعہ ہے۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْهُ قَالَ اَتٰى رَجُلٌ النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ اِنَّ اُخْتِیْ نَذَرَتْ اَنْ تَحُجَّ وَاِنَّهَا مَاتَتْ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ لَوْ كَانَ عَلَيْهَا دَيْنٌ اَكُنْتَ قَاضِيَهٗ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاقْضِ دَيْنَ اللّٰهِ فَهُوَ اَحَقُّ بِالْقَضَآءِ. (متفق علیه)1025-8

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔اس نے دریافت کیا میری بہن نے حج کرنے کی نذر مانی تھی لیکن وہ فوت ہو گئی ہے آپ ﷺ نے دریافت فرمایا۔اگر اس پر قرض ہوتا تو کیا تم اس کا قرض ادا کرتے؟ اس نے جواب دیا ہاں۔آپ نے فرمایا، اللہ کا قرض چکاؤ۔اللہ زیادہ حق دار ہے۔کہ اس کا قرض ادا کیا جائے۔(بخاری، مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَاَةٍ وَلَا تُسَافِرَنَّ امْرَاَةٌ اِلَّا وَمَعَهَا مَحْرَمٌ فَقَالَ رَجُلٌ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُكْتُتِبْتُ فِیْ غَزْوَةِ كَذَا وَكَذَا وَخَرَجَتِ امْرَاَتِیْ حَاجَّةً قَالَ اذْهَبْ فَاحْجُجْ مَعَ امْرَاَتِکَ.(متفق عليه)9-1026

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ نے فرمایا۔کوئی شخص کسی غیر عورت سے تنہائی اختیار نہ کرے اور کوئی عورت محرم کے بغیر سفر نہ کرے۔اس پر ایک صحابی نے دریافت کیا۔یارسول اللہ! میرا نام فلاں غزوہ کے لئے لکھا جا چکا ہے اور میری بیوی حج کے لئے گئی ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا، جاؤ، اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو۔(بخاری و مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتِ اسْتَاْذَنْتُ النَّبِیَّ ﷺ فِی الْجِهَادِ فَقَالَ جِهَادُكُنَّ الْحَجُّ.(متفق عليه)10-1027

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے جہاد کی اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے فرمایا تمہارا جہاد حج کرنا ہے۔(بخاری، مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تُسَافِرُ امْرَاَةٌ مَّسِيْرَةَ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ اِلَّا وَمَعَهَا ذُوْ مَحْرَمٍ.(متفق عليه)11-1028

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کوئی عورت محرم کے بغیر ایک دن اور رات کا سفر نہ کرے۔(بخاری و مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ وَقَّتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ذَاالْحُلَيْفَةِ وَلِاَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ وَلِاَهْلِ نَجْدٍ قَرْنَ الْمَنَازِلِ وَلِاَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ فَهُنَّ لَهُنَّ وَلِمَنْ اَتٰى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِ اَهْلِهِنَّ لِمَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَمَنْ كَانَ دُوْنَهُنَّ فَمُهَلُّهٗ مِنْ اَهْلِهٖ وَكَذَاکَ وَكَذَاکَ حَتّٰى اَهْلُ مَكَّةَ يُهِلُّوْنَ مِنْهَا.(متفق عليه)12-1029

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے اہل مدینہ کے لئے ذوالحلیفہ، شام والوں کے لئے جحفہ، اہل نجد کے لئے قرن المنازل اور اہل یمن کیلئے یلملم میقات مقرر فرمائے۔چنانچہ یہ میقات یہاں کے باسیوں کے لئے ہیں اور غیر باسیوں کے لئے بھی جو یہاں سے گزریں۔جو کوئی حج اور عمرہ کرنے کا ارادہ کرے وہ یہاں سے احرام باندھے، میقات کے اندر رہنے والے اپنے گھروں سے اور دوسرے گزرنے والے ان مقامات سے حتی کہ اہل مکہ اپنے گھروں سے احرام باندھیں۔(بخاری، مسلم)

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مُهَلُّ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ مِنْ ذِی الْحُلَيْفَةِ وَالطَّرِيْقُ الْاٰخَرُ اَلْجُحْفَةُ وَمُهَلُّ اَهْلِ الْعِرَاقِ مِنْ ذَاتِ عِرْقٍ وَّمُهَلُّ اَهْلِ نَجْدٍ قَرْنٌ وَمُهَلُّ اَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمُ.(مسلم)13-1030

حضرت جابر رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا، اہل مدینہ ذوالحلیفہ سے احرام باندھیں اور دوسرا راستہ جحفہ اختیار کریں۔اہل عراق ذات عرق سے۔نجد والے قرن المنازل سے اور یمن والے یلملم سے احرام باندھیں۔(مسلم)

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ اعْتَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَرْبَعَ عُمَرٍ کُلُّھُنَّ فِیْ ذِی الْقَعْدَةِ اِلَّا الَّتِیْ کَانَتْ مَعَ حَجَّتِهٖ عُمْرَةً مِّنَ الْحُدَیْبِیَّةِ فِیْ ذِی الْقَعْدَةِ وَعُمْرَةً مِّنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ فِیْ ذِی الْقَعْدَةِ وَعُمْرَةً مِّنَ الْجِعْرَانَةِ حَیْثُ قَسَمَ غَنَائِمَ حُنَیْنٍ فِیْ ذِی الْقَعْدَةِ وَعُمْرَةً مَّعَ حَجَّتِهٖ.(متفق علیه)14-1031

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے چار عمرے کیے جو سب کے سب ذوالقعدہ میں تھے ماسوائے اس عمرہ کے جو آپ ﷺ نے حج کے ساتھ کیا۔ ایک عمرہ حدیبیہ سے ذوالقعدہ میں، دوسرے سال ذوالقعدہ میں، تیسرا جعرانہ سے جہاں غزوہ حنین کا مالِ غنیمت تقسیم کیا گیا ذوالقعدہ میں اور چوتھا عمرہ حجۃ الوداع کے ساتھ۔(بخاری ومسلم)

عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ اعْتَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فِیْ ذِی الْقَعْدَةِ قَبْلَ اَنْ یَّحُجَّ مَرَّتَیْنِ.(بخاری)15-1032

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حج ادا کرنے سے قبل ذوالقعدہ میں دو عمرے کئے۔(بخاری)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ کَانَ اَھْلُ الْیَمَنِ یَحُجُّوْنَ فَلَا یَتَزَوَّدُوْنَ وَیَقُوْلُوْنَ نَحْنُ الْمُتَوَکِّلُوْنَ فَاِذَا قَدِمُوْا مَکَّةَ سَاَلُوا النَّاسَ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی "فَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَیْرَ الزَّادِ التَّقْوٰی". (البقرہ۲. ۱۹۶) (بخاری)16-1033

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ یمن کے لوگ زادراہ کے بغیر حج کرنے آتے اور کہتے کہ ہم تو توکل کرنے والے ہیں اور مکہ مکرمہ پہنچ کر لوگوں سے سوال کرنا شروع کر دیتے تب اللہ تعالیٰ نے حکم نازل فرمایا، "تم زادِراہ ساتھ لے کر جاؤ بلاشبہ بہترین زادِراہ پرہیزگاری ہے"۔(بخاری)

خلاصہ باب

۱۔ عمرہ سابقہ گناہوں کا کفارہ ہے اور حج کی جزا جنت ہوگی۔

۲۔ رمضان المبارک کے عمرے کا ثواب حج کے برابر ہوتا ہے۔

۳۔ نابالغ بچے کے حج کا ثواب والدین کو ہوگا۔ ۴۔ مجبور اور فوت شدہ کی طرف سے حج کیا جا سکتا ہے۔

۵۔ محرم کے بغیر حج کرنا جائز نہیں۔ البتہ معمر عورت رشتہ داروں کے ساتھ خاوند کی اجازت سے حج کر سکتی ہے

۶۔ عورت کا جہاد حج کرنا ہے۔

۷۔ حج کے لئے مانگنا جائز نہیں۔



بَابُ الْاِحْرَامِ وَالتَّلْبِيَةِ

احرام باندھنا اور تلبیہ کہنا

میقات اور احرام

جہاں سے احرام باندھا جاتا ہے اس جگہ کو میقات کہتے ہیں۔نبیِ اکرم ﷺ نے از خود مکہ کے چاروں طرف حجاج کرام کے لئے میقات مقرر فرمائے جنوبی ایشیا جس میں پاکستان بھی شامل ہے ان کے لئے یلملم کا مقام مقرر کیا گیا جو سمندر میں واقع ہے اس لیے حج کے لیے جانے والوں پر ضروری ہے کہ وہ ائیر پورٹ پر ہی احرام باندھ لیں۔ کچھ علما نے جدہ پہنچ کر احرام باندھنے کی اجازت دی ہے جس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔

رب کریم کا کرم ہے کہ اس نے موسم اور انسان کی کمزوریوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنے اپنے گھروں سے احرام باندھنے کی بجائے میقات یعنی حدودِ حرم مقرر فرمائے تا کہ یہاں پہنچ کر زائر روزمرہ کا لباس اتار کر دو چادروں میں اپنے آپ کو لپیٹ لے۔ وہ قیمتی لباس جس کے رنگ ڈھنگ اور ڈیزائن پر یہ اترایا کرتا تھا' وہ دستارِ فضیلت جس کو سر پر سجاتے ہوئے سر بلند ہوا کرتا تھا' وہ کیپ جو کمانڈر انچیف ہونے کی علامت تھی' وہ تاج جو بادشاہی کی جلالت و تمکنت کا نشان تھا یک اتارنے کا حکم ملا اور اب بندۂ مؤمن عاجزی کا پیکر بن چکا ہے۔ یہاں واقعتاً شاہ و گدا ایک ہی مقام اور انداز میں کھڑے ہیں' حکم ہوا کہ اس وقت تک قدم آگے نہ اٹھنے پائیں جب تک زبان سے اللہ تعالیٰ کے حضور پیشی اور اس کی بلا شرکتِ غیرے بادشاہی اور اس کی نعمتوں کا برملا اعتراف نہ کر لیا جائے یہ حاضری اور تلبیہ اس صدا کا جواب ہے جو ہزاروں سال پہلے معمارِ کعبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پہاڑ کی چوٹی پر کھڑے ہو کر دی تھی۔ جس کا قرآن مجید میں ذکر اس طرح سے ہے۔ وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ اور لوگوں میں حج کے لیے اعلان کریں۔

الفصل الاول

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ کُنْتُ اُطَیِّبُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لِاِحْرَامِهٖ قَبْلَ اَنْ یُّحْرِمَ وَلِحِلِّهٖ قَبْلَ اَنْ یَّطُوْفَ بِالْبَیْتِ بِطِیْبٍ فِیْهِ مِسْکٌ کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی وَبِیْصِ الطِّیْبِ فِیْ مَفَارِقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ مُحْرِمٌ.(متفق علیه)1034-1

پہلی فصل

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے میں نے رسولِ اکرم ﷺ کو احرام باندھنے سے پہلے اور احرام کھولنے کے بعد اور بیت اللہ کا طواف کرنے سے قبل خوش بو لگائی جس میں کستوری ملی ہوئی تھی۔ گویا میں اب بھی رسول اکرم ﷺ کی مانگ میں خوشبو کی چمک دیکھ رہی ہوں اور آپ احرام میں ہیں۔(بخاری و مسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُهِلُّ مُلَبِّدًا يَقُوْلُ (لَبَّيْکَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْکَ لَبَّيْکَ لَا شَرِيْکَ لَکَ لَبَّيْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَا شَرِيْکَ لَکَ) لَا يَزِيْدُ عَلٰى هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ.(متفق عليه)2-1035

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول محترم ﷺ سے احرام کی حالت میں لبیک پکارتے سنا جب آپ نے بالوں کو لیس دار مادے سے چپکایا ہوا تھا۔ ”میں حاضر ہوں، اے اللہ! میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں، بلاشبہ تمام تعریفیں اور شکرانے تیرے لیے ہیں۔ حکومت تیری ہے، تیرا کوئی شریک نہیں“۔ آپ ان کلمات میں مزید اضافہ نہیں کرتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَدْخَلَ رِجْلَهُ فِي الْغَرْزِ وَاسْتَوَتْ بِهٖ نَاقَتُهُ قَائِمَةً اَهَلَّ مِنْ عِنْدِ مَسْجِدِ ذِي الْحُلَيْفَةِ.(متفق عليه)3-1036

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا پاؤں رکاب میں رکھا اور آپ کی اونٹنی سیدھی کھڑی ہوگئی تو آپ ﷺ نے مسجد ذوالحلیفہ کے پاس تلبیہ کہنا شروع کیا۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ ؓ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ نَصْرُخُ بِالْحَجِّ صُرَاخًا.(مسلم)4-1037

حضرت ابو سعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بلند آواز سے لبیک پکارتے نکلے۔ (مسلم)

عَنْ اَنَسٍ ؓ قَالَ كُنْتُ رَدِيْفَ اَبِيْ طَلْحَةَ وَاِنَّهُمْ لَيَصْرُخُوْنَ بِهِمَا جَمِيْعًا الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ.(بخاری)5-1038

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں ابوطلحہ ؓ کے پیچھے سوار تھا۔ اس وقت تمام صحابہ کرام ؓ حج اور عمرہ دونوں کے لیے اکٹھا تلبیہ کہہ رہے تھے۔ (بخاری)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَمِنَّا مَنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَمِنَّا مَنْ اَهَلَّ بِحَجٍّ وَعُمْرَةٍ وَمِنَّا مَنْ اَهَلَّ بِالْحَجِّ وَاَهَلَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالْحَجِّ فَاَمَّا مَنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ فَحَلَّ وَاَمَّا مَنْ اَهَلَّ بِالْحَجِّ اَوْ جَمَعَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَلَمْ يَحِلُّوْا حَتّٰى كَانَ يَوْمُ النَّحْرِ.(متفق عليه)6-1039

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مدینہ منورہ سے حجۃ الوداع کے سال نکلے۔ ہم میں کچھ لوگ صرف عمرہ کی نیت سے تلبیہ کہہ رہے، کچھ حج اور عمرہ کی نیت سے اور کچھ صرف حج کی نیت سے، جبکہ رسول اکرم ﷺ صرف حج کی نیت سے لبیک پکار رہے تھے۔ چنانچہ جس کی پکار صرف عمرہ کے لئے تھی وہ عمرہ کر کے حلال ہوگئے اور جس کی نیت صرف حج یا حج اور عمرہ کی تھی وہ قربانی کے دن تک حلال نہ ہوئے۔ (بخاری ومسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ تَمَتَّعَ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حجۃ الوداع میں

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ بِالْعُمْرَةِ اِلَی الْحَجِّ بَدَأَ فَاَهَلَّ بِالْعُمْرَةِ ثُمَّ اَهَلَّ بِالْحَجِّ. (متفق علیه) 7-10340

رسول اکرم ﷺ نے حج اور عمرہ اکٹھے ادا کیے۔ آپ نے پہلے عمرہ کی نیت کی بعد ازاں حج کی نیت کی۔ (بخاری و مسلم)

الفصل الثانی

دوسری فصل

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَرْكَعُ بِذِی الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ اِذَا اسْتَوَتْ بِهِ النَّاقَةُ قَائِمَةً عِنْدَ مَسْجِدِ ذِی الْحُلَيْفَةِ اَهَلَّ بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ وَيَقُوْلُ (لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِیْ يَدَيْكَ لَبَّيْكَ وَالرَّغْبَاءُ اِلَيْكَ وَالْعَمَلُ). (متفق علیه ولفظه لمسلم) 8-1041

حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ذی الحلیفہ مقام پر دو رکعتیں پڑھیں پھر جب ذی الحلیفہ کی مسجد کے پاس آپ کی اونٹنی پہنچی تو آپ نے تلبیہ کہا۔ اس کے کلمات یہ تھے۔ ''اے اللہ میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں اور تیری اطاعت پر مدد چاہتا ہوں اور ہر قسم کی خیر و برکت تیرے ہاتھوں میں ہے۔ میں حاضر ہوں اور تجھی سے امیدیں وابستہ ہیں۔ اور تمام اعمال تیرے لیے ہیں۔ (بخاری و مسلم) یہ لفظ مسلم کے ہیں۔

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ جَابِرٍ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا اَرَادَ الْحَجَّ اَذَّنَ فِی النَّاسِ فَاجْتَمَعُوْا فَلَمَّا اَتَی الْبَيْدَاءَ اَحْرَمَ. (بخاری) 9-1042

حضرت جابر ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حج کا ارادہ فرمایا تو آپ ﷺ نے لوگوں میں اعلان کرا دیا۔ چنانچہ بہت سے لوگ حج کے لئے جمع ہوئے۔ جب آپ بیداء (بلند ٹیلہ) کے مقام پر پہنچے تو آپ نے احرام باندھا۔ (بخاری)

۱۔ یہ الفاظ بخاری میں حضرت جابرؓ سے موجود نہیں صاحب مشکوٰۃ کو سہو ہو گیا۔ یہ الفاظ ترمذی کے ہیں۔ (بحوالہ مرعات)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ الْمُشْرِكُوْنَ يَقُوْلُوْنَ (لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ) فَيَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَيْلَكُمْ قَدْ قَدْ (اِلَّا شَرِيْكًا هُوَ لَكَ تَمْلِكُهُ وَمَا مَلَكَ) يَقُوْلُوْنَ هٰذَا وَهُمْ يَطُوْفُوْنَ بِالْبَيْتِ. (مسلم) 10-1043

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مشرکین کا تلبیہ یہ تھا۔ ''میں حاضر ہوں۔ تیرا کوئی شریک نہیں'' یہ سن کر رسول اکرم ﷺ فرماتے، تم ہلاک ہو جاؤ ختم کرو چھوڑ دو! مشرکین اضافہ کرتے۔ ''ماسوائے اس شریک کے جس کو تو نے اپنے ساتھ اختیارات دیے ہیں۔ حقیقتاً وہ بادشاہ مالک نہیں ہیں۔ یہ تھا وہ تلبیہ جو بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے وہ کہتے۔ (مسلم)

مشرکین اللہ تعالیٰ کو حقیقی مالک ومختار مانتے اور پکارتے تھے تاہم انکا عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ اختیارات فوت شدہ بزرگوں کو دے رکھے ہیں۔ جس کی وجہ سے وہ تلبیہ پکارتے اور دعا کرتے ہوئے وہ اپنے بزرگوں کو وسیلہ اور طفیل کے طور پر شریک کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم تباہ ہو جاؤ اب تو تمہیں یہ شرک چھوڑ دینا چاہیے۔

خلاصہ باب

۱۔ احرام باندھنے سے پہلے خوشبو لگانا سنت ہے۔

۲۔ تلبیہ کے الفاظ میں اضافہ کرنا جائز نہیں۔

۴۔ تلبیہ میقات سے شروع کرنا چاہیے۔

تفصیل کے لیے دیکھیے میری کتاب آپ ﷺ کا حج



بَابُ قِصَّةِ حَجَّةِ الوَدَاعِ

حجۃ الوداع کا واقعہ

الفصل الاول

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَكَثَ بِالْمَدِيْنَةِ تِسْعَ سِنِيْنَ لَمْ يَحُجَّ ثُمَّ اَذَّنَ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ فِي الْعَاشِرَةِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَاجٌّ فَقَدِمَ الْمَدِيْنَةَ بَشَرٌ كَثِيْرٌ فَخَرَجْنَا مَعَهُ حَتّٰى اِذَا اَتَيْنَا ذَاالْحُلَيْفَةِ فَوَلَدَتْ اَسْمَآءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ مُحَمَّدَ بْنَ اَبِي بَكْرٍ فَاَرْسَلَتْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كَيْفَ اَصْنَعُ قَالَ اغْتَسِلِيْ وَاسْتَثْفِرِيْ بِثَوْبٍ وَاَحْرِمِيْ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ رَكِبَ الْقَصْوَآءَ حَتّٰى اِذَا اسْتَوَتْ بِهٖ نَاقَتُهٗ عَلَى الْبَيْدَآءِ اَهَلَّ بِالتَّوْحِيْدِ (لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لاَ شَرِيْكَ لَكَ) قَالَ جَابِرٌ لَسْنَا نَنْوِيْ اِلَّا الْحَجَّ لَسْنَا نَعْرِفُ الْعُمْرَةَ حَتّٰى اِذَا اَتَيْنَا الْبَيْتَ مَعَهٗ اسْتَلَمَ الرُّكْنَ فَطَافَ سَبْعًا فَرَمَلَ ثَلٰثًا وَمَشٰى اَرْبَعًا ثُمَّ تَقَدَّمَ اِلٰى مَقَامِ اِبْرَاهِيْمَ فَقَرَاَ ("وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى") فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ فَجَعَلَ الْمَقَامَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْبَيْتِ وَفِيْ رِوَايَةٍ اَنَّهٗ قَرَءَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَقُلْ يَا اَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ثُمَّ رَجَعَ اِلَى الرُّكْنِ فَاسْتَلَمَهٗ ثُمَّ خَرَجَ مِنَ الْبَابِ اِلَى الصَّفَا فَلَمَّا دَنَا مِنَ

پہلی فصل

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ مدینہ منورہ میں نو سال رہے اور آپ نے حج نہیں کیا۔ دسویں سال اعلان ہوا کہ رسول اکرم ﷺ حج کرنے جا رہے ہیں تو مدینہ میں بہت لوگ آئے اور ہم سب آپ کے ساتھ نکلے اور ذوالحلیفہ پہنچے۔ وہاں اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے محمد بن ابوبکر کو جنم دیا۔ اس نے نبی کریم ﷺ کو پیغام بھجوایا کہ میں کیا کروں؟ فرمایا کہ غسل کر کے۔ مضبوطی سے کپڑا کس لے اور احرام باندھ لے۔ پھر آپ ﷺ نے مسجد ذوالحلیفہ میں نماز ادا کی۔ اس کے بعد آپ قصوا اونٹنی پر سوار ہوئے۔ جب آپ کی اونٹنی اونچے ٹیلے پر سیدھی کھڑی ہوگئی تو آپ ﷺ نے توحید پر مشتمل تلبیہ پکارا ”میں حاضر ہوں الٰہی! میں حاضر ہوں۔ میں حاضر ہوں۔ تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں، بلاشک تمام تعریفیں اور شکرانے تیرے لیے ہیں اور بادشاہی تیری ہے، تیرا کوئی شریک نہیں“۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے ہمارا ارادہ صرف حج کرنے کا تھا۔ ہمارے لیے عمرہ معروف نہ تھا۔ جب ہم آپ ﷺ کے ساتھ بیت اللہ پہنچے، حجرِ اسود کا بوسہ لیا، بیت اللہ کے سات چکر لگائے۔ ان میں تین چکروں میں رمل کیا (یعنی تیز تیز چلے) اور چار چکر سکون کے ساتھ۔ پھر مقام ابراہیم کی طرف آئے اور آپ نے یہ آیت پڑھی کہ ”مقام ابراہیم کو جائے نماز بناؤ“ آپ ﷺ نے دو رکعتیں ادا کیں۔ مقام ابراہیم کو اپنے اور بیت اللہ کے

الصَّفَا قَرَأَ (''اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ'')اَبْدَأُ بِمَا بَدَءَ اللّٰهُ بِهٖ فَبَدَأَ بِالصَّفَا فَرَقِيَ عَلَيْهِ حَتّٰى رَاَى الْبَيْتَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَوَحَّدَ اللّٰهَ وَكَبَّرَهُ وَقَالَ (لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ لآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ اَنْجَزَ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهُ) ثُمَّ دَعَا بَيْنَ ذَالِكَ قَالَ مِثْلَ هٰذَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ نَزَلَ وَمَشٰى اِلَى الْمَرْوَةِ حَتّٰى انْصَبَّتْ قَدَمَاهُ فِيْ بَطْنِ الْوَادِيْ ثُمَّ سَعٰى حَتّٰى اِذَاصَعِدَتَا مَشٰى حَتّٰى اَتَى الْمَرْوَةَ فَفَعَلَ عَلَى الْمَرْوَةِ كَمَا فَعَلَ عَلَى الصَّفَا حَتّٰى اِذَا كَانَ اٰخِرُ طَوَافٍ عَلَى الْمَرْوَةِ نَادٰى وَهُوَ عَلَى الْمَرْوَةِ وَالنَّاسُ تَحْتَهُ فَقَالَ لَوْ اَنِّي اسْتَقْبَلْتُ مِنْ اَمْرِيْ مَا اسْتَدْبَرْتُ لَمْ اَسُقِ الْهَدْيَ وَجَعَلْتُهَا عُمْرَةً فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ لَيْسَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيَحِلَّ وَلْيَجْعَلْهَا عُمْرَةً فَقَامَ سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ ؓ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلِعَامِنَا هٰذَا اَمْ لِاَبَدٍ فَشَبَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَصَابِعَهُ وَاحِدَةً فِي الْاُخْرٰى وَقَالَ دَخَلَتِ الْعُمْرَةُ فِي الْحَجِّ مَرَّتَيْنِ لَا بَلْ لِاَبَدِ اَبَدٍ وَقَدِمَ عَلِيٌّ مِّنَ الْيَمَنِ بِبُدْنِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ لَهُ مَاذَا قُلْتَ حِيْنَ فَرَضْتَ الْحَجَّ قَالَ قُلْتُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُهِلُّ بِمَا اَهَلَّ بِهٖ رَسُوْلُكَ قَالَ فَاِنَّ مَعِيَ الْهَدْيَ فَلَا تَحِلَّ قَالَ فَكَانَ جَمَاعَةُ الْهَدْيِ الَّذِيْ قَدِمَ بِهٖ عَلِيٌّ مِّنَ الْيَمَنِ وَالَّذِيْ اَتٰى بِهٖ

درمیان رکھا۔دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے پہلی رکعت میں سورۃ الاخلاص اور دوسری میں سورۃ الکافرون کی تلاوت فرمائی۔ پھر حجر اسود کی طرف جا کر اس کا بوسہ لیا پھر دروازے سے صفا کی طرف گئے' صفا کے قریب آپ ﷺ نے اس آیت کی تلاوت کی ''بے شک صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں''۔ میں ابتدا کرتا ہوں جس سے اللہ تعالیٰ نے ابتدا فرمائی۔ چنانچہ سعی صفا سے شروع کی۔ آپؐ صفا پر چڑھے یہاں تک کہ بیت اللہ کی طرف دیکھا اور قبلہ رخ ہو کر اللہ کی بڑائی بیان کی اور کہا ''کوئی معبود نہیں اللہ کے سوا وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں' سلطنت وحمد وثنا اسی کے لائق ہیں۔ اور ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔کوئی معبود نہیں ، ماسوائے اللہ واحد کے جس نے اپنا وعدہ وفا کیا اور اپنے بندے کی مدد فرمائی اور اکیلے نے تمام جماعتوں کو شکست دی۔'' پھر اس دوران دعا مانگی اور آپ ﷺ نے یہ الفاظ تین بار دہرائے۔ پھر آپ مروہ کی طرف چلے۔جب وادی میں پہنچے پھر آپ نے سعی کی یہاں تک کہ مروہ پہاڑی پر چڑھے اور مروہ پر بھی اسی طرح کیا جس طرح صفا پر کیا تھا۔حتیٰ کہ مروہ کا آخری چکر مکمل کیا۔ آپ ﷺ نے مروہ پر کھڑے ہو کر لوگوں کو خطاب فرمایا اگر میں پہلے جان جاتا جو مجھے بعد میں علم ہوا ہے تو میں قربانی ساتھ نہ لاتا اور عمرہ کرتا تم میں جس کے پاس قربانی نہیں ہے وہ حلال ہو جائے (احرام کھول دے)اور پہلے عمرہ کر لے۔ حضرت سراقہ بن مالک بن جعشم ؓ کھڑے ہو کر عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ ! کیا یہ حکم اسی سال کے لیے ہے یا ہمیشہ کے لیے؟ تو حضور ﷺ نے اپنے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں

النَّبِيُّ ﷺ مِائَةً قَالَ فَحَلَّ النَّاسُ كُلُّهُمْ
وَقَصَّرُوْا اِلَّا النَّبِيَّ ﷺ وَمَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ
فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ تَوَجَّهُوْا اِلٰى مِنًى
فَاَهَلُّوْا بِالْحَجِّ وَرَكِبَ النَّبِيُّ ﷺ فَصَلّٰى بِهَا
الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ وَالْفَجْرَ
ثُمَّ مَكَثَ قَلِيْلًا حَتّٰى طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَاَمَرَ
بِقُبَّةٍ مِنْ شَعْرٍ تُضْرَبُ لَهُ بِنَمِرَةَ فَسَارَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ ﷺ وَلَا تَشُكُّ قُرَيْشٌ اِلَّا اَنَّهُ وَاقِفٌ
عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ كَمَا كَانَتْ قُرَيْشٌ
تَصْنَعُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَاَجَازَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ
حَتّٰى اَتٰى عَرَفَةَ فَوَجَدَ الْقُبَّةَ قَدْضُرِبَتْ لَهُ
بِنَمِرَةَ فَنَزَلَ بِهَآ حَتّٰى اِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ اَمَرَ
بِالْقَصْوَآءِ فَرُحِلَتْ لَهُ فَاَتٰى بَطْنَ الْوَادِيْ
فَخَطَبَ النَّاسَ وَقَالَ اِنَّ دِمَاءَ كُمْ وَاَمْوَالَكُمْ
حَرَامٌ عَلَيْكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ
شَهْرِكُمْ هٰذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَااَ لَا كُلُّ شَيْءٍ
مِّنْ اَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ تَحْتَ قَدَمَيَّ مَوْضُوْعٌ
وَّدِمَآءُ الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوْعَةٌ وَاِنَّ اَوَّلَ دَمٍ اَضَعُ
مِنْ دِمَآءِ نَا دَمُ ابْنِ رَبِيْعَةَ بْنِ الْحَارِثِ وَكَانَ
مُسْتَرْضَعًا فِيْ بَنِيْ سَعْدٍ فَقَتَلَهُ هُذَيْلٌ وَرِبَا
الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوْعٌ وَاَوَّلُ رِبًا اَضَعُ مِنْ رِّبَانَا
رِبَا عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ فَاِنَّهُ مَوْضُوْعٌ كُلُّهُ
فَاتَّقُوااللّٰهَ فِي النِّسَآءِ فَاِنَّكُمْ اَخَذْتُمُوْهُنَّ
بِاَمَانِ اللّٰهِ وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوْجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللّٰهِ
وَلَكُمْ عَلَيْهِنَّ اَنْ لَّا يُوْطِئْنَ فُرُشَكُمْ اَحَدًا
تَكْرَهُوْنَهُ فَاِنْ فَعَلْنَ ذٰلِكَ فَاضْرِبُوْهُنَّ ضَرْبًا

داخل کر کے دو بار فرمایا کہ عمرہ حج میں اس طرح داخل ہے۔
اور یہ حکم ہمیشہ کے لیے ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے
نبیؐ کے لیے قربانیاں لائے تھے تو آپ نے پوچھا کہ جب تم
نے حج کا احرام باندھا تھا تو تم نے کیا کہا؟ حضرت علی
ؓ نے فرمایا کہ میں نے کہا کہ میں نے بھی ویسا ہی احرام
باندھا جیسا کہ نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھا۔ تو آپ
نے فرمایا میرے پاس قربانی ہے لہٰذا تو بھی احرام نہ کھولنا
حضرت جابر ؓ فرماتے ہیں کہ حضرت علی یمن سے جو
قربانیاں لائے تھے وہ اور نبی اکرم ﷺ کی لائی ہوئی
قربانیاں کل سو تھیں۔ لوگوں نے احرام کھول دیے اور بال
کٹوائے اور حج کا احرام باندھا اور نبی ﷺ بھی منٰی کی
طرف روانہ ہوئے اور وہاں ظہر، عصر، مغرب، عشا اور فجر کی
نماز پڑھائی پھر تھوڑی دیر ٹھہرے یہاں تک کہ سورج طلوع
ہو گیا۔ اور آپ ﷺ نے نمرہ میں خیمہ لگانے کا حکم دیا۔
اور آپ ﷺ چل دیے اور قریش کو کچھ شک نہ تھا کہ
آپ مشعر حرام کے پاس ٹھہریں گے جیسا کہ قریش دور
جاہلیت میں کیا کرتے تھے۔ لیکن حضور ﷺ اسے عبور کر
کے عرفہ پہنچ گئے۔ اور نمرہ میں خیمہ بنا دیا گیا تھا۔ آپ
ﷺ وہاں ٹھہرے اور زوال کے وقت قصوٰی نامی اونٹنی
کو تیار کرنے کا حکم دیا تو اونٹنی پر پالان رکھ کر تیار کر دی گئی۔
چنانچہ آپ ﷺ وادی عرفات پہنچے اور لوگوں کو خطبہ دیا۔
آپ نے فرمایا۔ تمہارے خون اور تمہارے مال تم پر حرام ہیں
جس طرح یہ دن، یہ مہینہ اور یہ شہر حرام ہیں۔ دور جاہلیت
کے تمام امور میرے قدموں کے نیچے کالعدم ہیں۔
دور جاہلیت کے تمام خون معاف ہیں اور (اہل اسلام کے)
قتلوں میں سے سب سے پہلے ربیعہ بن الحارث کے بیٹے کا

غَيْرَ مُبَرِّحٍ وَلَهُنَّ عَلَيْكُمْ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَقَدْ تَرَكْتُ فِيكُمْ مَا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ اِنِ اعْتَصَمْتُمْ بِهِ كِتَابُ اللّٰهِ وَاَنْتُمْ تُسْئَلُوْنَ عَنِّيْ فَمَا اَنْتُمْ قَائِلُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اَنَّكَ قَدْ بَلَّغْتَ وَاَدَّيْتَ وَنَصَحْتَ فَقَالَ بِاِصْبَعِهِ السَّبَّابَةِ يَرْفَعُهَا اِلَى السَّمَآءِ وَيَنْكُتُهَا اِلَى النَّاسِ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ اَذَّنَ بِلَالٌؓ ثُمَّ اَقَامَ فَصَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ اَقَامَ فَصَلَّى الْعَصْرَ وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا شَيْئًا ثُمَّ رَكِبَ حَتّٰى اَتَى الْمَوْقِفَ فَجَعَلَ بَطْنَ نَاقَتِهِ الْقَصْوَآءِ اِلَى الصَّخَرَاتِ وَجَعَلَ حَبْلَ الْمُشَاةِ بَيْنَ يَدَيْهِ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَلَمْ يَزَلْ وَاقِفًا حَتّٰى غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَذَهَبَتِ الصُّفْرَةُ قَلِيْلًا حَتّٰى غَابَ الْقُرْصُ وَاَرْدَفَ اُسَامَةَ وَدَفَعَ حَتّٰى اَتَى الْمُزْدَلِفَةَ فَصَلّٰى بِهَا الْمَغْرِبَ وَالْعِشَآءَ بِاَذَانٍ وَّاحِدٍ وَّاِقَامَتَيْنِ وَلَمْ يُسَبِّحْ بَيْنَهُمَا شَيْئًا ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتّٰى طَلَعَ الْفَجْرُ فَصَلَّى الْفَجْرَ حِيْنَ تَبَيَّنَ لَهُ الصُّبْحُ بِاَذَانٍ وَّاِقَامَةٍ ثُمَّ رَكِبَ الْقَصْوَآءَ حَتّٰى اَتَى الْمَشْعَرَ الْحَرَامَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَدَعَاهُ وَكَبَّرَهُ وَهَلَّلَهُ وَوَحَّدَهُ فَلَمْ يَزَلْ وَاقِفًا حَتّٰى اَسْفَرَ جِدًّا فَدَفَعَ قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَاَرْدَفَ الْفَضْلَ بْنَ عَبَّاسٍ حَتّٰى اَتَى بَطْنَ مُحَسِّرٍ فَحَرَّكَ قَلِيْلًا ثُمَّ سَلَكَ الطَّرِيْقَ الْوُسْطَى الَّتِيْ تَخْرُجُ عَلَى الْجَمْرَةِ الْكُبْرٰى حَتّٰى اَتَى الْجَمْرَةَ الَّتِيْ عِنْدَ الشَّجَرَةِ فَرَمَاهَا

خون معاف کرتا ہوں۔ جس کو قبیلہ بنی سعد میں دودھ پلائی کے دوران اسے ہذیل نے قتل کر دیا تھا۔ زمانۂ جاہلیت کے تمام سود ختم کر دیے گئے ہیں۔ سب سے پہلے عباس بن عبدالمطلب کے سود ختم کرتا ہوں اور ہر قسم کے سود کا خاتمہ ہے۔ لوگو! عورتوں کے معاملہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ تم اللہ تعالیٰ کی امان سے انہیں اپنے نکاح میں لائے ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے ساتھ ان کی شرم گاہیں تم پر حلال ہوئی ہیں۔ تمہارا ان پر یہ حق ہے کہ وہ تمہارے بستروں میں کسی کو نہ آنے دیں جن سے تم کراہت کرتے ہو۔ اگر وہ ایسا کریں تو ان کو سزا دو لیکن زیادہ شدید نہیں۔ اور ان کا تم پر حق ہے کہ تم انہیں مناسب انداز میں نان ونفقہ اور لباس مہیا کرو۔ بلاشبہ میں تمہارے درمیان اللہ کی کتاب چھوڑے جا رہا ہوں جس کو اگر تم مضبوطی سے تھامے رہو تو کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ اگر تم سے میرے متعلق سوال کیا گیا تو تمہارا جواب کیا ہوگا؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جواب دیا، بلاشبہ آپ ﷺ نے تبلیغ ،فرض کی ادائیگی اور نصیحت وخیر خواہی کا حق ادا کر دیا۔ پھر اپنی انگشتِ شہادت آسمان کی طرف اٹھائی اور لوگوں کی طرف رخ کرتے ہوئے فرمایا، بارالٰہا! گواہ رہنا اے اللہ! گواہ رہنا۔ تین بار فرمایا۔ پھر حضرت بلال ؓ نے اذان دی، آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور نماز ظہر ادا کی۔ پھر اقامت کہی اور نمازِ عصر ادا کی۔ دونوں نمازوں کے درمیان آپ ﷺ نے اور کچھ (سنت، نوافل) ادا نہیں کیے۔ پھر سوار ہوئے اور عرفات پہنچے۔ وادی میں قصوا اونٹنی کو ریت کے ٹیلے جبل المشاۃ کو سامنے رکھتے ہوئے قبلہ رخ ہو کر چٹانوں کی طرف موڑا۔ سورج کے غروب ہونے تک وہاں ٹھہرے رہے۔ شفق کی زردی ختم ہو گئی اور آپ ﷺ

بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ مِّنْهَا مِثْلَ حَصَى الْخَذْفِ رَمٰى مِنْ بَطْنِ الْوَادِیْ ثُمَّ انْصَرَفَ اِلَى الْمَنْحَرِ فَنَحَرَ ثَلٰثًا وَّسِتِّيْنَ بَدَنَةً بِيَدِهٖ ثُمَّ اَعْطٰى عَلِيًّا ﷺ فَنَحَرَ مَا غَبَرَ وَاَشْرَكَهٗ فِیْ هَدْيِهٖ ثُمَّ اَمَرَ مِنْ كُلِّ بَدَنَةٍ بِبُضْعَةٍ فَجُعِلَتْ فِیْ قِدْرٍ فَطُبِخَتْ فَاَكَلَا مِنْ لَّحْمِهَا وَشَرِبَا مِنْ مَّرَقِهَا ثُمَّ رَكِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاَفَاضَ اِلَى الْبَيْتِ فَصَلّٰى بِمَكَّةَ الظُّهْرَ فَاَتٰى عَلٰى بَنِیْ عَبْدِالْمُطَّلِبِ يَسْقُوْنَ عَلٰى زَمْزَمَ فَقَالَ انْزِعُوْا بَنِیْ عَبْدِالْمُطَّلِبِ فَلَوْلَا اَنْ يَّغْلِبَكُمُ النَّاسُ عَلٰى سِقَايَتِكُمْ لَنَزَعْتُ مَعَكُمْ فَنَاوَلُوْهُ دَلْوًا فَشَرِبَ مِنْهُ. (مسلم)1044-1

مزدلفہ پہنچے اور حضرت اسامہ ﷺ آپ کے پیچھے سوار تھے۔ پھر آپ نے ایک اذان اور دو تکبیروں کے ساتھ مغرب اور عشا کی نمازیں پڑھیں۔ ان دونوں نمازوں کے درمیان اور کچھ نہیں پڑھا۔ صبح ہونے تک آپ ﷺ استراحت فرماتے رہے۔ صبح روشن ہونے پر آپ نے اذان اور اقامت کے ساتھ نمازِ فجر ادا کی پھر قصواپر سوار ہوکر مشعر الحرام پہنچے۔ قبلہ رو ہوکر دعائیں مانگیں، اللہ تعالیٰ کی کبریائی کا اظہار کیا۔ لا الٰہ الا اللہ اور توحید کے کلمات دہراتے رہے۔ آگے بڑھنے سے قبل وہاں کھڑے رہے۔ سورج نکلنے سے پہلے آپ ﷺ وہاں سے روانہ ہوئے۔ حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما آپ کے پیچھے سوار تھے۔ وادی محسر پہنچے پر آپ نے اپنی سواری کی قدرے رفتار بڑھائی۔ جمرۃ الکبریٰ پہنچانے والے راستے کو اختیار کیا۔ حتیٰ کہ درخت کے قریب جمرہ کے پاس پہنچے۔ جمرۂ عقبہ کو سات کنکریاں ماریں۔ ہر کنکری، مارتے وقت بلند آواز سے تکبیر کہتے۔ ہر کنکری انگلی کے پوٹے کے برابر تھی۔ آپ ﷺ نے یہ کنکریاں وادی کے بیچ سے ماریں۔ وہاں سے آپ قربان گاہ کی طرف پلٹے اور اپنے دست مبارک سے تریسٹھ اونٹوں کو نحر کیا۔ باقی ماندہ اونٹ حضرت علی ﷺ کو قربان کرنے کے لیے دیے۔ آپ ﷺ نے حضرت علی ﷺ کو اپنی قربانی میں شامل فرمایا۔ پھر ہر جانور سے گوشت کا ایک ایک ٹکڑا لینے کی ہدایت فرمائی۔ یہ گوشت ایک دیگ میں ڈال کر پکایا گیا۔ نبی اکرم ﷺ اور حضرت علی ﷺ دونوں نے ان کا گوشت کھایا اور شوربا پیا۔ اس کے بعد سوار ہوکر رسول معظم ﷺ بیت اللہ کا طواف افاضہ کیا اور ظہر کی نماز مکہ مکرمہ میں ادا کی۔ پھر آپ بنی عبدالمطلب جو لوگوں کو آبِ زمزم پلا رہے تھے ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا، زور سے پانی نکالتے رہو۔ اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ لوگ پانی نکالنے میں تم پر غلبہ حاصل کرلیں گے تو میں ضرور تمہارے ساتھ پانی نکالنے میں شریک ہوجاتا۔ اس پر انہوں نے نبی کریم ﷺ کو پانی کا ایک ڈول پیش کیا اور آپ ﷺ نے اس میں سے پیا۔ (مسلم)

عَنْ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِیِّ ﷺ فِیْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَمِنَّا مَنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ ﷺ وَمِنَّا مَنْ اَهَلَّ بِحَجٍّ فَلَمَّا قَدِمْنَا مَكَّةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حجۃ الوداع میں ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے۔ ہم میں سے کچھ نے عمرہ کی نیت کی تھی اور کچھ نے حج کی نیت کی۔ جب ہم مکہ مکرمہ پہنچے تو آپ نے حکم دیا کہ جس نے عمرہ کا احرام باندھا ہے اور اس

وَلَمْ يُهْدِ فَلْيَحْلِلْ وَمَنْ اَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ وَاَهْدٰى فَلْيُهِلَّ بِالْحَجِّ مَعَ الْعُمْرَةِ ثُمَّ لَا يَحِلُّ حَتّٰى يَحِلَّ مِنْهُمَا وَفِيْ رِوَايَةٍ فَلَايَحِلُّ حَتّٰى يَحِلَّ بِنَحْرِ هَدْيِهٖ وَمَنْ اَهَلَّ بِحَجٍّ فَلْيُتِمَّ حَجَّهٗ قَالَتْ فَحِضْتُ وَلَمْ اَطُفْ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَلَمْ اَزَلْ حَائِضًا حَتّٰى كَانَ يَوْمُ عَرَفَةَ وَلَمْ اُهْلِلْ اِلَّا بِعُمْرَةٍ فَاَمَرَنِي النَّبِيُّ ﷺ اَنْ اَنْقُضَ رَاْسِيْ وَاَمْتَشِطَ وَاُهِلَّ بِالْحَجِّ وَاَتْرُكَ الْعُمْرَةَ فَفَعَلْتُ حَتّٰى قَضَيْتُ حَجِّيْ بَعَثَ مَعِيَ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ اَبِيْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہ وَاَمَرَنِيْ اَنْ اَعْتَمِرَ مَكَانَ عُمْرَتِيْ مِنَ التَّنْعِيْمِ قَالَتْ فَطَافَ الَّذِيْنَ كَانُوْا اَهَلُّوْا بِالْعُمْرَةِ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ حَلُّوْا ثُمَّ طَافُوْا طَوَافًا بَعْدَ اَنْ رَّجَعُوْا مِنْ مِّنٰى وَاَمَّا الَّذِيْنَ جَمَعُوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَاِنَّمَا طَافُوْا طَوَافًا وَّاحِدًا. (متفق علیه)2-1045

کے ساتھ قربانی نہیں ہے وہ (عمرہ کرنے کے بعد) احرام کھول دے۔ جس شخص نے عمرہ کی نیت سے احرام باندھا ہے اور اس کے ساتھ قربانی کا جانور ہے تو وہ عمرہ کے ساتھ حج کی نیت کر لے۔ وہ اس وقت تک حلال نہ ہوگا جب تک وہ حج اور عمرہ سے فارغ نہ ہو جائے۔ دوسری روایت میں ہے، وہ حلال نہیں ہوگا جب تک وہ قربانی ذبح کر کے حلال نہ ہو جائے اور جس شخص نے حج کی نیت سے احرام باندھا ہے وہ حج مکمل کرے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں حائضہ ہوگئی۔ نہ میں نے بیت اللہ کا طواف کیا اور نہ ہی صفا و مروہ کے درمیان سعی۔ یوم عرفہ تک میں حائضہ رہی اور میں نے عمرہ ہی کا احرام باندھا تھا۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں بال کھول دوں، کنگھی کروں اور حج کی نیت سے احرام باندھ لوں اور عمرہ کو ترک کر دوں۔ میں نے ایسا ہی کیا یہاں تک کہ میں نے فریضہ حج ادا کیا۔ آپ ﷺ نے عبدالرحمٰن بن ابی بکر کو میرے ساتھ بھیجا اور مجھے حکم دیا کہ اپنے عمرہ کے مقام کے بجائے تنعیم سے عمرہ کے لئے احرام باندھوں۔ حضرت عائشہ بیان رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جن لوگوں نے عمرہ کی نیت کی تھی وہ طواف بیت اللہ اور سعی بین الصفا والمروہ کے بعد حلال ہو گئے۔ پھر منٰی سے واپس آ کر انہوں نے طواف کیا اس کے بالمقابل جنہوں نے حج اور عمرہ کو اکٹھا کیا تھا انہوں نے ایک ہی طواف کیا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ رضى الله عنهما قَالَ تَمَتَّعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَسَاقَ مَعَهُ الْهَدْيَ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ وَبَدَاَ فَاَهَلَّ بِالْعُمْرَةِ ثُمَّ اَهَلَّ بِالْحَجِّ فَتَمَتَّعَ النَّاسُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَكَانَ مِنَ النَّاسِ مَنْ اَهْدٰى وَمِنْهُمْ مَنْ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ حجۃ الوداع میں حج کے ساتھ عمرہ سے متمتع ہوئے آپ ذوالحلیفہ سے قربانی کے جانور ساتھ لے گئے۔ آپ نے ابتداءً عمرہ کا احرام باندھا بعدازاں حج کی بھی نیت کر لی۔ چنانچہ کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی حج کے ساتھ عمرہ کا فائدہ اٹھایا۔ بعض کے ساتھ قربانی کے جانور تھے اور بعض کے

لَمْ يُهْدِ فَلَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ مَكَّةَ قَالَ لِلنَّاسِ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ اَهْدٰى فَاِنَّهُ لَا يَحِلُّ مِنْ شَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ حَتّٰى يَقْضِيَ حَجَّهُ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ مِّنْكُمْ اَهْدٰى فَلْيَطُفْ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلْيُقَصِّرْ وَلْيَحْلِلْ ثُمَّ لِيُهِلَّ بِالْحَجِّ وَلْيُهْدِ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ هَدْيًا فَلْيَصُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعَ اِلٰى اَهْلِهٖ فَطَافَ حِيْنَ قَدِمَ مَكَّةَ وَاسْتَلَمَ الرُّكْنَ اَوَّلَ شَيْءٍ ثُمَّ خَبَّ ثَلٰثَةَ اَطْوَافٍ وَمَشٰى اَرْبَعًا فَرَكَعَ حِيْنَ قَضٰى طَوَافَهُ بِالْبَيْتِ عِنْدَالْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَانْصَرَفَ فَاَتَى الصَّفَا فَطَافَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سَبْعَةَ اَطْوَافٍ ثُمَّ لَمْ يَحِلَّ مِنْ شَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ حَتّٰى قَضٰى حَجَّهُ وَنَحَرَهَدْيَهُ يَوْمَ النَّحْرِ وَاَفَاضَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ ثُمَّ حَلَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ وَفَعَلَ مِثْلَ مَا فَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ سَاقَ الْهَدْيَ مِنَ النَّاسِ. (متفق عليه) 3-1046

ساتھ نہ تھے۔ جب رسول اکرم ﷺ نے مکہ میں قدم رنجہ فرمایا تو آپ ﷺ نے فرمایا تم میں سے جس کے ساتھ قربانی ہے وہ حج کی ادائیگی تک حلال نہیں ہوگا اور جس کے ساتھ قربانی نہیں ہے وہ بیت اللہ اور صفا ومروہ کا طواف کرے، بال کٹوائے اور احرام کھول کر حلال ہو جائے۔ دوبارہ حج کی نیت سے احرام باندھے اور قربانی دے۔ جس کو قربانی کی استطاعت نہ ہو وہ دوران حج تین روزے رکھے۔ اور گھر لوٹ کر سات روزے رکھے چنانچہ آپ ﷺ نے مکہ پہنچ کر بیت اللہ کا طواف کیا۔ ہر چکر کی ابتدا حجر اسود کے بوسے سے کی۔ پہلے تین چکر تیزی سے چل کر اور چار چکر آرام سے پورے کئے۔ بیت اللہ کا طواف مکمل کرنے کے بعد آپ نے مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نماز پڑھی۔ سلام پھیرنے کے بعد پلٹے اور صفا اور مروہ کے سات چکر کاٹے۔ پھر آپ فریضہ حج کی ادائیگی، قربانی کے دن اپنی قربانیاں ذبح کرنے، اور بیت اللہ کے طواف افاضہ کے بعد آپ ﷺ تمام پابندیوں سے آزاد ہوئے۔ لوگوں میں سے جو اپنے ساتھ قربانی کے جانور لائے تھے انہوں نے بھی رسولِ اکرم ﷺ کی طرح عمل کیا۔ (بخاری ومسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هٰذِهٖ عُمْرَةٌ اسْتَمْتَعْنَا بِهَا فَمَنْ لَّمْ يَكُنْ عِنْدَهُ الْهَدْيُ فَلْيَحِلَّ الْحِلَّ كُلَّهُ فَاِنَّ الْعُمْرَةَ قَدْ دَخَلَتْ فِي الْحَجِّ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ. (مسلم) 4-1047

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔ رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا، یہ عمرہ ہے جس سے ہم متمتع ہوئے۔ سو جس شخص کے پاس قربانی کا جانور نہیں ہے وہ پوری طرح حلال ہو جائے۔ بے شک حج کے ساتھ عمرہ کی شمولیت قیامت تک کے لیے ہے۔ (مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ عَطَآءٍ رحمه الله تعالىٰ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ ابْنَ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ فِيْ نَاسٍ مَّعِيَ قَالَ اَهْلَلْنَا

حضرت عطاء رحمہ اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں میں نے اپنے چند ہمراہیوں کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے سنا۔ کہ ہم

أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ ﷺ بِالْحَجِّ خَالِصًا وَّحْدَهُ قَالَ عَطَآءٌ رحمه الله تعالىٰ قَالَ جَابِرٌ رضي الله عنه فَقَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ صُبْحَ رَابِعَةٍ مَضَتْ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ فَأَمَرَنَا أَنْ نَّحِلَّ قَالَ عَطَاءٌ رحمه اللهُ قَالَ حِلُّوْا وَاَصِيْبُوا النِّسَآءَ قَالَ عَطَآءٌ رحمه الله تعالىٰ وَلَمْ يَعْزِمْ عَلَيْهِمْ وَلٰكِنْ اَحَلَّهُنَّ لَهُمْ فَقُلْنَا لَمَّا لَمْ يَكُنْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ عَرَفَةَ اِلَّا خَمْسٌ اَمَرَنَا اَنْ نُّفْضِيَ اِلٰى نِسَآئِنَا فَنَأْتِيَ عَرَفَةَ تَقْطُرُ مَذَاكِيْرُنَا الْمَنِيَّ قَالَ يَقُوْلُ جَابِرٌ رضي الله عنه بِيَدِهٖ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى قَوْلِهٖ بِيَدِهٖ يُحَرِّكُهَا قَالَ فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ فِيْنَا فَقَالَ قَدْ عَلِمْتُمْ اَنِّيْ اَتْقٰكُمْ لِلّٰهِ وَاَصْدَقُكُمْ وَاَبَرُّكُمْ وَلَوْ لَا هَدْيِيْ لَحَلَلْتُ كَمَا تَحِلُّوْنَ وَلَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ اَمْرِيْ مَا اسْتَدْبَرْتُ لَمْ اَسُقِ الْهَدْيَ فَحِلُّوْا فَحَلَلْنَا وَسَمِعْنَا وَاَطَعْنَا قَالَ عَطَاءٌ رحمه الله تعالى قَالَ جَابِرٌ رضي الله عنه فَقَدِمَ عَلِيٌّ مِنْ سِعَايَتِهٖ فَقَالَ بِمَ اَهْلَلْتَ قَالَ بِمَا اَهَلَّ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاهْدِ وَامْكُثْ حَرَامًا قَالَ وَاَهْدٰى لَهُ عَلِيٌّ رضي الله عنه هَدْيًا فَقَالَ سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلِعَامِنَا هٰذَا اَمْ لِاَبَدٍ قَالَ لِاَبَدٍ.(مسلم)5-1048

اصحاب محمد ﷺ نے صرف حج کے لیے ہی احرام باندھا تھا عطاء رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت جابرؓ کی بات نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ذوالحجہ کی چار تاریخ کی صبح کو قدم رنجہ فرمایا اور ہمیں حلال ہونے کا حکم دیا۔ عطاء رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے آپ ﷺ نے حکم دیا کہ پاک ہو جاؤ اور اپنی عورتوں سے مل سکتے ہو۔ عطاء رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں مجامعت ضروری نہیں لیکن عورتیں ان کے لئے حلال ہوگئیں۔ ہم نے آپس میں کہا ہمیں بیویوں سے جماع کا اس وقت حکم دیا گیا ہے جبکہ ہمارے اور عرفہ کے درمیان صرف پانچ راتیں باقی ہیں گویا جب ہم عرفہ پہنچیں گے؟ تو ہمارے آلہ تناسل منی کے قطرے گرا رہے ہوں گے۔ حضرت عطاء رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے گویا کہ اس بات پر میں حضرت جابر کو ہاتھ سے اشارہ کرتے دیکھ رہا ہوں اور انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور فرمایا۔ تم سب کو معلوم ہے کہ میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا، سب سے زیادہ سچا اور سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا فرماں بردار ہوں۔ اگر میرے پاس قربانی کا جانور نہ ہوتا تو میں بھی تمہاری طرح حلال ہو جاتا اگر اس معاملہ میں قبل ازیں وہ معلوم ہو جاتا جو بعد میں علم ہوا تو میں کبھی قربانی کے جانور ساتھ نہ لاتا۔ پس تم حلال ہو جاؤ۔ چنانچہ ہم نے احرام کھول دیے اور ہم نے سنا اور اطاعت کی عطاء رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے قضا کی ڈیوٹی سے آئے تھے۔ رسول معظم ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا، تیرے احرام کی کیا نیت ہے؟ انہوں نے جواب دیا جس طرح نبی اکرم ﷺ نے احرام باندھا ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا، تیرے پاس قربانی کے جانور ہیں اس لیے احرام باندھے رکھو۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بھی بتایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے لیے قربانی کے جانور لائے تھے۔ سراقہ بن مالک بن جعشم نے دریافت کیا کیا حج کے ساتھ عمرہ کرنا صرف اس سال کے لیے ہے یا ہمیشہ کے لیے؟۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا، ہمیشہ کے لیے۔ (مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا قَالَتْ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِاَرْبَعٍ مَّضَيْنَ مِنْ ذِی الْحَجَّةِ اَوْخَمْسٍ فَدَخَلَ عَلَیَّ وَهُوَ غَضْبَانُ فَقُلْتُ مَنْ اَغْضَبَکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ النَّارَ قَالَ اَوَ مَا شَعَرْتِ اَنِّیْ اَمَرْتُ النَّاسَ بِاَمْرٍ فَاِذَا هُمْ یَتَرَدَّدُوْنَ وَلَوْ اَنِّیْ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ اَمْرِیْ مَا اسْتَدْبَرْتُ مَاسُقْتُ الْهَدْیَ مَعِیَ حَتّٰی اَشْتَرِیَهُ ثُمَّ اُحِلُّ کَمَا حَلُّوْا. (مسلم)6-1049

حضرت عائشہ بیان رضی اللہ عنہا کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے چار یا پانچ ذوالحجہ کو قدم رنجہ فرمایا ۔ آپ ﷺ میرے ہاں غصہ سے بھرے تشریف لائے میں نے عرض گزاری یا رسول اللہ ﷺ ! آپ کو کس نے ناراض کیا؟ اللہ تعالیٰ اس کو واصل جہنم کرے ۔ رسول معظم ﷺ نے فرمایا ، کیا تجھے معلوم نہیں ۔ میں نے ان لوگوں کو حکم دیا لیکن وہ اس کے بجا لانے میں متردّد ہوئے؟ مجھے جس طریقہ کا علم بعد میں ہوا اگر پہلے ہی ہو جاتا تو میں اپنے ساتھ قربانی کے جانور نہ لاتا ، یہیں سے خرید لیتا پھر دوسرے لوگوں کے ساتھ احرام کھول دیتا ۔ (مسلم)

خطبۂ عرفات کا خلاصہ

۱۔ تمہارے خون ، مال ایک دوسرے کے لیے اس طرح محترم ہیں جس طرح یوم عرفہ ، ماہ ذوالحجہ اور مکہ معظمہ ۔

۲۔ دورِ جہالت کی تمام رسومات کو میں اپنے پاؤں تلے روندتا ہوں ۔

۳۔ سابقہ قتل وغارت اور سب سے پہلے اپنے خاندان یعنی ربیعہ بن الحارث کے بیٹے کے قاتل کو معاف کرتا ہوں ۔

۴۔ واجب الاداسود کی رقم لینا حرام ہوگی اور میں اپنے چچا کا سود سب سے پہلے معاف کرتا ہوں ۔

۵۔ لوگو! عورتوں اور غلاموں کے حقوق کا خیال رکھنا ۔

۶۔ اللہ تعالیٰ کے قرآن اور میرے طریقے کو مضبوطی سے جب تک تھامے رکھو گے گمراہ نہیں ہو گے ۔



بَابُ دُخُولِ مَكَّةَ وَالطَّوَافِ

مکہ میں داخل ہونا اور بیت اللہ کا طواف کرنا

تاریخِ کعبہ

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ (آل عمران ۳:۹۶)

''بے شک سب سے پہلی عبادت گاہ جو انسانوں کے لیے تعمیر ہوئی وہ مکہ مکرمہ میں ہے اسے خیر و برکت دی گئی ہے اور اس کو اہل دنیا کے لیے مرکز ہدایت بنایا گیا ہے''۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بخاری کی شرح فتح الباری میں ایک روایت ذکر کی ہے جس سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ بیت اللہ کی سب سے پہلی اساس حضرت آدم علیہ السلام کے ہاتھوں رکھی گئی اور فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو اس جگہ کی نشاندہی کی۔ بعد ازاں طوفان نوح اور سینکڑوں سال کے حوادث نے اسے بے نشان کر دیا تھا۔ البتہ کچھ آثار باقی تھے جن پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بنیاد رکھی تھی جیسا کہ آپ چند سطور کے بعد صحیح بخاری کے حوالے سے ملاحظہ فرمائیں گے یہی وہ مقام بنیاد ہے جس کا تذکرہ قرآن حکیم میں ان الفاظ کے ساتھ موجود ہے۔

وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرَاهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِیْ شَيْئًا وَّطَهِّرْ بَيْتِیَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْقَآئِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ○ (پ۱۷۔الحج ۲۲:۲۶)

''وہ وقت یاد کیجئے جب ہم نے ابراہیم کے لیے اس گھر کی جگہ تجویز کی تھی کہ میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرنا اور میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور قیام اور رکوع و سجود کرنے والوں کے لیے پاک صاف رکھا جائے''۔

کعبۃ اللہ کی عظمت و فضیلت

اس جہانِ رنگ و بو میں بے شمار خوبصورت سے خوبصورت ترین عمارات و محل موجود ہیں جن کے حسن و جمال میں اضافہ کرنے کے لئے لاکھوں کروڑوں روپے لگائے گئے اور مزید خرچ کئے جا رہے ہیں۔ ان کو دیکھیں تو عقل انسانی دنگ رہ جاتی ہے۔ لیکن کوئی ایسی جگہ یا عمارت نہیں جس کے دیدار کو اہل جہاں کے لیے لازم قرار دیا گیا ہو اور جس کے لیے اتنی دنیا کے دل تڑپتے ہوں۔ یہ اکرام و مقام صرف ایک عمارت کو نصیب ہوا جس کو عام پتھروں سے بنایا گیا ہے، اللہ رب العزت نے جس کو بیت اللہ قرار دیا ہے۔

مرکزِ ملتِ اسلامیہ

اسے قبلہ بنا کر ملت اسلامیہ کو ایک پلیٹ فارم پر جمع ہونے کا موقعہ دیا گیا ہے تاکہ جس طرح ان کے احساسات و جذبات کا رخ، ایک ہی طرف یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف ہے اسی طرح ان کا جسمانی زاویہ بھی ایک ہی رخ اختیار کرے تاکہ ملت مسلمہ کی مرکزیت قائم اور مظبوط ہو سکے۔

الفصل الاول

پہلی فصل

عَنْ نَافِعٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی قَالَ اِنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا کَانَ لَا یَقْدَمُ مَکَّةَ اِلَّا بَاتَ بِذِیْ طُوًی حَتّٰی یُصْبِحَ وَیَغْتَسِلَ وَیُصَلِّیَ فَیَدْخُلَ مَکَّةَ نَهَارًا وَّاِذَا نَفَرَ مِنْهَا مَرَّ بِذِیْ طُوًی وَبَاتَ بِهَا حَتّٰی یُصْبِحَ وَیَذْکُرُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ یَفْعَلُ ذَالِکَ.(متفق علیه)1050-1

حضرت نافع رحمہ اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مکہ میں قدم رنجہ فرمانے سے پہلے ذی طوٰی میں رات گزارتے۔ صبح غسل کرکے نماز ادا کرتے۔ مکہ مکرمہ میں دن کے وقت داخل ہوتے۔ اسی طرح مکہ مکرمہ سے لوٹتے تو رات ذی طوٰی میں گزار کر صبح کے وقت روانہ ہوتے اور فرماتے رسولِ معظم ﷺ نے اسی طرح کیا تھا۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ عَآئِشَةَرضی الله عنها قَالَتْ اِنَّ النَّبِیَّ ﷺ لَمَّا جَآءَ اِلٰی مَکَّةَ دَخَلَهَا مِنْ اَعْلَاهَا وَخَرَجَ مِنْ اَسْفَلِهَا.(متفق علیه)1051-2

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ کے قریب پہنچ کر بلندی کی جانب سے داخل ہوتے اور واپسی نشیب والی طرف سے ہوتی۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَیْرِ رضی الله عنه قَالَ قَدْ حَجَّ النَّبِیُّ ﷺ فَاَخْبَرَتْنِیْ عَائِشَةُ رضی الله عنهااَنَّ اَوَّلَ شَیْءٍ بَدَءَ بِهٖ حِیْنَ قَدِمَ مَکَّةَ اَنَّهُ تَوَضَّاَ ثُمَّ طَافَ بِالْبَیْتِ ثُمَّ لَمْ تَکُنْ عُمْرَةٌ ثُمَّ حَجَّ اَبُوْ بَکْرٍ فَکَانَ اَوَّلُ شَیْءٍ بَدَاَ بِهِ الطَّوَافُ بِالْبَیْتِ ثُمَّ لَمْ تَکُنْ عُمْرَةٌ ثُمَّ عُمَرُثُمَّ عُثْمَانُ مِثْلَ ذٰلِکَ.(متفق علیه)1052-3

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں بتایا کہ جب رسولِ معظم ﷺ نے حج کیا اور مکہ معظمہ میں قدم رنجہ فرمایا تو پہلے جس کام سے ابتدا کی وہ وضو کرنا تھا۔ پھر صرف بیت اللہ کا طواف کیا۔ آپ ﷺ نے عمرہ نہ کیا پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حج کیا تو ابتدا بیت اللہ کے طواف سے کی اور عمرہ نہ کیا۔ پھر حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما نے اسی طرح کیا۔ (بخاری ومسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا طَافَ فِی الْحَجِّ اَوِالْعُمْرَةِ اَوَّلَ مَا یَقْدَمُ سَعٰی ثَلٰثَةَ اَطْوَافٍ وَمَشٰی اَرْبَعَةً ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَیْنِ ثُمَّ یَطُوْفُ بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ.(متفق علیه)1053-4

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب عمرہ یا حج کرتے تو طواف کے پہلے تین چکروں میں تیز تیز چلتے اور باقی چار چکروں میں عام رفتار اختیار فرماتے پھر دو رکعت ادا کرتے پھر صفا ومروہ کا طواف کرتے۔ (مسلم وبخاری)

وَ عَنْهُ قَالَ رَمَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْحَجَرِ اِلَی الْحَجَرِ ثَلٰثًا وَمَشٰی اَرْبَعًا وَّکَانَ یَسْعٰی

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ نے حجر اسود سے حجر اسود تک تین چکر تیز اور چار چکر

بِبَطْنِ الْمَسِيْلِ اِذَا طَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ.(مسلم)1054-5

آرام سے لگائے۔ اور وادی کے اندر پہنچے تو صفا و مروہ کے طواف میں تیز تیز چلے(مسلم)

عَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ اَتَى الْحَجَرَ فَاسْتَلَمَهُ ثُمَّ مَشٰى عَلٰى يَمِيْنِهٖ فَرَمَلَ ثَلٰثًا وَّمَشٰى اَرْبَعًا.(مسلم)1055-6

حضرت جابر ﷺ کا بیان ہے رسولِ معظم ﷺ نے جب مکہ معظمہ میں قدم رنجہ فرمایا تو حجرِ اسود کے بوسے کے بعد دائیں طرف سے طواف کا آغاز کیا۔ تین چکر رمل کے ساتھ اور چار چکر عام رفتار سے لگائے۔(مسلم)

عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَرَبِيٍّ ﷺ قَالَ سَاَلَ رَجُلٌ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ اسْتِلَامِ الْحَجَرِ فَقَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَسْتَلِمُهُ وَيُقَبِّلُهُ.(بخاری)1056-7

زبیر بن عربی ﷺ بتاتے ہیں ایک آدمی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے حجرِ اسود کے بوسے کے بارے میں دریافت کیا، انہوں نے بتایا رسولِ اکرم ﷺ اس کو ہاتھ بھی لگاتے تھے اور بوسہ بھی دیتے تھے۔(بخاری)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمْ اَرَ النَّبِيَّ ﷺ يَسْتَلِمُ مِنَ الْبَيْتِ اِلَّا الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانِيَيْنِ.(متفق عليه)1057-8

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں انہوں نے رسول اکرم ﷺ کو بیت اللہ کے دو کونوں (رکنِ یمانی اور حجرِ اسود) کے علاوہ کسی دوسرے کونے کو استلام کرتے (یعنی ہاتھ لگاتے) نہیں دیکھا۔(بخاری ومسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی الله عنهما قَالَ طَافَ النَّبِيُّ ﷺ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ عَلٰى بَعِيْرٍ يَسْتَلِمُ الرُّكْنَ بِمِحْجَنٍ.(متفق عليه)1058-9

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حجۃ الوداع میں نبی کریم ﷺ نے اونٹ پر سوار ہو کر طواف کیا اور حجرِ اسود کا استلام چھڑی سے کیا۔(بخاری ومسلم)

وَ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ طَافَ بِالْبَيْتِ عَلٰى بَعِيْرٍ كُلَّمَا اَتٰى عَلَى الرُّكْنِ اَشَارَ اِلَيْهِ بِشَيْءٍ فِيْ يَدِهٖ وَكَبَّرَ.(بخاری)1059-10

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی سے روایت ہے کہ رسولِ مکرم ﷺ نے بیت اللہ کا طواف اونٹ پر سوار ہو کر کیا۔ جب آپ ﷺ حجرِ اسود کے قریب پہنچے تو اپنے ہاتھ میں پکڑی ہوئی چیز سے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ اکبر کہا۔(بخاری)

فہم الحدیث

یاد رہے جب آپ ﷺ نے اونٹ پر بیٹھ کر طواف کیا تھا تو مطاف اس طرح صاف اور برابر نہیں تھا۔ پھر آپ ﷺ نے اس لیے بھی سوار ہو کر طواف کیا تا کہ معذور لوگ سواری پر بیٹھ کر طواف کرنے کو برا نہ سمجھیں۔ چھڑی کو چومنے کا ثبوت نہیں ملتا۔

عَنْ اَبِی الطُّفَیْلِ ﷺ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَطُوْفُ بِالْبَیْتِ وَیَسْتَلِمُ الرُّکْنَ بِمِحْجَنٍ مَعَهٗ وَیُقَبِّلُ الْمِحْجَنَ. (مسلم)
11-10560

حضرت ابوطفیل ﷺ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول مکرم ﷺ کو بیت اللہ کا طواف کرتے دیکھا۔ وہ حجرِ اسود کو اپنی چھڑی لگاتے پھر چھڑی کو چوم لیتے۔ (مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رضی الله عنها قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِیِّ ﷺ لَا نَذْکُرُ اِلَّا الْحَجَّ فَلَمَّا کُنَّا بِسَرِفَ طَمِثْتُ فَدَخَلَ النَّبِیُّ ﷺ وَاَنَا اَبْکِیْ فَقَالَ لَعَلَّکِ نَفِسْتِ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَاِنَّ ذَالِکَ شَیْءٌ کَتَبَهُ اللّٰهُ عَلٰی بَنَاتِ اٰدَمَ فَافْعَلِیْ مَا یَفْعَلُ الْحَآجُّ غَیْرَ اَنْ لَّا تَطُوْفِیْ بِالْبَیْتِ حَتّٰی تَطْهُرِیْ. (متفق علیه)12-10601

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں ہم حج کے لئے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ ہمارا حج کے سوا اور کوئی مقصد نہ تھا۔ جب ہم مقام سرف پہنچے تو مجھے حیض آ گیا۔ رسول اللہ ﷺ آئے تو میں رو رہی تھی آپ ﷺ نے دریافت کیا تو حائضہ ہوگئی ہے؟ میں نے ہاں میں جواب دیا۔ آپ نے فرمایا، یہ وہ چیز ہے جسے اللہ تعالیٰ نے آدم کی بیٹیوں کے مقدر میں لکھ دیا ہے۔ تم حاجیوں کے تمام امور سر انجام دو لیکن حیض سے پاک ہونے سے پہلے بیت اللہ کا طواف نہ کرنا۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ بَعَثَنِیْ اَبُوْ بَکْرٍ ﷺ فِی الْحَجَّةِ الَّتِیْ اَمَّرَهُ النَّبِیُّ ﷺ عَلَیْهَا قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ یَوْ مَ النَّحْرِ فِیْ رَهْطٍ اَمَرَهٗ اَنْ یُّؤَذِّنَ فِی النَّاسِ اَلَا لَا یَحُجُّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِکٌ وَلَا یَطُوْفَنَّ بِالْبَیْتِ عُرْیَانٌ. (متفق علیه)13-1062

حضرت ابوہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں جس سال رسول معظم ﷺ نے حضرت ابوبکر ﷺ کو امیر حج مقرر فرمایا انہوں نے مجھے قربانی کے دن لوگوں میں یہ اعلان کرنے کے لئے بھیجا، سن لو! اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہیں کر سکے گا اور نہ ہی کوئی بیت اللہ کا ننگا طواف کرے گا۔ (بخاری ومسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ مَا تَرَکْنَا اسْتِلَامَ هٰذَیْنِ الرُّکْنَیْنِ الْیَمَانِیِّ وَالْحَجَرِ فِیْ شِدَّةٍ وَّلَا رَخَاءٍ مُنْذُ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَسْتَلِمُهُمَا (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ وَفِیْ رِوَایَةٍ لَّهُمَا قَالَ نَافِعٌ رَاَیْتُ ابْنَ عُمَرَ یَسْتَلِمُ الْحَجَرَ بِیَدِهٖ ثُمَّ قَبَّلَ یَدَهٗ وَقَالَ مَا تَرَکْتُهٗ مُنْذُ رَاَیْتُ رَسُوْلَ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب سے میں نے رسول اکرم ﷺ کو حجرِ اسود اور رکن یمانی کا استلام کرتے دیکھا ہے ہم نے بھیڑ یا غیر بھیڑ کسی حالت حجر اسود اور رکن یمانی کو ہاتھ لگانا نہیں چھوڑا۔ (بخاری ومسلم)
بخاری مسلم میں ہی حضرت نافع رحمہ اللہ تعالیٰ روایت کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حجر اسود کو

اللّٰہِ ﷺ یَفْعَلُهٗ. 14-1063 ہاتھ لگا کر ہاتھ کو چومتے تھے اور فرماتے، جب سے رسول اکرم ﷺ کو ایسا کرتے دیکھا ہے اس وقت سے میں نے اس کو نہیں چھوڑا۔

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ شَكَوْتُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ اَنِّیْ اَشْتَكِیْ فَقَالَ طُوْفِیْ مِنْ وَّرَآءِ النَّاسِ وَاَنْتِ رَاكِبَةٌ فَطُفْتُ وَرَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یُصَلِّیْ اِلٰی جَنْبِ الْبَیْتِ یَقْرَاُ بِالطُّوْرِ وَكِتَابٍ مَّسْطُوْرٍ. (متفق علیه) 15-1064

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے میں نے رسول کریم ﷺ سے شکایت کی کہ بیماری کے سبب پیدل نہیں چل سکتی آپ ﷺ نے فرمایا لوگوں سے فاصلے پر رہ کر سوار ہو کر طواف کر لے۔ چنانچہ میں نے اس وقت طواف کیا جب رسولِ معظم ﷺ خانہ کعبہ کے قریب (صبح کی) نماز پڑھا رہے تھے جس میں ''وَالطُّوْرِ وَكِتَابٍ مَّسْطُوْرٍ'' کی تلاوت فرما رہے تھے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ عَابِسِ بْنِ رَبِیْعَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ رَاَیْتُ عُمَرَ یُقَبِّلُ الْحَجَرَ وَیَقُوْلُ اِنِّیْ لَاَ عْلَمُ اَنَّکَ حَجَرٌ مَّا تَنْفَعُ وَلَا تَضُرُّ وَلَوْلَا اَنِّیْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یُقَبِّلُ مَا قَبَّلْتُکَ. (متفق علیه) 16-1065

حضرت عابس بن ربیعہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حجرِ اسود کو چومتے دیکھا پھر انہوں نے حجر اسود کو مخاطب کر کے فرمایا، میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے، نہ تو نفع پہنچا سکتا ہے نہ نقصان۔ اگر میں رسولِ اکرم ﷺ کو بوسہ دیتے نہ دیکھتا کبھی تجھے بوسہ نہ دیتا۔ (بخاری ومسلم)

خلاصہ باب

۱۔ بیت اللہ کا طواف حجرِ اسود کے بوسہ یا اشارہ سے شروع کرنا چاہیے۔
۲۔ حجر اسود کو ہاتھ یا چھڑی لگا کر چومنا سنت ہے۔
۳۔ حجرِ اسود کو ہاتھ لگاتے ہوئے اللہ اکبر کہنا چاہیے۔
۴۔ پہلے تین چکروں میں رمل اور باقی چار میں عام رفتار ہونی چاہیے۔
۵۔ بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ کی سعی سواری پر بیٹھ کر کی جا سکتی ہے۔
۶۔ رسول اللہؐ طواف کے دوران حجرِ اسود کی طرف کسی چیز کے ساتھ اشارہ کرتے تھے۔
۷۔ عورت حیض یا استحاضے کے ایام میں بیت اللہ کا طواف نہیں کر سکتی۔
۸۔ مشرک کو حرم میں داخل ہونے کا حق نہیں پہنچتا۔
۹۔ حجرِ اسود کو چومنا یا چھونا سنت رسول مقبول ﷺ ہے اس کو نفع و نقصان کا مالک سمجھنا جائز نہیں۔
۱۰۔ رکنِ یمانی کو چھو کر آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ نہیں چوما۔

بَابُ الْوُقُوْفِ بِعَرَفَةَ

وقوفِ عرفات

نبی اکرم ﷺ نے میدان عرفات میں پہنچنے کو حج کا رکن اعظم قرار دیا ہے۔ پہاڑوں کے درمیان یہ وہ سرزمین ہے جس کے بارے روایات میں پایا جاتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام جب جنت سے زمین پر اتارے گئے تو بڑی مدت کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس جگہ ان کو باہم ملنے کا موقع نصیب فرمایا۔ اس لیے اسے عرفات کے نام سے یاد کیا جاتا ہے یعنی پہچاننے کی جگہ۔

یہ وہ جائے مبارکہ ہے کہ جس کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ شیطان بدر میں ذلیل ہوا تھا یا پھر اس کی ذلت ورسوائی کی انتہا عرفہ کے دن ہوا کرتی ہے کیونکہ اس دن اور اس جگہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے تمام گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔

سمع واطاعت کا نقطۂ عروج

عرفات کی حاضری حج کا رکنِ اعظم ہونے کے باوجود حکم یہ ہے کہ غروب آفتاب کے بعد نمازِ مغرب ادا کئے بغیر یہاں سے مزدلفہ روانہ ہو جائے۔ مسلمان کی سمع واطاعت کا اندازہ کیجئے کہ وہ مومن جو ہمیشہ نماز کے وقت کا انتظار کیا کرتا تھا نماز کا وقت ہوتے ہی ہر تعلق سے لاتعلق ہو کر اس کے قدم مسجد کی طرف اٹھ جایا کرتے تھے وہ نماز جس کی پابندئ وقت کے لیے حکم تھا:

إِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتَابًا مَّوْقُوْتًا O (النساء۴:۱۰۳)

''مومنوں کے لیے نماز کے اوقات مقرر کر دیے گئے ہیں۔''

لیکن اب حکم ہوا ہے کہ یہاں نماز پڑھنے کے بجائے یونہی آگے چل دیجئے اور مزدلفہ میں دونوں نمازوں کو اکٹھا ادا کرو۔ ایک لمحہ ٹھہر کے ذرا سوچیے کہ بندہ اپنے رب کے حکم کے سامنے کس طرح بے اختیار و بے بس ہے کہ پہلے بیماری یا کسی مجبوری کے بغیر اس نے ظہر اور عصر جمع کی تھیں اور اب مغرب کی نماز کے لیے یہاں ٹھہرنے کی اجازت ہی نہیں۔ یہ وہی مقامِ مقدس ہے کہ جہاں آپ ﷺ نے انسانیت کو دونوں جہانوں کی کامیابی کی ضمانت دیتے ہوئے ایک چارٹر سے متعارف کروایا تھا جس کے چند نکات یہ ہیں: ۱۔ جب تک قرآن وسنت کو تھامے رکھو گے دنیا کی کوئی سازش اور طاقت تمہیں گمراہ نہیں کر سکے گی۔

۲۔ آج میں ہر قسم کی عصبیتوں کو اپنے پاؤں تلے روندرہا ہوں۔

۳۔ معاشی استحصال ختم کرتے ہوئے ہمیشہ کے لیے سود کو حرام قرار دیا اور فرمایا کہ سب سے پہلے میں اپنے چچا عباس ؓ کا سود معاف کرتا ہوں وہ اب کے بعد اصل رقم کے علاوہ کسی سے ایک دمڑی بھی سود وصول نہیں کر سکتے۔ (حجۃ الوداع)

الفصل الاول — پہلی فصل

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِیْ بَكْرٍ الثَّقَفِيِّ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى اَنَّهُ سَاَلَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ ؓ وَهُمَا

محمد بن ابی بکر ثقفی رحمۃ اللہ علیہ بتاتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک ؓ کے ساتھ منیٰ سے عرفات جاتے ہوئے انہوں

غَادِيَانِ مِنْ مِّنًى اِلَى عَرَفَةَ كَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُوْنَ فِيْ هٰذَا الْيَوْمِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ كَانَ يُهِلُّ مِنَّا الْمُهِلُّ فَلَا يُنْكَرُ عَلَيْهِ وَيُكَبِّرُ الْمُكَبِّرُ مِنَّا فَلَا يُنْكَرُ عَلَيْهِ.(متفق عليه)1066-1

نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ آج کے دن آپ رسول اکرم ﷺ کی معیت میں کیا اعمال سرانجام دیا کرتے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ ہم میں سے کچھ لوگ تلبیہ کہتے اور کوئی ان پر اعتراض نہ کرتا اور کچھ تکبیر کہتے اور کوئی اس پر معترض نہ ہوتا۔(بخاری ومسلم)

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ نَحَرْتُ هٰهُنَا وَمِنًى كُلُّهَا مَنْحَرٌ فَانْحَرُوْا فِيْ رِحَالِكُمْ وَوَقَفْتُ هٰهُنَا وَعَرَفَةُ كُلُّهَا مَوْقِفٌ وَّوَقَفْتُ هٰهُنَا وَجَمْعٌ كُلُّهَا مَوْقِفٌ.(مسلم)1067-2

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے اس جگہ قربانیاں کی ہیں جب کہ تمام منیٰ قربان گاہ ہے۔ لہذا تم اپنی قیام گاہوں میں قربانیاں ذبح کرلو۔ میں نے اس جگہ وقوف کیا جبکہ تمام عرفات ٹھہرنے کا مقام ہے۔ اسی طرح میں مزدلفہ میں اس جگہ ٹھہرا ہوں جبکہ تمام مزدلفہ ٹھہرنے کی جگہ ہے۔(مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَا مِنْ يَوْمٍ اَكْثَرَ مِنْ اَنْ يُّعْتِقَ اللّٰهُ فِيْهِ عَبْدًا مِّنَ النَّارِ مِنْ يَّوْمِ عَرَفَةَ وَاِنَّهُ لَيَدْنُوْا ثُمَّ يُبَاهِيْ بِهِمُ الْمَلٰئِكَةَ فَيَقُوْلُ مَا اَرَادَ هٰؤُلَاءِ.(مسلم)1068-3

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا، یوم عرفہ سے بڑھ کر اور کوئی دن نہیں جس میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو نارِ جہنم سے آزادی بخشتا ہے۔ عرفہ کے دن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے قریب ہوتا ہے اور فرشتوں پر ان بندوں کے بارے فخر کرتا ہے اور استفسار فرماتا ہے میرے یہ بندے کیا چاہتے ہیں؟(مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تعالىٰ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ قُرَيْشٌ وَّمَنْ دَانَ دِيْنَهَا يَقِفُوْنَ بِالْمُزْدَلِفَةِ وَكَانُوْا يُسَمَّوْنَ الْحُمْسَ فَكَانَ سَائِرُ الْعَرَبِ يَقِفُوْنَ بِعَرَفَةَ فَلَمَّا جَاءَ الْاِسْلَامُ اَمَرَ اللّٰهُ نَبِيَّهٗ اَنْ يَّاْتِيَ عَرَفَاتٍ فَيَقِفَ بِهَا ثُمَّ يُفِيْضَ مِنْهَا فَذَالِكَ قَوْلُهٗ عَزَّوَجَلَّ ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ (پ۲.رکوع۹) (متفق

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ (زمانہء جاہلیت میں) قریش اور ان کے ہم مذہب مزدلفہ میں قیام کیا کرتے اور ''حمس'' کہلاتے تھے۔ جب کہ تمام عرب عرفہ میں وقوف کرتے۔ جب اسلام آیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو حکم دیا کہ وہ بھی عرفات جائیں اور وہاں ٹھہرا کریں۔ پھر وہاں سے واپس لوٹیں۔ اس بارے میں اللہ عزوجل کا یہ فرمان ہے ''پھر تم لوگ وہاں سے لوٹو جہاں سے دوسرے لوگ واپس

علیہ)4-1069 آتے ہیں(البقرۃ رکوع ۹)"۔(بخاری ومسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ میدانِ عرفات میں تلبیہ، قرآنِ مجید کی تلاوت، ذکرواذکار، دعائیں اور توبہ واستغفار کرنا چاہیے۔

۲۔ مزدلفہ اور حدودِ عرفات اور منٰی میں جہاں چاہے ٹھہر سکتا ہے۔

۳۔ یوم عرفہ عظیم ترین دن ہے اس دن اللہ تعالٰی اپنے بندوں پر فخر کرتے ہوئے ان کے گناہوں کو معاف فرمادیتا ہے۔

۴۔ وقوف عرفہ حج کا رکن اعظم ہے۔عرفہ کے دن سے محروم ہونے والے کا حج نہیں ہوتا۔



بَابُ الدَّفْعِ مِنْ عَرَفَةَ وَالْمُزْدَلِفَةِ

عرفات اور مزدلفہ سے واپسی

حجاج کا بے بس و بے اختیار قافلہ رات کے اندھیروں میں ٹھوکریں کھاتا ہوا مزدلفہ کی سنگلاخ زمین پر آن لیٹا ہے' جسم تھکن سے چور طبیعت نڈھال' نیند کا غلبہ اور آرام کی حاجت کے باوجود لوگ اٹھ کھڑے ہوئے ہیں تاکہ نمازِ مغرب و عشا میں اللہ تعالیٰ کے حضور سرافگندگی کا اظہار کیا جائے۔ اب آرام اور قیام کی ضرورت تھی۔ لہٰذا نبی محترم ﷺ اپنی امّت پر شفقت و مہربانی کرتے ہوئے نہ خود اس رات تہجد کے لیے اٹھے اور نہ ہی لوگوں کو تلقین فرمائی تاکہ سفر کی صعوبتوں اور تھکاوٹوں کی بنا پر لوگوں کو آرام کا موقع میسر آ جائے۔ اور دس ذوالحجہ کے چار مناسک تازہ دم ہو کر ادا کر سکیں۔

بدعات سے بچیے

حج کے تربیتی کیمپوں میں مزدلفہ کی رات کو لیلۃ القدر سے افضل یا برابر بیان کیا جاتا ہے پھر ایسے لوگ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ تو اعلیٰ مقام کے حامل تھے اس لیے آپ ﷺ ساری رات آرام فرماتے رہے۔ ہمیں اس رات کو غنیمت سمجھ کر جاگنا چاہیے یہ من گھڑت اور بلا دلیل بات ہے اور اپنی طرف سے اضافہ ہے اسی انداز کو بدعت کہا گیا ہے۔ جس سے بچنا لازم ہے۔

الفصل الاول

عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سُئِلَ اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ ﷺ كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَسِيْرُ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ حِيْنَ دَفَعَ قَالَ كَانَ يَسِيْرُ الْعَنَقَ فَاِذَا وَجَدَ فَجْوَةً نَصَّ. (متفق عليه) 1070-1

پہلی فصل

حضرت ہشام بن عروہ رحمہ اللہ کو ان کے والد نے بتایا کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا گیا کہ حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عرفات سے واپسی کی کیا کیفیت تھی؟ انہوں نے جواب دیا آپ درمیانی چال چلتے مگر کھلی جگہ ملتی تو اپنی سواریوں کو تیز چلاتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهُ دَفَعَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَرَفَةَ فَسَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ وَرَآءَهُ زَجْرًا شَدِيْدًا وَّضَرْبًا لِّلْاِبِلِ فَاَشَارَ بِسَوْطِهٖ اِلَيْهِمْ وَقَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ عَلَيْكُمْ بِالسَّكِيْنَةِ فَاِنَّ الْبِرَّ لَيْسَ بِالْاِيْضَاعِ. (بخاری) 1071-2

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ عرفہ کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ واپس آئے تو آپ نے اونٹوں کو ڈانٹنے اور مارنے کی آوازیں سنیں تو آپ نے اپنے کوڑے سے ان کو اشارہ کرتے ہوئے تنبیہ فرمائی، لوگو! سنجیدگی اختیار کرو کیونکہ دوڑانے میں نیکی نہیں ہے۔ (بخاری)

وَعَنْهُ اَنَّ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ ﷺ كَانَ رِدْفَ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ عَرَفَةَ اِلَى الْمُزْدَلِفَةِ ثُمَّ اَرْدَفَ الْفَضْلَ ﷺ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ اِلٰى مِنٰى فَكِلَاهُمَا قَالَا لَمْ يَزَلِ النَّبِيُّ ﷺ يُلَبِّىْ حَتّٰى رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ.(متفق عليه)3-1072

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما عرفات سے مزدلفہ تک نبی اکرم ﷺ کے پیچھے سوار رہے اور مزدلفہ سے منیٰ تک فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کو آپ نے اپنے پیچھے سوار کرلیا۔ ان دونوں کا بیان ہے کہ نبی محترم ﷺ جمرۂ عقبہ کو کنکریاں مارنے تک لبیک پکارتے رہے۔(بخاری ومسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ جَمَعَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَآءَ بِجَمْعٍ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُمَا بِاِقَامَةٍ وَّلَمْ يُسَبِّحْ بَيْنَهُمَا وَلَا عَلٰى اِثْرِ كُلِّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُمَا.(بخاری)4-1073

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے مزدلفہ میں مغرب اور عشا کی نمازوں کو الگ الگ تکبیروں کے ساتھ جمع فرمایا نہ ان کے درمیان کوئی نوافل ادا کیے اور نہ ان کے بعد۔(بخاری)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ قَالَ مَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰى صَلٰوةً اِلَّا لِمِيْقَاتِهَا اِلَّا صَلٰوتَيْنِ صَلٰوةَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَآءِ بِجَمْعٍ وَصَلَّى الْفَجْرَ يَوْمَئِذٍ قَبْلَ مِيْقَاتِهَا.(متفق عليه)5-1074

حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ماسوائے دو نمازوں کے تمام نمازیں ان کے اوقات پر ادا کرتے دیکھا(مزدلفہ میں) مغرب اور عشا کی نمازیں جمع کیں اور نمازِ فجر اوّل وقت سے پہلے ادا کی۔(بخاری ومسلم)(وضاحت خلاصہ میں دیکھیں)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ اَنَا مِمَّنْ قَدَّمَ النَّبِيُّ ﷺ لَيْلَةَ الْمُزْدَلِفَةِ فِیْ ضَعَفَةِ اَهْلِهٖ.(متفق عليه)6-1075

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں وہ نبی اکرم ﷺ کے ان کمزور اہل وعیال میں شامل تھا جنہیں مزدلفہ کی رات آپ ﷺ نے پہلے ہی آگے بھیج دیا تھا۔(بخاری ومسلم)

عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَّكَانَ رَدِيْفَ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُ قَالَ فِیْ عَشِيَّةِ عَرَفَةَ وَغَدَاةِ جَمْعٍ لِلنَّاسِ حِيْنَ دَفَعُوْا عَلَيْكُمْ بِالسَّكِيْنَةِ وَهُوَ كَافٌّ نَاقَتَهُ حَتّٰى دَخَلَ مُحَسِّرًا وَّهُوَ مِنْ مِّنًى قَالَ عَلَيْكُمْ بِحَصَى الْخَذْفِ الَّذِیْ يُرْمٰى بِهِ الْجَمْرَةُ وَقَالَ لَمْ يَزَلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُلَبِّیْ حَتّٰى رَمٰى

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما جو نبیِ کریم ﷺ کے پیچھے سوار تھے بتاتے ہیں کہ مجھے عرفہ کی شام اور مزدلفہ کی صبح تلقین فرمائی کہ تمہاری واپسی سکون سے ہو۔ اور خود نبیِ کریم ﷺ اپنی اونٹنی کو وادیِ محسّر میں داخل ہونے تک تیز چلنے سے روکتے رہتے۔ یہ وادی منیٰ سے متصل ہے۔ آپ نے نصیحت فرمائی تمہارے لیے ضروری ہے کہ جمرات پر ماری جانے والی کنکریاں چنے کے برابر ہوں۔ حضرت فضل ﷺ نے

الْجَمْرَةَ.(مسلم)1076-7

مزید بتایا کہ رسول اللہ ﷺ جمرۃ العقبہ کو کنکریاں مارنے تک لبیک پکارتے رہے۔(مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ رحمه الله تعالىٰ قَالَ اَخْبَرَنِيْ سَالِمٌ رحمه الله تعالىٰ اَنَّ الْحَجَّاجَ بْنَ يُوْسُفَ عَامَ نَزَلَ بِابْنِ الزُّبَيْرِ رضی اللہ عنہ سَاَلَ عَبْدَاللّٰهِ كَيْفَ نَصْنَعُ فِي الْمَوْقِفِ يَوْ مَ عَرَفَةَ فَقَالَ سَالِمٌ اِنْ كُنْتَ تُرِيْدُ السُّنَّةَ فَهَجِّرْ بِالصَّلٰوةِ يَوْمَ عَرَفَةَ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہ صَدَقَ اِنَّهُمْ كَانُوْا يَجْمَعُوْنَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فِي السُّنَّةِ فَقُلْتُ لِسَالِمٍ رحمه الله تعالىٰ اَفَعَلَ ذَالِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ سَالِمٌ وَهَلْ يَتَّبِعُوْنَ ذَالِكَ اِلَّا سُنَّتَهُ.(بخاری)1077-8

حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ علیہ کو حضرت سالم رحمہ اللہ علیہ نے خبر دی کہ جس سال حجاج بن یوسف ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے مقابلہ کے لیے آیا تو اس نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا کہ عرفہ کے دن ہم کیا کریں۔ سالم نے جواب دیا، اگر تم سنت کی پیروی چاہتے ہو تو عرفات میں ظہر اور عصر کی نمازیں ظہر کے اول وقت میں ادا کرو۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے تصدیق کی اور فرمایا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ظہر اور عصر کو جمع کیا کرتے تھے۔ ابن شہاب زہری نے سالم رحمہ اللہ تعالیٰ سے پوچھا کیا رسول اللہ ﷺ نے اس طرح کیا؟ اس نے جواب دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سنت کے علاوہ اور کسی چیز کی اتباع نہیں کرتے تھے۔(بخاری)

خلاصہ باب

۱۔ مزدلفہ میں مغرب اور عشا اکٹھی پڑھنا سنت ہے۔

۲۔ مزدلفہ کی رات آپ نے تہجد نہیں پڑھی۔

۳۔ مزدلفہ سے منٰی سورج نکلنے کے بعد جانا سنت ہے۔ البتہ معذور لوگوں کو پہلے جانے کی اجازت ہے۔

۴۔ کنکریاں، مزدلفہ یا راستے سے پکڑی جا سکتی ہیں۔ جو چنے کے دانے کے برابر ہونی چاہییں۔

۵۔ وادی محسّر سے تیزی کے ساتھ نکل جانا چاہیے۔ کیونکہ یہاں اصحاب الفیل تباہ ہوئے تھے۔

۶۔ ظہر اور عصر جمع کرنے کا ثبوت صفحہ نمبر ۴۸۲، ۴۶۶ پر موجود ہے۔ اور صبح کی نماز عام طور پر جس وقت پر ادا کرتے تھے اس سے ذرا پہلے ادا کی۔



بَابُ رَمْيِ الْجِمَارِ

جمرات کو کنکریاں مارنا

اللہ تعالیٰ کے پاک نبی ﷺ مزدلفہ میں صبح کی نماز ادا کرنے کے بعد سورج نکلنے سے پہلے تک دعاومناجات میں مصروف رہے اور جونہی سورج نکلنے کا وقت قریب آیا آپ ﷺ منیٰ کی طرف رواں دواں ہوئے۔ راستے میں وادی محسر سے گزرتے ہوئے آپ نے لوگوں کو ہدایت فرمائی کہ یہاں سے تیزی کے ساتھ نکل جایئے کیونکہ اسی جگہ یمن کے گورنر ابرہہ اور اس کے ظالم ساتھیوں کو اللہ تعالیٰ کے عذاب نے تہس نہس کر دیا تھا۔ جس کا تذکرہ سورۃ الفیل میں بڑے پُر جلال انداز میں کیا گیا ہے۔

رمی اور منیٰ میں قیام

منیٰ پہنچنے کے بعد سب سے پہلا کام بڑے شیطان جمرہ کو کنکریاں مارنا ہے۔ رمی کوئی کھیل اور رسم نہیں ہے بلکہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے غیرت اور جرأت مندانہ اقدام کی عملی تائید اور انسانیت کے ابدی اور ازلی دشمن شیطان سے نفرتوں کی انتہا کا مظہر ہے۔

ابلیس کے ساتھ ساری یا ہماری کسی ایک نسل ہی کی عداوت نہیں بلکہ یہ غیظ وغضب تو حضرت آدم علیہ السلام کے حوالے سے سب کی گھٹی اور جبلت میں رکھ دیا گیا ہے۔ جس نے اس غیرت اور نفرت کو قائم رکھا وہ جنت کے راستے پہ چلا جا رہا ہے اور جو نفرت کے اس جذبے سے محروم ہوا جہنم کے دہکتے انگارے اس کے انتظار میں ہیں۔ کنکریاں مارتے وقت مومن کے وجود میں اللہ تعالیٰ کی کبریائی کا روحانی خون گردش کرنے لگتا ہے اس لیے کنکری مارتے وقت اللہ اکبر کہنے کا حکم ہے۔

الفصل الاول	پہلی فصل
عَنْ جَابِرٍ ؓ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَرْمِيْ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ يَوْمَ النَّحْرِ وَيَقُوْلُ لِتَاْخُذُوْا مَنَاسِكَكُمْ فَاِنِّيْ لَا اَدْرِيْ لَعَلِّيْ لَا اَحُجُّ بَعْدَ حَجَّتِيْ هٰذِهٖ. (مسلم)1078-1	حضرت جابر ؓ فرماتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ کو اپنی سواری پر سوار ہو کر قربانی کے دن کنکریاں مارتے دیکھا اور آپ نے فرمایا۔ مجھ سے حج کے طریقے سیکھ لو۔ میں نہیں جانتا کہ میں اس حج کے بعد حج کر پاؤں گا۔ (مسلم)
وَ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَمَى الْجَمْرَةَ بِمِثْلِ حَصَى الْخَذْفِ. (مسلم) 2-10789	حضرت جابر ؓ ہی روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو جمرۂ عقبہ کو چنے کے برابر کنکریاں مارتے دیکھا۔ (مسلم)
وَعَنْهُ قَالَ رَمٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْجَمْرَةَ يَوْمَ	حضرت جابر ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قربانی کے

النَّحْرِ ضُحًى وَاَمَّا بَعْدَ ذٰلِکَ فَاِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ. (متفق علیہ) 3-1080

دن سورج کے بلند ہونے پر جمرۂ عقبہ کو کنکریاں ماریں اس کے بعد اگلے دنوں میں سورج کے زوال کے بعد کنکریاں ماریں۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ اَنَّهٗ انْتَهٰی اِلَی الْجَمْرَةِ الْكُبْرٰی فَجَعَلَ الْبَيْتَ عَنْ يَّسَارِهٖ وَمِنًی عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَرَمٰی بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُّكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا رَمَى الَّذِیْ اُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ. (متفق علیہ) 4-1081

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جمرۃ الکبریٰ تک گئے۔ بیت اللہ کو اپنے بائیں طرف اور منیٰ کو دائیں طرف رکھا۔ ہر کنکری مارتے وقت اللہ اکبر کہتے۔ پھر کہا کہ اسی طرح اس ذات اقدس نے کنکریاں ماریں جس پر سورۃ البقرۃ کا نزل ہوا ﷺ۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْاِسْتِجْمَارُ تَوٌّ وَرَمْيُ الْجِمَارِ تَوٌّ وَالسَّعْیُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ تَوٌّ وَالطَّوَافُ تَوٌّ وَاِذَا اسْتَجْمَرَ اَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَجْمِرْ بِتَوٍّ. (مسلم) 5-1082

حضرت جابر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں آپ نے فرمایا استنجاء کے لیے ڈھیلے استعمال کرنا بھی ہے، جمروں کو کنکریاں مارنا بھی طاق ہے، صفا و مروہ کی سعی کرنا بھی طاق ہے۔ طواف کرنا بھی طاق ہے۔ لہذا تم میں سے کوئی ڈھیلے استعمال کرے تو طاق استعمال کرے۔ (مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ کنکری مارتے وقت اللہ اکبر کہنا چاہیے۔

۲۔ کنکری چنے کے دانے کے برابر ہونی چاہئے۔

۳۔ کنکری مارتے وقت قبلہ بائیں طرف ہونا چاہیے۔

۴۔ پہلے اور دوسرے شیطان کو کنکریاں مارنے کے بعد پیچھے ہٹ کر دعا کرنا سنت ہے۔

۵۔ تیسرے کو کنکریاں مار کر آپ نے دعا نہیں کی۔

۶۔ رمی کے لیے کنکریاں دھونا شیطانوں پر دوپٹے پھینکنا اور گالیاں دینا جہالت کی بات ہے۔ جہالت کا دین کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔



بَابُ الْهَدْيِ

قربانی کرنا

قربانی کی وجہ تسمیہ

قربان کا لفظ بروزن سلطان ہے۔ عربی محاورات میں قربان ہر اس چیز کو کہتے ہیں جس سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کیا جائے' جیسا کہ امام ابوبکر جصاص رحمۃ اللہ علیہ نے احکام القرآن میں نقل کیا:

وَالْقُرْبَانُ مَا يَقْصَدُ بِهِ الْقُرْبُ مِن رَّحْمَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى مِنْ اَعْمَالِ الْبِرِّ ''قربان ہر اس نیک کام کو کہا جاتا ہے جس کا مقصد اللہ تعالیٰ کی قربت اور رضا حاصل کرنا ہو۔ لیکن عرف عام میں قربانی کے ایام میں بکرے' دنبے' گائے وغیرہ کو ذبح کرنے کا نام قربانی ہے۔

قربانی کی تاریخ

جب سے حضرت آدم علیہ السلام دنیا میں تشریف لائے اس وقت سے لے کر اللہ تعالیٰ کے راستے میں اس کی رضا کے لیے قربانی کرنا شروع ہے' جیسا کہ اللہ پاک نے قرآن حکیم میں واقعۂ قربانی بیان فرمایا ہے۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ابْنَىْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِ هِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ○ لَئِنْ م بَسَطْتَّ اِلَىَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِىْ مَآ اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِىَ اِلَيْكَ لِاَ قْتُلَكَ اِنِّىْ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ○ (المائدہ ۲۷، ۲۸)

اے نبی! ان کو آدم کے دو بیٹوں کا واقعہ سنا۔ جب ان دونوں نے قربانی پیش کی تو ان میں سے ایک کی قربانی قبول ہوئی اور دوسرے کی قربانی قبول نہیں کی گئی جس کی قربانی قبول نہ ہوئی اس نے دوسرے بھائی کو کہا کہ میں تجھے قتل کر دوں گا۔ اس نے جواب دیا۔ اللہ پاک تو متقی لوگوں کی قربانی قبول کرتا ہے اگر تو مجھے قتل کرنے کے لئے ہاتھ اٹھائے گا تو میں تجھے قتل کرنے کے لئے ہاتھ نہیں اٹھاؤں گا۔ کیونکہ مجھے اللہ رب العالمین سے ڈر لگتا ہے۔''

دین و دنیا کی امامت کا تاج

ابتلا کے معنی جانچنے' پرکھنے کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ابتلا معاذ اللہ اس لیے نہیں ہوتی کہ خالق اپنی مخلوق کو پریشان کرنا چاہتا ہے' نہیں بلکہ آزمائش کرنے کا مقصد فرد یا قوم کی صلاحیتوں کو نکھارنا اور نشوونما کرنا ہوتا ہے۔ اس بنا پر آزمائشوں کے ذریعے ابراہیم علیہ السلام کی عزیمت اور استقامت کا امتحان لیا گیا۔ کبھی تو ابراہیم علیہ السلام قوم کے بت کدے کے درمیان کھڑے ہو کر نعرۂ توحید بلند کر رہے ہیں اور کبھی حاکم وقت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اس کی جھوٹی خدائی کے پرخچے اڑا رہے ہیں۔ اور پھر اس جرم کی پاداش میں آگ میں بے خطر ''حَسْبِیَ اللّٰه'' کہہ کر کود پڑتے ہیں۔

اَسلِمُ 'اَسلَمتُ' کا یہ عالم ہے کہ گھربار ملک و وطن سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر ہجرت کر جاتے ہیں اور اس کے بعد اکلوتے جگر گوشے اور نہایت فرماں بردار اطاعت شعار رفیقہ ءِ حیات کو سنسان وادی غیر ذی زرع میں چھوڑ کر پیچھے پلٹ کر بھی نہیں دیکھتے بالآخر نہایت خوبصورت و سیرت' معصوم لختِ جگر کے حلقومِ نازک پر خدائے وحدہ لاشریک کی رضا کے لئے چھری چلا دیتے ہیں۔تب جا کر اعلان ہوا۔

وَاِذِابۡتَلٰی اِبۡرٰاھِیۡمَ رَبُّہٗ بِکَلِمٰتٍ فَاَتَمَّھُنَّ قَالَ اِنِّیۡ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا(البقرۃ:۱۲۴)

''جب ابراہیم کے رب نے اس کو چند معاملات کے ساتھ آزمایا تو وہ پورا اترے۔فرمایا ابراہیم میں تجھ کو دنیا کا امام بناتا ہوں''۔(البقرہ:۱۲۴پ۱)

الفصل الاول

پہلی فصل

عَنِ ابۡنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُمَا قَالَ صَلّٰی رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ الظُّھۡرَ بِذِی الۡحُلَیۡفَۃِ ثُمَّ دَعَا بِنَاقَتِہٖ فَاَشۡعَرَھَا فِیۡ صَفۡحَتِ سَنَامِھَا الۡاَیۡمَنِ وَسَلَتَ الدَّمَ عَنۡھَا وَقَلَّدَھَا نَعۡلَیۡنِ ثُمَّ رَکِبَ رَاحِلَتَہٗ فَلَمَّا اسۡتَوَتۡ بِہٖ عَلَی الۡبَیۡدَآءِ اَھَلَّ بِالۡحَجِّ.(مسلم)1083-1

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز ذوالحلیفہ میں ادا فرمائی پھر اپنی قربانی کی اونٹنی منگوائی اور اس کے کوہان کے دائیں طرف تیزہ مار کر خون بہا کر اس کا شعار کیا اور خون صاف کر دیا۔اونٹنی کے گلے میں دو جوتیوں کا قلادہ ڈالا۔پھر اونٹنی پر سوار ہوئے۔جب اونٹنی بیدا مقام پر چڑھی تو آپ ﷺ نے حج کی نیت سے تلبیہ کہنا شروع کیا۔(مسلم)

عَنۡ عَآئِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھَا قَالَتۡ اَھۡدَی النَّبِیُّ ﷺ مَرَّۃً اِلَی الۡبَیۡتِ غَنَمًا فَقَلَّدَھَا.(متفق علیہ)1084-2

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ کی طرف بکریاں بطور قربانی بھیجیں تو آپ نے ان کو قلادے پہنائے۔(بخاری و مسلم)

عَنۡ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ ذَبَحَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ عَنۡ عَآئِشَۃَ بَقَرَۃً یَوۡمَ النَّحۡرِ.(مسلم)1085-3

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے قربانی کے دن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے گائے قربان کی۔(مسلم)

عَنۡہُ قَالَ نَحَرَ النَّبِیُّ ﷺ عَنۡ نِّسَآئِہٖ بَقَرَۃً فِیۡ حَجَّتِہٖ.(مسلم)1086-4

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر اپنی بیوی کے لیے ایک گائے ذبح کی۔(مسلم)

عَنۡ عَآئِشَۃَ رضی اللہ عنہا قَالَتۡ فَتَلۡتُ قَلَآئِدَ بُدۡنِ النَّبِیِّ ﷺ بِیَدَیَّ ثُمَّ قَلَّدَھَا وَاَشۡعَرَھَا وَاَھۡدَاھَا فَمَا حَرُمَ عَلَیۡہِ شَیۡءٌ کَانَ اُحِلَّ لَہٗ.(متفق علیہ)1087-5

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے نبی کریم ﷺ کے قربانی کے اونٹوں کے قلادے اپنے ہاتھ سے بٹے پھر آپ نے قربانی کے گلے میں باندھے اور ان کی کوہان سے خون نکال کر نشان زد کیا اور ان کو قربانی کیلئے مکہ

معظمہ روانہ کیا۔اس سے آپ پر کوئی چیز حرام نہ ہوئی جو قبل ازیں آپ کے لئے حلال کی گئی تھی۔(بخاری ومسلم)

عَنْهَا قَالَتْ فَتَلْتُ قَلَائِدَهَا مِنْ عِهْنٍ كَانَ عِنْدِيْ ثُمَّ بَعَثَ بِهَا مَعَ اَبِيْ.(متفق عليه)6-1088

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں میں نے قربانی کے جانوروں کے قلادے اپنے پاس اون سے بٹے پھر آپ ﷺ نے ان جانوروں کو میرے والد کے ساتھ بھیج دیا۔(بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضي الله عنه اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَاٰى رَجُلًا يَسُوْقُ بَدَنَةً فَقَالَ ارْكَبْهَا فَقَالَ اِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ ارْكَبْهَا فَقَالَ اِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ ارْكَبْهَا وَيْلَكَ فِي الثَّانِيَةِ اَوِ الثَّالِثَةِ.(متفق عليه)7-1089

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو قربانی کی اونٹنی ہانک کر لے جاتے دیکھا، آپ نے فرمایا، اس پر سوار ہو جاؤ۔اس نے عرض کیا یہ قربانی کا جانور ہے۔آپ نے پھر فرمایا، اس پر سوار ہو جاؤ۔اس نے پھر جواب دیا یہ قربانی کا جانور ہے، دوسری یا تیسری بار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، تجھ پر افسوس! اس پر سوار ہو جاؤ۔(بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ رحمة الله تعالىٰ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ رضي الله عنه سُئِلَ عَنْ رُكُوْبِ الْهَدْيِ فَقَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ ارْكَبْهَا بِالْمَعْرُوْفِ اِذَا اُلْجِئْتَ اِلَيْهَا حَتّٰى تَجِدَ ظَهْرًا.(مسلم)8-1090

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے قربانی پر سوار ہونے کے متعلق سوال کا جواب سنا۔انہوں نے بتایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا اگر تم قربانی کے جانور کی سواری پر مجبور ہو تو دوسری سواری میسر نہ ہونے تک اچھے انداز سے سواری کر سکتے ہو۔(مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سِتَّةَ عَشَرَ بَدَنَةً مَّعَ رَجُلٍ وَّاَمَّرَهُ فِيْهَا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ اَصْنَعُ بِمَا اُبْدِعَ عَلَيَّ مِنْهَا قَالَ انْحَرْهَا ثُمَّ اصْبُغْ نَعْلَيْهَا فِيْ دَمِهَا ثُمَّ اجْعَلْهَا عَلٰى صَفْحَتِهَا وَلَا تَاْكُلْ مِنْهَا اَنْتَ وَلَا اَحَدٌ مِّنْ اَهْلِ رُفْقَتِكَ.(مسلم)9-1091

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے ایک شخص کو امیر بنا کر سولہ اونٹ قربانی کے روانہ کئے اس نے دریافت کیا۔یارسول اللہ ﷺ! ان میں سے جو نہ چل سکے اس کا کیا کروں؟ آپ نے فرمایا اس کو نحر کر دو، اس کے کھروں کو اس کا خون لگاؤ، پھر اس کے کھروں کو اس کے کوہان کے پہلو پر مل دے۔لیکن اس میں نہ خود کھانا اور نہ تمہارے ساتھیوں میں سے کوئی کھائے۔(مسلم)

عَنْ جَابِرٍ رضي الله عنه قَالَ نَحَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَامَ الْحُدَيْبِيَّةِ الْبَدَنَةَ عَنْ سَبْعَةٍ وَّالْبَقَرَةَ عَنْ سَبْعَةٍ.(مسلم)10-1092

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں انہوں نے رسول اکرم ﷺ کی رفاقت میں حدیبیہ کے سال سات آدمیوں کی طرف سے اونٹ اور سات آدمیوں کی طرف سے گائے ذبح کی۔(مسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهُ اَتٰى عَلٰى رَجُلٍ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں وہ ایک

قَدْ اَنَاخَ بَدَنَتَهٗ يَنْحَرُهَا قَالَ ابْعَثْهَا قِيَامًا مُّقَيَّدَةً سُنَّةَ مُحَمَّدٍ ﷺ .(متفق عليه)11-1093

شخص کے پاس آئے جس نے اپنے اونٹ کو نحر کرنے کے لیے بٹھایا ہوا تھا۔آپ نے اس کو ہدایت کی کہ اس کو کھڑا کر کے اس کے پاؤں باندھ کر (پھر نحر کرنا) یہ حضرت محمد ﷺ کی سنت ہے۔(بخاری ومسلم)

عَنْ عَلِيٍّ ؓ قَالَ اَمَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَنْ اَقُوْمَ عَلٰى بُدْنِهٖ وَاَنْ اَتَصَدَّقَ بِلَحْمِهَا وَجُلُوْدِهَا وَاَجِلَّتِهَا وَاَنْ لَّا اُعْطِيَ الْجَزَّارَ مِنْهَا قَالَ نَحْنُ نُعْطِيْهِ مِنْ عِنْدِنَا.(متفق عليه)12-1094

حضرت علی ؓ بیان کرتے ہیں مجھے رسول معظم ﷺ نے حکم دیا کہ میں آپ کے قربانی کے اونٹوں کی نگرانی کروں، ان کا گوشت، چمڑے اور جھول صدقہ کروں اور قصاب کو بطور اجرت ان میں سے کچھ نہ دوں۔حضرت علی ؓ بتاتے ہیں کیونکہ ہم ان کی اجرت اپنی طرف سے دیا کرتے تھے۔(بخاری ومسلم)

عَنْ جَابِرٍ ؓ قَالَ كُنَّا لَا نَاكُلُ مِنْ لُّحُوْمِ بُدْنِنَا فَوْقَ ثَلٰثٍ فَرَخَّصَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ كُلُوْا وَتَزَوَّدُوْا فَاَكَلْنَا وَتَزَوَّدْنَا.(متفق عليه)13-1095

حضرت جابر ؓ کا بیان ہے ہم اپنی قربانی کے گوشت کو تین دن سے زیادہ نہیں کھاتے تھے۔پھر رسول کریم ﷺ نے ہمیں اجازت مرحمت فرمائی، خود کھاؤ اور بطور زاد راہ لے جاؤ، چنانچہ ہم نے کھایا اور سفر میں لے گے۔(بخاری ومسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ سَلَمَةَ ابْنِ الْاَكْوَعِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ ضَحّٰى مِنْكُمْ فَلَايُصْبِحَنَّ بَعْدَ ثَالِثَةٍ وَ فِيْ بَيْتِهٖ مِنْهُ شَيْءٌ فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الْمُقْبِلُ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَفْعَلُ كَمَا فَعَلْنَا الْعَامَ الْمَاضِيَ قَالَ كُلُوْا وَاَطْعِمُوْا وَادَّخِرُوْا فَاِنَّ ذَالِكَ الْعَامَ كَانَ بِالنَّاسِ جُهْدٌ فَاَرَدْتُّ اَنْ تُعِيْنُوْا فِيْهِمْ (متفق عليه)14-1096

حضرت سلمہ بن اکوع ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی رحمت ﷺ نے فرمایا تم میں سے جو شخص قربانی کرے تو تین راتوں کے بعد وہ اس طرح صبح کرے کہ اس کے گھر میں اس میں سے کچھ موجود نہیں ہونا چاہیے۔اگلے سال لوگوں نے دریافت کیا، یارسول اللہ! کیا ہم گزشتہ سال والا طریقہ اختیار کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا، خود کھاؤ، دوسروں کو کھلاؤ، اور ذخیرہ بھی کر سکتے ہو۔یہ حکم اس لئے تھا کہ گزشتہ سال لوگ عسرت میں تھے۔میں نے چاہا کہ ان کی مدد ہو جائے۔(بخاری ومسلم)

خلاصہ باب

۱۔قربانی کے اونٹ پر سوار ہوا جا سکتا ہے۔۲۔اونٹ کی قربانی میں سات آدمی بھی شریک ہو سکتے ہیں۔۳۔قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ ذخیرہ کیا جا سکتا ہے۔۴۔قصاب کی مزدوری قربانی کے گوشت یا چمڑے سے ادا کرنا منع ہے۔

بَابُ الْحَلْقِ

سر منڈوانے کا ذکر

صفاء ومروہ کی سعی کے بعد بندۂ عاجز کے قدم مروہ پر جم گئے ہیں اب وہ قبلہ رخ ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی سعی وکوشش اور حاضری کی قبولیت کی دعائیں کر رہا ہے پھر وہ یک دم اپنے بال منڈوانے کے لئے تیار ہو جاتا ہے وہ بال جو اس کی زینت اور خوبصورتی کی علامت تھے جنہیں سنوارا اور سنبھال کر رکھا کرتا تھا۔ آج بندہ اس قدر اپنے رب کے حضور وارفتگی اور سپردگی کا اظہار کر رہا ہے کہ اس نے اپنے حسن وجمال کو بھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کر دیا ہے۔ یاد رہے عورت اپنی چوٹی سے چند بال کاٹ لے۔

الفصل الاول

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَلَقَ رَأْسَهُ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَاُنَاسٌ مِّنْ اَصْحَابِهٖ وَقَصَّرَ بَعْضُهُمْ. (متفق عليه) 1097-1

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ لِيْ مُعَاوِيَةُ رضی اللہ عنہ اِنِّيْ قَصَّرْتُ مِنْ رَأْسِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ الْمَرْوَةِ بِمِشْقَصٍ. متفق عليه) 2-1098

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ اَللّٰهُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِيْنَ قَالُوْا وَالْمُقَصِّرِيْنَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَللّٰهُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِيْنَ قَالُوْا وَالْمُقَصِّرِيْنَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَالْمُقَصِّرِيْنَ. (متفق عليه) 3-1099

عَنْ يَّحْيَى بْنِ الْحُصَيْنِ رحمة الله عليه عَنْ

پہلی فصل

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ حجۃ الوداع میں نبی کریم ﷺ نے سر منڈوایا اور آپ کے کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنے سر منڈوائے۔ اور بعض نے بال کتروائے۔ (بخاری ومسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے مجھے بتلایا میں نے نبی کریم ﷺ کے سر مبارک کے بالوں کو مروہ کے قریب قینچی سے تراشا۔ (بخاری ومسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول کریم ﷺ کی حجۃ الوداع میں یہ دعا بیان کی۔ ''بارِ الٰہا! سر کے بال مونڈنے والوں پر رحم فرما۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اور سر کے بال کترانے والوں کے لیے کیا ہے؟ آپ ﷺ نے دوبارہ وہی دعا کی صحابہ رضی اللہ عنہم نے پھر عرض کی یا رسول اللہ! کترانے والوں کی لیے بھی دعا فرمائیں تب آپ ﷺ نے بال منڈوانے والوں کے لیے بھی رحم کی دعا فرمائی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا ''سر کے بال کترانے والوں پر بھی۔'' (بخاری ومسلم)

حضرت یحییٰ بن حصین رحمۃ اللہ علیہ اپنی دادی سے روایت کرتے

جَدَّتِهٖ اَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِیَّ ﷺ فِیْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ دَعَا لِلْمُحَلِّقِیْنَ ثَلٰثًا وَلِلْمُقَصِّرِیْنَ مَرَّةً وَّاحِدَةً. (مسلم) 1100-4

ہیں انہوں نے حجۃ الوداع میں نبی اکرم ﷺ کو سر کے بال مونڈنے والوں کے تین بار اور بالوں کو ترشوانے والوں کے لیے ایک بار رحم کی دعا کرتے سنا تھا۔ (مسلم)

عَنْ اَنَسٍ ؓ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ اَتٰی مِنًی فَاَتَی الْجَمْرَةَ ؓ فَرَمَاهَا ثُمَّ اَتٰی مَنْزِلَهٗ بِمِنًی وَّنَحَرَ نُسُكَهٗ ثُمَّ دَعَا بِالْحَلَّاقِ وَنَاوَلَ الْحَالِقَ شِقَّهُ الْاَیْمَنَ فَحَلَقَهٗ ثُمَّ دَعَا اَبَا طَلْحَةَ الْاَنْصَارِیَّ ؓ فَاَعْطَاهُ اِیَّاهُ ثُمَّ نَاوَلَ الشِّقَّ الْاَیْسَرَ فَقَالَ احْلِقْ فَحَلَقَهٗ فَاَعْطَاهُ اَبَا طَلْحَةَ ؓ فَقَالَ اقْسِمْهُ بَیْنَ النَّاسِ. (متفق علیه) 1101-5

حضرت انس ؓ بتاتے ہیں نبی معظم ﷺ جب منیٰ میں پہنچے تو آپ جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارنے کے بعد منیٰ میں اپنی قیام گاہ میں تشریف لائے۔ اپنی قربانیوں کو نحر کیا پھر سر مونڈنے والے کو بلا بھیجا اور اپنے سر کی دائیں جانب کو اس کے سامنے کیا۔ اس نے بال مونڈے پھر آپ ﷺ نے ابوطلحہ انصاری ؓ کو بلایا اور بال اسے دے دیے پھر بائیں جانب مونڈنے کا حکم دیا۔ اس نے بال مونڈ دیئے پھر آپ نے بال ابوطلحہ ؓ کو دیے۔ اور انہیں لوگوں میں تقسیم کرنے کی ہدایت فرمائی۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ كُنْتُ اُطَیِّبُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَبْلَ اَنْ یُّحْرِمَ وَیَوْمَ النَّحْرِ قَبْلَ اَنْ یَّطُوْفَ بِالْبَیْتِ بِطِیْبٍ فِیْهِ مِسْكٌ. (متفق علیه) 1102-6

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ میں رسول اللہ ﷺ کو احرام باندھنے سے قبل اور قربانی کے دن بیت اللہ کے طواف سے پہلے کستوری سے ملی ہوئی خوشبو لگاتی تھی۔ (بخاری و مسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَفَاضَ یَوْمَ النَّحْرِ ثُمَّ رَجَعَ فَصَلَّی الظُّهْرَ بِمِنًی. (مسلم) 71103

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے رسول اکرم ﷺ نے قربانی کے دن طواف افاضہ کیا' واپس تشریف لائے اور منیٰ میں ظہر کی نماز ادا فرمائی۔ (مسلم)

خلاصہ باب

۱۔ حج یا عمرے کے بعد مردوں کو سر منڈوانے یا کترو انے چاہییں۔
۲۔ حج میں صفا و مروہ کی سعی کے بعد منیٰ میں واپس پہنچنا لازم ہے۔
۳۔ سر منڈوانے والوں کے لیے تین گنا رحمت ہے۔
۴۔ عورت چوٹی کے بالوں میں سے کچھ کاٹ لے۔



بَابُ فِي تَقْدِيمِ وَ تَأْخِيرِ بَعْضِ الْمَنَاسِكِ

احرام سے حلال ہونا اور مناسک حج کو ایک دوسرے سے پہلے ادا کرنا

الفصل الاول

پہلی فصل

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِوبْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَقَفَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ بِمِنًى لِلنَّاسِ يَسْأَلُوْنَهُ فَجَآءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ لَمْ اَشْعُرْ فَحَلَقْتُ قَبْلَ اَنْ اَذْبَحَ فَقَالَ اذْبَحْ وَلَا حَرَجَ فَجَاءَ اٰخَرُ فَقَالَ لَمْ اَشْعُرْ فَنَحَرْتُ قَبْلَ اَنْ اَرْمِيَ فَقَالَ ارْمِ وَلَا حَرَجَ فَمَا سُئِلَ النَّبِيُّ عَنْ شَيْءٍ قُدِّمَ وَلَا اُخِّرَ اِلَّا قَالَ افْعَلْ وَلَا حَرَجَ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ اَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ حَلَقْتُ قَبْلَ اَنْ اَرْمِيَ قَالَ ارْمِ وَلَا حَرَجَ وَاَتَاهُ اٰخَرُ فَقَالَ اَفَضْتُ اِلَى الْبَيْتِ قَبْلَ اَنْ اَرْمِيَ قَالَ اِرْمِ وَلَا حَرَجَ. 11104

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول معظم ﷺ حجۃ الوداع میں منیٰ میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ سے مسائل دریافت فرما رہے تھے ایک صحابی رضی اللہ عنہ آپ کی خدمت میں آ کر عرض کرتا ہے مجھے معلوم نہیں تھا اور میں نے قربانی ذبح کرنے سے قبل سر منڈوالیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا، کوئی حرج نہیں۔ اب قربانی کر لو۔ دوسرا آیا اور اس نے پوچھا مجھے علم نہ تھا اور میں نے کنکریاں مارنے سے قبل قربانی کر دی۔ ارشاد ہوا کوئی مضائقہ نہیں اب کنکریاں مار لو۔ آپ سے جس عمل کی بھی تقدیم و تاخیر کے بارے سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا، کوئی گناہ نہیں۔ یہ عمل اب کر لو۔ (بخاری و مسلم)۔ مسلم کی دوسری روایت میں ہے کہ ایک نے عرض کیا میں نے جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارنے سے پہلے سر منڈوالیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کچھ حرج نہیں اب کنکریاں مار لو، دوسرے نے عرض کیا کنکریاں مارنے سے قبل میں نے بیت اللہ کا طواف افاضہ کر لیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کوئی حرج نہیں اب کنکریاں مار لو۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی الله عنهما قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُسْئَلُ يَوْمَ النَّحْرِ بِمِنًى فَيَقُوْلُ لَا حَرَجَ فَسَاَلَهُ رَجُلٌ فَقَالَ رَمَيْتُ بَعْدَ مَا اَمْسَيْتُ فَقَالَ لَا حَرَجَ. (بخاری) 2-1105

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ سے جب کوئی مسئلہ دریافت کیا جاتا۔ آپ ﷺ فرماتے کچھ حرج نہیں، چنانچہ ایک شخص نے پوچھا، میں نے شام کے بعد جمرۂ عقبہ کو کنکریاں ماریں۔ آپ نے فرمایا، کچھ حرج نہیں۔ (بخاری)



بَابُ خُطْبَةِ يَوْمِ النَّحْرِ وَرَمْيِ اَيَّامِ التَّشْرِيْقِ وَالتَّوْدِيْعِ

دس ذوالحجہ کو خطبہ دینا، ایام تشریق میں جمرات کو کنکریاں مارنا اور طواف وداع

الفصل الاول

عَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ خَطَبَنَا النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم یَوْمَ النَّحْرِ قَالَ اِنَّ الزَّمَانَ قَدِ اسْتَدَارَ کَهَیْئَتِهٖ یَوْمَ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا مِّنْهَا اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ثَلٰثٌ مُّتَوَالِیَاتٌ ذُوالْقَعْدَةِ وَذُوالْحَجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ وَرَجَبُ مُضَرَ الَّذِیْ بَیْنَ جُمَادٰی وَشَعْبَانَ وَقَالَ اَیُّ شَهْرٍ هٰذَا قُلْنَا اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ فَسَکَتَ حَتّٰی ظَنَنَّا اَنَّهٗ سَیُسَمِّیْهِ بِغَیْرِ اِسْمِهٖ فَقَالَ اَلَیْسَ ذَالْحَجَّةِ قُلْنَا بَلٰی قَالَ اَیُّ بَلَدٍ هٰذَا قُلْنَا اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ فَسَکَتَ حَتّٰی ظَنَنَّا اَنَّهٗ سَیُسَمِّیْهِ بِغَیْرِ اِسْمِهٖ قَالَ اَلَیْسَ الْبَلْدَةُ قُلْنَا بَلٰی قَالَ فَاَیُّ یَوْمٍ هٰذَا قُلْنَا اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ فَسَکَتَ حَتّٰی ظَنَنَّا اَنَّهٗ سَیُسَمِّیْهِ بِغَیْرِ اِسْمِهٖ قَالَ اَلَیْسَ یَوْمُ النَّحْرِ قُلْنَا بَلٰی قَالَ فَاِنَّ دِمَآءَکُمْ وَاَمْوَالَکُمْ وَاَعْرَاضَکُمْ عَلَیْکُمْ حَرَامٌ کَحُرْمَةِ یَوْمِکُمْ هٰذَا فِیْ بَلَدِکُمْ هٰذَا فِیْ شَهْرِکُمْ هٰذَا وَسَتَلْقَوْنَ رَبَّکُمْ فَیَسْاَلُکُمْ عَنْ اَعْمَالِکُمْ اَلَا فَلَا تَرْجِعُوْا بَعْدِیْ ضُلَّالًا یَّضْرِبُ بَعْضُکُمْ رِقَابَ بَعْضٍ اَلَا هَلْ بَلَّغْتُ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ فَلْیُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَرُبَّ مُبَلَّغٍ اَوْعٰی مِنْ سَامِعٍ. (متفق علیه) 1106-1

پہلی فصل

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے دن ہمیں خطبہ دیا۔ آپ نے فرمایا، کہ زمانہ گردش کرکے اسی حالت میں آگیا ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کی تخلیق فرمائی تھی۔ ایک سال کے بارہ مہینے ہیں ان میں سے چار حرمت والے مہینے ہیں تین مہینے ذوالقعدۃ، ذوالحجہ اور محرم متصل ہیں اور چوتھا مہینہ رجب مضر ہے۔ یہ جمادیٰ ثانی اور شعبان کے درمیان ہے۔ پھر آپ نے دریافت فرمایا، یہ کون سا مہینہ ہے؟ ہم نے جواب دیا اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر خاموش رہے۔ ہم نے سوچا کہ آپ اس کا کوئی اور نام رکھیں گے۔ آپ نے پھر پوچھا، کیا یہ ذوالحجہ نہیں ہے؟ ہم نے جواب دیا ہاں کیوں نہیں آپ نے پوچھا، یہ کون سا شہر ہے ہم نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے سکوت فرمایا حتیٰ کہ ہم نے سوچا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا کوئی دوسرا نام تجویز کریں گے۔ ارشاد ہوا کہ یہ حرمت والا شہر نہیں ہے؟ ہم نے جواب دیا ہاں بے شک ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال کیا، یہ کون سا دن ہے؟ ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے پھر خاموشی اختیار فرمائی یہاں تک کہ ہم سوچنے لگے کہ شاید آپ اس کا نام بدل دیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا یہ قربانی کا دن نہیں؟ ہم نے جواب دیا ہاں۔ کیوں نہیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تو سنو تمہاری جانیں تمہارے مال

اور تمہاری عزتیں اسی طرح تم پر حرام ہیں جس طرح تمہارا یہ دن، تمہارا یہ شہر اور یہ مہینہ حرمت والے ہیں۔ تم عنقریب اپنے رب سے ملنے والے ہو۔ وہ تم سے تمہارے اعمال کی جواب طلبی کرے گا۔ سن رکھو! میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ تم ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگو۔ پھر پوچھا کیا میں نے اللہ کا پیغام پہنچا دیا؟ سب نے بیک زبان جواب دیا ہاں! کیوں نہیں! اس پر آپ نے فرمایا میرے رب گواہ رہنا اس کے بعد ہدایت فرمائی، حاضر لوگ غیر حاضر لوگوں تک پہنچا دیں کیونکہ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ جن کو تبلیغ کی جاتی ہے اکثر وہ سننے والوں سے بھی زیادہ عمل کرنے والے ہوتے ہیں۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ وَّبْرَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالیٰ قَالَ سَاَلْتُ ابْنَ عُمَرَ ﷺ مَتٰی اَرْمِی الْجِمَارَ قَالَ اِذَا رَمٰی اِمَامُکَ فَارْمِهٖ فَاَعَدْتُّ عَلَیْهِ الْمَسْاَلَةَ فَقَالَ کُنَّا نَتَحَیَّنُ فَاِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ رَمَیْنَا. (بخاری) 2-1107

حضرت وبرہ ﷫ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے دریافت فرمایا، میں کب رمی جمار کروں؟ انہوں نے جواب دیا جب تمہارا امام رمی کرے تو تم بھی کنکریاں مارو۔ میں نے اپنے سوال کا اعادہ کیا تو انہوں نے فرمایا، ہم وقت کا خیال رکھتے تھے۔ جب سورج ڈھل جاتا تو ہم کنکریاں مارتے۔ (بخاری)

عَنْ سَالِمٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ اَنَّهٗ کَانَ یَرْمِیْ جَمْرَةَ الدُّنْیَا بِسَبْعِ حَصَیَاتٍ یُکَبِّرُ عَلٰی اِثْرِ کُلِّ حَصَاةٍ ثُمَّ یَتَقَدَّمُ حَتّٰی یُسْهِلَ فَیَقُوْمُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ طَوِیْلًا وَّیَدْعُوْ یَرْفَعُ یَدَیْهِ ثُمَّ یَرْمِیْ الْوُسْطٰی بِسَبْعِ حَصَیَاتٍ یُکَبِّرُ کُلَّمَا رَمٰی بِحَصَاةٍ ثُمَّ یَاْخُذُ بِذَاتِ الشِّمَالِ فَیُسْهِلُ وَیَقُوْمُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ ثُمَّ یَدْعُوْ وَیَرْفَعُ یَدَیْهِ وَیَقُوْمُ طَوِیْلًا ثُمَّ یَرْمِیْ جَمْرَةَ ذَاتِ الْعَقَبَةِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِیْ بِسَبْعِ حَصَیَاتٍ یُکَبِّرُ عِنْدَ کُلِّ حَصَاةٍ وَّلَا یَقِفُ عِنْدَهَا ثُمَّ یَنْصَرِفُ فَیَقُوْلُ هٰکَذَا رَاَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَفْعَلُهٗ. (بخاری) 3-1108

حضرت سالم رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق بتاتے ہیں کہ وہ جمرۂ اولی کو سات کنکریاں مارتے ہر کنکری کے بعد اللہ اکبر کہتے۔ پھر کھلی جگہ کی طرف بڑھتے اور قبلہ رو ہو کر دیر تک کھڑے ہو کر قیام کرتے اور دونوں ہاتھ اٹھا کر دعائیں مانگتے۔ پھر درمیانی جمرہ کو سات کنکریاں مارتے اور ہر کنکری پر اللہ اکبر کہتے پھر بائیں طرف ہٹ کر ہموار جگہ پر طویل قیام فرماتے اور دونوں ہاتھ بلند کر کے دعائیں مانگتے۔ اس کے بعد جمرۂ عقبہ کو وادی سے سات کنکریاں مارتے ہر کنکری پر اللہ اکبر کہتے اس کے قریب نہ ٹھہرتے اور واپس پلٹ آتے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو اسی طرح کرتے دیکھا۔ (بخاری)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ قَالَ اسْتَاْذَنَ الْعَبَّاسُ ﷺ بْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبِ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَنْ یَّبِیْتَ بِمَکَّةَ لَیَالِیَ مِنًی مِنْ اَجْلِ سِقَایَتِهٖ فَاَذِنَ لَهٗ. (متفق علیه) 4-1109

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حضرت عباس بن عبدالمطلب ﷫ نے رسول اکرم ﷺ سے حاجیوں کو پانی پلانا منیٰ والی راتیں مکہ مکرمہ میں رہنے کی اجازت طلب فرمائی۔ آپ ﷺ نے ان کو اجازت مرحمت فرمائی۔ (بخاری ومسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ جَآءَ اِلَى السِّقَايَةِ فَاسْتَسْقٰى فَقَالَ الْعَبَّاسُ ﷜ يَا فَضْلُ اذْهَبْ اِلٰى اُمِّكَ فَأْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِشَرَابٍ مِّنْ عِنْدِهَا فَقَالَ اِسْقِنِيْ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهُمْ يَجْعَلُوْنَ اَيْدِيَهُمْ فِيْهِ قَالَ اسْقِنِيْ فَشَرِبَ مِنْهُ ثُمَّ اَتٰى زَمْزَمَ وَهُمْ يَسْقُوْنَ وَيَعْمَلُوْنَ فِيْهَا فَقَالَ اعْمَلُوْا فَاِنَّكُمْ عَلٰى عَمَلٍ صَالِحٍ ثُمَّ قَالَ لَوْلَا اَنْ تُغْلَبُوْا لَنَزَلْتُ حَتّٰى اَضَعَ الْحَبْلَ عَلٰى هٰذِهٖ وَاَشَارَ اِلٰى عَاتِقِهٖ.(بخاری)5-1110

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول مکرم ﷺ پانی پینے کے لیے تشریف لائے اور پانی طلب فرمایا۔اس پر حضرت عباس﷜ نے اپنے بیٹے فضل﷜ سے کہا کہ جاؤ اپنی والدہ سے پانی لاؤ۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا، مجھے پانی پلائیے۔عرض کیا یارسول اللہ! وہ اس میں اپنے ہاتھ ڈالتے ہیں اس پر بھی آپ نے فرمایا مجھے یہی پلاؤ۔چنانچہ آپ نے اسی سے پانی پیا۔پھر چاہِ زمزم کے قریب آئے۔آل عباس پانی نکال کر لوگوں کو پلا رہے تھے۔آپ ﷺ نے فرمایا۔اس نیک کام کو جاری رکھو۔پھر فرمایا اگر مجھے اس بات کا اندیشہ نہ ہوتا کہ تم لوگوں سے مغلوب ہو جاؤ گے تو نیچے اتر کر ڈول کی رسی یہاں رکھتا اور اپنے کندھے کی طرف اشارہ کیا۔(بخاری)

فہم الحدیث

زمانۂ قدیم کی تقسیمِ کار کے مطابق حاجیوں کو پانی پلانا عبدالمطلب کے خاندان کی ذمہ داری تھی۔آپ ﷺ نے آگے بڑھ کر کنویں سے از خود پانی اس لیے نہیں نکالا کہ لوگ سنت سمجھ کر پانی نکالنے کی کوشش کریں گے جس سے بنو عبد المطلب کی سعادت چھن جانے کا خطرہ ہے۔

عَنْ اَنَسٍ ﷜ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ ثُمَّ رَقَدَ رَقْدَةً بِالْمُحَصَّبِ ثُمَّ رَكِبَ اِلَى الْبَيْتِ فَطَافَ بِهٖ.(بخاری)6-1111

حضرت انس﷜ نے بتایا رسول کریم ﷺ نے ظہر، عصر، مغرب اور عشا کی نمازیں وادیِ محصب میں ادا فرمائیں وہاں سے تھوڑی دیر کے بعد سوار ہو کر بیت اللہ تشریف لے گئے۔اور طواف وداع کیا۔(بخاری)

عَنْ عَبْدِالْعَزِيْزِ بْنِ رَفِيْعٍ رحمة الله تعالىٰ قَالَ سَاَلْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ ﷜ قُلْتُ اَخْبِرْنِيْ بِشَيْءٍ عَقَلْتَهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَيْنَ صَلَّى الظُّهْرَ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ قَالَ بِمِنًى قَالَ فَاَيْنَ صَلَّى الْعَصْرَ يَوْمَ النَّفْرِ قَالَ بِالْاَبْطَحِ ثُمَّ قَالَ افْعَلْ

عبدالعزیز بن رفیع رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں میں نے حضرت انس بن مالک﷜ سے سوال کیا۔اگر آپ کو رسول اللہ ﷺ کا یہ عمل اچھی طرح ذہن نشین ہو تو مجھے بتائیے کہ رسولِ محترم ﷺ نے یوم الترویہ (۸ ذوالحجہ) کو نمازِ ظہر کہاں ادا کی تھی۔انہوں نے جواب دیا، منٰی میں۔میں

كَمَا يَفْعَلُ أُمَرَآءُ كَ. (متفق عليه) 7-1112

نے پھر پوچھا آپ نے یوم النفر (۱۳ذوالحجہ) کو عصر کی نماز کہاں ادا کی تھی؟ انہوں نے بتایا وادیِ محصب میں، ساتھ ہی یہ ہدایت کی کہ تم ویسے ہی کرو جیسے تمہارے امیر حج کریں۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ نُزُوْلُ الْاَبْطَحِ لَيْسَ بِسُنَّةٍ اِنَّمَا نَزَلَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِاَنَّهُ كَانَ اَسْمَحَ لِخُرُوْجِهِ اِذَا خَرَجَ. (متفق عليه) 8-1113

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا فرمان ہے وادیِ محصب میں ٹھہرنا سنت نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ وہاں اس لیے اترے کہ جب آپ منیٰ جانا چاہیں تو آپ کے لیے آسانی ہو۔ (بخاری ومسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّاسُ يَنْصَرِفُوْنَ فِيْ كُلِّ وَجْهٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَنْفِرَنَّ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يَكُوْنَ اٰخِرُ عَهْدِهٖ بِالْبَيْتِ اِلَّا اَنَّهُ خُفِّفَ عَنِ الْحَائِضِ. (متفق عليه) 9-1114

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ لوگوں کی (اپنے گھروں کو) روانگی ہر طرف سے ہوا کرتی تھی۔ چنانچہ آپ ﷺ نے حکم دیا کہ تم میں سے کوئی بھی شخص بیت اللہ کا طواف کئے بغیر واپس نہ جائے۔ البتہ حائضہ کے لیے آپ نے رخصت فرما دی۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ حَاضَتْ صَفِيَّةُ لَيْلَةَ النَّفْرِ فَقَالَتْ مَا اُرَانِيْ اِلَّا حَابِسَتَكُمْ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ عَقْرٰى حَلْقٰى اَطَافَتْ يَوْمَ النَّحْرِ قِيْلَ نَعَمْ قَالَ فَانْفِرِيْ (متفق عليه) 10-1115

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حج سے واپس لوٹنے کی رات حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا حائضہ ہوگئیں اور کہنے لگیں شاید تم لوگوں کو میری وجہ سے رکنا پڑے گا۔ تو نبی معظم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تیرے جسم کو تکلیف اور تیرے حلق کو درد پہنچائے کیا یوم نحر (۱۰ذوالحجہ) کو طواف نہیں کیا تھا؟ کہا گیا کہ کیا تھا تو فرمایا کہ پھر تو (بغیر طواف کئے) کوچ کرو۔ (بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

آپ ﷺ نے حضرت صفیہ کے بارے میں محاورۃً ایسے الفاظ استعمال فرمائے جو کسی بھی زبان میں بددعا کے بجائے تعجب کے طور پر بولے جاتے ہیں۔



بَابُ مَا يَجْتَنِبُهُ الْمُحْرِمُ

مُحرم کو کن چیزوں سے پرہیز کرنا چاہیے

الفصل الاول

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَرضی الله عنهما اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ فَقَالَ لَا تَلْبَسُوا الْقُمُصَ وَلَا الْعَمَآئِمَ وَلَا السَّرَاوِيْلَاتِ وَلَا الْبَرَانِسَ وَلَاالْخِفَافَ اِلَّا اَحَدٌ لَّا يَجِدُ نَعْلَيْنِ فَيَلْبَسُ خُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ وَلَا تَلْبَسُوْا مِنَ الثِّيَابِ شَيْئًا مَّسَّهُ زَعْفَرَانٌ وَّلَا وَرْسٌ (متفق عليه) وَزَادَ الْبُخَارِيُّ فِيْ رِوَايَةٍ وَلَا تَنْتَقِبُ الْمَرْءَةُ الْمُحْرِمَةُ وَلَا تَلْبَسُ الْقُفَّازَيْنِ1116-1

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی الله عنهما قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُ وَهُوَ يَقُوْلُ اِذَا لَمْ يَجِدِ الْمُحْرِمُ نَعْلَيْنِ لَبِسَ خُفَّيْنِ وَاِذَالَمْ يَجِدْ اِزَارًا لَبِسَ سَرَاوِيْلَ .(متفق عليه)1117-2

عَنْ يَعْلَى بْنِ اُمَيَّةَ ﷛ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِالْجِعْرَّانَةِ اِذْ جَآءَهُ رَجُلٌ اَعْرَابِيٌّ عَلَيْهِ جُبَّةٌ وَّهُوَ مُتَضَمِّخٌ بِالْخَلُوْقِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اَحْرَمْتُ بِالْعُمْرَةِ وَهٰذِهٖ عَلَيَّ فَقَالَ اَمَّا الطِّيْبُ الَّذِيْ بِكَ فَاغْسِلْهُ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ وَاَمَّا الْجُبَّةُ فَانْزِعْهَا ثُمَّ اصْنَعْ فِيْ عُمْرَتِكَ كَمَا تَصْنَعُ فِيْ حَجِّكَ.(متفق عليه)3-1118

پہلی فصل

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں ایک شخص نے رسول کریم ﷺ سے مسئلہ دریافت کیا۔مُحرم کو(احرام باندھتے ہوئے) کس طرح کے کپڑے پہننے چاہییں۔آپ ﷺ نے فرمایا قمیص،عمامے،کرتے، ٹوپیاں اور موزے نہ پہنے البتہ وہ شخص جس کے پاس جوتا نہ ہو وہ موزوں کو ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ کر پہن سکتا ہے اور ایسے کپڑے نہ پہنے جنہیں زعفران یا ورس لگایا گیا ہو(بخاری و مسلم) بخاری کی روایت میں یہ اضافہ کیا گیا ہے کہ محرم عورت چہرہ پر نقاب نہ ڈالے اور ہاتھوں میں دستانے نہ پہنے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو خطبہ میں کہتے ہوئے سنا کہ اگر محرم کے پاس جوتا نہ ہو تو موزے پہن لے اور اگر چادر نہ ہو تو شلوار پہن سکتا ہے(بخاری و مسلم)

حضرت یعلی بن امیہ ﷛ کا بیان ہے۔میں نے نبی ﷺ سے جعرانہ میں سنا جب ایک دیہاتی شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔اس نے جبہ پہنا ہوا تھا جو کہ خلوق سے مشک بار تھا۔اس نے رسولِ اکرم ﷺ سے دریافت کیا۔میں نے عمرہ کی نیت سے احرام باندھا ہے اور یہ زیب تن ہے آپ نے ہدایت فرمائی۔تم نے اسے خوش بو لگائی ہوئی ہے لہٰذا اس کو تین بار دھو ڈال اور جبہ اتار دے جس طرح تو حج کے مناسک ادا کرتا ہے اسی طرح عمرہ میں بھی کرو۔(بخاری و مسلم)

عَنْ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَنْكِحُ الْمُحْرِمُ وَلَا يُنْكِحُ وَلَا يَخْطُبُ.(مسلم)4-1119

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا کہ محرم کسی سے نکاح نہ کرے نہ ہی کسی کا نکاح کرائے اور نہ ہی کسی کو منگنی کا پیغام دے۔(مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی الله عنهما اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ تَزَوَّجَ مَيْمُوْنَةَ رضی الله عنها وَهُوَ مُحْرِمٌ.(متفق عليه)5-1120

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی مکرم ﷺ نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے حالت احرام میں نکاح کیا (بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

جب آپ (نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو ذوالقعدہ کے آخری ایام تھے۔ جس کی وجہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو سہو ہو گیا ہے حالانکہ آپ ﷺ نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے احرام کی حالت میں نکاح نہیں کیا تھا۔

وَعَنْ يَزِيْدَ بْنِ الْاَصَمِّ اِبْنِ اُخْتِ مَيْمُوْنَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنْ مَيْمُوْنَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تَزَوَّجَهَا وَهُوَ حَلَالٌ.(رواه مسلم) 6-1121

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے یزید بن اصم حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے اس سے حلال ہونے کی حالت میں نکاح کیا۔(مسلم)

عَنْ اَبِیْ اَيُّوْبَ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ يَغْسِلُ رَاْسَهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ.(متفق عليه)7-1122

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی ﷺ حالت احرام میں اپنا سر دھو لیتے تھے۔(بخاری ومسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی الله عنهما قَالَ احْتَجَمَ النَّبِیُّ ﷺ وَهُوَ مُحْرِمٌ.(متفق عليه)8-1123

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں نبی محترم ﷺ نے بحالت احرام پچھنے لگوائے۔(بخاری ومسلم)

عَنْ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ حَدَّثَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِی الرَّجُلِ اِذَا اشْتَكٰى عَيْنَيْهِ وَهُوَ مُحْرِمٌ ضَمَّدَهُمَا بِالصَّبِرِ.(مسلم)9-1124

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے حدیث بیان کرتے ہیں کہ جب کسی شخص کو آنکھوں میں درد کی شکایت ہو اور وہ حالت احرام میں ہو تو اس کو اپنی آنکھوں پر ''رسونت'' کا لیپ کرنا چاہیے (مسلم)

فہم الحدیث

یہ ایک قسم کی مرہم ہوتی تھی۔

جسم سے فاسد خون نکالنے کے لیے ایک برتن ہوتا تھا جسے پچھنا لگانا کہتے ہیں۔

عَنْ اُمِّ الْحُصَيْنِ رضی الله عنها قَالَتْ رَاَيْتُ اُسَامَةَ وَبِلَالًا رضی الله عنهما وَاَحَدُهُمَا اٰخِذٌ بِخِطَامِ نَاقَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَالْاٰخَرُ رَافِعٌ ثَوْبَهٗ يَسْتُرُهٗ مِنَ الْحَرِّ حَتّٰى رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ.(مسلم)10-1125

حضرت ام الحصین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے اسامہ رضی اللہ عنہ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ ان میں سے ایک رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کی مہار کو پکڑے ہوا تھا اور دوسرا آپ پر اپنا کپڑا تانے ہوا تھا تاکہ آپ گرمی سے بچے رہیں حتیٰ کہ آپ نے جمرۂ عقبہ کو کنکریں مارلیں۔(مسلم)

فہم الحدیث

اس زمانے میں چھتریاں نہیں ہوتی تھیں۔گرمی سے بچنے کے لئے چادر اوپر کی ہوئی تھی۔حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ سر کو کپڑا نہ چھوئے تو احرام میں اس طرح کرنا جائز ہے۔

عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رضی الله عنه اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ مَرَّ بِهٖ وَهُوَ بِالْحُدَيْبِيَّةِ قَبْلَ اَنْ يَّدْخُلَ مَكَّةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ وَّهُوَ يُوْقِدُ تَحْتَ قِدْرٍ وَالْقُمَّلُ تَتَهَافَتُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَقَالَ اَيُؤْذِيْكَ هَوَامُّكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاحْلِقْ رَاْسَكَ وَاَطْعِمْ فَرَقًا بَيْنَ سِتَّةِ مَسَاكِيْنَ وَالْفَرَقُ ثَلٰثَةُ اٰصُعٍ اَوْصُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اَوِانْسُكْ نَسِيْكَةً.(متفق عليه)11-1126

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک دفعہ احرام کی حالت میں جب میں حدیبیہ میں مکہ مکرمہ میں داخل ہونے سے پہلے دیگچی کے نیچے آگ جلا رہا تھا تو نبی اکرم ﷺ میرے قریب سے گزرے اور جوئیں میرے سر سے گر رہی تھیں آپ نے دریافت فرمایا، کیا تجھے جوؤں سے تکلیف پہنچ رہی ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں! آپ ﷺ نے مجھے ہدایت فرمائی، اپنا سر مونڈ ڈال، چھ مسکینوں کو تین صاع کھجوریں کھلاؤ یا، تین دن روزے رکھو قربانی ذبح کر۔(بخاری ومسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَالِكٍ رضی الله عنه بْنِ بُحَيْنَةَ رضی الله عنهما قَالَ احْتَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ مُحْرِمٌ بِلَحْيِ جَمَلٍ مِّنْ طَرِيْقِ مَكَّةَ فِیْ وَسَطِ رَاْسِهٖ.(متفق عليه)12-1127

حضرت عبداللہ بن مالک بن بحینہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے مکہ معظمہ کے راستے میں ''لحی جمل'' کے مقام پر بحالت احرام اپنے سر کے درمیان میں پچھنا لگوایا تھا۔(بخاری ومسلم)



خلاصہ باب

۱۔ احرام کی حالت میں پگڑی، ٹوپی، موزے، قمیص اور ٹخنوں کو ڈھانپنے والے جوتے پہننا جائز نہیں۔

۲۔ عورت چہرے پر نقاب ڈال سکتی ہے۔ البتہ چہرہ مکمل لپیٹنے سے انحصار کرنا چاہیے۔

۳۔ احرام کی حالت میں خوشبو لگانا جائز نہیں۔

۴۔ احرام میں نکاح، منگنی اور بیوی سے مباشرت حرام ہے۔

۵۔ احرام میں غسل کرنا اور ٹیکہ لگوانا جائز ہے۔

۶۔ تکلیف کی حالت میں احرام میں سر منڈوانے والے کو دم دینا یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلانا یا تین روزے رکھنا پڑیں گے۔



بَابُ الْمُحْرِمِ يَجْتَنِبُ الصَّيْدَ

محرم کو شکار کرنے کی ممانعت

الفصل الاول

عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ ﷺ اَنَّهُ اَهْدٰی لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حِمَارًا وَّحْشِیًّا وَّهُوَ بِالْاَبْوَآءِ اَوْ بِوَدَّانَ فَرَدَّ عَلَیْهِ فَلَمَّا رَاٰی مَافِیْ وَجْهِهٖ قَالَ اِنَّا لَمْ نَرُدَّهُ عَلَیْکَ اِلَّا اَنَّا حُرُمٌ.(متفق علیه)11128

پہلی فصل

حضرت صعب بن جثامہ ﷺ بیان کرتے ہیں انہوں نے ابواء یا ودان میں رسولِ کریم ﷺ کو نیل گائے ہدیتاً پیش کیا لیکن آپ نے قبول نہ فرمایا۔ جب آپ نے ان کے چہرہ پر مایوسی دیکھی تو فرمایا ہم نے آپ کا ہدیہ صرف اس لیے واپس کیا ہے کہ میں حالتِ احرام میں ہوں۔(بخاری ومسلم) بوّدان اور ابواء جگہ کا نام ہے۔

عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ ﷺ اَنَّهُ خَرَجَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَتَخَلَّفَ مَعَ بَعْضِ اَصْحَابِهٖ وَهُمْ مُحْرِمُوْنَ وَهُوَغَیْرُ مُحْرِمٍ فَرَاَوْ ا حِمَارًا وَّحْشِیًّا قَبْلَ اَنْ یَّرَاهُ فَلَمَّا رَاَوْهُ تَرَکُوْهُ حَتّٰی رَاٰهُ اَبُوْقَتَادَةَ ﷺ فَرَکِبَ فَرَسًا لَّهٗ فَسَاَلَهُمْ اَنْ یُّنَاوِلُوْهُ سَوْطَهٗ فَاَبَوْا فَتَنَاوَلَهٗ فَحَمَلَ عَلَیْهِ فَعَقَرَهٗ ثُمَّ اَکَلَ فَاَکَلُوْا فَنَدِمُوْا فَلَمَّا اَدْرَکُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سَاَلُوْهُ قَالَ هَلْ مَعَکُمْ مِّنْهُ شَیْءٌ قَالُوْا مَعَنَا رِجْلُهٗ فَاَخَذَهَا النَّبِیُّ ﷺ فَاَکَلَهَا (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ وَفِیْ رِوَایَةٍ لَّهُمَا فَلَمَّا اَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَمِنْکُمْ اَحَدٌ اَمَرَهٗ اَنْ یَّحْمِلَ عَلَیْهَا اَوْ اَشَارَ اِلَیْهَا قَالُوْا لَا قَالَ فَکُلُوْا مَا بَقِیَ مِنْ لَّحْمِهَا. 2-1129

حضرت ابوقتادہ ﷺ بیان کرتے ہیں وہ رسول اللہ ﷺ کی معیت میں حج کے لیے نکلے۔ وہ بعض صحابہ کرام ﷺ کے ساتھ پیچھے رہ گئے جنہوں نے احرام باندھا ہوا تھا لیکن وہ خود غیر مُحرِم تھے۔ صحابہ ﷺ نے حضرت ابوقتادہ ﷺ کے دیکھنے سے پہلے جنگلی گدھے کو دیکھا اور قطعاً اس کی پرواہ نہ کی یہاں تک کہ ابوقتادہ ﷺ کی نظر پڑی۔ وہ گھوڑے پر اس کے شکار کے لیے سوار ہوئے انہوں نے اپنے ساتھیوں سے درخواست کی اس کا کوڑا اٹھا کر اسے تھما دیں لیکن انہوں نے انکار کردیا۔ چنانچہ انہوں نے خود ہی کوڑا اٹھایا اور نیل گائے پر حملہ آور ہوئے اور اس کو مار گرایا پھر اس نے کھایا اور دوسرے ساتھیوں نے بھی کھایا۔ اس پر انہیں گناہ کا احساس ہوا۔ جب وہ رسولِ کریم ﷺ کی جناب میں پہنچے تو انہوں نے مسئلہ پوچھا آنحضرت ﷺ نے فرمایا کیا تمہارے پاس اس میں سے کچھ موجود ہے؟ انہوں نے جواب دیا ہمارے پاس اسکی ران ہے چنانچہ آپ نے ان سے ران لے کھائی۔(بخاری مسلم) بخاری ومسلم کی ایک اور روایت میں ہے کہ جب وہ آپ کی خدمت میں آئے تو رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا، کیا تم میں سے کسی نے اس پر حملہ کرنے کی ترغیب دلائی یا اس کی طرف اشارہ کیا؟ انہوں نے عرض کیا

نہیں۔تو آپ نے فرمایا بچا ہوا گوشت بھی نوش کرلو۔آپ نے اس سے کھایا تاکہ ان کی پریشانی دور ہوجائے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ خَمْسٌ لَا جُنَاحَ عَلٰی مَنْ قَتَلَهُنَّ فِی الْحَرَمِ وَالْاِحْرَامِ اَلْفَأْرَةُ وَالْغُرَابُ وَالْحِدَاةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ.(متفق علیه)1130-3

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی محترم ﷺ نے فرمایا کہ حدودِ حرم اور احرام کی حالت میں پانچ جانوروں کو مارنے میں کوئی گناہ نہیں ہے۔ چوہا، کوا، چیل، بچھو اور کاٹنے والا کتا۔(بخاری ومسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهَا عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ خَمْسٌ فَوَاسِقُ یُقْتَلْنَ فِی الْحِلِّ وَالْحَرَمِ اَلْحَیَّةُ وَالْغُرَابُ الْاَبْقَعُ وَالْفَأْرَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ وَالْحُدَیَّا.(متفق علیه)1131-4

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا پانچ ایسے فاسق ہیں جنہیں حل اور حرم میں مار دیا جائے سانپ، سیاہ کوا، چوہا، کاٹنے والا کتا اور چیل۔(بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

فاسق کا معنٰی ہے نافرمان۔ان جانوروں کو فاسق کہنے کا مطلب ہے کہ انسان کے تابع اور خیر خواہ ہونے کے بجائے نقصان پہنچانے والے ہیں۔لہٰذا ان کو احرام کی حالت میں مارنا جائز ہے۔حرم سے باہر والی جگہ کو حل کہا جاتا ہے۔

الفصل الثالث — تیسری فصل

عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عُثْمَانَ التَّیْمِیِّ رَحِمَهُ اللّٰہُ تَعَالٰی قَالَ كُنَّا مَعَ طَلْحَةَ بْنِ عُبَیْدِاللّٰہِ ﷛ وَنَحْنُ حُرُمٌ فَاُهْدِیَ لَهٗ طَیْرٌ وَطَلْحَةُ ﷛ رَاقِدٌ فَمِنَّا مَنْ اَكَلَ وَمِنَّا مَنْ تَوَرَّعَ فَلَمَّا اسْتَیْقَظَ طَلْحَةُ ﷛ وَافَقَ مَنْ اَكَلَهٗ قَالَ فَاَكَلْنَاهُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ. (مُسْلِمٌ) 1132-5

حضرت عبدالرحمٰن بن عثمان تیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ بتاتے ہیں ہم طلحہ بن عبیداللہ ﷛ کے ساتھ بحالتِ احرام تھے۔حضرت طلحہ ﷛ سو رہے تھے تو ان کو ہدیتاً ایک پرندے کا گوشت دیا گیا ہم میں سے کچھ نے اس کو کھا لیا اور کچھ نے اجتناب کیا۔جب حضرت طلحہ ﷛ بیدار ہوئے تو انہوں نے اس کے کھانے والوں سے اتفاق فرمایا اور کہا ہم نے اسی طرح رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کھایا تھا۔(مسلم)

خلاصہ باب

۱۔محرم شکار کھا سکتا ہے بشرطیکہ اس میں کسی قسم کی مدد نہ کی ہو۔

۲۔ہدیہ قبول کرلینا چاہیے۔

۳۔حرم کے اندر پانچ چیزوں کو مارنا جائز ہے۔چوہا' کوا' چیل' بچھو اور کاٹنے والا کتا۔ایک روایت میں سانپ کا تذکرہ بھی ہے۔

بَابُ الِاحْصَارِ وَفَوْتِ الْحَجِّ

حج اور عمرہ ادا کرنے میں رکاوٹ کی وجہ سے حج کرنے سے محروم رہنا

الفصل الاول
پہلی فصل

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَدْ أُحْصِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَحَلَقَ رَأْسَهُ وَجَامَعَ نِسَآءَ هُ وَنَحَرَ هَدْيَهُ حَتّٰى اعْتَمَرَ عَامًا قَابِلًا. (بخاری) 1-1133

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں جب رسول اکرم ﷺ کو عمرہ کرنے سے منع کردیا گیا تو آپ ﷺ نے سر منڈوادیا اپنی بیویوں سے صحبت کی اور اپنی قربانیوں کوذبح کیا۔ پھر اگلے سال عمرہ کیا۔ (بخاری)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَرضی الله عنهما قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَحَالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ دُوْنَ الْبَيْتِ فَنَحَرَ النَّبِيُّ ﷺ هَدَايَاهُ فَحَلَقَ وَقَصَّرَ اَصْحَابُهُ. (بخاری) 2-1134

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں ہم رسول کریم ﷺ کے ساتھ (عمرہ کی نیت) سے روانہ ہوئے۔ لیکن کفار قریش بیت اللہ کے قریب حائل ہوگئے۔ تو نبی محترم ﷺ نے اپنی قربانیاں نحرکیں سر منڈوایا اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے سر کے بالوں کو کتروایا۔ (بخاری)

عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ ﷺ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَحَرَ قَبْلَ اَنْ يَّحْلِقَ وَاَمَرَ اَصْحَابَهُ بِذَالِكَ. (بخاری) 3-1135

حضرت مسور بن مخرمہ ﷺ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے سر منڈوانے سے پہلے اپنی قربانیاں نحرکیں اور اپنے ساتھیوں کو یہی حکم دیا۔ (بخاری)

عَنِ ابْنِ عُمَرَرضی الله عنهما اَنَّهُ قَالَ اَلَيْسَ حَسْبُكُمْ سُنَّةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِنْ حُبِسَ اَحَدُكُمْ عَنِ الْحَجِّ طَافَ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ حَلَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰى يَحُجَّ عَامًا قَابِلًا فَيُهْدِيَ اَوْ يَصُوْمَ اِنْ لَّمْ يَجِدْهَدْيًا. (بخاری) 4-1136

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کیا تمہیں رسول اللہ ﷺ کی سنت کافی نہیں ہے؟ جب تم میں سے کسی کو حج کرنے سے روک دیا جائے تو وہ بیت اللہ اور صفا ومروہ کا طواف کرے پھر ہر پابندی سے حلال ہوجائے اور اگلے سال حج کرے، اور قربانی دے اگر قربانی نہ پائے تو روزے رکھے (بخاری)

فہم الحدیث

قدیم زمانے میں لوگ عمرہ کرنے کے وقت بھی جانور اپنے ساتھ لے جاتے تھے تاکہ وہاں ذبح کرکے زائرین میں گوشت تقسیم کردیا جائے۔ صلح حدیبیہ کے موقعہ پر آپ ﷺ اور کچھ صحابہ اسی غرض کیلیے اپنے ساتھ جانور لے گئے۔ جنہیں حدیبیہ کے مقام پر قربان کردیا گیا۔

عَنْ عَآئِشَةَرَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى ضُبَاعَةَ بِنْتِ الزُّبَيْرِ رضى الله عنهافَقَالَ لَهَا لَعَلَّكِ اَرَدْتِّ الْحَجَّ قَالَتْ وَاللّٰهِ مَا اَجِدُنِيْ اِلَّا وَجِعَةً فَقَالَ لَهَا حُجِّيْ وَاشْتَرِطِيْ وَقُوْلِيْ اَللّٰهُمَّ مَحِلِّيْ حَيْثُ حَبَسْتَنِيْ. (متفق عليه) 5-1137

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول مکرم ﷺ ضباعہ بنت زبیر رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے گئے پوچھا کیا تیرا حج کرنے کا ارادہ ہے؟ اس نے عرض کیا اللہ کی قسم !میں تو درد سے بے حال ہو رہی ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ حج کرو اور اس شرط کے ساتھ نیت کرو کہ جہاں مجھے رکاوٹ حائل ہوگی میں حلال ہو جاؤں گی۔ (بخاری ومسلم)

خلاصہ باب

۱۔ بیماری یا کسی رکاوٹ کی وجہ سے بیت اللہ نہ پہنچ سکے تو اسی مقام پر احرام اتار دیا جائے

۲۔ سفر میں مجبوری کی وجہ سے عمرہ یا حج نہ ہو سکے تو دوبارہ قضا دینا پڑے گی

۳۔ احرام اتار کر معمول کے لباس پہننے کو حلال کہتے ہیں۔

۴۔ حضرت ضباعہ بنت زبیر رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کی بھتیجی لگتی تھیں۔



بَابُ حَرَمِ مَكَّةَ حَرَسَهَا اللّٰهُ

حرمِ مکہ کی عظمت، اس کی اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے گا

مکہ مکرمہ کی فضیلت

یہ وادیِ اقدس، جلالت وعظمت، رفعت وبلندی اور عُلوِّ مرتبت کے لحاظ سے اپنا ثانی نہیں رکھتی، یہ دنیا وجہان کی تمام بستیوں، قصبوں اور شہروں میں نرالی حیثیت کی حامل ہے۔ یہ ایسی نگری ہے جس میں داخل ہونے والے کو قرار اور سکون میسر ہوتا ہے، اس کی ہواؤں اور فضاؤں میں خالقِ کائنات نے طمانیتِ قلب کا وہ سامان پیدا فرمایا ہے جو دنیا میں ڈھونڈے سے نہیں ملتا۔ اور اس کو مرکزِ ہدایت مقرر کرتے ہوئے فرمایا:

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ (آل عمران ۳:۹۶)

''یقیناً لوگوں کے لیے پہلی عبادت گاہ مکہ مکرمہ میں بنائی گئی، اس میں بڑی برکت ہے اور اس کو ہدایت کا ذریعہ بنایا گیا ہے''۔

یہی وہ شہرِ مقدس ہے جس کی رب ذوالجلال نے قسمیں اٹھائی ہیں۔

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ۝ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ۝ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ۝ (التین ۹۵:۱-۳)

''قسم ہے انجیر، زیتون، طور سینا اور اس پر امن شہر (مکہ) کی''

اسی طرح نبی اکرم ﷺ نے مختلف موقعوں پر اس شہرِ محترم کی عزت وحرمت اور تکریم وتعظیم بیان کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ ''قیامت تک اس شہر کی سرزمین اور گلی کوچوں کو جائے امن قرار دیا گیا ہے لہٰذا کسی کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ اس کے احترام واکرام میں خلل اندازی کرے''۔

شہرِ امن

فتح مکہ کے دن آپ ﷺ نے یہ بھی اعلان فرمایا تھا کہ اس شہرِ مکہ کو خدا نے اسی دن سے محترم بنایا ہے جب سے زمین و آسمان کو پیدا کیا لہٰذا اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اس کا ادب واحترام قیامت تک کے لیے واجب ہے۔ مجھ سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کسی شخص کو یہاں قتال کی اجازت نہیں دی اور مجھے بھی صرف تھوڑے وقت کے لیے اجازت ملی تھی۔ اب یہ وقت گزر جانے کے بعد قیامت تک کے لیے یہاں جنگ وجدال یا کوئی ایسی حرکت جس سے حرم کی حرمت متاثر ہو منع ہے۔ اس مخصوص علاقہ کے خاردار درخت بھی نہ کاٹے جائیں، یہاں کے جانوروں کو بھی پریشان نہ کیا جائے کوئی گری ہوئی چیز نہ اٹھائے سوائے اس کے جو اس کے مالک کو جانتا ہو یا ذمہ دار کے حوالے کرنے کے لیے اٹھائے، یہاں تک کہ گھاس بھی نہ اکھاڑی جائے۔ اس پر حضرت عباس رضی اللہ عنہ بولے کہ آپ ﷺ إذخر گھاس کی اجازت دیں کیونکہ یہاں کی صنعت اور گھروں میں ایندھن کے کام آتی ہے۔ تب رسولِ اکرم ﷺ نے اس گھاس کو مستثنیٰ قرار دیا۔

الفصل الاول

پہلی فصل

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ لَا هِجْرَةَ وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ وَّاِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوْا وَقَالَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ اِنَّ هٰذَاالْبَلَدَ حَرَّمَهُ اللّٰهُ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضَ فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَاِنَّهُ لَمْ يَحِلَّ الْقِتَالُ فِيْهِ لِاَحَدٍ قَبْلِيْ وَلَمْ يَحِلَّ لِيْ اِلَّا سَاعَةً مِنْ نَّهَارٍ فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا يُعْضَدُ شَوْكُهُ وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهُ وَلَا يُلْتَقَطُ لُقْطَتُهُ اِلَّا مَنْ عَرَّفَهَا وَلَا يُخْتَلٰى خَلَاهَا فَقَالَ الْعَبَّاسُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِلَّا الْاِذْخَرَ فَاِنَّهُ لِقَيْنِهِمْ وَ لِبُيُوْتِهِمْ فَقَالَ اِلَّا الْاِذْخِرَ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ لَا يُعْضَدُ شَجَرُهَا وَلَا يَلْتَقِطُ سَاقِطَتَهَا اِلَّا مُنْشِدٌ. 1138-1

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے فتح مکہ کے دن فرمایا، اب ہجرت نہیں ہے لیکن جہاد اور ہجرت کی نیت باقی ہے اور جب تمہیں جہاد کا حکم دیا جائے تو تمہیں نکلنا ہوگا۔ فتح مکہ کے دن ہی آپ نے فرمایا بلاشک یہ وہ شہر ہے، جس کو اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کی تخلیق کے وقت سے ہی محترم قرار دیا ہے۔ پس یہ شہر اللہ تعالیٰ کی حرمت کے سبب قیامت تک محترم ہے۔ مجھ سے پہلے کسی کے لیے بھی اس میں قتال کی اجازت نہیں دی گئی اور مجھے بھی دن کی صرف ایک ساعت کے لیے اجازت ہوئی۔ حسب سابق وہ اللہ تعالیٰ کی حرمت کے سبب قیامت تک محترم ہے۔ اس کے کانٹے نہ کاٹے جائیں، اس کے جانوروں کو نہ بھگایا جائے، اس کی گری پڑی چیز نہ اٹھائی جائے ماسوائے اس کے جس کی نیت اس کے مالک تک پہنچانا ہو اور نہ ہی اس کی گھاس کاٹی جائے۔ اس پر حضرت عباس ؓ نے توجہ دلائی، یارسول اللہ! اذخر مستثنیٰ فرمائیں کیونکہ یہ ہمارے لوہاروں اور گھروں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا اذخر کاٹنا جائز ہے۔ (بخاری و مسلم)۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ فرماتے ہیں حرم کے درختوں کو نہ کاٹا جائے اور نہ ہی اس کی گری پڑی چیز اٹھائی جائے ماسوائے بتانے کی نیت سے۔

عَنْ جَابِرٍ ؓ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ لَا يَحِلُّ لِاَحَدِكُمْ اَنْ يَّحْمِلَ بِمَكَّةَ السِّلَاحَ.(مسلم)1139-2

حضرت جابر ؓ فرماتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کو سنا انہوں نے فرمایا ''تم میں سے کسی شخص کے لیے مکہ مکرمہ میں ہتھیار اٹھا کر چلنا جائز نہیں''۔ (مسلم)

عَنْ اَنَسٍ ؓ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ مَكَّةَ يَوْمَ الْفَتْحِ وَعَلٰى رَاْسِهِ الْمِغْفَرُ فَلَمَّا نَزَعَهُ جَاءَ رَجُلٌ وَقَالَ اِنَّ ابْنَ خَطَلٍ مُّتَعَلِّقٌ بِاَسْتَارِ الْكَعْبَةِ فَقَالَ اقْتُلْهُ.(متفق عليه)1140-3

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں جب رسول محترم ﷺ فتح مکہ کے دن مکہ معظمہ میں داخل ہوئے تو آپ کے سر پر خود تھا جب آپ نے خود اتارا تو ایک شخص نے آکر بتایا کہ ابن خطل غلاف کعبہ کے ساتھ چمٹا ہوا ہے۔ آپ ﷺ

نے حکم دیا اس کو قتل کر دو۔(بخاری ومسلم)

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم دَخَلَ یَوْمَ فَتْحِ مَکَّۃَ وَعَلَیْہِ عِمَامَۃٌ سَوْدَآءُ بِغَیْرِ اِحْرَامٍ.(مسلم)4-1141

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ فتح مکہ کے دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ نے سیاہ پگڑی باندھ رکھی تھی کیونکہ آپ احرام میں نہیں تھے۔(مسلم)

عَنْ عَآئِشَۃَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَغْزُوْ جَیْشٌ الْکَعْبَۃَ فَاِذَا کَانُوْا بِبَیْدَآءَ مِنَ الْاَرْضِ یُخْسَفُ بِاَوَّلِھِمْ وَاٰخِرِھِمْ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَکَیْفَ یُخْسَفُ بِاَوَّلِھِمْ وَاٰخِرِھِمْ وَفِیْھِمْ اَسْوَاقُھُمْ وَمَنْ لَّیْسَ مِنْھُمْ قَالَ یُخْسَفُ بِاَوَّلِھِمْ وَاٰخِرِھِمْ ثُمَّ یُبْعَثُوْنَ عَلٰی نِیَّاتِھِمْ.(متفق علیہ)5-1142

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک فوج خانہ کعبہ پر حملہ آور ہوگی۔جب وہ بیدا مقام میں پہنچے گی تو فوج اوّل و آخر کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے دریافت کیا یا رسول اللہ! فوج کے اول و آخر کو کیسے دھنسا دیا جائے گا حالانکہ ان میں کاروباری بھی ہوں گے۔اور وہ بھی ہوں گے جو ان میں سے نہیں ہوں گے،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،ان کے اول و آخر سب کو دھنسا دیا جائے گا۔پھر وہ اپنی اپنی نیتوں کے مطابق اٹھائے جائیں گے۔(بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یُخَرِّبُ الْکَعْبَۃَ ذُوالسُّوَیْقَتَیْنِ مِنَ الْحَبَشَۃِ.(متفق علیہ)6-1143

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،خانہ کعبہ کو حبشہ کا دو پتلی پنڈلیوں والا گرائے گا۔(بخاری ومسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ کَاَنِّیْ بِہٖ اَسْوَدَ اَفْحَجَ یَقْلَعُھَا حَجَرًا حَجَرًا.(بخاری)7-1144

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،گویا کہ میں سیاہ فام حبشی،جس کی دونوں پنڈلیوں کا درمیانی فاصلہ معمول سے زیادہ ہے،اس کو کعبۃ اللہ کی ایک ایک اینٹ اکھاڑتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔(بخاری)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ اَبِیْ شُرَیْحِ نِ الْعَدَوِیِّ اَنَّہٗ قَالَ لِعَمْرِو بْنِ سَعِیْدٍ رضی اللہ عنہ وَھُوَ یَبْعَثُ الْبُعُوْثَ اِلٰی مَکَّۃَ ائْذَنْ لِیْ اَیُّھَا الْاَمِیْرُ اُحَدِّثْکَ قَوْلاً قَامَ بِہٖ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم الْغَدَ مِنْ یَوْمِ الْفَتْحِ سَمِعَتْہُ اُذُنَایَ وَ وَعَاہُ قَلْبِیْ وَاَبْصَرَتْہُ عَیْنَایَ حِیْنَ تَکَلَّمَ بِہٖ

حضرت ابو شریح عدوی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں انہوں نے عمرو بن سعید رضی اللہ عنہ جو کہ مکہ مکرمہ کی طرف لشکر بھیج رہے تھے،سے کہا،اے امیر! مجھے اجازت دیجیے کہ میں آپ کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث سناؤں۔یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دوسرے دن ارشاد فرمائی تھی جسے میرے دونوں کانوں نے

حَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰی عَلَیْهِ ثُمَّ قَالَ اِنَّ مَکَّةَ حَرَّمَهَا اللّٰهُ وَلَمْ یُحَرِّمْهَا النَّاسُ فَلَا یَحِلُّ لِا مْرِءٍ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ یَّسْفِکَ بِهَا دَمًا وَلَا یَعْضُدَ بِهَا شَجَرَةً فَاِنْ اَحَدٌ تَرَخَّصَ بِقِتَالِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِیْهَا فَقُوْلُوْا لَهٗ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَذِنَ لِرَسُوْلِهٖ وَلَمْ یَاْذَنْ لَکُمْ وَاِنَّمَا اَذِنَ لِیْ فِیْهَا سَاعَةً مِنْ نَّهَارٍ وَقَدْعَادَتْ حُرْمَتُهَا الْیَوْمَ کَحُرْمَتِهَا بِالْاَ مْسِ وَلْیُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَقِیْلَ لِاَبِیْ شُرَیْحٍ مَا قَالَ لَکَ عَمْرٌو قَالَ قَالَ اَنَا اَعْلَمُ بِذَالِکَ مِنْکَ یَا اَبَا شُرَیْحٍ اِنَّ الْحَرَمَ لَا یُعِیْذُعَاصِیاً وَلَا فَارّاً بِدَمٍ وَلَا فَارًّا بِخَرْبَةٍ. (متفق علیه و فی البخاری الخربه الجنانة)1145-8

سنا اور میرے دل نے اسے یاد رکھا جب آپ ﷺ خطاب فرمارہے تھے تو میری دونوں آنکھیں آپ پر جمی ہوئی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اللہ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا بلاشبہ مکہ کو اللہ تعالیٰ نے حرمت بخشی ہے کسی شخص نے اس کو حرمت نہیں دی۔ جو شخص اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ اس میں خون ریزی کرے، حرم کعبہ میں کسی درخت کو کاٹے۔ اگر کوئی اللہ کے رسول ﷺ کے مکہ مکرمہ میں قتال کو مثال بنا کر اس میں لڑائی جائز سمجھے تو اسے بتادو اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے صرف اپنے رسول کو اجازت عطا فرمائی لیکن تمہیں اجازت نہیں دی گئی۔ اور میرے لیے بھی بس دن کے تھوڑے وقت کے لیے اجازت دی گئی اور اب اس کی حرمت کل کی طرح ہے۔ یہ بات غیر موجود لوگوں تک پہنچا دو۔ اس پر ابوشریح سے ابوشریح نے بتایا، اس نے جواب دیا، ابوشریح مجھے تم سے زیادہ اس بات کا علم ہے۔ حرم نہ کسی گنہگار کو پناہ دیتا ہے اور نہ ہی مفرور قاتل اور نہ خیانت کر کے بھاگنے والے کو پناہ دیتا ہے۔ (بخاری ومسلم) اور بخاری میں الخربة کا معنیٰ ہے جرم کرنا۔

خلاصہ باب

۱۔ مکہ ابد سے ازل تک محترم ہے۔

۲۔ آپ ﷺ کو مختصر وقت کے لیے مکہ میں قتال کی اجازت عطا ہوئی تھی۔

۳۔ آپ ﷺ نے اس عمل کو دلیل بنانے سے منع فرمایا ہے۔

۴۔ حج اور عمرہ کی نیت نہ ہو تو بغیر احرام کے مکہ میں داخل ہونا جائز ہے۔

۵۔ بیت اللہ پر حملہ آور ہونے والے کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔

۶۔ مجرموں کو بیت اللہ میں سے گرفتار کیا جا سکتا ہے۔



بَابُ حَرَمِ الْمَدِيْنَةِ حَرَسَهَا اللّٰهُ تَعَالٰى

حرم مدینہ اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کرتا ہے

نبی محترم ﷺ نبوت کے تیرھویں سال مکہ سے مدینہ تشریف لے گئے۔ اس وقت مدینہ کا نام یثرب تھا۔ آپ کی تشریف آوری کی وجہ سے شہر کا نام مدینۃ الرسول ہوا جس کو مختصر اً مدینہ کہا جانے لگا۔ آپ ﷺ کی آمد کے وقت مدینہ کی آب وہوا غیر موزوں اور یہ شہر وائرس سے گھرا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے دعا کی کہ بار الٰہا! اس کی آب وہوا کو ہمارے لیے صحت افزا اور اس کے پھلوں اور اناج اور پیمانے میں برکت فرمادے اور اس کو رہتی دنیا تک اس طرح ہی محترم ومکرم بنادے جس طرح ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی دعاؤں کے نتیجے میں تو نے مکہ کو محترم قرار فرمایا۔ پھر آپ ﷺ نے حدود کا تعین فرمایا جو قیامت تک کے لیے محترم قرار پائیں۔ دجال ہر جگہ پھرے گا لیکن وہ کوشش کے باوجود مدینہ میں داخل نہیں ہو سکے گا کیونکہ اللہ کے حکم سے مدینہ کی حفاظت پر فرشتے مامور ہوں گے۔

الفصل الاول

عَنْ عَلِيٍّ رضي الله عنه قَالَ مَا كَتَبْنَا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِلَّا الْقُرْاٰنَ وَمَا فِيْ هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْمَدِيْنَةُ حَرَامٌ مَّا بَيْنَ عَيْرٍ اِلٰى ثَوْرٍ فَمَنْ اَحْدَثَ فِيْهَا حَدَثًا اَوْ اٰوٰى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَّلَا عَدْلٌ ذِمَّةُ الْمُسْلِمِيْنَ وَاحِدَةٌ يَّسْعٰى بِهَا اَدْنَاهُمْ فَمَنْ اَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَّلَا عَدْلٌ وَّمَنْ وَّالٰى قَوْمًا بِغَيْرِ اِذْنِ مَوَالِيْهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَّلَا عَدْلٌ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهُمَا مَنِ ادَّعٰى اِلٰى غَيْرِ اَبِيْهِ اَوْ تَوَلّٰى غَيْرَ مَوَالِيْهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَّلَا عَدْلٌ 1146-1

پہلی فصل

حضرت علی رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ سے قرآن اور جو کچھ اس صحیفہ میں ہے اس کو ضبط تحریر میں لایا تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، مدینہ منورہ عیر پہاڑ سے لے کر ثور پہاڑ تک حرم ہے جو شخص اس میں کسی بدعت کا ارتکاب کرے گا یا کسی بدعتی کو پناہ دے گا تو اس پر اللہ تعالیٰ اسکے فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے اسکی فرضی ونفلی عبادت قبول نہ کی جائے گی۔ تمام مسلمانوں کی پناہ ایک جیسی ہے۔ ان کا ادنیٰ ترین مسلمان بھی پناہ دے سکتا ہے۔ لیکن جو کسی مسلمان کی دی گئی پناہ کو توڑتا ہے تو اس پر اللہ تعالیٰ اسکے فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔ اسکی فرضی اور نفلی عبادت قبول نہ کی جائے گی۔ جو شخص اپنے آزاد کرنے والوں کی اجازت کے بغیر کسی قوم سے رشتہ داری قائم کرتا ہے تو اس پر اللہ فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے اس کی فرض اور نفلی عبادت قبول نہ ہوگی (بخاری مسلم) بخاری اور مسلم میں یہ بھی ہے۔ کہ جو کوئی اپنے باپ

کے علاوہ کسی غیر سے باپ کہلواتا ہے یا غلام اپنے آزاد کرنے والے کے بجائے غیر کو آقا بناتا ہے اس پر اللہ تعالی اسکے فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔اس کی فرض اور نفل عبادت قبول نہ کی جائے گی۔

عَنْ سَعْدٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنِّیْ اُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيِ الْمَدِيْنَةِ اَنْ يُّقْطَعَ عِضَاهُهَا اَوْ يُقْتَلَ صَيْدُهَا وَقَالَ اَلْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ لَا يَدَعُهَا اَحَدٌ رَغْبَةً عَنْهَا اِلَّا اَبْدَلَ اللّٰهُ فِيْهَا مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِّنْهُ وَلَا يَثْبُتُ اَحَدٌ عَلٰى لَاْوَائِهَا وَجُهْدِهَا اِلَّا كُنْتُ لَهُ شَفِيْعًا اَوْ شَهِيْدًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ.(مسلم)2-1147

حضرت سعد ﷺ کا بیان ہے رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا بے شک میں نے مدینہ منورہ کے دونوں کناروں کے مابین کو حرم قرار دیا ہے۔نہ اسکے کانٹوں کو کاٹا جائے،نہ اسکے شکار کو مارا جائے۔آپ ﷺ نے مزید فرمایا مدینہ منورہ لوگوں کے لئے بہتر ہے اگر وہ سمجھیں۔جو شخص بلا وجہ یہاں کی سکونت چھوڑتا ہے تو اللہ تعالی اس سے بہتر کو کر دے گا اور جو بھی اسکی تکلیفوں اور مصیبتوں پر ثابت قدم رہے گا تو میں یوم قیامت اسکا شفیع اور گواہ بنوں گا۔(مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا يَصْبِرُ عَلٰى لَاْوَاءِ الْمَدِيْنَةِ وَشِدَّتِهَا اَحَدٌ مِّنْ اُمَّتِیْ اِلَّا كُنْتُ لَهُ شَفِيْعًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ.(مسلم)3-1148

حضرت ابو ہریرۃ ﷺ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت کا جو شخص بھی مدینہ منورہ کی تکلیفوں اور سختیوں پر صبر کرے گا میں قیامت کے دن اسکی شفاعت کرنے والا بنوں گا(مسلم)

عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّاسُ اِذَا رَاَوْا اَوَّلَ الثَّمَرَةِ جَآءُوْا بِهٖ اِلَى النَّبِیِّ ﷺ فَاِذَا اَخَذَهُ قَالَ (اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْ ثَمَرِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِیْ مَدِيْنَتِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِیْ صَاعِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِیْ مُدِّنَا اَللّٰهُمَّ اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ عَبْدُكَ وَخَلِيْلُكَ وَنَبِيُّكَ وَاِنِّیْ عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ وَاِنَّهُ دَعَاكَ لِمَكَّةَ وَاَنَا اَدْعُوْكَ لِلْمَدِيْنَةِ بِمِثْلِ مَا دَعَاكَ لِمَكَّةَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ) ثُمَّ قَالَ يَدْعُوْا اَصْغَرَ وَلِيْدٍ لَّهُ فَيُعْطِيْهِ ذَالِكَ الثَّمَرَ.(مسلم)4-1149

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں لوگوں کا یہ معمول تھا کہ سب سے پہلے پکنے والا پھل نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش کرتے۔آپ اس کو لیتے ہوئے اور یہ دعا کرتے ''یاالٰہی!ہمارے پھلوں میں برکت عطا فرما،ہمارے اس شہر میں برکت کا نزول فرما اور ہمارے پیمانوں میں برکت دے۔اے ہمارے اللہ!بلاشبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تیرے بندے،تیرے دوست اور تیرے نبی تھے اور میں بھی تیرا بندہ اور تیرا نبی ہوں انہوں نے مکہ معظمہ کے لئے دعا کی تھی اور میں مدینہ کے لیے دعا مانگتا ہوں ان کی مکہ کے لئے مانگی گئی دعاؤں کے ساتھ اتنی ہی مزید دعا کرتا ہوں'' حضرت ابو ہریرۃ ﷺ بیان کرتے ہیں پھر آپ اپنے قریب کسی بچے کو بلاتے اور وہ پھل اسے عطا فرما دیتے۔(مسلم)

عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ ﷺ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ

حضرت ابوسعید خدری ﷺ بیان کرتے ہیں نبی اکرم

حَرَّمَ مَكَّةَ فَجَعَلَهَا حَرَامًا وَاِنِّیْ حَرَّمْتُ الْمَدِيْنَةَ حَرَامًا مَّا بَيْنَ مَأْزِمَيْهَا اَنْ لَّايُهْرَاقَ فِيْهَا دَمٌ وَّلَا يُحْمَلَ فِيْهَا سِلَاحٌ لِّقِتَالٍ وَّلَا تُخْبَطَ فِيْهَا شَجَرَةٌ اِلَّا لِعَلَفٍ. (مسلم) 5-1150

ﷺ نے فرمایا بلا شبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کی حرمت قائم کی اور اللہ تعالیٰ نے بھی اسکو محترم قرار دے دیا اور میں نے مدینہ منورہ کو حرم قرار دیا ہے اسکے دو تنگ پہاڑی راستوں کے درمیان علاقہ حرم ہے۔ اس میں کسی کا خون نہ گرایا جائے اور نہ لڑائی کی غرض سے ہتھیار اٹھائے جائیں اور کسی درخت کے پتوں کو چارہ کے علاوہ نہ جھاڑا جائے۔ (مسلم)

وَعَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ رضی الله عنه اَنَّ سَعْدًا رضی الله عنه رَكِبَ اِلٰی قَصْرِهٖ بِالْعَقِيْقِ فَوَجَدَ عَبْدًا يَقْطَعُ شَجَرًا اَوْ يَخْبِطُهٗ فَسَلَبَهٗ فَلَمَّا رَجَعَ سَعْدٌ جَآءَهٗ اَهْلُ الْعَبْدِ فَكَلَّمُوْهُ اَنْ يَرُدَّ عَلٰی غُلَامِهِمْ اَوْ عَلَيْهِمْ مَااَخَذَ مِنْ غُلَامِهِمْ فَقَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ اَرُدَّ شَيْئًا نَفَّلَنِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَ اَبٰی اَنْ يَّرُدَّ عَلَيْهِمْ (رواه مسلم) 6-1151

حضرت عامر بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سعد رضی اللہ عنہ عقیق مقام میں اپنے محل کی جانب سوار ہو کر گئے۔ انہوں نے ایک غلام کو دیکھا وہ درخت کاٹ رہا تھا یا پتے گرا رہا تھا۔ انہوں نے اس کا مال و اسباب چھین لیا۔ جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ واپس لوٹے تو غلام کے مالک نے آپ سے عرض کیا کہ غلام کا مال و اسباب اس کو واپس کر دیں حضرت سعد نے جواب دیا میں اللہ تعالیٰ سے پناہ طلب کرتا ہوں کہ میں وہ چیز واپس کروں جو رسول اللہ ﷺ نے میرے لئے جائز قرار دی ہے اور انہوں نے اس کو واپس لوٹانے سے انکار کر دیا۔ (مسلم)

عَنْ عَآئِشَةَ رضی الله عنها قَالَتْ لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِيْنَةَ وُعِكَ اَبُوْ بَكْرٍ وَبِلَالٌ رضی الله عنهما فَجِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ (اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ اِلَيْنَا الْمَدِيْنَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ اَوْ اَشَدَّ وَصَحِّحْهَا وَبَارِكْ لَنَا فِیْ صَاعِهَا وَمُدِّهَا وَانْقُلْ حُمَّاهَا فَاجْعَلْهَا بِالْجُحْفَةِ). (متفق عليه) 7-1152

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب رسول اکرم ﷺ نے مدینہ منورہ میں قدم رنجہ فرمایا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بخار ہو گیا۔ چنانچہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور آپ کو انکے بخار کے متعلق عرض کیا آپ ﷺ نے دعا فرمائی "الٰہا! ہمارے دلوں میں مدینہ منورہ کی محبت پیدا فرما دے۔ الٰہی جیسی محبت ہمیں مکہ معظمہ سے ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ اور اسکو ہمارے لئے صحت افزا بنا دے اور ہمارے صاع اور مد میں برکت عطا فرما اور اسکے بخار کو جحفہ کی طرف لے جا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی الله عنهما فِیْ رُؤْيَا النَّبِیِّ ﷺ فِی الْمَدِيْنَةِ رَاَيْتُ امْرَاَةً سَوْدَآءَ ثَائِرَةَ الرَّأْسِ خَرَجَتْ مِنَ الْمَدِيْنَةِ حَتّٰی نَزَلَتْ مَهْيَعَةَ فَتَاَوَّلْتُهَا اَنَّ وَبَآءَ الْمَدِيْنَةِ نُقِلَ اِلٰی مَهْيَعَةِ وَهِیَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مدینہ منورہ کے بارے رسول اکرم ﷺ کے خواب کا ذکر کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ ایک سیاہ رنگ کی عورت ہے جس کے سر کے بال بکھرے ہوئے ہیں جو مدینہ منورہ سے نکل کر مہیعہ منتقل

الْجُحْفَةُ.(بخاری)8-1153

ہوگئی۔آپ نے اس خواب کی یہ تعبیر کی کہ مدینہ منورہ کی وبامہیعہ منتقل ہوگئی ہے اوراس سے مراد جحفہ ہے۔(بخاری)

عَنْ سُفْيَانَ بْنِ اَبِیْ زُهَيْرٍ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ يُفْتَحُ الْيَمَنُ فَيَأْتِیْ قَوْمٌ يَبُسُّوْنَ فَيَتَحَمَّلُوْنَ بِاَهْلِيْهِمْ وَمَنْ اَطَاعَهُمْ وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ وَيُفْتَحُ الشَّامُ فَيَأْتِیْ قَوْمٌ يَبُسُّوْنَ فَيَتَحَمَّلُوْنَ بِاَهْلِيْهِمْ وَمَنْ اَطَاعَهُمْ وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ وَيُفْتَحُ الْعِرَاقُ فَيَأْتِیْ قَوْمٌ يَبُسُّوْنَ فَيَتَحَمَّلُوْنَ بِاَهْلِيْهِمْ وَمَنْ اَطَاعَهُمْ وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ.(متفق عليه)9-1154

حضرت سفیان بن ابی زبیر ﷺ نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔یمن فتح ہوگا تو کچھ لوگ اپنے اہل وعیال اور جو انکا کہنا مانیں گے ،ان کے ساتھ یہاں سے کوچ کر جائیں گے حالانکہ ان کے لئے مدینہ بہتر ہے کاش وہ اس بات کو سمجھیں۔اسی طرح شام فتح ہوگا تو کچھ لوگ اپنے اہل وعیال اور اقرباء کے ساتھ یہاں سے نکل جائیں گے حالانکہ مدینہ انکے لئے بہتر ہے کاش وہ اسکو سمجھیں۔بعینہ عراق فتح ہوگا تو کچھ لوگ اپنے اہل وعیال اور انکے چاہنے والے انکے ساتھ چلے جائیں گے حالانکہ مدینہ ان کے لئے بہتر ہے کاش وہ اس بات کو سمجھیں۔(بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اُمِرْتُ بِقَرْيَةٍ تَاْكُلُ الْقُرٰى يَقُوْلُوْنَ يَثْرِبُ وَهِیَ الْمَدِيْنَةُ تَنْفِی النَّاسَ كَمَا يَنْفِی الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ.(متفق عليه)10-1155

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے فرمایا ،مجھے ایسی طرف ہجرت کرنے کا حکم دیا گیا جو تمام بستیوں پر غالب آجائے گی لوگ اس کو یثرب کہتے ہیں حالانکہ وہ مدینہ ہے وہ لوگوں کو اس طرح خالص کردے گی جس طرح بھٹی لوہے کو کھوٹ سے صاف کر دیتی ہے۔(بخاری ومسلم)

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى سَمَّى الْمَدِيْنَةَ طَابَةَ.(مسلم)11-1156

حضرت جابر بن سمرۃ ﷺ نے رسول محترم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے مدینہ منورہ کا نام طابہ (پاک جگہ) رکھا ہے(مسلم)

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ﷺ اَنَّ اَعْرَابِيًّا بَايَعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاَصَابَ الْاَعْرَابِیَّ وَعْكٌ بِالْمَدِيْنَةِ فَاَتَى النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ ﷺ اَقِلْنِیْ بَيْعَتِیْ فَاَبٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ جَآءَهُ فَقَالَ اَقِلْنِیْ بَيْعَتِیْ فَاَبٰى ثُمَّ جَآءَهُ فَقَالَ اَقِلْنِیْ بَيْعَتِیْ فَاَبٰى فَخَرَجَ الْاَعْرَابِیُّ

حضرت جابر ﷺ بیان کرتے ہیں ایک دیہاتی نے اللہ کے رسول ﷺ کی بیعت کی۔پھر وہ مدینہ منورہ میں بخار میں مبتلا ہوگیا اور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا، یا محمد! مجھے میری بیعت واپس کردو۔رسول اللہ نے انکار کردیا وہ دوبارہ بیعت کے واپس کرنے کا مطالبہ لے کر آیا لیکن آپ

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّمَا الْمَدِيْنَةُ كَالْكِيْرِ تَنْفِيْ نے پھر انکار کردیا۔اس نے پھر شدت سے بیعت کی واپسی

اس پر رسول معظم ﷺ نے فرمایا مدینہ منورہ بھٹی کی مانند ہے جو کھوٹ نکال کر اور اپنے بہترین کو الگ کر دیتا ہے۔(بخاری ومسلم)

خَبَثَهَا وَتَنْصَعُ طَيِّبَهَا.(متفق عليه)12-1157

چاہی۔آپ ﷺ نے پھر انکار کردیا۔چنانچہ دیہاتی چلا گیا

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَنْفِيَ الْمَدِيْنَةُ شِرَارَهَا كَمَا يَنْفِي الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ.(مسلم)13-1158

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے رسول کریم ﷺ نے فرمایا' قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک مدینہ منورہ بالکل اسی طرح اپنے اشرار کو نکال باہر نہیں کرتا جس طرح بھٹی لوہے کی میل کو نکال باہر کر دیتی ہے۔(مسلم)

عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى اَنْقَابِ الْمَدِيْنَةِ مَلَآئِكَةٌ لَّا يَدْخُلُهَا الطَّاعُوْنُ وَلَا الدَّجَّالُ.(متفق عليه)14-1159

حضرت ابوہریرہ ﷺ سے ہی روایت ہے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا مدینہ منورہ کے دروازوں پر فرشتے مقرر ہیں۔اس میں نہ طاعون داخل ہوسکتی ہے اور نہ دجال داخل ہوگا۔(بخاری ومسلم)

عَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْسَ مِنْ بَلَدٍ اِلَّا سَيَطَؤُهُ الدَّجَّالُ اِلَّا مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةَ لَيْسَ نَقْبٌ مِنْ اَنْقَابِهَا اِلَّا عَلَيْهِ الْمَلٰئِكَةُ صَآفِّيْنَ يَحْرُسُوْنَهَا فَيَنْزِلُ السَّبِخَةَ فَتَرْجُفُ الْمَدِيْنَةُ بِاَهْلِهَا ثَلٰثَ رَجَفَاتٍ فَيَخْرُجُ اِلَيْهِ كُلُّ كَافِرٍ وَّمُنَافِقٍ.(متفق عليه)15-1160

حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے علاوہ اور کوئی شہر ایسا نہیں جہاں دجال کا گزر نہ ہو۔ان کے تمام راستوں پر فرشتے صف باندھے مقرر ہوں گے جو ان کی حفاظت کریں گے۔وہ مدینہ منورہ کی شور زدہ زمین پر اتر آئے گا پھر مدینہ منورہ میں زلزلے کے تین جھٹکے ہوں گے جو اہل مدینہ کو ہلا کر رکھ دیں گے اس سے تمام کافر اور منافق نکل کر دجال کے پاس چلے جائیں گے۔(بخاری ومسلم)

عَنْ سَعْدٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَكِيْدُ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ اَحَدٌ اِلَّا انْمَاعَ كَمَا يَنْمَاعُ الْمِلْحُ فِي الْمَآءِ.(متفق عليه)16-1161

حضرت سعد ﷺ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اہل مدینہ کو مکر وفریب دینے والا اس طرح ختم ہو جائے گا جس طرح نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔(بخاری ومسلم)

عَنْ اَنَسٍ ﷺ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ فَنَظَرَ اِلٰى جُدُرَاتِ الْمَدِيْنَةِ اَوْضَعَ رَاحِلَتَهُ وَاِنْ كَانَ عَلٰى دَآبَّةٍ حَرَّكَهَا مِنْ حُبِّهَا.(بخاری)17-1162

حضرت انس ﷺ فرماتے ہیں کہ نبی معظم ﷺ جب مدینہ منورہ میں داخل ہوتے اور مدینہ کی دیواروں پر آپ کی نظر پڑتی تو سواری کو تیز چلاتے اور اگر گھوڑے پر سوار ہوتے تو بھی مدینہ کی محبت کی وجہ سے تیز چلانے کے لیے ایڑی لگاتے۔(بخاری)

وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ طَلَعَ لَهُ اُحُدٌ فَقَالَ هٰذَا جَبَلٌ یُحِبُّنَا وَ نُحِبُّهُ اَللّٰهُمَّ اِنَّ اِبْرَاهِیْمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَاِنِّیْ اُحَرِّمُ مَا بَیْنَ لَا بَتَیْهَا (متفق علیه)1163-18

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کو احد پہاڑ نظر آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس کے ساتھ محبت کرتے ہیں۔ اے اللہ! ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کو حرم قرار دیا اور میں مدینہ کے دونوں پہاڑی سلسلوں کے درمیان کے مقام کو حرم قرار دیتا ہوں۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اُحُدٌ جَبَلٌ یُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ. (بخاری)1164-19

حضرت سہل بن سعد ﷺ کا بیان ہے رسول کریم ﷺ نے فرمایا احد وہ پہاڑ ہے جو ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس کو چاہتے ہیں۔ (بخاری)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ اَبِیْ بَكْرَةَ ﷺ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم قَالَ لَا یَدْخُلُ الْمَدِیْنَةَ رُعْبُ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ لَهَا یَوْمَئِذٍ سَبْعَةُ اَبْوَابٍ عَلٰی كُلِّ بَابٍ مَلَكَانِ. (بخاری)1165-20

حضرت ابوبکرہ ﷺ بیان کرتے ہیں رسول کریم ﷺ نے فرمایا مدینہ منورہ مسیح دجال کے رعب سے متاثر نہ ہوگا۔ اس وقت مدینہ منورہ کے سات دروازے ہوں گے اور ہر دروازے پر دو پہرے دار فرشتے ہوں گے۔ (بخاری)

عَنْ اَنَسٍ ﷺ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ (اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ بِالْمَدِیْنَةِ ضِعْفَیْ مَاجَعَلْتَ بِمَكَّةَ مِنَ الْبَرَكَةِ). (متفق علیه)1166-21

حضرت انس ﷺ رسول کریم ﷺ سے یہ دعا نقل کرتے ہیں۔ الٰہی جتنی برکت مکہ معظمہ کو عطا فرمائی اس سے دوگنی مدینہ کو عطا فرما۔ (بخاری و مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی الله عنهما قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ﷺ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ بِوَادِ الْعَقِیْقِ یَقُوْلُ اَتَانِیَ اللَّیْلَةَ اٰتٍ مِنْ رَبِّیْ فَقَالَ صَلِّ فِیْ هٰذَا الْوَادِ الْمُبَارَكِ وَقُلْ عُمْرَةٌ فِیْ حَجَّةٍ وَفِیْ رِوَایَةٍ وَقُلْ عُمْرَةٌ وَحَجَّةٌ. (بخاری)1167-22

حضرت عبداللہ بن عباس ﷺ کا بیان ہے حضرت عمر بن خطاب ﷺ نے رسول اللہ ﷺ کو وادی عقیق میں یہ فرماتے سنا۔ آج رات میرے پاس پروردگار کی طرف سے ایک آنے والا آیا اور اس نے کہا اس مبارک وادی میں نماز ادا کریں اور کہیں کہ عمرہ حج کے ساتھ ہے دوسری روایت میں ہے کہ کہیں عمرہ اور حج اکٹھے۔ (بخاری)

فہم الحدیث

اس روایت میں جو کہا گیا ہے کہ فرشتے نے کہا کہ آپ کہیں عُمْرَةٌ فِیْ حَجَّةٍ یا عُمْرَةٌ وَحَجَّةٌ مراد اس سے اس بات کی طرف اشارہ کرنا ہے کہ آپ حج قرآن کی نیت کریں۔ کیونکہ وادی عقیق ذوالحلیفہ کے قریب ہے۔ جہاں سے آپؐ نے حج کی

نیت کی تھی۔اور یہ خواب وہی پر آیا تھا۔(ھذا ما عندی و اللہ اعلم بالصواب)

خلاصۂ باب

۱۔ مدینہ میں بدعت کرنے والے اور اس کو پناہ دینے والے پر کائنات کی چیز لعنت کرتی ہے۔

۲۔ حرم مکہ کی طرح حرمِ مدینہ بھی محترم ہے۔

۳۔ مکہ اور مدینہ کو اللہ تعالیٰ نے برکات سے نوازا ہے۔

۴۔ مدینہ میں طاعون اور دجال داخل نہیں ہوں گے۔

۵۔ دجال کے مقابلے میں مدینہ کی فرشتے حفاظت کریں گے۔

كِتَابُ الْبُيُوعِ

بَابُ الْكَسْبِ وَطَلَبِ الْحَلَالِ

کسب اور حلال روزی

اللہ تعالیٰ کے نزدیک رزق حلال اس قدر اہم اور بنیادی مسئلہ ہے جس کی تلقین کرتے ہوئے انبیاءِ کرام علیہم السلام اور لوگوں کو ایک ہی جیسے الفاظ میں خطاب فرمایا۔

گویا کہ دنیا کے تمام مذاہب میں رزق حلال کا اہتمام کرنا مسلمہ مسئلہ رہا ہے۔ اس سے انسان میں محنت ومشقت اور رزق تلاش کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے جب ہر آدمی اپنے حقوق کے لئے کوشش کرے گا تو وہ فرد ہو یا معاشرہ ترقی کی راہوں پر گامزن ہوگا۔ انسان بنیادی طور پر حریص اور لالچی واقع ہوا ہے جس کی وجہ سے یہ اپنے حق سے تجاوز کرکے ہوئے دوسرے کے حقوق پر ڈاکا ڈالنے کی کوشش کرتا ہے جس سے معاشی زندگی ناہموار ہونے کے ساتھ اخلاقی قدروں کی پامالی اور باہمی احترام وتعلق میں ضعف اور کمزوری واقع ہو جاتی ہے۔ شریعت نے جس طرح دوسرے شعبہ ہائے زندگی میں ایک دوسرے کے حقوق متعین فرمائے ہیں اسی طرح معاشیات کے میدان میں انسان بالخصوص مسلمان کو سنہری اصولوں سے آگاہ فرمایا ہے تاکہ ہر مسلمان اپنے معاشی حدود کار میں رہ کر رزقِ حلال کی تلاش میں جدوجہد کرتے ہوئے ان اخلاقی قدروں کا لحاظ رکھے جن کی پامالی سے نہ صرف اجتماعی معیشت ناہمواری کا شکار ہوتی ہے بلکہ آدمی کی اخلاقی قدریں بھی تباہ ہو جاتی ہیں۔ جس کی بناء پر وہ انسانیت کو چھوڑ کر وحشی درندوں کا روپ دھار لیتا ہے۔ معاشی زیادتوں سے اجتناب' کاروبار میں خیانت' بددیانتی' ملاوٹ اور دوسرے کے حقوق کو سلب کرنے سے روکتے ہوئے آجر اور اجیر' گاہک اور دوکاندار دوکاندار' مالک اور ملازم کے حقوق کا تعین اور ہر کسی کو محنت ومشقت کا حکم دیا ہے اللہ تعالیٰ نے معاشی زندگی میں بھی انبیائے کرام علیہم السلام کو نمونے کے طور پر پیش فرمایا ہے۔

اندازِ تجارت اور مزدور کا تحفظ

انبیا کرام علیہم السلام دین کی ترویج واشاعت اور عوام الناس کی خدمت کرنے کے باوجود لوگوں پر بوجھ بننے کے بجائے سیلف میڈ (self made) ہوا کرتے تھے۔ وہ تمام کوشش اور کاوش کے بدلے لوگوں سے ایک دمڑی کے بھی روادار نہیں ہوتے تھے۔ وہ تو برملا فرمایا کرتے تھے کہ ہم اس دینی اور عوامی خدمت کے صلہ میں لوگوں سے ایک پیسے کے بھی طلب گار نہیں۔ سورۃ الشعراء میں حضرت نوح' حضرت ہود' حضرت صالح' حضرت لوط اور حضرت شعیب علیہم السلام کا تذکرہ کرتے ہوئے پیغمبروں کی زبان اطہر سے اس بات کا اظہار کروایا گیا ہے۔

وَمَآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (الشعرا۔۱۰۹'۱۲۷'۱۴۵'۱۶۴'۱۸۰)

''میں تم سے اس خدمت کا کوئی بدلہ نہیں چاہتا بلکہ میں اللہ تعالیٰ سے اپنے اجر کا طلب گار ہوں۔''

انبیاء تو اپنی ذات اور اہل وعیال پر صدقہ وزکوٰۃ اور ہر قسم کے معاوضے کو حرام تصور کرتے تھے۔ بے پناہ مصروفیات اور گوناں

گوں مشکلات کے باوجود اپنی معاش کا خود انتظام کیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ان کی معاشی زندگی میں بھیڑ بکریوں کی گلہ بانی کے واقعات بھی پائے جاتے ہیں۔ اسی روایت اور اصول کو پیش نگاہ رکھتے ہوئے نبی اکرم ﷺ نے نبوت کے بعد ایک وقت تک تجارت کا سلسلہ جاری رکھا۔ جبکہ نبی ہونے سے پہلے آپ مضاربت کی بنیاد پر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی تجارت میں بھرپور حصہ لے رہے تھے۔ تھوڑے ہی عرصے میں آپ ﷺ ایک بین الاقوامی تاجر کی حیثیت اختیار کر گئے۔ آپ کی دیانت وامانت اور کاروباری فہم وفراست سے متاثر ہو کر عرب کی عظیم اور امیر ترین خاندانی عورت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے نکاح کی پیش کش کی جسے آپ ﷺ نے اپنے بزرگوں کی مشاورت سے قبول فرمایا۔ کاروبار اور منڈی میں اصلاحات جاری کرتے ہوئے تجارت کی دنیا میں آپ ﷺ نے تاجروں کو نئی روایات اور اصولوں سے متعارف کروایا۔ اس سے پہلے کاروباری اور تاجر لوگ کسی اخلاقی اور انسانی ہمدردی کی پروا کئے بغیر پیسے پر پیسہ کمانے کے اصول پر کاروبار کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے کاروبار میں انسانی ہمدردی اور اخلاقی قدروں کو مقدم رکھنا لازم قرار دیا۔ تجارت کے مال میں ملاوٹ کو ملت اور انسان دشمنی قرار دیتے ہوئے فرمایا جس نے آج کے بعد ملاوٹ کی وہ ہماری جماعت میں تصور نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ ملاوٹ کرنے والا تول میں اضافے اور ملاوٹ کے ذریعے قیمت دوگنی تگنی کرنے کے ساتھ ناقص خوراک کے سبب لوگوں کی صحت کی خرابی اور بعض اوقات بالواسطہ ان کی موت کا سبب بنتا ہے۔ بازار اور منڈی کے حالات درست رکھنے کے لیے بعض اوقات آپ ﷺ بنفس نفیس منڈی میں جا کر تجارت کا جائزہ لیتے۔ اسی سلسلے میں ایک دن آپ ﷺ منڈی تشریف لے گئے تو اچانک آپ ﷺ نے اپنی آستین کو اوپر کرتے ہوئے غلے کے ایک ڈھیر میں ہاتھ داخل کیا۔ تو نیچے والا غلہ گیلا اور اوپر والا خشک پایا تو فرمایا ایسا نہیں کرنا چاہیے۔ جس نے ایسا کیا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

حَتّٰی یُرَاہُ النَّاسَ مَنْ غَشَّ فَلَیْسَ مِنَّا (مسلم)

الفصل الاول

پہلی فصل

عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ مَعْدِي كَرِبَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَكَلَ اَحَدٌ طَعَاماً قَطُّ خَيْراً مِنْ اَنْ يَّاْكُلَ مِنْ عَمَلِ يَدَيْهِ وَاَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ دَاوٗدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَاْكُلُ مِنْ عَمَلِ يَدَيْهِ (رواه البخاری) 1-1168

حضرت مقداد بن معدی کرب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا، کسی شخص نے اپنی محنت مزدوری سے کمائے گئے کھانے سے بہتر کبھی کوئی کھانا نہیں کھایا۔ بلاشبہ اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھوں کی کمائی کھاتے تھے۔ (بخاری)

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ اِلَّا طَيِّبًا وَاِنَّ اللّٰهَ اَمَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ بِمَا اَمَرَبِهِ الْمُرْسَلِيْنَ فَقَالَ "يَا اَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبَاتِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا، بے شک اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاک صاف کے علاوہ کسی چیز کو قبول نہیں کرتا۔ اور اللہ تعالیٰ نے مومنین کو ان باتوں کا حکم دیا ہے جن باتوں کا اس نے اپنے رسولوں کو حکم دیا۔ اللہ

وَاعۡمَلُوا صَالِحًا " (پ ۱۸. رکوع ۳) وَقَالَ يَا اَيُّهَا الَّذِيۡنَ آمَنُوۡا كُلُوۡا مِنۡ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقۡنٰكُمۡ ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ يُطِيۡلُ السَّفَرَ اَشۡعَثَ اِغۡبَرَ يَمُدُّيَدَيۡهِ اِلَى السَّمَاءِ يَارَبِّ وَمَطۡعَمُهٗ حَرَامٌ وَمَشۡرَبُهٗ حَرَامٌ وَمَلۡبَسُهٗ حَرَامٌ وَغُذِيَ بِالۡحَرَامِ فَاَنّٰى يُسۡتَجَابُ لِذٰلِكَ (رواه مسلم) 2-1169

تعالیٰ کا فرمان ہے۔"میرے رسولو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور عمل صالح کرو۔" "اے ایمان والو! جو رزق ہم نے تمہیں عطا کیا ہے اس میں سے پاکیزہ چیزیں کھاؤ۔" پھر آپ نے ایک ایسے شخص کا ذکر فرمایا جو لمبا سفر طے کرتا ہے۔۔ پراگندہ بال، اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھائے دعا کرتا ہے۔یارب! یارب! جب کہ اس کا کھانا حرام، اس کا پینا حرام، اس کا لباس حرام اور حرام غذا سے اس کی نشو ونما ہوئی اس حالت میں اس کی دعا کیسے قبول ہو سکتی ہے؟۔(مسلم)

فہم الحدیث

حرام کھانے والا اصولاً دعا کی قبولیت کا استحقاق کھو بیٹھتا ہے۔یہ تو رب کریم کا کرم ہے کہ وہ حرام خوروں کی دعائیں قبول کرتا ہے تاہم قیامت کے دن ان لوگوں کی عبادات اور صدقہ خیرات ضایع ہو جائیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ حرام چیز قبول نہیں فرماتا۔

وَعَنۡهُ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ يَأۡتِيۡ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يُبَالِي الۡمَرۡءُ مَا اَخَذَ مِنۡهُ اَمِنَ الۡحَلَالِ اَمۡ مِنَ الۡحَرَامِ (رواه البخاری) 3-1170

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ کوئی شخص بھی اس بات کی پروا نہیں کرے گا کہ اس نے کیسے کمایا کی حلال ذرائع سے یا حرام ذرائع سے۔(بخاری)

عَنِ النُّعۡمَانِ بۡنِ بَشِيۡرٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ اَلۡحَلَالُ بَيِّنٌ وَالۡحَرَامُ بَيِّنٌ وَبَيۡنَهُمَا مُشۡتَبِهَاتٌ لَا يَعۡلَمُهُنَّ كَثِيۡرٌ مِنَ النَّاسِ فَمَنِ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ اِسۡتَبۡرَأَ لِدِيۡنِهٖ وَعِرۡضِهٖ وَمَنۡ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِي الۡحَرَامِ كَالرَّاعِي يَرۡعٰى حَوۡلَ الۡحِمٰى يُوۡشِكُ اَنۡ يَرۡتَعَ فِيۡهِ اَلَا وَاِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى اَلَا وَاِنَّ حِمَى اللّٰهِ مَحَارِمُهٗ اَلَا وَاِنَّ فِي الۡجَسَدِ مُضۡغَةً اِذَا صَلُحَتۡ صَلُحَ الۡجَسَدُ كُلُّهٗ وَاِذَا فَسَدَتۡ فَسَدَ الۡجَسَدُ كُلُّهٗ اَلَا وَهِيَ

حضرت نعمان بن بشیر ؓ بیان کرتے ہیں رسول مکرم ﷺ نے فرمایا کہ حلال واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے اور ان دونوں کے درمیان کچھ چیزیں مشتبہ ہیں جنہیں بہت سے لوگ نہیں جانتے جو ان مشتبہات سے بچا رہا اس نے اپنے دین اور اپنی عزت کو بچا لیا اور جو شخص مشتبہات میں پڑ گیا وہ حرام کا مرتکب ہوا۔اس کی مثال اس چرواہے کی ہے جو کسی محفوظ چراگاہ کے ارد گرد اپنے جانور چراتا ہے۔عین ممکن ہے کہ وہ اس چراگاہ میں چرنے لگیں سن رکھو! ہر بادشاہ کی ایک چراگاہ ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی چراگاہ اس کی حرام کی گئی چیزیں ہیں۔خبردار! جسم میں گوشت کا ایک لوتھڑا

الْقَلْبُ. (متفق علیہ) 4-1171

ہے، جب تک وہ درست ہوگا تو وہ تمام جسم درست رہے گا۔ اور جب اس میں خرابی واقع ہوگی تو سارا جسم فساد زدہ ہو جائے گا۔ سنو! وہ لوتھڑا دل ہے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَمَنُ الْكَلْبِ خَبِيْثٌ وَمَهْرُ الْبَغِيِّ خَبِيْثٌ وَكَسْبُ الْحَجَّامِ خَبِيْثٌ. (رواه مسلم) 5-1172

حضرت رافع بن خدیج ﷺ بیان کرتے ہیں رسول کریم ﷺ نے فرمایا، کتے کی قیمت ناپاک ہے۔ اسی طرح زانیہ کی اجرت پلید ہے اور پچھنے لگانے والے کی قیمت بری ہے۔ (مسلم)

وَعَنْ اَبِىْ مَسْعُوْدِ الْاَنْصَارِيِّ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَمَهْرِ الْبَغِيِّ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ. (متفق عليه) 6-1173

حضرت ابو مسعود انصاری ﷺ سے روایت ہے رسول اکرم ﷺ نے کتے کی قیمت، زانیہ کی اجرت اور کاہن کی شیرینی سے منع فرمایا ہے۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ اَبِىْ جُحَيْفَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ ثَمَنِ الدَّمِ وَثَمَنِ الْكَلْبِ وَكَسْبِ الْبَغِيِّ وَلَعَنَ آكِلَ الرِّبٰوا وَمُوْكِلَهٗ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ وَالْمُصَوِّرَ. (رواه البخاری) 7-1174

حضرت ابو جحیفہ ﷺ بیان کرتے ہیں نبی مکرم ﷺ نے خون کی قیمت، کتے کی قیمت' زانیہ کی کمائی سے منع فرمایا ہے۔ مزید برآں سود کھانے والے، کھلانے والے، گودنے والی، گدوانے والی اور تصویر بنانے والے پر لعنت بھیجی ہے۔ (بخاری)

فہم الحدیث

سر کے بال زیادہ کرنے اور خداداد حسن میں مصنوعی اضافہ کے لئے مصنوعی بال لگوانے سے منع فرمایا گیا ہے۔ اس میں سراسر تکلف پایا جاتا ہے۔ یقیناً صحت کے لحاظ سے یہ مضر ہوں گے باوجود اس کے کہ میڈیکل سائنس نے ابھی اور معتوجہ نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا کوئی حکم دینا آخرت کے فائدے سے خالی نہیں ہے۔

عَنْ جَابِرٍ ﷺ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ عَامَ الْفَتْحِ وَهُوَ بِمَكَّةَ اِنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ وَالْخِنْزِيْرِ وَالْاَصْنَامِ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ شُحُوْمَ الْمَيْتَةِ فَاِنَّهٗ تُطْلٰى بِهَا السُّفُنُ وَيُدْهَنُ بِهَا الْجُلُوْدُ وَيَسْتَصْبِحُ بِهَا النَّاسُ

حضرت جابر ﷺ کا بیان ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے فتح مکہ کے سال جب آپ مکہ میں ہی تھے یہ فرماتے سنا بلاشبہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے شراب، مردار، خنزیر اور بتوں کی فروخت کو حرام قرار دیا ہے۔ آپ سے دریافت کیا گیا، یارسول اللہ! مردار کی چربی کے بارے میں کیا رائے ہے؟ کیونکہ یہ کشتیوں پر ملی جاتی ہے، اس سے چمڑے

فَقَالَ لَاهُوَ حَرَامٌ ثُمَّ قَالَ عِنْدَ ذٰلِکَ قَاتَلَ اللّٰهُ الْیَهُوْدَ اِنَّ اللّٰهَ لَمَّا حَرَّمَ شُحُوْمَهَا اَجْمَلُوْهُ ثُمَّ بَاعُوْهُ فَاَکَلُوْا ثَمَنَهٗ (متفق علیه)8-1175

نرم کیے جاتے ہیں اور لوگ اس سے دیے جلاتے ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا ہرگز نہیں یہ قطعی حرام ہے۔اسی وقت آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا،اللہ تعالیٰ یہود کو تباہ وبرباد کرے۔جب اللہ تعالیٰ نے جانوروں کی چربی حرام قرار دے دی تو انہوں نے اس کو پگھلایا،بیچا اور اس کی قیمت کھانے لگے۔(بخاری ومسلم)

عَنْ عُمَرَ ﷛ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَاتَلَ اللّٰهُ الْیَهُوْدَ حُرِّمَتْ عَلَیْهِمُ الشُّحُوْمُ فَجَمَلُوْهَا فَبَاعُوْهَا (متفق علیه)9-1176

حضرت عمر﷛ کا بیان ہے رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا،اللہ تعالیٰ یہود کو تباہ وبرباد کرے۔ان پر چربی حرام کی گئی تو انہوں نے اس کو پگھلایا اور اس کی تجارت شروع کردی۔(بخاری ومسلم)

عَنْ جَابِرٍ﷛ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنْ ثَمَنِ الْکَلْبِ وَالسِّنَّوْرِ (رواه مسلم)10-1177

حضرت جابر﷛ بیان کرتے ہیں رسولِ اکرم ﷺ نے کتے اور بلی کی قیمت ممنوع قرار دی۔(مسلم)

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ حَجَمَ اَبُوْ طَیْبَةَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَلَهٗ بِصَاعٍ مِنْ تَمْرٍ وَاَمَرَ اَهْلَهٗ اَنْ یُخَفِّفُوْا عَنْهُ مِنْ خَرَاجِهٖ (متفق علیه)11-1178

حضرت انس﷛ نے بتایا کہ ابوطیبہ﷛ نے رسولِ معظم ﷺ کو پچھنے لگائے آپ ﷺ نے اس کو ایک صاع کھجوریں دینے کا حکم دیا اور اس کے مالک کو حکم دیا کہ اس پر عائد کردہ مزدوری میں کمی کردے۔(بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

اس باب کی 5 حدیث میں ایسی مزدوری سے منع کیا گیا ہے۔جب کہ اس حدیث میں آپ ﷺ نے ایسے شخص کو مزدوری دینے کا نہ صرف حکم دیا بلکہ وہ کسی کا غلام تھا۔اس کے مالک کو ہدایت بھی فرمائی کہ اس سے یومیہ وصول کرنے میں رعایت کرے اس کا معنٰی یہی سمجھ میں آتا ہے۔کہ ایسے شخص کی اجرت مقرر نہیں کرنی چاہیے۔البتہ کوئی اسے کچھ تو اسے قبول کرلینی چاہیے ساتھ ہی یہ بات ثابت ہوئی کہ ایسے آدمی کو کچھ نہ کچھ اس کے فن کا معاوضہ دینا چاہیے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ کَانَ لِاَبِیْ بَکْرٍ ﷛ غُلَامٌ یُخْرِجُ لَهُ الْخَرَاجَ فَکَانَ اَبُوْ بَکْرٍ یَاْکُلُ مِنْ خَرَاجِهٖ فَجَاءَ یَوْمًا بِشَیْءٍ فَاَکَلَ مِنْهُ اَبُوْ بَکْرٍ فَقَالَ لَهُ الْغُلَامُ تَدْرِیْ مَاهٰذَا فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ ﷛

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے باپ حضرت ابوبکر صدیق﷛ کے بارے بتاتی ہیں ان کا ایک غلام کمائی کرکے بطور خراج آپ کو دیتا اور حضرت ابوبکر﷛ اس کو استعمال کرتے تھے۔ایک دن وہ غلام کوئی چیز لے کر آیا اور آپ نے اس میں

وَمَاهُوَ قَالَ كُنْتُ تَكَهَّنْتُ لِاِنْسَانٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَمَا اُحْسِنُ الْكِهَانَةَ اِلَّا اَنِّي خَدَعْتُهُ فَلَقِيَنِي فَاَعْطَانِي بِذٰلِكَ فَهٰذَا الَّذِيْ اَكَلْتَ مِنْهُ قَالَتْ فَاَدْخَلَ اَبُوْبَكْرٍ ﷺ يَدَهُ فَقَاءَ كُلَّ شَيْءٍ فِي بَطْنِهِ (رواہ البخاری) 1179-12

سے کھایا۔غلام نے عرض کی آپ کو معلوم ہے یہ کیا ہے؟ حضرت ابوبکر نے پوچھا کیا ہے؟اس نے جواب دیا کہ دور جاہلیت میں اس نے کسی آدمی کے لئے کہانت کی تھی چونکہ میں کہانت کے متعلق زیادہ نہ جانتا تھا، میں نے اس کو دھوکا دیا تھا۔اب اس کی مجھ سے ملاقات ہوئی تو اس نے مجھے یہ مزدوری دی۔آپ اسی میں سے تناول فرمارہے ہیں۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔حضرت ابوبکر صدیق ﷺ نے اپنے منہ میں ہاتھ ڈال کر قے کردی۔(بخاری)

خلاصۂ باب

۱۔ اپنے ہاتھ سے کمانے کو بہترین رزق قرار فرمایا۔

۲۔ حرام کھانے والا دعا کی قبولیت کا استحقاق کھو بیٹھتا ہے۔

۳۔ حرام وحلال کے درمیان کچھ متشابہ چیزیں اور معاملات ہیں جن سے بچنا نہایت ضروری ہے۔

۴۔ حرام چیزوں کی کمائی کھانا بھی حرام ہے۔

۵۔ شرکیہ وظائف' منتر اور ٹونے ٹوٹکے حرام اور ان کی کمائی بھی حرام ہے۔

۶۔ زندہ اور مردہ حرام جانور کی ہر چیز حرام ہے۔



بَابُ المسَاهلَةِ فِی الْمُعَامَلَةِ

معاملات میں آسانی روا رکھنا

اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات کے بیان میں جس صفت کا سب سے زیادہ تذکرہ فرمایا ہے وہ اس کا رؤف، غفور، کریم اور رحمان رحیم ہونا ہے۔ وہ اپنے بندوں پر ہر وقت اور ہر اعتبار سے نرمی اور آسانی فرماتا ہے۔ اس نے پورے دین کی بنیاد اس اصول پر رکھی ہے:

يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ (اَلْبَقَرَةُ ۲: ۲۸۶)

''اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ آسانی روا رکھتا ہے وہ تمہارے ساتھ سختی پسند نہیں کرتا''

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا (البقرة ۲: ۲۸۶)

''وہ اللہ کسی جان کی طاقت سے بڑھ کر اسے تکلیف نہیں دیتا۔''

اسی کی روشنی میں نبی محترم ﷺ نے تمام معاملاتِ زندگی کے ساتھ کاروبار میں بھی نرمی، آسانی، ہمدردی اور خیر خواہی کا حکم دیتے ہوئے ایسے شخص کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مزید مہربانیوں کی دعا کی ہے۔ جو لوگوں پر نرمی اور آسانی اختیار کرتا ہے۔

الفصل الاول

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَحِمَ اللّٰهُ رَجُلًا سَمْحًا اِذَا بَاعَ وَاِذَا اشْتَرٰى وَاِذَا اقْتَضٰى. (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) 1180-1

عَنْ حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ رَجُلًا كَانَ فِيْمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ اَتَاهُ الْمَلَكُ لِيَقْبِضَ رُوْحَهٗ فَقِيْلَ لَهٗ هَلْ عَمِلْتَ مِنْ خَيْرٍ قَالَ مَا اَعْلَمُ قِيْلَ لَهُ انْظُرْ قَالَ مَا اَعْلَمُ شَيْئًا غَيْرَ اَنِّيْ كُنْتُ اُبَايِعُ النَّاسَ فِي الدُّنْيَا وَاُجَازِيْهِمْ فَاُنْظِرُ الْمُوْسِرَ وَاَتَجَاوَزُ عَنِ الْمُعْسِرِ فَاَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ نَحْوَهٗ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ وَاَبِيْ مَسْعُوْدِ الْاَنْصَارِيِّ فَقَالَ اللّٰهُ اَنَا اَحَقُّ بِذَا مِنْكَ تَجَاوَزُوْا عَنْ عَبْدِيْ. 2-1181

پہلی فصل

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم کرتا ہے جو بیچتے، خریدتے اور رقم کا مطالبہ کرتے وقت آسانی کرتا ہے۔ (بخاری)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا تم سے پہلے ایک شخص تھا۔ جب فرشتہ اس کی روح قبض کرنے کے لیے آیا تو فرشتے نے اس سے پوچھا کیا تو نے کبھی کوئی نیک کام کیا ہے؟ اس نے جواب دیا مجھے معلوم نہیں۔ اس سے پھر پوچھا گیا۔ غور کرو۔ اس نے پھر کہا مجھے اور تو معلوم نہیں البتہ میں دنیا میں لوگوں سے خرید و فروخت کرتے وقت اچھا معاملہ کرتا خوش حال کو مہلت دیتا اور تنگ دست کو معاف کر دیتا۔ چنانچہ اس عمل کے سبب اللہ تعالیٰ نے اس کو جنت میں داخل کر دیا۔ (بخاری و مسلم) مسلم کی دوسری روایت میں بعینہٖ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ اور ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس طرح کے

معاملہ میں مجھے تجھ سے زیادہ حق پہنچتا ہے فرشتو! میرے بندے سے صرف نظر کرو۔

عَنْ اَبِی قَتَادَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِيَّاكُمْ وَكَثْرَةَ الْحَلْفِ فِي الْبَيْعِ فَاِنَّهُ يَنفُقُ ثُمَّ يَمْحَقُ. (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 3-1182

حضرت ابوقتادہ رسول اکرم ﷺ سے حدیث بیان کرتے ہیں آپ نے فرمایا، خبردار! خرید وفروخت میں زیادہ قسمیں کھانے سے بچو کیونکہ اس سے کاروبار ''وقتی طور پر'' بڑھتا ہے لیکن پھر ختم ہوجاتا ہے۔ (مسلم)

عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اَلْحَلْفُ مَنْفَقَةٌ لِلسِّلْعَةِ مَمْحَقَةٌ لِلْبَرَكَةِ. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 4-1183

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا قسمیں کاروبار میں ترقی کا سبب ہیں لیکن برکت اٹھ جاتی ہے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِی ذَرٍّ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ قَالَ اَبُو ذَرٍّ خَابُوْا وَخَسِرُوْا مَنْ هُمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْمُسْبِلُ وَالْمَنَّانُ وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلْفِ الْكَاذِبِ. (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 5-1184

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نبی مکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں آپ نے فرمایا تین شخص ہیں جن سے روز قیامت اللہ تعالیٰ بات نہیں کرے گا نہ ان کی طرف دیکھے گا اور نہ ہی ان کو پاک کرے گا۔ اور ان کے لیے دردناک عذاب بھی ہے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا یارسول اللہ! وہ تو تباہ ہونے والے اور گھاٹے میں رہنے والے ہیں۔ وہ کون ہیں؟ فرمایا تکبر سے اپنی چادر زمین پر گھسیٹنے والا، احسان جتلانے والا اور جھوٹی قسمیں کھا کر کاروبار چمکانے والا۔ (مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ معاملات میں آسانی کرنے والے پر رب کریم نرمی اور آسانیاں پیدا فرماتا ہے۔

۲۔ کاروبار میں خیرخواہی اور تنگ دست کو مہلت دینے والے کو اللہ جنت میں داخل فرمائے گا۔

۳۔ قسمیں اٹھا کر سودا بیچنے والے کے کاروبار سے برکت اٹھ جاتی ہے۔

۴۔ متکبر، احسان جتلانے والا اور کاروبار میں قسمیں اٹھانے والے کو اللہ تعالیٰ کی ہم کلامی اور زیارت سے محرومی ہوگی اور وہ جہنم میں داخل ہوگا۔



بَابُ الْخِيَار

خرید وفروخت میں اختیار

تجارت کے بارے میں آپ ﷺ کے ارشادات ہیں کہ اس میں محنت' مزدوری اور زمینداری وغیرہ کے پڑشوں سے زیادہ برکت پائی جاتی ہے۔ اس پیشے میں نسبتاً دوسرے پیشوں کے آدمی کو فرصت بھی ملتی ہے اور تاجر حضرات کا شخصی تعارف بھی بڑھتا ہے جس سے فائدہ اٹھا کر آدمی تبلیغ بھی کر سکتا ہے۔ دنیا میں بے شمار علاقے ایسے ہیں جہاں اسلام تجار کے ذریعے پھیلا۔ اس کے لئے تجارت میں ایمان داری اور معاملات میں عہد کی پاس داری کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

الفصل الاول

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْمُتبَايِعَانِ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِالْخِيَارِ عَلٰى صَاحِبِهٖ مَالَمْ يَتفَرَّقَا اِلَّا بَيْعَ الْخِيَار. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ اِذَا تَبَايَعَ الْمُتَبَايِعَانِ فَكُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِالْخِيَارِ مِنْ بَيْعِهٖ مَالَمْ يَتفَرَّقَا اَوْ يَكُوْنَ بَيْعُهُمَا عَنْ خِيَارٍ فَاِذَا كَانَ بَيْعُهُمَا فَقَدْ وَجَبَ (وفي المتفق عليه اَوْ يَقُوْلَ اَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهٖ اِخْتَرْ بَدَلَ اَوْ يَخْتَارَا. 1185-1

پہلی فصل

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا، بیچنے والے اور خریدنے والے ہر ایک کو ایک دوسرے سے جدا ہونے تک سودا توڑنے کا اختیار ہے۔ سوائے اس کے کہ ان کے درمیان اختیاری خرید و فروخت ہو۔ (بخاری ومسلم) مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ خریدنے والا اور بیچنے والے کو آپس میں الگ ہونے سے پہلے سودا ختم کرنے کا اختیار ہوگا یا دونوں کے درمیان بیع اختیاری ہوا گر بیع اختیاری ہو تو وہ ان کی بیع ثابت ہوگی۔ نیز بخاری ومسلم میں ہے یا ان میں سے ایک دوسرے کو یختارا کی بجائے اختر کے الفاظ کہے کہ تجھے اختیار ہے۔

عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَالَمْ يَتفَرَّقَا فَاِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُوْرِكَ لَهُمَا فِيْ بَيْعِهِمَا وَاِنْ كَتَمَا وَكَذَبَا مُحِقَتْ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 2-1186

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے فرمایا دونوں خرید وفروخت کرنے والے جب تک جدا نہ ہوں معاملہ ختم کرنے کا اختیار رکھتے ہیں اگر دونوں نے سچ بولا اور وضاحت کر دی تو سودے میں برکت ہوگی اور اگر وہ چھپائیں اور جھوٹ بولیں تو دونوں کے لئے سودے میں برکت ختم ہو جائے گی۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ ﷺ اِنِّيْ اُخْدَعُ فِي الْبُيُوْعِ فَقَالَ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں بیان کیا کہ خرید وفروخت

إِذَا بَايَعْتَ فَقُلْ لَا خِلَابَةَ فَكَانَ الرَّجُلُ يَقُولُهُ. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 3-1187

میں اس کے ساتھ دھوکا ہو جاتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جب تو سودا کرے تو واضح کر دیا کرو کہ دھوکا نہیں ہونا چاہیے چنانچہ وہ شخص ایسے ہی کہا کرتا تھا۔ (بخاری و مسلم)

خلاصۂ باب

١۔ سودا طے ہو جانے کے باوجود اسی نشست میں فریقین میں سے ہر ایک کو اسے ختم کرنے کا شرعی طور پر اختیار ہے۔

٢۔ دھوکے سے بچنے کے لیے دوسرے کو دھوکہ نہ کرنے کی تلقین کرنی چاہیے۔

٣۔ مجلس برخاست ہونے کے بعد باہمی رضامندی کے بغیر طے شدہ بات ایک فریق کو ختم کرنے کا اختیار نہیں۔

٤۔ مال کا نقص بتلانے سے تجارت میں برکت پیدا ہوتی ہے۔

٥۔ نقص چھپا کر سودا بیچنے سے برکت اٹھ جاتی ہے۔



بَابُ الرِّبٰوا

سود کے احکامات

اللہ تعالیٰ نے ہر برے عمل سے بچنے کے احکامات صادر فرمائے ہیں لیکن کسی بڑے سے بڑے گناہ کو اپنی ذات کے ساتھ معرکہ آرائی کرنے کے مترادف قرار نہیں دیا جبکہ سود ایسا جرم اور گناہ ہے جس کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ جنگ قرار دیا ہے۔ کیونکہ سود کھانے والا لوگوں کا بدترین مالی استحصال کرنے کے ساتھ ساتھ طوطا چشم، مفاد پرست اور سنگ دل ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے وہ دوسرے کی تنگ دستی اور بدحالی پر بھی ترس کھانے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ اس لیے آپ ﷺ نے سودی کاروبار میں شراکت کرنے والوں پر پھٹکار کی ہے اور کاروبار کی ہر اس صورت سے منع فرمایا ہے جس میں سود کا کوئی شائبہ پایا جاتا ہو۔ اس باب میں کاروبار کے بڑے بڑے بنیادی اصولوں کی وضاحت کے ساتھ ساتھ سود کی لعنت سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے۔

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا اللّٰهَ وَ ذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰو اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ O فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ O (البقرة ۲ : ۲۷۸ تا ۲۷۹)

”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سود سے جو باقی رہ گیا ہے اسے چھوڑ دو اگر تم سچے دل سے ایماندار ہو اگر تم نے ایسا نہ کیا تو اللہ اور اس کے رسول سے اعلان جنگ ہے سن لو اگر تم توبہ کر لو تو اصل مال مل جائیں گے نہ تم ظلم کیا کرو اور نہ تم ظلم کیے جاؤ گے“۔

الفصل الاول — پہلی فصل

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اٰكِلَ الرِّبَا وَمُوْكِلَهٗ وَكَاتِبَهٗ وَشَاهِدَيْهِ وَقَالَ هُمْ سَوَاءٌ . (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 1188-1

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بتایا رسول اللہ ﷺ نے سود لینے والے، سود دینے والے، اس کے لکھنے والے اور اس کے دونوں گواہوں پر لعنت بھیجی ہے اور فرمایا کہ وہ سب برابر ہیں۔ (مسلم)

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلذَّهَبُ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ وَالشَّعِيْرُ بِالشَّعِيْرِ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ وَالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ مِثْلًا بِمِثْلٍ، سَوَاءً بِسَوَاءٍ يَدًا بِيَدٍ فَاِذَا اخْتَلَفَتْ هٰذِهِ الْاَصْنَافُ فَبِيْعُوْا كَيْفَ شِئْتُمْ اِذَا كَانَ يَدًا بِيَدٍ . (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 1189-2

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا، سونا سونے کے ساتھ، چاندی چاندی کے ساتھ، گندم گندم کے ساتھ، جو جو کے ساتھ، کھجور کھجور کے ساتھ اور نمک نمک کے ساتھ برابر نقد بانقد ہوں گے۔ یہ چیزیں باہم مختلف ہوں تو دست بدست جس طرح چاہو خرید و فروخت کرو۔ (مسلم)

عَنْ اَبِی سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ ؓقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺاَلذَّھَبُ بِالذَّھَبِ وَالْفِضَّۃُ بِالْفِضَّۃِ وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ وَالشَّعِیْرُ بِالشَّعِیْرِ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ وَالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ مِثْلاً بِمِثْلٍ یَدًا بِیَدٍ فَمَنْ زَادَ اَوِ اسْتَزَادَ فَقَدْ اَرْبٰی اَلْآخِذُ وَالْمُعْطِی فِیْہِ سَوَاءٌ .(رَوَاہُ مُسْلِمٌ)3-1190

حضرت ابوسعید خدری ؓ کا بیان ہے رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا سونا سونے کے بدلے، چاندی چاندی کے بدلے، گندم گندم کے بدلے، جو جو کے بدلے، کھجور کھجور کے بدلے، نمک نمک کے بدلے ایک دوسرے کے برابر دست بدست ہونے چاہییں۔ پس جس نے زیادہ دیا یا لیا اس نے سودی کاروبار کیا اور سود لینے والا اور دینے والا دونوں برابر ہیں۔ (مسلم)

عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺلَا تَبِیْعُوا الذَّھَبَ بِالذَّھَبِ اِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ وَلَا تُشِفُّوْا بَعْضَھَا عَلٰی بَعْضٍ وَلَا تَبِیْعُوا الْوَرِقَ بِالْوَرِقِ اِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ وَلَا تُشِفُّوا بَعْضَھَا عَلٰی بَعْضٍ وَلَا تَبِیْعُوا مِنْھَا غَائِبًا بِنَا جِزٍ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ) وَفِی رِوَایَۃٍ لَا تَبِیْعُوا الذَّھَبَ بِالذَّھَبِ وَلَا الْوَرِقَ بِالْوَرِقِ اِلَّا وَزْنًا بِوَزْنٍ . 4-1191

حضرت ابوسعید خدری ؓ ہی سے روایت ہے رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا، سونے کو سونے کے بدلے برابر برابر ہی فروخت کرو۔ ایک دوسرے میں کمی وبیشی نہ کرو۔ اسی طرح چاندی کو چاندی کے بدلے برابر برابر ہی لو اور ایک دوسرے میں کمی وبیشی نہ کرو۔ اور نہ نقد کو ادھار کے عوض فروخت کرو۔ (بخاری ومسلم) دوسری روایت میں ہے سونے کا سونے اور چاندی کا چاندی سے برابر وزن کے ساتھ ہی لین دین کرو۔

عَنْ مَعْمَرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ ؓقَالَ کُنْتُ اَسْمَعُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ اَلطَّعَامُ بِالطَّعَامِ مِثْلًا بِمِثْلٍ.(رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ)5-1192

حضرت معمر بن عبداللہ ؓ نے رسولِ اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ کھانے کے بدلے کھانا برابر ہو۔ (بخاری) مراد کھنے والی چیزیں۔

عَنْ عُمَرَ ؓقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺاَلذَّھَبُ بِالذَّھَبِ رِبًا اِلَّا ھَاءَ وَھَاءَ وَالْوَرِقُ بِالْوَرِقِ رِبًا اِلَّا ھَاءَ وَھَاءَ وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ رِبًا اِلَّا ھَاءَ وَھَاءَ وَالشَّعِیْرُ بِالشَّعِیْرِ رِبًا اِلَّا ھَاءَ وَھَاءَ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ رِبًا اِلَّا ھَاءَ وَھَاءَ. (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)6-1193

حضرت عمر ؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سونا سونے کے، چاندی چاندی کے، گندم گندم کے عوض، جو جو کے بدلے اور کھجور کھجور کے عوض، سود ہے ماسوائے نقد لین دین کے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِی سَعِیْدٍ وَاَبِی ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺاسْتَعْمَلَ رَجُلاً عَلٰی

حضرت ابوسعید خدری ؓ اور ابوہریرہ ؓ نے ایک شخص کے بارے بتایا کہ رسولِ کریم ﷺ نے ایک شخص کو خیبر کا

خَيْبَرَ فَجَاءَ هُ بِتَمْرٍ جَنِيْبٍ فَقَالَ اَكُلُّ تَمْرِ خَيْبَرَ هٰكَذَا قَالَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا لَنَأْخُذُ الصَّاعَ مِنْ هٰذَا بِا الصَّاعَيْنِ وَالصَّاعَيْنِ بِالثَّلَاثِ فَقَالَ لَا تَفْعَلْ بِعِ الْجَمْعَ بِا الدَّرَاهِمِ ثُمَّ ابْتَعْ بِا الدَّرَاهِمِ جَنِيْبًا وَقَالَ فِي الْمِيْزَانِ مِثْلَ ذٰلِكَ. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 7-1194

عامل مقرر فرمایا وہ اعلیٰ قسم کی کھجوریں لایا۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا خیبر کی ساری کھجوریں ایسی ہی ہیں؟ اس نے جواب دیا یارسول اللہ! واللہ، ایسی نہیں ہیں۔ ہم نے دو صاع کے بدلے اس کا ایک صاع اور تین صاع کے عوض اس کے دو صاع وصول کئے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ایسا نہ کیا کرو، ان کھجوروں کو نقد درہموں سے بیچ کر پھر ان درہموں سے اعلیٰ کھجوریں خرید لیا کرو۔ اور یہی ہدایت وزن کی جانے والی اشیا کے بارے میں فرمائی۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِي سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ جَاءَ بِلَالٌ رضی اللہ عنہ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِتَمْرٍ بَرْنِيٍّ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَيْنَ هٰذَا قَالَ كَانَ عِنْدَنَا تَمْرٌ رَدِيٌّ فَبِعْتُ مِنْهُ صَاعَيْنِ بِصَاعٍ فَقَالَ اَوَّهْ عَيْنُ الرِّبٰو عَيْنُ الرِّبٰوا لَا تَفْعَلْ وَلٰكِنْ اِذَا اَرَدْتَ اَنْ تَشْتَرِيَ فَبِعِ التَّمْرَ بِبَيْعٍ اٰخَرَ ثُمَّ اشْتَرِ بِهٖ. متفق علیه 8-1195

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں حضرت بلال رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں برنی کھجوریں لائے۔ نبی اکرم ﷺ نے پوچھا، یہ کہاں سے آئی ہیں؟ انہوں نے جواب دیا ہمارے پاس ردی کھجوریں تھیں میں نے ان کے دو صاع کے بدلے اس کے ایک صاع کا تبادلہ کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا، بخت افسوس! یہ تو کھلا سود ہے، ایسا نہ کیا کرو اگر تم ایسی کھجوریں خریدنا چاہو تو پہلے ان کھجوروں کو نقد فروخت کرو بعد ازاں اس رقم سے عمدہ کھجور خرید لو۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ جَاءَ عَبْدٌ فَبَايَعَ النَّبِيَّ ﷺ عَلَى الْهِجْرَةِ وَلَمْ يَشْعُرْ اَنَّهُ عَبْدٌ فَجَاءَ سَيِّدُهُ يُرِيْدُهُ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعْنِيْهِ فَاشْتَرَاهُ بِعَبْدَيْنِ اَسْوَدَيْنِ وَلَمْ يُبَايِعْ اَحَداً بَعْدَهُ حَتّٰى يَسْأَلَهُ اَعَبْدٌ هُوَ اَوْ حُرٌّ. (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 9-1196

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ایک غلام نبی معظم ﷺ کی خدمت میں آیا اور اس نے آپ سے ہجرت پر بیعت کی اور آپ کو معلوم نہ تھا کہ یہ غلام ہے۔ اسے اس کا مالک واپس لینے کے لیے آگیا۔ تو نبی اکرم ﷺ نے اس کو فرمایا۔ اس کو مجھے بیچ دو۔ چنانچہ آپ نے اس کو دو حبشی غلاموں کے بدلے خرید لیا اور اس کے بعد آپ ﷺ کسی شخص سے بیعت نہیں کرتے تھے جب تک اس سے یہ پوچھ نہ لیتے کہ وہ غلام ہے یا آزاد۔ (مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الصُّبْرَةِ مِنَ التَّمْرِ لَا يُعْلَمُ مَكِيْلَتُهَا بِالْكَيْلِ الْمُسَمّٰى مِنَ التَّمْرِ. (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 10-1197

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے کھجوروں کے ڈھیر کو جس کا وزن نہ معلوم ہو، ان کھجوروں کے عوض جن کا وزن کیا گیا ہو تبادلہ کرنے سے منع فرمایا۔ (مسلم)

عَنْ فُضَالَةَ بْنِ اَبِى عُبَيْدٍ ﷛ قَالَ اشْتَرَيْتُ يَوْمَ خَيْبَرَ قِلَادَةً بِاثْنَىْ عَشَرَ دِيْنَارًا فِيْهَا ذَهَبٌ وَخَرَزٌ فَفَصَّلْتُهَا فَوَجَدْتُ فِيْهَا اَكْثَرَ مِنِ اثْنَىْ عَشَرَ دِيْنَارًا فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ لَا تُبَاعُ حَتّٰى تُفَصَّلَ .(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)12-1198

حضرت فضالہ بن ابی عبید ﷛ نے فرمایا میں نے خیبر کے دن ایک ہار بارہ دینار میں خریدا۔ اس میں کچھ سونا اور کچھ موتی ہیرے تھے۔ ان کو الگ الگ کرنے سے مجھے بارہ دینار سے زیادہ کا سونا حاصل ہوا۔ اس بات کا ذکر میں اکرم ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اس کو اس وقت تک نہ بیچا جائے جب تک اس کو الگ الگ نہ کر دیا جائے۔ (مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ اَلرِّبَا فِى النَّسِيْئَةِ وَفِى رِوَايَةٍ قَالَ لَا رِبَا فِىْ مَاكَانَ يَدًا بِيَدٍ. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)12-1199

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی محترم ﷺ نے فرمایا، ادھار میں سود ہے ایک روایت میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا دست بدست نقد خرید و فروخت میں سود نہیں ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِى بُرْدَةَ بْنِ اَبِى مُوْسٰى ﷛ قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ فَلَقِيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَلَامٍ ﷛ فَقَالَ اِنَّكَ بِاَرْضٍ فِيْهَا الرِّبَا فَاشٍ فَاِذَا كَانَ لَكَ عَلٰى رَجُلٍ حَقٌّ فَاَهْدٰى اِلَيْكَ حِمْلَ تِبْنٍ اَوْ حِمْلَ شَعِيْرٍ اَوْ حِبْلَ قَتٍّ فَلَا تَاْخُذْهُ فَاِنَّهٗ رِبًا.(رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ)13-1200

حضرت ابو بردہ بن ابی موسیٰ ﷛ اپنا حال بیان کرتے ہیں جب میں مدینہ منورہ آیا تو عبداللہ بن سلام ﷛ سے ملاقات کی انہوں نے مجھے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔ جس علاقہ سے تیرا تعلق ہے اس میں کھلم کھلا سود ہے۔ اگر تیرا کسی شخص پر کوئی حق ہو اور وہ تجھے بھوسہ یا جو کا گٹھا یا رسی میں باندھی ہوئی خشک گھاس ہدیۃً بھیجے تو وہ قبول نہ کرو کیونکہ وہ سود ہے۔ (بخاری)

خلاصۂ باب

۱۔ سود لینے دینے، لکھنے اور گواہی دینے والے پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہوتی ہے۔

۲۔ باہم تبادلہ کرتے ہوئے چیز کا ہم جنس اور ہم وزن ہونا ضروری ہے ورنہ سود ہوگا۔

۳۔ سودا کرتے وقت کسی چیز کی مقدار، ماپ یا وزن کرنا ضروری ہے۔

۴۔ مقروض شخص سے قرض کی وجہ سے فائدہ اٹھانا سود کے زمرہ میں شمار ہوگا۔



بَابُ الْمَنْهِيِّ عَنْهَا مِنَ الْبُيُوْعِ

ناجائز تجارت

الفصل الاول — پہلی فصل

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْمُزَابَنَةِ أَنْ يَبِيْعَ ثَمَرَ حَائِطِهِ إِنْ كَانَ نَخْلًا بِتَمْرٍ كَيْلًا وَإِنْ كَانَ كَرْمًا أَنْ يَبِيْعَهُ بِزَبِيْبٍ كَيْلًا أَوْكَانَ. وَعِنْدَ مُسْلِمٍ وَإِنْ كَانَ زَرْعًا أَنْ يَبِيْعَهُ بِكَيْلِ طَعَامٍ نَهٰى عَنْ ذٰلِكَ كُلِّهِ. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهُمَا نَهٰى عَنِ الْمُزَابَنَةِ قَالَ وَالْمُزَابَنَةُ أَنْ يُبَاعَ مَا فِيْ رُؤُسِ النَّخْلِ بِتَمْرٍ بِكَيْلٍ مُسَمًّى إِنْ زَادَ فَلِيْ وَإِنْ نَقَصَ فَعَلَيَّ. 1-1201

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے بیع مزابنہ سے منع فرمایا کہ باغ کے پھلوں کو اگر کھجوریں ہیں تو ان کو خشک کھجور کے بدلے ماپ کر واگر انگور ہیں تو ان کو منقہ کے بدلے ماپ کر کے فروخت کیا جائے۔اسی طرح دوسرے پھلوں کا معاملہ ہے۔اور مسلم میں ہے کہ خواہ کھیتی ہو کہ اس کو وزن ہوئے غلہ کے عوض فروخت کرنا منع ہے۔اسی طرح کے ہر معاملہ کو ممنوع قرار دیا۔(بخاری ومسلم) دوسری روایت دونوں سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے مزابنہ سے منع فرمایا اور مزابنہ یہ ہے کہ کھجور کے درخت کی کھجوریں خشک کھجور کے بدلے متعین ماپ سے فروخت کی جائیں اگر زیادہ ہوں تو میرا حق ہوگا اور کم پڑیں تو ان کی ادائیگی میرے ذمے ہوگی۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْ جَابِرٍ ؓ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْمُخَابَرَةِ، وَالْمُحَاقَلَةِ وَ الْمُزَابَنَةِ وَ الْمُحَاقَلَةُ أَنْ يَبِيْعَ الرَّجُلُ الزَّرْعَ بِمِائَةِ فَرَقٍ حِنْطَةٍ وَالْمُزَابَنَةُ أَنْ يَبِيْعَ الثَّمَرَ فِيْ رُؤُوْسِ النَّخْلِ بِمِائَةِ فَرَقٍ وَ الْمُخَابَرَةُ كِرَاءُ الْأَرْضِ بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ. (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 2-1202

حضرت جابر ؓ سے روایت ہے رسول مجتبیٰ ﷺ نے مخابرہ، محاقلہ، اور مزابنہ کو ممنوع قرار دیا۔محاقلہ یہ ہے کہ کوئی شخص گندم کی کھیتی کو ایک سو فرق گندم کے عوض بیچ دے۔مزابنہ یہ ہے کہ درختوں کی تازہ کھجوریں خشک کھجور کے بدلے ایک سو فرق میں فروخت کرے۔اسی طرح مخابرہ یہ ہے کہ پیداوار ایک تہائی یا ایک چوتھائی حصے کے بدلے زمین کرایہ پر دے۔(مسلم)(فرق کی وضاحت خلاصہ باب میں ملاحظہ فرمائیں)

وَعَنْهُ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ وَالْمُخَابَرَةِ وَالْمُعَاوَمَةِ وَ عَنِ الثُّنْيَا وَ رَخَّصَ فِي الْعَرَايَا. (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 3-1203

حضرت جابر ؓ کا بیان ہے رسول معظم ﷺ نے محاقلہ، مزابنہ، مخابرہ، معاومہ اور ثنیا کو ناجائز قرار دیا اور بیع عرایا کی اجازت دی۔(مسلم)

وَعَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِيْ حَثْمَةَ ؓ قَالَ نَهٰى

حضرت سہل بن ابی حثمہ ؓ بیان کرتے ہیں رسول محترم

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ إِلَّا أَنَّهُ رَخَّصَ فِي الْعَرِيَّةِ أَنْ تُبَاعَ بِخَرْصِهَا تَمْرًا يَأْكُلُهَا أَهْلُهَا رُطَبًا. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)4-1204

ﷺ نے کھجور کے بدلے کھجور کی فروخت کو ممنوع قرار دیا "عرایا" میں رخصت دی ہے کہ اندازاً درخت کے پھل کو خشک کھجور کے عوض بیچا جا سکتا ہے۔ تاکہ مالک مخصوص درختوں کے تازہ پھل کو اپنے استعمال میں لا سکے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ أَرْخَصَ فِي بَيْعِ الْعَرَايَا بِخَرْصِهَا مِنَ التَّمْرِ فِيْهَا دُوْنَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ أَوْفِي خَمْسَةِ أَوْسُقٍ شَكَّ دَاؤُدُ بْنُ الْحُصَيْنِ. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)5-1205

حضرت ابو ہریرۃ ﷺ بیان کرتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے بیع عرایا کو جائز قرار دیا ہے بشرطیکہ خشک کھجور کا اندازہ پانچ سے کم یا پانچ وسق ہو۔ راویٔ حدیث داؤد بن حصین کو اس میں شک ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رضی الله عنهمانَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهَانَهَى الْبَائِعَ وَالْمُشْتَرِيَ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) وَ فِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ النَّخْلِ حَتّٰى تَزْهُوَ وَ عَنِ السُّنْبُلِ حَتّٰى يَبْيَضَّ وَ يَأْمَنَ الْعَاهَةَ. 6-1206

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے پھلوں کو ان کے پکنے کے قریب پہنچنے سے پہلے فروخت کرنے سے منع فرمایا یہ حکم فروخت کنندہ اور خرید کنندہ دونوں کے لیے ہے۔ (بخاری و مسلم) اور مسلم کی روایت میں ہے کھجوروں کے رنگ بدلنے اور بالیوں کے سفید ہونے سے قبل بیچنے سے منع فرمایا۔ تاکہ آفت سے محفوظ ہو جائیں۔

وَ عَنْ أَنَسٍ ﷺ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ حَتّٰى تُزْهِيَ قِيْلَ وَمَا تُزْهِيَ. قَالَ حَتّٰى تَحْمَرَّ وَ قَالَ أَرَأَيْتَ إِذَا مَنَعَ اللّٰهُ الثَّمَرَةَ بِمَ يَأْخُذُ أَحَدُكُمْ مَالَ أَخِيْهِ. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)7-1207

حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے کچے پھلوں کو بیچنے سے منع فرمایا۔ پوچھا گیا پکنے سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا سرخ ہو جائیں۔ نیز فرمایا آپ بتائیں جب اللہ نے پھلوں کو روک دیا تو تم میں سے کوئی شخص کیوں اپنے بھائی کا مال مباح سمجھ رہا ہے؟ (بخاری و مسلم)

وَ عَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ عَنْ بَيْعِ السِّنِيْنَ وَأَمَرَ بِوَضْعِ الْجَوَائِحِ. (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)8-1208

حضرت جابر ﷺ رسول اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں آپ ﷺ نے باغ کو کئی سالوں کے لئے فروخت کرنے سے منع فرمایا مزید آپ ﷺ نے ہدایت کی؟ فروخت کنندہ ہونے کی صورت میں خریدار کو نقصان معاف کر دے۔ (مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَوْ بِعْتَ مِنْ أَخِيْكَ ثَمَرًا فَأَصَابَتْهُ جَائِحَةٌ فَلَايَحِلُّ لَكَ أَنْ تَأْخُذَمِنْهُ شَيْئًا بِمَ تَأْخُذُ مَالَ أَخِيْكَ بِغَيْرِ

حضرت جابر ﷺ ہی روایت کرتے ہیں رسول مکرم ﷺ نے فرمایا، اگر تو اپنے بھائی کے ہاتھ میں پھل فروخت کرے وہ آفت زدہ ہو جائے تو تیرے لیے حلال نہیں کہ اس سے

حَقٍ.(رَوَاہُ مُسْلِمٌ)9-1209

کچھ وصول کرے کیونکہ تو بغیر حق کے اپنے بھائی کا مال کس لئے لے رہا ہے؟ (مسلم)

وَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا یَبِعْہُ حَتّٰی یَسْتَوْفِیَہُ وَفِیْ رِوَایَۃِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا حَتّٰی یَکْتَالَہُ. (متفق علیہ)10-1210

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہی راوی ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا، جو شخص غلہ خریدے وہ قبضہ میں لینے سے پہلے اسے فروخت نہ کرے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جب تک اس کا وزن نہ کرے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ أَمَّا الَّذِیْ نَھٰی عَنْہُ النَّبِیُّ ﷺ فَھُوَ الطَّعَامُ أَنْ یُبَاعَ حَتّٰی یُقْبَضَ قَالَ ابْنُ عباسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا وَلَا أَحْسِبُ کُلَّ شَیْءٍ إِلَّا مِثْلَہُ.(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)11-1211

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے جس غلہ کی فروخت سے منع فرمایا وہ ہے جس کو مکمل قبضہ میں نہ لے لیا جائے۔ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہر چیز کو غلہ کی مانند خیال کرتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ أَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ لَا تَلَقَّوُا الرُّکْبَانَ لِبَیْعٍ وَلَا یَبِعْ بَعْضُکُمْ عَلٰی بَیْعِ بَعْضٍ وَلَا تَنَاجَشُوْا وَلَا یَبِعْ حَاضِرٌ لِبَادٍ وَلَا تُصَرُّوا الْإِبِلَ وَالْغَنَمَ ، فَمَنِ ابْتَاعَھَا بَعْدَ ذٰلِکَ فَھُوَ بِخَیْرِ النَّظَرَیْنِ بَعْدَ أَنْ یَحْلِبَھَا إِنْ رَضِیَھَا أَمْسَکَھَا ، وَإِنْ سَخِطَھَا رَدَّھَا وَصَاعًامِنْ تَمْرٍ.(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِمُسْلِمٍ "مَنِ اشْتَرٰی شَاۃً مُصَرَّاۃً فَھُوَ بِالْخِیَارِ ثَلَاثَۃَ أَیَّامٍ فَإِنْ رَدَّھَا رَدَّ مَعَھَا صَاعًا مِنْ طَعَامٍ لَا سَمْرَاءَ"12-1212

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے رسول محترم ﷺ نے فرمایا تم تجارتی قافلوں کو شہر سے باہر نہ ملو۔ اور کوئی شخص کسی کے سودے پر سودا نہ کرے۔ اور (دھوکے سے) قیمت نہ بڑھاؤ اور نہ کوئی شہری دیہاتی کے لیے فروخت کرے اور اونٹوں اور بکریوں کا دودھ تھنوں میں روک کر نہ بیچو۔ اگر کوئی ایسا جانور خریدے (جس کا دودھ کئی وقت نہ نکالا گیا ہو) تو دودھ دوہنے کے بعد دو باتوں میں سے جس کو چاہے اختیار کرے کہ اگر جانور پسند ہے تو رکھ لے بصورت دیگر جانور لوٹا دے اور ایک صاع کھجور بھی دے۔ (بخاری و مسلم) اور مسلم کی روایت میں ہے اگر کسی نے ایسی بکری خریدی جس کا دودھ روکا گیا تھا اس کو تین دن تک اختیار ہے۔ اگر وہ اس بکری کو واپس کرے تو ایک صاع گندم کے علاوہ غلہ بھی دے۔

وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ " لَا تَلَقَّوا الْجَلَبَ ، فَمَنْ تَلَقَّاہُ فَاشْتَرٰی مِنْہُ ، فَإِذَا أَتٰی سَیِّدُہُ السُّوْقَ فَھُوَ بِالْخِیَارِ". (رَوَاہُ

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں رسول اللہؐ نے فرمایا تجارتی قافلوں کو شہر سے باہر نہ ملو۔ جو شخص ان سے ملا اور اس نے سامان خریدا جب سامان کا مالک بازار پہنچے گا تو اسے اختیار

مُسْلِمٌ)13-1213

ہے چاہے بیع پختہ کرے یا واپس کرے۔(مسلم)

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَلَقَّوا السِّلَعَ حَتّٰى يُهْبَطَ بِهَا اِلَى السُّوْقِ. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)14-1214

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا تجارتی قافلوں سے سامان منڈی میں آنے سے پہلے نہ خریدا کرو۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَبِعِ الرَّجُلُ عَلٰى بَيْعِ اَخِيْهِ وَلَا يَخْطُبُ عَلٰى خِطْبَةِ اَخِيْهِ اِلَّا اَنْ يَّأْذَنَ لَهُ. (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)15-1215

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا کوئی شخص اپنے بھائی کے سودے پر سودا نہ کرے اور نہ اپنے بھائی کی شادی کے پیغام پر پیغام بھیجے الا یہ کہ وہ اجازت دے۔(مسلم)

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا يَسُمِ الرَّجُلُ عَلٰى سَوْمِ اَخِيْهِ الْمُسْلِمِ. (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)16-1216

حضرت ابو ہریرۃ ؓ کا بیان ہے، رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کے سودا طے ہو جانے کے بعد اس چیز کی قیمت نہ لگائے۔(مسلم)

وَعَنْ جَابِرٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَبِعْ حَاضِرٌ لِبَادٍ دَعُوا النَّاسَ يَرْزُقُ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ مِنْ بَعْضٍ. (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)17-1217

حضرت جابر ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی شہری کسی دیہاتی کے لیے دلالی نہ کرے۔لوگوں کو ان کے حال پر رہنے دو۔اللہ تعالیٰ ان میں سے بعض کو بعض سے رزق عطا کرے گا۔(مسلم)

وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ ؓ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ لِبْسَتَيْنِ وَعَنْ بَيْعَتَيْنِ نَهٰى عَنِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ فِي الْبَيْعِ وَالْمُلَامَسَةُ لَمْسُ الرَّجُلِ ثَوْبَ الْاٰخَرِ بِيَدِهٖ بِاللَّيْلِ اَوْ بِالنَّهَارِ وَلَا يُقَلِّبُهُ اِلَّا بِذٰلِكَ وَالْمُنَابَذَةُ اَنْ يَّنْبِذَ الرَّجُلُ اِلَى الرَّجُلِ بِثَوْبِهٖ وَيَنْبِذُ الْاٰخَرُ ثَوْبَهُ وَيَكُوْنُ ذٰلِكَ بَيْعَهُمَا وَعَنْ غَيْرِ نَظَرٍ وَلَا تَرَاضٍ وَاللِّبْسَتَيْنِ اِشْتِمَالُ الصَّمَّاءِ وَالصَّمَّاءُ اَنْ يَّجْعَلَ ثَوْبَهُ عَلٰى اَحَدِ عَاتِقَيْهِ فَيَبْدُوَ اَحَدُ شِقَّيْهِ لَيْسَ عَلَيْهِ ثَوْبٌ وَاللِّبْسَةُ الْاُخْرٰى اِحْتِبَاؤُهُ بِثَوْبِهٖ وَهُوَ جَالِسٌ لَيْسَ

حضرت ابو سعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں رسول مکرم ﷺ نے دو طرح کے لباس اور دو طرح کی خرید و فروخت سے منع فرمایا۔خرید و فروخت میں ملامسہ اور منابذہ کو ناجائز قرار دیا۔ملامسہ یہ ہے کہ کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے کپڑے کو دن ہو یا رات چھوتا ہے اور اس کو الٹ پلٹ کر نہیں دیکھتا اور منابذہ یہ ہے کہ ایک آدمی دوسرے آدمی کی طرف اپنا کپڑا پھینکتا ہے اور دوسرا اس کی طرف اپنا کپڑا پھینکتا ہے اور ان کا سودا بغیر دیکھے اور بغیر رضامندی کے طے ہو جاتا ہے۔اور لباس سے مراد ایک اشتمال الصماء ہے۔اور الصماء یہ ہے کہ آدمی (تکبر سے) اپنے ایک کندھے پر کپڑا ڈال لیتا ہے جس سے اس کی ایک طرف ننگی ہو جاتی ہے اس پر کپڑا نہیں ہوتا۔اور دوسرا

عَلٰى فَرْجِهٖ مِنْهُ شَيْءٌ . (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)18-1218

لباس یہ ہے کہ آدمی اپنے کپڑے سے اس طرح گوٹھ مار کر بیٹھے کہ اس کی شرمگاہ ننگی ہو جائے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺقَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺعَنْ بَيْعِ الْحَصَاةِ وَعَنْ بَيْعِ الْغَرَرِ . (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)19-1219

حضرت ابو ہریرۃ ﷺ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ''بیع الحصاۃ'' اور دھوکے فریب کی بیع سے منع فرمایا۔ (مسلم)

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺعَنْ بَيْعِ حَبَلِ الْحَبَلَةِ وَكَانَ بَيْعًا يَتَبَايَعُهُ اَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ كَانَ الرَّجُلُ يَبْتَاعُ الْجَزُوْرَ اِلٰى اَنْ تُنْتَجَ النَّاقَةُ ثُمَّ تُنْتَجُ الَّتِيْ فِيْ بَطْنِهَا . (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)20-1220

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ''بیع حبل الحبلہ'' کو ممنوع قرار دیا۔ اس طرح کے سودے کا اہلِ جاہلیت میں رواج تھا۔ ایک شخص اونٹنی خریدتا اور یہ شرط کرتا کہ اس کی ادائیگی اس وقت ہوگی جب مادہ بچہ جنے اور مادہ حاملہ ہو کر پھر مادہ کو جنم دے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺعَنْ عَسْبِ الْفَحْلِ. (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)21-1221

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے سانڈ کی منی کو بیچنے سے منع فرمایا۔ (بخاری)

فہم الحدیث

اس سے مراد وہ پانی نہیں جو کوئی زمیندار خود قیمتاً خریدتا ہے۔ آپ ﷺ کے فرمان کا مطلب یہ ہے۔ کہ قدرتی یا ذرائع سے حاصل شدہ پانی روکنا منع ہے۔

وَعَنْ جَابِرٍ ﷺقَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺعَنْ بَيْعِ ضِرَابِ الْجَمَلِ وَعَنْ بَيْعِ الْمَاءِ وَالْاَرْضِ لِتُحْرَثَ. (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)22-1222

حضرت جابر ﷺ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے اونٹ کی (ملائی) جفت ہونے کی بیع پانی اور زمین کی برائے کاشت بیع کو ممنوع قرار دیا۔ (مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺعَنْ بَيْعِ فَضْلِ الْمَاءِ.(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)23-1223

حضرت جابر ﷺ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے اپنی ضرورت سے زائد پانی کو بیچنا ممنوع قرار دیا ہے۔ (مسلم)

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺلَا يُبَاعُ فَضْلُ الْمَاءِ لِيُبَاعَ بِهِ الْكَلَأُ. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)24-1224

حضرت ابو ہریرۃ ﷺ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے زائد پانی کی فروخت ممنوع قرار دی کہ اس وجہ سے گھاس فروخت کی جائے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ عَلٰى صُبْرَةِ طَعَامٍ فَاَدْخَلَ يَدَهٗ فِيْهَا فَنَالَتْ اَصَابِعُهٗ بَلَلًا فَقَالَ مَاهٰذَا يَا صَاحِبَ الطَّعَامِ قَالَ اَصَابَتْهُ

حضرت ابو ہریرۃ ﷺ بیان کرتے ہیں رسولِ اکرم ﷺ کا غلہ کے ایک ڈھیر پر گزر ہوا۔ آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک اس میں ڈالا تو آپ ﷺ کی انگلیوں کو تری محسوس

السَّمَاءُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ أَفَلَا جَعَلْتَهُ فَوْقَ الطَّعَامِ حَتّٰى يَرَاهُ النَّاسُ مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنِّي (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)25-1225

ہوئی آپ ﷺ نے غلے کے مالک سے پوچھا یہ کیا ہے؟ اس نے جواب دیا یارسول اللہ! اس پر بارش ہوئی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا، اس گیلے غلے کو اوپر کیوں نہیں ڈالا تاکہ لوگ اس کو دیکھ لیتے اور فرمایا دھوکا کرنے والے کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔(مسلم)

خلاصہ باب

۱۔ پھول (بھور) لگنے کے وقت باغ کی خرید وفروخت جائز نہیں۔

۲۔ ایک یا زیادہ سالوں کے لیے باغ کا پھل خریدنا منع ہے۔

۳۔ قدرتی آفات کی وجہ سے ہونے والے نقصان پر خریدار کو واجب الادا رقم معاف کر دینی چاہیے۔

۴۔ خریدی ہوئی چیز پر قبضہ ضروری ہے۔

۵۔ تاجر کا مال منڈی میں آنے سے پہلے خریدنا جائز نہیں۔

۶۔ دھوکے کی صورت میں خریدار کو جانور واپس کرنے کا اختیار رہوگا۔

۷۔ سودے پر سودا اور شادی کے پیغام پر پیغام بھیجنا حرام ہے۔

۸۔ سانڈ کی کمائی کھانا ناجائز ہے۔

۹۔ رسول اللہ ﷺ نے ملاوٹ اور دھوکا دینے والے کو امت سے خارج قرار دیا۔

ا۔فرق......۳ صاع۔

ایک صاع......۲۱۰۰ گرام۔

تین صاع......۶۳۰۰ گرام۔

۱۰۰ فرق......۶۳۰۰۰۰ گرام۔



بَابُ فِي الْبَيْعِ الْمَشْرُوطِ

باب مشروط تجارت

الفصل الاول

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنِ ابْتَاعَ نَخْلًا بَعْدَ أَنْ تُؤَبَّرَ فَثَمَرَتُهَا لِلْبَائِعِ ' إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ وَمَنِ ابْتَاعَ عَبْدًا وَلَهُ مَالٌ' فَمَالُهُ لِلْبَائِعِ' إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَرَوَى الْبُخَارِيُّ الْمَعْنَى الْأَوَّلَ وَحْدَهُ1226-1

پہلی فصل

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا، جو شخص کھجور کی گابھ پر نر کی پیوند کاری کرنے کے بعد فروخت کرے تو اس کا پھل فروخت کرنے والے کا ہوگا اِلَّا یہ کہ خریدنے والا شرط کر لے۔اگر کوئی غلام فروخت کرے اور اس کے پاس مال ہو تو مال فروخت کرنے والے کا ہوگا اِلَّا یہ کہ خریدنے والا شرط کر لے۔(مسلم) اور امام بخاری نے صرف پہلی شرط بیان کی ہے۔

وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ كَانَ يَسِيْرُ عَلٰى جَمَلٍ لَهُ قَدْ أَعْيٰ فَمَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِهِ فَضَرَبَهُ فَسَارَ سَيْرًا لَيْسَ يَسِيْرُ مِثْلَهُ ثُمَّ قَالَ "بِعْنِيْهِ بِوُقِيَّةٍ" قَالَ فَبِعْتُهُ فَاسْتَثْنَيْتُ حُمْلَانَهُ إِلٰى أَهْلِي فَلَمَّا قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ أَتَيْتُهُ بِالْجَمَلِ وَنَقَدَنِي ثَمَنَهُ وَفِي رِوَايَةٍ فَأَعْطَانِيْ ثَمَنَهُ وَرَدَّهُ عَلَيَّ . (متفق عليه)1227-2

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک دفعہ وہ اپنے اونٹ پر سفر کر رہے تھے اور وہ تھکا ہوا تھا۔نبی اکرم ﷺ اس کے قریب سے گزرے اور اس کو مارا جس سے وہ اتنا تیز چلا کہ اس سے پہلے کبھی اتنا تیز نہیں چلا تھا۔پھر آپ ﷺ نے فرمایا ایک اوقیہ کے عوض مجھے بیچ دو۔حضرت جابر بتاتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فروخت کر دیا لیکن یہ شرط پیش کی کہ اپنے گھر تک اس پر سواری کروں گا۔میں جب مدینہ منورہ پہنچ گیا تو اونٹ لے کر آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں آیا آپ نے اس کی قیمت ادا کر دی دوسری روایت میں ہے آپ ﷺ نے اونٹ کی قیمت عطا فرمائی اور اونٹ بھی مجھے واپس کر دیا۔(بخاری و مسلم)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ أَنَّهُ قَالَ لِبِلَالٍ اقْضِهِ وَزِدْهُ فَأَعْطَاهُ وَزَادَهُ قِيْرَاطًا.

بخاری ہی کی روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو ہدایت فرمائی کہ اس کی قیمت چکا دو اور کچھ زیادہ دینا چنانچہ انہوں نے قیمت عطا فرمائی اور قیراط زیادہ بھی دیا۔

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ جَاءَتْ بَرِيْرَةُ فَقَالَتْ: إِنِّي كَاتَبْتُ عَلٰى تِسْعِ أَوَاقٍ' فِي كُلِّ عَامٍ وُقِيَّةٌ فَأَعِيْنِيْنِي فَقَالَتْ عَائِشَةُ :

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں بریرہ رضی اللہ عنہا آئی اور اس نے بتایا کہ میں نے نو اوقیہ (۳۶۰ درہم) کے عوض مکاتبت کی ہے کہ ہر سال ایک اوقیہ ادا

إِنْ أَحَبَّ أَهْلُكِ أَنْ أَعُدَّهَا لَهُمْ عَدَّةً وَاحِدَةً وَأُعْتِقَكِ، فَعَلْتُ وَيَكُوْنُ وَلَاؤُكِ لِي فَذَهَبَتْ إِلَى أَهْلِهَا فَأَبَوْا إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ الْوَلَاءُ لَهُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "خُذِيْهَا وَأَعْتِقِيْهَا" ثُمَّ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي النَّاسِ، فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ "أَمَّا بَعْدُ فَمَا بَالُ رِجَالٍ يَشْتَرِطُوْنَ شُرُوْطًا لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللّٰهِ مَا كَانَ مِنْ شَرْطٍ لَيْسَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ فَهُوَ بَاطِلٌ وَإِنْ كَانَ مِائَةَ شَرْطٍ. فَقَضَاءُ اللّٰهِ أَحَقُّ، وَشَرْطُ اللّٰهِ أَوْثَقُ وَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ" 3-1228

کرے گی۔آپ میری مدد فرمائیں۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اگر تیرے آقا یہ پسند کریں تو میں انہیں یک بار مکاتبت کی رقم ادا کر کے تجھے آزاد کرادوں لیکن تیری ولا میری ہوگی۔چنانچہ وہ اپنے آقاؤں کے پاس گئی انہوں نے انکار کیا اور اس کی ولا اپنے لیے رکھنے پر اصرار کیا۔چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا، اسے لے کر آزاد کر دے۔اس کے بعد آپ ﷺ نے صحابہ کرام ؓ کو خطاب فرمایا ان لوگوں کا کیا حال ہے جو ایسی شرائط کا مطالبہ کرتے ہیں جو کتاب اللہ میں نہیں ہیں۔اور جو شرط بھی کتاب اللہ میں نہیں ہے وہ باطل ہے خواہ وہ ایک سو ہی کیوں نہ ہوں۔اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہی برحق ہے اور اللہ تعالیٰ کی شرائط ہی قابل اعتبار ہیں اور ولاء تو اسی کو ملے گی جو آزاد کرے گا۔(بخاری ومسلم)

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی الله عنهما قَالَ نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَعَنْ هِبَتِهِ. (متفق علیه) 4-1229

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ولاء کی فروخت اور اس کو ہبہ کرنا ممنوع قرار دیا۔(بخاری ومسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "اِشْتَرَى رَجُلٌ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ عَقَاراً مِنْ رَجُلٍ، فَوَجَدَ الَّذِي اشْتَرَى الْعَقَارَ فِيْ عَقَارِهِ جَرَّةً فِيْهَا ذَهَبٌ فَقَالَ لَهُ الَّذِي اشْتَرَى الْعَقَارَ خُذْ ذَهَبَكَ عَنِّي إِنَّمَا اشْتَرَيْتُ الْعَقَارَ وَلَمْ أَبْتَعْ مِنْكَ الذَّهَبَ فَقَالَ بَائِعُ الْأَرْضِ: إِنَّمَا بِعْتُكَ الْأَرْضَ وَمَا فِيْهَا فَتَحَاكَمَا إِلَى رَجُلٍ، فَقَالَ الَّذِي تَحَاكَمَا إِلَيْهِ: أَلَكُمَا وَلَدٌ فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِي غُلَامٌ وَقَالَ الْآخَرُ لِي جَارِيَةٌ فَقَالَ أَنْكِحُوا

حضرت ابوہریرۃ ؓ کا بیان ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا تم سے پہلے زمانے کے لوگوں میں سے ایک شخص نے دوسرے شخص سے زمین خریدی۔زمین خریدنے والے کو اپنی زمین میں سے ایک سونے سے بھرا مٹکا ملا۔زمین خریدنے والے نے فروخت کنندہ سے کہا مجھ سے اپنا سونا لے لو کیونکہ میں نے زمین خریدی تھی تم سے سونا نہیں خریدا تھا۔اس پر زمین کے فروخت کنندہ نے کہا میں نے زمین اور جو کچھ زمین میں تھا تیرے ہاتھ بیچا تھا۔پھر دونوں نے اپنے جھگڑے کا فیصلہ ایک شخص کے سپرد کیا چنانچہ جس شخص کے

الغلاَ مَ الْجَارِيَةَ وَانْفِقُوا عَلَيْهِمَا مِنْهُ وَتَصَدَّقُوا" (متفق عليه) 5-1230

پاس جھگڑا برائے فیصلہ گیا تھا اس نے کہا کیا تم دونوں کی اولاد ہے ان میں سے ایک نے بتایا میرا ایک لڑکا ہے اور دوسرے نے بتایا میری ایک بیٹی ہے ثالث نے کہا لڑکے کا بیٹی سے نکاح کرو اور دونوں پر خرچ کرو جو باقی بچ جائے صدقہ کردو (بخاری ومسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ قیمت طے ہونے کے باوجود خریدار اپنی خوشی سے زیادہ دینا چاہے تو ایسا کرنا جائز ہے۔

۲۔ خرید وفروخت کے وقت طے شدہ شرائط کا احترام کرنا لازم ہے۔

۳۔ جو غلام یا لونڈی کو آزاد کرے ولاء اسی کی ہوتی ہے۔



بَابُ السَّلَمِ وَالرَّهْنِ

''السلم'' اور ''الرھن'' کا ذکر

کوئی چیز لینے سے پہلے اس چیز کی رقم ادا کردی جائے اسے بیع ''سلم'' کہتے ہیں۔لیکن اس کی جائز ہونے کی شرط یہ ہے کہ سودا کرتے وقت دونوں فریق شریعت کی مقرر کردہ شرائط کا خیال رکھیں۔ ''سلم'' کا معنی ہے سپرد کرنا گویا کہ اس نے چیز حاصل کرنے سے پہلے اس کی رقم دوسرے کے سپرد کردی ہے۔الرھن: کسی کو رقم دے کر اس کی زمین' دکان یا کوئی چیز اپنے قبضہ میں رکھنا۔اگر قبضہ میں رکھنے والا اس زمین' دکان یا زیر قبضہ چیز سے استفادہ کرتا رہتا ہے اور دی ہوئی رقم میں سے حقیقی مالک کو کچھ بھی کٹوتی نہیں کرواتا اور مدتِ مقررہ کے بعد اپنی دی ہوئی رقم پوری کی پوری وصول کرتا ہے تو یہ سراسر سود ہوگا اس کو وہ رہن کہا جاتا تھا جس سے منع کیا گیا ہے۔البتہ جاندار چیز ہو تو اس سے استفادہ کرسکتا ہے کیونکہ اسے چارہ وغیرہ کھلانا ہوتا ہے۔

الفصل الاول

پہلی فصل

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِيْنَةَ وَهُمْ يُسْلِفُوْنَ فِي الثِّمَارِ السَّنَةَ وَالسَّنَتَيْنِ وَالثَّلَاثَ فَقَالَ "مَنْ أَسْلَفَ فِي شَيْءٍ فَلْيُسْلِفْ فِي كَيْلٍ مَعْلُوْمٍ وَوَزْنٍ مَعْلُوْمٍ إِلٰى أَجَلٍ مَعْلُوْمٍ". (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 1231-1

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ مدینہ میں تشریف لائے تو اہل مدینہ پھلوں کی تجارت میں ایک سال، دو سال اور تین سال تک بیع کرتے تھے آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص کسی چیز میں بیع سلم کرنا چاہتا ہے وہ معلوم پیمانے، طے شدہ وزن اور مقررہ مدت کے ساتھ سودا کرے۔(بخاری و مسلم)

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتِ اشْتَرٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ طَعَاماً مِنْ يَهُوْدِيٍّ إِلٰى أَجَلٍ، وَرَهَنَهُ دِرْعاً لَهُ مِنْ حَدِيْدٍ". (متفق عليه) 2-1232

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک یہودی سے غلہ کچھ مدت کی مہلت پر خریدا اور اپنی لوہے کی زرہ اس کو بطور رہن دی۔(بخاری و مسلم)

وَعَنْهَا قَالَتْ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَدِرْعُهُ مَرْهُوْنَةٌ عِنْدَ يَهُوْدِيٍّ بِثَلَاثِيْنَ صَاعًا مِنْ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے وفات پائی تو ان کی زرہ ایک یہودی کے پاس

فہم الحدیث

رسول کریم ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ جب کوئی سائل آپ کے پاس آتا تو آپ کی ہر ممکن کوشش ہوتی کہ اسکی امداد ہو جائے بسا اوقات تعاون کے لیے کوئی صورت نہ بنتی تو آپ ﷺ کسی یہودی سے قرض لے کر اس غریب کی مدد فرماتے۔وفات کے وقت اسی سلسلہ میں آپ کی زرہ ضمانت کے طور پر یہودی کے پاس گروی تھی۔

شَعِيرٍ. (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)3-1233

تیں صاع جو کے عوض گروی تھی۔(بخاری)

وَعَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "اَلظَّهْرُ يُرْكَبُ بِنَفَقَتِهِ إِذَا كَانَ مَرْهُوْنًا وَلَبَنُ الدَّرِّ يُشْرَبُ بِنَفَقَتِهِ إِذَا كَانَ مَرْهُوْنًا وَعَلَى الَّذِی يَرْكَبُ وَيَشْرَبُ النَّفَقَةُ". (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)4-1234

حضرت ابو ہریرۃ ﷺ کا بیان ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا گروی رکھی گئی سواری پر اس پر خرچ کرنے کی وجہ سے سواری کی جا سکتی ہے۔اسی طرح مرہونہ دودھ دینے والے جانور کا دودھ اس پر خرچ کرنے کی وجہ سے پیا جا سکتا ہے۔کیونکہ جو سواری کرتا ہے اور دودھ پیتا ہے وہ اخراجات کا بوجھ اٹھاتا ہے۔(بخاری)

خلاصہ باب

۱۔ سودا کرتے وقت چیز کا وزن، پیمائش اور قیمت کا تعین ہونا ضروری ہے۔

۲۔ باغ کے پھل کا وزن اندازے سے بھی متعین کرنا جائز ہے۔

۳۔ گروی رکھ کر دوسرے سے ادھار لینا جائز ہے۔

۴۔ گروی رکھنے والے کو اصل مالک کو سہولت دینی چاہیے۔



بَابُ الْاِحْتِكَارِ

ذخیرہ اندوزی کا بیان

لوگوں کو جنس کی ضرورت ہو تو ذخیرہ اندوزی اخلاقی، اسلامی اور کاروباری لحاظ سے جائز نہیں اس سے مہنگائی میں مزید اضافہ اور باہم شدید نفرتیں پیدا ہونا یقینی امر ہے۔ ایک طرف تو لوگ دانے، دانے کو ترس رہے ہوں اور دوسری جانب ایک حریص اور سنگ دل ساہوکار غلہ پر سانپ بن کر بیٹھا ہوا ہو۔ کہ جب تک ریٹ مزید نہیں بڑھ جاتا یہ گودام کا تالہ کھولنے کی لیے تیار نہیں ہوتا۔ ایسا شخص انسان کی شکل میں بھیڑیا ہے۔ جس میں نہ صرف اخلاقی اور اسلامی قدریں ختم ہو چکی ہیں۔ بلکہ یہ انسانیت سے بھی محروم ہو چکا ہے۔ آپ ﷺ نے دوسرے موقعہ پر سخت ترین الفاظ میں ایسے تاجر کو انتباہ کرتے ہوئے فرمایا۔

الفصل الاول — پہلی فصل

عَنْ مَعْمَرٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنِ احْتَكَرَ فَهُوَ خَاطِئٌ .(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)1235-1

حضرت عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو ذخیرہ اندازی کرتا ہے وہ خطا کار ہے۔ (مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ بازار میں کسی جنس کی کمی ہو تو ذخیرہ اندوزی جائز نہیں۔

۲۔ جنس دستیاب ہونے کی صورت میں اس کو گودام کرنے میں کوئی گناہ نہیں۔

۳۔ قحط کے موقعہ پر ذخیرہ اندوزی کرنے والا سنگ دلی کا مظاہرہ کرتا ہے۔



بَابُ الْاِفْلَاسِ وَالْاِ نْظَار

مہلت دینے اور دیوالیہ کے بارے میں

وَاِنْ كَانَ ذُوْعُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌلَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ O (البقرة٢ : ٢٨٠)

"اور اگر مقروض تنگ دست ہوتو اسے فراخی تک مہلت دو اگر اس کا قرض معاف کردو تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔"

قرض ایسی مصیبت ہے جس سے نہ صرف عزت ووقار پر حرف آتا ہے بلکہ آدمی اعصابی تناؤ، ذہنی پریشانی اور بعض دفعہ کئی بیماریاں لاحق ہو جاتی ہیں قرآن مجید اور رسول کریم ﷺ نے قرض خواہ کو مہلت دینے یا بالکل معاف کر دینے کی ترغیب دیتے ہوئے اس کے اجروثواب سے آگاہ فرمایا۔ اس کے ساتھ ہی جان بوجھ کر قرض نہ دینے والے کو ظالم قرار دیا ہے۔ آپ ﷺ اکثر یہ دعا مانگا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسْلِ وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ .(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

الفصل الاول

پہلی فصل

عَنْ اَبِى هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "اَيُّمَا رَجُلٍ اَفْلَسَ فَاَدْرَكَ رَجُلٌ مَا لَهُ بِعَيْنِهِ فَهُوَ اَحَقُّ بِهِ مِنْ غَيْرِهِ" . (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)1236-1

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو شخص دیوالیہ ہو جائے اور کوئی شخص اپنا مال اسی حالت میں اس کے پاس پائے تو باقی لوگوں کی نسبت وہ شخص اس مال کا زیادہ حق دار ہے۔ (بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

یعنی ایک آدمی دیوالیہ ہوا پھر اسے اللہ تعالیٰ نے کشادگی عطا فرمائی۔ اب وہ اس قابل ہے کہ اپنی جائیداد خرید سکے ایسی صورت میں اسے یہ جائیداد کریدنے کا زیادہ حق ہوگا۔

وَعَنْ اَبِى سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ اُصِيْبَ رَجُلٌ فِى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ فِى ثِمَارٍ ابْتَاعَهَا ' فَكَثُرَ دَيْنُهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "تَصَدَّقُوْا عَلَيْهِ" فَتَصَدَّقَ النَّاسُ عَلَيْهِ' فَلَمْ يَبْلُغْ ذَالِكَ وَفَاءَ دَيْنِهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِغُرَمَائِهِ "خُذُوْا مَا وَجَدْتُّمْ وَلَيْسَ لَكُمْ اِلَّا ذَالِكَ".

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بتایا نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں ایک شخص پھلوں کی تجارت کی وجہ سے بہت زیادہ مقروض ہوگیا۔ آپ ﷺ نے لوگوں کو اس پر صدقہ کرنے کی توجہ دلائی۔ لوگوں نے اس پر صدقہ کیا لیکن وہ صدقہ اس کے قرض کے لیے کافی نہ ہوسکا۔ رسولِ اکرم ﷺ نے اس کے قرض خواہوں کو ہدایت فرمائی کہ جو کچھ تمہیں مل رہا ہے وہ لے لو اس

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 2-1237

کے علاوہ تمہارے لیے کچھ نہیں ہے۔ (مسلم)

فہم الحدیث

عدالت یا ذمہ دار حضرات کو اس بات کا جائزہ لینا چاہیے۔ اگر مقروض آدمی حقیقتاً قرض کی ادائیگی کے بارے میں مخلصانہ کوشش کرنے والا ہو لیکن پھر بھی وہ قرض ادا نہیں کر سکتا تو ایسے آدمی کا سارا یا کچھ قرض معاف کر دینا چاہیے۔

عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ "كَانَ رَجُلٌ يُدَايِنُ النَّاسَ ، فَكَانَ يَقُولُ لِفَتَاهُ إِذَا أَتَيْتَ مُعْسِرًا تَجَاوَزْ عَنْهُ ، لَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يَتَجَاوَزَ عَنَّا، قَالَ فَلَقِيَ اللّٰهَ فَتَجَاوَزَ عَنْهُ". (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 3-1238

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک شخص لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا وہ اپنے خادم کو کہتا کہ تنگ دست کے ہاں جاؤ تو اس کو معاف کر دو عین ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی معاف فرما دے۔ چنانچہ جب اس کی ملاقات اللہ تعالیٰ سے ہوئی اس نے اسے معاف فرما دیا۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ اَبِي قَتَادَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم "مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُنَجِّيَهُ اللّٰهُ مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ، فَلْيُنَفِّسْ عَنْ مُعْسِرٍ أَوْ يَضَعْ عَنْهُ". (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 4-1239

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں جو شخص یہ پسند کرتا ہے کہ اللہ اس کو قیامت کی سختیوں سے نجات عطا فرمائے اس کو چاہیے کہ وہ تنگ دست کو مہلت دے یا اس کو قرض معاف کر دے۔ (مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ "مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا أَوْ وَضَعَ عَنْهُ ، أَنْجَاهُ اللّٰهُ مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ". (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 5-1240

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے میں نے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا، جو شخص کسی تنگ دست کو مہلت دے یا اس کا بوجھ ختم کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کی سختیوں سے نجات عطا فرمائے گا۔ (مسلم)

وَعَنْ اَبِی الْيُسْرِ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ مَنْ اَنْظَرَ مُعْسِرًا اَوْ وَضَعَ عَنْهُ اَظَلَّهُ اللّٰهُ فِي ظِلِّهِ. (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 6-1241

حضرت ابو الیسر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا جو کسی تنگ دست کو مہلت دے یا اس کا قرض معاف کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنے سایہ میں جگہ عطا فرمائے گا۔ (مسلم)

وَعَنْ اَبِی رَافِعٍ رضی اللہ عنہ قَالَ اسْتَسْلَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بَكْرًا فَجَاءَتْهُ اِبِلٌ مِّنَ الصَّدَقَةِ قَالَ اَبُوْرَافِعٍ فَاَمَرَنِي اَنْ اَقْضِيَ الرَّجُلَ بَكْرَهُ فَقُلْتُ لَا اَجِدُ اِلَّا جَمَلًا خِيَارًا رُبَاعِيًّا فَقَالَ

ابو رافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جوان اونٹ ادھار لیا۔ پھر آپ کے پاس صدقہ کے اونٹ آئے۔ ابو رافع بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ اس شخص کے نو جوان اونٹ کا بدلہ عطا کر دو۔

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَعْطِيهِ اِيَّاهُ فَاِنَّ خَيْرَ النَّاسِ اَحْسَنُهُمْ قَضَاءً. (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)7-1242

میں نے عرض کیا میرے پاس اس کے اونٹ سے زیادہ بہتر چھ سالہ اونٹ کے علاوہ اور نہیں ہے چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا، اسے یہی دے دیا جائے کیونکہ انسانوں میں سب سے اچھے وہ ہیں جو دوسرے کو بہتر طور پر ادائیگی کرتے ہیں۔

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ ؓ اَنَّ رَجُلًا تَقَاضٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاَغْلَظَ لَهُ فَهَمَّ اَصْحَابُهُ ؓ فَقَالَ دَعُوْهُ فَاِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا وَاشْتَرُوْا لَهُ بَعِيْرًا فَاَعْطُوْهُ اِيَّاهُ قَالُوْا لَا نَجِدُ اِلَّا اَفْضَلَ مِنْ سِنِّهِ قَالَ اِشْتَرُوْهُ فَاَعْطُوْهُ اِيَّاهُ فَاِنَّ خَيْرَكُمْ اَحْسَنُكُمْ قَضَاءً. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)8-1243

حضرت ابو ہریرہ ؓ بتاتے ہیں ایک شخص نے رسول اکرم ﷺ سے بڑی سختی سے قرض کی واپسی کا مطالبہ کیا آپ کے صحابہ کرام ؓ نے جواب دینے کا ارادہ کیا ان آپ نے فرمایا، اس کو اس کے حال پر چھوڑ دو کیونکہ حق دار سخت بات کہہ سکتا ہے اس کے لیے ایک اونٹ خرید کر اسے دیا جائے۔ صحابہ نے جواب دیا ہمارے پاس اس سے بہتر زیادہ عمر کے اونٹ کے علاوہ اور نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہی خرید کر دے دو اس لیے کہ تم میں سے بہتر وہ ہیں جو اچھے انداز سے ادائیگی کرتے ہیں۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ فَاِذَا اُتْبِعَ اَحَدُكُمْ عَلٰى مَلِيءٍ فَلْيَتْبَعْ. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)9-1244

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا مال دار کا ادائیگی کے لیے بہانے بنانا ظلم ہے۔ اگر تم میں سے کسی صاحب حیثیت شخص کو ضامن بنایا جائے تو اسے قبول کرلے۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ ؓ اَنَّهُ تَقَاضٰى اِبْنَ اَبِي حَدْرَدَ دَيْنًا لَهُ عَلَيْهِ فِي عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ فَارْتَفَعَتْ اَصْوَاتُهُمَا حَتّٰى سَمِعَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ فِي بَيْتِهِ فَخَرَجَ اِلَيْهِمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى كَشَفَ سِجْفَ حُجْرَتِهِ وَ نَادٰى كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ يَا كَعْبُ ؓ قَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَشَارَ بِيَدِهِ اَنْ ضَعِ الشَّطْرَ مِنْ دَيْنِكَ قَالَ كَعْبٌ قَدْ فَعَلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ قُمْ فَاقْضِهِ. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)10-1245

حضرت کعب بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں انہوں نے رسول اکرم ﷺ کے زمانہ میں، ابن ابی حدرد ؓ سے مسجد نبوی میں اپنے قرض کا تقاضا کیا۔ ان دونوں کی آوازیں بلند ہوگئیں یہاں تک کہ آپ نے اپنے گھر ان کی آوازیں سنیں چنانچہ آپ نے حجرے کا پردہ اٹھا کر جھانکا اور حضرت کعب بن مالک ؓ کو پکارا، یا کعب! اس نے جواب دیا یا رسول اللہ! حاضر ہوں۔ آپ نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ آدھا قرض معاف کردے۔ اس نے جواب دیا میں نے معاف کردیا آپ ﷺ نے ابن ابی حدرد کو حکم دیا اب اٹھو اور ادائیگی کرو۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ ؓ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا

حضرت سلمہ بن اکوع ؓ بتاتے ہیں ہم رسول اللہ ﷺ کی

عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ اِذْ اُتِيَ بِجَنَازَةٍ فَقَالُوْا صَلِّ عَلَيْهَا فَقَالَ هَلْ عَلَيْهِ دَيْنٌ قَالُوْا لَا فَصَلّٰى عَلَيْهَا ثُمَّ اُتِيَ بِجَنَازَةٍ اُخْرٰى فَقَالَ هَلْ عَلَيْهِ دَيْنٌ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ فَهَلْ تَرَكَ شَيْئًا قَالُوْا ثَلَاثَةَ دَنَانِيْرَ فَصَلّٰى عَلَيْهَا ثُمَّ اُتِيَ بِالثَّالِثَةِ فَقَالَ هَلْ عَلَيْهِ دَيْنٌ قَالُوْا ثَلَاثَةُ دَنَانِيْرَ قَالَ هَلْ تَرَكَ شَيْئًا قَالُوْا لَا قَالَ صَلُّوْا عَلٰى صَاحِبِكُمْ قَالَ اَبُوْ قَتَادَةَ رضی اللہ عنہ صَلِّ عَلَيْهِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَعَلَيَّ دَيْنُهُ فَصَلّٰى عَلَيْهِ. (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) 1246-11

خدمت میں حاضر تھے کہ ایک جنازہ آیا آپ سے نماز جنازہ پڑھنے کی درخواست کی گئی۔ آپ ﷺ نے استفسار فرمایا اس پر قرض ہے؟ لوگوں نے بتایا نہیں آپ نے اس کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ پھر دوسرا جنازہ آیا اس کے متعلق بھی پوچھا گیا اس پر قرض ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں ہے۔ فرمایا اس نے کچھ ترکہ چھوڑا ہے؟ بتایا گیا تین دینار چھوڑے ہیں۔ چنانچہ آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی پھر تیسرا جنازہ آیا اس کے بارے بھی پوچھا گیا یہ مقروض ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔ تین دینار قرض ہے آپ نے ترکہ کے بارے دریافت فرمایا تو جواب نفی میں آیا اس پر آپ ﷺ نے فرمایا پھر تم اپنے بھائی کی نماز جنازہ پڑھ لو۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بول اٹھے یا رسول اللہ ﷺ! آپ اس کی نماز جنازہ پڑھائیں اس کے قرض کا ذمہ میں لیتا ہوں تب آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ (بخاری)

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ اَخَذَ اَمْوَالَ النَّاسِ يُرِيْدُ اَدَاءَ هَا اَدَّى اللّٰهُ عَنْهُ وَمَنْ اَخَذَ يُرِيْدُ اِتْلَافَهَا اَتْلَفَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ. (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) 1247-12

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا، جس نے لوگوں کا مال (بطورِ قرض) لیا اور اس کی نیت اس کو ادا کرنے کی ہے اللہ تعالیٰ اس قرض کو اس سے اتار دے گا۔ اور جس کا ارادہ قرض کے ادا کرنے کا نہ ہوگا تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی تلافی نہ فرمائے گا۔ (بخاری)

وَعَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ اِنْ قُتِلْتُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ صَابِرًا مُحْتَسِبًا مُقْبِلًا غَيْرَ مُدْبِرٍ يُكَفِّرُ اللّٰهُ عَنِّيْ خَطَايَايَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ نَعَمْ فَلَمَّا اَدْبَرَ نَادَاهُ فَقَالَ نَعَمْ اِلَّا الدَّيْنَ كَذٰلِكَ قَالَ جِبْرِيْلُ. (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 1248-13

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت فرمایا یا رسول اللہ! اگر میں اللہ کے راستے میں صبر کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے اجر کی نیت سے ثابت قدمی سے پیش قدمی کرتے ہوئے شہید ہو جاؤں تو کیا اللہ تعالیٰ میری خطائیں مٹا دے گا۔ آپ ﷺ نے جواب دیا ہاں۔ جب وہ پلٹنے لگا تو آپ ﷺ نے اس کو بلا کر فرمایا قرض کے سوا، کیونکہ جبرائیل نے اس طرح بتایا ہے۔ (مسلم)

وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يُغْفَرُ لِلشَّهِيْدِ كُلُّ ذَنْبٍ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شہید کے تمام گناہ اللہ تعالیٰ معاف

اِلَّا الدَّيْنَ. (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)1249-14

کر دیتا ہے۔سوائے قرض کے۔(مسلم)

وَعَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُؤْتٰى بِالرَّجُلِ الْمُتَوَفّٰى عَلَيْهِ الدَّيْنُ فَيَسْاَلُ هَلْ تَرَكَ لِدَيْنِهٖ قَضَاءً فَاِنْ حُدِّثَ اَنَّهٗ تَرَكَ وَفَاءً صَلّٰى وَاِلَّا قَالَ لِلْمُسْلِمِيْنَ صَلُّوْا عَلٰى صَاحِبِكُمْ فَلَمَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْفُتُوْحَ قَامَ فَقَالَ اَنَا اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ فَمَنْ تُوُفِّیَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَتَرَكَ دَيْنًا فَعَلَیَّ قَضَاؤُهٗ وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَهُوَ لِوَرَثَتِهٖ. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)1250-15

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں جب رسول اکرم ﷺ کے پاس کسی مرنے والے مقروض شخص کو لایا جاتا تو آپ استفسار فرماتے کیا اس نے اپنے قرض کی ادائیگی کے لیے کچھ ترکہ چھوڑا ہے؟ اگر بتایا جاتا کہ اس نے اتنا ترکہ چھوڑا ہے جس سے اس کا قرض ادا ہو سکتا ہے تو آپ اس کی نماز پڑھاتے بصورت دیگر آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرماتے کہ تم اپنے ساتھی کی نماز جنازہ پڑھو پھر جب آپ ﷺ پر اللہ تعالیٰ نے فتوحات کے دروازے کھول دیے تو آپ نے خطبہ دیا میں مومنین کی جانوں سے زیادہ ان کا خیر خواہ ہوں۔ جو مومن مقروض فوت ہو جائے میں اس کا قرض ادا کروں گا اور جو مال وہ ترکہ میں چھوڑ جائے اس کے مالک اس کے ورثا ہوں گے۔(بخاری ومسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ حقیقی مجبور کا قرض معاف کرنے والے کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن معاف فرمائیں گے۔

۲۔ حقیقی مقروض کو آپ ﷺ نے مانگنے کی اجازت فرمائی ہے۔بشرطیکہ تین معتبر آدمی اس کے حق میں گواہی دیں۔

۳۔ ضامن کی ضمانت قبول کرنی چاہیے۔

۴۔ جان بوجھ کر قرض ادا نہ کرنا قرض خواہ پر ظلم کرنے کے مترادف ہے۔

۵۔ قرض کے علاوہ مواحد شہید کے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

۶۔ مرنے والا اگر مقروض ہو تو اس کے قرض کی ادائیگی اس کے ورثاء یا حکومتِ وقت کی ذمہ داری ہے۔



بَابُ الشَّرِكَةِ وَالْوَكَالَةِ

شرکت اور وکالت کا بیان

الفصل الاول

عَنْ زُهْرَةَ بْنِ مَعْبَدٍ رضی اللہ عنہ اَنَّهُ كَانَ يَخْرُجُ بِهِ جَدُّهُ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ هِشَامٍ اِلَى السُّوْقِ فَيَشْتَرِى الطَّعَامَ فَيَلْقَاهُ ابْنُ عُمَرَ وَابْنُ الزُّبَيْرِ رضي الله عنهما فَيَقُوْلَانِ لَهُ اَشْرِكْنَا فَاِنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَدْ دَعَا لَکَ بِالْبَرَكَةِ فَيُشْرِكُهُمْ، فَرُبَّمَا اَصَابَ الرَّاحِلَةَ كَمَا هِيَ فَيَبْعَثُ بِهَا اِلَى الْمَنْزِلِ، وَكَانَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ هِشَامٍ رضی اللہ عنہ ذَهَبَتْ بِهِ اُمُّهُ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَمَسَحَ رَأْسَهُ وَدَعَا لَهُ بِالْبَرَكَةِ (رواه البخاری) 1251-1

پہلی فصل

زہرہ بن معبد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اس کے دادا عبداللہ بن ہشام اس کو بازار لے جا کر غلہ خریدا کرتے تھے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور ابن زبیر رضی اللہ عنہما ان سے ملتے تو کہتے کہ ہمیں بھی شریک کریں' اس لئے کہ نبی کریم ﷺ نے تمہارے لیے برکت کی دعا کی ہے اور وہ ان کو شریک کر لیتے۔ بسا اوقات انہیں تندرست اونٹنی غلہ سے لدی ہوئی منافع میں ملتی اور وہ اسے گھر بھجوا دیتے۔ یہ اس لیے کہ عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ کو ان کی والدہ نبی کریم ﷺ کے پاس لے گئی تھیں' آپ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور ان کے لیے برکت کی دعا فرمائی۔ (بخاری)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَتِ الْاَنْصَارُ لِلنَّبِيِّ ﷺ اَقْسِمْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ اِخْوَانِنَا النَّخِيْلَ قَالَ لَا تَكْفُوْنَنَا الْمَؤُوْنَةَ وَنُشْرِكُكُمْ فِي الثَّمَرَةِ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا (رواه البخاری) 1252-2

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انصار نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا ہمارے اور مہاجر بھائیوں کے درمیان کھجوروں کے درخت تقسیم فرما دیں آپ نے انکار فرما دیا اس پر انصار نے عرض کیا تم مہاجر لوگ باغوں میں محنت مشقت میں شریک ہو جاؤ اور ہم تمہیں پھلوں میں شریک کر لیں گے مہاجرین نے اس پیشکش کو قبول کر لیا۔ (بخاری)

وَعَنْ عُرْوَةَ بْنِ اَبِی الْجَعْدِ الْبَارِقِيِّ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَعْطَاهُ دِيْنَارًا لِيَشْتَرِیَ بِهِ شَاةً، فَاشْتَرٰى لَهُ شَاتَيْنِ، فَبَاعَ اِحْدَاهُمَا بِدِيْنَارٍ، وَاَتَاهُ بِشَاةٍ وَ دِيْنَارٍ، فَدَعَا لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ بَيْعِهِ بِالْبَرَكَةِ فَكَانَ لَوِ اشْتَرٰى تُرَابًا لَرَبِحَ فِيْهِ (رواه البخاری) 1253-3

عروۃ بن ابی الجعد البارقی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے اس کو ایک دینار دیا کہ وہ اس کی بکری خرید کر لائے۔ اس نے ایک دینار کے ساتھ دو بکریاں خریدیں۔ ایک بکری ایک دینار کے عوض فروخت کر دی۔ اس کے بعد وہ آپ کے پاس بکری اور ایک دینار لے کر حاضر ہوا اس پر رسول اللہ ﷺ نے اس کے حق میں تجارت کے بارے میں خیر و برکت کی دعا کی اس کے بعد اگر وہ مٹی بھی خرید لیتے تو ان کو اس میں بھی فائدہ حاصل ہوتا۔ (بخاری)

بَابُ الْغَصْبِ وَالْعَارِيَةِ

ناجائز قبضہ کرنا اور ادھار لینا

دنیا میں ہر انسان کو ایک دوسرے سے تعاون لینا پڑتا ہے اچھے لوگ وہ ہیں جو تعاون کرنے والے کا شکریہ ادا کریں اور اگر کوئی چیز استعمال کے لیے عاریتاً لی ہو تو اسے صحیح سالم واپس لوٹائیں۔ اور دوسرے کی چیز پر قبضہ کرنے سے اجتناب کریں۔ ان ارشادات میں یہ بات واضح فرمائی جارہی ہے کہ جو کسی کی چیز پر ناجائز قبضہ کرے گا یہاں تک کہ اگر اس نے ایک ہاتھ کے برابر کسی کی زمین پر قبضہ کیا تو قیامت کے دن وہ مقبوضہ حصہ کے برابر سات زمینوں کو اٹھائے ہوگا۔

الفصل الاول

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ ﷺقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اَخَذَ شِبْرًا مِنَ الْاَرْضِ ظُلْمًا فَاِنَّهُ يُطَوَّقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ سَبْعِ اَرْضِيْنَ. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)1254-1

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَحْلُبَنَّ اَحَدٌمَاشِيَةَ امْرِىءٍ بِغَيْرِ اِذْنِهِ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يُؤْتٰى مَشْرَبَتُهُ فَتُكْسَرَخِزَانَتُهُ فَيُنْتَقَلَ طَعَامُهُ وَاِنَّمَا يَخْزُنُ لَهُمْ ضُرُوْعُ مَوَاشِيْهِمْ اَطْعِمَاتِهِمْ. (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 1255-2

عَنْ اَنَسٍ ﷺقَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ عِنْدَ بَعْضِ نِسَائِهٖ فَاَرْسَلَتْ اِحْدٰى اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِصَحْفَةٍ فِيْهَا طَعَامٌ فَضَرَبَتِ الَّتِي النَّبِيُّ فِي بَيْتِهَا يَدَالْخَادِمِ فَسَقَطَتِ الصَّحْفَةُ فَانْفَلَقَتْ فَجَمَعَ النَّبِيُّ فِلَقَ الصَّحْفَةِ ثُمَّ جَعَلَ يَجْمَعُ فِيْهَا الطَّعَامَ الَّذِي كَانَ فِي الصَّحْفَةِ وَيَقُوْلُ غَارَتْ اُمُّكُمْ ثُمَّ حَبَسَ الْخَادِمَ حَتّٰى اُتِيَ

پہلی فصل

حضرت سعید بن زید ﷺ سے روایت ہے رسول معظم ﷺ نے فرمایا جس نے ظلم سے ناجائز بالشت بھر زمین پر قبضہ کیا تو یوم قیامت سات زمینیں اس کے گلے میں ڈال دی جائیں گی۔ (بخاری ومسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ﷺ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی شخص کسی کے جانوروں کا دودھ اجازت لیے بغیر نہ دوہے۔ کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ کوئی شخص اس کے گودام میں گھس آئے، اس کا تالا توڑے اور اس کا غلہ نکال لے جائے؟ بے شک لوگوں کے مویشیوں کے تھن ان کی خوراک کا گودام ہیں۔ (مسلم)

حضرت انس ﷺ بتاتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ اپنی ایک بیوی کے ہاں تھے کہ امہات المومنین رضی اللہ عنہمیں سے ایک نے ایک پلیٹ میں کھانا ارسال کیا۔ تو اس بیوی نے جس کے گھر میں آپ کا قیام تھا خادم کے ہاتھ پر مارا اور کھانے والا برتن ٹوٹ گیا۔ نبی اکرم ﷺ نے برتن کے ٹوٹے ہوئے ٹکڑے اکٹھے کئے اور اس میں سے گرے ہوئے کھانے کو سمیٹا اور خادم کو فرمایا تمھاری ماں نے غیرت کی ہے۔ پھر خادم کو روکے

بِصَحْفَةٍ مِنْ عِنْدِالَّتِي هُوَفِي بَيْتِهَا فَدَفَعَ الصَّحْفَةَ الصَّحِيْحَةَ اِلَى الَّتِي كَسَرَتْ صَحْفَتُهَا وَاَمْسَكَ الْمَكْسُوْرَةَ فِي بَيْتِ الَّتِي كَسَرَتْ. (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)1256-3

رکھا حتی کہ جس بیوی کے ہاں آپ تھے اس کے ہاں سے برتن لیا اور جس کا برتن ٹوٹا تھا اس کو صحیح برتن واپس کیا توڑنے والی کے گھر میں ٹوٹا ہوا برتن رکھ دیا۔ (بخاری)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ اَنَّهُ نَهٰى عَنِ النُّهْبَةِ وَالْمُثْلَةِ. (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)1257-4

حضرت عبداللہ بن یزید ﷺ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے لوٹ مچانے، مثلہ کرنے سے منع فرمایا۔ (بخاری)

عَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ فِي عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ يَوْمَ مَاتَ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَصَلّٰى بِالنَّاسِ سِتَّ رَكَعَاتٍ بِاَرْبَعِ سَجَدَاتٍ فَانْصَرَفَ وَقَدْ آضَتِ الشَّمْسُ وَقَالَ مَامِنْ شَيْءٍ تُوْعَدُوْنَهُ اِلَّا قَدْ رَاَيْتُهُ فِي صَلٰوتِي هٰذِهِ قَدْ جِيْئَ بِالنَّارِوَذٰلِكَ حِيْنَ رَاَيْتُمُوْنِي تَاَ خَّرْتُ مَخَافَةَ اَنْ يُصِيْبَنِي مِنْ لَفْحِهَا وَحَتّٰى رَاَيْتُ فِيْهَا صَاحِبَ الْمِحْجَنِ يَجُرُّ قُصْبَهُ فِي النَّارِ وَكَانَ يَسْرِقُ الْحَاجَّ بِمِحْجَنِهِ فَاِنْ فُطِنَ لَهُ قَالَ اِنَّمَا تَعَلَّقَ بِمِحْجَنِي وَاِنْ غُفِلَ عَنْهُ ذَهَبَ بِهِ وَحَتّٰى رَاَيْتُ فِيْهَا صَاحِبَةَ الْهِرَّةِ الَّتِي رَبَطَتْهَا فَلَمْ تُطْعِمْهَا وَلَمْ تَدَعْهَا تَاْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْاَرْضِ حَتّٰى مَاتَتْ جُوْعاً ثُمَّ جِيْءَ بِالْجَنَّةِ وَذَالِكَ حِيْنَ رَاَيْتُمُوْنِي تَقَدَّمْتُ حَتّٰى قُمْتُ فِي مَقَامِي وَلَقَدْ مَدَدْتُ يَدِي وَاَنَا اُرِيْدُ اَنْ اَتَنَاوَلَ مِنْ ثَمَرِهَا لِتَنْظُرُوْااِلَيْهِ ثُمَّ بَدَالِيْ اَنْ لَا اَفْعَلَ. (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)1258-5

حضرت جابر ﷺ نے بتایا کہ جس دن رسول کریم ﷺ کے فرزند حضرت ابراہیم نے وفات پائی سورج گرہن لگا۔ آپ نے صحابہ کرام ﷺ کو چھ رکوعوں اور چار سجدوں سے نماز کسوف پڑھائی جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو سورج روشن ہو چکا تھا۔ فرمایا کہ جس چیز کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے میں نے اس کو اپنی اس نماز میں دیکھا ہے مجھے دوزخ پر لے جایا گیا اور اس کا مشاہدہ میں نے اس وقت تک کیا جب تم نے مجھے دیکھا۔ کہ میں ڈر کر پیچھے ہٹا کہ کہیں اس کی لپیٹ میں نہ آجاؤں حتی کہ میں نے ایک کھونٹی والے کو آگ میں اپنی انتڑیاں گھسیٹ رہا تھا دیکھا وہ اپنی کھونٹی سے حاجیوں کی چوری کیا کرتا تھا۔ اگر چوری پکڑی جاتی تو کہتا میری کھونٹی سے اٹک گئی تھی اور اگر کوئی بے خبر ہوتا تو اس کو لے اڑتا اور میں نے اس میں بلی والی عورت کو دیکھا جس نے بلی کو باندھے رکھا نہ تو وہ اس کو کھانا دیتی اور نہ اس کو آزاد کیا کہ زمین کے حشرات کھا کر گزارہ کرلے حتی کہ وہ بلی بھوک سے مرگئی۔ پھر مجھے جنت کی سیر کروائی گئی اور وہ اس وقت ہوا جب تم لوگوں نے مجھے آگے بڑھتے دیکھا یہاں تک کہ میں اپنی جگہ کھڑا ہو گیا اور میں نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا اور میں چاہتا تھا کہ جنت کے پھل پکڑوں تا کہ آپ بھی اس کا مشاہدہ کرتے لیکن پھر مجھے ایسا نہ کرنے کا خیال آیا۔ (مسلم)

عَنْ قَتَادَةَ ﷺقَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا ﷺيَقُوْلُ كَانَ فَزَعٌ بِالْمَدِيْنَةِ فَاسْتَعَارَ النَّبِيُّ ﷺ فَرَسًا مِنْ اَبِي طَلْحَةَ ﷺيُقَالُ لَهُ الْمَنْدُوْبُ فَرَكِبَ فَلَمَّا رَجَعَ قَالَ مَارَأَيْنَا مِنْ شَيْءٍ وَاِنْ وَجَدْنَاهُ لَبَحْرًا. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)1259-6

حضرت قتادہ ﷺ نے حضرت انس ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ایک دفعہ مدینہ میں ہنگامہ ہوا تو رسول اکرم ﷺ نے حضرت ابوطلحہ ﷺ سے مندوب نامی گھوڑا مستعار لیا آپ نے اس پر سواری فرمائی جب واپس لوٹے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہم نے کوئی خطرناک چیز نہیں دیکھی ہم نے اس گھوڑے کو سمندر کی مانند پایا۔ (بخاری ومسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ سَالِمٍ رَحِمَةُ اللّٰهُ عَلَيْهِ عَنْ اَبِيْهِ ﷺقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اَخَذَ مِنَ الْاَرْضِ شَيْئًا بِغَيْرِ حَقِّهِ خُسِفَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلٰى سَبْعِ اَرَضِيْنَ. (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)1260-7

حضرت سالم رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔ جس کسی نے بغیر حق کے کسی زمین پر قبضہ کیا تو یوم قیامت سات زمینوں تک دھنسایا جائے گا۔ (بخاری)

خلاصہ باب

۱۔ ایک بالشت زمین ہتھیانے والا قیامت کے دن ساتوں زمینیں اٹھائے ہوئے ہوگا۔
۲۔ کسی کا نقصان کرنے کی صورت میں اس کا نقصان پورا کرنا چاہیے۔
۳۔ جانور پر ظلم کرنے والا قیامت کے دن اس کی سزا پائے گا۔
۴۔ مستعار چیز لینا جائز ہے۔ لیکن اسے ٹھیک حالت میں واپس کرنا چاہیے۔
۵۔ جانور پر ظلم کرنے والا قیامت کے دن اپنے ظلم کا بدلہ پائے گا۔
۶۔ کسی کے جانور کا بلا اجازت دودھ دوھنا ناجائز ہے۔



بَابُ الشُّفعَةِ

شُفعہ کے مسائل

قرآن وحدیث میں پڑوسیوں کے حقوق کا خیال رکھنے کے بارے میں بڑے مدلل اور مؤثر انداز میں نصیحتیں فرمائی گئی ہیں۔ شریعت کی رو سے فقط بود و باش کے اعتبار سے ہی آدمی کسی کا پڑوسی نہیں ہوتا بلکہ کاروبار اور کھیتی باڑی میں ایک دوسرے کے قریب ہونے کی بنا پر بھی دوسرے پڑوسی اور آپس کے حقوق کا خیال رکھنا چاہیے۔ زمین یا دکانداری میں کوئی شراکت دار ہو یا پڑوسی ہو تو جائیداد فروخت کرتے ہوئے اس کو بتانا فروخت کنندہ کی اخلاقی ذمہ داری ہے۔ قرب مکانی کی وجہ سے وہ خریدنا چاہے تو اس کا حق فائق ہوگا تاکہ کسی دوسرے کا آنا اس کے لئے تکلیف کا باعث نہ ہو۔ بشرطیکہ پڑوسی اس چیز کی پوری قیمت ادا کرنے پر آمادہ ہو۔ خرید وفروخت کے اس عمل کو شفعہ کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے۔

شفعہ ایسی جائیداد میں ہوگا جو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل نہ ہو سکے جیسے مکان زمین وغیرہ یہ نقطہ نظر حضرت امام بخاری کا ہے جب کہ کچھ اہل علم پڑوسی کو شفعہ کا حق دار نہیں سمجھتے۔ میرے نزدیک امام بخاری کا نظریہ اسلامی مزاج سے زیادہ قریب ہے۔

الفصل الاول — پہلی فصل

عَنْ جَابِرٍ ؓ قَالَ قَضَى النَّبِيُّ ﷺ بِالشُّفْعَةِ فِي كُلِّ مَالَمْ يُقْسَمْ فَإِذَا وَقَعَتِ الْحُدُوْدُ وَصُرِفَتِ الطُّرُقُ فَلَا شُفْعَةَ. (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)1261-1

حضرت جابر ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ہر غیر منقسم جائیداد میں شفعہ کا فیصلہ فرمایا لیکن جب حد بندی ہو جائے اور راستے بدل جائیں تو پھر شفعہ نہیں ہو سکتا۔ (بخاری)

فہم الحدیث

آپ ﷺ کے فرمان کے مطابق جب زمین کی حد بندی ہو جائے جسے محکمہ مال کی اصطلاح میں اشتمال اور انتقال کہا جاتا ہے اور زمین تک پہنچنے کے راستے بھی جدا جدا ہوں تو شفعہ کا حق ختم ہو جاتا ہے۔

وَعَنْهُ قَالَ قَضَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالشُّفْعَةِ فِي كُلِّ شِرْكَةٍ لَمْ تُقْسَمْ رَبْعَةٍ أَوْحَائِطٍ لَا يَحِلُّ لَهُ أَنْ يَبِيْعَ حَتّٰى يُؤْذِنَ شَرِيْكَهُ فَإِنْ شَاءَ أَخَذَ وَإِنْ شَاءَ تَرَكَ فَإِذَا بَاعَ وَلَمْ يُؤْذِنْهُ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ. (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)1262-2

حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے ہر غیر منقسم شرکت میں خواہ وہ سکنی ہو یا باغ شفعہ کا فیصلہ فرمایا ہے۔ اور جب تک اپنے شریک کو بتایا نہ جائے اس کو بیچنے کی اجازت نہیں دی۔ اگر وہ اس کو لینا چاہے تو خرید لے اور ورنہ انکار کر دے لیکن اگر اس کو مطلع کیے بغیر فروخت کرے تو اس صورت میں اس کھاتے دار کا حق زیادہ فائق ہے۔ (مسلم)

عَنْ اَبِی رَافِعٍ ﷺقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْجَارُاَ حَقُّ بِسَقَبِہٖ. (رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ)3-1263

حضرت ابورافع ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا، پڑوسی کا حق قربت کے سبب زیادہ ہے۔(بخاری)

عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ ﷺقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَمْنَعُ جَارٌ جَارَهُ اَنْ يَغْرِزَ خَشَبَةً فِی جِدَارِهٖ .(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)4-1264

حضرت ابو ہریرۃ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا، کوئی پڑوسی کسی پڑوسی کو اپنی دیوار پر لکڑی (شہتیر، لکڑی) رکھنے سے نہ روکے۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺاِذَا اخْتَلَفْتُمْ فِی الطَّرِيْقِ جُعِلَ عَرْضُهٗ سَبْعَةَ اَذْرُعٍ.(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)5-1265

حضرت ابوہریرہ ﷺ ہی سے روایت ہے۔رسول محترم ﷺ نے فرمایا، جب راستے کے بارے تمہارے درمیان اختلاف ہو جائے تو اس کی چوڑائی سات ہاتھ رکھی جائے۔(مسلم)

خلاصہ باب

۱۔ پڑوسی یا کھاتے دار مشترکہ چیز کو خریدنے کا زیادہ حق دار ہوتا ہے۔

۲۔ فروخت کرنے سے پہلے کھاتے دار کو اطلاع کرنا لازمی ہے۔

۳۔ پڑوسی دوسرے کی دیوار سے اپنی جانب سے فائدہ اٹھانا چاہے تو اسے اجازت ہے۔

۴۔ پڑوسی اپنے پڑوسی کی چیز خریدنے کا زیادہ حق دار ہے۔

۵۔ گلی کم از کم سات ہاتھ کشادہ ہونی چاہیے۔



بَابُ الْمُسَاقَاتِ وَالْمُزَارَعَةِ

زمین کو پانی پلانا اور بٹائی پر دینا

مساقات میں زمین ٹھیکے پر لینے کے بجائے اس شرط پر حاصل کی جاتی تھی کہ لینے والا صرف آب پاشی اور فصل کی نگرانی کرے گا۔ مالک اور مزارع کے درمیان طے پانے والی شرائط کے مطابق حصہ لے گا۔

قسم آج کل کے مروجہ طریقے کے مطابق تھی کہ زمین کی ملکیت تو حقیقی مالک کی ہوگی اور مزارع زمین ٹھیکے پر لے کر اس میں زراعت کرے گا ٹھیکے کی قیمت کے علاوہ مالک زمین کو کچھ اور ادا کرنے کا پابند نہیں ہوگا۔ آپ نے مذکورہ دونوں صورتوں کو جائز قرار دیا۔ تاہم آپ ﷺ اس بات کی رغبت دلایا کرتے تھے کہ جس کے پاس اپنی ضرورت سے زیادہ زمین ہو وہ اپنے بھائی کو عاریتاً عنایت کرے۔ آپ ﷺ کے اس فرمان کی وجہ سے اہل علم کی قلیل تعداد نے یہ استدلال کیا ہے کہ زمین یا مکان کرائے پر دینا جائز نہیں۔ حالانکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کی موجودگی میں ٹھیکیداری کیا کرتے تھے۔

زمین کا مالک کاشت کے لیے دوسرے کو زمین اس شرط پر دے کہ اچھی فصل میری ہوگی اور ناقص تمہارے حصے میں آئے گی۔ جن روایات میں مزارعت کی حوصلہ شکنی آئی اس سے مراد زراعت کی یہی قسم ہے۔ یہ مزارع پر انتہائی ظلم تھا آپ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ عربی زبان میں ''مساقات''، فصلوں کو پانی دینا اور ''مزارعت'' کا معنی کھیتی باڑی کرنا ہے۔ مکے کے لوگ تاجر اور مزدور پیشہ تھے جبکہ مدینہ طیبہ کی اکثریت کھیتی باڑی کیا کرتی تھی۔ نبی معظم ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے تو وہاں کھیتی باڑی کی کئی قسمیں رائج تھیں۔ آپ ﷺ نے اس نظام کے بارے میں کئی اصلاحات جاری فرمائیں جن میں چند ایک کا تذکرہ یہاں کیا جارہا ہے۔

رسول معظم ﷺ کے زمانے میں مزارعت اور مساقات کے کئی انداز پائے جاتے تھے آپ ﷺ نے شعبہ زراعت اور مساقات میں زمینداروں کو نئی اصلاحات سے متعارف کروایا جس سے مزارع حضرات پر ہونے والے ظلم کا خاتمہ ہوا اور زراعت کے شعبہ میں ترقی کے راستے ہموار ہونے کے ساتھ بنجر زمینوں کی آبادکاری کے دور کا آغاز ہوا۔ مزارعت کا معنی ہے زمین کا مالک اپنا رقبہ کاشت کے لیے دوسرے کو دے اور طے شدہ مدت کے مطابق مزارع سے مقررہ رقم وصول کرے۔ اگر یہی معاملہ باغات کے لین دین میں ہو تو اسے مساقات کہتے ہیں آپ ﷺ کے زمانے میں مزارعت اور مساقات کی درج ذیل شکلیں پائی جاتی تھیں۔ البتہ تیسری قسم سے آپ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔

الفصل الاول

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَفَعَ اِلٰى يَهُوْدِ خَيْبَرَ نَخْلَ خَيْبَرَ وَاَرْضَهَا عَلٰى اَنْ يَّعْتَمِلُوْهَا مِنْ اَمْوَالِهِمْ وَلِرَسُوْلِ اللّٰهِ شَطْرُ ثَمَرِهَا . رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِيْ

پہلی فصل

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے یہودیوں کو خیبر کی کھجوریں اور زمین اس شرط پر ان کو واپس دیں کہ وہ اپنی رقم خرچ کر کے کاشت کریں گے اور رسول اللہ ﷺ کو ان کے پھل کا نصف ملے گا۔ (مسلم) بخاری کی

رِوَايَةِ الْبُخَارِیّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَعْطٰی خَيْبَرَ الْيَهُوْدَ اَنْ يَّعْمَلُوْ هَا وَيَزْرَعُوْهَا وَلَهُمْ شَطْرُ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا) وَعَنْهُ قَالَ كُنَّا نُخَابِرُ وَلَا نَرٰی بِذَالِکَ بَأْسًا حَتّٰی زَعَمَ رَافِعُ ابْنُ خَدِيْجٍ ﷺ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ نَهٰی عَنْهَا فَتَرَكْنَا مِنْ اَجْلِ ذٰلِکَ (روه مسلم) 1-1266

روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے یہود کو اس شرط پر زمین عطا فرمائی کہ وہ محنت سے کاشت کریں گے اور ان کو پیداوار کا نصف حصہ ملے گا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہی بیان کرتے ہیں کہ ہم زمین مزارعت پر دیتے تھے اور اس میں کچھ حرج نہیں جانتے تھے۔ یہاں تک کہ رافع بن خدیج ﷺ نے خیال کیا کہ نبیؐ نے اس سے منع کیا ہے۔ تو اس لیے ہم نے ترک کر دیا۔ (مسلم)

عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ قَيْسٍ عَنْ رَّافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ ﷺ قَالَ اَخْبَرَ نِیْ عَمَّا یَ اَنَّهُمْ كَانُوْا يُكْرُوْنَ الْاَرْضَ عَلٰی عَهْدِ النَّبِیِّ ﷺ بِمَا يَنْبُتُ عَلٰی الْاَ رْبِعَاء اَوْشَیْءٍ يَسْتَثْنِيْهِ صَاحِبُ الْاَرْضِ فَنَهَانَاالنَّبِیُّ ﷺ عَنْ ذَالِکَ فَقُلْتُ لِرَافِعٍ ﷺ فَكَيْفَ هِیَ بِالدَّرَاهِمِ وَالدَّ نَانِيْرِ فَقَالَ لَيْسَ بِهَا بَأْسٌ وَكَاَنَّ الَّذِیْ نُهِیَ عَنْ ذَالِکَ مَالَوْ نَظَرَ فِيْهِ ذَوُوْالْفَهْمِ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ لَمْ يُجِيْزُوْهُ لِمَافِيْهِ مِنَ الْمُخَاطَرَةِ (متفق عليه) 2-1267

حضرت حنظلہ بن قیس رحمۃ اللہ علیہ حضرت رافع بن خدیج ﷺ سے حدیث بیان کرتے ہیں کہ مجھے میرے چچاؤں نے بتایا کہ وہ زمین ٹھیکے پر مشروط دیا کرتے تھے کہ اس زمین سے جو پیداوار پانی کے کھال کے قریب ہوتی یا جس کو زمین کا مالک مستثنیٰ قرار دے لیتا تو وہ مالک کی ہوجاتی اس سے نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا اس پر حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ نے حضرت رافع ﷺ سے دریافت کیا درہموں اور دیناروں کے عوض کاشت کا کیا حکم ہے۔ انہوں نے جواب دیا کوئی حرج نہیں ہے جس صورت میں منع کیا گیا ہے وہ ایسی ہے کہ اس پر اگر حلال وحرام کی تمیز رکھنے والے غور فرمائیں تو وہ کبھی اسکی اجازت نہیں دیں گے کیونکہ اس میں بہت خطرات ہیں۔ (بخاری مسلم)

عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ ﷺ قَالَ كُنَّا اَكْثَرُاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ حَقْلًاوَكَانَ اَحَدُنَا يُكْرِیْ اَرْضَهُ فَيَقُوْلُ هٰذِهِ الْقِطْعَةُ لِیْ وَهٰذِهٖ لَکَ فَرُبَّمَا اَخْرَجَتْ ذِهٖ وَلَمْ تُخْرِجْ ذِهٖ فَنَهَا هُمُ النَّبِیُّ ﷺ (متفق عليه) 3-1268

حضرت رافع بن خدیج ﷺ کا بیان ہے کہ تمام مدینہ والوں سے ہم زراعت میں زیادہ تھے اور ہم سے ایک زمین ٹھیکہ پر دیتا تو وہ کہا کرتا کہ یہ قطعہ زمین کا میرے لیے ہوگا اور دوسرا تمھارے لئے ہے کئی دفعہ ایسا ہوتا کہ اس کے قطعہ زمین میں تو فصل ہوتی لیکن دوسرے میں نہیں اگتی تھی۔ اس سے نبی کریم ﷺ نے اس سے منع فرمایا۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ عَمْرٍو ﷺ قَالَ قُلْتُ لِطَاؤُسٍ ﷺ لَوْ تَرَكْتَ الْمُخَابَرَةَ فَاِنَّهُمْ يَزْعُمُوْنَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ نَهٰی

حضرت عمرو ﷺ بتاتے ہیں انہوں نے حضرت طاؤس سے کہا کاش! آپ مزارعت ترک کر دیں کیونکہ لوگ یہ

عَنْهُ قَالَ اَیْ عَمْرُو ﷺ وَاِنِّیْ اُعْطِیْهِمْ وَاُعِیْنُهُمْ وَاِنَّ اَعْلَمَهُمْ اَخْبَرَنِیْ یَعْنِی ابْنَ عَبَّاسٍ رضی الله عنهما اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ لَمْ یَنْهَ عَنْهُ وَلٰكِنْ قَالَ اِنْ یَّمْنَحْ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ خَیْرٌ لَهٗ مِنْ اَنْ یَّاْخُذَ عَلَیْهِ خَرْجًامَعْلُوْمًا(متفق علیه)1269-4

خیال کرتے ہیں کہ نبی محترم ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔طاؤس ﷺ نے جواب دیا کہ اے عمرو! میں ان کو زمین دیتا ہوں اور ان کی مدد کرتا ہوں اور ان میں سب سے بڑے عالم یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ﷺ نے کہا نبی کریم ﷺ نے اس سے منع نہیں فرمایا بلکہ آپ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کسی شخص کا اپنے بھائی کو زمین بطور عطیہ دینا بہ نسبت طے شدہ اجرت پر دینے سے بہتر ہے۔(بخاری مسلم)

عَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ كَانَتْ لَهٗ اَرْضٌ فَلْیَزْرَعْهَا اَوْلِیَمْنَحْهَا اَخَاهُ فَاِنْ اَبٰی فَلْیُمْسِكْ اَرْضَهٗ(متفق علیه)1270-5

حضرت جابر ﷺ کا بیان ہے کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا جس شخص کے پاس زمین ہو وہ خود کاشت کرے یا اپنے بھائی کو بطور عطیہ عنایت کرے۔اگر ایسا نہ کرے تو اپنی زمین اسی طرح رہنے دے۔(بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ ﷺ وَرَاٰی سِكَّةً وَّشَیْاً مِنْ اٰلَةِ الْحَرْثِ فَقَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ لَایَدْ خُلُ هٰذَا بَیْتَ قَوْمٍ اِلَّا اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الذُّلَّ (رواه البخاری)1271-6

حضرت ابوامامہ ﷺ نے ہل اور دیگر آلات زراعت دیکھے تو کہا میں نے نبی محترم ﷺ کو فرماتے سنا، یہ آلات جن لوگوں کے گھروں میں داخل ہوں گے اللہ تعالیٰ ان میں ذلت داخل کرے گا۔(بخاری)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ قَیْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ اَبِیْ جَعْفَرَ ﷺ قَالَ مَابِالْمَدِیْنَةِ اَهْلُ بَیْتِ هِجْرَةٍ اِلَّا یَزْرَعُوْنَ عَلَی الثُّلُثِ وَالرُّبُعِ وَزَارَعَ عَلِیٌّ وَّسَعْدُبْنُ مَالِكٍ وَعَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ ﷺ وَعُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِیْزِ رَحِمَهُ اللّٰهُ تعالی وَالْقَاسِمُ وَعُرْوَةُ رحمهما الله وَاٰلُ اَبِیْ بَكْرٍ وَاٰلُ عُمَرَ وَاٰلُ عَلِیٍّ وَابْنُ سِیْرِیْنَ وَقَالَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ الْاَسْوَدِ رحمه الله تعالی كُنْتُ اُشَارِكُ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ یَزِیْدَ فِی الزَّرْعِ وَعَامَلَ عُمَرُ ﷺ النَّاسَ عَلٰی اِنْ جَآءَ عُمَرُ ﷺ بِالْبَزْرِمِنْ عِنْدِهٖ فَلَهُ الشَّطْرُ وَاِنْ جَاءُ وْا بِالْبَذْرِ فَلَهُمْ كَذَا(رواه البخاری)1272-7

حضرت قیس بن مسلم ﷺ حضرت ابوجعفر ﷺ سے حدیث بیان کرتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں مہاجرین میں کوئی ایسا گھر نہ تھا جو تیسرے اور چوتھے حصہ پر زمین کاشت نہ کرتا ہو۔حضرت علی، سعد بن مالک، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم، عمر بن عبدالعزیز، قاسم، عروہ، رحمۃ اللہ علیہ آل ابی بکر، آل عمر، آل علی ﷺ اور ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ حصہ پر کاشت کرتے تھے۔عبدالرحمٰن بن اسود ﷺ بیان کرتے ہیں کہ ان کا عبدالرحمٰن بن یزید ﷺ سے زراعت میں اشتراک تھا اور حضرت عمر ﷺ کاشت کرنے والوں سے یہ شرط کیا کرتے تھے کہ اگر بیج عمر ﷺ دے گا تو اس کا حصہ نصف ہوگا اور بیج وہ مہیا کریں گے تو ان کو اتنا حصہ ملے گا۔(بخاری)

بَابُ الْاِجَارَۃِ

اجرت پر دینے کے مسائل

حدیث میں اجارہ کا لفظ دو معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

ا۔ طے شدہ معاوضہ کے بدلے میں کسی شخص کی خدمات حاصل کرنا۔ جیسے مستری، مزدور اور ڈاکٹر وغیرہ۔

۲۔ اپنی چیز کا حق استعمال دوسرے کو دے کر اس پر اس سے معاوضہ حاصل کرنا مثلاً مکان، زمین، گاڑی اور دوسری اشیاء۔ اس کو اردو میں پٹہ داری اور انگلش میں لیزنگ کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس اجارہ کے درست ہونے کی بنیادی شرائط یہ ہیں۔

(i) اجارہ میں رکھی ہوئی چیز اصل مالک کی ہی رہتی ہے دوسرا آدمی اس کو استعمال کر کے اس کا معاوضہ ادا کرتا ہے۔ چیز کا مالک کو لوٹاتے ہوئے پہلی حالت میں ہونا ضروری ہے نقصان کی صورت میں مالک کو جرمانہ ادا کرنا ہوگا۔

(ii) اجارہ (لیزنگ) پر چیز لیتے دیتے وقت اس کی مدّت استعمال کا دورانیہ طے کرنا چاہیے۔

(iii) اجارہ کی چیز جس مقصد کے لیے لی ہو شرعاً اسی کے لیے استعمال کرنا چاہیے بصورت دیگر مالک سے اجازت لینا ضروری ہے۔

نوٹ: سونا، چاندی اور کرنسی کو اجارہ پر قیاس کر کے اس طرح مزید رقم وصول کرنا کھلم کھلا سود ہے جس سے ہر صورت میں بچنا چاہیے آپ ﷺ نے دستی کام یعنی محنت ومزدوری کی بڑی قدر افزائی فرمائی ہے آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے اللہ کے پیغمبر حضرت داؤد علیہ السلام اپنے وقت کے نبی اور حکمران ہونے کے باوجود اپنی روزی اپنے ہاتھ سے کمایا کرتے تھے اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ تمام انبیاء علیہم السلام اپنی روزی خود کماتے یہاں تک کہ اکثر انبیاء نے بھیڑ بکریوں کی گلہ بانی کی ہے اور نوعمری میں میں بھی ایسا کرتا رہا ہوں۔ مزدور کی محنت اور تکلیف کا اس قدر خیال تھا کہ حکم فرمایا کرتے تھے کہ پسینہ خشک ہونے سے پہلے اسکی مزدوری ادا کر دی جائے۔ جو شخص کسی مزدور کا حق مارے گا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس سے جھگڑا فرمائیں گے۔ اس باب میں یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ مجبوری کے عالم میں دم درود پڑھنے کا صلہ بھی لیا جا سکتا ہے۔

یاد رہے موجودہ دور میں تعویذ، دھاگہ اور دم درود کا جو سلسلہ چل نکلا ہے اس پیشے کا شریعت میں کوئی ثبوت نہیں ملتا ہے۔ اس سے آدمی کے عقیدے اور کردار پر بدترین اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ شریعت آدمی کو اللہ تعالیٰ پر توکل اور خود عمل کرنے کی تلقین کرتی ہے۔ جبکہ اس پیشے پر یقین رکھنے والے صحیح العقیدہ لوگ بھی سستی اور بے عملی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ وہ توبہ استغفار، اپنی اصلاح اور جائز وسائل اختیار کرنے کی بجائے تعویذات پر بھروسہ کر بیٹھتے ہیں۔

الفصل الاوّل

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ ﷛ قَالَ زَعَمَ ثَابِتُ بْنُ الضَّحَّاکِ ﷛ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰی عَنِ الْمُزَارَعَةِ وَاَمَرَ بِالْمُؤَاجَرَةِ وَقَالَ لَا بَأْسَ بِهَا

پہلی فصل

حضرت عبداللہ بن مغفل ﷛ فرماتے کہ حضرت ثابت بن ضحاک ﷛ کا خیال ہے کہ رسول اللہ نے مزارعت سے منع فرمایا اور اجرت پر دینے کا حکم دیا اور فرمایا اس میں کوئی حرج

(رواہ مسلم)1273-1

نہیں ہے۔(مسلم)

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ احْتَجَمَ فَاَعْطَی الْحَجَّامَ اَجْرَہٗ وَاسْتَعَطَ (متفق علیہ)1274-2

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔ نبی معظم ﷺ نے پچھنے لگوائے اور حجام کو اس کی مزدوری دی اور ناک میں دوا بھی ڈالی۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ مَا بَعَثَ اللّٰہُ نَبِیًّا اِلَّا رَعَی الْغَنَمَ فَقَالَ اَصْحَابُہٗ وَاَنْتَ فَقَالَ نَعَمْ کُنْتُ اَرْعٰی عَلٰی قَرَارِیْطَ لِاَھْلِ مَکَّۃَ. (رواہ البخاری)1275-3

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں آپ سے اصحاب رضی اللہ عنہم نے استفسار کیا آپ نے بھی؟ آپ ﷺ نے جواب دیا ہاں میں چند قیراط کے عوض مکہ والوں کی بکریاں چرایا کرتا تھا۔(بخاری)

وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی ثَلَاثَۃٌ اَنَا خَصْمُھُمْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ رَجُلٌ اُعْطِیَ بِیْ ثُمَّ غَدَرَ وَرَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَاَکَلَ ثَمَنَہٗ وَرَجُلٌ اسْتَاْجَرَ اَجِیْرًا فَاسْتَوْفٰی مِنْہُ وَلَمْ یُعْطِہٖ اَجْرَہٗ (رواہ البخاری)1276-4

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں قیامت کے دن تین آدمیوں سے جھگڑا کروں گا۔ ایک وہ شخص جس نے میرا نام لے کر معاہدہ کیا پھر اس کے خلاف کیا' دوسرا وہ جس نے کسی آزاد کو بیچ دیا اور اس کی قیمت کھائی' تیسرا وہ شخص جس نے کسی مزدور کو رکھا' اس سے کام پورا لیا اور اس کو اس کی مزدوری پوری نہ دی۔(بخاری)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا اَنَّ نَفَرًا مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ ﷺ مَرُّوْا بِمَآءٍ فِیْھِمْ لَدِیْغٌ اَوْ سَلِیْمٌ فَعَرَضَ لَھُمْ رَجُلٌ مِّنْ اَھْلِ الْمَآءِ فَقَالَ ھَلْ فِیْکُمْ مِنْ رَاقٍ؟ اِنَّ فِی الْمَآءِ لَدِیْغًا اَوْ سَلِیْمًا فَانْطَلَقَ رَجُلٌ مِنْھُمْ فَقَرَاَ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ عَلٰی شَآءٍ فَبَرِئَ فَجَآءَ بِالشَّآءِ اِلٰی اَصْحَابِہٖ رضی اللہ عنہم فَکَرِھُوْا ذٰلِکَ وَقَالُوْا اَخَذْتَ عَلٰی کِتَابِ اللّٰہِ اَجْرًا حَتّٰی قَدِمُوا الْمَدِیْنَۃَ فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اَخَذَ عَلٰی کِتَابِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ اصحاب نبی رضی اللہ عنہم میں سے چند کا گزر ایک ایسے قبیلہ پر ہوا جس میں ایک شخص کو سانپ یا بچھو نے ڈس لیا تھا۔ اس قبیلہ کا ایک شخص ان اصحاب رضی اللہ عنہم کے پاس آیا اور اس نے پوچھا کیا تم میں کوئی دم جھاڑ کرنے والا ہے؟ کیونکہ قبیلہ میں ایک سانپ یا بچھو کا ڈسا ہوا ہے۔ چنانچہ ان میں سے ایک صحابی گیا اور اس نے کچھ بکریوں کے عوض سورۃ فاتحہ پڑھ کر دم کیا تو اس کی تکلیف دور ہوگئی۔ چنانچہ دم کرنے والا وہ بکریاں لے کر اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور انہوں نے کراہت کا اظہار

اللّٰهِ اَجْرًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اَحَقَّ مَا اَخَذْتُمْ عَلَيْهِ اَجْراً كِتَابُ اللّٰهِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَ فِيْ رِوَايَةٍ اَصَبْتُمْ اَقْسِمُوْا وَاضْرِبُوْا لِيْ مَعَكُمْ سَهْمًا" 5-1277

کیا اور کہا تو نے کتاب اللہ کے عوض اجرت لی ہے یہاں تک کہ مدینہ منورہ پہنچ گئے اور انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ اس نے کتاب اللہ کے عوض اجرت لی ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ کی کتاب کا حق فائق ہے کہ تم اس پر مزدوری کرو۔ (بخاری)

اور دوسری روایت میں ہے تم نے ٹھیک کیا تقسیم کرلو اس میں میرا بھی حصہ رکھو۔



بَابُ إِحْيَاءِ الْمَوَاتِ وَ الشُّرْبِ

بے آباد زمین کو آباد کرنا اور پانی کی باری کا بیان

مزارعت کے باب میں یہ بات واضح ہوئی ہے کہ رسول محترم ﷺ نے جس طرح دوسرے شعبہ ہائے زندگی میں اصلاحات جاری فرمائیں ایسے ہی آپ ﷺ نے کاشت کاری اور زمینداری میں اصلاحات نافذ فرمائی تھیں۔ آپ ﷺ نے قدرتی ذرائع سے حاصل ہونے والے فالتو پانی کو ضائع کرنے کے بجائے دوسرے زمین دار کو دینے کا حکم دیا اور اس کے ساتھ ہی زمینداروں کو یہ ہدایت فرمائی کہ پانی کم ہونے کی صورت میں جس شخص کی پانی لگانے کی پہلے باری ہو وہ اپنے کھیتوں کو پانی سے لبالب بھرنے کی بجائے دوسرے کے لیے ایثار کرتے ہوئے اپنے حصہ کا کچھ پانی چھوڑ دے۔ اسی طرح آپ ﷺ نے اس بات کو جائز قرار نہیں دیا کہ ایک آدمی زمین کو کاشت کیے بغیر یوں ہی چھوڑ رکھے اس سے نہ صرف زراعت کے شعبے کو نقصان اور غربت میں اضافہ ہوتا ہے بلکہ ایک مدّت کے بعد زمین بنجر ہو جایا کرتی ہے۔ ان نقصانات سے بچنے کے لیے آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ زمین اسی کی ہونی چاہیے جو زراعت کرتا ہو۔ تاہم زمیندارہ کو تجارت اور دوسرے شعبوں کے مقابلے میں پسند نہیں فرمایا کیونکہ اس میں آفات کی وجہ سے نقصانات کا اندیشہ زیادہ لاحق ہوتا ہے۔ اور زراعت پیشہ لوگ اس مشکل اور ہمہ وقت کام کی وجہ سے تہذیب وتمدن، علم وعمل میں دوسرے لوگوں سے پیچھے رہ جاتے ہیں۔ گویا کہ زمیندار مٹی کے ساتھ مٹی بن کر رہ جاتا ہے۔ اسے سے 1270 میں بیان ہوا ہے کہ اس سے قومیں تہذیب وتمدن اور ترقی کی بجائے ان پڑھ رہ جاتی ہیں۔ دیہاتی زندگی آج بھی ناخوانگی کا شکار ہے۔

الفصل الاول

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ عَمَرَ اَرْضًا لَيْسَتْ لِاَحَدٍ فَهُوَ اَحَقُّ قَالَ عُرْوَةُ رحمه الله قَضٰى بِهٖ عُمَرُ فِي خِلَافَتِهٖ (رواه البخاري) 1278-1

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ الصَّعْبَ بْنَ جَثَّامَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَا حِمٰى اِلَّا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (رواه البخاري) 1279-2

پہلی فصل

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص کسی غیر آباد زمین کو آباد کرے اس کا اس پر حق فائق ہے۔ حضرت عروہ رحمہ اللہ نے بتایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور حکومت میں اسی کے مطابق فیصلے کیے۔ (بخاری)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا، اللہ اور اس کے رسول کے علاوہ اور کسی کے لیے چراگاہ نہیں۔ (بخاری)

فہم الحدیث

یعنی ایسی زمین جو شخصی ملکیت نہ ہو۔ اس کو بحق سرکار ضبط کرتے ہوئے حکومت اس پر چراگاہ بنا سکتی ہے۔

عَنْ عُرْوَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ قَالَ خَاصَمَ الزُّبَيْرُ رَجُلًا مِنَ الْاَنْصَارِ فِي شِرَاجٍ مِنَ الحَرَّةِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اسْقِ يَا زُبَيْرُ ! ثُمَّ اَرْسِلِ الْمَآءَ اِلٰى جَارِكَ فَقَالَ الْاَنْصَارِي اَنْ كَانَ ابْنَ عَمَّتِكَ؟ فَتَلَوَّنَ وَجْهُهُ ثُمَّ قَالَ اسْقِ يَا زُبَيْرُ ثُمَّ احْبِسِ الْمَآءَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَى الْجَدْرِ ثُمَّ اَرْسِلِ الْمَآءِ اِلٰى جَارِكَ فَاسْتَوْعَى النَّبِيُّ ﷺ لِلزُّبَيْرِ حَقَّهُ فِي صَرِيْحِ الْحُكْمِ حِيْنَ احْفَظَهُ الْاَنْصَارِيُّ وَكَانَ اَشَارَ عَلَيْهِمَا بِاَمْرٍ لَهُمَا فِيْهِ سَعَةٌ (متفق علیه) 3-1280

حضرت عروہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا ایک انصاری سے پہاڑی نالے کے بارے میں جھگڑا ہو گیا۔ نبی محترم ﷺ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے فرمایا، زبیر پہلے اپنے کھیت کو سیراب کر لے پھر اپنے پڑوسی کی طرف پانی چھوڑ دے اس پر انصاری معترض ہوا، یہ اس لئے ہے کہ یہ آپ کی پھوپھی کا بیٹا ہے۔ اس پر آپ کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا اور آپ ﷺ نے زبیر رضی اللہ عنہ سے کہا، زبیر! اپنے کھیت کو پانی لگاؤ اور لگائے رکھ حتی کہ کناروں تک پہنچے۔ اس کے بعد پانی اپنے ہمسائے کی طرف چھوڑنا نبی کریم ﷺ نے اس صریح حکم میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو اس کا پورا حق دیا اور انصاری کو ناراض ہونے دیا جبکہ پہلے آپ ﷺ نے دونوں کو ایسا حکم دیا جس میں وسعت تھی۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

پہلے فیصلہ میں آپ ﷺ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو رواداری کا حکم دیا تھا۔ کہ اپنے حق میں سے دوسرے کے ساتھ تعاون کرو لیکن جب انصاری نے آپ ﷺ پر زیادتی کی اور جانب داری کا الزام لگایا تو آپ ﷺ نے جناب زبیر کو اپنا حق پورا لینے کی تلقین فرمائی تا کہ زیادتی کرنے والے کو احساس ہو۔ معلوم ہوتا ہے یہ شخص منافق تھا کیونکہ مخلص مسلمانوں سے ایسی بدگمانی اور گستاخانہ کلام کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَمْنَعُوْا فَضْلَ الْمَآءِ لِتَمْنَعُوْا بِهِ فَضْلَ الْكَلَإِ (متفق علیه) 4-1281

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنی ضرورت سے زائد پانی اور اس سے اگنے والی زائد گھاس سے منع نہ کرو۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

زائد پانی اور ضرورت سے زائد گھاس ضائع کرنے کے بجائے دوسرے کو استعمال کرنے دینا چاہیے۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ رَجُلٌ حَلَفَ عَلٰى سِلْعَةٍ لَقَدْ اُعْطِيَ بِهَا اَكْثَرَ مِمَّا اُعْطِيَ وَهُوَ كَاذِبٌ، وَرَجُلٌ حَلَفَ عَلٰى

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں اللہ قیامت کے دن تین قسم کے آدمیوں سے نہ کلام کرے گا اور نہ ان کی طرف نظر التفات کرے گا۔ ایک وہ شخص جس نے قسم اٹھائی کہ اس سامان پر اس سے کہیں زیادہ

يَمِيْنٍ كَاذِبَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ لِيَقْتَطِعَ بِهَا مَالَ رَجُلٍ مُسْلِمٍ، وَرَجُلٌ مَنَعَ فَضْلَ مَآءٍ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ الْيَوْمَ اَمْنَعُكَ فَضْلِي كَمَا مَنَعْتَ فَضْلَ مَآءٍ لَمْ تَعْمَلْ يَدَاكَ (متفق عليه) 5-1282

مل اسے رہا تھا حالانکہ وہ غلط بیانی کر رہا ہے' دوسرا وہ شخص جس نے بعد نماز عصر اپنے مال کے لیے جھوٹی قسم اٹھائی تا کہ کسی مسلمان کے مال کو چھین سکے اور تیسرا وہ شخص جس نے فالتو پانی کو روک لیا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا آج میں اپنا فضل تجھ سے روک روکوں گا جس طرح تو نے فالتو پانی روکا تھا کیونکہ وہ تیرے زور بازو کی وجہ سے نہیں تھا۔ (مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ فالتو اور کاشت نہ کرنے والے کی زمین حکومت بحق سرکار ضبط کر سکتی ہے۔

۲۔ برساتی اور قدرتی چشموں سے حاصل ہونے والے فالتو پانی کو روکنا منع ہے۔

۳۔ زمینداروں کو ایک دوسرے کے ساتھ کاشت کاری میں تعاون کرنا چاہیے۔

۴۔ جھوٹی قسم اٹھانے والے اور قدرتی پانی روکنے والے کو اللہ تعالیٰ نظر کرم سے نہیں دیکھے گا۔



بَابُ الْعَطَايَا

عطیات کا بیان

عطیہ اور تحفہ کے بارے میں اسلام کی تعلیم یہ ہے۔ کہ یہ دینے والا واپس نہیں لے سکتا الا یہ کہ اس نے دوسرے کو عطیہ کرتے وقت واپسی کی شرط لگائی ہو یہ شرط واضح اور دو ٹوک الفاظ میں ہونی چاہیے تا کہ واپس لیتے وقت دوسرے کو غلط پروپیگنڈہ کرنے کا موقع نہ مل پائے۔

الفصل الاول

پہلی فصل

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ عُمَرَ أَصَابَ أَرْضًا بِخَيْبَرَ فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ إِنِّي أَصَبْتُ أَرْضًا بِخَيْبَرَ لَمْ أُصِبْ مَالًا قَطُّ أَنْفَسَ عِنْدِي مِنْهُ فَمَا تَأْمُرُنِي بِهِ قَالَ إِنْ شِئْتَ حَبَسْتَ أَصْلَهَا وَ تَصَدَّقْتَ بِهَا وَفَتَصَدَّقَ بِهَا عُمَرُ أَنَّهُ لَا يُبَاعُ أَصْلُهَا وَلَا يُوْهَبُ وَلَا يُوْرَثُ وَتَصَدَّقَ بِهَا فِي الْفُقَرَآءِ وَ فِي الْقُرْبٰى وَفِي الرِّقَابِ وَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَالضَّيْفِ لَا جُنَاحَ عَلٰى مَنْ وَلِيَهَا أَنْ يَأْكُلَ مِنْهَا بِالْمَعْرُوْفِ أَوْيُطْعِمَ غَيْرَ مُتَمَوِّلٍ قَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ غَيْرَ مُتَأَثِّلٍ مَالًا (متفق عليه)1283-1

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ حضرت عمر ﷺ کو خیبر میں کچھ زمین ملی وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مشورہ طلب کیا۔ یا رسول اللہ! مجھے خیبر میں ایسی زمین ملی ہے کہ اس سے قبل اس سے بہتر مال مجھے میسر نہیں آیا اس کے بارے میں آپ مجھے کیا ہدایت فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا اگر تو چاہے تو اصل زمین کو روک کے رکھ اور اس کی پیداوار کو صدقہ کر دے۔ چنانچہ حضرت عمر ﷺ نے اس کو اسی طرح وقف فرمایا کہ اصل زمین نہ فروخت کی جائے گی اور نہ کسی کو ہبہ کی جائے گی اور نہ کوئی اس کا وارث ہوگا اور اس کی پیداوار فقراء، اقرباء، غلاموں کی گردن چھڑانے، فی سبیل اللہ، مسافروں اور مہمانوں پر وقف ہوگی۔ اس زمین کا منتظم معروف طریقے سے اس کی پیداوار کو کھا سکتا ہے یا غریبوں کو کھلا سکتا ہے حضرت ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جبکہ وہ مال جمع نہ کرے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ الْعُمْرٰى جَائِزَةٌ (متفق عليه)1284-2

حضرت ابو ہریرہ ﷺ نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں تمام عمر کے لیے عطیہ نافذ العمل ہوتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ جَابِرٍ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِنَّ الْعُمْرٰى مِيْرَاثٌ لِأَهْلِهَا (رواه مسلم)1285-3

حضرت جابر ﷺ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، تمام عمر کے لیے عطیہ عزیزوں کا ورثہ ہے۔ (مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَيُّمَا رَجُلٍ اُعْمِرَ عُمْرٰى لَهُ وَلِعَقِبِهٖ فَاِنَّهَا لِلَّذِىْ اُعْطِيَهَا لَا تَرْجِعُ اِلَى الَّذِىْ اَعْطَاهَا' لِاَنَّهٗ اَعْطٰى عَطَآءً وَقَعَتْ فِيْهِ الْمَوَارِيْثُ (متفق عليه) 4-1286

حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہی راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص کسی شخص اور اس کے پس ماندگان کو ساری عمر کے لئے عطیہ دیتا ہے تو وہ عطیہ لینے والے کا ہے۔ عطیہ دینے والے کی طرف نہیں لوٹایا جائے گا۔ کیونکہ اس نے ایسا عطیہ دیا ہے جس میں وراثت داخل ہوگئی ہے۔ (بخاری ومسلم)

وعَنْهُ قَالَ اِنَّمَا الْعُمْرَى الَّتِىْ اَجَازَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يَّقُوْلَ هِيَ لَكَ وَلِعَقِبِكَ فَاَمَّا اِذَا قَالَ هِيَ لَكَ مَا عِشْتَ فَاِنَّهَا تَرْجِعُ اِلٰى صَاحِبِهَا (متفق عليه) 5-1287

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا جس عطیہ کو نافذ العمل قرار دیا ہے وہ یہ ہے کہ عطیہ دینے والا یہ کہے کہ یہ جائیداد تیرے اور تیرے پس ماندگان کے لیے ہے لیکن اگر وہ ان الفاظ کے ساتھ عطیہ دے کہ یہ جائیداد تیرے لیے ہے جب تک تو زندہ رہے گا تو وہ جائیداد اس کے مالک کی طرف لوٹائی جائے گی۔ (بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

آپ ﷺ کے فرمان کا مقصد واضح ہے کہ جس کو مستقل طور پر کوئی چیز عطیہ ہو وہ اس کا مالک ہوگا اور بعد ازاں اس کے قریبی اس کے وارث ہوں گے۔ اگر دینے والا صرف اس کی ذات اور قابل واپسی عطیہ کرے تو اس کے بعد وہ چیز دینے والے کی ملکیت ہوگی۔

الفصل الثالث — تیسری فصل

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَمْسِكُوْا اَمْوَالَكُمْ عَلَيْكُمْ لَا تُفْسِدُوْهَا فَاِنَّ مَنْ اَعْمَرَ عُمْرٰى فَهِيَ لِلَّذِىْ اُعْمِرَ حَيًّا وَّ مَيِّتًا وَ لِعَقِبِهٖ (رواه مسلم) 6-1288

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول محترم ﷺ نے فرمایا اپنا مال اپنے پاس رکھو۔ اسے خراب نہ کرو۔ لیکن جس شخص نے عطیہ دیا، وہ اس کا ہے جس کو دیا گیا۔ جب تک وہ زندہ رہے بعد ازاں اس کے ورثا کا حق ہے۔ (مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ مشروط نیت کے ساتھ صدقہ کیا جا سکتا ہے۔
۲۔ اگر کسی شخص کے لیے عطیہ ہو تو اس کے لواحقین کا اس میں کوئی حق نہیں ہوتا۔
۳۔ مشروط طور پر عطیہ کرنے والے کو عطیہ دیتے وقت واضح بات کرنی چاہیے۔



بَابُ فِی الْهِبَةِ وَالْهَدِیَّةِ

ہبہ اور تحائف

الفصل الاول

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ عُرِضَ عَلَیْهِ رَیْحَانٌ فَلَا یَرُدُّهُ فَاِنَّهُ خَفِیْفُ الْمَحْمَلِ طَیِّبُ الرِّیْحِ (رواہ مسلم)1289-1

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ لَا یَرُدُّ الطِّیْبَ (رواہ مسلم)12890-2

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْعَائِدُ فِیْ هِبَتِهٖ کَالْکَلْبِ یَعُوْدُ فِیْ قَیْئِهٖ لَیْسَ لَنَا مَثَلُ السَّوْءِ (رواہ البخاری)1291-3

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ اَبَاهُ اَتٰی بِهٖ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اِنِّیْ نَحَلْتُ ابْنِیْ هٰذَا غُلَامًا فَقَالَ اَکُلَّ وَلَدِکَ نَحَلْتَ مِثْلَهٗ قَالَ لَا قَالَ فَارْجِعْهُ وَ فِیْ رِوَایَةٍ اَنَّهٗ قَالَ اَیَسُرُّکَ اَنْ یَّکُوْنُوْا اِلَیْکَ فِی الْبِرِّ سَوَآءً قَالَ بَلٰی قَالَ فَلَا اِذًا وَفِیْ رِوَایَةٍ اَنَّهٗ قَالَ اَعْطَانِیْ اَبِیْ عَطِیَّةً فَقَالَتْ عَمْرَةُ بِنْتُ رَوَاحَةَ لَا اَرْضٰی حَتّٰی تُشْهِدَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاَتٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اِنِّیْ اَعْطَیْتُ ابْنِیْ مِنْ عَمْرَةَ بِنْتِ رَوَاحَةَ عَطِیَّةً فَاَمَرَتْنِیْ اَنْ اُشْهِدَکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَعْطَیْتَ سَائِرَ وَلَدِکَ مِثْلَ هٰذَا قَالَ لَا قَالَ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْدِلُوْا بَیْنَ اَوْلَادِکُمْ قَالَ فَرَجَعَ فَرَدَّ عَطِیَّتَهٗ وَفِیْ رِوَایَةٍ اَنَّهٗ قَالَ لَا

پہلی فصل

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جس کسی کو پھولوں کا تحفہ دیا جائے وہ ان کو رد نہ کرے کیونکہ اٹھانے میں ہلکا اور خوش بو میں عمدہ ہے۔(مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ خوشبو کو رد نہیں کیا کرتے تھے۔(بخاری)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما رسول اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا اپنے ہبہ کو واپس لینے والا اس کتے کی طرح ہے جو اپنی قے کر کے چاٹ لیتا ہے کیا ایسا کرنا ہمارے لیے بری حرکت نہیں ہے۔(بخاری)

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ اس کے والد اسے لے کر رسول کریم ﷺ کی خدمت میں پیش ہوئے اور عرض کی کہ میں نے اپنے اس بیٹے کو ایک غلام عطا کیا ہے۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ تم نے تمام کو اس جیسا عطیہ دیا ہے اس نے کہا نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کو واپس لے لو۔ دوسری روایت میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو چاہتا ہے کہ وہ تمام تیرے مطیع فرمان ہوں؟ اس نے جواب دیا کیوں نہیں آپ ﷺ نے فرمایا پھر یہ درست نہیں۔ ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت نعمان نے بیان کیا میرے باپ نے مجھے عطیہ دیا۔ میری ماں عمرۃ بنت رواحہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں اس وقت تک راضی نہ ہوں گی جب تک رسول اکرم ﷺ گواہ نہ بن جائیں ۔ چنانچہ نعمان رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا یا رسول

اَشْهَدُ عَلٰی جَوْرٍ (متفق علیه)4-1292

اللہ! میں نے عمرۃ رضی اللہ عنہا بنت رواحہ سے اپنے بیٹے کو عطیہ دیا ہے۔اس نے مجھے آپ کو گواہ بنانے کو کہا ہے۔آپ ﷺ نے دریافت فرمایا، کیا تم نے اپنے تمام بیٹوں کو اسی طرح عطیہ دیا ہے؟اس نے کہا نہیں۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' پھر اللہ تعالیٰ سے ڈرو اپنی اولاد کے مابین مساوات قائم کرو چنانچہ وہ واپس آئے اور اپنا عطیہ واپس لے لیا۔ایک اور روایت میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا میں ظلم پر گواہ نہیں بنتا۔(بخاری و مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَتِ امْرَأَةُ بَشِيْرٍ انْحَلِ ابْنِيْ غُلَامَکَ وَاَشْهِدْ لِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اِنَّ ابْنَةَ فُلَانٍ سَأَلَتْنِيْ اَنْ اَنْحَلَ ابْنَهَا غُلَامِيْ وَقَالَتِ اشْهِدْ لِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اَلَهُ اِخْوَةٌ قَالَ نَعَمْ قَالَ اَفَكُلَّهُمْ اَعْطَيْتَهُمْ مِثْلَ مَا اَعْطَيْتَهُ قَالَ لَا قَالَ فَلَيْسَ يَصْلُحُ هٰذَا وَاِنِّيْ لَا اَشْهَدُ اِلَّا عَلٰی حَقٍّ (رواه مسلم) 5-1293

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بشیر کی بیوی نے اپنے بیٹے کے لئے غلام کا مطالبہ کیا اور اس پر رسول اللہ ﷺ کو گواہ ٹھہرانے کا کہا چنانچہ اس نے عرض کیا فلاں کی بیٹی نے اپنے بیٹے کے لئے ایک غلام کا مطالبہ کیا ہے اور کہا کہ آپ ﷺ کو گواہ بناؤں۔آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کیا اس کے بیٹے کے اور بھائی ہیں؟ اس کا جواب اثبات میں تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم نے ان تمام کو اس جیسا عطیہ دیا ہے۔اس نے جواب دیا نہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ صحیح نہیں ہے اور میں حق کے علاوہ کسی بات پر گواہ نہیں بنتا۔(مسلم)

خلاصہ باب

۱۔ اولاد میں بھی انصاف کرنا چاہیے۔

۲۔ ظلم پر گواہ بننا گناہ ہے۔

۳۔ پھول اور خوش بو کا تحفہ قبول کرنا چاہیے۔

۴۔ تحفہ یا عطیہ غلط طریقے سے دیا گیا ہو تو اسے واپس لینا جائز ہے۔



بَابُ اللُّقطَةِ

گری ہوئی چیز کو اٹھانا

الفصل الاول

پہلی فصل

عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَسَأَلَهُ عَنِ اللُّقْطَةِ فَقَالَ اعْرِفْ عِفَاصَهَا وَوِكَائَهَاثُمَّ عَرِّفْهَا سَنَةً فَاِنْ جَآءَ صَاحِبُهَا وَاِلَّا فَشَأْنُكَ بِهَا قَالَ فَضَآلَّةُالْغَنَمِ قَالَ هِيَ لَكَ اَوْلِاَخِيْكَ اَوْلِلذِّئْبِ قَالَ فَضَآلَّةُ الْاِبِلِ قَالَ مَالَكَ وَلَهَا مَعَهَا سِقَاؤُهَا وَحِذَاؤُهَا تَرِدُ الْمَآءَ وَتَأْكُلُ الشَّجَرَ حَتّٰى يَلْقَاهَا رَبُّهَا متفق عليه وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ فَقَالَ عَرِّفْهَا سَنَةً ثُمَّ اعْرِفْ وِكَاءَ هَا وَعِفَاصَهَا ثُمَّ اسْتَنْفِقْ بِهَا فَاِنْ جَآءَ رَبُّهَا فَاَدِّهَااِلَيْهِ 1294-1

حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور اس نے گری پڑی چیز کے بارے دریافت کیا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی تھیلی اور دھاگے کا اعلان کر اور سال بھر کرتا رہ۔ اگر اس کا مالک مل جائے تو بہتر ہے بصورتِ دیگر جیسے چاہے استعمال کر۔ پھر اس نے پوچھا گم شدہ بکری کا کیا حکم ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ یا تمہارے لئے ہے یا تمہارے بھائی کے لیے ہے یا بھیڑئے کے لیے اسی طرح گمشدہ اونٹ کے بارے میں سوال کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا اس سے کیا تعلق ہے؟ اس کے ساتھ پانی کا ذخیرہ ہے اور اس کے پاؤں ہیں۔ وہ پانی تک پہنچ سکتا ہے۔ اور درختوں کو کھا سکتا ہے حتی کہ اس کا مالک اس کو پالے۔ (بخاری و مسلم) مسلم کی روایت میں ہے سال بھر اس کا اعلان کر اس کے دھاگے اور تھیلی کی پہچان کراؤ اور پھر اس کو خرچ کر سکتا ہے۔ لیکن اگر اس کا مالک آجائے تو اس کو ادا کرنا ہوگا۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ اٰوٰى ضَآلَّةً فَهُوَ ضَآلٌّ مَالَمْ يُعَرِّفْهَا (رواه مسلم) 2-1295

حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص گمشدہ جانور کو بغیر پہچان کروائے اپنے پاس رکھتا ہے وہ گمراہ ہے۔ (مسلم)

وَعَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عُثْمَانَ التَّيْمِيِّ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم نَهٰى عَنْ لُقْطَةِ الْحَآجِّ (رواه مسلم) 3-1296

عبدالرحمن بن عثمان تیمی رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاجیوں کے گرے پڑے سامان کو اٹھانے سے منع فرمایا۔ (مسلم)

فہم الحدیث

آپ ﷺ کے ارشادات کا جامع مفہوم یہ ہے کہ ہر وہ گری ہوئی یا گمشدہ چیز جس کے ضائع ہونے کا خطرہ نہ ہو اسے اٹھا کر اس کا اعلان کرنا چاہیے تاکہ اس کے مالک کو خبر ہو جائے اگر سال تک اس کا مالک نہیں ملتا تو وہ چیز اٹھانے والے کی ملکیت ہو جائے گی۔ لیکن اگر اس کا مالک آ جائے تو اسے وہ سامان لوٹانا ہوگا۔ اونٹ بڑا جانور ہے اس کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ بھی کم ہوتا ہے۔ پھر وہ کئی کئی دن تک بھوکا بھی رہ سکتا ہے لہٰذا اسے پکڑ رکھنے کو پسند نہیں فرمایا ویسے بھی اونٹ' گھوڑا یہ جانور سمجھ دار ہوتے ہیں اپنے گھر کو پہچان کر اکثر واپس آ جایا کرتے ہیں۔

خلاصۂ باب

۱۔ نہ ضائع ہونے والی گم شدہ چیز کا ایک سال تک اعلان کرنا چاہیے۔

۲۔ اعلان کے بغیر ایسی چیز اپنے پاس رکھنا گمراہی کی علامت ہے۔

۳۔ غیر کا بالخصوص حجاج کا سامان بلا اجازت اٹھانا حرام ہے۔

۴۔ ضائع ہونے والی چیز کو استعمال کر لینا چاہیے ہونے پر مالک کو اس کا بدلہ دینا ہوگا۔



بَابُ الْفَرَائِضِ

وراثت کے مسائل کا بیان

مسلمانوں پر کبھی وہ دور تھا کہ غزوہ احد کے کئی شہداء کو کفن بھی میسر نہیں تھا لیکن آپ ﷺ نے مسلمانوں کی معیشت کو ان خطوط اور اجتماعی بیت المال کو اس طرح منظم فرمایا کہ اپنی حیات مبارکہ میں ہی یہ اعلان فرمایا کرتے تھے کہ مقروض میت کے ورثا غریب ہوں تو اس کا قرض بیت المال سے ادا کیا جائے گا۔ قرآن مجید اور حدیث پاک میں بڑی تفصیل کے ساتھ وراثت کے مسائل بیان ہوئے ہیں۔ لیکن ان کو سمجھنے کے لیے علم حساب سے واقفیت ضروری ہے۔ کیونکہ بعض اوقات حق دار ورثا کی مختلف شکلیں ہوتی ہیں۔ جن کو ہر عالم نہیں سمجھ سکتا۔ سوائے ایسے عالم کے جو بیک وقت حسابی علم اور وراثت کے شرعی قانون سے واقف ہو۔ بہتر یہ ہے کہ وراثت کا مسئلہ تحریری طور پر پوچھا جائے تا کہ غلطی کا احتمال نہ رہے۔

الفصل الاول

پہلی فصل

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ اَنَا اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ فَمَنْ مَّاتَ وَعَلَیْهِ دَیْنٌ وَلَمْ یَتْرُکْ وَفَاءً فَعَلَیَّ قَضَاؤُهٗ وَمَنْ تَرَکَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهٖ وَفِیْ رِوَایَةٍ مَنْ تَرَکَ دَیْنًا اَوْضِیَاعًا فَلْیَأْتِنِیْ فَاَنَا مَوْلَاهُ" وَفِیْ رِوَایَةٍ مَنْ تَرَکَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهٖ وَمَنْ تَرَکَ کَلًّا فَاِلَیْنَا (متفق علیه) 1297-1

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا میں ایمانداروں سے ان کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہوں جو شخص فوت ہو جائے اور اس کے ذمے قرض ہو اور اس نے ادائیگی کے لئے مال نہ چھوڑا ہو تو میں اس کا قرض ادا کروں گا اور جو وہ مال چھوڑ جائے وہ اس کے وارثوں کے لئے ہے۔ ایک روایت میں ہے جس قدر قرض یا اہل وعیال چھوڑ جائے اور اہل وعیال میرے پاس آئیں تو میں ان کا ذمہ دار ہوں۔ ایک روایت میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص مال چھوڑے وہ اس کے وارثوں کے لئے ہے اور جو شخص اہل وعیال چھوڑے تو ہم اس کے ذمہ دار ہیں (بخاری ومسلم)

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی الله عنهما قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِاَهْلِهَا فَمَا بَقِیَ فَهُوَ لِاَوْلٰی رَجُلٍ ذَکَرٍ (متفق علیه) 2-1298

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا مقرر حصوں کو ان کے ورثاء کو دو جو مال ان سے باقی بچے گا وہ فوت شدہ کے قریبی (عصبہ) رشتہ دار کو ملے گا (بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

وراثت کی زبان میں عصبہ سے مراد میت کے وہ رشتہ دار جو براہِ راست وراثت کے حق دار تو نہیں ہوتے البتہ وراثت میں ان کو حصہ ملتا ہے جنہیں اصحاب الفروض کہا جاتا ہے وارث نہ ہونے یا وراثت زائد ہونے کے صورت میں عصبہ حق دار ہوتے ہیں۔

وَعَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رضی الله عنهما قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ وَلَا الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ (متفق عليه) 3-1299

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کوئی مسلمان کسی کافر کا اور کوئی کافر کسی مسلمان کا وارث نہیں ہوسکتا۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَوْلَى الْقَوْمِ مِنْ اَنْفُسِهِمْ (رواه البخاری) 4-1300

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی گرامی ﷺ نے فرمایا قوم کا آزاد کردہ غلام قوم میں شمار ہوگا یعنی آزاد کرنے والا اس کا وارث ہوگا۔ (بخاری)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِبْنُ اُخْتِ الْقَوْمِ مِنْهُمْ (متفق عليه) وَذُكِرَ حَدِيْثُ عَائِشَةَ اِنَّمَا الْوَلَاءُ فِي بَابٍ قَبْلَ بَابِ السَّلَمِ. وَسَنَذْكُرُ حَدِيْثَ الْبَرَاءِ رضی اللہ عنہ اَلْخَالَةُ بِمَنْزِلَةِ الْاُمِّ فِي بَابِ بُلُوْغِ الصَّغِيْرِ وَحَضَانَتِهِ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى 5-1301

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا قوم کا بھانجا ان میں سے ہے (بخاری ومسلم) اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث ''انما الولاء'' کا ذکر ''باب السلم'' سے پہلے باب میں کیا گیا ہے اور عنقریب حضرت براء رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث ''الخالة بمنزلة الام'' کا ذکر باب ''بلوغ الصغير و حضانته'' میں کریں گے۔

الفصل الثانی

دوسری فصل

عَنْ هُزَيْلِ بْنِ شُرَحْبِيْلَ قَالَ سُئِلَ اَبُوْ مُوْسٰى رضی اللہ عنہ عَنِ ابْنَةٍ وَبِنْتِ ابْنٍ وَاُخْتٍ فَقَالَ لِلْبِنْتِ النِّصْفُ وَلِلْاُخْتِ النِّصْفُ وَائْتِ ابْنَ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَسَيُتَابِعُنِيْ فَسُئِلَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَاُخْبِرَ بِقَوْلِ اَبِيْ مُوْسٰى رضی اللہ عنہ فَقَالَ لَقَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَمَا اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ اَقْضِيْ فِيْهَا بِمَا قَضَى النَّبِيُّ ﷺ لِلْبِنْتِ النِّصْفُ وَلِابْنَةِ الْاِبْنِ السُّدُسُ تَكْمِلَةَ الثُّلُثَيْنِ وَمَا بَقِيَ فَلِلْاُخْتِ فَاَتَيْنَا اَبَا مُوْسٰى فَاَخْبَرْنَاهُ بِقَوْلِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ فَقَالَ لَا تَسْاَلُوْنِيْ مَادَامَ هٰذَا الْحِبْرُ فِيْكُمْ. (رواه البخاری) 6-1302

حضرت ھزیل بن شرحبیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے ایک بیٹی، ایک پوتی اور ایک بہن کے بارے میں پوچھا گیا۔ انہوں نے جواب دیا۔ بیٹی اور بہن دونوں کے لیے نصف نصف ہے اور آپ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کے پاس جائیں وہ بھی میری موافقت کریں گے چنانچہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے سوال کیا گیا اور انہیں حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے جواب سے بھی آگاہ کیا گیا تو انہیں نے فرمایا اس وقت میں سیدھے راہ سے بھٹک جاؤں گا اور صحیح راہ پر نہیں رہوں گا اگر ایسا فیصلہ کروں۔ میں تو ایسا فیصلہ کروں گا جو نبی ﷺ نے کیا تھا بیٹی کے لیے نصف پوتی کے لیے چھٹا حصہ ہوگا تاکہ دو تہائیاں ان کے لئے مکمل ہوجائیں اور باقی بہن کے لیے ہے۔ تب حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا جب تک یہ عالم تم میں موجود ہے تم مجھ سے پوچھا نہ کرو۔ (بخاری)

بَابُ الْوَصَايَا

وصیّت کے مسائل

آپ ﷺ کی وصیّت کے بارے میں تعلیم یہ ہے کہ جس شخص نے کوئی قرض لینا دینا ہو یا اس کے ذمہ دوسروں کے حقوق ہوں۔ تو اس کا فرض ہے وہ تحریری یا زبانی طور پر اپنے لواحقین کو ان معاملات میں ہدایات دے تا کہ اچانک موت واقع ہونے کی صورت میں متعلقہ افراد کی حق تلفی نہ ہونے پائے۔ اور یہ بھی دنیا اور آخرت میں سرخرو ہو سکے۔

الفصل الاول

پہلی فصل

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا حَقُّ امْرِیءٍ مُسْلِمٍ لَهُ شَیْءٌ یُوْصٰی فِیْهِ یَبِیْتُ لَیْلَتَیْنِ اِلَّا وَوَصِیَّتُهُ مَكْتُوْبَةٌ عِنْدَهُ (متفق علیه)1303-1

ابن عمر ﷺ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' کسی مسلمان کے لیے مناسب نہیں کہ اس کی کوئی جائداد ہو جس میں وہ وصیت کرنا چاہتا ہو اور وہ بغیر وصیت تحریر کئے دو راتیں گزار دے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ ﷺ قَالَ مَرِضْتُ عَامَ الْفَتْحِ مَرَضًا اَشْفَیْتُ عَلَی الْمَوْتِ فَاَتَانِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَعُوْدُنِیْ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ لِیْ مَالًا كَثِیْرًا وَلَیْسَ یَرِثُنِیْ اِلَّا ابْنَتِیْ اَفَاُوْصِیْ بِمَالِیْ كُلِّهٖ قَالَ لَا قُلْتُ فَثُلُثَیْ مَالِیْ قَالَ لَا قُلْتُ فَالشَّطْرُ قَالَ لَا قُلْتُ فَالثُّلُثُ قَالَ اَلثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِیْرٌ اِنَّكَ اَنْ تَذَرَ وَرَثَتَكَ اَغْنِیَاءَ خَیْرٌ مِّنْ اَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً یَتَكَفَّفُوْنَ النَّاسَ وَاِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِیْ بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ اِلَّا اُجِرْتَ بِهَا حَتّٰی اللُّقْمَةَ تَرْفَعُهَا اِلٰی فِیْ امْرَاَتِكَ (متفق علیه)1304-2

سعد بن ابی وقاص ﷺ بیان کرتے ہیں فتح مکہ کے سال میں بیمار ہو گیا' قریب تھا کہ موت واقع ہو جائے۔ رسول کریم ﷺ میرے پاس بیمار پرسی کے لئے تشریف لائے۔ میں نے عرض کیا' اے اللہ کے رسول! میری ملکیت میں بہت مال ہے اور میری وارث صرف میری بیٹی ہے' کیا میں سب مال کی وصیت کر سکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے نفی میں جواب دیا۔ میں نے دریافت کیا' دو تہائی کی؟ آپ ﷺ نے فرمایا' نہیں۔ میں نے عرض کیا' نصف مال کی؟ آپ ﷺ نے فرمایا' نہیں۔ میں نے عرض کیا' تیسرے حصہ کی؟ آپ ﷺ نے تیسرے حصہ کی اجازت دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ بھی زیادہ ہے اپنے وارثوں کو صاحب مال چھوڑنا ان کو کنگال چھوڑنے سے بہتر ہے کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔ یقیناً جب تم خرچ کرو اس میں اللہ کی خوشی مقصود ہو تو تجھے اس کا اجر دیا جائے گا یہاں تک کہ تجھے اپنی بیوی کو کھلانے کا بھی ثواب ہوگا۔ (بخاری ومسلم)

نشریات اکیڈمی

از قلم میاں محمد جمیل

۱۔ دین تو آسان ہے
۲۔ برکاتِ رمضان
۳۔ آپ ﷺ کا حج
۴۔ انبیاءؑ کا طریقہ دعا
۵۔ سیرتِ ابراہیم علیہ السلام
۶۔ زکوٰۃ کے مسائل وفوائد
۷۔ اتحادِ امت اور نظم جماعت
۸۔ آپ ﷺ کا تہذیب وتمدن
۹۔ فضیلت قربانی اور اس کے مسائل
۱۰۔ مشکلات کیوں؟ نکلنے کے الہامی راستے
۱۱۔ جادو کی تباہ کاریاں۔ان کا شرعی علاج
۱۲۔ آپ ﷺ کی نماز‘ قیام سجود کی عملی تصاویر

منفرد تفسیر

فہمُ القرآن

ابن کثیر، کشاف، جامع البیان، رازی ودیگر عربی تفاسیر کا خلاصہ، اور تفسیر ثنائی‘ احسن، معارف، تدبر، تیسیر وتفہیم القرآن کے اہم نکات پر مشتمل‘ جدید وقدیم علوم کا سنگھم۔جس میں لفظی ترجمہ حل لغات، تفسیر بالحدیث کا التزام۔پہلے پانچ پاروں پر محیط جلد اول رمضان 2006 میں دستیاب ہوگی انشاء اللہ